بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

کتاب عوارف المعارف مصنفۂ عارف باللہ حضرت شیخ شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد سہروردی کا ترجمہ

اسم بامسمیٰ

3137

اردو ترجمہ عوارف المعارف

مترجمہ کاشف رموز طریقت ماہر اسرار معرفت مولانا مولوی ابوالحسن صاحب مرحوم

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں چھپکر شایع ہوا

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

سنہ ۱۹۲۶ء

اطلاع - اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جس کی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جس کے معائنہ و ملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے - اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہیں اُن میں بعض کتب اخلاق اُردو وغیرہ کی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا مزید ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کتب اخلاق و تصوف اُردو		بہ تفصیل ذیل	زیر طبع
		(جلد اوّل) ترجمہ دفتر ۱ و ۲ و ۳ -	؍
جامع الاخلاق ترجمہ اخلاق جلالی	۲ ؍	(جلد دوم) ترجمہ دفتر ۴ و ۵ و ۶	؍
باب دانش مولفہ مولوی محمد کریم بخش	۱ روپیہ	**شجرۂ معرفت محشی** انتخابات مثنوی	
ذخیرۂ سعادت - ترجمہ بھامنی بلاس کی پستک دو فصل اوّل و آخر کا ترجمہ تہذیب اخلاق میں مؤلفہ لالہ لالجی صاحب -		مولانا روم مترجمہ سید غلام حیدر صاحب	زیر طبع
	۲ ؍	**ترجمہ غنیۃ الطالبین** - یہ مستند اور مشہور تصنیف ہے جس میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی	
اوقات عزیزی - از سید غلام حیدر خان	۴ ؍	رحمۃ اللہ علیہ کے لکھے ہوئے رموز	
بحر الحقیقت - صلاح نفس میں	۲ ؍	تصوف موجود ہیں اور اسکی ترتیب	
آب حیات - اخلاق و موعظت میں مصنفہ منشی کامتا پرشاد صاحب	۳ روپیہ	اس طرح پر کی گئی ہے کہ اصل عبارت عربی ایک کالم میں ہے اور دوسرے	
پیراہن یوسفی - اُردو ترجمہ مثنوی مولانا روم کا نظم شعر بہ شعر اور حاشیہ پر اُردو میں حاصل مطلب مع فوائد تصوف کامل دو جلدون میں		میں اُردو ترجمہ دیا گیا ہے -	زیر طبع
		حدیقۃ الاخلاق - اخلاقی نصائح بطرز دلپسند ترجمہ میا بد پسندیدہ	
	زیر طبع	نہایت عمدہ کتاب	

فہرست عوارف المعارف کے پہلے حصّہ کی

فہرست عوارف المعارف کے دوسرے حصہ کی

بعون صانع بیچون و مکان و فضل خالق [illegible]

کتاب عوارف المعارف مصنفہ عارف باللہ حضرت شیخ شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد سہروردی کا ترجمہ

اسم بامسمّٰی

اردو ترجمہ عوارف المعارف

کامل

یہ ترجمہ کاشف رموز طریقت ماہر اسرار معرفت مولینا مولوی ابوالحسن صاحب مرحوم

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں مرتبہ طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا حصہ کتاب عوارف المعارف کا تصوف مین تصنیف عارف باللہ تعالے
شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد بن عبد اللہ سہروردی کی اللہ تعالے
اُسکی روح کو پاک اور اُسکی قبر کو منور کرے اور ہم کو اُس سے نفع بخشے آمین۔

ترجمۂ مؤلف

مصنف ابو حفص عمر بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عمویہ اور اُسکا نام عبد اللہ
بکری لقب شہاب الدین سعد بن حسین بن قاسم بن نصر بن قاسم بن نصر بن
عبد الرحمن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ فقیہ شافعی مذہب شیخ
صالح پارسا عبادت اور ریاضت مین بڑی کوشش کرنے والے اور راہ صواب
کی جستجو کرنے والے تھے اور صوفیہ سے ایک گروہ عظیم مجاہدہ اور خلوت مین اُسکے
ہجوم کر آیا اور آخر عمر مین اُسکا مثل اور نظیر نہ تھا اور اُسنے اپنے چچا ابو النجیب سے
صحبت رکھی اور تصوف اس سے اخذ کیا اور شیخ ابو محمد عبد القادر بن ابی صالح

حنبلی سے صحبت رکھی اور ایک معقول حصہ علم فقہ اور خلاف کا حاصل کیا اور علم ادب پڑھا اور برسوں مجلس وعظ آراستہ کی اور بغداد میں شیخ الشیوخ تھا اور اُسکی تصنیفات اچھی اچھی ہیں منجملہ اُنکے کتاب **عوارف المعارف** ہے جو اُن تصنیفات میں سب سے زیادہ مشہور ہی اور اُسکے کلام صوفیہ میں بہت اشعار ہیں سہروردمیں رجب کے آخر یا شعبان کے اوائل میں ۵۳۹ھ ہجری میں پیدا ہوا اور محرم ۶۳۲ھ ہجری کے آغاز میں بغداد کے اندر وفات پائی اور صبح کو سہروردی میں دفن ہوا جیسا کہ تاریخ ابن خلکان میں ہی اور اُسی میں عمویہ بھی ہی عین مہملہ کے زبر اور میم مضموم کی تشدید اور واو کے سکون اور طے مثناة تحتانی کے زیر سے اور سہرورد سین کے پیش اور ہاے ہوز کے سکون اور راے قرشت اور واو ہوز کے زبر اور دوسری راے قرشت کے سکون سے اور اُسکے آخر میں دال مہملہ ہی اور وہ ایک شہر زنجان کے پاس عراق عجم سے ہی۔

الحمد

تمام حمد وثنا اللہ تعالی کے لیے ہی بڑی اُسکی شان ہی قوی اُسکی قدرت ہی اُسکا احسان ظاہر اور اُسکی حجت اور برہان روشن ہی جلال مین اپنے مستور اور کمال مین اپنے یکتا ازل اور ابد مین عظمت کی ردا سے ملبوس ہی نہ وہم وخیال اُسکا مصور ہوتا ہی اور نہ حد ومثال اُسکا حصر کرتا ہی ہمیشہ کی عزت والا اور دائمی قائم ملک والا اور ایسی قدرت کا رکھنے والا جسکی حقیقت کا پانا محال ہی اور ایسی سطوت کا رکھنے والا جسکی پوری صفت کا رستہ چلنا دشوار ہی تمام کائنات قائل ہی کہ وہ صانع نو ایجاد ہی اور ذرات وجود کے چہرون سے ظاہر ہی کہ وہ انوکھا پیدا کرنے والا ہی عقل انسانی عجز اور نقصان سے نشان دار ہی اور فصیح زبانین بیان کی آراستگی مین وسعت درماندگی کو اپنے نفس لازم کیے ہوئے ہین اُسکے انوار جلال ذات کریم نے طائر فہم کے پر وبال کو جلا دیا اور عزت وجلال نے وہم کے رستون کو بند کر دیا اور انداز نظر بصیرت نے عظمت اور بزرگی کے سبب سر جھکا لیا اور فضاے جبروت مین فرط ہیبت سے مجال نہین پائی تو بصر تھک کر اُلٹی پھر آئی اور عقل نے جو اُسکی کنہ کبریا مین راہ نہ پائی تو درماندہ ہوکر واپس آئی پس منزہ اور پاک ہی وہ ذات کہ اگر اُسکی تعریف نہوتی تو معرفت اُسکی مشکل تھی اور اُسکی تحدید اور تکییف عقلون پر متعذر اور متعسر ہوتی بعد ازان اپنے بندون کے قلوب صافی کو لباس عرفان پہنایا اور خصائص احسان سے اپنے بندون سے اُنھین مخصوص کیا سو اُنکے قلوب عطیات انس سے مملو ہو گئے اور اُنکے دلون کے آئینے نور قدس سے روشن ہو گئے اسو اسطے امداد قدس کے قبول کو مہیا اور انوار علویہ کے ورود کے لیے مستعد ہو گئے اور انفاس معطر باذکار ہم نشینی اختیار کی اور ظاہر وباطن پر پرہیزگاری اور تقوی سے نگہبان مقرر کیے اور ظلمت البشری مین چراغ یقین روشن کیا اور دنیا کے فوائد اور لذات کو حقیر جانا اور ہوا کے شکار اور اُسکے لوازم سے انکار کیا اور رغبت اور رہبت کی سواریون پر بیٹھے

اور بساط ملکوت کو اپنی علو ہمت سے فرش بنایا اور معارج و معالی کی جانب اپنی گردنوں کو
بلند کیا اور لمعات قدسی کی طرف نگاہیں ڈالیں اور ملاء اعلیٰ سے اپنی فسانہ خوانی
اور ہم کلامی اختیار کی اور نور عزیز درجہ اقصیٰ سے زیادہ نگاہ اور مقام قرب کو اخذ کیا
ارضی اجسام ہیں مگر آسمانی قلوب انکے ہیں صورتیں فرشی مگر ارواح عرشی ہیں انکے نفوس
خدمت کی منزلوں میں سیر کر رہے ہیں اور انکی ارواح فضائے قرب میں اڑ رہی ہیں بندگی میں
انکے راستے مشہور اور نیزے کے کھچے انکے اطراف زمین میں پھیلے ہوئے ہیں ناواقف
انکے احوال سے کہتے ہیں کہ وہ گم ہو گئے حالانکہ وہ گم نہیں ہوئے مگر انکے احوال بلند
ہو گئے سو انھوں نے نہ پایا اور مقامات انکے اونچے چڑھ گئے سو انکو تیس نہ پہونچ سکے
ابدان کے ساتھ دنیا میں ہیں اپنے قلوب کے ساتھ مقام حدوث سے جدا ہیں
ارواح کو عرش کے اردگرد طواف ہے اور انکے دلوں کو نیکی کے خزانوں سے حاجت انکی
ہی ضرورت سے شب ہائے تاریک میں چین کرتے ہیں اور طلب کی آتش سے
دوپہر کی پیاس سے مزہ اٹھاتے ہیں نرزوں کے ساتھ متجانب شہوات مبتلی
ہیں اور تلاوت کی شیرینی کے ساتھ لذات کا معاوضہ لیا ہے انکے چہروں سے
بشرہ وجدان کے حسان سے بشاشت ٹپکتی ہے اور انکے باطن کے اسرار پر
نضارت عرفان غالب ہے ہمیشہ ہر ایک زمانہ میں علماء حقانی انہیں سے خلق کی دعوت
کرتے ہیں حسن متابعت سے انکو رتبہ دعوت ملا ہے اور متقین کے لیے وہ لوگ پیشوا
بنائے گئے ہیں اسی لیے ہمیشہ خلق میں ان کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور انوار
انکے مشرق اور مغرب میں چمک رہے ہیں جس نے انکی اقتدا کی وہ سیدھی راہ پر گیا
اور جسنے انکا انکار کیا وہ گمراہ ہوا اور حد سے متجاوز ہوا تو اللہ ہی کے لیے حمد و ستائش ہے
کہ اس نے کیا کیا بندوں کے لیے مہیا کیا اپنی بارگاہ کی خوشی سے کے برکات سے جو اہل دوار میں
اور درود و رحمت اسکے نبی اور رسول محمد پر اور آپکے آل و اصحاب پر جو بڑے بزرگ ہیں

بعد ازین اس قوم کے لیے جو ہدیہ پیش کرنا تھا اور اُنکی محبت جو مجھے اُنکے شرف احوال جان کر تھی اور اُنکی صحبت جو کتاب اور سنت پر ہی اور اُن دونوں کے سبب جو اللہ کریم سے فضل و کرم اُنپر تھے ان سب باتون نے مجھے برانگیختہ کیا کہ اس گروہ سے اس مختصر کے ساتھ بُرائی دور کرون اور چند باب حقائق او آداب مین تالیف کرون کہ وجہ صواب سے آشکار ہون اُن مقاصد مین جنپر اُنھون نے اعتماد کیا اور علم صریح کی شہادت سے اُنکے لیے مشعر اُن مطالب مین ہون جنکا اُنھون نے اعتقاد کیا اسواسطے کہ تشبیہ کرنے والے بہت ہوگئے ہین احوال اُن کے طرح طرح کے ہین اور اُنکے لباس مین بہت پردہ دار چھپے ہوئے ہین اور اعمال اُنکے فاسد ہوگئے ہین اور جو لوگ اُنکے بزرگون کے اصول نہین جانتے اُنکے دلون مین بدگمانی پہونچ گئی اور قریب تھا کہ وہ تسلیم نہ کرین اُنکی دقت کو اور مطعون کرین اس ظن سے کہ اُنکا حاصل صرف رسم کی طرف راجع ہی اور اُنکا تخصص محض رسم کی جانب عائد ہی اور اسمین جو میری نیت ہوئی وہ یہ ہی کہ قوم کا سواد زیادہ اُنکے طریقے کی نسبت سے اور اُنکی طرف اشارہ سے ہوا ہی اور بیشک حدیث مین وارد ہوا ہی کہ جسنے ایک قوم کی تعداد کو بڑھایا وہ اُنہین سے ہی اور مجھے اُسمین اللہ کریم سے صحت نیت کی امید ہی اور یہ کہ نیت نفس کے شائبون سے خالص ہو اور جو کچھ اُسمین مجھے اللہ تعالیٰ نے فتح یاب کی ہی وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطیہ ہی اور معرفت اور عشیات سے بزرگتر عوارف المعارف ہی اور یہ کتاب چھیاسٹھ باب پر مشتمل ہی اور اللہ تعالیٰ مددگار ہی پہلا باب علوم صوفیہ کی منشا مین دوسرا باب حسن اتباع کے ساتھ تخصیص صوفیہ کے بیان مین ہی تیسرا باب علم صوفیہ کی فضیلت کے بیان مین اور اسکے نمونہ کی طرف اشارہ ہی چوتھا باب احوال صوفیہ کی شرح اور اُنکے طریق مین جو اختلاف ہی پانچوان باب تصوف کے ذکر مین ہی چھٹا باب وجہ تسمیہ کے

بیان مین کہ صوفیہ کس لیے کہتے ہین ساتوان باب تصوف اور تشبہ کے ذکر مین ہے
آٹھوان باب خرقہ ملامتی کے ذکر اور اُسکے حال کی شرح مین ہے نوان باب
اُن لوگون کے بیان مین ہے جو منسوب بصوفیہ ہین اور صوفی نہین ہین دسوان باب
رتبہ مشیخت کی شرح مین ہے گیارھوان باب خادم شرح احوال اور اُسکے تشبہ
کے بیان مین بارھوان باب مشایخ صوفیہ کے خرقہ کے بیان مین تیرھوان
باب باشندگان خانقاہ کی فضیلت مین چودھوان باب اسکے بیان مین
کہ اہل خانقاہ کو اہل صُفّہ کے ساتھ مشابہت ہے پندرھوان باب اہل خانقاہ
کی خصوصیات مین ہے جو اُنکے باہمی معاہدون مین واقع ہے سولھوان باب
سفر اور مقام کے بیان مین جو اختلاف کہ اہل مشایخ مین ہے سترھوان باب
اُن چیزون کے بیان مین ہے کہ فرائض اور نوافل اور فضائل سے جنکی طرف مسافر
کو حاجت ہے اٹھارھوان باب اسکے اندر کہ کس طرح سے سفر سے آئے اور خانقاہ
مین داخل ہو اور اُسکے ادب کیا ہین اُنیسوان باب اُن متسبب کے احوال مین ہے بیسوان باب
اُس شخص کے بیان مین جو فتوح سے کھائے اکیسوان باب صوفی مجرد اور متاہل کے
بیان مین بائیسوان باب سماع کی بابت جو قول کہ قبول اور اثبات کے لیے ہے تیئیسوان
باب سماع کی بابت جو قول کہ انکار و تردید کے لیے ہے چوبیسوان باب سماع کی بابت
جو ترفع اور استغنا کی روسے ہے پچیسوان باب سماع کی بابت جو بروے ادب اور اعتبار
کے ہے چھبیسوان باب اُن چلون کی خاصیت جسکا التزام صوفیہ نے کیا ہے ستائیسوان
باب چلون کے فتوح کے بیان مین ہے اٹھائیسوان باب اسکے بیان مین کہ چلون کے ایام
کس طرح داخل ہو انتیسوان باب اخلاق صوفیہ اور شرح خلق مین ہے تیسوان باب
تفصیل اخلاق کے ذکر مین اکتیسوان باب ادب اور اُسکے مرتبہ مین جو تصوف سے ہے بتیسوان
باب آداب حضرت مین جو اہل قرب کے واسطے ہے تینتیسوان باب طہارت کے آداب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب علوم صوفیہ کے منشا اور مبدا کے بیان مین ہی

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ سے باسناد روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہر آئینہ میرے مثل اور اُس چیز کے جسکے ساتھ اللہ تعالی نے مجھے بھیجا اُس شخص کی سی مثل ہی جو ایک قوم کے پاس آیا اور کہا اے میری قوم واقعی مین نے اپنی آنکھون سے لشکر دیکھا ہی اور تحقیق مین برہنہ ڈرانے والا ہون ہان جلدی بھاگو اور بچو یہان ذرا نہ ٹھہرو تو اُسکا کہنا ایک گروہ نے اُسکی قوم سے مان لیا اور سر شام وہان سے چل کھڑی ہوئی اور دھیرے دھیرے روانہ ہوئی اور بچ گئی - اور ایک گروہ نے اُنمین سے تکذیب کی اور جہان تھے وہین رہ گئے انکو صبح ہوئی تو صبح ہی لشکر اُنکے سر پر جا پہونچا اور اُنکو ہلاک کیا اور بیخ و بن سے اُنھین اُکھیڑ ڈالا - پس یہ مثل اُن لوگون کی ہی جنھون نے میری فرمانبرداری کی اور جو چیز مین لایا اُسکی پیروی کی اور مثل اُنکی ہی جنھون نے میرا کہنا نہ مانا اور جو چیز مین لایا حق سے اُسکو جھٹلایا - اور فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مثل اُس شے کے ہدایت اور علم سے کہ اللہ تعالی نے اُسکے ساتھ مجھے بھیجا ایک بھاری مینہہ کی سی مثل ہی جو زمین کو پہونچا تو ایک قطعہ

سلہ ایام جاہلیت عرب کی عادت تھی کہ کوئی دشمن کا لشکر وغیرہ اگر چڑھ کر آتا تھا تو جو آدمی پہلے اسکو دیکھتا اپنے کپڑے اُتار کر ہاتھ مین لیکر قوم کی طرف بھاگا جاتا تھا جس سے قوم ہوشیار ہو کر اپنا بندوبست کر لیتی تھی اور اسکو ننگا ایک ڈرانے والا مقرر کر رکھا تھا ۱۲

جس زمین کا اچھا قابل زراعت تھا پانی کو پی گیا اور اُسمین خوب گھانس پیدا ہوئی
اور سبزہ اُگا اور ایک قطعہ اُسمین کا جھیل اور تالاب تھا اُسمین پانی رُکا اور جمع ہوا تو
اللہ تعالیٰ نے خلق کو اُس سے نفع پہونچایا اور لوگون نے خود بھی پانی پیا اور اورون
کو بھی پلایا اور کھیتی باڑی کی اور ایک قطعہ اُسمین کا اوسر تختہ تھا نہ پانی اُسمین ٹھہرا اور
نہ سبزہ اُسمین جما پس یہ مثل اُسکی ہے جو دین الٰہی مین فقیہ ہوا اور اُسکو نفع اُس
شے نے دیا جسکے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا پھر وہ خود صاحب علم ہوا اور دوسرون
کو بھی علم سکھلایا اور مثل اُس شخص کے جو اس سے متنبہ اور بیدار نہوا اور نہ اللہ تعالےٰ
کی ہدایت کو مانا جسکے ساتھ مین بھیجا گیا شیخ رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قلوب
صافی اور نفوس قدسی اُسکی پذیرائی کو بنائے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم لائے
تب صفائی کا تفاوت اور طہارت کا اختلاف فائدہ اور نفع مین ظاہر ہوا پس بعضے
قلوب تو زمین اچھی قابل زراعت کے مثال ہین جسمین سے گھانس اور سبزہ پیدا ہوتا ہے
اور یہ اُسکے مثل ہے کہ فی نفسہ علم سے نفع اُٹھایا اور ہدایت پائی اور اُسکو نفع اُسکے علم نے
دیا اور متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طریق مستقیم کی طرف اُسکی رہنمائی کی
اور بعضے قلوب وہ ہین جو اخاذات یعنی تالابون کے مثال ہین اخاذات جمع اخاذہ
کی ہے اور وہ تال اور جھیل ہے جسمین پانی جمع ہوتا ہو پھر صوفیہ اور مشایخ سے علما ہے
کے نفوس اور قلوب پاک صاف ہو گئے اور وہ مزید اتبناع کے ساتھ مختص ہوئے
اور جھیل تالاب بن گئے حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مین اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین رہا تو اُنکو مین نے جھیل تالابون کے مثال
پایا اسواسطے کہ دل اُنکے حافظ اور نگہبان تھے اور علوم کے ظروف بن گئے اُس صفائی
کی بدولت جو اُنکو روزی اور نصیب ہوئی حضرت عبد اللہ بن حسن رضی اللہ عنہما
نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَتَعِيَهَا اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ یعنی سُنین اُسکو یاد رکھنے والے

کان تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ مین نے
اللہ سے چاہا ہی اے علی کہ ایسے تیرے کان بنا دے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے فرمایا کہ مین اُسکے بعد کسی چیز کو نہ بھولا اور بھول مجھے نہیں تھی ابو بکر واسطی رحمہ اللہ
نے کہا کہ ایسے کان جنھون نے اللہ سے اُسکے اسرار سُنے اور اُسی نے کہا داعیہ اپنے
اپنے معدن مین ہی کوئی شے اُسمین سوا اسکے نہیں ہی جسکو مشاہدہ اُسنے کیا پس وہ خالی
اسکے ماسواے ہی درین صورت طبیعتون کا اضطراب ایک قسم کے جہل کے سوا اور کچھ
نہیں ہی پس صوفیہ کے قلوب حافظ ہین اس لیے کہ دنیا کی طرف اُنھون نے رغبت
کم کی بعد ازانکہ تقوے کی جڑ بنیاد کو خوب مضبوط اور مستحکم کر لیا تو پرہیز اور تقوی سے
اُنکے نفوس پاک اور زہد سے اُنکے قلوب صاف ہو گئے پھر جب دنیا کے کاروبار کو زہد
کی تحقیق سے نیست اور نابود کر دیا تو اُنکے باطنون کے مسامات کھل گئے اور گوش
دل سے اُنھون نے سُنا اور اُسپر مدد اُنکی دنیا کے زہد نے کی پس علمار تفسیر اور آئمہ حدیث
اور فقہار اسلام نے علم سے کتاب اور سنت کا احاطہ کیا اور دونون سے احکام کا استنباط
کیا اور نئے نئے معاملون کو اصول نصوص کی جانب راجع کیا اور اللہ تعالیٰ نے
اُنکے باعث دین کی حمایت اور حفاظت کی اور علمار تفسیر نے شناخت کرا دیے وجہ
تفسیر اور علم تاویل اور عرب کے طریقے لغت مین اور صرف نحو کے عجائب غرائب اور
اصول قصص اور اختلاف وجوہ قراءۃ کے اور اسمین بہت کتابین بنا ڈالین تب
اُنکے طریقے سے امت مرحومہ پر علوم قرآنی وسیع اور فصیح ہو گئے اور ائمہ حدیث
نے احادیث صحیح اور حسن مین تمیز کی اور راویون کے پہچانے اور رجال کی معرفت سے
سلب یکتاے زمانہ ہو گئے اور جرح اور تعدیل سے کے ساتھ حکم لگائے تاکہ صحیح سقیم سے
جان پڑے اور کج راست سے متمیز ہو کہ اُسکے طریقے سے روایت اور سند کا طریقہ حفظ
سنت کا محفوظ اور مصئون رہے اور فقہا نے اسمین کوشش کی اور جد و جہد کر کے احکام

کا استنباط کریں اور مسائل کی تخریج اور معرفت تعلیل اور فروع کو اصول کی طرف پھیر لائیں علتہائے جامعہ سے اور نئے مسائل کو نصوص کے حکم سے کامل کریں اور علم فقہ و احکام سے علم اصول فقہ اور علم خلاف پیدا ہوا اور علم خلاف سے علم جدل نکلا اور علم اصول دین کا سب سے زیادہ محتاج علم اصول فقہ کا ہی اور انکے علم سے علم فرائض ہوا اور اس سے علم حساب اور جبر و مقابلہ وغیر ذلک لازم آیا پھر تو شریعت خوب پھیل گئی اور مضبوط و استوار ہو گئی اور سید ھا سچا دین مستقیم اور قائم ہو گیا اور ہدایت نبوی مصطفوی بجد ارا اور شاخ در شاخ ہو گئی تب قلوب علما کی زمین نے اس وجہ سے کہ ہدایت اور علم کا آب حیات پی لیا تھا خوب سے چراگاہ اور سبزہ زار پیدا کیے قال اللہ تعالیٰ انزل من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرہا فرمایا اللہ تعالیٰ نے نازل کیا آسمان سے پانی پھر بہ نکلے رود خانے اپنے اپنے اندازہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا پانی علم ہی اور رود خانہ قلوب ہیں ابو بکر واسطی نے کہا اللہ اُس سے راضی ہو اللہ تعالیٰ نے ایک بڑا موتی صاف شفاف پیدا کیا پھر اُسے چشم جلال سے نظارہ کیا تب وہ حیا کے مارے پانی پانی ہو گیا اور بہ نکلا پس فرمایا انزل من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرہا تو دلوں کو یہ پانی پہونچا تو وہ صاف اور پرجلا ہو گئے۔ اور ابن عطا نے کہا انزل من السماء ماء یہ ضرب المثل اللہ تعالیٰ نے بندہ کے لیے فرمائی اور یہ اسلیے کہ جب سیلاب رود خانوں میں بہتی ہی تو انمین کسی نجاست کو بغیر صاف کیے نہیں رہتی اور سب اپنے ساتھ بہا لیجاتی ہی اسیطرح جب نور کا سیلان ہوتا ہے جسے بندوں کے لیے فی نفسہ اللہ تعالیٰ نے تقسیم کیا ہی تو انمین نہ کوئی غفلت باقی رہتی ہی اور نہ کوئی ظلمت رہتی ہی انزل من السماء ماء یعنی آتارا آسمان سے حصہ نور کا فسالت اودیۃ بقدرہا یعنی قلوب میں انوار بہ نکلے جسقدر کہ اُنکے لیے روز ازل میں اللہ تعالیٰ نے تقسیم کیا تھا فاما الزبد فیذہب جفاء و اگر کف ہی تو جاتا

رہے گا باطل پھر قلوب روشن اور منور رہو جاتے ہین کہ اُنمین کسی طرح کا میل اور
کوڑا باقی نہین رہتا واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض ناحق اور ناچیز جاتے رہتے ہین
اور حقیقتین باقی رہتی ہین اور بعضون نے کہا انزل من السماء ماء یعنی اُتارین آسمان
سے انواع اقسام کی کرامات تو ہر ایک قلب نے اپنے حصہ اور نصیب کو لے لیا پھر
بہ نکلے رود خانہ قلوب علماء تفسیر وحدیث اور فقہ کے اپنے اپنے اندازہ سے
یا کہ بہ نکلے رود خانے قلوب صوفیہ کے جو علماء تارک الدنیا ہین اور حقایق تقوی کو
مضبوط پکڑے ہوئے ہین اپنے اندازہ سے پھر جسکے باطن مین لوث دنیا نے محبت کی ہو
زیادہ مال وجاہ اور طلب مناصب اور رفعت کی تو اُسکے دل کا رود خانہ اپنے
موافق بہتا ہو اور علم ایک جزو صالح حاصل کیا اور حقائق علوم سے اُس نے حصہ
نہ پایا اور جسنے دنیا کی طرف رغبت نہین کی تو اُسکے دل کا وادی کشادہ ہو گیا اور
اُسمین علم کا پانی بہ نکلا اور جمع ہو گیا اور تالاب جھیل بن گیا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ
سے کہا گیا کہ ایسا ہی کہا ہو فقہا نے آپ نے فرمایا کہ آیا کوئی فقیہ تو نے کبھی دیکھا ہو؟
فقیہ وہی ہو جسکو دنیا کی طرف رغبت نہو پس صوفیہ نے علم درست سے حصہ حاصل
کیا پس اُنکو علم درست نے فائدہ عمل کا علم کے ساتھ دیا پھر جب اُنھون نے عمل کیا اُن
چیزون پر جنکا اُنھین علم ہوا تو عمل نے اُنکو علم وراثت کا فائدہ دیا پس وہ سب
علما کے شریک اُنکے علوم مین ہین اور زاید علوم کے سبب اُنسے ممتاز ہو گئے
اور وہ علوم وراثہ ہین اور علم وراثت تفقہ علم مین ہو قال اللہ تعالی فلولا نفر من کل
فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین ولینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم یعنی اللہ تعالے
نے فرمایا سو کیون نہین نکلے اُنکے ہر ایک فرقہ مین سے ایک جماعت تاکہ تفقہ حاصل
کرین دین مین اور آگاہ کرین اور خوف دلائین اپنی قوم کو جبکہ واپس اُنکے پاس جا
آوین پس انذار فقہ سے مستفاد ہوا اور انذار زندہ کرنا اُن لوگون کا ہو جو ڈرائے

گئے ہیں علم کے آب حیات سے اور علم کے ساتھ زندہ کرنا رتبہ اُس شخص کا ہے جو دین میں فقیہ ہو تو تفقہ دین میں اعلیٰ اور اکمل مراتب سے ہوا اور وہ علم ایسے عالم کا ہے جو دنیا کی طرف راغب نہوا اور ایسے متقی پرہیزگار کا جو اپنے علم کے باعث تہہ انداز کو پہونچتا ہے اس سے پایا گیا کہ علم اور ہدایت کی اول در درگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کہ علم اور ہدایت اُنپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وارد ہوئی پھر اسکے ساتھ وہ توانا اور موٹا تازہ ظاہر اور باطن میں ہوگیا اور اُسکی توانائی اور تندرستی سے دین قوی پشت ہوگیا اور دین انقیاد و خضوع یعنی فروتنی اور تواضع ہے کہ دونوں سے مشتق ہوا ہیں جو چیز کہ پست ہوئی وہ ادون ہے تو دین یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو پست اپنے رب کے واسطے کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ راستہ بنا دیا تمھارے لیے دین میں وہی جو نوح علیہ السلام کو اُسکے ساتھ نصیحت کی اور جو کچھ کہ تیری طرف ہم نے وحی بھیجی اور جو کچھ کہ اُسکے ساتھ ابراہیم اور موسیٰ اور عیسے علیہم السلام کو نصیحت کی کہ دین کو قائم رکھو اور اُسمین تفرقہ نہ ڈالو کر دین میں تفرقہ ڈالنے سے لاغری اعضا پر غالب ہوجاتی ہے اور علم کی تر و تازگی اُنسے دور ہوتی ہے اور نضارۃ جو ظاہر میں ہوتی ہے اعضا کی زیب و زینت سے اسطرح ہر کہ نفس و مال میں انقیاد ہو سو وہ قلب کے تازہ اور توانا ہونے سے حاصل اور مستفاد ہوتی ہے اور علم سے قلب اپنے تازہ و توانا ہونے میں ایک دریا کی مثال ہے پس قلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم وہبی کے ساتھ بحر مواج ہوگیا پھر اُسکے بحر تاب سے نفس تک جا ملا پس اُسکے نفس شریف پر علم وہبی کی تر و تازگی نمایان ہوئی تب نفس کے صفات اور اخلاق بدل گئے اُسکے بعد اعضا اور جوارح کی طرف نہر پھوٹ کر جا ملی اُسوقت وہ خوب تر و تازہ اور سیراب و شاداب ہوگئے پس ہرگاہ کہ ہر طرح کی تر و تازگی سے لبریز اور ہرے بھرے ہوگئے تو حق سبحانہ تعالیٰ نے آپ کو خلق کی طرف

بھیجا تب تو آپ امت پر آن پہونچے قلب بانے کہ ساتھ علوم کے زور کے پانی سے
لہریں مارنے والا تھا فہوم کی نہریں اُسکے سامنے آئیں اور ہر ایک
نہریں اُسکے دریا سے ایک حصہ پانی کا روان ہوا اور یہ حصہ جو فہوم سے جا ملا
وہی فقہ دین ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہی کہ فرمایا نہیں عبادت کی گئی اللہ عز وجل
کی کسی چیز سے جو فقہ دین سے اعلیٰ اور افضل ہو اور ہر آئینہ ایک فقیہ تن تنہا
بہت بھاری اور سخت شیطان پر ہزار عابد سے ہی اور ہر ایک شے کے لیے ایک ستون
ہی اور اس دین کا ستون فقہ ہی اور امیر معاویہؓ نے خطبہ پڑھتے ہوے کہا سنا
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جس شخص کے ساتھ اللہ
خیر کا ارادہ کرتا ہی اُسکو دین میں فقیہ کر دیتا ہی اور ہر آئینہ میں فقط قاسم ہوں اور اللہ
عطا کرنے والا ہی شیخ نے کہا جب علم دل تک پہونچا تو دل کی آنکھ کھل گئی اور حق و
باطل کو دیکھا اور اُسکو ہدایت کی امتیاز غوایت سے ہوئی اور جسوقت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کے سامنے یہ آیت پڑھی فمن یعمل مثقال ذرة خیرا
یرہ ومن یعمل مثقال ذرة شرا یرہ یعنی پس جسنے ذرہ بھر بھلائی کی وہ دیکھ لیگا اور جسنے
ذرہ بھر بُرائی کی وہ دیکھ لیگا اعرابی بولا حسبی حسبی یعنی بس بس یہ مجھے کافی ہی یہ مجھے
کافی ہی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص فقیہ ہو گیا اور حضرت عبد اللہ
بن عباس نے روایت کی کہ افضل عبادت فقہ دین ہی اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے
فقہ قلب کی صفت کی ہی پس فرمایا لہم قلوب لا یفقہون بہا یعنی اُنکے دل ایسے ہیں
کہ آیات قرآنی کو اُنکے ساتھ نہیں سمجھتے پس جبکہ وہ فقیہ ہوئے تو اُنھیں علم ہوا اور
جب اُنھیں علم ہوا تو اُنھوں نے عمل کیا اور جب وہ عامل ہوے تو معرفت حاصل کی
اور جب وہ عارف ہوے تو مہتدی ہو گئے اسواسطے جو کوئی بڑھکر فقیہ ہوا تو اُسکا

بڑا سریع الاجابت اور بہت ہی مطیع دین کے معالم اور نشانات اور نور یقین کا بڑا حصہ دار
ہوا پس علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک جملہ وہبی قلوب کے لیے ہی اور معرفت اس
جملہ کی تمیز اور امتیاز ہی اور ہدی یعنی راہ رست پانا قلوب کا وجدان در یافتنا اُسکا ہی
تو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ فرمایا مثل ما بعثنی اللہ بہ من الھدیٰ والعلم
یعنی مثل اُس شے کی جسکے ساتھ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا اور وہ ہدیٰ اور علم ہی تو آپ نے
خبر دی کہ ہر آئینہ قلب نبوی نے علم پایا اور تھا ہادی اور ہدی اور علم آنحضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اُن دونوں ہدی اور علم سے ایک وراثت مرکبہ حضرت ابو البشر
آدم علیہ السلام سے ہی اس طرح پر کہ سکھلائے اُنکو سب اسما اور نام اور نشان سب اشیاء
کے پس کرم کیا اللہ تعالیٰ نے علم سے اور فرمایا او تعالیٰ نے علم الانسان ما لم یعلم یعنی
انسان کو سکھلا دیا جو کچھ وہ نہین جانتا تھا پھر آدم مین جب علم اور حکمت کو ترکیب
دی تو حاصل اُس سے ہوا فہم اور فطنت اور معرفت و رافت و لطف اور حب و بغض فرح
اور غم اور رضا و غضب اور کیاست بعد اُسکے ان سب کے استعمال کا اُس سے اقتضا کیا
اور اُسکے قلب کے لیے بینائی دی اور راہ اُسنے پائی اللہ تعالیٰ کی طرف اُس نور سے
جو اُسکو ارزانی فرمایا تب حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے اُمت کی طرف اُس نور کے ساتھ
جو ورثہ مین ملا اور اُس نور کے ساتھ جو خاص آپ کو عطا ہوا اور بعضون نے کہا ہی کہ جب
اللہ تعالیٰ نے آسمانون اور زمین سے خطاب اس قول کے ساتھ کیا ائتیا طوعا او کرھا
یعنی آؤ تم دونون خواہ نخواہ کہا اُن دونون نے اتینا طائعین یعنی آئے ہم فرمانبردار
حکم کے بانڈھے تو زمین سے مقام کعبہ نے بات کہی در جواب دیا اور آسمان سے اُس
مقام نے جو کعبہ کے مقابل تھا اور ہر آئینہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے
کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل طینت ناف زمین سے مکہ مین تھی پس
بعض علما نے کہا یہ قول اشعار کرتا ہی کہ زمین سے جسنے جواب دیا وہ ذرہ مصطفےٰ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور کعبہ کی جگہ سے زمین پھیلائی گئی ہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پیدائش میں اصل ٹھہرے اور سب کائنات اُنکی تبع و پیرو ہین اور اسی کی طرف
اشارہ ہی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نبی تھا اور آدم پانی اور مٹی کے
درمیان تھے اور بعضے روایت مین ہی روح اور جسد کے درمیان اور کہا گیا اسی واسطے
آپ کا نام امی رکھا گیا کہ مکہ ام القری ہی اور ذرہ اُسکا ام الخلیقہ ہی اور تربت
شخص کی مدفن اُسکا ہی پس وہ مقتضی اسکا تھا کہ مدفن اُسکا مکہ مین ہو کہ مٹی اُسکی
وہین کی تھی ولیکن یہ قول ہی کہ جب پانی بھر آیا تو کف اطراف وجوانب مین پھینک
دیا پس جوہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہان واقع ہوا جو مقابل اُسکی تربت کے
مدینہ مین ہی اسلیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے کی مدنی پیدائش آپ کی مکہ مین اور
تربت آپ کی مدینہ مین اور جو ہم نے پہلے ذکر کیا ہی اُسمین اشارہ ذرہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ ہی جو اللہ تعالی نے فرمایا واذ اخذ ربک من بنی آدم
من ظہورہم ذریتہم واشہدہم علی انفسہم الست بربکم قالوا بلی یعنی اور جسوقت تیرے
پروردگار نے نکالی بنی آدم کے پیٹھون سے ذریات اُنکی اور اقرار اُنسے لیا اُنکی ذات
پر کیا مین تمھارا پروردگار نہین ہون وہ بولے ہان البتہ حدیث مین آیا ہی کہ ہر آیئنہ
اللہ تعالی نے آدم کی پشت پر ہاتھ ملا اور اُس سے نکالی اولاد اُسکی جیسی صورت چیونٹی
کی ہو نکلنا چاہا چیونٹیون نے آدم کے بالون کے مسامات سے پس وہ نکلین جیسے
پسینہ نکلتا ہی اور جس نے کہا کہ بعضے فرشتون نے ہاتھ لگایا تو فعل کی نسبت
سبب کی طرف ہوئی اور بعض کا قول ہی کہ مسح کے معنی ہین شمار کیا جسطرح زمین
پیمائش سے گنی جاتی ہی اور یہ ماجرا بطن نعمان کا ہی جو ایک وادی عرفہ کے برابر مکہ
اور طائف کے بیچ مین ہی یہ جب خطاب ذریات سے کیا اور بلی کے ساتھ اُنھون نے
جواب دیا تو اقرار نامہ سفید اور روشن ورق پر لکھا گیا اور فرشتون نے اُسپر گواہی

لکھی اور سنگ اسود مین اُسکو رکھ دیا پس ذرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہی جواب دینے والا تھا زمین سے اور علوم وہدیٰ ایسُن دو جز اسطرح جلے ہوئے تھے معجون مین تو بھیجا علم اور ہدیٰ کے ساتھ جو موروثی تھے آپ کے اور وہبی خداداد تھے اور کہا گیا ہو کہ جب اللہ تعالیٰ نے جبرئیل اور میکائیل کو بھیجا تاکہ وہ دونون زمین سے مٹھی بھر لاوین تو زمین نے انکار کیا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے عزرائیل کو بھیجا تو زمین سے ایک مٹھی بھر لایا اور ابلیس نے زمین کو اپنے دونوں قدم سے روند ڈالا تو بعضی زمین اُسکے دونون قدم کے درمیان ہوگئی اور بعضی زمین اُسکے قدمون کی جگھون سے زیر پایہ ہمن آگئی تو نفس اُس سے مخلوق ہوا جسے ابلیس کا قدم چھو گیا اور وہ خانہ شر ہوگیا اور بعضی زمین کہ اس تک ابلیس کا قدم نہین پہونچا تو اس مٹی سے انبیا اور اولیا کی اصل ہی اور ذرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نظرگاہ حق تعالیٰ تھا عزرائیل کی مٹھی مین سے کہ نہین چھو گیا تھا اُسے قدم ابلیس کا پھر اُسکو جہل کا حصہ نہین پہونچا بلکہ وہ مسلوب بجہل اور علم سے کثیر الحظ ہوگیا پس اللہ تعالیٰ نے اُسکو علم وہدیٰ کے ساتھ بھیجا اور اُسکے قلب سے اور قلوب کی طرف اور اُسکے نفس سے اور نفوس کی طرف منتقل ہوا تو اصل طہارت طینت مین مناسبت واقع ہوئی اور تعارف اول سے تالیف حاصل ہوئی درین حالت جو کوئی طہارت طینت کی نسبت سے قریب تر مناسبت رکھتا تھا وہی زیادہ بہرہ مند علم وہدیٰ سے ہوا پس قلوب صوفیہ قریب تر مناسبت مین تھے تو انھین نے بڑا حصہ علم سے حاصل کیا اور باطن انکے تھیل اور تالاب بن گئے پھر علم سیکھا اور اُسپر عمل کیا جیسے وہ تالاب کہ اُنسے پانی بھی پیتے ہین اور کھیتیان بھی سینچی جاتی ہین اور ہماس تقویٰ کے احکام سے اُنھون نے علم دراست اور علم وراثت کے فائدون کو باہم جمع کر دیا اور جب نفوس پاک اور مزکا ہوگئے تو اُنکے قلوب کے آئینہ تقویٰ کے صیقل سے

مجلے ہو گئے تب اُنمین صور اشیا اپنی ہئیت اور ماہیت پر ظاہر ہو گئین تو دنیا
اپنی قبح سے ظاہر ہوئی اُسے ترک کیا اور آخرت اپنے حسن سے جلوہ گر ہوئی اُسے
طلب کیا پھر جبکہ دنیا مین اُنھون نے کم رغبتی کی تو اُنکے باطنون مین انواع و اقسام
کے علوم خوب ٹوٹ ٹوٹ کر گرے اور علم درایت کے ساتھ علم وراثت بھی مل گیا اور سمجھے
کہ جو احوال بندا اس کتاب مین ہم صوفیہ کی طرف منسوب کرین وہ احوال مقربین
مین اور اصل صوفی مقرب ہی اور قرآن مین اسم صوفی نہین ہی اور صوفی کا اسم
ترک ہی اور رکھا گیا ہی مقرب کے لیے اُس وجہ سے جسکی شرح ہم اُسکے باب مین
لاینگے اور یہ نام اہل قرب کے لیے بلاد اسلام کے شرق و غرب مین نہین جانا اور
پہچانا جاتا بلکہ اہل رسم کے لیے معروف ہی اور بہت سے حضرات مقربین بلاد عرب
اور ترکستان اور ماوراء النہر مین موجود مین اور وہ صوفیہ کے نام سے مشہور نہین مین
ہواسطے کہ لباس صوفیہ نہین پہنتے اور الفاظ مین کچھ منع اور حذر نہین ہی تو معلوم
رہنا چاہیے کہ صوفیہ سے ہماری مراد مقربین ہین پس مشایخ صوفیہ وہ ہین جنکے آثار
طبقات اور غیر ذالک کل کتابون مین ہین کہ مقربین کے طریق پر تھے اور اُنکے علوم
احوال مقربین کے علوم مین اور جو کوئی منجملہ ابرار مقربین کے مقام ملک کا مطلع ہوا تو
وہ متصوف مین جبتک کہ اُنکے احوال سے متحقق یعنی صاحب حال نہین ہو پھر
جسوقت کہ اُنکے ذوالاحوال ہو گیا تو وہ صوفی بن گیا اور ان دونون کے سوا جو ہم
مین کہ اُنکے لباس اور نسبت ممتاز مین وہ متشبہ مین اور ہر ایک کی علم کے دریافت علاوہ

دوسرا باب حسن استماع کے ساتھ تخصیص کے بیان مین

زید بن ثابت سے روایت ہی کہ سُنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے
اللہ تعالی خوش و خرم رکھے اُس شخص کو جسنے ایک حدیث مجھ سے سنی اور اُسے
یاد رکھی جتنے کہ دوسرے شخص کو وہ حدیث پہونچائی بہت سے [illegible]

اُنھون نے جانا اور بوجھا اُس شخص تک کہ وہ بڑا فقیہ ہی اور بہت سے عامل ہین کہ اُنھون نے جانا اور وہ فقیہ نہین ہین ہر ایک خیر کی بنیاد حسن استماع اور خوب سننا ہی قال اللہ تعالیٰ ولو علم اللہ فیہم خیرا لاسمعہم یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی اور اگر جانتا اللہ تعالیٰ اُنمین خیر اور نیکی تو البتہ اُنکو سناتا بعض صوفیہ کہتے ہین خیر کی علامت سماع مین یہ ہی کہ بندہ اُسکے پورے وصاف کے ساتھ اُسکو سنے اور حق کے ساتھ اُسے حق سے سماعت کرے اور بعض نے صوفیہ مین سے کہا ہی اگر اُنکو سماعت کا اہل اور قابل جانتا تو سننے کے لیے اُنکے کان کھول دیتا پس جس شخص کے وسوسے مالک بن گئے اور اُسکے باطن پر حدیث نفس غالب ہو گئی تو وہ حسن استماع پر قدرت نہین رکھتا تو صوفیہ اور اہل قرب نے جب سمجھ لیا کہ ہر آئینہ کلام اللہ تعالیٰ کا اور رسول کا اُسکے اُسکے بندون کی طرف اور خطابات اُسکے اُنھین کے واسطے ہین تو اُنھون نے دیکھا کہ ہر ایک آیت اُسکے کلام سے تعالےٰ شانہ علم کے دریاؤن مین سے ایک دریا ہی اُن باتون کے سبب جنکو وہ متضمن اور مشتمل ہی علم کے ظاہر اور باطن اور جلی اور خفی سے اور بہشت کے دروازون مین سے ایک دروازہ ہی باین اعتبار کہ وہ آیت آگاہ اور ہوشیار کرتی ہی یا اُسکی طرف عمل سے بلاتی ہی اور دیکھا اُنھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو اس صفت کا کہ آپ اُسکے ساتھ ہوا سے نطق نہین فرماتے ہین نہین ہی وہ مگر وحی کہ اللہ کی طرف سے بھیجی گئی ہی سماع اُسکی طرف متعین ہوتا ہی تو جتنی باتین اُسکے پاس ہین اُنمین سب سے اہم اور مہتم بالشان استعداد سماع کی ہی اور دیکھا کہ خوب کان دیکر سننا ملکوت کے دروازہ کھٹ کھٹانا اور رغبت اور خوف کی برکت کا تنزل کرنا ہی اور دیکھا کہ وسوسے وخطرات وہی جو نفس امارہ کی آتش سے اُٹھتے دھوئین اور عفونت ہی جو شیطان کی پھونک مارنے سے فراہم ہو جاتی ہی ور حظوظ فانی اور مزہ دنیاوی جو ہوا وہوس کی لپیٹ اور

تباہی کی الیسٹ مین ایندھن کی مثال ہین جس سے آگ زیادہ بھڑکے اور قلب اُسکے
سبب زیادہ تنگی کو پہونچے تو دنیا کو اُنھون نے چھوڑدیا اور اپنی رغبت کو اُسکی
طرف سے پھیر دیا پس جبکہ آتش نفس سے اُسکی لکڑیان الگ ہوگئین اور شعلہ اُسکے
بھڑکنے سے ٹھہرے اور دھوان اُسکا کم ہوگیا تو اُنکے باطن اور قلوب حاضر علوم
کے موقعون مین ہوے اور صفائی فہم کی اُسکے گھاٹون پر آموجود ہوئی پھر جب کہ
وہ حاضر ہوئی تو سماعت کی حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ہے آیۂ اسمین پند و نصیحت
اُس شخص کے لیے ہین جسکو قلب حاصل ہو یا کان اُسنے لگایا اور وہ حاضر اور متوجہ
تھا حضرت شبلی رحمۃ اللہ نے کہا قرآن کی نصیحت اُس شخص کے لیے ہین جسکا قلب
اللہ تعالی کے ساتھ حاضر ہے کہ ایک آن اور ایک لحظہ اُس سے غافل نہین ہوتا حضرت
یحیی بن معاذ رازی نے کہا قلب دو قلب مین ایک قلب ہے جو دنیا کے اشغال سے
بھر گیا ہے حتی کہ جب کوئی چیز امور طاعت سے پیش آئی تو وہ صاحب دل نہین جانتا
کہ وہ کیا کرے اس باعث کہ دل اُسکا دنیا مین مشغول ہے اور ایک قلب وہ ہے
کہ آخرت کے احوال سے پُر ہوگیا حتی کہ جب کوئی چیز امور دنیا سے سامنے آئی تو وہ
صاحب دل نہین جانتا کہ کیا کرے اس وجہ سے کہ اُسکا دل آخرت کی طرف
جاتا رہا ہے تو بس دیکھ لے کتنا فرق ہے ان جمے ہوے فہمون کی برکت مین اور اُن
اشغال فانی کی شامت مین جنکے باعث اطاعۃ الٰہی سے کھٹک رہا بعض صوفیہ
نے کہا ہے لمن کان لہ قلب سلیم من الاعراض والامراض یعنی اُس شخص کے لیے جسکو
قلب اعراض اور امراض سے سادہ اور سلامت حاصل ہو حسین ابن منصور نے کہا
کہ اُس شخص کے لیے جسکو ایسا قلب حاصل ہو جسمین شہود حق کے سوا کوئی خطرہ
نہو اور پڑھا انعی الیک قلوبا طالما سعدت + سحائب الوحی فیہا ابحر الحکم + یعنے
مین تجھے سناتا ہون ایسے قلبون کی سنا دنی جنپنے وحی کے ایسے بادل برسا دیے

کہ اُنھیں حکمت کے دریا بھرے ہوئے ہین اور ابن عطا رنے کہا ایک وہ قلب ہی جسنے
ملاحظۂ حق بچشم تعظیم سے کیا اور اُسکے لیے گداز ہوگیا اور ماسوی اللہ سے قطع کر اللہ تعالے
کی طرف جھک گیا اور واسطی نے کہا لذکری یعنی البتہ پند و نصیحت اُس قوم کے لیے ہی
جو مخصوص ہین نہ کہ عام آدمیون کے لیے اُن لوگون کے لئے جنکو قلب حاصل ہی یعنی رموز اول
ہین اور یہ وہ لوگ ہین جنکے حق مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی او من کان میتًا فاحیینا ہ
یعنی بھلا وہ جو مردہ تھا پھر ہم نے جلایا اور اُسی کو واسطی نے کہا ہی کہ مشاہدہ غافل کرتا ہی
اور پردہ داری فہم و ادراک دیتا ہی اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ایک شے کی تجلی کی تو
وہ شے اُسکے لیے خضوع و خشوع یعنی تواضع اور فروتنی کرتی ہی اور یہ جو واسطی نے کہا
بہت قومون کے حق مین صحیح ہی اور یہ آیت اُن قومون کے خلاف دوسری قومون
کو حکم کرتی ہی اور وہ ارباب تمکین ہین جنکے واسطے مشاہدہ اور فہم دونون جمع ہوجاتے
ہین تو موضع فہم کا بات چیت کا محل ہی اور وہ سمع قلب ہی اور موضع مشاہدہ کا بصر
قلب ہی اور سمع کے لیے ایک حکمت اور فائدہ ہی اور بصر کے لیے ایک حکمت اور فائدہ ہی
پھر جو شخص حال کے سکر اور نشہ مین ہی سمع اُسکی اُسکے بصر مین غائب ہوجاتی ہی اور
جو شخص صحو اور تمکین کے حال مین ہو اُسکی سمع غائب اُسکے بصر مین نہین ہوتی
اسواسطے کہ وہ مالک گردن حال کے ہین اور ظرف وجود ہی سے جو بات سمجھنے کے
قابل ہی سمجھتا ہی سبب یہ ہی کہ فہم الہام و سماع کا درود گاہ ہی اور الہام و سماع دونون
ظرف وجودی کو چاہتے ہین اور یہ وجود بھی دوسری آفرینش کی پیدایش ہی اُس
شخص کے لیے جو مقام صحو مین متمکن اور مستقر ہی اور یہ علاوہ اُس وجود کے ہی جو نور مشاہدہ
کے لمعان سے لاشے اور منعدم ہوجاتا ہی اُس شخص کے لیے جو فنا کی گذرگاہ سے
بڑھکر قرارگاہ بقا تک پہونچا اور ابن شمعون نے کہا کہ ہر آئینہ اسمین پند و نصیحت
اُس شخص کے لیے ہی جسکا قلب ایسا ہو کہ آداب خدمت اور آداب قلب کو جانتا ہی

اور وہ تین چیزین ہین تو قلب نے جب عبادت کا مزہ چکھا تو وہ شہوت کی غلامی
سے آزاد ہوا پس شہوت سے جو کوئی رُکا ادب کا ایک تہائی حصہ اُسنے پایا اور
جو کوئی اُس چیز کا خواہش مند ہوا جو اُسے ادب سے نہین آیا بعد ازانکہ وہ مشغول
اُسمین ہوا جو پایا تو اُسنے دو تہائی حصہ ادب کا پایا اور تیسرے قلب کی سیری
اُس چیز سے جو وفا کے وقت اُسنے بڑھکر پہلے ہی بخشش کی اُسوقت پورا ادب
پالیا اور محمد ابن علی باقر نے کہا ہی قلب کی موت نفس کی شہوات سے ہے تو جتنا
شہوات کو چھوڑا اُسی قدر حیات کا حصہ پایا پس سماع زندون کے لیے ہی
مُردون کے لیے نہین ہی اللہ تعالے نے فرمایا ہی ہر آئینہ تو مردون کو نہین
سنا سکتا سہل ابن عبداللہ نے کہا ہی قلب نرم اور تنگ ہی اسمین خطرات
ذمیمہ اثر کرتے ہین اور تھوڑے کا اثر اُسپر بہت ہی اللہ تعالے نے فرمایا ہی ومن
یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فہو لہ قرین یعنی اور جو کوئی اللہ تعالے
کے ذکر سے اندھا اور غافل ہو تو اُسپر ہم ایک شیطان تقدیر کر دیتے ہین
جو اُسی کے ساتھ رہتا ہی پس دل ایک کام کا کرنے والا ہی کہ وہ تھکتا ہی نہین اور
نفس جاگتا ہوا ہی کہ وہ سوتا ہی نہین پھر اگر بندہ مستمع اللہ تعالی کی باتون کا تو بہتر
ورنہ وہ شیطان اور نفس کا مستمع ہی پس ہر چیز سد باب استماع کی ہی اور نفس کی حرکت
سے اور اُسکی جنبش مین شیطان راہ پاتا ہی اور حدیث مین وارد ہی کہ اگر شیطان بنی آدم
کے قلوب کے ارد گرد نہ پھرتے تو ضرور وہ آسمان کے مقامات ملائکہ کو دیکھتے اور حسین
نے کہا ہی کہ بصیرون کی بصارت اور عارفون کی معرفت اور علماء ربانی کا نور اور
گذشتہ ناجیون کے طریق اور ازل اور ابد اور جو کچھ اُن دونون کے مابین ہی
کائنات حادثات سے وہ سب اُس شخص کے لیے ہی جسکو قلب حاصل ہو یا کان
سننے کے واسطے لگاتا ہو اور ابن عطا نے کہا وہ ایسا قلب ہی کہ حق کا ملاحظہ کرتا ہی

اور مشاہدہ اور اُس سے خطرہ اور فترہ کے سبب غائب نہیں ہوتا تو اُسکے ساتھ
سُنتا ہی بلکہ اُس سے سُنتا ہی اور اُسکے ساتھ حاضر ہوتا ہی بلکہ اُسکی شہادت
کرتا ہی پھر جبکہ قلب حق کا ملاحظہ چشم جلال سے کرتا ہی ڈرتا ہی اور لرزتا ہی اور جب
اُسے دیدۂ خیال سے مطالعہ کرتا ہی سکون اور قرار آجاتا ہی اور بعضون نے کہا ہی اُس
شخص کے واسطے جسکا قلب ہو ایسا تعبیر کہ اللہ تعالے کے ساتھ تجرید اور تفرید پر
قوت دیتا ہو یہان تک کہ دنیا اور خلق اور نفس سے بھاگ نکلے تب اُسکے غیر کے
ساتھ مشغول نہو اور نہ ماسوے اللہ کی طرف مائل ہو پس قلب صوفی ساری دنیا سے
مجرد اور الگ تھلگ ہو کان اپنے لگائے ہوے اور بصر اُسکی حاضر ہو کیونکہ اُسنے
سُنی مسموعات اور دیکھی مبصرات اور سامنے ہوا مشہودات کی سب اللہ کی
طرف رسیدگی اور اپنے اللہ کی حضوری مین موجودگی اور کُل اشیا اللہ تعالیٰ
کے پاس اور وہ اللہ کے پاس ہی تو سُنا اور دیکھا تب اُن سب کو دیکھا اور سُنا اور
اُنکی تفصیلون کو نہ سُنا اور نہ مشاہدہ کیا اسواسطے کہ وہ اجمالات چشم شہود کی وسعت سے
مدرک اور معلوم ہوتے ہین اور تفصیلین ظرف وجود کی تنگی سے ادراک نہین ہوتین اور
اللہ تعالی عالم تمام اجمال اور تفصیل کا ہی اور ہر آئینہ بعضے حکما نے سماعت مین تفاوت
انسانون کی مثال لکھی ہی اور کہا ہی کہ ایک کسان اپنا بیج لے کر نکلا تو اپنا [illegible] دست
اُس سے بھر لیا تو کچھ اُسمین سے راستہ پر بکھر گیا کچھ بھی دیر نہ لگی کہ اُسپر پرندے آگئے
اور اُسے چُگ گئے اور کچھ اُسمین سے ہموار پتھر پر گرے اور وہ سنگ درشت ہی جسپر
تھوڑی مٹی اور کچھ نمی تھی پھر جما یہان تک کہ جب اُسکے ریشہ پتھر تک پہنچے تو کوئی راستہ
اور منفذ نہ پایا جسمین آسانی اُترے تو سوکھ گیا اور اُسمین کچھ پتھر زمین مین گرا جسمین کانٹے
اور بیخ تھے پھر وہ جما ہرگاہ کہ وہ بڑھا اور دکھائی دیا ہوا تو اُسکا گلا کانٹون نے دبایا
پھر اُسے تباہ اور خراب کر دیا اور اُس سے مل جل گیا اور کچھ اُسمین سے پتھر زمین مین گرا

کہ نہ وہ رستہ پر تھے اور نہ پتھر پر اور نہ اُسمین خار تھے اور وہ اُبجا اور بڑھا اور چھا جاتا ہوا تو کسان کی مثل ایک حکیم کی ہے اور بیج کی مثل صواب کلام کی سی مثل ہے اور جو راستہ کے اوپر گرا اُسکی مثل ایک ایسے شخص کی ہے جو کلام کو سُنتا ہے اور اُسکا ارادہ اُسکے سُننے کا نہین ہے پھر تھوڑی دیر نہین گذرتی کہ شیطان اُسکو اُڑا لیجاتا ہے اُسکے قلب سے اور اُسکو بھلا دیتا ہے اور جو صاف ہموار پتھر پر گرا اُسکی مثل ایک ایسے شخص کی ہے جو اُسکو اچھا اور مستحسن سمجھتا ہے اُسکے بعد کلمہ قلب تک پہونچتا ہے جسمین کچھ عزم اور ارادہ عمل کرنے پر نہین تب اُسکے قلب سے دور کر دیتا ہے اور جو بنجر زمین پر گرا جسمین کانٹے ہین اُسکی مثال ایسے شخص کی ہے جو کلام کو سُنتا ہے اور اُسپر عمل کرنے کا ارادہ بھی رکھتا ہے تو جسوقت اُسکے شہوات پیش آئین تو عمل کرنے کے ارادہ سے اُسکو روک دیا پھر اُسکے عمل کی جو نیت کی غلبہ شہوات سے متروک ہو گئی جیسے وہ درخت کہ اُسکا گلا کانٹون نے دبایا اور بنجر زمین مین جو گرا اُسکی مثال ایسے مستمع کی ہے جو نیت اُسکے عمل کی کرتا ہے تو اُسکو سمجھتا ہے اور اُسپر عمل کرتا ہے اور اپنی ہواے نفسانی سے کنارہ اور یہ جسنے ہواے علٰحدگی اختیار کی اور راہ رستا کے ڈھرے پر چلا وہ صوفی ہے اسواسطے کہ ہوا و ہوس کے اندر حلاوت اور مزہ ہے اور نفس کو جب ہوا کے بچے لگ گئے تو اُسکی طرف مائل ہوتا ہے اور لذت پاتا ہے اور ہوا سے اُسکا مزا وہی ہے جو کھیتی کا گلا کانٹے کی طرح دبا جاتا ہے اور صوفی کا قلب تو اُسکی حب صافی کی حلاوت سے بھانی ہوتی ہے اور جب صافی تعلق روح حضرت الوہیت سے ہے اور حضرت الوہیت کی طرف جو روح متجذب داعیہ حب سے ہوتی ہے اُسکی قوت سے قلب اور نفس پیچھے اُسکے لگے جاتے ہین اور حضرت الوہیت کی محبت کی حلاوت ہوا کے مزہ پر غالب آتی ہے اسواسطے کہ حلاوت ہوا کی ایک ناپاک درخت کی مثال ہے جو زمین کے اوپر جڑ پیڑ سے اُکھڑ گیا کسی طرح کا اُسے قرار اور ٹھہراؤ نہین ہے اسی سبب سے کہ حد نفس سے آگے نہین بڑھ سکتا اور محبت کی حلاوت ایک ستھرے پاک

درخت کی مثال ہی جسکی پتال مین جڑ ہی اور ڈالیان اُسکی آسمان سے جا لگین وجہ یہ
کہ وہ روح مین جڑ پکڑے ہوے ہی ڈالی اُسکی اللہ تعالی کے نزدیک ہی اور رگ و ریشہ
اُسکے نفس کے زمین مین گھسے ہوے ہین تو جب اُسنے قرآن شریف کا ایک کلمہ
سُنا یا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو شراب کیطرح اُسکو روح قلب
اور نفس پی جاتا ہی اور اُسپیر ہمہ تن فدا اور تصدق ہو جاتا ہی اور کہتا ہی ع

اظلمت لمیا رجت فیہ اردانا	اشم منک نسیما لست اعرفہ

یعنی مین خوشبو لیتا ہون نرم ہوا سے کہ اُس سے واقف نہین ہون میرے گمان
مین وہ ایک سبزہ رنگ ہی کہ اسنے آستین تجھے لی ہین پھر اسمین کلمہ ہی کلمہ
بس جاتا ہی اور بال بال اُسکا سمع اور ذرہ ذرہ اُسکا بصر ہو جاتا ہی تب وہ حالت
ہو جاتی ہی کہ کل سماعت کل سے اور کل نظارہ کل سے کرتا ہی اور یہ کہتا ہی شعر

او تذکرتکم فکلی قلوب +	ان تاملتکم فکلی عیون +

یعنی اگر مین نظر تمھاری طرف کردون تو سراپا چشم ہون یا تمھین یاد کرون تو ہمہ تن
دل ہون اللہ تعالی نے فرمایا ہی بس میرے بندون کو بشارت دے جو بات کو
سنتے ہین پھر اسکی خوب پیروی کرتے ہین یہ وہ لوگ ہین جنکو اللہ تعالی نے ہدایت
کی ہی اور یہی لوگ صاحب خرد ہین بعض صوفیہ نے کہا ہی ادب اور عقل کے سو جزو
ہین اُنمین سے ننانوے جزو رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم مین ہین اور ایک جزو تمام
مومنون مین ہی اور وہ جزو بھی کل مومنین مین بقدر حصون کے منقسم ہی تو ایک حصہ
جسمین سب مومن برابر ہین وہ شہادت اسکی ہی کہ لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ
یعنی نہین ہی کوئی معبود مگر اللہ اور ہر آئینہ محمد رسول اللہ کے ہین اور بیس حصہ جو
باقی رہے وہ کتنے بڑھے ہوے ہین اپنے اپنے حقائق ایمان کے اندازہ اور مقدار پر
بعضون نے کہا ہی کہ اس آیت مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا اظہار

ہی اپنی احسن اور خوبتر دہی ہی جسکو آپ لائے اسواسطے کہ ہرگاہ اُسکو صحبت تمکین اور
قرب استقرار قبل از آفرینش دنیا حاصل ہوا تو سب احوال اُسپر انوار ظاہر ہوے
اور آپ کے ہمراہ حسن الخطاب تھا اور تمام مقامات مین اُسکو سبقت ہی کیا
تم نہین دیکھتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین نحن الآخرون السابقون
یعنی وجود اور پیدایش مین ہم آخر ہین اور محل قدس کے نفضل مین خطاب اول کے
لائق ہین اور فرمایا ہی اللہ جل شانہ نے یا ایہا الذین آمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا
دعاکم لما یحییکم یعنی اے ایمان والو اللہ اور رسول کے لیے استجابت کرو جب تمھین بلاوین
اُس چیز کے لیے جو تمھاری زندگی کی باعث ہی جنید علیہ الرحمۃ نے کہا ہی اُن لوگون
نے اپنی طرف دم کھینچا اور خوشبو لی اُس شے کی جسکی طرف اُنھین بلایا پھر شتابی کی
اُن تعلقات کے دور کرنے مین جو اُنھین شغل مین لگائے رکھتے تھے اور بار رسائی
کے ملنے پر نفوس سے ٹوٹ پڑے اور شدتون کی تلخی چکھی اور معاملہ مین اللہ سے سچے
رہے اور حسن ادب سے اُن کامون مین رہے جسکی طرف اُنھون نے توجہ کی اور مصیبتین
اُنپر آسان ہو گئین اور مقصود کی قدر پہچانی اور اپنے مالک کے سوا دوسرے
کے تذکرہ کی رغبت سے اپنی ہمتون کو روک لیا تو وہ حیات ابدی پا گئے اُس زندہ
کے ساتھ جو ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہیگا اور واسطی رحمۃ اللہ تعالی نے کہا اُسکی
حیات صفائی اُسکی ہر ایک معنون سے لفظاً اور فعلاً ہی اور بعضے صوفیہ نے کہا ہی
استجابت [illegible] اللہ تعالی کے واسطے اپنے اسرار سے اور رسول علیہ السلام کے
واسطے اپنی [illegible] سے ہیں نفوس کی حیات متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
ہی اور قلوب کی حیات مشاہدۂ غیوب سے ہی اور اللہ تعالی سے شرم کرنا تقصیر کے دیکھنے
سے ہی اور ابن حیان نے فرمایا اس آیت مین استجابت چار وجہ پر ہی اُسمین کے اول
توحید کی اجابت ہی اور دوم اجابت تحقیق اور سوم اجابت تسلیم چوتھے اجابت تقرب

ہو اور استجابت بقدر سماع اور سماع بحیثیت فہم اور فہم بقدر معرفت قدر کلام ہو اور معرفت کلام علی قدر معرفت اور علم متکلم کے ہو اور وجوہ فہم کے غیر محصور میں اسلیے کہ وجوہ کلام غیر محصور میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کہو اگر دریا سیاہی کلمات رب میرے کے لیے بنجائے تو ہر آئینہ دریا کلمات ربانی سے پہلے چک جائیں پس اللہ تعالیٰ کے واسطے ہر ایک کلمہ میں قرآن سے اُسکے کلمات ایسے ہیں کہ اُنسے پہلے دریا کے دریا چک جائیں اور ہر ایک کلام ایک کلمہ ہو بنظر ذات توحید کے اور ہر ایک کلمہ کلمات ہیں اگر نظر وسعت علم پر کریں حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہو کہ وہ اس حدیث کو حضرت نبی علیہ السلام کی طرف مرفوع کرتے تھے فرمایا کہ قرآن سے کوئی آیت نازل نہیں ہوئی مگر یہ کہ اُسکے لیے ظاہر اور باطن ہو اور ہر ایک حرف کے لیے ایک حد ہو اور ہر ایک حد کے لیے ایک مطلع ہو اور وہی کہتا ہو میں نے کہا اے ابا سعید مطلع کیا چیز ہو کہا طلوع کرتی ہو وہ قوم جو اُسکے اوپر عمل کرتی ہو ابو عبید نے کہا میرا گمان ہو کہ حسن کا یہ قول اسکے سوا نہیں کہ عبد اللہ بن مسعود کے قول کی طرف گیا ہو ابو عبید نے کہا میرا گمان ہو کہ حجاج نے شعبہ سے اُسنے عمرو بن مرۃ سے اُسنے عبد اللہ بن مسعود سے فرمایا کوئی حرف یا آیت نہیں ہو مگر یہ کہ ہر آئینہ اُسپر ایک قوم نے عمل کیا اُسکے لیے ایک قوم ہو کہ عنقریب اُسپر عمل کرے گی پس مطلع ایک عقبہ اور گھاٹی ہو کہ اُسپر اپنے علم کی معرفت سے چڑھتا ہو پس مطلع فہم ہو کہ اللہ تعالیٰ کھولتا ہو ہر قلب پر جیسے رزق نور سے دیتا ہو اور ظہر و بطن اُسکی معنی و تاویل ہو اور بعض نے کہا ایک قوم نے کہا کہ ظہر لفظ قرآن اور بطن اُسکی معنی و تاویل ہو اور بعض نے کہا کہ ظہر قصہ کی صورت ہو اُس چیز سے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہو اپنے عتاب سے کسی قوم پر اور عقاب سے جو اُنپر ہوگا تو اسکا ظاہر خبر کا اُس سے دینا ہو اور اسکا باطن نصیحت اور تنبیہ ہو اُس شخص کے لیے جو قرارت کرتا اور امت سے سماعت

کرتا ہو اور بعض نے کہا ظاہر اُسکا اُتارنا اُسکا ہو جسپر ایمان لانا واجب ہو اور باطن اُسکا
عمل اُسپر واجب ہونا ہو اور بعض نے کہا ظہر اُسکی تلاوت ہو جیسا وہ نازل ہو فرمایا
حق سبحانہ تعالی نے ورتل القرآن ترتیلا یکسان اور بآرام کھلی تلاوت کر قرآن کی ترتیب
سے اور بطن اُسکا سوچ بچار اور اسمین فکر کرنا ہو اللہ تعالی نے فرمایا ہو کہ ایک
کتاب ہو جسے تیری طرف ہم نے اُتارا ہو برکت والی ہو تاکہ اُسکی آیتون مین
تامل اندیشی کرین اور نصیحت لین وہ لوگ جو دانشمند ہین اور بعض نے کہا کہ لکل
حرف حد یعنی ہر حرف کے لیے حد ہو تلاوت مین کہ مصحف سے جو امام ہو تجاوز نہ کرے
اور تفسیر مین سُنے ہوے منقول سے نہ بڑھے اور تفسیر اور تاویل مین فرق کیا گیا ہو پس
تفسیر علم ہو آیت کے نزول اور شان اور قصہ کا اور اُن اسباب کا جسکے لیے آیت
اُتری اور یہ جو تفسیر ہو اُسمین کچھ کافہ خلق کو کہنا حرام ہو اور ممنوع مگر سماع اور آثار
سلف سے جائز ہو اور تاویل آیت کا پھیرنا ہو ایک معنی کی طرف جسکا احتمال آیت مین
ہو جبکہ معنی محتمل جسکو وہ دیکھتا ہو کتاب اور سنت کے موافق ہو پھر تاویل طرح
طرح کی معدل کے طرح طرح کے حال کے ساتھ ہو اُس بیان کے برابر جو ہم نے صفا
فہم اور رتبہ معرفت اور منصب قرب الہی سے ذکر کیا ہو ابو الدرداء نے کہا کوئی شخص
پورا فقیہ نہین ہوتا حتی کہ قرآن کے وجوہ کثیر نہ دیکھتا ہو تو کیا ہی اچھا ہے کا قول
عبد اللہ بن مسعود کا کوئی آیت نہین مگر یہ کہ اُسکے لیے ایک قوم ہو کہ عنقریب اُسپر
وہ لوگ عمل کرینگے اور یہ کلام ترغیب دیتا اور برانگیختہ کرتا ہو ہر طالب صاحب ہمت
کو اُمید کہ اپنے دل سے ... کلام کو صاف اور ستھرا کرے اور اُسکے معنی دقیق اور
اُسکے اسرار پوشیدہ کو سمجھے درین صورت صوفی کے لیے جو دنیا سے بے غم اور
ماسوا اللہ سے فارغ دل کمال ہو ہر ایک آیت سے ایک مطلع ہو اور ہر مرتبہ تلاوت
مین نیا مطلع اور فہم تمام مرتب وہ ہو اور اُسکے لیے ہر فہم کے ساتھ عمل نرالا ہو تو اُسکا

فہم عمل کی طرف بلاتا ہے اور اُنکا عمل صفائی فہم اور نظر دقیق کو معانی خطاب مین کھینچتا ہے
تو فہم سے علم ہے اور علم سے عمل اور علم و عمل تو اسمین باری باری سے آتے ہین اور یہ عمل
اب وہی قلوب کا عمل ہے اور عمل قلوب عمل قالب کے علاوہ ہے اور اعمال قلوب اپنی
لطافت اور صداقت سے علوم کے ہم شکل اور ہم صورت ہین اسواسطے کہ وہ نیات اور
ضمیر اور تعلقات روحیہ اور تاویلات دلی اور افسانہ گوئی مخفی ہین اور جب کبھی ان
اعمال سے کوئی عمل کرتے ہین علم سے ایک علم اُنکا بلند ہوتا ہے اور ایک مطلع جدید پر
فہم آیت سے طلوع کرتے ہین اور میرے سر باطن مین یہ بات کھٹکتی ہے کہ مطلع سے نہ مراد
ہے کہ وہ صفائے فہم کے سبب آیت کے دقیق معنی اور راز سربستہ پر آگاہ ہونے سے ہو
ولیکن مطلع یہ ہے کہ ہر ہر آیت پر اُسکے سبب شہود متکلم پر طلوع کرے اسواسطے آیتین
اوصاف اُسکے سے ایک وصف اور اُسکی صفات سے ایک صفت امانت رکھی ہوئی ہے
تو اُسکے لیے تجلیات آیتون کی تلاوت اور سماع سے متجدد ہوتے ہین اور آئینہ
اُسکے لیے بنجاتے ہین جو عظمت و جلال سے خبر دیتے ہین۔ اور ہر آئینہ امام جعفر صادق
رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ہر آئینہ اللہ تعالی اپنے بندون
کے لیے اپنے کلام مین متجلی ہوا ہے مگر وہ نہین دیکھتے پس ہر ایک آیت کے
لیے اس وجہ سے مطلع ہے تو حد حد کلام ہے اور مطلع حد کلام سے شہود متکلم کی
طرف ترقی کرتا ہے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے
کہ آپ غش کھاکر ایک دفعہ گر پڑے جب کہ وہ [illegible] تھے [illegible] حالت سے
سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مین آیت کو دوہراتا رہا یہان تک کہ اُسکو مین نے
اُسکے متکلم سے سنا پس صوفی جب کہ اُسکے لیے ناصیہ توحید کا نور چمکا اور اُس نے
وعدہ و وعید کی سماعت پر کان رکھے اور اُسکا قلب ما سوی اللہ سے چھوٹ کر
اللہ تعالی کے سامنے حاضر ہوا تو اپنی زبان یا غیر کی زبان کو تلاوت مین مثل درخت

موسیٰ علیہ السلام کے دیکھتا ہی جان کہ اسکو اللہ تعالیٰ نے سُنایا اُس درخت سے
خطاب اپنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو انی انا اللہ بیر آئینہ مین ہون اللہ تو جب اُسکا سماع
اللہ تعالیٰ سے تھا اور استماع اُسکا اللہ کی طرف سمع اُسکا بصر اُسکے ورا جزا اُس کے
سمع اُسکا اور علم اُسکا عمل اُسکا اور عمل اُسکا علم اُسکا ہو گیا اور پھیر آخر اُسکا اول کو
اور اول اُسکا اُسکے آخر کو اور اُسکے معنی کو ہر آئینہ اللہ تعالیٰ نے خطاب ذریات کو اپنے
قول سے کیا کیا مین تمھارا رب نہین ہون تو انھون نے یہ ندا نہایت صاف سُنی
اُسکے بعد برابر ذریات اصلاب اور ارحام مین منتقل ہوا کین فرمایا اللہ تعالےٰ
نے کہ وہ تجھے دیکھتا ہی جب تو قیام کرتا ہی اور تعقب تیرا ساجدین مین سے یعنے
تعقب تیرے ذرۂ اہل سجود کے اصلاب مین جو تیرے آبا انبیا ہے ہین پس ہمیشہ
ذرات منتقل ہوتے رہے حتیٰ کہ اپنے اجساد کی طرف پر درکیا پس وہ حکمت کے
ساتھ قدرت سے اور علم شہادت کے ساتھ عالم غیب سے محجوب ہوگئے اور
اطوار کثیرہ مین ادلتے بدلتے تاریکی اُسکی بہت جمع ہو گئی پس جب کہ اللہ تعالیٰ
کسی بندہ کے حسن استماع کا ارادہ کرتا ہی اسطرح کہ اُسکو صوفی صافی بنائے تو
ہمیشہ اُسکے تزکیہ اور تجلیہ کے مراتب مین ترقی دیتا ہی حتے کہ وہ عالم حکمت کی
تنگ مقام سے خلاص پاکر فضاء قدرت مین نکل آتا ہی اور اُسکی چشم باطن سے
جو وار پار ہو جانے والی ہی پردہاے حکمت دور ہو جاتے ہین تو اُسے الست بربکم کا
سماع کشف اور عیان ہوتا ہی اور توحید و عرفان اُسکا تبیان اور برہان اور اُسکی
خاطر تاریکی ناصلون کی لوامع انوار مین مندرج ہو جاتی ہی بعض نے انھین سے
کہا ہی ہم یاد کرتے ہین کہ خطاب الست بربکم کا اُس سے اشارہ اس حال کی طرف ہی جو
جسوقت صوفی اس وصف کے ساتھ متحقق اور موصوف ہو گیا تو اُسکا وقت سرمد
اور شہود اُسکا موبد ہو گیا اور سماع اُسکا متوالی اور متجدد وہ سنتا ہی اللہ تعالیٰ

اور اُسکے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو جیسا کہ حق سُننے کا ہی سفیان
بن عیینہ نے کہا ہی اول علم استماع ہی پھر فہم پھر حفظ پھر عمل پھر اُسکا پھیلاو اور بعض
صوفیہ نے کہا ہی حسن استماع کا تعلیم پانا ایسا ہی کہ جسطرح حسن کلام کی تعلیم پاتے ہو
اور بعض نے کہا ہی کہ حسن استماع سے یہ ہی کہ متکلم کو مہلت دیجائے تا آنکہ وہ اپنی
بات پوری کرے اور ادھر اُدھر کم دھیان دے اور بات کرنے والے اور یاد
رکھنے والے کی طرف منھ اور نظر رکھے اللہ تعالے سپنے نبی علیہ السلام کے لیے
فرماتا ہی اور مت جلدی کر قرآن کے ساتھ پہلے اس سے کہ وہ تیری طرف ادا اور
پورا کیا جائے اور فرمایا مت جنبش دے اُسکے ساتھ اپنی زبان کو تاکہ اُسے جلدی
سے پڑھے یہ تعلیم ہی حسن استماع کی اللہ تعالی کی طرف سے اپنے رسول علیہ السلام
کے لیے بعض نے کہا معنی اُسکے یہ ہین کہ مت لکھا اُسے صحابہ کو جبتک کہ تو اُسکے
معانی کو سوچ سمجھ نہ لے تاکہ اول تو وہ نہو جو اُسکے عجائب اور غرائب ہیں خطا
کرتے ہین اور کہا گیا ہی کہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اُنپر جبرئیل
علیہ السلام نازل ہوتے اور وحی اُنکو پہونچاتے تو قرآن کے پڑھنے مین بھول کے
خوف سے توقف نہ فرماتے تو اللہ تعالی نے اس سے منع فرمایا یعنی شتابی نہ کر
اُسکے پڑھنے مین قبل اسکے کہ جبرئیل علیہ السلام آپ تلک القا کرنے سے فارغ
نہو جائے اور کچھ مطالعۂ علوم اور اخبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سماع کے
معنی مین آگیا ہی اور مطالعہ کرنے والا علوم و اخبار اور تواریخ اہل صلاح اور اُنکے
حکایات اور انواع اقسام کے حکم اور امثال کا محتاج ہوتا ہی جن مین عذاب
آخرت سے نجات ہی کہ ان سب مین وہ ادب فن حسن استماع کا ہو جائے سوا سکے
کہ یہ ایک نوع اُسی کی ہی اور جس طرح کہ قلب حسن استماع کے لیے مستعد زہد و تقوی
سے ہوتا ہی یہان تلک کہ جو کچھ سُنتا ہی اُس مین سے جو بہت اچھا ہی اُسے لے لیا پھر وہ

ہر ایک شے سے مطالعہ کے ساتھ اچھی چیز کا انتخاب کرنے والا ہو جاتا ہی اور مطالعہ کے
آداب سے یہ ہی کہ بندہ جب کسی ایک چیز کے مطالعہ کا حدیث و علم سے ارادہ کرے
تو سمجھ لے کہ ہر آئینہ کبھو اُسکا مطالعہ ہوا سے نفسانی اور ذکر و تلاوت اور عمل پر
کم صبری سے ہوتا ہی تو وہ مطالعہ سے ایسی ہی راحت پاتا ہی جیسے لوگون کی
صحبت اور اُنکی بات چیت سے آرام پاتا ہی تو چاہیے کہ زیرک آدمی اپنے نفس کو
اس معاملہ مین ٹٹولے اور مطالعہ کتب سے اپنے وقت کی اُس حد تک کہ اُسکو
حاصل کرتا ہی مزے نہ اُڑائے اور حد سے زیادہ کی اُسمین رعایت نہ کرے
پس جب کسی کتاب یا اور کسی علمی بات کا مطالعہ کرنا چاہے تو اُسکی طرف
مبادرت نہ کرے گر بعد ثبات و قرار اور انابۃ اور رجوع کے اللہ تعالی کی طرف
اور بعد اسکے کہ اللہ تعالی کی رحمت سے تائید چاہے اسواسطے کہ ہر آئینہ کبھو
مطالعہ سے بھی اللہ تعالی وہ مراتب روزی اور نصیب کرتا ہی جو اُسکے حال
کی ترقی ہی اور اسکے لیے استخارہ پہلے دیکھ لے تو اور بھی اچھا ہی کہ تحقیق اللہ تعالے
اُسپر سمجھنے اور سمجھانے کا دروازہ کھول دیتا ہی بخشش کی راہ سے منجانب اللہ
مستنزاد اُسپر جو صورت علم سے ظاہر ہو پس علم کے لیے ایک صورت ظاہری اور
ایک سر باطنی اور وہ فہم ہی اور اللہ تعالی نے شرف فہم پر اپنے قول سے آگاہ
کردیا ہی ففہمناہا سلیمان وکلا آتینا حکما وعلما یعنی سمجھا دیا ہم نے اُسے سلیمان کو
اور ہر ایک کو ہم نے حکم اور علم دیا اسمین اشارہ فہم کی طرف زیادہ خصوصیت کے
ساتھ کیا اور علیحدہ علیحدہ کر دیا حکم اور علم کو اللہ تعالی نے فرمایا ہی ہر آئینہ اللہ تعالے
جسکو چاہتا ہی سُناتا ہی پس ہرگاہ سُنانے والا خود اللہ تعالی ہی تو کبھو زبان کے
واسطے سے سُناتا ہی اور کبھو اُس شے سے جو اُسکو مطالعہ کتب کے ساتھ بیان سے
روزی کیا ہی اسی واسطے جو کچھ کہ اللہ تعالی کشود کرتا ہی مطالعہ کتب سے اُس

معنی میں ڈھل گیا جو مسموع سے حسن استماع کی برکت سے نصیب ہوتا ہو تاکہ
بندہ اسمین تجسس اپنے حال کی کرے اور اپنے علم اور ادب کو سیکھے اسواسطے کہ
وہ ایک بڑا باب رحمت کے ابواب سے ہو اور سلوک آخرۃ کے مین سب سے زیادہ نفع دیتا ہو

تیسرا باب علوم صوفیہ کی فضیلت کے بیان مین اور اسمین سے ایک نمونہ کی طرف اشارہ ہو

حکیم رحمہ اللہ سے روایت ہو کہ ایک شخص نے حضرت نبی علیہ السلام سے سوال کیا
کہ شر کیا چیز ہو تو فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھسے شر کی بابت سوال نہ کرو اور
خیر کی نسبت دریافت کرو تین دفعہ اُسکو فرمایا پھر کہا کہ شریرون کے شر۔ علماء
شریر ہین اور نیکون کے نیک علماء نیک ہین کہ علماء امت کے رہنما اور دین کے
ستون اور جہالت جبلی کی ظلمت کے چراغ اور دیوان اسلام کے پیشرو اور
کتاب وسنت کی حکمتون کے معادن اور اللہ تعالی کے امنا اُسکے خلق مین اور
بندگان خدا کے طبیب چارہ ساز اور ملت مستقیم کے نقاد اور بڑے امامت کے با
اُٹھانے والے ہین تو وہ زیادہ حقدار خلق مین حقائق تقوی اور پرہیز کے ہین اور
تمام بندگان خدا سے بڑھکر حاجت مند زہد فی الدنیا کے اسواسطے کہ یہ علما اُن
باتون کے محتاج اپنے نفس اور دوسرون کے لیے ہین تو اُنکا فساد و صلاح متعدی ہو
سفیان بن عیینہ نے کہا سب آدمیون مین بڑا جاہل وہ ہو جسنے جانی ہوئی بات کا
عمل ترک کر دیا اور سب سے بڑھا ہوا عالم وہ شخص ہو جسنے عمل اُسپر کیا
جسکا اُسے علم ہوا اور افضل الناس وہ ہو جو سب سے زیادہ اللہ تعالی کے لیے
فروتنی اور تواضع کرنے والا ہو اور یہ قول صحیح ہو محکم اس وجہ سے کہ عالم جب اپنی
معلومات پر عمل نہ کرے تو وہ عالم ہی نہین چاہیے کہ اُسکی فصاحت اور تبحر اور
حذاقت اور مناظرہ ومجادلہ کی قوت تجھے مغالطہ نہ دے اسواسطے کہ جاہل ہو اور

عالم نہین ہوا الا اگر اللہ تعالی برکت علم سے اُسپر بخشش کرے کہ ہر آئینہ اسلام مین علم اپنے اہل کو ضائع نہین کرتا اور عالم کا برکت علم سے پلٹ آنا امید کیا جاتا ہی اور علم فرض ہی اور فضیلت ہی پس فرض وہ ہی کہ انسان کو اُسکے جاننے سے چارہ نہین ہی تاکہ وہ حق و واجبات دینے پر قائم ہو اور فضیلت وہ ہی جو مقدار حاجت پر زیادہ ہو اُن چیزون مین سے جو نفس مین فضیلتًا حاصل کرتا ہی اور کتاب اور سنت کے موافق ہو اور جو علوم کتاب و سنت کے اور جو کچھ ان دونون سے مستفاد ہو، ہی یا اُن دونون کے سمجھنے پر معین یا اُنکی طرف مستند ہین خواہ کوئی اُنکے موافق نہووے تو وہ رذیلت ہی اور فضیلت نہین ہی اُس سے انسان کی زیادہ خواری ہوتی ہی اور دنیا و آخرت کی فروماگی ہی پس جو علم کہ فرض ہی اُسکی نادانستگی کی وسعت انسان کو نہین یعنی اُسکے جانے بغیر رہ نہین سکتا بنا بر اُسکے کہ حضرت انس بن مالک نے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کی طلب کرو اگرچہ ملک چین مین ہو واسطے کہ ہر آئینہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہی اور علما نے اُس علم مین اختلاف کیا ہی جو فرض ہی بعضون نے کہا کہ وہ علم اخلاص اور معرفت آفات نفس اور مفسدات اعمال کا ہی اس لیے کہ اخلاص سکے لیے امر ہی اور اخلاص مامور بہ کے گرد ون کو نفس کا مکر و غرور و دغا و شہوات خفیہ خراب اور تباہ کرتے ہین تو اُسکا جاننا فرض ہو گیا اور بعضون نے کہا خطرات اور اُسکی تفصیل کا جاننا فرض ہی اسواسطے کہ خطرہ ہی اصل اور جز بنیاد نفس کی اور اُسکے مبدا اور منشا مین اور اسی سے پہچان پڑتا ہی فرق درمیان ملکی اور دار شیطانی کا تو فعل نہین صحیح ہوتا جبتک کہ اُسکی تحقیق نہو اور بعضون نے کہا ہی وہ علم وقت کی طلب ہی اور سہیل بن عبد اللہ نے کہا کہ وہ علم حال کی طلب ہی یعنی حکم حال کا اُسکے دنیا و آخرت مین اللہ تعالی اور اُسکے درمیان ہو اور بعضون نے کہا کہ وہ علم

حلال کی طلب ہی اس لیے کہ اکل حلال فرض ہی اور ہر آئینہ بعد فریضہ کے فرضیت
طلب حلال کی وارد ہوئی ہی تو اُسکا علم بھی فرض ہو گیا اس شکل سے کہ وہ فرض ہی
اور بعضون نے کہا وہ علم باطن کی طلب ہی اور وہ اُسے کہتے ہین کہ بندہ کا یقین اُس سے
زیادہ ہوتا ہی اور یہ وہ علم ہی کہ جو حاصل ہوتا ہی صحبت سے اور صالحین کی مجالست سے
جو علماء صاحب یقین اور زہاد مقربین ہین اُنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے لشکر مین داخل کیا
ہی کہ اُنکی طرف نابینون کو رو نہ کرتا ہی ور اُنکے طریقہ سے اُنکو قوی کر دیتا ہی اور
اُنھین کے سبب اُنکو ہدایت کرتا ہی پس علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہین
اور اُنسے علم یقین کی تعریف حاصل ہوتی ہی اور بعضے کہتے ہین کہ وہ علم خرید فروخت
در بیاہ اور طلاق کا ہی کہ جب ارادہ داخل ہونے کا کسی چیز مین ان سے کرے
تو اُسپر واجب ہی کہ علم اُسکا حاصل کرے اور بعض نے کہا کہ وہ یہ ہی کہ بندہ
ایک عمل کا ارادہ کرتا ہی اور نہین جانتا کہ اُسمین اللہ کے واسطے اُسپر کیا حق ہی
تو اُسکے لیے جائز نہین کہ اپنی راے سے عمل کرے اسواسطے کہ وہ جاہل ناواقف
ان چیزون سے ہی جو اُسمین اُسکے نفع اور نقصان کی ہی تب وہ کسی عالم کی طرف
رجوع کرتا ہی مگر اُس سے پوچھے عمل سے تاکہ وہ اُسکو جواب بصیرت کے ساتھ دے
اور اپنی راے سے عمل نہ کرے اور یہ علم ہی جسکا حاصل کرنا وہان واجب ہی جہان
کوئی جاہل ہی اور بعض نے کہا علم توحید کی طلب فرض ہی کوئی کہتا ہی کہ طریقہ نظر و
استدلال ہی اور کوئی کہتا ہی کہ وہ طریقہ نقل ہی اور بعضے صوفیہ نے کہا ہی جبکہ بندہ
علامت باطن اور حسن قبول و انقیاد کے ساتھ اسلام مین ہی اور اُسکے سینہ مین کوئی
شبہ راسخ نہین ہوئی تو وہ سالم ہی اور اگر اُسکے سینہ مین کوئی بات جم گئی یا کوئی شے
خیار ردّ و قدح مین وسوسہ ڈالتی ہی یا کسی شبہ مین گرفتار ہی جسکے غائلہ سے وہ امن
نہین پاتا ہی کہ اُسے کسی بدعت یا ضلالت کی طرف کھینچ لیجاے تو اُسپر واجب ہی کہ شبہات اور

استکشاف کرے اور اہل علم اور دُنکے لوگون کی طرف رجوع کرے جو اُسکو طریق صواب
سمجھائے اور شیخ ابوطالب مکی رحمہ اللہ نے کہا وہ علم فرائض پنجگانہ ہی جنپر اسلام کی بنا
رکھی گئی اسواسطے کہ وہ سب مسلمانون پر فرض ہین اور جب اُنکا عمل فرض ہو تو اُسکے
عمل کا علم بھی فرض ہو گیا ہی اور ذکر کیا گیا ہو کہ علم توحید اُسمین داخل ہی
اس لیے کہ اُسمین اول دو شہادت ہین اور اخلاص اُسمین داخل ہی کیونکہ وہ اسلام
کی ضرورت سے ہے اور علم اخلاص صحت اسلام مین داخل ہی اور جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ وہ ہر ایک مسلمان پر فرض ہی تو وہ اسکی مقتضی ہی کہ
مسلمان اُسکے بغیر علم کے نہ رہے اور جسقدر اقوال کہ پہلے بیان ہو چکے اکثر اُنمین ایسے ہین
کہ مسلمان کو اُسکے خیال مین وسعت ہی اسواسطے کہ وہ کبھی من کل الوجوہ علم خواطر اور علم حال
اور علم حلال کا نہین رکھتا اور علم یقین جو علماء آخرت سے حاصل ہوتا ہی جیسے کہ تو
دیکھتا ہی اور اکثر مسلمان ان چیزون سے لاعلم ہین اور اگر یہ سب چیزین اُنپر مفروض
ہوتین تو البتہ اکثر خلق اُس سے عاجز رہتین مگر جسکو اللہ چاہے اور میرا میلان ان
اقوال مین شیخ ابوطالب کے قول کی طرف زیادہ ہی اور اُنکے قول کی طرف جسنے
کہا ہی کہ اُسپر علم بیع و شرا اور نکاح و طلاق کا واجب ہی جبکہ اُسمین در آنا چاہے اور
قسم ہی مجھے اپنی عمر کی علم اُسکا مسلم پر فرض ہی اور اسی طرح وہ چیز جو شیخ ابوطالب
نے بیان کی اور میرے نزدیک اس مسئلہ مین تعریف جامع علم مفروض کی طلب کے لیے ہی
اور سب سے بہتر جاننے والا ہی پس کہتا ہون علم جسکی طلب ہر ایک مسلمان پر فرض ہی
وہ علم امر و نہی ہی اور مامور وہ ہی جسکے کرنے پر ثواب اور اُسکے ترک پر عذاب ہی
اور منہی وممنوع جسکے کرنے پر عذاب اور اُسکے ترک پر ثواب ہی اور مامورات و
منہیات سے بعضی دوامی ہین جو بندہ کو حکم اسلام سے لازم ہین اور بعضے ایسے
ہین جنمین امر و نہی کو دخل اُسوقت ہوتا ہی جب کوئی امر حادث ہو پھر جو لازم مستمر ہی

کہ اُسکا لزوم اسلام کے حکم سے پیش آوے اُسکا علم ضرورت اسلام سے واجب ہے
اور جو حوادث سے متجدد ہو اور امر و نہی اُسمین دخیل ہو تو اُسکا علم اُسکے تجدد کے
وقت فرض ہو کہ مسلمان مطلق اُسکے جانے بغیر نہین رہ سکتا اور یہ تعریف اُن سب
وجوہ سے زیادہ عام تر ہے جو اوپر گذرین اور اللہ بڑا جاننے والا ہو بعد اسکے مشائخ
صوفیہ اور علماء آخرت نے جو دنیا سے رغبت نہین رکھتے علم مفروض کی طلب مین
کوشش مین پا نیچے چڑھائے حتے کہ اُسکو شناخت کیا اور امر و نہی کو قائم کیا اور اُس
کام سے بتوفیق الٰہی عہدہ برآ ہوئے پھر جب وہ اُسمین مستقیم اور مستقر ہوئے پیروی
کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جہان اُسکو اللہ تعالیٰ نے استقامت
کا حکم دیا ہو تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس مستقیم ہو جیسے تو مامور ہوا اور وہ شخص جنے
تیرے ساتھ توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے اُنپر دروازے اُن علوم کے کھول دیے جنکا پہلے
ذکر ہوا بعضون نے کہا کون ہو جو اس خطاب استقامت کی طاقت رکھے مگر وہ شخص
جو مشاہدات قوی اور انوار ظاہر اور آثار صادق سے مدد دیے گئے ہین جنکو ہر عزم کی
ثابت قدمی ہو جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو اور اگر ہم تجھے ثابت نہ رکھتے پھر حفاظت
کیا گیا مشاہدہ اور مشافہہ خطاب کے وقت مین اور وہ بنایا سنوارا ہوا قرب کے
مقام مین اور مخاطب ہو بساط انس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُسکے بعد مخاطب قول اللہ
تعالیٰ کے ساتھ ہوا فاستقم کما امرت یعنی پس مستقیم ہو جیسے تو مامور ہو اور اگر نہ ہوتے
یہ مقدمات تو نہ پاتے طاقت استقامت کی جسکے ساتھ مامور ہوئے اور ابو حفص سے
پوچھا گیا کونسا عمل افضل ہو کہا کہ استقامت اسواسطے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہو قائم اور مستقیم ہو حالانکہ اُسکے محافظ نہ ہوسکوگے اور امام جعفر صادق
نے اس حکم کی تفسیر مین فاستقم کما امرت کہا ہو کہ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف صحت عزم
سے ساتھ نیاز دل فقیر کے اور بعض صالحین نے خواب مین جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو دیکھا کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ سے روایت کیا گیا ہی کہ ہر آئینہ
آپ نے فرمایا ہی شیبتنی سورۃ ہود واخواتہا یعنی سورۂ ہود و اُسکے اخوات نے
مجھے بوڑھا اور ضعیف کر دیا تو فرمایا ہان کہا پھر مین نے کہا کس چیز نے اُنمین سے آپ کو
بوڑھا کر دیا آیا انبیاء کے قصص اور اُمتون کی ہلاکت نے آپ نے فرمایا کہ نہین ولیکن
اُسکے قول نے فاستقم کما امرت پس جسطرح کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد از مقدمات
مشاہدات اس خطاب سے مخاطب ہوے اور حقایق استقامت کے ساتھ مخاطب
کیے گئے اسی طرح علماء آخرت جو دنیا سے بے رغبت ہین اور مشایخ صوفیہ جو مقرب ہین
اللہ تعالی نے اُنکو حصہ اور نصیب اسمین سے عطا کیا ہی پھر اُنپر الہام مطالبہ اسکا کیا
کہ وہ بھی حق استقامت کے لیے آمادہ اور مستعد ہون اور استقامت کو بڑا مقصود اور اعلی
مطلوب جانا ابو علی جرجانی نے کہا ہی کہ طالب استقامت ہو نہ طالب کرامت اسواسطے
کہ ہر آئینہ تیرا نفس طلب کرامت مین متحرک ہو اور تجھ سے تیرا پروردگار استقامت چاہتا ہی
اور یہ جو اُسنے بیان کیا بڑی اصل اور بڑا گر اس باب مین ہی اور ایک راز ہی جسکی حقیقت سے
اکثر اہل سلوک وطلب نے غفلت کی ہی اور بات یہ ہی کہ مجتہد اور عابد لوگون نے
سُن لیا ہی صالحین سلف کے سینہ کا حال اور جو اُنکو کرامات اور خوارق عادات سے عطا ہوا
تو ہمیشہ اُنکے نفوس کسی ایک نہ ایک چیز کی طرف اُنمین جھانکتے اور تاکتے ہین اور
چاہتے ہین کہ تھوڑا بہت اسمین سے ہمین بھی نصیب ہو اور کیا عجب ہی کہ کوئی اُنمین سے
شکستہ خاطر رہ جاتا ہی تہمت اپنے نفس پر لگاتا ہو کہ صحت عمل مین نہین اس لیے کہ کوئی بات
اُنمین سے کشف نہین ہوئی اور جو اسکا سر انکو معلوم ہوتا تو اُنکے معاملہ مین آسانی ہوجاتی
تب وہ جان لیتا کہ حق سبحانہ وتعالی کبھی اسکا دروازہ بعضے سچے مجتہدون پر مفتوح
کرتا ہی اور اسمین حکمت یہ ہی کہ خوارق عادات اور آثار قدرت سے جو وہ دیکھتا ہی زیادہ
یقین کو ترقی ہوتی ہی تب اُسکا عزم دنیا مین زہد کرنے کا اور حدثات دنیوی سے

نکل جانے کا قوی ہو جاتا ہی اور کبھی اُسکے بعضے بندے ایسے ہوتے ہین کہ اُنکو مکاشفہ
صرف یقین سے ہوتا ہی اور پردے اُسکے دل کے اُٹھائے جاتے ہین اور جسکو فقط یقین
سے کشف ہو تو اُسکی بدولت وہ خوارق عادات کے مطالعہ سے بے نیاز ہوتا ہی اسلیے
کہ مراد اُس سے یقین کا حصول ہوتا ہی اور ہر آئینہ یقین کلی حاصل ہو گیا اور جسکو
صرف یقین نصیب ہو آمین سے کسی شے کا کشف ہو تو زیادہ دیقین نہین ہوتا پس
حکمت مقتضی اسکی نہین ہی کہ اُسکے لیے خوارق عادات سے کشف قدرت ہو اسلیے
کہ یہ موقع استغنا کا ہی اور حکمت دوسرے کے لیے مقتضی اُسکے کشف کی ہی اسواسطے
کہ موقع اُسکی حاجت کا ہی تو یہ دوسرا شخص استعداد اور لیاقت مین اکمل اور اتم اول شخص
سے ہی اس حیثیت سے کہ حاصل اُسکا یعنی یقین خالص اسکو نصیب ہوا بدون اسکے کہ
قدرت کو معائنہ کرے اسواسطے کہ اسمین ایک آفت ہی وہ کیا عجب ہی پس وہ اُسکے
سبب کسی چیز کے دیکھنے سے مستغنی ہو گیا اسواسطے طالب صادق کی راہ یہ ہی کہ مطالبہ
نفس استقامت سے کرے کہ وہ کل کرامت ہی پھر اگر اُسکی راہ مین کوئی شے اُسمین کی
آجاوے تو جائز ہی اور اچھی ہی اور جو نہ پیش آوے تو اُسکی کچھ پروا اُسے نہین ہی اور
اس سے اُسکا کچھ نقصان نہین ہی اور نقص ہی تو یہی کہ حق استقامت واجبی مین خلل
اور فرق پڑے پس چاہیے کہ یہ مسئلہ اچھی طرح سمجھ لیا جائے اسواسطے کہ وہ طالبین کے لیے
بڑی اصل اور اعلیٰ قاعدہ ہی تو علما زاہد اور مشایخ صوفیہ اور مقربین اس صورت سے
کہ واجب حق استقامت کے قیام سے مشرف اور مکرم ہوے تو وہ تمام علوم نصیب
اُنکے ہوے جنکا اشارہ متقدمین نے کیا ہی جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہین اور اُنھون نے زعم
کیا ہی کہ وہ فرض ہی تو اسمین کا علم حال اور علم قیام اور علم خواطر ہی عنقریب علم الخواطر
اور اُسکی تفصیلون کو ایک باب خاص مین بیان کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ اور علم یقین اور
علم اخلاص اور علم نفس اور معرفت اُسکی اور اُسکے اخلاق کی اور نفس کا علم و معرفت

علوم قوی مین سب سے بڑھکر عزیز اور بزرگ ہو اور مقربین صوفیہ کے طریق سے راست
اور درست تر سب آدمیون مین وہی ہو جو اُن سب سے زیادہ راست اور درست تر
معرفت نفس مین ہو اور علم معرفت اقسام دنیا اور وجوہ دقائق ہوے اور مخفی شہوات نفس
اور حرص اُسکی اور علم ضرورت اور مطالبہ نفس وقت بر ضرورت قول اور فعل اور کپڑے
پہننے اور اُتارنے مین کھانے مین اور سونے مین اور حقائق توبہ کی معرفت اور چھپے ہوے
گناہون کا علم اور اُن سیئات کا علم جو ابرار کے حسنات ہین اور نفس کا مطالبہ
غیر مطلوب کی ترک سے اور باطن کا مطالبہ خطرات معصیت کے روکنے سے پھر فضول
خطرون کے روکنے سے پھر علم مراقبہ اور علم اُن اشیا کا جو مراقبہ مین خلل ڈالے اور علم
محاسبہ و رعایت اور علم حقایق التوکل اور متوکل کے اُسکے توکل مین اور مراقبہ مین جو
چیزین حارج اور مخل ہین اور جو چیزین کہ حارج اور مخل نہین ہین اور فرق اُس توکل
مین کہ بحکم ایمان واجب ہین اور اُس توکل خاص مین جو اہل عرفان کے ساتھ مختص ہو
اور علم رضا اور مقام رضا کے گناہ اور علم زہد اور اُسکی حدبندی لوازم ضرورت سے
اور اُن باتون سے جو اُسکی حقیقت کی قادح نہین ہو اور معرفت زہد فی الزہد اور زہد
فی الزاہد کے بعد معرفت زہد ثالث کی اور علم انابت والتجا اور معرفت اوقات دعا
اور سکوت عن الدعا اور علم محبت اور تفاوت محبت عامہ مین جسکی تفصیل تمثال مرتب
کی گئی اور محبت خاصہ اور ہر آئینہ ایک گروہ نے علمار الدنیا سے انکار کیا دعوی علما بے
آخرت کا محبت خاصہ سے جسطرح کہ رضا سے اُنھون نے انکار کیا اور اسکا وہ بجز صبر کے نہین ہی
اور محبت خاص کا تقسیم ہونا محبت ذات اور محبت صفات مین اور تفاوت محبت قلب
اور محبت روح اور محبت عقل اور محبت نفس مین اور فرق محب اور محبوب اور مرید و مراد
کے مقام مین پھر علوم مشاہدات جسطرح ہیبت اور انس اور قبض اور بسط اور قبض اور
ہم اور بسط و نشاط مین فرق اور علم فنا و بقا اور تفاوت احوال فنا و استتار اور تجلی و جمع

وفرق ولوامع وطوالع، ور بوادی اور صحو وسکر وغیر ذلک اگر وقت مین گنجایش ہوئی
تو اُنکو ہم بیان کرینگے اور اُنکو متعدد جلدون مین شرح وبسط سے لکھینگے ولیکن
عمر کوتاہ ہی اور وقت عزیز ہی اور اگر غفلت اسمین شریک نہوتی تو اس سے زیادہ وقت
تنگ ہوتا اور یہ مختصر تالیف علوم قوم صوفیہ کی متاع نیک کو محتوی ہی خداے کریم سے
ہمین امید ہی کہ اُس سے نفع حاصل ہو اور ہمارے فائدہ کے لیے حجت ہو نہ ہمارے
نقصان کے لیے اور یہ سب علوم ہین کہ اُنکے اور اور علوم ہین کہ اُنکے مقتضا پر عمل
کیا اور انھین کے ساتھ علماء آخرت زہاد فتحیاب ہوے اور علماء دنیا طلب پر حرام
ہوگئے ہین اور وہ علوم ذوقیہ ہین کہ اُنکی طرف نہین قریب ہی کہ نظر پہونچے مگر ذوق
اور وجدان سے جسطرح کہ حلاوت شکر کی کیفیت کا علم کہ وصف سے حاصل نہین ہوتا
تو جسنے اُسے چکھا اُسی نے اُسے جانا اور شرف علم صوفیہ اور زہاد علماء کا تجھے آگاہ کرتا ہی
کہ اور سب علوم کی تحصیل محبت دنیا اور حقائق دنیا کے خلل اندازی کے ساتھ متعذر اور
دشوار نہین ہی اور بسا اوقات محبت دنیا اُسکے حصول کی ممد ومعاون ہوتی ہی اسواسطے
کہ نفوس پر اشتغال اُن علوم مین شاق ہی تو جاہ و رفعت کی محبت اُنکی سرشت مین
داخل کی گئی جبکہ ان مدارج کا حصول علم کے حصول سے سمجھے تو زحمت کا تحمل اور
شب بیداری اور مسافری اور غربت اور اشکال لذت اور شہوات کا اپنے اوپر گوارا
اور قبول کیا اور اس قوم کے علوم دنیا کی محبت کے ساتھ نہین حاصل ہوتے اور
بلا علیحدگی ہوا کے انکشاف اُنکا نہین ہوتا اور اُسکا درس بھی بجز مدرسہ تقوی کے
نہین ہوتا قال اللہ تعالی واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ یعنی اللہ تعالی نے فرمایا اور ڈرو تم اللہ تعالی
سے اور اللہ تمکو تعلیم دیتا ہی علم کو میراث تقوی کی بنایا اور اس قوم کے علوم آسمان
مین بلا شک اسکے غیر سے پس علماء الآخرۃ کے علم کا فضل معلوم ہوا اس حیثیت سے
کہ اولوالالباب کے سوا دوسرے کے لیے نقاب نہین کھولتا اور اولوالالباب وہ دانشمند

درحقیقت وہی لوگ ہین جنھون نے دنیا کی طرف رغبت نہین کی بعض فقہا نے کہا ہی
جبکہ کوئی شخص اپنے مال کی وصیت اعقل الناس کے لیے کرے تو وہ مال زہاد
کے لیے خرچ کیا جائے اسواسطے کہ وہ تمام خلق سے زیادہ عقل والے ہین کہا ہو سہیل
بن عبداللہ تستری نے کہ عقل کے ہزار نام ہین اور ہر ایک نام کے ہزار نام ہین اور
ہر اسم کا اول ترک دنیا ہو ابو عبداللہ خواص سے روایت ہو اور یہ اصحاب حاتم
سے ہین کہا ایکدفعہ مین ابو عبدالرحمن حاتم اصم کے ساتھ شہر رے مین پہونچا
اور تین سو بیس آدمی اُسکے ساتھ تھے جنکا ارادہ حج کا تھا اور سب کمل اور جبہ پہنے
ہوے تھے نہ اُسکے پاس کھانا تھا اور نہ توشہ دان تھا تو ہم شہر رے مین ایک شخص
سوداگر کے یہان اُترے جو متعبد درویش دوست تھا اور ہم سب کی رات کو اُسنے دعوت
کی جب صبح ہوئی تو حاتم سے کہا یا ابا عبدالرحمن آیا تجھے کسی چیز کی حاجت ہو کہ مین عیادت
کرانے ایک فقیہ کی جایا چاہتا ہون کہ بیمار ہو اُسپر حاتم نے کہا اگر تمھارا فقیہ
بیمار ہو تو فقیہ کی بیمار پرسی ہمارے لیے فضل ہو اور فقیہ کی طرف نظر کرنا عبادت ہے
پس مین بھی تمھارے ساتھ چلتا ہون اور محمد بن مقاتل قاضی شہر رے علیل تھے پھر
کہا کہ ہم ابو عبدالرحمن کے ساتھ گئے اور دروازہ پر پہونچے تو ایکا ایکی ایک اونچا دروازہ
خوشنما ملا تو حاتم متفکر ٹھٹھک رہا کہتا تھا کہ عالم کا دروازہ اسطرح کا بعد ازان اُن سب کے لیے
اجازت ہوئی تو سب گھر مین گئے تو دیکھا کہ ایک مکان پاکیزہ فرش بچھا ہوا اور نوکر
چاکر اور پردے پڑے ہوے اور خلقت جمع ہو پھر حاتم فکر مین رہ گئے بعد ازان اُس مجلس
کی طرف چلے جہان وہ قاضی علیل تھا دیکھین تو نفیس فرش اُسمین بچھے تھے اور
اُنپر قاضی سو رہا تھا اور اُسکے سرھانے ایک لڑکا سبزہ آغاز ہاتھ مین اُسکے
چونری تھی پھر رازی تو بیٹھکر حال پوچھنے لگا اور حاتم کھڑا رہا کہ اسمین ابن مقاتل نے
اُسکی طرف اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ وہ بولا کہ مین نہین بیٹھتا تو ابن مقاتل نے اُس سے

کہا کہ آیا تجھے کسی چیز کی حاجت ہی کہا ہان کہا وہ کیا ہی کہا ایک مسئلہ ہی جو تجھ سے پوچھنا
چاہتا ہون کہا اچھا پوچھیے کہا تو اُٹھ بیٹھ تاکہ مین تجھ سے وہ مسئلہ پوچھون تب اپنے
نوکرون سے کہا تو اُنھون نے تکیہ لگا دیا اُسوقت حاتم نے اُس سے کہا یہ اپنا علم کہان
سے تو نے حاصل کیا کہا ثقات نے اُسکی حدیث مجھ سے کی ہی کہا کس سے کہا اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس سے
کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اور رسول اللہ اُسے کہان سے لائے کہا جبرئیل
سے حاتم نے کہا پس وہ چیز جسکو اللہ سے جبرئیل لائے اور رسول اللہ تک پہونچایا
اور رسول اللہ نے اپنے صحابہ کو اور صحابہ نے ثقات کو اور ثقات نے تم تک
پہونچائی آیا تو نے سُنا کسی کو جو اپنے گھر مین امیر ہو اور اُسکے نوکر چاکر بہت ہون
تو اُسکا درجہ بھی اللہ تعالی کے نزدیک بہت ہو کہا نہین کہا پھر کس طرح تو نے سُنا تو کہا
جس شخص نے دنیا کی طرف زہد کیا ہو اور آخرت مین رغبت کی ہو اور مساکین کو دوست
رکھا ہو اور آخرت کے لیے پہلے سے بھیجا ہو اُسکا مرتبہ اللہ تعالی کے نزدیک زیادہ ہی
حاتم نے کہا پھر تو نے کسکی اقتدا اور پیروی کی آیا نبی علیہ السلام اور اُسکے صحابہ اور
صالحین کی یا کہ فرعون و نمرود کی جنھون نے پہلے پہل چونہ اور پختہ اینٹ کی عمارت
بنوائی اے علماء بد تم ایسون کو جاہل جو دنیا کا طالب اور اُسکا راغب ہو دیکھے تو کہے عالم
اور یہ حالت مین اُس سے بدتر نہین ہون اور اُسکے پاس سے چلا گیا تو ابن مقاتل زیادہ
متحیر ہو گیا پھر اہل رے کو دس ماجرے کی جو اُسکے اور ابن مقاتل کا تھا خبر پہونچی اُسپر
سب لوگون نے اُس سے کہا یا ابا عبد الرحمن قزوین مین اس سے بڑی شان کا عالم ہی
اور طنافسی کی طرف اس نے ایما کیا کہا تو اُسکی طرف قصداً روانہ ہوا اور اُسکے پاس
پہونچے تب کہا اللہ تیرے اوپر رحم کرے مین ایک عجمی شخص ہون چاہتا ہون کہ تو مجھے
سکھا دے جو دین کی سب سے پہلی چیز ہی اور میری نماز کی کنجی ہی مین کسطرح نماز کے لیے

وضو کر دن کہا ہان بہت اچھا صاحب زادے لے آؤ برتن جسمین پانی تھا پھر وہ برتن
لے آیا جسمین پانی تھا پھر طنافسی بیٹھ گیا اور دھویا تین تین بار ہر عضو کو بعد اُسکے کہا
اسطرح وضو کر دتو حاتم بیٹھا اور تین تین بار دھویا یہان تک کہ وہ ہاتھون کے دھونے تک
پہونچا تو چار دفعہ اُنکو دھویا اسپر طنافسی نے اُس سے کہا ارے اسراف تو نے کیا اسپر حاتم
نے اُس سے کہا کہ کس چیز مین کہا تو نے اپنے دونون ہاتھ چار بار دھوئے حاتم نے کہا
اے سبحان اللہ مین نے ایک چلو پانی مین اسراف کیا اور آپ نے اس کل جمع مین
اسراف نہین کیا تو طنافسی سمجھ گیا کہ اُس نے قصد اعتراض کا اس سے کیا اور اس سے
سیکھنے کا ارادہ نہ کیا اور گھر مین گھس گیا اور چالیس دن تک لوگون سے ملاقات نہ کی
پھر جب بغداد مین پہونچا تو اہل بغداد اُسکے پاس آکر جمع ہوے اور اس سے کہا یا
ابا عبد الرحمن تو ایک عجمی شخص کند زبان ہر کوئی تجھ سے کلام نہین کرتا مگر یہ کہ اُسکو
قطع کر دیتا ہی کیا تجھ مین تین خصلتین ہین جنکی قوت سے مین اپنے خصم پر غالب آتا ہون
لوگون نے کہا وہ کیا ہین کہا جب میرا خصم فائز المرام ہو تو مین خوش ہوتا ہون اور
جب خطا کرے تو مین غمگین ہوتا ہون اور مین اپنے نفس کی حفاظت اس سے
کرتا ہون کہ اُسپر جہل اور سختی کر دن یہ بات احمد بن حنبل تک پہونچی اور اُسکے
پاس آیا اور کہا سبحان اللہ کیا ہی عاقل ہی پھر اُسکے پاس آئے کہا یا ابا عبد الرحمن
دنیا سے سلامت کیا ہی حاتم نے کہا یا ابا عبد اللہ دنیا سے تو سلامت نرہیگا جبتک
کہ تجھ مین چار خصلت نہون کہا وہ کیا ہین یا ابا عبد الرحمن کہا جہالت جو قوم کرے
اُس سے تو در گذر کر اور اپنی جہالت کو اُنسے باز رکھ اور اُنکے لیے اپنی چیز خرچ کر اور
اُنکی چیزون سے تو مایوس ہو جسوقت یہ برتاؤ تیرا ہوگا تو سلامت رہیگا پھر مدینہ کو گیا
اللہ تعالی نے فرمایا ہی انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنی بجز اسکے نہین کہ اللہ سے
ڈرتے وہی بندے ہین جو عالم ہین انما کے کلمہ کے ساتھ ذکر کیا تو علم کا نفی اُن لوگون سے

ہوتا ہی جو اللہ سے نہین ڈرتے ہین مثل اسکے کہ جسوقت کہا انما یدخل الدار بغدادی
یعنی سوا اسکے نہین کہ گھر مین بغدادی داخل ہو تو بغدادی کے سوا دوسرے کسی کا
گھر مین آنا منتفی ہوتا ہی پس علمار آخرت کے لیے یہ بات واضح ہو گئی کہ مقامات
قرب اور مواقع عرفان کی راہ مسدود ہی مگر جبکہ زہد اور تقوی ہو ابو یزیدؒ نے کہا مین نے
ایک دن اپنے یارون سے کہا کہ کل شب کو مین صبح تک کوشش کرتا رہا کہ کہون لا الہ الا اللہ
مگر مین نے اُسپر قدرت نہ پائی پوچھا گیا کہ یہ کیونکر کہا مین نے اپنے لڑکپن مین ایک
کلمہ کہا تھا تو اب اُس کلمہ کی دہشت مجھپر آپہونچی اور مجھے اُس سے روک دیا اور مجھے
اُس شخص سے تعجب ہی جو اللہ تعالی کا ذکر کرتا ہی اور وہ کسی شے کے ساتھ اُسکی صفات
سے متصف ہی پس صفار تقوی اور کمال بے رغبتی دنیا سے بندہ علم مین راسخ ہوتا ہی
واسطیؒ نے کہا علم مین راسخ وہ لوگ ہین جو اپنی ارواح سے غیب الغیب مین سر السر کے
اندر راسخ ہو گئے ہین پس پہچانا اُنھین جسنے اُنھین پہچانا اور دریاے علم مین فہم کے
ساتھ ڈوب گئے تاکہ ترقی حاصل کرین پھر اُنکے لیے خزاین جمع شدہ کھل گئے جو فہم سے
ہر ایک حرف کے نیچے کلام اور عجائب خطاب سے تھے پھر حکم کے ساتھ گفتگو کی اور بعض
صوفیہ نے کہا ہی راسخ وہ شخص ہی جو خطاب کے محل مراد سے واقف ہو اور کہا بزاز نے کہ
یہ وہ لوگ ہین جو تمام علوم مین کامل ہین اور اُنکی معرفت حاصل کی اور تمام خلائق
کی ہمتون پر مطلع ہوے ہین اور یہ ابو سعیدؒ کا قول ہی جسکی یہ مراد نہین ہی کہ راسخ
فی العلم کے سزاوار یہ بات ہی کہ علوم کی جزئیات سے واقف ہو اور اُسمین کمال
رکھتا ہو سواسطے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ راسخین فی العلم سے تھے اور
اس قول اللہ تعالی کے معنی مین توقف کیا وفاکھۃ وابا اور کہا ابا کیا چیز ہی پھر کہا یہ
بجز تکلیف نہین ہی اور منقول ہی کہ یہ وقوف اب کے معنی مین حضرت ابو بکر رضی اللہ
تعالی عنہ سے تھا اور اس سے صرف ابو سعید کی مراد وہی ہی جسکی تفسیر اسکے قبل کلام نے

آخر کلام کے ساتھ کی اور وہ یہ قول ہو اطلعوا علی ہمم الخلائق کلھم یعنی وہ آگاہ ہین ساری
خلق کی ہمتون پر اسواسطے کہ ہر آئینہ متقی نے اثبات تقوی کا وزاہد حق سنے زہد کا
دنیا مین کردیا اُسکا باطن صاف اور اُسکے قلب کا آئینہ روشن ہوگیا اور لوح محفوظ سے
اُسکو کسی قدر سامنا اور محاذات ہوگئی تو اُسنے صفائی باطن سے اصول وامہات
علوم کا ادراک کرلیا پس وہ منتہا راقدام علما کا اُنکے علوم مین جانتا ہو اور ہر ایک سے کے
ذائقہ کو سمجھتا ہو اور علوم جزئیہ تعلیم اور مشق سے نفوس مین متجزی اور منقسم ہین اسواسطے
علم کلی اُنکا اس سے مستغنی نہین کرتا کہ جزئی مین رجوع کرے اُسکے اہل وہی ہین جو اُسکے
ظروف ہین پس ان لوگون کے نفوس جزئی سے بھر گئے اور اُسی مین مشغول ہوے اور
جزئی کے سبب وہ کلی سے منقطع اور علیحدہ ہو گئے اور علما رزاہدین کے نفوس نے
بعد اسکے کہ ضروری چیزین اُسین کی جو اصل دین مین ہین اور بنیاد اُسکی شرع سے ہو
اللہ تعالی کی طرف رخ کیا اور اشیاء سے اُسکی طرف جھک گئے اور ارواح اُنکی قرب
آلہی کے مقام سے واصل ہوگئی تب اُنکی ارواح نے اُنکے قلوب پر انوار پہونچائے جسکے
سبب سے وہ مستعد اور مہیا ادراک علوم کے لیے تھے پس اُنکی ارواح نے عالم ازلی
کی توجہ کے سبب ادراک علوم کی حد سے ترقی کی اور ایسے وجود سے مجرد اور منفرد ہوگئین
جو ظرفیت علم کے لیے صلاحیت رکھتا تھا اور اُنکے قلوب اُس وجہ کی نسبت سے
جو نفوس کے ساتھ رکھتے ہین ظروف وجودی ہوگئے جو وجود علم کے مناسب نسبت
وجودیہ سے تھے تو وہ علوم سے اور علوم اُنسے باہم مل جل گئے اس مناسبت
سے کہ انفصال علوم کا اُنسے بوجہ اتصال لوح محفوظ کے ہوگیا اور انفصال سے
مراد صرف یہ ہو کہ انتعاش اُنکا لوح محفوظ مین ہو دوسرے مین نہین اور انفصال اُنکی
ارواح کے مقام سے اسواسطے ہو کہ قلوب متجاذب نفوس کی طرف ہوتے ہین تو ان
دونون منفصل یعنی علوم اور قلوب مین ایک نسبت اشتراک ہو جو باعث تالف اور

امتزاج کے ہر تو علوم اسواسطے حاصل ہو گئے اور عالم ربانی راسخ فی العلم ہو گیا
اللہ تعالیٰ نے بعض کتابوں مین جو نازل کی گئین وحی کی کہ اے بنی اسرائیل مت کہو
کہ علم آسمان مین ہر کون اُسے اُتارے اور نہ یہ کہو کہ زمین کے اطراف اور کنارون پر ہر
کون اُسے چڑھائے اور نہ دریاؤن کے اُس پار ہے کون دریا اُترکر جائے کہ اُسکو لے آئے
علم تمھارے قلوب مین رکھا گیا ہر فرشتون کے آداب سے میرے سامنے ادب
کرو اور صدیقین کے اخلاق سے میرے ساتھ پیش آؤ علم کو تمھارے قلوب سے
اُبھاؤنگا حتی کہ تمکو چھپائے گا اور دبائے گا پس فرشتون کے آداب سے مودب ہونا
نفس کو اُسکی طبعی امور کی خواہشون سے باز رکھنا ہر اور صحیح علم سے اُنکا جڑ سے
اُکھیڑ ڈالنا خواہ کسی قول سے ہو یا کسی فعل مین ہو اور یہ اُسی کے لیے صحیح اور درست ہے
جسنے جانا اور قرب حاصل کیا اور حضوری کا رستہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کے سامنے پایا تب
وہ حق کے واسطے حق کے ساتھ محفوظ ہوتا ہر حسان بن عطیہ سے روایت ہر کہا مجھے
خبر پہونچی کہ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ ایک منزل مین اُترے اور کہا دسترخوان
ہمارے سامنے لاؤ تاکہ اُسکے ساتھ بازی کرین یہ بات اُس سے مکروہ سمجھی گئی تو کہا
جب سے مسلمان ہوا ہون کوئی کلمہ میری زبان سے کلام مین نہین نکلا مگر یہ
کہ ہمارا اسکی مین نے لگائی پھر دوسری لگام دیتا ہون تم اُسکے سبب میرے اوپر
آغشتہ نہو پس اسی کی مثال فرشتون کے آداب سے ادب حاصل کرتا ہر انجیل مین
لکھا ہوا ہر جو چیز تم نہ جانتے ہو اُسکا علم طلب کرو جب تلک کہ تم اُسپر عمل نکرلو جو تم آگے
جان چکے ہو اور ہر آئینہ ایک حدیث مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
وارد ہوا ہر کہ شیطان اکثر علم کے ساتھ ہر آئینہ تم پر سبقت لے گیا ہر ہم نے کہا
یا رسول اللہ کسطرح علم سے ہمارے اوپر وہ سبقت لے گیا فرمایا کہ وہ کہتا ہر علم طلب
اور عمل نکر جب تک کہ علم تو نہ پڑھ لے اسواسطے ہمیشہ بندہ علم ہی پڑھتا ہر اور عمل

کو ٹالتا ہی یہان تک کہ مرجائے اور عمل نہ کیا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہی علم
بکثرت روایت سے نہین ہوتا علم خوف ہی ہی اور حسن نے کہا ہی کہ ہر آئینہ اللہ تعالی
[illegible] علم بروایت کی پروا نہین کرتا اگر پروا کرتا ہی تو صاحب علم و درایت کی کرتا ہی تو
علوم درایت علم روایت سے نکلے ہوے ہین اور علوم روایت خالص دودھ کی مثال
ہین جو پینے والون کے حلق سے بآسانی اُترتا ہی اور علوم درایت کی مثال مسکہ ہی جو اُس سے
نکلتا ہی اگر دودھ نہ ہو تو مسکہ بھی نہ ہو مگر مسکہ دُہنیت اور چکنائی ہی جو دودھ سے
مقصود ہی اور مائیت اور پانی پن دودھ مین ایک جسم ہی جسکے ساتھ روح دُہنیت قائم ہی
اور مائیت کے ساتھ قوام ہی اللہ تعالی نے فرمایا اور پانی سے ہم نے ہر ایک شئے زندہ کی
اور فرمایا بھلا وہ شخص مردہ تھا پھر اُسکو ہم نے زندہ کیا یعنی کفر کے سبب مردہ تھا پس اسلام
سے اُسکو زندہ کیا تو اسلام سے زندہ کرنا ہی قوام اول اور اصل اول ہی اور اسلام کیلیے
بہت علم ہین اور زبانی اسلام کے علوم ہین اور اسلام بعد ایمان کے صرف تصدیق کی
نظر سے ہی ولیکن ایمان کے لیے بعد ازان کہ اسلام کے ساتھ متحقق ہو بہت فرع ہین
اور وہ مراتب ہین جیسے علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین کہ وہ ہر آئینہ کبھو توحید
اور معرفت اور مشاہدہ کے لیے مستعمل ہوتے ہین اور ایمان کے لیے ہر ایک فرع مین
اُسکے فروع سے بہت علم ہین تو علوم اسلام علوم اللسان ہین اور علوم الایمان
علوم القلوب ہین پھر علم قلوب کے لیے وصف خاص اور وصف عام ہی پھر وصف
عام علم الیقین ہی اور اُسکی طرف کبھی تو بحث اور استدلال سے وصول اور طلب
ہوتا ہی اور اسمین علماء دنیا علماء آخرت کے ساتھ شریک ہوتے ہین اور ایک وصف
خاص اُسمین ہی جس سے علماء آخرت مختص ہین اور وہ سکینہ اور ایک آرام کی چیز ہی
جو مومنین کے قلوب مین نازل کی گئی ہی تاکہ وہ اپنے ایمانون پر اور بھی ایمان زیادہ کرین
بنا برین تمام مراتب کو اسم ایمان مشتمل اپنے وصف خاص سے ہی اور اپنے وصف عام سے

مشتمل نہین ہی تو بنظر وصف عام یقین اور اُسکے مراتب علم ایمان سے ہین اور بنظر
وصف عام کے یقین زیادہ علی الایمان ہی اور مشاہدہ وصف خاص یقین مین ہی
اور وہ عین الیقین ہی اور عین الیقین مین وصف خاص ہی اور وہ حق الیقین ہی
پس حق الیقین اسوقت مشاہدہ سے بڑھکر ہی اور حق الیقین کا موطن اور مستقر آخرت
مین ہی اور دنیا مین اُس سے ایک لمحہ کا لمحہ اپنے اہل کے لیے ہی اور وہ اُن تمام
چیزون سے اعلی اور افضل ہی جو اقسام علم مالیہ سے ہین اسواسطے کہ وہ وجدان
تو علم صوفیہ اور زہاد ذی علم کی نسبت اُن علمار دنیا کے علم کی طرف جو نظر اور استدلال
کے طریقے سے درجہ یقین کو پہونچے ہین اُس چیز کی نسبت کی مثال ہی جسکا ذکر ہم نے
علم وراثت اور وارستہ سے کیا ہی انکا علم دودھ کی مثال ہی اسواسطے کہ وہ یقین اور
ایمان ہی جو کہ جڑ بنیاد ہی اور علم صوفیہ باللہ تعالی کا مقامات مشاہدہ سے ہی اور عین الیقین
اور حق الیقین مسکہ کے مانند ہی جو دودھ سے نکلا ہوا ہو پس انسان کی فضیلت
علم کی فضیلت سے ہی اور اعمال کی زرانت اور وقار اُسی قدر ہی کہ جتنا حصہ علم کا
حاصل ہوا ہو اور بیشک حدیث مین وارد ہوا ہی عالم کو ترجیح عابد پر ایسی ہے
کہ جیسے مجھے میری امت پر ہی اور اس علم مین اشارت علم بیع و شرا و طلاق
و عتاق کی طرف نہین ہی اور جو اشارہ ہی وہ علم باللہ تعالی اور قوت یقین کی طرف
ہی اور کبھو بندہ عالم باللہ ہوتا ہی صاحب یقین کامل اور حال آنکہ اُس کے پاس
فرض کفایات کا علم نہین ہی اور ہر آئینہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علمار تابعین
سے بہت بڑھکر عالم حقایق یقین اور دقایق معرفت کے تھے اور تحقیق علمار تابعین اُنہین
ایسے تھے جو علم فتوی اور احکام کے اندر اُنہین سے بعض کی نسبت بڑی استوار اور مستقیم
تھی روایت ہی کہ حضرت عبداللہ بن عمر سے کسی چیز کا مسئلہ پوچھا جاتا تو فرماتے کہ سعید
بن المسیب سے پوچھو اور حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے کہ جابر بن عبداللہ سے

پوچھو اگر اہل بصرے اُسکے فتوی پر اُتریں تو اُسکے لیے وسعت اور گنجایش ہی اور حضرت
انس بن مالک فرماتے کہ مولانا حسن سے دریافت کرو اسواسطے کہ ہر آئینہ ہمسے یاد رکہا
اور ہم بھول گئے تو اُن صحابہ کا حال یہ تھا کہ علم فتوی اور احکام مین تابعین کی طرف
لوگون کو پھیر دیتے تھے اور ان تابعین کو حقایق یقین اور دقائق سکھلاتے تھے اور
یہ بات اسواسطے تھی کہ صحابہ اس معاملہ مین زیادہ استوار تابعین سے تھے کہ وحی
منزل کی طرف اُنکو پہونچی تھی اور کثرت و وفور علم مجمل و مفصل نے اُنکو مستغرق کر دیا تھا
تو اُن سے ایک گروہ نے مجمل اور مفصل کو حاصل کیا اور ایک گروہ نے مفصل بدون
مجمل کے سیکھا اور حال یہ ہی کہ مجمل اصل علم ہی اور اُسکا مفصل طہارت قلوب اور
قوت اصلی سے الگ بہ کمال استعداد اکتساب کیا گیا اور خواص کے ساتھ مختص ہی
اللہ تعالی نے فرمایا ہی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ
والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ہی احسن یعنی بلا اپنے پروردگار کی راہ پر حکمت اور
اچھی نصیحت کے ساتھ اور اُنکو الزام دے ایسی چیز سے جو نیک ہو اور فرمایا قل ہذہ سبیلی
ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ یعنی تو کہہ کہ یہ رستہ میرا ہی مین اللہ تعالی کی طرف بصیرت سے
بلاتا ہون تو ان سبیلون کے سالک اور ان دعوتون کے طلوب قابل ہین تو بعضے
انمین سے نفوس سرکش اور اجنبی ہین کہ اپنی طبیعت اور جبلت کی گرفتگی پر قائم ہین
تو اُنکو تخویف کی آتش اور وعظ اور تربیت سے ملائم کیا اور بعضے نفوس پاک نہاد
ہین جو پاک مٹی سے بنے ہوے ہین اور قلوب سے زیادہ پاک ہوتے ہین تو جو شخص
کہ اُسکا نفس مددگار شیطان اُسکی قلب کا ہی اُسکو وعظ سے بلاتا ہی اور جو شخص
کہ اُسکا قلب مددگار اُسکے نفس کا ہو اُسے حکمت کے ساتھ طلب کرتا ہی تو جو دعوت
وعظ و پند سے تھی ابرار نے اُسے جنہون قبول کیا اور وہ دعوت بہشت و دوزخ سے
ہی اور دعوت جو حکمت سے ہی اُسکی اجابت مقربین نے کی اور وہ دعوت ہی خطائر قرب سے

اور صفائی معرفت اور اشارہ توحید کی تصحیح اور اظہار سے ہی مگر جبکہ اُنھوں نے تلویحات
حقانی اور تعریفات ربانی کو پایا تو اپنی ارواح اور قلوب اور نفوس کے ساتھ اجابت
کی تو مناجت اقوال کی ہوگئی اُنکی اجابت نفس کی اور متابعت اعمال اُن کی اجابت
قلب سے اور صاحب احوال ہونا اُنکی اجابت روح سے ہوگئی تو اجابت صوفیہ کی
بالکل ہی اور اجابت غیر صوفیہ کی بالبعض ہی (کہا) عمر رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ صہیب پر
رحم فرمائے اگر اللہ سے خوف نہ کرتا اُسکی معصیت نکرتا یعنے اگر اُسکے پاس کتاب
امان کی آتش دوزخ سے ہوتی تو صرف معرفت امر الٰہی کی عظمت ہی اُسکو برانگیختہ
کرتی کہ واجبی حق عبودیت کی ادا پر قیام کرے اسوجہ سے کہ حق عظمت اُسنے پہچانا:
تو اجابت صوفیہ دعوت کے لیے اجابت محبانہ محبوب کے لیے لذت اور بے تکلفی کی
راہ سے ہی اور غیر صوفیہ سے زحمت اور مجاہدہ سے اور یہ اجابت ایسی ہی کہ اُسکا
اثر جیسا کہ استقامت اور عبودیت کے حقائق سے قیام ہو گزرے لوگوں اور ساعتوں
مین ظاہر ہوتا ہی قال اللہ تعالیٰ فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی فسنیسرہ للیسری
یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو جسنے دیا اور خوف کیا اور نیک بات کو سچ جانا تو قریب ہی
کہ ہم اُسکو آسانی مین پہونچا دینگے بعضے صوفیہ کہتے ہین کہ دارین کو دے دیا اور
کسی چیز کو نہ دیکھا اور بے فائدہ اور گناہوں سے پرہیز کیا اور تصدیق بالحسنی کے معنی
ہین طلب قرب پر اُٹھا اور ٹھہرا ہوا اور یہ آیت کہتے ہین کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کے حق مین نازل ہوئی اور اس آیت مین دوسری وجہ ظاہر ہوتی ہی اعطی اعمال پر
مواظبت کے ساتھ اعطا کیا اور وسواس شیطانی اور ہواے نفسانی سے پرہیز کیا اور
بجا و صدق بالحسنی یعنی باطن کی ملازمت موارد شہوات کے تصفیہ کے ساتھ مزاحمت
وحشت وجود سے کی فسنیسرہ للیسری ہم اُسپر مہونت کے دروازے عمل ورزش اور
دنس مین کھولدیتے ہین اور جسنے اعمال سے بخل کیا واستغنی ہوگیا احوال سے وکذب

بالحسنیٰ اور نیک بات کو جھٹلایا یعنی ملکوت میں اپنی بصیرت کے نفوذ سے گردہ پھیر نیوالا نہ تھا فسنیسرہ للعسریٰ اُسپر ہم آسانی کا دروازہ اعمال میں بند کردیتے ہیں اور سستی کا باب اُسپر کھول دیتے ہیں پھر جب صوفیہ کے نفوس اور قلوب اور ارواح نے ظاہراً اور باطناً دعوت قبول کی تو اُنکا حصہ علم میں سب سے زیادہ اور معرفت میں اکمل ہوا تو اُنکے اعمال پاکیزہ اور افضل ہوئے معاذؓ کے پاس ایک شخص آیا کہا مجھے دو شخصوں سے خبر دے کہ ایک اُنمیں سے عبادت کے اندر مجتہد کثیر العمل کم گناہ ہی مگر یہ کہ وہ ضعیف الیقین ہی متواتر اُسکو شک لاحق ہوتے ہیں معاذؓ نے کہا ہر آئینہ اُسکے عمل کو باطل اُسکا شک کرتا ہی کہا تو ایک شخص کم عمل کی خبر دے الا وہ قوی الیقین ہی اور وہ اس حالت میں بس گنہگار رہی تو معاذؓ ساکت ہوا تو اُس شخص نے کہا واللہ اگر پہلے آدمی کا شک اُسکے نیک اعمال کو باطل کرتا ہی تو ضرور اسکا یقین اُسکے کل گناہوں کو ضائع کرے گا تو معاذ نے اُسکا ہاتھ پکڑلیا اور کہا میں نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جو اس سے بڑھکر فقیہ ہو اور لقمان کی وصیت میں ہی جو اُنے اپنے بیٹے کو کی تھی اے فرزند عمل کی استطاعت یقین ہی کے ساتھ ہوتی ہی اور آدمی نہیں عمل کرتا ہی مگر اُتنی قدر کہ اُسکا یقین ہی اور عامل اُسکا قصر نہیں کرتا جب تک کہ قصر اُسکے یقین میں نہ ہو پس یقین علم سے افضل ہی اسواسطے کہ اُسنے ارادہ عمل کا کیا اور وہ نہ تھا کہ عمل کا ارادہ کرتا تھا کہ اُسنے ارادہ عبودیت کا کیا اور ارادہ عبودیت کا نہیں کرتا تھا اور تھا کہ ارادہ کیا تھا قیام کا حق ربوبیت کے ساتھ اور کمال احتیاط کا یقین اور علم سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ سب صوفیہ اور علما زواہد کے لیے ہی تو اس سے فضل اُنکا اور اُنکے علم کا ظاہر ہوگیا اب اُسکے بعد میں ایک مسئلہ کی صورت بیان کرتا ہوں جس سے وہ فضل عالم زاہد عارف کا جو معتبر ہی صفات نفس سے غیر پر ظاہر ہوجائے ایک عالم کسی مجلس میں آیا اور بیٹھا اور ایک نشست کی جگہ جسمیں وہ بیٹھا اپنے لیے بقدر اپنے محل و علم کے جو

اپنے اعتقاد مین سمجھتا تھا تجویز کی پھر ایک دوسرا شخص اُسکے ہمچشمون سے آیا اور
اُس سے اونچی جگہ بیٹھا تب وہ عالم پہونچا اور تنگ ہوا دیکھا کہ دنیا اُسکی آنکھون مین
تیرہ و تار ہوگئی اور اگر اُس سے ممکن ہوتا تو اُس شخص پر حملہ کرتا پس یہ عارضہ ہے
جو اُسے لاحق ہوا اور ایک مرض ہی جو اُسے عارض ہوا اور وہ یہ نہین جانتا کہ یہ
ایک مرض پوشیدہ ہی اور دوا کا محتاج ہی اور اس مرض کی منشا اور اصل مین فکر
نہین کرتا اور اگر وہ جانتا کہ یہ نفس ہی جو اُبھرا اور اپنی جہالت کے ساتھ ظاہر ہوا اور
جہل اُسکا اُسکے کبر کی وجہ سے اور کبر اُسکا اپنے نفس کو اپنے غیر سے بہتر سمجھنے کے
باعث ہی تو انسان نے جان لیا کہ وہ بہت بڑا اُسکے غیر سے ہی اور اُسکا قوت سے
فعل مین لانا تکبر ہی تو جب وہ تنگ ہوا اُسکے فعل سے تکبر ہو گیا پس صوفی عالم زاہد
اپنے نفس کو کسی چیز کے ساتھ مسلمانون سے تمیز نہین کرتا اور نہ وہ اپنے نفس کو دیکھتا ہی
مقام تمیز مین کہ کوئی ممیز اُسکو مجلس مخصوص کے ساتھ تمیز کرے اور اگر فرض اُسکے لیے
کیا جائے کہ اس قسم کے واقعہ سے آزمایش کی جائے اور دوسرے شخص کے تقدم و
ترفع سے افسردہ ہوتا ہی نفس اور اُسکے ظہور کو دیکھے اور اس بات کو کہ یہ مرض ہی اور
ہر آئینہ گر اس معاملہ مین ڈھیل دین نفس کی طرف شناخت کی اور اُسکی افسردگی تو
یہ اُسکے حال کا گناہ ہو جاتا تو فوراً اپنے مرض کو اللہ تعالی کی طرف پیش کرتا اور اپنے
نفس کے ظہور کی شکایت اسکی طرف کرتا اور خوب توبہ عمل مین لاتا اور ظہور نفس کی قطع
نسل کر دیتا اور قلب کو اللہ تعالی کی طرف پیش کرتا اس حال سے کہ وہ استغاثہ نفس سے
کرے تب اُسکا اشتغال مرض نفس کے دیکھنے اور علاج کے طلب کرنے کا اُسے چھوڑا دیتا
اُس فکر سے کہ وہ شخص اوپر اُس سے اونچا بیٹھ گیا اور بسا اوقات اُس شخص کے ساتھ
جو اُس سے اوپر بیٹھ گیا تواضع اور انکسار کے ساتھ پیش آیا تا وہ کفارہ گناہ موجودہ
کا اور دوا اپنے مرض لاحق کی کرے اب اس سے فرق ظاہر دو شخصون مین ہو گیا

اور جب کہ اعتبار کرنے والا اعتبار کرے اور اپنے نفس کے حال کو تلاش کرے
اسی مقام پر تو اپنے نفس کو اور عوام خلق اور طالب مقاصد دنیا کے مثال دیکھے گا
پھر کون فرق انمین اور انکے غیر مین ہی اُن لوگون سے جنکو علم نہین ہی اگر ہم
زیادہ مسائل کی صورتین بیان کرتے کہ جس سے زاہدین کی فضیلت اور
راغبین کا نقص کھل جاتا بیشک وہ مورث ملال ہوتا اور یہ ابتدا ہی علوم صوفیہ
سے ہی پس اُنکے علوم نفیسہ اور احوال شریفہ کی طرف کیا گمان کرے اللہ توفیق دے

چوتھا باب حال صوفیہ اور اُن کے اختلاف کے بیان مین ہی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے فرزند اگر تو صبح اور شام ایسی کر سکے کہ تیرے قلب
مین کسی کی طرف سے کینہ اور بدخواہی نہو تو کر بعد اسکے فرمایا اے میرے فرزند
اور یہ میری سنت ہی اور جسنے میری سنت کو جلایا اُسنے مجھے جلایا اور جسنے مجھے جلایا
وہ میرے ساتھ بہشت مین ہوگا اور یہ بڑا اشرف اور کمال فضل ہی جسکی خبر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے حق مین دی ہی جسنے اُسکی سنت کو جلایا تو یہ صوفیہ
وہی لوگ ہین جنھون نے اس سنت کو جلایا اور سینون کے کینہ اور بدخواہی سے
صفائی اُنکے کام کی بنائے بلند ہی اور اس سے جوہر اُنکا ظاہر ہوگیا اور فضیلت
اُنکی کھل گئی اور وجہ اسکی کہ وہ اس سنت کی احیا پر قادر ہوے اور اُسکے حق
و حسب کے ساتھ مستعد ہوگئے صرف یہی ہی کہ انھون نے دنیا مین زہد کیا اور
دنیا کو دنیا دارون اور اسکے طالبون پر چھوڑ دیا اسواسطے کہ کینہ اور نفاق کا
اُٹھان دنیا کے اور اہل دنیا کے نزدیک رفعت اور منزلت کی محبت ہی اور صوفیہ
نے اس بارہ مین بالکل بے پروائی اور بے رغبتی کی ہی جیسا کہ بعض صوفیہ نے

کہا ہی کہ ہمارا یہ طریق اُنھین قومون کے لائق ہی جنھون نے اپنی ارواح سے کے
گھورون کو صاف اور پاک کیا پھر جبکہ اُنکے دلون سے دنیا کی محبت اور رغبت کی
چاہت جاتی رہی تو انھون نے صبح کی اور شام کی ایسی کہ اُنکے دلون مین کسی کی
طرف سے میل اور کینہ نہ تھا پس جو قول کہنے والے کا ہی کہ اپنی ارواح کو گھورون
سے پاک صاف کیا اُس سے اشارہ نہایت تواضع کی طرف ہی اور اسکی طرف
کہ وہ اپنے نفس کو ایسا نہین دیکھتا کہ کسی مسلمان پر اُسکو اپنے نزدیک آپ کو حقیر
جاننے کے سبب ترجیح دے اور ممتاز کرے اور اس حالت مین بغض اور کینہ
کا سدباب ہوجاتا ہی اور یہ حکایت شہرت پاگئی تو بعض فقرا نے ہمارے
اصحاب سے کہا کہ مجھے سمجھ پڑا کہ اسکے معنی اپنی ارواح سے اُنھون نے گھورون کو
پاک صاف کیا یہ ہین کہ گھورون کے ساتھ اشارہ نفوس کی طرف ہی اسواسطے کہ
وہ گھورے کی مثال ہی ایک عفونت اور نجاست کی جگہ ہی اور نور روح سے جو
اُسکے ساتھ ملنے والا ہی پاک اور صاف کردیا اسواسطے کہ ارواح صوفیہ مقامات
قرب مین ہین اور نفوس مین اُسکا نور سرایت کرتا ہی اور نور روح کے ملنے سے نفس
پاک اور طاہر ہوتا ہی اور جتنی خراب چیزین بغض اور کینہ اور خبث اور حسد اُسمین
ہین سب اُس سے زائل ہوجاتے ہین تو گویا وہ نور روح سے پاک صاف ہوتا ہی
اور یہ معنی صحیح ہین اگرچہ قائل نے اپنے قول سے اسکا ارادہ نہ کیا ہو اللہ تعالی
نے بہشتیون کی صفت مین فرمایا ہی ونزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا علے
سرر متقابلین یعنے نکال لیا ہم نے جو اُن کے سینون مین کینہ تھا بھائی بنا کر جو
تختون پر آمنے سامنے بیٹھے ہوے ہین ابو حفص نے کہا جو قلوب اللہ تعالے
کے ہاون اور اُسکی محبت پر متفق اور اُسکی مودت پر مجتمع اور اُسکے ذکر سے مانوس
ہوگئے اُنمین کینہ اور حسد کسطرح باقی رہ سکتا ہی ہر آئینہ یہ قلوب ہواجس نفسانی

اور ظلمات طبعی سے پاک صاف ہیں بلکہ توفیق کے نور سے سرمہ آلود ہوگئے تو وہ
سب بھائی بن گئے پس خلق اُنکے حجاب صفات نفوس سے قول اور فعل
اور حال سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلاتے رہنے سے ہیں
پھر جب اُنکی نفوس کی صفات بدل گئیں اور حجاب اُٹھ گیا اور پردے صحیح ہوگئے
اور ہر ایک چیز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے موافقت ہوئی اور اس
صورت میں محبت اللہ تعالے کی واجب ہو گئی اللہ تعالی نے فرمایا ہو کہو اگر تم
اللہ تعالی کو دوست رکھتے ہو تو میری متابعت کرو اللہ تعالی تمھیں دوست رکھیگا
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کو نشانی بندہ کی محبت کی اپنے رب
کے واسطے بتائے اور بندہ کی جزا وکہ وہ خوب پیروی رسول علیہ السلام کی کرنے پر
رکھے کہ اللہ تعالی اُسے دوست رکھے گا تو متابعت رسول علیہ السلام کا جو شخص زیادہ
حصہ دار ہوگا وہی اللہ تعالی کی محبت کا زیادہ حصہ پانے والا ہو اور اسلام کے
گروہوں میں سے صوفیہ حسن متابعت میں کامیاب ہوئے اسواسطے کہ ان حضرات
نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کی اتباع کی اور جس جس کام کا
حکم آپ نے اُنکو دیا اُسپر قایم اور ثابت قدم ہوئے اور جس جس چیز سے آپ نے
اُنکو روکا اُس سے تھمکر رہے اللہ تعالی نے فرمایا ہو اور جو کچھ رسول مقبول
تمھارے پاس لایا اُسکو لو اور قبول کرو اور جن چیزوں سے تمھیں روکا اُس سے
باز رہو بعد اسکے اپنے اعمال میں اُنھوں نے آپ کی پیروی اور متابعت کی جد وجہد
عبادت اور تہجد اور نوافل میں روزہ اور نماز سے اور جو اسکے سوا ہی اور اُنکو برکت
اتباع کی روزی نصیب ہوئی اقوال اور افعال میں اور اُسکے اخلاق کے ساتھ
متخلق ہوتے ہیں حیا سے اور حلم سے اور صفح اور عفو سے اور رافت اور شفقت اور
مدارات و نصیحت اور تواضع سے اور اُسکے احوال سے ایک حصہ خوف اور سکینہ اور

ہیبت اور تعظیم ورضا وصبر وزہد اور توکل سے اُنھین ملا تو متابعت کے تمام اقسام کو پورا حاصل کیا اور اُسکی نسبت سنت سیئہ کو انتہا درجہ کے ساتھ زندہ کیا عبد الواحد بن زید سے سوال کیا گیا کہ آپ کے نزدیک صوفیہ کون ہین فرمایا جو لوگ اپنے عقول سے فہم سنت پر قائم ہین اور اپنے دلون سے اُسکی طرف متوجہ ہین اور اپنے سردار میسو کے ساتھ اُستعصم اپنے شر نفوس سے ہین وہ لوگ صوفیہ ہین اور یہ پورا پورا وصف ہو جنکے ساتھ اُنکی تعریف کی ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مولا مالک کی طرف دائم الافتقار رہتے یہان تک کہ آپ فرماتے میرے نفس کی طرف مجھے ایک پلک مارنے کے برابر مت حوالہ کر اور میری حراست کر جیسے کہ بچے کی کرتے ہین اور جن چیزون مین صوفیہ کامیاب متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوے اشرف اور اعلی انھین کا یہ وصف ہو اور وہ ہمیشہ کا افتقار رہی اور التجا ہی اور اس وصف سے صدق افتقار کے ہر ایک متحقق اور متصف نہین ہوتا مگر وہ بندۂ خدا جسکا باطن صفا معرفت سے صاحب کشف اور سینہ اُسکا نور یقین سے روشن ہو گیا اور دل اُسکا بساط قرب تک جا پہونچا اور سر اُسکا ہم کلامی کی لذت سے خلوت نشین ہو گیا پھر ان تمام چیزون مین اُسکا نفس حکمی اسیر سلطانی ہو گیا اور باینہمہ اسکو ہر ایک شرو آفت کا گھر دیکھتا ہی اور وہ مثل آتش ہی کہ اگر ایک تنکا اُسکا باقی رہ جاے ایک عالم کو جلا دے اور وہ بہت ہی جلد بلٹنے والا اور بدلنے اور پیچ وتاب کھانے مین شتاب زدہ نمان ہی تو حق سبحانہ تعالی نے اپنے کمال لطف سے صوفی کو بینو نجوا دیا اور کسی قدر امتحان اُسکا کر دیا اُس قسم کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے فرمایا اسواسطے صوفی ہمیشہ اپنے مولی کی طرف اُسکے شر سے استغاثہ کیا کرتا ہی اور گویا کہ وہ بندہ کے حق مین ایک تازیانہ بنایا گیا ہی کہ اپنے شرمت اُسکی معرفت کے لیے چلاتا ہی اُس حالت کے ساتھ کہ نظر اُسکی التجا کے اختلافی اور صدق نیاز وحاکی طرف ہی

تو بس صوفی اُسکے مطالعہ سے ایک لحظہ بھی خالی نہیں رہتا جس طرح کہ وہ اپنے رب سے دم بھر کو غافل نہیں ہوتا اور اُسکی معرفت کو اللہ تعالیٰ کی معرفت کے ساتھ مربوط اور مضبوط کر دیا اس حدیث میں جو وارد ہوئی ہے کہ جس شخص نے اپنے نفس کو پہچانا تو ہر آئینہ اپنے پروردگار کو اُسنے پہچانا جیسے ملت کی پہچان کو دن کی پہچان سے وابستہ کر دیا ایسا وہ کون شخص ہے جو سنت ہاے رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس سنت کا احیا کرے بجز صوفی کے جو عالم باللہ اور زاہد فی الدنیا ہے تقویٰ کو مستحکم دست سے پکڑے ہوے ہے اور کون ہے جو اس حال کے فائدہ کا راستہ صوفی کے سوا پائے تو ہمیشہ کی نیازمندی اُسکی اپنے پروردگار کی طرف جناب الٰہی جل شانہ کے ساتھ تمسک اور دست آویز ہے اور اُسکے ساتھ پناہ جوئی ہے اور اس پناہ جوئی میں روح کا استغراق اور دل کا پیروکار ہونا محل دعا کی طرف ہے اور دل کے محل عا بزبان حال اور اُسمیں سکون کی جانب کشش ہوتی ہیں کشش کا بعد اپنے مستقر سے جو اقسام فانی ہیں اور نزول اُسکا قلب کی طرف مدارج علم میں ہے جو رعایت حفظ الٰہی سے محفوظ اور مستور ہے اور کم بخت نفس اس تدبیر کے ساتھ جو منجانب اللہ تعالیٰ ہے کینہ اور نفاق اور حقد و حسد اور تمام خراب عادات کی گزند سے محفوظ اور مامون ہے تو یہ صوفی کا حال ہے۔ اور تمام احوال صوفیہ کو دو چیز حاوی ہیں کہ دونوں صوفیہ کا وصف ہیں اور حق تعالیٰ کے قول سے اُن دونوں کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ برگزیدہ اپنی طرف جسکو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو اُسکی طرف رجوع لائے اُسکو راہ راست دکھاتا ہے تو صوفیہ کی ایک قوم صرف اجتبا کے ساتھ مخصوص ہوئی اور ایک قوم انہیں لی ہدایت کے ساتھ مخصوص ہوئی مگر اسمیں پہلے انابت اور رجوع لانے کی شرط ہے پس اجتبا دصرف اسمیں کسی بندہ کی علت نہیں ہے اور یہ محبوب مراد کا حال ہے جسکی ہدایت منجانب حق اس کے

عطا اور بخشش سے بہرہ ور ہون اسکے کہ کوئی سابقہ ایسا ہو جسنے جسے کہین کیا ہو اجتہاد
اُسکا اُسکے کشف پر مقدم ہو اور اس صورت مین صوفیہ کے ایک گروہ کا یہ حال ہوا
کہ پردے اُنکے دلون سے اُٹھ چلے اور نور یقین کے سطوع نے سرعت کی تو حال وارد نے
اُنہین اجتہاد اور اعمال کی خواہش کو برانگیختہ کیا تب اعمال پر ایک بندہ اور عیش
کے ساتھ جسمین اُنکی آنکھون کی خشکی تھی جھک گئی تو اجتہاد کو اُنپر کشف نے ہلکا اور
آسان کر دیا جسطرح کہ فرعون کے ساحران پر اُس لذت نے جو صفار عرفان سے
اُنپر نازل ہوئی اس بات کو سہل کر دیا کہ وہ فرعون کے وعدۂ عذاب کی برداشت
کرتے تھے اور سب نے کہا کہ ہم تجھے اُس شے پر اختیار اور امتیاز نکر سکے جو ہم کو دلائل
بینہ سے پہنچے ہین حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی کہ اُنکو عنایت
ازلی کی ہوائین لگیں تو سجدۂ شکر مین گر پڑے اور یک زبان ہو کر سب نے کہا
کہ ہم اہل عالم کے پروردگار پر ایمان لائے ابو موسی رقاق سے روایت ہی کہا
مین نے سُنا ابو سعید خراز سے کہ وہ کہتے تھے اہل خالصہ سے مراد وہ شخص ہین جنکو
اُنکے مولا نے برگزیدہ کیا ہی اور نعمت اُنکے لیے پوری کی اور کرامت اُن کے
واسطے مہیا فرمائی تو اُنسے حرکات طلب کو ساقط کر دیا اور عمل اور خدمت مین
اُنکے حرکات الفت و ذکر اور اُسکی مناجات مین چین کرنے اور اُسکے قرب مین
منفرد ہونے پر مبنی ہو گئین اور فاطمہ مشہور زہریہ نے شاگرد ابی سعید کہتی ہین
کہ مین نے خزانہ ت سُنا ہی کہ وہ کہتے تھے کہ مراد اپنے حال مین بھرا ہوا اپنے حرکات کو
رد دیا ہوا ہی اور خدمت مین اُسکی سعی پوری اور کفایت کی گئی شائبہ اور ناز سے
محفوظ ہی اور یہ وہ ہی جسکو شیخ ابو سعید نے کہا وہ ایسا ہی جسکی حقیقت طائفہ صوفیہ پر
مشتبہ ہی اور کثرت نوافل کے قائل نہین ہوتے اور مشائخ کی ایک جماعت
کو دیکھا کہ نوافل مین قلت کرتے تھے تو اُنکو منظنہ ہوا کہ یہ حال دائمی مطلقا ہی

ور یہ نہ سمجھے کہ جن لوگوں نے ترک نوافل اور اقتصار فرائض پر کیا اُنکی ابتدائی
بات مریدین کی تھی سو جب وہ روح و راحت حال کو پہونچے اور ریاضت کے بعد کشف
اُنکو حاصل ہوا تو حال سے مملو اور مالا مال ہو گئے پس اعمال کے نوافل اور زواید کو
چھوڑ دیا مراد لوگوں کے اعمال اور نوافل بدستور باقی رہے اور ان چیزون مین اُنکی
آنکھون کی خنکی ہی اور یہ مرتبہ اول سے اتم و اکمل ہی یہ جو ہم نے اُسکی توضیح کی صوفیہ
کے دو طریق مین سے ایک طریقہ ہی اور دوسرا طریق طریق مریدین کا ہی اور یہ وہ لوگ
ہین جنکے لیے انابت کی شرط لگائی گیئی ہی چنانچہ حق تعالی نے فرمایا ویہدی
الیہ من ینیب اور راہ اپنی طرف اُس شخص کو دکھلاتا ہی جو انابت اور رجوع کرے
تو اول اجتہاد کا مطالبہ اُنسے قبل از کشف ہوا اللہ تعالی نے فرمایا ہی اور جن لوگون نے
ہماری راہ مین کوشش کی اور مجاہدہ کیا ہی ہر آئینہ ہم اُنکو اپنا رستہ دکھلائینگے
اُنکین اللہ تعالی مدارج کشف مین مندرج کرتا ہی جسمین ہر طرح کی ریاضت اور محنت
ہو اور شبہاے تاریک کی بیداری اور گرم دوپہرون کی تشنگی طلب اور شوق
کے شعلے اُنہین بھڑکتے ہین اور کامیابی کے انوار اُنکے برابر حجاب مین ہوتے ہین اور
ارادت کی گرم ریگ مین کروٹین بدلتے ہین اور ہر ایک عادت اور مانوس سے
علیحدہ ہو جاتے مین اور یہ انابت ہی جو اللہ تعالی نے اُنکے لیے شرط لگا دی ہی اور
ہدایت کو اُسکے ساتھ مقرون کیا اور اب پھر ہدایت خاص ہی اسواسطے کہ یہ اُسکی
ہدیت اُس ہدایت عام کے سوا ہی جو اُنکے امر و نہی کی طرف معرفت اول کی اقتضا
سے راہ راست پاتا ہی اور یہ سالک محب مرید کا حال ہی تو انابت ہدایت عام کی
غیر ہی پس وہ ہدایت خاص کی منتہی ہوئی اور سیدھی راہ اُسکی طرف بعد ازان پائی
کہ اُسکے لیے محنتون سے سیدھی راہ پائی اُسوقت عسر کی تنگی سے یسر کی فضا کو
پہونچے اور اجتہاد کی سوزش سے احوال کی راحت مین امن و امان پایا تو اُن کی

ریاضتین پہلے اُنکے کشف وکرامات سے تھین اور مراد لوگون کے کشف وکرامات
اُنکے جدو اجتہاد سے بیشتر تھین ابو محمد جریری سے روایت ہی کہ مین نے سُنا ہی جنید
علیہ الرحمہ کو یہ کہتے ہوے کہ ہم نے قیل وقال سے تصوف نہین حاصل کیا ولیکن بھوکھا
اور دنیا کی ترک اور مالوفات ومستحسنات کی قطع سے پایا تو محمد بن حنیف نے کہا کہ
ارادت مراد کی طلب مین عروج کرتا ہی اور ارادت کی حقیقت جد وجہد کی مداومت
اور ترک راحت ہی اور ابو عثمان کا یہ قول ہی کہ مرید وہ ہی کہ دل اُسکا اللہ تعالی
کے سوا ہر چیز کی طرف سے مرگیا ہو تو وہ اللہ کو فقط چاہتا ہی اور اُسی کا قرب اور
اُسی کا مشتاق رہتا ہی یہان تک کہ دنیا کی شہوات شوق الٰہی کی شدت
کے سبب اُسکے قلب سے جاتی رہتی ہین اور اُسی نے کہا ہی کہ مریدون کے دل کا
عذاب یہ ہی کہ وہ حیثیت معاملات ومقامات سے محجوب اُنکے اضداد کی جانب
ہوجائین سو یہ دونون طریقے احوال صوفیہ کے ساتھ جمع ہوجاتے ہین اور ان دو
کے سوا دو اور طریقے ہین کہ ثبوت وتحقق تصوف کے طریقون سے نہین ہین اُن
دونون مین سے ایک وہ مجذوب ہی جو اپنے جذب پر قائم رہا اور کشف کے بعد
اجتہاد کی طرف نہین رجوع ہوا اور دوم مجتہد مرتاض عابد جو اجتہاد کے تیجے
کشف کو نہین پہونچا اور صوفیہ کے لیے اُنکے دونون طریق مین حسن متابعت
سے صحت اُنکے طریق کی اور وجہ اُنکے فضل کی ہی اور جس کسی نے اس بات
کا گمان کیا کہ بدون متابعت کے فائز المرام اور کامیاب ہو تو وہ پس ماندہ اور
دھوکے مین آگیا ابو سعید خراز کا قول ہی کہ جو باطن کہ ظاہر اُسکے خلاف ہو وہ ناچیز
اور ناحق ہی اور جنید علیہ الرحمہ کا قول تھا کہ ہمارا یہ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی حدیث سے ملا ہوا اور گتھا ہوا ہی اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ جس شخص نے
اپنے نفس پر سنت کو امیر فرمان روا کر دیا قول مین اور فعل مین تو حکمت کے ساتھ

اُسنے کلام کیا اور جس کسی نے ہوا کو اپنے نفس پر حاکم قول و فعل مین کیا تو اسنے
بدعت کی گفتگو کی نقل ہو کہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ نے ایک روز اپنے یار سے
کہا ہمارے ساتھ چلو کہ اس شخص کو ہم دیکھین جسنے اپنے تئین ولی مشہور کر رکھا ہو
اور یہ شخص اپنے گرد نواح مین زہد اور عبادت کے ساتھ مشہور اور معروف
تھا تو ہم اُسکی طرف چلے تو وہ جب اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلا قبلہ کی طرف
تھوکا بایزید نے کہا اُلٹے پھر چلو تب واپس آئے اور اُس سے سلام علیک نہ کی
اور کہا یہ شخص سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کا امین معتمد نہین ہو
پھر وہ مقامات اولیا اور صدیقین کے دعوون کا کسطرح امین ہو سکتا ہو اور
شبلی علیہ الرحمہ کے خادم سے پوچھا کہ تم نے اسکے مرنے کے وقت کیا حال اسکا
دیکھا تو کہا جب اُسکی زبان بند ہوئی اور پیشانی پر پسینہ آیا مجھے اشارہ
کیا کہ نماز کے لیے مجھے وضو کرا دو تو مین نے اُسے وضو کرایا اُسوقت خلال اُسکی
ڈاڑھی کا مین بھول گیا تو میرا ہاتھ پکڑا اور اپنی ڈاڑھی مین میری اُنگلیان ڈالکر
خلال کرتا تھا اور سہل بن عبد اللہ نے کہا جو وجد کہ اُسکی کتاب اور سنت سے
شہادت نہ ملے تو وہ ناحق ہو یہ ہو صوفیہ کا حال اور اُنکا طریقہ اور اس صورت
کے علاوہ جو شخص دعوی کسی حال کا کرے تو وہ جھوٹا مدعی اور گمراہ ہو

پانچوان باب تصوف کی ماہیت مین ہو

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہو ہر ایک شے کی کنجی ہو اور بہشت کی کنجی مساکین اور فقرا اور صابر کی محبت ہے
کہ وہ قیامت کے دن اللہ تعالی کے ہمنشین ہین پس تصوف کی ماہیت مین فقر
موجود ہو اور بنیاد اُسکی اُسکا قوام ہو حضرت رویم علیہ الرحمہ کا قول ہو کہ تصوف

تین خصلت پر مبنی ہے تمسک بالفقر اور محتاجی دوم صاحب بذل و اثیار ہونا
سوم تعرض اور اختیار کا چھوڑنا اور جنید نے جبکہ تصوف سے پوچھا گیا کہا کہ تصوف
یہ ہے کہ اللہ تعالی کے ساتھ تو ہے بدون اسکے کہ کوئی علاقہ ہو اور معروف
کرخی علیہ الرحمہ نے کہا کہ تصوف حقائق کا حصول اور خلائق کے دل و متاع
سے یاس ہے جو شخص صاحب فقر نہیں صاحب تصوف نہیں ہے اور شبلی رحمہ اللہ
سے پوچھا کہ حقیقت فقر کیا ہے تو کہا کہ حق کے سوا کسی دوسری چیز کی پروا نکرے
اور ابو الحسین نوری نے کہا فقیر کی صفت ہے کہ سکون نہ ہونے کے وقت بذل
و اثیار ہو اور بعض نے کہا ہے فقیر وہ ہے کہ غناء سے احتراز کرے اس خوف سے
کہ غنا اسکے پاس آئے اور اسکے فقر کو بگاڑ دے جسطرح غنی دولتمند فقر سے پرہیز
کرتا ہے کہ ایسا نہو فقر آجائے اور اسکے غنا کو فاسد کر دے اور ان اسناد سے جو
ابو عبد الرحمن سے پہلے گذر چکیں کہا میں نے سنا ابو عبد اللہ رازی سے کہا کہ میں نے
مظفر قرمیسی سے سنا ہے کہ وہ کہتا تھا فقر وہ ہے کہ جسے اللہ تعالی کی طرف حاجت نہو
اور میں نے اس سے سنا کہ وہ کہتا تھا میں نے ابو بکر مصری سے پوچھا فقر کیا ہے تو کہا فقیر
وہ ہے کہ نہ وہ کسی کا مالک ہو اور نہ اسکا کوئی مالک ہو (قولہ) جسے اللہ تعالی کی طرف
حاجت نہو اسکے معنی یہ ہیں کہ وہ اللہ تعالی کی عبودیت کے وظیفوں میں مشغول رہے
اپنے رب کے اوپر اسے پورا اعتماد ہے اسکے حسن حراست کا اپنے سینے عالم ہے اسے
ضرورتا اپنی غرض حاجت کی اسواسطے نہیں ہے کہ وہ جانتا ہے اللہ میرے حال کا عالم
ہے تو سوال کو درمیان میں فضول سمجھتا ہے اور مشائخ کے اقوال جو میں نے لکھے کچھ نظر
کے معنی اور مراد ہیں اسواسطے کہ انھوں نے اشارہ انہیں احوال کی طرف کیا ہے
ایک اوقات میں جو دوسرے اوقات کے علاوہ ہیں اور ہمیں قواعد کی حاجت
ہے کہ اسکے بعض کو بعض سے جدا کریں اس لیے کہ ہر آئینہ بہت اشیا کا ذکر انھوں نے

تصوف کے معنی مین کیا ہی جسکی مثل فقر کے معنی مین بیان کیا اور بہت چیزین فقر کے
معنی مین ذکر کین کہ اُنکی مثل تصوف کے معنی مین بیان کی ہین اور جہان شبہ
واقع ہو تو فاصل کا بیان لابد ہی اسواسطے کہ کبھی اشارات فقر کے زہد کے معنی سے
مشتبہ ہو گئے اور کبھی تصوف کے معنی سے ہو گئے اور طالب رشد کو ایک
دوسرے سے تمیز نہین ہوتا تو ہم کہتے ہین کہ تصوف غیر فقر ہی اور زہد غیر فقر ہی اور
تصوف غیر زہد ہی پس تصوف ایک اسم ایسا ہی جسمین فقر اور زہد کے معانی حاصل
ہین اور اوصاف اور اضافات کے ساتھ جنکے بغیر آدمی صوفی نہین ہوتا خواہ وہ
زاہد اور فقیر ہی کیون نہو ابو حفص نے کہا کہ تصوف بالکل آداب ہین ہر ایک وقت کا
ایک ادب ہی اور ہر ایک حال کا ایک ادب ہی اور ہر ایک مقام کا ایک ادب ہی اور
جسنے اوقات کے آداب کو اپنے ذمہ لازم کیا تو وہ مردون کے مرتبہ کو پہونچا اور جسنے
آداب کو ضائع کیا وہ بعید ہی اس راہ سے کہ ظن قریب رکھے اور مردود ہے اس
راہ سے کہ امید قبول آسے ہو اور یہ بھی کہا ہی ظاہر کا حسن ادب باطن کے حسن ادب
کا عنوان ہی اسواسطے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اُسکا دل
خاشع اور متواضع ہی تو اُسکے اعضاد جوارح خاشع ہین ابو محمد جریری سے تصوف کا
سوال کیا گیا تو فرمایا ہر ایک اعلی خلق مین در آنا اور ہر ایک ادنی خلق سے نکلنا اگر
پس جس وقت تصوف مین یہ معنی حصول اور تبدیل اخلاق سے مفہوم ہوے اور
اُسکی حقیقت معتبر ہو گئی تو معلوم ہوا کہ تصوف زہد اور فقر دونون سے بڑھکر ہی اور
بعض کا قول ہی کہ فقر کی انتہا ساتھ اُسکے شرف کے ابتداء تصوف ہی اور اہل شام
تصوف اور فقر مین فرق اور تمیز نہین کرتے وہ کہتے ہین کہ ہدایت قرآنی للفقراء الذین
احصروا فی سبیل اللہ یعنی اُن فقرا کے لیے جو اللہ کی راہ مین محصور ہوے وصف صوفیہ
ہی اور حق تعالیٰ نے اُنکو فقرا کے نام سے ذکر کیا ہی اور ہم قریب ہی اُس بات کو واضح

کرینگے جس سے تصوف اور فقر کے درمیان فرق ظاہر ہو ہم کہتے ہین کہ فقیر اپنے فقر مین
اُسکی گرفت کے لیے اور اُسکی فضیلت کے ساتھ ثابت ہی غنا اور تونگری پر
اُسے ترجیح دیتا ہی اُسکا جو عوض کہ اللہ تعالی کے نزدیک متحقق ہی جیسے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے فقیر جنت مین دولتمندون سے
آدہے دن پیشتر داخل ہونگے جو پانسو برس کا ہی تو جیسے ہی عوض باقی کو دیکھ لیا
حاصلات فانی سے کھٹک رہے اور فقر فاقہ سے گلے مین ہاتھ ڈالکر ملے اور فضیلت
اور معاوضہ کے جاتے رہنے کے سبب زوال فقر سے ڈرے اور یہ طریق صوفیہ مین علتین
اعتلال اور سبب کالانا ہی اسواسطے کہ اُسنے معاوضون کی طرف ہمیشہ آنکھ لگائی ہی
اور اُسکے لیے دنیا کو چھوڑدیا ہی اور صوفی نہ موعودہ اجرون کے بلکہ موجودہ احوال کے
سبب تمام چیزون کو ترک کیے ہوے ہی اسواسطے کہ وہ ابن وقت ہی اور نیز فقر کا
ترک کرنا نصیب موجود کو اور دوستنا اُسکا نعمت فقر کو ایک ارادہ اور اختیار اُسکا
ہی اور ارادہ اور اختیار صوفی کے حال مین ایک علت ہی اس لیے کہ صوفی جو قائم
فی الاشیاء ہوگیا ہی تو ارادۂ الٰہی سے ہوا ہی نہ اپنے ارادہ سے پس وہ نہ صورت
جو فقر مین فضیلت ہے اُس شے مین دیکھتا ہی اور نہ تونگری کی صورت مین بلکہ فضیلت
اُس شے مین دیکھتا ہی جسمین اُسے حق تعالی نے توفیق بخشی ہی اور اُسی سے اپنے تئین
داخل کرتا ہی اور ایک شی مین داخل ہونے کے لیے اللہ تعالی کی طرف سے اذن
پاتا ہی اور وہ کبھی آسودگی کی صورت مین بحکم الٰہی در آتا ہی جو فقیر کے برخلاف ہی اور
اسوقت آسودگی مین فضیلت دیکھتا ہی اسواسطے کہ حکم الٰہی اسی مین رہنے کا ہی
اور اُس وسعت مین قسمت نہین کرتا اور داخل اُسمین ہونا صادقین کا نصیب ہی الا
جبکہ حکم الٰہی کا علم قوی اور محکم کرلین اور اس معاملہ مین پاؤن کی پھسلن ہی اور موعودون
کے دعوی کا باب ہی اور کوئی حال ایسا نہین ہی جسکے ساتھ صاحب علل متحقق ہی

اگر یہ کہ اُسکی حکایت کو مرتکب باہر دشوار کرتا ہو لیہلک من ہلک عن بینۃ دیحیے
من حے عن بینۃ اہستہ جو ہلاک ہوتا ہو وہ بینہ سے زندہ ہوتا ہو پھر جب یہ ظاہر
ہو چکا تو فقر اور تصوف کے درمیان فرق واضح ہوا اور سمجھا گیا کہ فقر تصوف کی اساس
اور بنیاد ہو اور قوام اُسکا اُسکے ساتھ ہو اس معنی سے کہ تصوف کے مراتب تک پہونچنا
جو ہو فقر اُسکا طریق ہو نہ اس معنی سے کہ وجود تصوف سے وجود فقر لازم آتا ہو جنید
علیہ الرحمہ نے کہا ہو کہ تصوف اُسکا نام ہو کہ حق تجھے تجھ سے مارے اور اپنے سے
تجھے جلائے اور یہ وہی بات ہو جسکا ہم نے ذکر کیا ہو کہ صوفی قائم فی الاشیا باللہ کے
ساتھ ہو نہ کہ اپنے نفس کے ساتھ اور فقیر اور زاہد دونوں اپنے نفس سے اشیا میں موجود
ہین اپنے ارادات سے واقف ہین اپنے قدر علم کے موافق مجتہد ہین اور صوفی اپنے
نفس کے لیے مستقل اپنی معلومات کی طرف غیر مائل اپنے رب کی مراد سے قائم ہین
نہ کہ اپنے نفس کی مراد سے ذوالنون مصری علیہ الرحمہ کا قول ہو کہ صوفی وہ شخص ہو
کہ نہ طلب اُسکو تھکائے اور نہ سلب اُسکو جگہ سے ہلائے اور یہ بھی اُسکا قول ہو
کہ صوفیہ نے سب چیزون پر اُنکو برگزیدہ فرمایا تو اُنکے ایثار سے یہ ہو کہ اپنے
نفوس کے علم پر اُنھون نے علم الٰہی کو اور ارادۂ نفوس پر ارادۂ اللہ کو
پسند کیا ہو بعض صوفیہ سے کہا گیا کہ طوائف مین سے کس گروہ کے ساتھ مین
صحبت رکھون کہا صوفیہ سے اسواسطے کہ بُرے کے لیے اُنکے نزدیک ایک وجہ
عذر کی ہو اور جو سب سے بڑا اعمال کرتا ہو اُسکی وقعت ان لوگون کے نزدیک
کم نہین اُس سے بڑھ جاوین کہ پیر النفس تجھے عجب اور غرور مین ڈالے اور یہ علم
ہو کہ نہ فقیر کے پاس پایا جاتا ہو اور نہ زاہد کے پاس اسواسطے کہ زاہد ترک کو بہت
بڑا جانتا ہو اور لینے کو بُرا سمجھتا ہو اور یہی فقیر کا حال ہو اور یہ حالت اسواسطے
ہو کہ اُنکا ذوق چھوٹا ہو اور وہ اپنے حد علم پر آئے ہوے ہین اور بعض صوفیہ نے

ف یعنی جو ہلاک ہو وہ بینہ سے ہلاک ہو اور جو زندہ ہو وہ بینہ سے زندہ ہو

کہا ہے کہ صوفی وہ ہے کہ اُسکے سامنے جب اچھے دو حال پیش آوین یا وہ اسباب اچھے
دو خلق ہون تو وہ احسن اور بہت اچھے کے ساتھ ہو اور فقیر اور زاہد دونون پوری
تمیز دو اچھے خلق مین نہین کرتے بلکہ وہ اخلاق سے بھی اُسی کو اختیار کرتے ہین جو
مائل ترک کی طرف ہو اور مشاغل دنیا سے باہر ہونے کی طرف داعی ہو اپنے علم سے
وہ دونون اس معاملہ مین حکم کرنے والے ہون اور صوفی اپنے صدق التجا اور حسن
انابت اور خدا قرب اور لطف دخول وخروج الی اللہ سے باین وجہ کہ اُسکا علم اپنے
رب کے ساتھ ہے اور اُسکو خدا اپنے رب کی گفتگو اور مکالمہ سے ہے اور احسن
اشرف کا منجانب اللہ خواستگار ظہور اور انکشافات ہے حضرت رویم نے فرمایا ہے کہ
تصوف نفس کا اللہ کے ساتھ اُسکی مرضی پر چھوڑ دینا ہے اور عمرو بن عثمان مکی نے کہا ہے
کہ تصوف اسکا نام ہے کہ بندہ ہر وقت اُس شئے مین مشغول ہو جو اُسوقت اولی اور
افضل ہو اور بعض صوفیہ کا قول ہے کہ تصوف کا اول علم ہے اور اوسط اُسکا عمل ہے
اور آخر اُسکا عطا من اللہ تعالی ہے اور بعض نے کہا تصوف ہے ذکر با جماعت
اور وجد با سماعت اور عمل باتبعیت اور بعضے کہتے ہین کہ تصوف ترک تکلف ہے اور
بذل روح اور سہل بن عبداللہ صوفی نے کہا جو کدورت سے صاف اور مستی و
شوق سے پر اور آدمیون سے اللہ تعالی کی طرف منقطع ہو سونا اور مٹی اُسکے
نزدیک برابر ہو اور بعضے تصوف سے سوال کیے گئے تو کہا کہ خلقت کی موافقت
اور اخلاق طبعی کی مفارقت سے دل کی صفائی اور صفات بشری سے افسردگی
اور نفسانی خواہشون سے یکسوی اور صفات روحانی کا نزول اور علوم حقیقی سے
تعلق اور شریعت مین اتباع رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام ہے ذوالنون
مصری نے کہا مین نے سواحل شام سے ایک جگہ پر ایک عورت دیکھی تو اُس سے کہا
کہ تو کہان سے آئی وہ بولی اُن قومون کے پاس سے جو خوابگاہون سے

اپنے پہلوؤن کو علیحدہ رکھتے ہین مین نے کہا اور کہان کا تیر ارادہ ہی بولی اُن
مردون کی طرف جنکو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے نہ سوداگری غافل کرتی ہی اور نہ خرید فروخت
کھیل مین ڈالتی ہی تو مین نے کہا کہ اُنکی تعریف کر تو یہ ابیات اُسنے پڑھین ابیات

قوم ہمو ہم باللہ قد علقت	لما ہم ہمم تسموا الی احد
فمطلب القوم مولاہم وسیدہم	ما احسن مطلبہم للواحد الصمد
ما ان تنازعہم دنیا ولا شرف	من المطاعم واللذات والولد
ولا للبس ثیاب فائق انق	ولا لروح سرور حل فی بلد
الا مسارعۃ فی اثر منزلۃ	قد قارب الخطو فیہا باعد الابد
فہم رہائن غدران واودیۃ	وفی الشوامخ تلقاہم مع العدد

یعنی وہ ایسی قوم ہی جنکے ارادہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معلق اور آویزان ہین اور انکی
ہمتین ایسی نہین ہین جو کسی اور کی طرف بڑھین اور بلند ہون پھر ساری قوم کا
مطلب اور مقصود اُنکا مولی اور اُنکا سردار ہی تو اللہ پاک یکتا کے لیے کیا ہی اچھا
اُنکا مطلب ہی۔ نہ دنیا اُنکو نزاع اور تکرار مین ڈالتی ہی اور نہ کوئی شرف جو کھانے
کی قسم سے ہو اور لذت اور اولاد سے ہو۔ نہ پوشاک عمدہ اور نفیس کے پہننے
کے لیے اور نہ کسی خوشی اور آرام کے لیے جو شہر مین آیا ہو۔ مگر یہ کہ مرتبہ کے
پیچھے جلدی اور شتابی ہی جسمین قدم اُنکے قربت ابد کے جد سے گر گئے وہ چشمون
اور میل گاہون کے اندر بسے ہوے ہین اور پہاڑون کی چوٹیون پر اُنسے تو گروہ
کے گروہ سے ملاقات کرے گا جنید علیہ الرحمہ نے کہا صوفی زمین کی مثال ہی ہر ایک
بری چیز اُسپر ڈالتے ہین اور اُسمین سے جو چیز نکلتی ہی وہ اچھی ہوتی ہی اور یہ بھی اُنکا
قول ہی کہ صوفی زمین کے مانند ہی کہ نیک بد سب روندتے ہین اور ابر کے مانند ہی
کہ ہر ایک چیز پر سایہ کرتا ہی اور مینہ کے ایسا ہی کہ ہر ایک شے کو سیراب کرتا ہی اور تصوف

کی ماہیت مین اقوال مشائخ ہزار قول سے زیادہ ہین اور انکی نقل کرنے مین طول ہی اور
ہم ایک ضابطہ کہے دیتے ہین جسمین اُسکے معانی آجائین - صوفی ہمیشہ اپنی اوقات
کدورت سے پاک کرتا ہی اس راہ سے کہ وہ قلب کو نفس کے لوث سے صاف
کرتا ہی اور اُسکے اس تصفیہ کو مدد اس سے پہونچتی ہی کہ وہ مدام اپنے ہونے کا
محتاج رہتا ہی تو ہمیشہ کے افتقار سے وہ کدورتون سے صاف رہتا ہی اور جب
کبھی اُسکا نفس جنبش کرے اور کسی صفت پر اپنی صفات سے ظاہر ہو تو وہ اپنی بصیرت
نافذہ سے ادراک کرتا ہی اور اپنے پروردگار کی طرف گریز کرتا ہی تو اُسکے دوام تصفیہ
سے جمعیت اُسکی ہی اور اُسکے نفس کی جنبش سے تفرقہ اُسکا ہی اور کدورت اُسکی ہی تو
اپنے رب کے ساتھ وہ اپنے قلب پر اور اپنے قلب کے ساتھ نفس اپنے پر قائم ہی قال اللہ
تعالیٰ کونوا قوامین للہ شہداء بالقسط اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہو تم اللہ کے لیے قائم
اور سیدھے گواہ عدل کے ساتھ ہو اور یہی قوامیۃ اللہ کے لیے نفس پر تصوف کے
ساتھ متحقق اور ثابت ہوتی ہی بعضون نے کہا تصوف بالکل اضطراب ہی پھر جب سکون
تصوف بھی نہین اور بھید اسمین یہ ہی کہ روح درگاہ الٰہی کی طرف کھینچی گئی ہی مراد یہ
کہ صوفی کی روح منجذب تاک لگائے ہوے قرب کے مقامات کی طرف ہی اور نفس
کے لیے اپنی وضع کے سبب تہ نشین اپنے عالم کی طرف ہی اور اپنے پیچھے اُسکا اُلٹنا
پلٹنا ہی اور صوفی کے لیے دوام حرکت ضرور ہی اسطرح کہ ہمیشہ ہمیشہ کی محتاجی اور ہمیشہ
کی گریز اور نفس کی صواب اندیشی کے موقعون کی چھان بین ہو اور جو کوئی اس
بات سے واقف ہوگا صوفی کے معنی مین وہ تمام متفرقات پائیگا جو اشارات مین ہین

چھٹا باب صوفی کی وجہ تسمیہ کے بیان مین ہی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ غلام کی دعوت قبول فرماتے تھے اور حمار پر سوار ہوتے اور صوف کا لباس پہنتے تھے تو اسوجہ سے قوم اس طرف گئی کہ ظاہر لباس کی نسبت سے انکا نام صوفیہ رکھا ہے اسواسطے کہ صوف کا لباس انھون نے اختیار کیا کہ وہ لطیف و ملایم ہوتا ہی اور انبیا علیہم السلام کا پہناوا تھا جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ آپ نے فرمایا شہر روحا کے ایک پتھر پر ستر انبیا برہنہ پا صاحب عبا بیت الحرام کے قصد سے گذرے اور کہتے ہین کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صوف اور پشمینہ پہنا کرتے اور درخت سے پھل کھایا کرتے تھے اور سو رہتے جہان کہین انکو شام ہو جاتی اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہر آئینہ ستر اہل بدر کو مین نے دیکھا ہی کہ اُنکی پوشاک صوف تھی اور اُنکی ابوہریرہ اور فضالہ بن عبید نے یہ تعریف کی ہے کہ وہ بھوک کے مارے گر پڑتے تھے یہان تک کہ عرب انکو دیوانے خیال کرتے تھے اور پہناوا انکا صوف کا تھا حتی کہ بعضے انہین کے عرق آلودہ اپنے کپڑون مین ہو جاتے تو اس سے بھیڑی کی بو آنے لگتی جب کہ وہ مینھ مین بھیگ جاتا اور اُنسے بعضون نے کہا کہ ہر آئینہ مجھے انکی بو ایذا دیتی ہی کہا آپ کو بھی انکی بو گزند پہونچاتی ہی اس کلام سے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خطاب کرتے تو صوف کا لباس انھون نے اسواسطے اختیار کیا کہ وہ زینت دنیا کے تارک اور سد رمق اور ستر عورت پر قانع اور امر آخرت مین مستغرق تھے اسواسطے کہ اپنے مولی کی خدمت مین مشغول اور امر آخرت کی طرف صرف ہمت سے انہین لذت اور راحت نفس کی فرصت اور جہت نہ تھی اور یہ اختیار اشتقاق کی حیثیت سے بھی مناسب اور موزون ہی اسواسطے کہ جب کوئی صوف پہنتا ہی تو عرب اس کو کہتے ہین تصوف یعنی صوف پہنا جسطرح کہ کوئی قمیص پہنے تو اسکو کہتے تقمص یعنی

قمیص پہنا اور چونکہ سیر وطیر مین اُنکا حال تھا اس لیے کہ احوال مین بدلتے پلٹتے
رہتے تھے اور اُنکو ایک بلندی سے زیادہ بلندی پر عروج تھا کوئی وصف اُنکو مقید
اور کوئی چیز اُنکو محبوس نہین کر سکتی تھی اور ترقی علم اور حال کے باب اُنپر کشادہ
تھے باطن اُنکے حقائق کے معدن اور علوم کے مخزن تھے پس ہر گاہ کسی حال کے
ساتھ مقید اُنکا ہونا تقیید کی راہ سے متعذر اور دشوار ہوا کہ وجدان اُنکی نوع بنوع
کی اور ترقی اُنکی ہر جنس کی تھی تو لباس ظاہر کی طرف اُنکو منسوب کر دیا اور دلیل
اشارہ کرنے مین اُنکی طرف روشن تر اور اُنکے وصف کے حصر مین داعی بیشتر
تھا اسواسطیکہ صوف کا پہننا اُنکے سلف کے متقدمین پر غالب اور مستولی
تھا اور اسلیے بھی کہ اُنکا حال مقربین کا سا ہے چنانچہ پہلے ذکر اُسکا ہو چکا اور
ہر گاہ نسبت قرب ور عظمت اشارہ قرب آلہی کی طرف ایک امر صعب ہے کہ کشف
اُسکا اور اشارہ اُسکی طرف عظیم اور بھاری بھر کم ہے تو اشارہ اُنکے پہناوے
کی طرف ہوا جسمین اُنکا حال چھپا رہے اور اسمین غیرت اُنکے بڑے مقام کی بھی
کہ اشارہ بہت اُسکی طرف ہونگے اور بار بار اُسکا تذکرہ زبانون پر آئیگا پس یہ
طریق زیادہ مقرون باد ب تھا اور ادب ظاہر اور باطن قول اور فعل مین معاملات صوفیہ
کا مدار علیہ ہے اور اُسمین ایک بات اور ہے کہ انکے پہناوے کی طرف نسبت مشعر ہے
کہ دنیا کی اُنھین قلت ہے اور شہوات نفسانی کی جانب اُنکو کم رغبت ہے جسکا مقتضا
اچھے اچھے نفیس لباس ہین حتی کہ نیا نو سکھیا مرید جو اُنکے طریق کو پسند کرتا ہے اور
چاہتا ہے کہ اُنکے کاروبار مین داخل ہون تو وہ اپنے نفس کو تھوڑے گذران پر
رکھتا ہے اور جانتا ہے کہ کھانا پینا بھی اوڑھنے پہننے کے قبیل سے ہے پھر اُنکے طریق مین
دیکھ بھال کر داخل ہوتا ہے اور یہ امر مبتدی کا سمجھا بوجھا ہے اور اُنکے حال کا تباین
اور اُسکے ساتھ اُنکو موسوم کرنا اہل ہدایت کی فہم سے نہایت ابعد ہے پس صوفی

انکا نام رکھنا نافع تر اور اولیٰ تر ہی اور یہ بھی ہی کہ اس معنی کے سوا جو کہا جاسکے کہ
انھون نے صوفیہ نام اسواسطے رکھا ہی ایک قسم کا دعویٰ ہی اور جب یہ کہا جائے
کہ صوفیہ صوف کے پہننے کے سبب نام رکھ لیا ہی تو دعویٰ سے دور ہوگا اور جو
چیز دعویٰ سے زیادہ دور ہو وہی اُنکے لائق حال ہی اور یہ وجہ بھی ہی کہ صوف کا
پہننا اُنکے کام سے ظاہر پر حکم ظاہر ہی اور اُنکے کسی حال یا مقام کی طرف منسوب
اُنکو کرنا حکم باطن ہی اور ظاہر کے ساتھ حکم کرنا زیادہ موافق اور بہتر ہی پس یہ کہنا کہ
اُنھون نے صوفیہ نام صوف پہننے کے سبب رکھا تو اضع اور فروتنی سے زیادہ تر
قریب اور لائق ہی - اور یہ بھی لگتی ہوئی بات ہی کہ کہا جائے کہ ہرگاہ ان
لوگون نے افسردگی اور گمنامی اور تواضع اور انکسار اور دجل اور آڑ کو
اختیار کیا ہی تو وہ ایسے ہی ہو گئے جیسے پھٹے پرانے تے جن کو پھینکتے رہتے
ہین اور کوئی اُنکو نہین پوچھتا اور نہ اُنکی طرف کوئی آنکھ اُٹھا کر دیکھتا ہے
تو صوفہ کی نسبت سے صوفی کہین جیسے کوفہ کی نسبت سے کوفی کہا کرتے ہین
اور یہ ہی جو بعضے اہل علم نے بیان کیا ہی اور اشتقاق کے قریب اور مناسب
معنی مقصود ہین اور ہمیشہ سے صالحین اور زہاد اور متقین اور عباد کو
صوف ہی کا لباس مرغوب اور مطبوع رہا ہی - اور حضرت عبد اللہ ابن مسعود
سے روایت ہی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جس دن اللہ تعالیٰ
نے موسیٰ علیہ السلام سے باتین کین تو آپ صوف کا جبہ پہنے ہوئے تھے اور
صوف کی ازار بھی اور چادر بھی صوف کی تھی اور آستین بھی اُنکی صوف کی تھی
اور آپ کی جوتیان غیر مذبوحہ گدھے کی کھال کی تھین - اور بعضون نے کہا صوفیہ
اس لیے نام رکھا ہی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے صف اول مین اپنی علو ہمت
اور اللہ تعالیٰ کی حضور مین بدل وجان حاضر آنے سے اور اُسکے سامنے اپنے

اسرار باطن کے ساتھ کھڑے ہوے ہین - اور بعضون نے کہا یہ اسم دراصل
صفوی تھا پھر وہ نقل مکان کیا گیا اور صوفی اُسکو بنالیا - اور کہتے ہین صوفیہ
نام صفہ کی نسبت سے رکھا ہی جو عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین فقرا و مہاجرین
کے یے مخصوص تھا اور اُنکے حق مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی للفقراء الذین احصروا
فی سبیل اللہ لایستطیعون ضربا فی الارض الآیۃ - یعنی اُن فقرا کے لیے
جو اللہ تعالیٰ کی راہ مین رُوکے گئے ہین زمین مین چلنے کی طاقت نہین رکھتے اور یہ توجیہ
ہر چند اشتقاق لغوی کی صورت سے ٹھیک نہین ہی مگر معنی کے لحاظ سے
صحیح ہی اسواسطے کہ صوفیہ کا حال اُنکے حال کے مشابہ ہی باین وجہ کہ وہ باہم
جمع اور ملے جلے ایک دوسرے سے صحبت رکھنے والے ہین اللہ تعالیٰ کے
واسطے اور اللہ کی محبت اور اطاعت مین جیسے اصحاب صفہ کہ چار سو آدمی کے قریب
تھے نہ اُنکے مدینہ مین گھر اور نہ کنبے قبیلے مسجد مین ہو بیٹھے تھے جیسے اگلے پچھلے صوفیہ
گوشون اور خانقاہون مین رہا کیے اور وہ نہ کھیتی کیاری کرتے نہ دودھ کے
دینے والے جانور پالتے اور نہ بیوپاری تھے دن کو لکڑیان جمع کرتے اور گٹھلیان
پھوڑتے اور رات کو عبادت اور کلام اللہ سیکھنے اور تلاوت مین مشغول ہوتے
اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنکی غمخواری کرتے اور لوگون کو اُنکی غمخواری
پر برانگیختہ فرماتے تھے اور اُنکے پاس بیٹھتے اور اُنکے ساتھ کھاتے تھے اور آپکی شان
مین یہ آیت نازل ہوئی ولا تطرد الذین یدعون ربہم بالغداۃ والعشی یریدون وجہہ
یعنی اور مت نکال اُن لوگون کو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے اور اُسکی ذات
چاہتے ہین اور یہ آیت واصبر نفسک مع الذین یدعون ربہم بالغداۃ والعشی
یعنی روک اپنے نفس کو ان لوگون کے ساتھ جو اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے ہین
اور یہ آیت ابن ام مکتوم کے حق مین نازل ہوئی عبس وتولی ان جاءہ الاعمی

یعنی تیوری چڑھائی اور منھ پھیر لیا کہ اسکے پاس اندھا آیا اور وہ اہل صفہ سے تھا تو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے باعث معتوب ہوے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اُنسے مصافحہ فرماتے تو اُن کے ہاتھون سے اپنا ہاتھ نہ کھینچا کرتے اور ذیمقدور دن پر اُنکو بانٹ دیتے ایک کے ساتھ تین اور دوسرے کے ساتھ چار بھیجدیا کرتے اور سعد بن معاذ اپنے گھر مین اُنمین سے اسّی آدمیون کو لیجاتے اور کھانا کھلاتے تھے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مین نے ہر آئینہ ستر آدمی اہل صفہ سے دیکھے ہین کہ وہ ایک کپڑے سے نماز پڑھتے تھے بعضے اُنمین کے ایسے تھے کہ کپڑا اُنکے زانو تک نہین ہوتا تھا تو جب ایک اُنمین سے رکوع مین جاتا تھا ہاتھ سے اُسے پکڑ لیتا کہ مبادا اُسکا ستر کھل جائے۔ بعضے اہل صفہ نے کہا ہم ایک جماعت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ چھوارون نے ہمارے پیٹ جلا دیے یہ بات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنی اور منبر پر چڑھے بعد ازان فرمایا اُن لوگون کا کیا حال ہے جو کہتے ہین کہ چھوارون نے ہمارے پیٹ جلا دیے کیا تم نہین جانتے کہ یہ چھوارے مدینہ والون کا کھانا ہے اور ہر آئینہ اُسکے ساتھ ہم سے اہل مدینہ نے غمخواری کی اور ہم نے تمھاری غمخواری اُس سے کی کہ جس سے اُنھون نے ہماری غمخواری کی اور مجھے اُسکی قسم ہے جسکے قبضہ مین محمدؐ کی جان ہے ہر آئینہ دو مہینے ہوے کہ رسول اللہ کے گھر مین سے دھوان نہین اُٹھا اور اُنکے پاس پانی اور چھوارے کے سوا اور کچھ نہین ہے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل صفہ پر کھڑے ہوے اور اُنکی محتاجی اور کوشش اور خوش دلی دیکھی پھر فرمایا اے اصحاب صفہ تمھین بشارت ہو جو کوئی تم سے قائم اُس صفت پر رہا جسپر تم آج کے دن ہو راضی اُس چیز کے ساتھ جو اُسمین ہے

وہ ہر آئینہ قیامت کے دن میرا رفیق اور ساتھی ہے۔ اور کہتے ہین کہ اُنہین سے
ایک گروہ خراسان مین تھا جو غارون مین رہا کرتے دیہات اور شہرون مین اُنکی
سکونت نہ تھی خراسان مین اُنکو شگفتیہ کے نام سے پکارتے اسواسطیکہ شکفت
غار کا نام ہے بود و باش کی جگہ کے ساتھ اُسکو منسوب کرتے تھے اور اہل شام اُنکو
جوعیہ کہا کرتے اور حق تعالیٰ نے اہل خیر و صلاح کا ذکر قرآن شریف مین فرمایا ہے
تو ایک قوم کو ابرار دوسرون کو مقربین اور اُنہین سے بعض کو صابرین اور صادقین
اور ذاکرین اور محبین نام رکھا اور یہ جسقدر متفرق نام مذکور ہین اُن سب کو
صوفی کا نام مشتمل ہے اور یہ نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین نہ تھا
اور بعضون کا قول ہے کہ تابعین کے زمانہ مین تھا۔ اور حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ
سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا طواف مین ایک صوفی مین نے دیکھا سو جو کچھ اُسے
مین نے دیا تو اُسنے نہین لیا اور کہا میرے پاس چار دانگ ہین مجھے کافی ہے جو میرے
پاس ہے اور اُسکو مضبوط وہ روایت کرتی ہے جو سفیان سے ہے کہ اُسنے کہا ہے اگر
ابو ہاشم صوفی نہ ہوتا تو ریا کے دقیقے مین نہ جانتا اور یہ دلیل اسپر ہے کہ یہ نام معروف
قدیم ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ نام دو صدی ہجری عربی تک مشہور نہ تھا اسواسطے
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین آپ کے اصحاب کو صحابی کے نام
سے کہا کرتے کہ اُنکو شرف صحبت رسول اللہ صلعم کا حاصل تھا اور اُسکی طرف اشارہ تمام
سب اشارون سے اولیٰ اور افضل تھا اور جب عہد رسول اللہ صلعم کا آخر ہوا تو جنہے
صحابی سے علم حاصل کیا اُنکا نام تابعی رکھا گیا اسکے بعد جب زمانۂ رسالت گذر گیا
اور عہد نبوت کو عرصہ گذرا اور وحی آسمانی بند ہو گئی اور نور مصطفوی چھپ گیا اور
رائین مختلف ہو گئین اور طریقے انواع و اقسام کے ہو گئے اور ہر ایک ذی رائے
اپنی رائے مین فرد ہوا اور علوم کے شربت ہوا ہاے نفسانی کے میل سے گدلے ہو گئے

اور متقین کی بنیادین ہل گئین اور زاہدین کے عزم اُلٹ پلٹ ہوگئے اور جاہلین
غالب آئین اور حجاب اُنکے کثیف ہوے اور عادات بڑھ گئین اور اہل عادت مالک
و مختار ہوئے اور دنیا نے بناو سنگار کیا اور خطاب اُسکے بڑھ گئے تو ایک گروہ اُن
سب سے ایک ہو گئے جنکے اعمال صالح اور احوال روشن اور صدق اُنکی عزیمت مین
اور قوت اُنکی دین مین تھی اور دنیا اور اُسکی محبت مین اُنھون نے کم رغبتی کی اور گوشہ نشینی
اور تنہائی کو غنیمت جانا اور اپنے نفوس کے لیے گوشے حاصل کیے جن مین وہ کبھی
مل جُلتے تھے اور کبھی جدا ہو جاتے اہل صفہ کے پیرو اسباب کے تارک ربّ الارباب
کے مبتلا پس اُنکے لیے ثمرہ نیک اعمال اور پرنور احوال ملے اور علوم کے قبول کے لیے
اُنکے فہم مین صفا آگئی اور زبان کے بعد اُنکے لیے ایک اور زبان اور عرفان کے
پیچھے ایک اور عرفان اور ایمان کے بعد ایک اور ایمان ملا جیسا کہ حارثہ نے کہا صبح
اُٹھا مین سچا مومن جب کہ ایمان مین ایک مرتبہ مکشوف اُسکے علاوہ ہوا جسکا
اُنھون نے قول و قرار کیا تھا تو اُسکی اقتضا سے اُنھین بہت سے علم حاصل ہوے
جنکو وہ پہچانتے ہین اور بہت سے اشارات جنکا اُنھون نے تواجد کیا ہی پس اپنی
خاص ذاتون کے لیے اصطلاحین تحریر کر لی ہین جو اُن معانی کی طرف اشارہ کرتی ہین
کہ اُنکو یہ حضرات جانتے پہچانتے ہین اور لفصاحت اُن احوال کو بیان کرتے ہین
جنکو وہ پاتے اور حاصل کرتے ہین تو ان متاخرین نے اُسے قدماے سلف سے
اخذ کیا یہان تک کہ وہ ہر ایک عہد اور زمانہ مین ایک اسم مستمر اور چیز مستقر ہو گئی
تو یہ نام اُن لوگون مین پھیل گیا اور اُسکے ساتھ خود بھی موسوم ہوے اور دوسرون
کا بھی نام رکھا پس اسم اُنکی نشانی ہی اور علم الٰہی اُنکی صفت ہی اور عبادت اُنکا حلیہ
اور تقوی اُنکا کرتہ ہی اور حقیقت کے حقائق اُنکے اسرار ہین کنبے اور قبیلون سے
نکلے ہوے فضیلتون کے مالک غیرت کے قبون مین رہنے والے اور حیرت کے

ملکون مین بسنے والے ہین گھڑیون اُنکے لیے فضل الٰہی سے ترقی ہی اور آگ اُنکے شوق کی شعلہ زن ہی اور وہ ہل من مزید کہہ رہے ہین اسد میرے اُنکے گروہ مین ہمکو اُٹھا اور اُنکے حالات ہمارے نصیب کیجیو واسد علم

ساتوان باب متصوف اور متشبہ کے بیان مین ہی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہی کہا ایک شخص حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی تو آپ نماز کے لیئے اُٹھ کھڑے ہوے جب نماز پڑھ چکے تو آپ نے فرمایا وہ شخص کہان ہی جسنے قیامت کی نسبت سوال کیا تھا تو وہ شخص بولا مین ہون یا رسول اللہ آپ نے فرمایا قیامت کے لیے تو نے کیا سامان کیا ہی کہا اُسکے لیے مین نے نماز روزہ زیادہ نہین جمع کیے کہا مین نے اُسکے لیے کوئی بڑے عمل نہین اکٹھے کیے مگر یہ کہ مین اللہ اور اُسکے رسول کو دوست رکھتا ہون اُسپر آپ نے فرمایا آدمی اُسیکے ساتھ ہی جسکو وہ چاہتا ہی تو اُسکے ساتھ ہی جسکو تو چاہتا ہی حضرت انس نے کہا کہ تب مین نے مسلمون کو اسلام کے بعد کسی شئے سے ایسا خوش نہین دیکھا جیسا کہ وہ اس سے خوش ہوے۔ پس جو شخص صوفیہ کے متشبہ ہی کہ اُسنے صوفیہ کا تشبہ اُنکے سوا دوسرے گروہ سے نہین اختیار کیا اُنکی محبت سے حال آنکہ وہ قاصر ہی ان باتون پر قائم ہونے سے جو اُنمین ہین صوفیہ کے ساتھ ہوگا اِس لیے کہ متشبہ کو صوفیہ کے ساتھ ارادت اور محبت ہی اور ہر آئمہ اس حدیث سے جو ہم نے اس مسئلہ مین روایت کی ہی واضح تر دوسری حدیث وارد ہوئی ہی عبادہ بن صامت نے ابی ذر غفاری سے روایت کی ہی کہا کہ مین نے عرض کی یا رسول اللہ ہر آئینہ مین اللہ اور اُسکے رسول کو دوست رکھتا ہون

تو فرمایا کہ ہر آئنہ تو اُسکے ساتھ ہی جسکو تو دوست رکھتا ہی کہا کہ ابو ذر رضہ نے اُسکو
دوبارہ کہا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو دوبارہ فرمایا پس تشبہ کی
اُنسے محبت نہین ہوتی مگر اسوجہ سے کہ اُسکی روح اُس شے سے آگاہ اور ہوشیار
ہو گئی ہی جس سے ارواح صوفیہ آگاہ اور خبردار ہین اسواسطے کہ محبت امر اللہ کی
اور اُس شے کی جو اُسکی طرف قربت دے الا اُس شخص کی جو اُسکا مقرب ہو روح کو
بدون اسکے کہ تشبہ نفس کی ظلمت سے باز رہتا ہی اور صوفی اُس سے رہا ہو چکا ہی
اور متصوف حال صوفی کی طرف تاک لگا رہا ہی اور وہ تشبہ سے صفات نفسانی
کے بقیہ مین شریک ہی۔ اور طریق صوفیہ سے اول ایمان ہی پھر علم پھر ذوق ہے
اور تشبہ صاحب ایمان ہی اور طریق صوفیہ سے ایمان اصل بزرگ ہی جنید علیہ الرحمہ
نے کہا ہی کہ ایمان طریقہ کا ولایت ہی اور اُسکی وجہ یہ ہی کہ صوفیہ اکثر خلائق کے
نزدیک احوال نادرہ کمیاب اور آثار عجیب و غریب کے سبب ممتاز ہو گئے ہین
اسواسطے کہ یہ حضرات قضا و قدر اور علوم غریبہ کے صاحب مکاشفہ ہین اور اُنکے
اشارے اللہ کے بڑے امر اور اُسی کے قرب کی طرف ہین اور ایمان اسیر ایمان
بالقدرت ہی اور اہل ملت سے ایک قوم نے کرامات اولیا سے انکار کیا ہی اور حال آنکہ
ایمان اسیر ایمان بالقدرت ہی اور اس قسم کے بہت علوم اُنکے پاس ہین تو اُنکے طریق پر
ایمان وہی شخص لاتا ہی جسکو حق تعالی نے اپنی مزید عنایت سے مختص فرمایا ہی پس
متشبہ صاحب ایمان ہی اور متصوف صاحب علم اسواسطے کہ اُسنے ایمان کے بعد زیادہ
علم اُنکے طریقہ سے حاصل کیا ہی اور اس سے بہت معلومات اُسکو ہوئین جس سے
استدلال اُسکے تمام و کمال یہ ہوتا ہی اور صوفی صاحب ذوق ہی نہ صوفی کے حال
سے متصوف کا حصہ ہی اور متصوف کے حال مین تشبہ کا حصہ ہی اور سنت الہی اسیطرح
پر جاری ہی کہ ہر صاحب حال جسکو ایک ذوق اُسمین ہی مقرر اُسے ایک حال معلوم اور

مکشوف ہو جاتا ہی جو اُسکے حال سے بلند تر ہی تو وہ حال اول صاحب ذوق ہی اور جو حال اُسپر کشف ہوا ہی اُسمین وہ صاحب علم ہی اور جو اُس سے بڑھکر حال ہی اُسمین صاحب ایمان ہی تا آنکہ طریق طلب ہمیشہ برابر جاری رہتا ہی تو ذوق کے حال مین وہ صاحب قدم ہی اور علم کے حال مین وہ صاحب نظر ہی اور جو اس سے بڑھا چڑھا حال ہی اُسمین وہ صاحب ایمان ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی ان الابرار لفی نعیم علی الارائک ینظرون یعنی بیشک جو نیک لوگ ہین آرام مین تختون پر بیٹھے دیکھتے ہین ابرار کی اور اُنکی شراب کی تعریف کی ہی بعد اسکے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ومزاجہ من تسنیم عینا یشرب بہا المقربون پس ابرار کی شراب مین مقربین کی شراب سے میل ہی اور وہ مقربین کے لیے خالص ہی تو صوفی کے لیے خالص شراب ہی اور متصوف کی شراب مین اسکا میل ہی اور متصوف کی شراب سے متشبہ کے لیے میل ہی پس صوفی بساط قرب سے قرارگاہ روح مین بڑھ گیا ہی اور صوفی کی نسبت متصوف ایسا ہی جیسے کہ زاہد کی نسبت متزہد ہی اسواسطے کہ یہ فعل اور عمل تکلیف کے ساتھ اُسنے کیا ہی اور سبب پیدا کیا ہی جس سے اشارہ اس بات کی طرف ہی جو صوفی کے وصف سے اُسمین موجود ہی تو وہ متصوف صوفی کے طریق مین اپنے رب کی طرف سیر و سلوک کرنے مین جد و جہد کرنے والا ہی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی سیروا سبق المفردون یعنی چلو اور بڑھو مفردین سبقت لے گئے ہین صحابہ نے کہا مفردین کون ہین یا رسول اللہ تو فرمایا کہ وہ شیفتگان ذکر الٰہی ہین جنکے بار اُنسے ذکر نے اُتار دیے ہین اور قیامت کے دن وہ ہلکے سبک بار آئینگے پس صوفی مفردین کے مقام مین ہین اور متصوف سائرین کے مقام مین اپنے سیر مین قرارگاہ قلب مین ذکر الٰہی پر ہمیشہ رہنے والے ہین اور قلب احکام مراقبہ ہی اور اپنی نظر سے التذاذ اُسکا ہی اللہ کی نظر کی جانب جو اُسکی طرف ہی پس صوفی

صاحب مشاہدہ ورجح کے مقام ومستقر مین ہی اور متصوف صاحب مراقبہ قلب
کے مقام مین اور متشبہ صاحب مجاہدہ ومحاسبہ نفس کے مقابلہ اور ہمسری مین ہی
تو صوفی کی تلوین اُسکے قلب کے وجود مین ہی اور متصوف کی اُسکے نفس کے وجود مین
مین اور متشبہ کو تلوین نہین ہی اسواسطے کہ تلوین ارباب احوال کے لیے ہی اور متشبہ
ایک سالک مجتہد ہی جو ابھی احوال تک نہین پہونچا اور ان سب کو جامع دائرہ اصطفا
ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی پھر ہم نے کتاب کا وارث اُن لوگون کو کر دیا جنھین ہم نے
اپنے بندون سے برگزیدہ کیا ہی تو بعضے اُنھین سے اپنے نفس کے ظالم ہین اور
بعضے اُنھین سے متوسط اور میانہ رو ہین اور بعضے اُنھین کے ہین جو آگے بڑھ گئے ہین
بعضے کہتے ہین کہ ظالم زاہد ہی اور مقتصد عارف اور سابق محب ہی اور بعض کا قول ہی کہ ظالم
وہ ہی کہ بلا سے زاری اور بے صبری کرتا ہی اور مقتصد وہ ہی جو بلا پر صبر کرتا ہی اور
سابق اُسے کہتے ہین کہ بلا سے لذت پاتا ہی اور بعضون نے کہا ظالم وہ ہے جو
غفلت اور عادت سے عبادت کرے اور مقتصد رغبت سے اور خوف سے اور
سابق جو اپنے پروردگار کو نہ بھولے اور احمد بن عاصم انطاکیہ رحمہ اللہ نے کہا ہی
ظالم صاحب اقوال ہی اور مقتصد صاحب افعال اور سابق صاحب احوال اور
یہ سب قوم صوفی اور متصوف ور متشبہ کے حال سے مقرون بہ تناسب ہین
اور یہ سب اہل صلاح وفلاح سے ہین کہ اُنکو دائرہ اصطفا جمع اور یکجا کرتا ہی اور خصوصیت
کی نسبت یعنی عطا وبخشش سے اُنھین ملا دیتا ہی - حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ
تعالی عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا

اس قول مین اللہ تعالی کے فرمایا ہی فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق
بالخیرات کلھم بالجنۃ یعنی بعضے اُنھین سے ظالم اپنے نفس کے اور بعضے مقتصد اور بعضے خیرات
مین بڑھے ہوئے یہ سب جنت مین ہین - ابن عطا کا قول ہی کہ ظالم وہ ہی جو اللہ

دنیا کے واسطے دوست رکھتا ہی اور مقصد وہ ہی جو اللہ کو عقبےٰ کے لیے دوست
رکھتا ہی اور سالک وہ ہی کہ اپنی مراد کو اللہ کی مراد کے ساتھ اُسمین ساقط کرے اور
یہی صوفی کا حال ہی تو متشبہ اس قوم کے امر سے کسی شے کے بیچ آیا اور یہ اُنکے قرب
کا موجب اُسکے لیے ہوتا ہی اور قرب اُنکا ہر ایک چیز کا مقدمہ اور دیباچہ ہی ۔
اپنے شیخ سے مین نے سُنا ہی کہ کہتے تھے کہ اہل دنیا سے ایک شخص شیخ احمد غزالی کے
پاس آیا اور ہم اصفہان مین تھے یہ شخص اُنسے خرقہ چاہتا تھا تو اُس سے شیخ نے کہا
فلان کے پاس جاؤ اور یہ میری طرف اشارہ تھا تاکہ وہ خرقہ کے معنی مین تجھ سے
کلام کرے پھر آؤ کہ مین تجھے خرقہ پہناؤن کہا پھر وہ میرے پاس آیا تو مین نے اُس سے
خرقہ کے حقوق بیان کیے اور وہ باتین جو حق خرقہ کی رعایت سے واجب ہین اور
جو خرقہ پہنے اُسکے آداب اور وہ شخص جو اُسکے پہننے کی قابلیت رکھے تو اُس شخص نے
حقوق خرقہ کو بہت بڑا بھاری جانا اور خرقہ کے پہننے سے ہچ کچایا تب شیخ کو اِس
معاملہ کی خبر پہونچی جو طالب کے نزدیک میرے قول سے اُسکو نیا معلوم ہوا تو
مجھے بلایا اور مین نے جو اُس سے کہا تھا اُسپر خفا ہوا اور کہا مین نے تیرے پاس
اُسے اس لیے بھیجا تھا کہ تو اُس سے باتین ایسی کرے کہ جن سے اُسکی رغبت خرقہ کی
طرف زیادہ ہو اُسپر تو نے وہ باتین کین جن سے ارادہ سُست ہو گیا پھر جس
بات کا تو نے ذکر کیا وہ صحیح ہین اور وہ ایسی ہین کہ حقوق خرقہ سے واجب ہین
مگر جب ہم نے بندے پر یہ لازم گردانین تو وہ بھاگیگا اور اُسپر قیام کرنے سے عاجز [illegible]
پس ہم اُسے خرقہ پہناتے ہین تاکہ قوم کے متشبہ ہو جاوے اور اُنکے دیا [illegible]
تو یہ بات اُسکو مجالس اور محافل سے قربت [illegible] اور [illegible] اور
اُنکے احوال اور سیرت کے دیکھنے سے اُسکی وہ خواہش کرے [illegible] اور
اس ذریعہ سے کچھ اُنکے احوال تک پہونچیگا اور شیخ احمد [illegible]

موافق ہو جو ہمارے شیخ رحمہ اللہ نے ابوالقاسم جنید بغدادیؒ سے بواسطات روایت کیے کہ وہ جعفر سے کہتے تھے جب کسی فقیر سے تو ملے تو علم سے ابتدا مت کر اور نرمی سے آغاز کر اس لیے کہ علم اُسے متوحش کرتا ہے اور نرمی اُسے مانوس کرتی ہے اور صوفیہ متشبہین سے نرمی پیش آتے ہیں کہ مبتدی طالب اُس سے نفع حاصل کرے اور جو کوئی انمیں سے حال میں اکمل اور علم میں علامہ ہے وہ زیادہ تر مبتدی طالب کے ساتھ نرمی اور رفق کرتا ہے۔ بعض صوفیہ سے حکایت ہے کہ اُسکی صحبت میں ایک طالب آیا تو اُسنے اپنے نفس کو کثرت معاملات اور مجاہدات میں پکڑا اور اُس سے ارادہ اُسکا بجز اُسکے نہ تھا کہ مبتدی اُسے دیکھے اور اُسکے ادب سے ادب سیکھے اور اُسکے عمل کی اقتدا کرے اور یہ وہ نرمی ہے کہ کسی چیز میں در نہ آئی مگر یہ کہ اُسکو زینت اور رونق دے دی پس تشبہ حقیقی کے لیے قوم کے طریق سے ایمان ہے اور اُسکے موافق عمل ہے اور سلوک و اجتہاد ہے اس کے موافق جو ہم نے ذکر کیا کہ وہ صاحب مجاہدہ اور محاسبہ ہے پھر وہ متصوف صاحب مراقبہ ہو جاتا ہے بعد ازان وہ صوفی صاحب مشاہدہ ہو جاتا ہے ولیکن جو شخص متصوف اور صوفی کے حال کی طرف تشبہ کے ساتھ نظر نہیں کرتا اور نہ وہ اُنکے اوائل مقاصد کا قصد کرتا ہے بلکہ فقط ظاہری کے تشبہ لباس کے تشبہ اور مشارکت حلیہ اور صورت پر بدون سیرت اور صفت کے رہتا ہے تو وہ متشبہ بصوفی نہیں ہے اسواسطے کہ اُنکے ابتدائی حالات کے ساتھ اُنکی نقل و حکایت نہیں کرتا تو وہ سوقت متشبہ کا متشبہ ہے جو ایک قوم کی طرف صرف اپنے لباس سے منسوب ہوتا ہے اور اُسکے حق میں وہ ایسی قوم ہے کہ جو اُنکا جلیس ہو وہ بے نصیب رہتا ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس نے ایک قوم کی مشابہت کی تو وہ شخص اسی قوم سے ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ کے لیے بہت سے ملائکہ
ہیں ذ فضل اُن ملائکہ سے جو لوگوں کے اعمال نامہ لکھتے ہیں راستوں میں پھیر
کرتے ہیں اور مجالس ذکر کو ڈھونڈھا کرتے ہیں تو جب کسی قوم کو دیکھتے ہیں کہ
اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہیں تو وہ باہم ایک دوسرے کو پکارتے ہیں چلے آؤ
اپنے مقصود کی طرف پس قوم کو اپنے بازوؤں سے ظاہر آسمان تک ڈھک لیتے ہیں
تب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حال آنکہ وہ خود دانا تر ہے کیا میرے بندے کہتے ہیں
فرشتے کہتے ہیں کہ تیری حمد کہتے ہیں اور تیری تسبیح اور تیری تمجید کرتے ہیں
پھر فرماتا ہے کیا مجھے ان لوگوں نے دیکھا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں پس فرماتا ہے
جو مجھے دیکھ پاتے تو کیا ہوتا وہ کہتے ہیں اگر تجھے دیکھتے تو اور زیادہ تسبیح اور
تحمید اور تمجید کرتے پھر فرماتا ہے کہ کیا مجھ سے مانگتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ تجھ سے
بہشت مانگتے ہیں پھر فرماتا ہے کہ کیا بہشت دیکھی ہے وہ کہتے ہیں کہ نہیں پھر فرماتا ہے
کہ کیا ہوتا اگر اُسے دیکھتے تو وہ کہتے ہیں اگر اُسے دیکھتے تو اور زیادہ طلب اُنکی اور
حرص زیادہ ہوتی فرشتوں نے کہا اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں تو فرماتا ہے
آیا اُسے دیکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ نہیں پھر فرماتا ہے کیا ہوتا اگر اُسے دیکھتے فرشتوں نے
کہا اور زیادہ پناہ مانگتے اور اُس سے بھاگتے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمھیں
گواہ کرتا ہوں کہ ہر آئینہ میں نے اُنکو بخشا پھر ایک فرشتہ اُن میں سے کہتا ہے کہ
فلانا شخص اُن لوگوں میں سے نہیں ہے وہ فقط ایک ضرورت سے آیا تھا تب
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ باہم ہمنشین اور ہم صحبت ہیں اُنکا ہم نشین بے نصیب
اور بے بہرہ نہیں رہتا پس صوفیہ کا جلیس اور اُنکا متشبہ اور محب محروم نہیں رہتا

آٹھواں باب ملامتی اور اُسکے حال کی شرح میں ہے

بعض صوفیہ نے کہا ملامتی وہ شخص ہے جو خیر کو ظاہر نہ کرے اور شر کو مخفی نہ کرے

اور شرح اُسکی یہ ہی کہ ملامتی کے عروق اخلاص کا ذائقہ لیتے ہین اور صدق سے
متحقق ہوا تو وہ نہین چاہتا کہ اُسکے حال اور اعمال پر کوئی مطلع ہو حضرت حذیفہ
رضی اللہ عنہ نے کہا مین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا
کہ اخلاص کیا چیز ہی فرمایا مین نے جبرئیل سے پوچھا کہ اخلاص کیا ہی اُسنے کہا
مین نے حضرت رب العزت سے سوال کیا کہ اخلاص کیا چیز ہی فرمایا وہ ایک سر
میرے سر سے ہی جسکو مین اُس شخص کے دل مین اپنے بندون مین سے
امانت رکھتا ہون جسکو مین دوست رکھتا ہون پس بلا تشبہ کے سیلیے زیادہ اختصاص
اس بات کے ساتھ ہی کہ وہ اخلاص کے ساتھ متمسک اور معتصم ہین احوال اور
اعمال کے اخفا کو اچھا جانتے ہین اور اُسکے چھپانے مین لذت پاتے ہین حتے کہ
اگر اُنکے اعمال و افعال کسی پر ظاہر ہو جاویں تو اُس سے متوحش ہوتے ہین
جس طرح کسی گناہ کے کھل جانے سے گنہگار کو وحشت ہوتی ہی پس ملامتی نے
وقوع اخلاص اور اُسکے مقام کی قدر و منزلت کی اور اُسکا اعتبار اور شمار کرکے
اُسمین ہاتھ مارا اور صوفی اُسکے اخلاص مین اپنے اخلاص سے غائب اور گم ہو گیا
ابو یعقوب سوسی نے کہا جب اپنے اخلاص مین اُنھون نے اخلاص کو شاہد کیا
تو اُنکا اخلاص ایک دوسرے اخلاص کا محتاج ہوا اور ذوالنون نے کہا اخلاص
کی علامات سے تین چیزین ہین عوام سے مدح و ذم کی مساوات۔ اور اعمال مین
دید اعمال کا بھول جانا اور ثواب اعمال کی خواہش کو آخرت مین چھوڑ دینا۔
ابو عثمان مغربی سے مروی ہی کہ کہا اخلاص وہ چیز ہے جسمین نفس کو حظ
کسی حال کے ساتھ نہ ہو اور یہ عوام کا اخلاص ہی اور خواص کا اخلاص وہ ہی
کہ اُنپر نہ اُنکے ساتھ گذرے اور منجملہ طاعات مین جیسے وہ کچھ ہین
اور نہ اُنپر اُنکی نظر ہی اور نہ اُنکی کچھ شمار تعداد رہے تو یہ اخلاص

خوص ہی اور یہ وہ ہی جسکو شیخ ابو عثمان مغربی نے تفصیل دار لکھا ہی اس طرح
کہ صوفی اور ملامتی کے مابین فرق ظاہر کیا اسواسطے کہ ملامتی نے اپنے عمل اور حال
سے خلق کو دور کیا ہی مگر اپنے نفس کو قائم رکھا تو وہ مخلص ہی اور صوفی نے اپنے نفس
کو اپنے عمل اور حال سے دور کر دیا جس طرح کہ اُسکے غیر کو دور کر دیا تو وہ مخلص ہی
اور مخلص خالص اور مخلص مین بہت بڑا فرق ہی۔ ابو بکر زقاق نے لکھا ڑا
مخلص کا نقص اُسکے اخلاص مین دیکھنا اپنے اخلاص کا ہی تو جب اللہ چاہتا ہی
کہ اُسکے اخلاص کو خالص کرے تو اُسکے اخلاص سے دید اُسکی جو اُسکے اخلاص
پر ہی ساقط کر دیتا ہی تو وہ مخلص ہوگا نہ مخلص۔ ابو سعید خراز نے کہا ہی کہ
عارفون کی ریا مریدون کے اخلاص سے افضل ہی اور معنی اُسکے قول کے
یہ ہین کہ مریدون کے اخلاص مین رویت اخلاص کی علت ہی اور عارف اُس
ریا سے منزہ ہی جو عمل کو باطل کر دے مگر شاید کہ وہ کچھ اپنے حال ور اعمال
سے اپنے علم کامل کے ساتھ جو اُسمین اُسکے نزدیک ہی مرید کی کشش یا خلاق
نفس سے ایک خلق کی رنج کشی کے لیے ظاہر کرتا ہی اور خاص عارفون کے لیے
اِس معاملہ مین ایک علم دقیق اور باریک ہی کہ دوسرا اُسکو نہین جانتا تو
کم علم ریا کی صورت اُسکو دیکھتا ہی حال آنکہ وہ ریا نہین ہی اُسکے سوا نہین ہی
کہ وہ صریح علم اللہ کیواسطے اللہ کے ساتھ ہی بدون اسکے کہ نفس اُسمین حاضر ہو
یا کوئی آفت اُسمین موجود ہو۔ رویم نے کہا ہی کہ اخلاص یہ ہی کہ صاحب اخلاص
اُسپر دارین مین کسی عوض اور دونون ملک مین سے کسی حصہ پر راضی نہو اور
بعض صوفیہ نے کہا صدق اخلاص مدام نظر پایا اللہ سے خلق کے دیکھنے کو
بھولجاتا ہی اور ملامتی خلق کو دیکھتا ہی پھر اپنے عمل اور حال کو چھپاتا ہے
اور جو کچھ ہم نے پہلے سے بیان کیا خلاص صوفی کا وصف ہی اور اسی واسطے

زقاق نے کہا ہو کہ ہر ایک مخلص کے لیے اپنے اخلاص کے دیکھنے سے چارہ
نہین ہو اور یہ کمال اخلاص کا نقص ہو اور اخلاص وہی ہو کہ اللہ اُسکے صاحب
کا محافظ ہوتا آنکہ تکمیل اُسکی کرے۔ جعفر خلدی نے کہا کہ ابو القاسم جنید بغدادی
سے مین نے سوال کیا کیا اخلاص اور صدق مین کچھ فرق ہو کہا ہان صدق اصل ہو
اور وہ اول ہو اور اخلاص فرع ہو اور وہ تابع ہو اور کہا اُن دونون مین فرق ہو
اسواسطے کہ اخلاص جب تک عمل مین نہ آئے نہین ہوتا پھر کہا کہ وہیی
اخلاص ہو اور مخالص الاخلاص ہو اور خالصہ ہو جو مخالصہ مین ہو و اسن بنا پر
اخلاص ملامتی کا حال ہو اور مخالص الاخلاص صوفی کا حال ہو اور خالصہ جو
مخالصہ مین ہو ایک مخالص الاخلاص کا ثمرہ ہو اور وہ بندہ اپنے رسوم سے
اپنا قیام اپنے قیوم کے دیکھنے سے فنا اور جاتا رہتا ہو بلکہ اپنے قیام کی رویت سے
اُسکا غائب ہونا ہو اور وہ استغراق فی الذات آثار اور لوث اخفا کی آزادی
سے ہو اور وہ صوفی کے حال کا گم ہونا ہو اور ملامتی اپنے مقام اخلاص مین
مقیم اور اپنے اخلاص کی حقیقت کی طرف نابینا ہو اور یہ ملامتی اور صوفی مین
فرق واضح ہو اور خراسان مین ہمیشہ ملامتیون کا ایک گروہ رہتا ہو اور انکے لیے
مشائخ ہین جو اُنکی بنیاد کو درست کرتے اور شرطین اُنکے حال کی اُنھین بتلاتے
تھے وہ ہم نے ہر آئینہ عراق مین دیکھا اُن لوگون کو جو اس راہ کے سالک ہین
مگر وہ اس نام سے مشہور نہین ہین اور اہل عراق اس نام کو بول چال مین
کمتر استعمال کرتے ہین۔ نقل ہو کہ ایک ملامتی کو سماع مین مدعو کیا تو وہ نہ آیا
تب اُس سے بابت اسکے کہا گیا تو کہا اسواسطے کہ اگر مین آتا تو مجھے وجد ہوتا اور
مین نہین پسند کرتا کہ کوئی میرا حال معلوم ہو۔ اور منقول ہو کہ احمد بن
ابی الحواری نے ابو سلیمان دارانی سے کہا کہ مین جب خلق مین ہوتا ہون

اپنے معاملہ کی لذت ایسی پاتا ہون جو صحبت خلق مین نہین پاتا تو اُس سے کہا کہ تو اب کر طاقت ہی پس ملامتی ہر چند اخلاص کے دستہ کا قابض اور بساط صدق کا فراشس ہی مگر اُسمین بقیہ رویت خلق کا اور یہی شے کا جدا اُسمین کی بہت عمدہ ہی یعنی بقیہ اخلاص اور صدق کی تحقیق کا موجود ہی اور صوفی بس بقیہ سے پاک اور صاف ہی جو دونون طرف مین ہر عمل یا ترک عمل سے کہ خلق کے لیے ہی اور بالکل اُنکو دور دفع کر دیا اور نظر فنا و زوال مین اُنکو دیکھا اور اُسکے لیے ناصیۂ توحید کھل گئی اور اس قول حق سبحانہٗ تعالی کا بھید پالیا کل شئ ہالک الا وجہہ ہر ایک شے فانی ہی مگر ذات اُسکی۔ جیسا کہ بعض صوفیہ نے اپنے غلبات سے کے بعض وقات مین کہا ہی دارین مین اللہ کے سوا کوئی نہین اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ ملامتی دو وجہ سے اخفا حال کرتا ہی ان دونون وجہون مین سے ایک وجہ تو اخلاق وتحقیق کے واسطے ہی اور دوسری وجہ جو کامل تر ہی وہ یہ ہی کہ غیر سے حال بنوع غیرت پوشیدہ رہے اسواسطے کہ جو اپنے محبوب کے ساتھ خلوت نشین ہو تو اسکی اطلاع غیر کو اُسے بُری معلوم ہوتی ہی بلکہ صدق محبت مین اُسے یہ بھی بُرا معلوم ہوتا ہی کہ کسی کو اطلاع اسکی ہو کہ وہ اپنے محبوب کو چاہتا ہی اور یہ بات اگر بڑھکر ہی تو بھی طریق صوفیہ مین علت ہی اور نقص ہی بنابران ملامتی متصوف پر مقدم اور صوفی سے موخر ہی اور کہتے ہین کہ اصول بلا شبہ سے یہ ہی کہ ذکر چار قسم کا ہی زبان سے اور دل سے اور سر سے اور روح سے تو جب ذکر روح صحیح ہوگیا تو سر اور قلب اور زبان ذکر سے بند ہوجاتی ہی اور یہ ذکر مشاہدہ ہی اور جب ذکر سر صحیح ہوگیا تو دل اور زبان ذکر سے چپ ہوتے ہین اور یہ ذکر ہیبت ہی اور جب دل کا ذکر صحیح ہو تو زبان ذکر سے سُست ہوجاتی ہی اور یہ ذکر نعمات آلہی ہی اور ذکر سے جب دل غافل ہوا تو زبان ذکر کرنے لگی اور یہ ذکر عادت کا ہی اور اُنکے نزدیک

ہر ایک کے لیے ان ذکرون مین سے ایک آفت ہی تو ذکر روح کی آفت سر کی اطلاع
اُسپر ہی اور ذکر سر کی آفت اطلاع اُسپر قلب کی ہی اور قلب کے ذکر کے لیے آفت
نفس کی اُسپر اطلاع ہی اور ذکر نفس کی آفت اسکا دیکھنا ہی یا اُسکی عظمت کرنی
یا ثواب و اجر مانگنا ہی یا اُسنے گمان کیا کہ وہ مقامات سے ایک شے تک پہونچنے کا
اور کمترین خلاف قدر و قیمت مین اسکے نزدیک وہ شخص ہی جو ارادہ اُسکے
اظہار کا کرے اور اس بات کا کہ خلق اُس کے سبب اُسکی خدمت مین حاضر ہو
اور اس اصل کا بھید جیسے ان لوگون مین جو حکم رکھے یہ ہی کہ ذکر روح ذکر ذات ہی
اور ذکر سر ذکر صفات اُنکے زعم مین ہی اور ذکر قلب آلاء و نعماء سے اثر صفات کا ذکر ہی
اور ذکر نفس علاؤن کا متضمن ہی تو معنی اُسکے قول کے کہ اطلاع سر کی روح پر یہ ہی کہ
وہ اشارہ کرتے مین اسکی طرف کہ ذکر ذات کے وقت فنا کے سا تجربہ ثابت دو رستہ ہی
اور اسوقت ذکر ہیبت ذکر صفات ہی جو جز ہیبت سے خبر دینے والا ہی اور وہ وجود
ہیبت اور خوف کا ہی اور وجود ہیبت مستدعی وجود بقیہ کا ہی اور یہ خلاف
حال فنا ہی اور اسی طرح ذکر سر ذکر ہیبت ہی اور وہ ذکر صفات نصیب قرب
کا مشعر ہی اور ذکر قلب کا جو ذکر آلاء و نعماء ہی فی الجملہ بعد کا مشعر ہی اسواسطے
کہ وہ ذکر نعمت کے ساتھ اشتغال ہی اور نعمت دینے والے کی طرف سے ذہول
اور غفلت ہی اور بخشش کا دیکھنا بخشنے والے کی طرف سے ایک بعد منزلت ہی
اور نفس کی اطلاع ثواب کی طرف وجود اعمال کے شمار کرتی ہی اور یہ درحقیقت
مین علت ہی اور یہ اقسام اس طریقہ کے ہین اور انمین سے بعض بعض سے اعلیٰ ہین واللہ اعلم

نوان باب اُس شخص کے بیان مین ہی جو منسوب بصوفیہ ہی اور انمین سے نہین ہی

ایک گروہ انمین سے کبھی اپنے تئین قلندریہ کہتے ہین اور کبھی ملامتیہ اور ملامتیہ کا

حال ہم بیان کر چکے اور وہ حال شریف اور مقام نادر ہی اور انھون نے سنت اور اخبار سے تمسک کیا اور اخلاص وصدق سے متحقق ہین اور وہ اُس قسم سے نہین ہین جنکو شرع سے بگڑے ہوے لوگ گمان کرتے ہین پس قلندریہ سے اشارہ اُن اقوام کی طرف ہی کہ اُنکے دلون کی پاکیزگی کی مستی اُنکی مالک بن گئی ہی یہان تک کہ عادات کو اُنھون نے ویران و تباہ کر دیا اور ہمنشینی اور اختلاط کے آداب کی بیڑیان ڈال دین اور چھوڑ دین اور اپنے خوش دلی کے میدانون مین سیر کی اور نماز روزہ کی قسم سے اُنکے اعمال تھوڑے مگر فرائض اور لذات دنیا سے کسی چیز کے کھانے کی پروا نہین کرتے جو مباح ہین شرع نے اُنکی اجازت دی اور نباد قات رخصت کی رعایت پر اُنھون نے اقتصار اور اختصار کیا ہی اور عزلت کے حقائق کی طلب نہین کی اور ساتھ اسکے جمع اور ذخیرہ نہ کرتے اور زیادہ طلبی کے ترک کو ہاتھ سے نہین دیتے اور تھوڑے پر گذر کرنے والون اور دنیا سے کم رغبت والون اور عباد کے رسمون کا برتاؤ نہین کرتے اور اپنی خوشش دلی کے اوپر قانع اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہین اور اُسی پر اُنھون نے قصد کو تاہ کیا اور اُنکو بجز اُسکے کہ جسپر اپنی خوش دلی سے ہین طلب مزید کی طرف جھانک تاک نہین اور ملامتی اور قلندری مین فرق یہ ہی کہ ملامتی اخفار عبادات مین عمل کرتا ہے اور قلندری عادات کی تخریب مین عمل کرتا ہی اور ملامتی کل باب خیر و بر کے ساتھ متمسک ہی اور اُسمین فضل اور بزرگی دیکھتا ہی مگر اعمال و افعال کو چھپاتا ہی اور اپنے نفس کو عوام کے موافق اور جادہ مین اپنی صورت اور لباس اور حرکات مین اپنا حال چھپانے کے لیے تاکہ واقف کوئی اُس سے نہو جاسے رو کے اور ٹھہرائے رکھتا ہی اور اُسکے ساتھ ہی ترقی کی طلب مین تاک رکھتا ہی اور ہر ایک بات مین جس سے بندہ کو تقرب موجد بلیغ کرتا ہی اور قلندری

کسی صورت کے ساتھ مقید نہیں ہوتا اور نہ اُسکو پروا ہی کہ کوئی اُسکے حال سے
واقف ہو یا ناواقف ہو اور وہ نہیں مائل ہوتا مگر اپنی خوش دلی کی طرف
اور دہی راس المال اور سرمایہ اُسکا ہی اور صوفی اشیاء کو اُنکے موقعوں پر
رکھتا ہی اور سب احوال اور اوقات کی اپنے علم سے تدبیر کرتا ہی خلق کو اُنکے
مقام پر اور امر حق کو اُسکی جگہ پر قائم کرتا ہی اور جس چیز کو چھپانا چاہیے اُسے
چھپاتا ہی اور جسکو ظاہر کرنا مناسب ہی اُسکو ظاہر کرتا ہی اور تمام کام کو اُنکے
مقام پر حضور عقل اور صحت توحید اور کمال معرفت اور رعایت صدق و
اخلاص کے ساتھ لاتا ہی پھر ایک گروہ نے اہل فتنہ و گمراہی سے اپنے کو ملامتیہ
کہلایا اور لباس صوفیہ سے متلبس ہوے تاکہ اُس سے صوفیہ کی طرف منسوب
ہوں اور صوفیہ سے وہ کسی بات مین نہیں ہین بلکہ وہ دھوکے دھڑی اور غلطی مین
پڑے ہین اور وہ کچھو صوفیوں کا لباس بچاؤ کے لیے اور کبھو دعوے کے ساتھ
پہنتے ہین اور اہل اباحت کی راہ چلتے ہین اور اُنکا یہ زعم ہوتا ہی کہ ضمائر اُنکے
اللہ تعالیٰ کی طرف خالص اور رجوع ہو گئے اور کہتے ہین کہ یہی مقصود مین کامیابی ہی
اور شرعی رسوم کا برتنا درجہ عوام اور اُن لوگون کا ہی جنکے فہم قاصر ہین اور تقلید
سے اقتدار کے پھندے مین پھنسے ہوے ہین اور یہ عین الحاد اور زندقہ اور ابعاد ہی
تو جو حقیقتیں کہ شریعت نے اُنکو رد کیا ہی وہ زندقہ ہی اور یہ گروہ مغرور دھوکے
مین پڑے ہوے اس بات سے جاہل اور ناواقف ہین کہ شریعت حق عبودیت ہی
اور حقیقت ہی حقیقت عبودیت ہی اور جو شخص اہل حقیقت سے ہو گیا وہ حق عبودیت
اور حقیقت عبودیت کا مقید ہو گیا اور ایسے امور اور ترقیات کا مطالبہ اُس سے
ہوا کہ جو اس درجہ تک نہیں پہونچا اُس سے مطالبہ اُنکا نہیں ہوتا نہ یہ کہ تکلیف
شرعی کے دوڑنے سے اُسکی گردن نکل جاے اور اُسکا باطن کجی اور تحریف

کو ملا جاوے ۔ روایت ہو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ لوگ عہد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مین وحی سے مواخذہ کیے جاتے تھے اور ہر آئینہ وحی کا سلسلہ
ٹوٹ گیا اور اب تم سے مواخذہ ہم تمھارے اعمال کا کرتے ہین تو جو ہمارے
لیے اظہار خیر کرے اُسکو قبول کرینگے اور اُس سے قربت کر لینگے اور ہمارے ذمہ
اُسکے بطون سے کچھ نہین ہو اللہ اُس سے محاسبہ اُسکے بطون کا کریگا اور جو
اسکے سوا ہمارے سامنے ظاہر کرے اُسکو ہم نہین قبول کرینگے اگرچہ وہ کہے کہ
میرا بطون اچھا ہو اور اُسی سے منقول ہو کہا جسنے اپنے نفس کو تہمتون کے لیے سامنے کیا
تو جو کوئی اُسکی طرف بدگمانی کرے تو چاہیے کہ اُسکو بُرا بھلا نہ کہے پھر جس وقت ہم
دیکھین کسی شخص کو جو حدود شرع کا استخفار کرتا ہو صلوٰۃ مفروضہ کو چھوڑے دیتا ہو
تلاوت کلام اللہ اور روزہ نماز کی حلاوت کو شمار و اعتبار مین نہین لاتا اور
حرام کردہ مقامات مین در آتا ہو ہم اُسکو رد کرینگے اور اُسکو قبول نکرینگے اور اُسکے
دعوی کو کہ اُسکا بطون صالح ہو نہ مانینگے ۔ حضرت جنید علیہ الرحمہ سے منقول ہو
کہ وہ ایک شخص سے معرفت کا بیان کرتے تھے تو اس شخص نے کہا کہ عارف باللہ
بر و تقوی کے ترک تلک پہونچتے ہین تو جنید نے کہا کہ یہ قول اُس قوم کا ہو جو
ترک اعمال کا کلام کرتے ہین اور یہ میرے نزدیک بڑی بات ہو اور جو شخص چوری
اور زنا کرے ایسے شخص سے بہتر ہو اُس شخص سے جو یہ بات کہے اور ہر آئینہ عارفان
باللہ نے اللہ سے اعمال حاصل کیے ہین اور اسی کی طرف اُن اعمال مین یہ لوگ
رجوع کرتے ہین اور اگر مین ہزار برس زندہ رہون ایک ذرہ اعمال بر سے کم نکردن
الا جب کہ میرا کوئی حائل ہو وا اعمال میری معرفت کے موکد و میرے حال کے
لیے موجب قوت ہین ۔ اور انکے منجملہ ایک قوم ایسی ہو جو حلول کے قائل ہین اور
یہ گمان باطل کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ اُنمین حلول کرتا ہو اور اُن اجسام مین

جنکو وہ انتخاب کرتا ہی اور قول نصاری جو لاہوت اور ناسوت مین ہی اُسکے معنی
اُنکے فہمون کے لیے سبقت کرتا ہی۔ اور انھین سے بعضے وہ ہین جو خوبصورت
چیزون کی طرف نظر کرنا مباح جانتے ہین جس سے اشارہ اس وہم کی طرف ہی اور
اُنکے یہ خیال مین ہی کہ جس شخص نے اپنے بعض غلبات مین کلمات کہے ہمارے
مظنونات اور مزعومات مین سے اُسی شے مین مضمر اور مخفی تھا مثلاً حلاج نے
کہا انا الحق۔ اور جو کچھ ابویزید سے قول اُسکا سبحانی نقل کیا جاتا ہے حاشا
کہ ابویزید کی شان مین ہم اعتقاد کرین کہ اُس نے ایسا کہا مگر حکایت کے
طور پر اللہ تعالے کی طرف سے اور اسی طرح سزاوار ہی کہ حلاج کے قول مین
اعتقاد کیا جاے اور اگر اسکا ہمین علم ہوتا کہ اُسنے یہ قول حلول سے مضمر الشئی بیان
کیا ہی تو اُسکو بھی ہم رد کرتے جس طرح اس فرقہ کی ہم نے تردید کی ہی اور ہر آئینہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے واسطے ایک شریعت غرا پاک اور
صاف لائے ہین جس سے تمام کجی اور اینچ پیچ سیدھے اور مستقیم ہوگئے اور ہمارے
عقول نے اُن چیزون پر رہنمائی کی ہی جس سے اللہ تعالی کا وصف جائز ہی اور ناجائز ہی
اور اللہ تعالی پاک ہی اس سے کہ اُسمین کوئی شے حلول کرے یا وہ کسی شے مین حلول
کرے حتی کہ شاید بعض گمراہ مبتلا جو بڑی ذکاوفطنت رکھتا ہو اور اُسنے ایسے کلمے سُنے ہون
جو اُسکے باطن سے متعلق ہون پھر وہ اپنی فکر مین ایسے کلمات دل سے بنا دے
جنکو اللہ تعالی کی طرف نسبت کرے اور وہ بات جیسے اللہ تعالی کی اُسی سے ہو
جیسے وہ کہے کہ مجھسے کہا اُس نے اور مین نے اُس سے کہا اور یہ ایک شخص ہے
یا تو اپنے نفس اور حدیث نفس سے لاعلم ہی اپنے پروردگار اور کیفیت مکالمہ اور
محادثہ سے لاعلم ہی اور یا اپنے معقولات کے بطلان کا عالم ہی کہ ہواے نفسانی
اُسکو برانگیختہ اُسکے دعوے پر کرتی ہی کہ اسکا وہم ہو کہ ایک شے پر ظفریاب

ہو گیا اور یہ سب ضلالت ہی اور اُسکی جرأت کرنے کا اصلی سبب وہ ہی جو بعض محققین کے کلام سے اُسنے خطاب سُنے ہین کہ اُنپر بعد اسکے وارد ہوے ہین کہ معاملات اُنکے ظاہر و باطن مین طول پکڑ گئے اور اُنھون نے صول قوم کے ساتھ صدق تقوی اور کمال زہد دین سے تمسک اور اعتصام کیا ہی پس اُس کے اسرار صاف ہو گئے اُنکے بطون مین خطابون نے تشکل حاصل کی کہ قرآن اور حدیث کے موافق مین تو اُنکے ساتھ یہ خطاب استغراق بطون کے وقت نازل ہوے اور یہ کلام نہین ہین جسکو وہ سُنتے ہین بلکہ ایک حدیث کی مثال ہی جو نفس مین ہو نکر سے اُسکو پاتے ہین جو کتاب اور سنت کے موافق اپنے اہل کے پاس سمجھے ہوے علم کے موافق ہو اور یہ اُنکے ساتھ اُنکے اسرار و بطون کی سرگوشی اور رازہ گوئی ہی تو اپنے نفوس کے لیے مقام عبودیت اور اپنے مولا کے لیے ربوبیت ثابت کرتے ہین تو جو وہ پاتے ہین اپنے نفوس اور اپنے مالک کی طرف نسبت کرتے ہین اور وہ لوگ اسکے ساتھ جانتے ہین کہ یہ اللہ کا کلام نہین ہی اور اسکے سوا نہین کہ وہ ایک علم حادث ہی جسے اللہ تعالے نے اُنکے باطنون مین پیدا کر دیا ہی پس صحیح اور ٹکسالی لوگون کا آئین طریقہ گریز کرتا ہی اللہ تعالی کی طرف اُن تمام باتون سے جنکے ساتھ اُنکے نفوس حدیث کرتے ہین یہانتک کہ اُنکا میدان ہوائے نفسانی سے پاک ہو جاتا ہی اور اُنکے باطنون مین ایک چیز الہام کرتی ہی جسے اللہ تعالی کی طرف نسبت کرتے ہین جیسے ایک حادث کی نسبت پیدا کرنے والے کی طرف ہو نہ وہ نسبت جو کلام کو متکلم کی طرف ہو تا کہ کجی اور تحریف سے محفوظ رہین اور اُنہین سے ایک گروہ ہی جنکا زعم ہی کہ دریاے توحید مین غرق ہوتے ہین اور قرار و ثبات اُنکو نہین ہی اور اپنے نفوس کے لیے اسقاط حرکت و فعل کرتے ہین اور اُنکا زعم ہی کہ وہ اشیا پر مجبور ہین اور کوئی فعل اُن کے لیے اللہ کے فعل کے ساتھ نہین ہی اور معاصی اور مشتہیات نفسانی مین گر پڑتے

ہین اور بیکاری اور دوام غفلت کی طرف مائل اور اللہ کے ساتھ دین کی
ملت سے باہر آنا حدود احکام حلال اور حرام کو چھوڑ دینا اُن کے مرغوب ہی
اور سہیل علیہ الرحمہ سے اُس شخص کی بابت پوچھا گیا جو کہتا تھا کہ مین ایک
دروازہ کے مثال ہون جنبش مین نہین کرتا مگر جب کوئی مجھے جنبش دے
کہا یہ بات کوئی بجز دو آدمی کے نہین کہتا یا صدیق یا زندیق اس واسطے کہ صدیق
ہر بات اس اشارہ سے کہتا ہی کہ اشیا کا قوام اللہ کے ساتھ ہی اور اصول کے
احکام اور حدود عبودیت کی رعایت اُسکے ساتھ ہوتی ہی اور زندیق جو اس قول کو
کہتا ہی وہ احالہ اشیا کا اللہ پر کرتا ہی اور نکوہش اپنے نفس سے ساقط اور دین رسم
دین سے اپنے کو الگ کرتا ہی تو جو کوئی حلال اور حرام اور حدود احکام کا معتقد اور
جب اُس سے معصیت صادر ہو تو اُسکا معترف ہو اس اعتقاد سے کہ توبہ اُس سے
واجب ہی تو وہ مسلیم صحیح ہی اگرچہ قصوروار اُس چیز کے سبب ہو جسکی طرف وہ مائل
بطالت سے ہوا اور ہوائے نفس کے ساتھ وہ سیر سفر اور شہرون کی آمد و رفت سے
رخصت پاوے تاکہ خوب مزے اُڑائے اور نفس کے مشتہیات کو پہونچے اس حالت
سے کہ ایسے شیخ کا پابند ہو جو اُسے ادب دے اور مہذب کرے اور جو اُسمین عیب ہو اُسے
دکھلا دے اور اللہ ہی توفیق دینے والا

دسوان باب مشیخت کے رتبہ کے بیان مین ہی

حدیث مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوا ہی اُسکی قسم جسکے قبضہ
مین محمد کی جان ہی اگر تم چاہو تو مین تمھاری قسم کھاؤن ہر آئینہ اللہ تعالیٰ کے
بندون سے اللہ کے بڑے پیارے وہ لوگ ہین جو اللہ کی محبت اُسکے بندون سے
اور بندون کی محبت اللہ سے کرائین اور نصیحت کے ساتھ وہ زمین پر چلتے ہین اور

یہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا رتبہ مشیخت اور اللہ تعالی کی طرف دعوت کرنے
اور بلانے کا ہے اسواسطے کہ شیخ اللہ تعالی کی محبت حقیقت اسکے بندون کی طرف
کراتا ہے اور اللہ کے بندون کی محبت اللہ تعالی کی طرف اور طریق صوفیہ مین اعلی مراتب
سے مرتبہ مشیخت کا ہے اور دعوت الی اللہ مین وہ نیابت نبوت کی ہے پس دلیل اسکی
کہ شیخ اللہ تعالی کی دوستی اُسکے بندون سے کراتا ہے یہ ہے کہ شیخ طریق اقتدار
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مرید کو چلاتا ہے اور جب اقتدا اور اتباع اُسکا صحیح ہو گیا
تو اللہ تعالی اسکو دوست رکھتا ہے فرمایا ہے اللہ تعالی نے کہو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو
تو میرا اتباع کرو اللہ تمھین دوست رکھے گا اور اُسکی وجہ کہ شیخ مین یہ صفت ہے
کہ وہ بندگان الٰہی کی محبت اللہ تعالی سے کرا دیتا ہے یہ ہے کہ وہ مرید کو تزکیہ کا راستہ
چلاتا ہے اور جب نفس پاک صاف ہو جاتا ہے تو دل کا آئینہ جلا پاتا ہے اور اُسمین
انوار عظمت الٰہی منعکس ہوتے ہین اور جمال توحید اُسمین تابان ہوتا ہے اور چشم
بصیرت کی سیاہی انوار جلال قدم اور کمال ازلی کے نظارہ کی طرف منجذب ہوتی ہے
تو جس دم بندہ اپنے پروردگار کو دوست رکھے گا اور یہ ورثہ اور ثمرہ تزکیہ کا ہے اللہ تعالی
نے فرمایا ہے کہ ہر آئینہ فتحیاب وہ ہوا جس نے نفس کا تزکیہ اور تصفیہ کیا اور فلاح
اسکی ظفر کے ساتھ اللہ تعالی کی معرفت سے ہے اور یہ بھی ہے کہ دل کا آئینہ جب
روشن ہوگا تو اُسمین دنیا اپنی بُرائی اور حقیقت اور ہیئت کے ساتھ اور
آخرت اپنے نفائس اور لطائف کے ساتھ اپنی کنہ اور غایت سے واضح اور لائح
ہو جائیگی تو چشم دل کے سامنے دارین کی حقیقت اور حاصلات منکشف ہو جائیگی
اُسوقت بندہ باقی کو چاہے گا اور فانی کی طرف رغبت کم کریگا پس تزکیہ اور مشیخت اور
تربیت کی اُنکا فائدہ ظاہر ہوگا کہ شیخ اللہ تعالی کے لشکر ناصر معین سے ہے کہ مریدن کو
حق سے راہ پر لاتا ہے اور بندون کو اُس سے رہنمائی کرتا ہے۔ عبد اللہ بن بشر صاحب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا گیا کہ اُس نے کہا کہ پہلے یہ کہا جاتا تھا جب بیس یا زیادہ آدمی جمع ہون تو اگر اُنمین ایسا کوئی شخص نہوتا تھا جو اللہ عز وجل سے ڈرتا ہو تو ہر آئینہ کام مین خطر ہوتا تھا تو مشائخ پر اللہ تعالی کا وقار ہی اور مرید اُسنے ظاہر و باطن مین ادب حاصل کرتے ہین اللہ تعالی نے فرمایا ہی یہ وہ لوگ ہین جنکو اللہ نے ہدایت کی تو اُنکی ہدایت کی پیروی کریں ہر گاہ مشائخ ہتدی اور راہ یافتہ ہوے تو وہ اہل اسکے ہوے کہ لوگ اُنکی پیروی کرین اور وہ متقین کے امام اور پیشوا بنائے گئے ہین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے حکایت کے طور پر کہا جب میرے بندہ پر مشغولی میرے ساتھ غالب ہو تو اُسکی ہمت مصروف اور لذت حاصل اپنے ذکر مین کرتا ہون اور جب اپنے ذکر مین اُسکی ہمت اور لذت دلاتا ہون وہ مجھ سے عشق و محبت کرتا ہی اور مین اُس سے محبت و عشق کرتا ہون اور میرے اور اُسکے درمیان جو پردہ ہی اُسکو مین اُٹھاتا ہون جب اور آدمی بھول جاتے ہین وہ نہین بھولتا وہ لوگ ایسے ہین کہ اُنکا کلام انبیا کا کلام ہی وہ لوگ حقیقت مین ابدال ہین یہ وہ لوگ ہین کہ جب مین اہل زمین پر عقوبت اور عذاب کرنا چاہون تو اُنہین مجھے وہ یاد آتے ہین تب اُنکے سبب اُن لوگون سے عذاب پھیر لیتا ہون اور سالک کے رتبے مشیخت کو پہونچتے ہین بھید یہ ہی کہ سالک نفس کی سیاست پر مامور ہی اُسکی صفات مین مبتلا اور آزمایش مین پڑا ہوا ہے وہ ہمیشہ صدق معاملہ سے سلوک کرتا ہی یہان تکسہ کہ اُسکا نفس مطمئن ہو اور اُسکی طمانیت کے سبب اُس سے سردی اور خشکی جو اُسکے ساتھ اصل پیدایشی ہی اُٹھ اُسی کی وجہ بندگی کی طاعت و انقیاد سے روگردانی اور سرکشی کرتا ہی دور ہو جاتی اور نفس کو جو گرمی روح کی پہونچتی ہی اُس سے ملائم ہو جاتا ہی اور یہ وہی نیت اور ملایمت ہی جسکا اللہ تعالی نے اپنے قول مین بیان کیا ہی ثم تلین جلودھم وقلوبھم

اِلے ذکر اللہ یعنی اُنکی جلدین اور اُنکے قلوب اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف ملائم ہوجاتے ہین اس حالت مین عبادت کی اجابت کرتا ہی اور طاعت کے لیے بسیجتا ہی اور بندہ کا قلب روح اور نفس کے درمیان متوسط ہی جسکے دو رخ ہین اُسکے دونون رخ سے ایک رُخ نفس کی طرف ہی اور دوسرا رخ روح کی جانب ہی روح سے مدد اُس رخ سے لیتا ہی جو اُسکے قریب ہی اور نفس کو مدد اُس رخ سے دیتا ہی جو اُسکے قریب ہی یہان تک کہ نفس مطمئن اور متسلی ہوجاے پھر جبکہ نفس سالک مطمئن ہوا اور سالک اُسکی سیاست سے فارغ ہوا تو اُسکا سلوک انتہا کو پہونچا اور سیاست نفس پر متمکن اور نفس اُسکا مطیع ومنقاد ہوا اور امر الٰہی کی طرف رجوع کی پھر قلب کی طرف متوجہ اور مستعد اُس چیز کے باعث ہوتا ہی جو اُسمین نفس کی طرف میلان اور توجہ سے ہی تو مریدین وطالبین اور صادقین کے نفوس شیخ کے نفس کی جگہ اس کے نزدیک قائم ہوتے ہین من وجہ اس لیے کہ جنسیت عین نفسیت مین موجود ہی اور من وجہٍ اس لیے کہ تالف الٰہی سے شیخ اور مریدین تالیف موجود ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تو وہ سب کچھ خرچ کرتا جو زمین مین ہی تو اُنکے قلوب کو نہ ملا سکتا ولیکن اللہ تعالیٰ نے اُنکی باہم تالیف کردی تب مریدون کے نفوس کو ایسی ہی سیاست کرتا ہی جیسا کہ شیخ اپنے نفس کی سیاست کرتا تھا اور اُسوقت شیخ مین تخلق باخلاق اللہ کے

قول الٰہی سے موجود ہوتے مین الاطال شوق الابرار الے لقائی وانی الے لقاءھم لاشد شوقا یعنی آگاہ ہو شوق ابرار میرے لقا کے واسطے طول پکڑ گیا ہی اور مین زیادہ آمیختہ ہون اُن کی لقا کے لیے شائق تر ہون اور اللہ تعالیٰ نے صاحب اور مصحوب مین حسن تالیف دیا کی ہی اُسکی جہت سے مرید شیخ کا جزو بن جاتا ہی جسطرح کہ ولادت طبعی مین بیٹا باپ کا جزو ہی اور یہ ولادت ولادت ہوتی ہی جیسا کہ حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہ سے وارد ہی جس شخص کی دو مرتبہ ولادت نہین ہوئی

وہ آسمان کے مقام ملکوت میں ہرگز داخل نہوگا تو پہلی ولادت سے اُسکو عالم ملک کے ساتھ ارتباط ہوتا ہی اور اس ولادت سے اُسکا ارتباط ملکوت سے ہوتا ہے -

قال الله تعالیٰ وکذلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین
اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور ایسے ہی ہم دکھلاتے تھے ابراہیم کو آسمانوں اور زمینوں کی سلطنتیں اور اسواسطے کہ وہ اہل یقین سے ہوجاے اور یقین خالص کمال کے ساتھ اس ولادت مین حاصل ہوتا ہی اور اسی ولادت سے میراث انبیا کا مستحق ہوتا ہی اور جسکو انبیا کا ورثہ نہین پہونچا تو وہ پیدا ہی نہین ہوا اگرچہ اُسمین کمال ہی فطنت اور ذکا ہو اسواسطے کہ فطنت اور ذکا عقل کا نتیجہ ہی اور جب عقل نور شرع سے خالی اور خشک ہو تو وہ ملکوت مین داخل نہین ہوتے اور ہمیشہ ملک مین ہداوانہ دل رہتا ہی اور اسی واسطے علوم ریاضی کی دلیل [illegible] طع پر متوقف ہوا اسلیے کہ وہ ملک مین متصرف ہوا اور ملکوت تک نہین چڑھا اور ملک ہستی کا ظاہر اور ملکوت اُسکا باطن ہی اور عقل روح کی زبان ہی اور بصیرت جس سے ہدایت کی شعاعین پیدا ہوتی ہین قلب روح ہی اور زبان ترجمان قلب ہی اور جو مضمون کہ ترجمان اُسکے ساتھ بولتا ہی اُس شخص کو معلوم ہی جسکی طرف سے وہ ترجمہ کرتا ہی اور جو کچھ اُسکے پاس ہی جسکی طرف سے وہ ترجمہ کرتا ہی وہ ترجمان پر ظاہر نہین ہوتا اسی سبب ہی کہ صواب سے وہ لوگ محروم رہے جو ایسی عقل والے ہین کہ نور ہدایت سے عاری اور انبیا اور اُنکے تابعین کے پاس موہبت الٰہی اور خدا کی دین ہی اور اُنکے آگے پردہ پڑگئے ہین اسوجہ سے کہ اُنکی واقفیت ترجمان سے اور اُنکی محرومی خاص بتیان سے ہی اور جسطرح ولادت طبعی مین ذرات اولاد باپ کی پشت مین ودیعت کیے ہین کہ وہ اصلاب اولاد کی طرف تبعداد ہر ولد ذرہ کے منتقل ہوتے ہین اور یہ ذرات ہین کہ روز میثاق مین اُنسے اللہ تعالیٰ نے خطاب الست بربکم کیا اور اُنھون

بلیٰ کہا جبکہ آدم کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور وہ لطن نعمان سے بلکہ اور طائف کے ملے ہوئے تھے تو ذرات اُسکے چشم سے روان ایسا ہوئے کہ جیسے عرق ہوافق ہر ولد کے اولاد آدم سے ایک ایک ذرہ تھا بعدازان جبکہ خطاب کیا گیا اور جواب پایا پشت آدم کی پھیر دی گئی تو بعض آبا رسے وہ ہین جنکے صلب مین نفوذ ذرات ہوا یعنی وہ پشت مین اُنکے گھس گئے اور بعضے اُنہین سے وہ ہین جنکے صلب مین نہین ودیعت ہوئی تو اُسکی نسل قطع ہوگئی اور ایسا ہی مشائخ کا حال ہی تو اُنہین سے کوئی شیخ ایسا ہی جسکے اولاد کثرت سے ہوئی اور اُس سے علوم اور احوال حاصل کرتے ہین اور اُسے دوسرے کی امانت مین دیتے ہین جسطرح پر کہ اُنکو بواسطۂ صحبت نبی علیہ السلام پہونچے ہین اور اُنہین سے کوئی ایسا ہی جسکے تھوڑی ہی اولاد ہے اور اُنہین سے کوئی ایسا ہی جسکی نسل قطع ہوگئی ہی اور یہ وہی نسل ہی جسے اللہ تعالیٰ نے کفار پر رد کیا ہی جبکہ اُنھون نے کہا محمدؐ ابتر ہے کوئی اُسکی نسل مین نہین ہی اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ ہرآئینہ دشمن دارندہ تیرا ابتر ہی ورگرنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل قیامت کے قائم ہونے تک باقی ہی اور نسبت معنوی کے اعتبار سے مسلمان کی میراث اہل علم کو پہونچتی ہی حضرت کثیر بن قیس سے روایت ہے کہ مین ابی درداء کے ساتھ دمشق کی مسجد مین بیٹھا ہوا تھا کہ اُنکے پاس ایک شخص آیا اور کہا اے ابا درداء مین تیرے پاس مدینہ سے جو مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ایک حدیث کے لیے آیا ہون جو مجھے تجھ سے پہونچی ہی کہ آپ ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث کرتے ہین کہا تو کیا تجھے تجارت کے سبب آنا ہوا کہا نہین کہا اور نہ کسی دوسرے سبب سے تجارت کے سوا کہا نہین کہا مین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ آپ فرماتے تھے جو شخص راستہ چلا اور مسافت طے کی کہ اُس سے علم کی خواہش اور چاہت ہی اللہ تعالیٰ اُسے جنت

کے رستون سے ایک راستہ پر لیجائے گا اور ملائک اپنے بازوؤن کو طالب علم کی رضامندی کے لیے بچھاتے ہین اور طالب علم کے لیے آمرزش چاہتے ہین جو زمین اور آسمان مین ہین حتیٰ کہ پانی مین مچھلیان بھی چاہتی ہین اور ہر آئینہ عالم کی فضیلت عابد پر اسقدر ہے کہ چاند کی فضیلت تمام ستارون پر ہے اور ہر آئینہ علما وارث انبیا ہین جو نہ دینار ورثہ مین دیتے ہین اور نہ درم دیتے ہین ورثہ اُنکا یہی علم ہے تو جسنے اُسے حاصل کیا تو اُس سے حصہ پایا اور بڑا حصہ حاصل کیا پس اول شخص جسے حکمت اور علم سپرد ہوا وہ آدم ابوالبشر علیہ السلام ہین پھر اُس سے منتقل ہوا جسطرح اُس سے بھول اور گناہ منتقل ہوا اور نیز وہ باتین جنکی طرف نفس اور شیطان بلاتے ہین جیسے کہ وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالی نے جبرئیل کو حکم دیا کہ زمین کے اجزا سے ایک مٹھی بھر لائے اور اللہ تعالی نے نظر اُن اجزا زمین کی طرف کی جنکو پیدا اُس جوہر سے کیا جسے پہلے پہل مخلوق کیا تو اللہ تعالی کی نظر اُسپر پڑنے سے اُسمین خاصیت منجانب اللہ سماع کی ہو گئی اور جب زمین اور آسمان کو اس قول سے خطاب کیا آؤ تم دونون خواہ نخواہ اُسکا یہ جواب دیا کہ آئے ہم فرمان بردار تو زمین کے اجزا نے اس خطاب سے ایک خاصیت اُٹھائی پھر یہ خاصیت اُس سے باین طور لگ گئی کہ اُسکے اجزا صورت آدم کی ترکیب کے واسطے حاصل کی گئی تب جسم آدم اُن اجزا زمین سے ترکیب دیا گیا جو اس خاصیت کو مشتمل تھی پھر اجزا ارضی کی نسبت سے اُسمین آرزو اور ہوسے مل گئی تا آنکہ اُس نے درخت فنا کی طرف ہاتھ بڑھایا اور وہ گیہون کا درخت اکثر اقوال مین ہے تو اُسکے قالب مین فنا نے راہ پائی اور بعنایت و کرم الٰہی اُسمین روح پھونکی گئی جسکی خبر اس آیت مین ہے فاذا سویتہ و نفخت فیہ من روحی علم و حکمت کو پہونچا پھر تسویہ سے صاحب نفس منفوسہ لینی بچہ زادہ ہوا اور روح کے پھونکنے سے روحانی ہوا

اور شرح اسکی طولانی ہی تو قلب اسکا کان حکمت اور قالب اسکا معدن ہوی و
آرزو ہوا پھر اس سے علم اور ہوی منتقل ہوئی اور اسکی اولاد مین میراث اسکی ہو گئی
تب ولادت ظاہری کے طریق سے بواسطہ طبائع جو ہوی کا مقام دیا ہوا ہے
باپ ہو گیا اور ولادت معنوی کی راہ سے بواسطۂ علم باپ بنا تو ولادت ظاہری
مین اُسکے فنا نے رستہ پایا اور ولادت معنوی فنا سے محفوظ ہے اسواسطے
کہ وہ شجرۂ خلدت باقی اور وہ شجرہ علم ہی نہ درخت گندم کا جسے ابلیس نے شجرہ
خلد نام رکھا اسواسطے کہ ابلیس ایک شے کو اسکی ضد سے دیکھتا اور جانتا ہی
اس سے ظاہر ہوا کہ شیخ فی المعنی باپ ہی - اور اکثر ہمارے شیخ شیخ الاسلام
ابوالنجیب سہروردی علیہ الرحمہ فرمایا کرتے میرا بیٹا وہ ہی جو میری راہ چلے اور
میری رہنمائی سے راہ پر آئے تو شیخ جو کسب احوال اسکے طریق سے کرتا ہی کبھی فرزند
محبین کے طریق مین روان کیا جاتا ہی اور کبھی محبوبین کے طریق مین اور یہ اسلیے ہے
ہی کہ سالکین اور طالبین کا امر چار قسمون مین منقسم ہی سالک مجرد اور مجذوب مجرد
اور سالک مابعد مجذوب اور مجذوب مابعد سالک تو سالک محض مشیخت کا اہل
نہین اور نہ اسکو پہونچتا ہی اسلیے کہ صفات نفس اسمین باقی ہین تو وہ رحمت الٰہی
کے حصہ لینے کے وقت معاملہ اور ریاضت کے مقام پر ٹھہر جاتا ہی اور اُس حال
تک ترقی نہین کرتا جسکے سبب وہ سختی کی سوزش سے آرام پائے اور مجذوب محض
بدون سلوک کے خداتعالیٰ اُسے آیات حین نہین ظاہر کرتا ہی اور اُسکے قلب سے
کچھہ حجاب اُٹھا دیتا ہی اور معاملہ کے طریق پر نہین چلتا اور حال آنکہ معاملہ کا اثر
کامل ہی کہ عنقریب اسکی شرح ہم اسکے مقام پر کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ اور
یہ بھی مشیخت کے لیے اہل نہین ہی اور اللہ تعالیٰ سے خلد لینے کے وقت اپنے
حال مین خوش ہی بدون اُسکے کہ اپنے طریق اعمال پر فرض کے سوا چلتا ہو اور

سالک مابعد مجذوب وہ ہی جسکی ابتدا مجاہدہ سے ہو اور رنج کشی اور معاملہ یا اخلاص اور وفا و شرط سے ہو پھر وہ سختی کی جلن سے راحت حال کی طرف نکلا ہو اور حنظل تلخ کے بعد شہد شیرین پایا اور فضل کی بلندی پر آرام پایا اور تکلیف کی ضیق سے سہولت کے میدان مین آیا اور قرب کے نفحات سے مانوس ہوا ہو اور مشاہدہ کا دروازہ اُسکے لیے کھلا تو دوا اپنی پائی اور کاسہ اُسکا چھلکنے لگا حکمت کے کلمات اُس سے صادر ہوے اور قلوب اُسکی طرف مائل ہوے فتوح غیب اُسپے متواتر ہو نچین ظاہر اُسکا سیدھا اور باطن اُسکا مشاہدہ ہرا جلوہ کے لایق ہوا اور اُسکے جلوہ مین خلوت اُس کے لیے ہو گئی پس وہ غالب ہی کہ مغلوب تھا اور تصرف کرتا ہی اُسپر کوئی تصرف نہین کرتا۔ ایسا شخص مشیخت کا اہل ہی اسواسطے کہ وہ مُجنون کی راہ چلا ہی اور احوال مقربین سے اُسکو حال ملا ہی بعد ازانکہ ابرار صالح کے طریق اعمال سے داخل ہوا اور اُسکے پیر دہو نگے کہ اُنھین علوم اُس سے منتقل ہون اور اُسکے طریق مین یہ کہ ظاہر ہوتا ہی گر وہ کبھو اپنے حال مین مقید ہو کہ اُسمین حال اُسکا مستحکم حال کے قید سے رہا نہین ہوتا اور کمال عطا کو نہین پہونچتا اپنے حصہ اور درجہ پر ٹھیک رہتا ہی اور وہ خطہ کثیر روشن ہی اور جو علم دیے گئے ہین اُنکے بہت سے درجات ہین لیکن مشیخت مین مقام اکمل قسم چارم ہی اور وہ مجذوب مابعد سالک ہی جسکو پہلے ہی کشف اور انوار یقین حق تعالے دیتا ہی اور اُسکے قلب سے پردہ اُٹھا دیتا ہی اور مشاہدہ کے انوار سے منور ہوتا ہی اور اُسکا دل کھلتا اور منشرح ہوتا ہی اور دنیا سے غرور کے گھر سے دور ہوتا ہی اور دار الخلد کو رجوع کرتا ہی اور دریاے حال سے سیراب اور کینہ اور علتون سے رہا ہو جاتا ہی اور علانیہ کہتا ہی کہ ایسے رب کی مین عبادت نہین کرتا جسے مین نے نہین دیکھا پھر اُسکے باطن سے اُسکے ظاہر کو فیض پہونچتا ہی اور

مجاہدہ اور معاملہ کی صورت بلا دقت اور زحمت جاری ہو جاتی ہو بلکہ لذیذ اور خوشگوار
اُسے معلوم ہوتی ہو اور قالب اُسکا اُسکے قلب کی معیت پر اسپر باعث ہوتا ہی
کہ اُسکا قلب جب آتی سے بھر جاتا ہو اور اُسکی جلد مین قلب کی سی نرمی آجاتی ہو
اور نشانی اُسکے جلد کے نرم ہونے کی یہ ہو کہ اُسکا قالب عمل کی قبولیت ایسی ہی کرتا ہو
جسطرح اُسکا دل قبول کرتا ہو تو اللہ تعالی اُسے بخشوسیت چاہتا ہو اور محبوبان
مراد کی نسبت سے اُسکو محبت ذاتی نصیب کرتا ہو اُسے اقتناع کرتا ہی پھر ملت
اور منھ اُس سے پھیر لیتا ہی پھر پیام سلام بھیجتا ہو نفس کی افسردگی اُس سے
دور کرتا ہو اور روح کی گرمی سے اُسے گرماتا ہو اور نفس کی رگین اُسکے دل سے
الگ ہو جاتی ہین قال اللہ تعالی اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابہا مثانی
تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربہم ثم تلین جلودہم وقلوبہم الی ذکر اللہ اللہ تعالی
نے فرمایا کہ اللہ نے بہت اچھی حدیث کتاب ملتی ہوئی دوہرائی ہو اُس سے
رونگٹے کھڑے کرتے ہین جلدین اُن لوگون کی جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہین
پھر اُنکی جلدین اور دل اللہ کے ذکر کے لیے پسیجتے ہین۔ روایت کی گئی ہے کہ
سبب جیسے قلوب نرم ہوتے ہین جلدین نرم ہوتی ہین اور یہ محبوب مراد کے سوا
دوسرے کا حال نہین ہوتا۔ ورحدیث مین وارد ہو کہ ابلیس نے قلب کی طرف
راستہ مانگا تو اُسکو جواب دیا گیا کہ یہ تیرے اوپر حرام ہو الا تیری راہ اُن عروق
کے راستون مین ہین جو نفس کے ساتھ دل کی حد تلک سے چلے ہین پھر جب تو
رگون مین داخل ہوگا تو اُسکے تنگ راستون مین پسینے پسینے ہو جاوے گا اور تیرا
پسینا اس راہ مین آب رحمت سے مل جائے گا جو قلب کی جانب سے مترشح
ہوتا ہو اور اس ذریعہ سے تیرا غلبہ قلب تک نہ پہونچے گا اور جسکو مین نبی یادلی کرتا ہون
اُسکے قلب کے باطن سے یہ رگین قطع کرتا ہون پھر قلب سلیم ہو جاتا ہے

جب تور گردن مین داخل ہوگا قلب کی جھنجریون تک تو نہ پہونچے گا اس لیے قلب
تک تیر اتسلط نہ ہوگا پس جو محبوب مراد کہ مشیخت کا اہل ہی اوسکا قلب سلیم و سادہ
ہی اور سینہ اوسکا کھلا کشادہ اور جلد اوسکی ملائم ہوگی تو قلب اوسکا طبیعت روح
و نفس اوسکا طبیعت قلب کے ساتھ ہوگیا اور نفس اوسکا بعد ازانکہ بد نافرمان
بدی کا حکم کرنے والا تھا نرم ہوگیا اور نفس کی نرمی سے جلد ملائم ہوگئی اور یافت
حال کے بعد صورت اعمال کی طرف پھیر اگیا اور ہمیشہ اوسکی روح حضرت
الٰہیہ کی طرف منجذب ہوتی ہی تو قلب روح کا تابع ہوجاتا ہی اور قلب کے تابع نفس
اور نفس کا تابع قالب ہوجاتا ہی تو اعمال قلبی و قالبی باہم مل جل جاتے ہین اور
ظاہر باطن کی طرف اور باطن ظاہر کی طرف پھٹ پڑتا ہی اور قدرت حکمت کی طرف
اور حکمت قدرت کی طرف اور دنیا آخرت کی طرف اور آخرت دنیا کی طرف اور اسکے
لئے یہ قول صحیح ہوگا کہ اگر پردہ کھولا جاے تو مین زیادہ یقین نہ کرون پس اس
حالت مین حال کی قید سے رہا ہوجاتا ہی اور وہ حال کے اوپر غالب آتا ہی اور
حال مستول ہوتا اور وہ ہر وجہ سے آزاد ہوجاتا ہی اور شیخ اول جو محبین کی راہ
چلا نفس کی بندگی سے آزاد ہوتا مگر وہ قلب کی قید مین باقی رہتا ہی اور یہ شیخ
محبوبین سے کہ طریق مین بند قلب سے آزاد ہی جیسے بند نفس سے آزاد ہی اور یہ اسواسطے
ہی کہ نفس ایک تاریک ارضی پردہ ہی کہ اوس سے اول چھوٹ گیا اور قلب حجاب
نورانی آسمانی ہی اوس سے دوسرا رہا ہوا پس وہ اپنے رب کا ہوگیا نہ اسنے
قلب کا اور اپنے موقت کا نہ وقت کا تو اللہ کو سچ کہا اور ایمان کو سیر سچا لایا اور
اللہ کو سجدہ اسکا سویداے دل اور خیال کرتا ہی اور اسیر دل اوسکا ایمان لاتا ہی
اور زبان اسکی اوسکا اقرار کرتی ہی جیسا کہ اپنے بعض سجدہ مین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہی اور بندگی سے اوسکا ایک روان بھی منخرف نہین پھیرتا

اور عبادت اُسکی فرشتون کی عبادت سے میل کھاتی ہی اور اللہ ہی کے
واسطے سجدہ جو کچھ آسمان اور زمین مین ہین کرتے ہین اور اُنکے ساتھ صبح و شام
جھکتے ہین تو اجسام یہی سایہ سجدہ کرنے والے ہین ارواح مقربین کے لیے دنیا و عالم
شہادت مین اصل کثیف ہین اور سایہ لطیف اور عالم غیب مین اصل لطیف ہی اور
سایہ کثیف اور یہ بات اُسکے لیے حاصل نہین ہی جو مجاہدین کی راہ چلا اسلیے
کہ صور اعمال کی پیروی کرتا ہی اور اُس چیز سے یہ ہوتا ہی جو وجدان حال سے حاصل
ہو اور یہ علم کا قصور ہی اور نصیب کی کمی کوتاہی ہی اور جو علم اُسے بہت ہوتا تو
اعمال کا میل احوال سے پاتا جیسے روح بدن سے مل جلی ہی اور وہ یہ سمجھا کہ اعمال
سے بے پروائی نہین ہی جس طرح دنیا مین ابدان سے بے پروائی نہین تو جب تک
بدن باقی ہین عمل باقی ہی اور جو شخص اُس مقام مین صحیح ہو گیا جسکا ہم نے
ذکر کیا وہ شیخ مطلق اور عارف محقق اور محبوب وارستہ ہی نظر اُسکی دوا ہی
اور بات اُسکی شفا ہی وہ اللہ کے ساتھ کلام اور اللہ کے ساتھ سکوت کرتا ہی
جیسے کہ وارد ہی ہمیشہ میری طرف بندہ نوافل سے تقریب کرتا ہی تا آنکہ مین
اُسے چاہتا ہون اور جب مین اُسے چاہتا ہون تو مین اُسکا کان آنکھ اور ہاتھ
بن جاتا ہون میرے ساتھ وہ بولتا ہی اور میرے ساتھ دیکھتا ہی الحدیث لہٰذا ایسا
شیخ اللہ کے ساتھ بخشتا ہی اور اللہ کے ساتھ روکتا ہی تو لینا اُسکی رغبت نہ دینا
اُسکی رغبت ہی نہ روکنا مین بلکہ وہ اللہ کی مراد اور مرضی کے ساتھ ہی اور اللہ اُسے اپنی
مراد معلوم کرا دیتا ہی تو سب چیزین اللہ کی مراد سے ہوتی ہین نہ اُسکی نفس کی مراد
سے پھر اگر اُسے علم ہو کہ اللہ اُسے چاہتا ہی کہ اچھی ستھری صورت مین در آوے
تو وہ اسمین متقبل اللہ کی مراد سے ہوتا ہی اس لیے کہ وہ صورت اچھی ستھری ہی
بر خلاف اُس خادم کے جو خدمت عبادت الٰہی پر قائم ہی

گیارھوان باب خادم اور متشبہ کے حال کے بیان مین ہی

داؤد علیہ السلام کو وحی آئی اور کہا اے داؤد جب تو میرا کوئی طالب دیکھے تو اُسکا
خادم ہنجار خادم ثواب کی رغبت سے خدمت مین در آتا ہی اور اُسکی خاطر سے جو بندہ تعالی
نے بندون کے لیے تیار اور آمادہ کیا ہی اور آرام پہنچانے کے لیے پیش آتا ہی
اللہ تعالی کی طرف توجہ کرنے والون کی فراغ خاطر اُنکے معاشں کے کامون سے
کرتا ہی اور جو اللہ تعالی کے واسطے کرتا ہی نیک نیت کے ساتھ کرتا ہی تو شیخ
اللہ تعالی کی مراد کے ساتھ اور خادم اپنی نیت کے ساتھ قائم ہی پس خادم اللہ
کے واسطے ایک کام کرتا ہی اور شیخ اللہ کے ساتھ ایک کام کرتا ہی شیخ مقربین
کے مقام مین اور خادم ابرار کے مقام مین ہی پس خادم بذل و ایثار اور زہد
اغیار سے اغیار کے لیے اختیار کرتا ہی اور اُسکی اوقات کا وظیفہ یہ ہی کہ بندگان
خدا کی خدمت کے لیے پیش آتا اور اُسمین فضیلت جانتا ہی اور اپنے نوافل
اور اعمال پر ترجیح دیتا ہی اور کبھی خادم کو وہ شخص جو نہین جانتا شیخ کی جگہ قائم
کرتا ہی اور بسا اوقات خادم اپنے نفس سے ناواقف بھی ہوتا ہی تو وہ اپنی ذات
کو شیخ جانتا ہی اسوجہ سے کہ فی زمانا علم کی قلت ہی اور قوم صوفیہ کے علوم
پارینہ اور بیقدر ہو گئے ہین اور بہت سے فقرا نے مشایخ سے بدون علم اور حال
کے لقمہ پر قناعت کی ہی تو جو کوئی زیادہ کھانا کھلاتا ہو انکے نزدیک وہی مشیخت
کا مستحق ہی اور یہ نہین جانتے کہ وہ خادم ہی شیخ نہین ہی اور خادم حسن او
خلوص اللہ کی طرف سے ہی اور ہر آئینہ فضل خادم پر جو دلیل ہی وہ ابن رو
ابو ہریرہ مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا لایا گیا آپ نے
ابو بکر اور عمر سے فرمایا کہ کھاؤ تو اُن دونون نے کہا ہم روزہ دار ہین تو آپ نے فرما

اے لوگو ٹھہرو اپنے دو ساتھیون کے لیے اور اپنے دو ساتھیون کا کام کرو تم نزدیک آؤ پھر کھاؤ یعنی تم دونون روزہ داری کے سبب ضعیف ہو گئے ہو خدمت سے پس تمھین حاجت اُسکی ہی جو تمھاری خدمت کرے تو تم دونون کھاؤ اور اپنی ذات کی خدمت کر دیں خادم حصول فضل پر حریص ہوتا ہی تو کبھو کسب کو ذریعہ گردانتا ہی اور کبھو استعانت اور دریوزہ سے اور کبھو اپنی طرف مال وقف کی کشش سے یہ جان کر کہ وہ اُسکا قائم رکھنے والا اور اُسکی صلاحیت رکھتا ہی کہ اُسے پہونچائے اُن لوگون تک جنپر یہ مال وقف کیا گیا ہی اور اُسکی وہ پروا نہین کرتا کہ ہر ایک ایسے مقام مین جا پہونچے جسکو شرع نے مذموم نہین کیا تاکہ خدمت کے ساتھ احاطۂ فضل کرے اور شیخ اپنی بصیرت اور قوت علم سے جانتا اور سمجھتا ہی کہ خرچ اور انفاق کو ضرورت ہی علم کامل کی اور نفس اور چھپی خواہش کے شائبہ سے نیت خالص کرتے کی ہی اور اگر نیت اُسکی خالص ہوتی تو اسمین رغبت نہ کرتا اسلیے کہ جسکی مراد اسمین موجود ہی اور حال اُسکا ترک مراد اور مراد خلق کا قائم اور برقرار رکھنا ہی۔ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ مین نے سری سقطی علیہ الرحمۃ کو کہتے سُنا ہی کہ جنت کے سیدھے جانے کا ایک مختصر رستہ مین جانتا ہون تو مین نے کہا وہ کیا ہی کہا کسی سے کچھ نہ مانگ اور نہ کسی سے کچھ لے اور نہ تیرے ساتھ کوئی شے رہے کہ اُس سے کسی کو تو کچھ دے اور خادم سمجھتا ہی کہ جنت کے طریق سے خدمت ہی اور بذل و ایثار ہی اس واسطے کہ نوافل پر خدمت مقدم ہی اور اُسکا فضل دیکھتا ہی اور خدمت اُن نوافل پر ترجیح ہی جسکو بندہ ثواب حاصل کرنے کے لیے ادا کرتا ہی الا وہ نوافل جنکے ساتھ تحری اپنی صحت حال کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرتا ہی کہ یہ نقد قبل از وعدہ ہی اور نوافل پر فضل خدمت کی دلائل سے یہ روایت ہے انس سے کہ کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو بعضے ہم مین سے روزہ دار تھے اور بعضے ہم سے

افطار کرنے والے تھے تو ہم ایک منزل مین با ہم اُترے بہت ہی گرمی اُسدن
تھی تو ہم مین سے بعضے دھوپ اپنے ہاتھ سے روکتے تھے اور اکثر ہم مین کسی
سایہ سے جنکے پاس کمل تھے اُس سے سایہ کیے ہوے تھے پھر روزہ دار سو گئے
اور روزہ کھولے ہوے کھڑے ہو گئے پھر خیمہ لگائے اور اونٹون کو پانی پلایا
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج روزہ کھولے ہوے اجر لے گئے
اور یہ حدیث دلیل ہی کہ نوافل پر خدمت کو فضل ہی اور خادم کے لیے مقام
نادر ہی جسکی اسے رغبت ہوتی ہی مگر جب شخص نیت کا خالص کرنا نفس کی آمیزش
سے نہین جانتا اور خادم کا تشبہ کرتا ہی اور خدمت فقرا کے لیے پیش آتا ہی اور
خدام کے مداخل مین داخل ہوتا ہی حسن ارادت کے ساتھ کہ وہ خدام کی تقلید کرتا ہی
تو اُسکی خدمت آمیز اور ملی ہوئی ہوتی ہی بعضے اُنمین سے تو ایسے ہین کہ خادم
اُسمین اپنے مقصد کو پہونچ جاتا ہی اس سبب سے کہ اُسکے ایمان کی جگہ ہی اور
اُسکی ارادت قوم کی خدمت مین نیک ہی اور بعضے وہ ہین کہ اُسمین اپنے مطلب
کو نہین پہونچتے اس سبب سے کہ اُسمین ہواے نفسانی کی آمیزش ہوتی ہی تو
وہ ایک شئے اُسکے غیر موضع مین رکھتا ہی اور وہ کبھو اپنی ہواے نفس سے خدمت
اپنے مصارف مین کرتا ہی اور ایسے شخص کی بعض اوقات خدمت کرتا ہی جسکا
ہر ایک مستحق نہین ہی اور خلق سے تعریف اور ثنا چاہتا علاوہ اُسکے جو ثواب
اور رضاے آلہی کو چاہتا ہی اور بسا اوقات تعریف کے لیے خدمت کرتا ہی اور بعض
اوقات خدمت سے باز رہتا ہی اس سبب سے کہ حظ نفس اُس سے ملتی ہی ایسے
شخص کے حق مین جو اُس سے بری طرح ملاقات کرتا ہی اور واجب خدمت کی مراعات
رضا اور رغبت دونون حالت مین نہین کرتا اسواسطے کہ اُسکے قلب کا مزاج
ہوی کے ہونے سے منحرف ہو جاتا ہی اور خادم رضا اور رغبت مین ہوی کی

کی پیروی خدمت کے اندر نہین کرتا اور اللہ کے کام مین اُس سے مواخذہ
کسی لائم کی ملامت نہین کرتی اور وہ ایک شے کو اُسکی جگہ پر رکھتا ہی تو اب
یہ شخص جسکی ہم نے ابھی تعریف کی ہی متخادم یعنی بتکلیف خادم بنا ہوا ہی اور خادم نہین ہی
اور خادم اور متخادم مین اُس شخص کے سوا کوئی تمیز نہین کرتا جسکو صحت ثبات کا
اور ثبات کے خالص کرنے کا شائبہ ہولے اعلم سے ہو اور اصل متخادم اپنے
اکثر مصارف مین خادم کے ثواب کو پہونچ جاتا ہی اور اُسکے مرتبہ کو نہین فائز
ہوتا ہو واسطے کہ اپنے ہواے نفس کی آمیزش کے سبب حال خادم سے بھرا
ہوا ہی لیکن جو شخص کہ خدمت فقرا کے لیے مقرر ہی کہ مال وقف اُسکے سپرد ہی
یا اُسکے منافع کو بڑھاتا ہی اور وہ خدمت اُس عطیہ کے لیے کرتا ہی جو اُسے ملتی ہی
یا حق اور حصہ کے لیے جو سر دست اُسکو حاصل ہوتا ہی پس وہ اپنے نفس کے
لیے خدمت کرتا ہی نہ کہ دوسرے شخص کے لیے کرتا ہی جو اُسکا فائدہ موقوف ہوا
تو وہ خدمت نہ کرے اور بسا اوقات خدمت کرنے والا دوسرون سے اپنی خدمت
لیتا ہی تو وہ اپنے حظ نفس کے ساتھ اُسکی خدمت کرتا ہی جو اُسکی خدمت کرتا ہی
اور مخلوقین اُسکی طرف حاجت سے ہوتی ہی کہ اُسکی کثرت ہی اور اس سے
اپنے لیے جاہ و تحشم جماتا ہی کہ بہت اُسکے توابع اور ساتھی ہین پس یہ شخص اپنے
ہواے نفس کا خادم ہی اور اپنی دنیا کا طالب ہی رات دن اُن چیزون کے
حصول مین حریص بنا ہوا ہی جن سے وہ اپنی قدر و منزلت قائم کرتا ہی اور اپنے
نفس اور بی بی اور اولاد کو راضی رکھتا ہی پھر دنیا مین ذی مقدور ہوتا ہی اور
وہ لباس پہنتا ہی جو خدام اور فقرا کا نہین ہی اور حظوظ کے طلب پر اُسکا نفس
اُٹھتا ہی اور جب ریاست اُسپر غالب ہوتی ہی اور جس قدر اُسکا منافع
زیادہ ہوتا ہی مادہ اُسکے ہوی کا زیادہ ہوتا ہی اور فقرا پر دست درازی

اور تطاول کرتا ہی اور فقرا کو اُسکی زیادہ خوشامد کی حاجت پڑتی ہی تاکہ اُسکی
رضا حاصل کرین اور اُسکے ظلم و حیف سے بچین کہ وظیفہ جو وقت سے اُنکو
ملتا ہی جاتا نہ رہے پس اُسکے مناسب حال یہ ہی کہ مستخدم یعنی خدمت
لینے والا اُسکا نام رکھین اور وہ نہ خادم ہی اور نہ متخادم ہی اور ان تمام باتون
کے ساتھ اکثر وہ شخص اُنکی برکات سے کامیاب ہوتا ہی باین وجہ کہ فقرا کی
خدمت کو غیرون کی خدمت پر اختیار اور راجح کرتا ہی اور اُسے نسبت انھین
فقرا کے ساتھ ہوتی ہی اور ہر آئینہ وہ سندی روایت پہلے ہم لا چکے ہین جسمین یہ
قول ہی یہ وہ لوگ ہین جنکے ساتھی سنگاتی اُنکی بدولت بدنصیب اور محروم
نہین ہوتے اور اللہ موافق و مددگار ہی

بارھوان باب مشایخ صوفیہ کے خرقہ کے بیان مین

خرقہ کا پہننا شیخ اور مرید کے درمیان ایک ربط اور پیوند ہی اور ایک استواری
فی نفسہ مرید سے شیخ کے لیے ہی اور استواری دہندہ کے مصالح کے لیے شرع
مین جاری ہی تو خرقہ پہننے کے لیے منکر کیا انکار کر سکتا ہی ایسے طالب پر جو اپنے
طلب مین صادق ہی وہ ایسے شیخ کا اپنے حسن ظن اور عقیدہ سے قصد کرتا ہی جسکو
اپنے نفس مین مصالح دین کے لیے محکم اور استوار کرتا ہی کہ اُسی سے راستہ پیشوائی
اور ہدایت کا حاصل کرے اور کامیابی کا طریق اُسے شناخت کرائے اور دکھلا دے کہ
نفوس مین یہ آفات ہین اور اعمال مین یہ فساد ہین اور ان دروازون سے دشمن آتا ہی
تاکہ اپنے نفس کو اُسکے سپرد کرے اور اُسکی راے کو تسلیم اور قبول کرے اور اپنی
تمام گردشون مین اُس سے مشورہ لے اور استصواب کرے پھر شیخ اُسے خرقہ
پہناتا ہی کہ اظہار اُسکے تصرف کا اسمین ہی تو خرقہ کا پہننا علامت اُسکی ہی کہ اُسنے

اپنے کو شیخ کے سپرد کر دیا اور اُسکا شیخ کے حکم مین در آنا اللہ اور اللہ کے رسول
کے حکم مین داخل ہونا ہو اور بیعت رسول اللہ کے ساتھ جو ایک سنت ہو اُسکا تازہ
کرنا ہو ۔حضرت عبادہ نے اپنے والد صامت سے روایت کی ہو کہا ہم نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی حکم کے سُننے اور ماننے پر تنگی اور فراخی خوشی اور
غم مین اور اس بات پر کہ ہم اولی الامر کے حکم مین نزاع نہ کرین اور جہان ہم ہون
حق بات کہین اور اللہ تعالیٰ کے تعمیل احکام مین کسی لائم کی ملامت سے نہ ڈرین
تو خرقہ عین بیعت کے معنی ہین اور خرقہ صحبت مین در آنے کے لیے دہلیز ہو اور
پورا مقصود وہی صحبت ہو اور صحبت سے مرید کو ہر ایک چیز کی امید ہے ۔
بایزید سے روایت ہو کہ جسکا کوئی اُستاد نہ ہو تو اُسکا امام شیطان ہو اور
اُستاد ابوالقاسم قشیری نے اپنے شیخ ابو علی دقاق سے حکایت کی ہے کہ
ہر آئینہ اُسنے کہا ہو درخت جب آپ سے آپ کسی باغبان بغیر اُگتا ہے تو
اُسمین پھول آتے ہین اور وہ پھل نہین لاتا اور وہ ایسا ہی ہو جیساکہ کہا ہو اور ممکن ہو
کہ وہ پھل لائے جیسے پہاڑی جنگلی درخت لاتے ہین مگر اُنکے میوون مین باغ کے
میوون کا مزہ نہین ہوتا اور جب ایک جگہ سے دوسری جگہ پود لگائی جاتی ہو تو اُسکی
حالت اچھی ہوتی ہو اور پھل اُسمین زیادہ آتے ہین اس سبب سے کہ اُس مین
تصرف ہوتا ہو اور ہر آئینہ شرع نے تعلیم کا اعتبار تعلیم یافتہ کتے ہین کیا ہو اور
اُسکے شکار مارے ہوے کو حلال کیا برخلاف اُسکے جسے تعلیم نہ دی گئی ہو بہت
مشائخ کو مین نے کہتے سُنا ہو کہ جسنے مفلح اور نجات دینے والے کو نہین دیکھا
تو وہ رستگاری نہ پائے گا اور ہمارے واسطے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مین وہ خصائل حسنہ ہین جنکی اقتدا اور پیروی کیجاے اور اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علوم و آداب حاصل کیے ہین

جیساکہ بعض صحابہ سے منقول ہی کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر ایک
چیز کو مکروہات تک جانا تو مرید صادق جب شیخ کے تحت حکم درآیا اور اُسکی صحبت
مین بیٹھا اور اُسکے آداب اور قاعدون سے تربیت یافتہ ہوا تو شیخ کے باطن
سے ایک حال مرید کے باطن مین سرایت اور نفوذ کرتا ہی جس طرح کہ ایک
چراغ دوسرے چراغ سے نور لیتا ہو و شیخ کا کلام مرید کے باطن کو حاملہ
کر دیتا ہی اور شیخ کی بات مین حال کے نفائس بھرے ہوتے ہین در صحبت دا
اور باتون کے سُننے سے شیخ کی جانب سے حال منتقل مرید کی طرف ہوتا ہی
اور یہ نہین ہوتا ہی مگر اُس مرید کے لیے جسنے اپنے نفس کو شیخ کے ساتھ
روکا ہی اور اپنے نفس کے ارادہ سے علٰحدہ ہو گیا اور اپنے نفس کے ترک
اختیار سے شیخ مین فنا اور گم ہو گیا تو صاحب اور مصحوب کے درمیان تالیف
الٰہی سے ایک میل اور پیوند نسبت روحی اور طہارت خلقی کے باعث ہو جاتا ہی
بعد ازان ہمیشہ مرید شیخ کے ساتھ بے اختیاری کے ساتھ باادب رہتا ہی یہان تک
کہ شیخ کے ساتھ ترک اختیار سے اُسکو ترقی اللہ کے ساتھ بترک اختیار کی حاصل
ہو جاتی ہی اور وہ اللہ سے سمجھتا ہی جیسے وہ پہلے شیخ سے سمجھتا تھا اور اس خیر کل
مبدء شیوخ کی صحبت اور ملازمت ہی اور خرقہ اسکا مقدمہ اور آغاز ہی اور خرقہ پوشی
جو سنت ہی اُسکی وجہ یہ ہی جو کہ بنت خالد نے روایت کی نبی علیہ السلام کپڑے لائے
کہ اُنمین ایک سیاہ چھوٹی کمبلی تھی پھر فرمایا تم کسے دیکھتے ہو کہ یہ مین پہناؤن تو قوم
خاموش ہوئی پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام خالد کو میرے پاس لاؤ کہ
مین سامنے لائی گئی تو وہ مجھے اپنے ہاتھ سے پہنایا اور فرمایا کہ تو پہن اور پھاڑ
دو مرتبہ اس قول کو دوہرایا اور آپ اُس کمبل کے بوٹے زرد اور سرخ کی طرف
نگاہ کرتے تھے اور فرماتے تھے یا اُم خالد یہ سنا ہی اور سنا حبش کی زبان

ہین اچھی چیز کو کہتے ہین اور یہ چھپی بات نہین ہی کہ اُس شکل پر خرقہ کا پہنانا جسکو
شیوخ فی زماننا معتمد رکھتے ہین زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین نہ تھا اور
یہ صورت اور جواز اُسکے لیے اور اُسکو شمار مین لانا شیوخ کے اچھا جاننے کے سبب
سے ہی اور حدیث سے اُسکی اصل اُسی قدر ہی جسکی ہم نے روایت کی اور اسکے
لیے شاہد بھی وہ تحکیم ہی جو ہم نے ذکر کی اور کونسی اقتدار اور پیروی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی اکمل اور موکد زیادہ اور بڑھکر اس سے ہی کہ اُسکی اقتدار آمین
ہو کہ خلق کو حق کی طرف دعوت کرے ۔ اور ہر آئینہ اللہ تعالی نے اپنے کلام
قدیم مین امت کی طرف سے حاکم کر دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان
فرمایا ہی اور مرید کا شیخ کو حاکم کرنا اُس سنت تحکیم کا تازہ کرنا ہی قال اللہ تعالیٰ

فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت

ویسلموا تسلیما یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو قسم تیرے رب کی ہی وہ ایمان والے
نہین ہین جب تک تجھے حکم اور منصف نہ بدین اُس معاملہ مین کہ وہ باہم جھگڑا کرتے
ہین بعد ازان وہ اپنے دلون مین تنگی نہ پائین اُس فیصلہ سے جو تو کر دے اور
قبول اور تسلیم اچھی طرح کر لین ۔ اور اس آیت کے نزول کا سبب یہ ہی کہ زبیر بن
عوام رضی اللہ عنہ اور ایک شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس جھگڑا حرہ کے ایک شراج کی بابت لے گئے اور شراج پانی کا بڑھا نالی ہے
ہی وہ دونون اُس سے کھجورون کی آب پاشی کیا کرتے تھے تو نبی علیہ السلام نے
زبیر سے فرمایا زبیر آبپاشی کر پھر اپنے ہمسایہ کے لیے پانی جانے دے تو وہ دوسرا
شخص غصہ ہوا اور کہا رسول اللہ نے اپنے پھوپھی زاد بھائی کے لیے فیصلہ کیا
تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی جسمین ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ جون پڑتا ہی اور تسلیم کی شرط آیت مین لگا دی اور وہ انقیاد ظاہری

ہی اور تنگی کی نفی کی اور وہ انقیاد باطنی ہی اور یہ مرید کی شرط بعد تحکیم کے سبب
پس خرقہ کی پوشش اُسکے باطن سے التیام شیخ کو اُسکی تمام گردان مین
دور کرتی ہی اور شیخون پر اعتراض کرنے سے ڈراتی ہی اسواسطے کہ وہ مریدون کے
حق مین سم قاتل ہی اور یہ بات شاذ نادر ہی کہ باطن مین مرید شیخ پر اعتراض کرے
پھر فلاح اور نجات پائے اور مرید اپنی مشکلات مین تصدیقات شیخ کی نسبت
قصہ موسیٰ علیہ السلام کا خضر علیہ السلام کے ساتھ یاد کرے کہ خضر سے کیا کیا تصدیقات
صادر ہوئین جنکو موسیٰ علیہ السلام انکار کرتے تھے پھر جبکہ اُسکے معنی کھولے گئے
تو موسیٰ کے لیے انمین وجہ ثواب ظاہر ہوئی تو اسی طرح مرید کو سزاوار ہی کہ جانے
شیخ سے پھر تصدیق جسکی وجہ مشکل ہو معلوم کرے تو شیخ کے پاس اُسکا بیان اور اُسکی
صحت کی برہان موجود ہی اور شیخ کا ہاتھ خرقہ پہنانے میں رسول اللہ کے ہاتھ کا
نائب ہی اور مرید کی تسلیم اُسکے لیے بعینہ اللہ اور اُسکے رسول کے لیے تسلیم ہی
قال اللہ تعالیٰ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم فمن
نکث فانما ینکث علی نفسہ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی تحقیق جو لوگ تجھ سے بیعت
کرتے ہین اللہ ہی سے بیعت کرتے ہین اللہ کا ہاتھ اُنکے ہاتھو نپر ہی پھر جو کوئی عہد شکنی
کرے تو وہ اپنے ہی نفس کے لیے کرتا ہی اور شیخ بشرائط خرقہ کا مرید سے عہد وفا لیتا ہی اور
اُسے خرقہ کے حقوق بتلاتا ہی پس شیخ مرید کے لیے ایک صورت ہی کہ مرید مطالبات الٰہی
اور مرضیات نبوی اس صورت کے پیچھے دیکھتا ہی جسطرح جامۂ تنگ مین سے اُس کے اندر
کی چیز کوئی دیکھتا ہی اور مرید کا یہ عقیدہ ہی کہ شیخ ایک دروازہ ہی جسکو اللہ تعالیٰ
نے اپنے آستانۂ کرم کی طرف کشادہ کردیا ہی اُسی مین سے داخل ہوتا ہے اور
اُسی کی طرف رجوع کرتا ہی اور شیخ کے ساتھ اُسکی وارداتین اور مہمات دینی دنیوی
نازل ہوتی ہین اور اعتقاد رکھتا ہی کہ شیخ خدائے کریم کے ساتھ نازل کرتا ہی

وہ چیزین جنکے ساتھ مرید نازل کیا جاتا ہو اور اس باب مین اللہ کی طرف
مرید کے لیے رجوع کرتا ہو جس طرح کہ مرید اُسکی طرف رجوع کرتا ہو اور شیخ کے
لیے بات چیت کا دروازہ سوتے اور جاگتے کشادہ ہو تو شیخ اپنے ہوی کے مرید
مین تصرف نہین کرتا تو وہ اللہ کی امانت اُسکے پاس ہو اور اللہ کی طرف مرید کی حاجتون
کے لیے استغاثہ کرتا ہو جیسے اپنی ذات کے حوائج اور مہمات دین و دنیا کے
لیے کرتا ہو قال اللہ تعالیٰ وما کان لبشران یکلمہ اللہ الا وحیا اومن وراء حجاب
او یرسل رسولا یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو اور کسی آدمی کی حد نہین ہو کہ اُس
سے اللہ باتین کرے مگر یہ کہ دل مین القا کرے یا پردہ کے نیچے سے یا کسی رسول
کو بھیجے تو رسول کا بھیجنا انبیا کے ساتھ مخصوص ہو اور اسی طرح وحی اور پردہ
کے نیچھے سے کلام الہام اور ہاتف اور منام وغیرہ سے مشائخ اور راسخین فی العلم
کے واسطے ہو۔ اور جان لے کہ مریدون کے لیے شیخون کے ساتھ ایک وقت
شیر خواری کا ہو اور ایک وقت ترک شیر خواری کا ہو اور ولادت معنوی
کی شرح پہلے ہو چکی اور شیر خواری کا وقت لزوم صحبت کا وقت ہے اور
شیخ اُسکا وقت جانتا ہو تو مرید کے لائق نہین ہو کہ وہ شیخ سے بلا اُسکی اجازت کے
مفارقت کرے اللہ تعالیٰ نے امت کے ادب دینے کے لیے فرمایا ہو کہ مومن وہی
لوگ ہین جو اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لائے ہین اور جب اُسکے ساتھ کسی امر جامع
پر ہون تو وہ نہین چلے جاتے ہین جبتک اُس سے اجازت نہ لے لین ہر آئینہ جو لوگ
تجھ سے اذن مانگتے ہین یہ وہ مین کہ اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لاتے ہین اور جب تجھسے
اپنے کسی کام کے لیے اجازت چاہین تو جس شخص کو تو چاہے اُنمین سے اجازت دے اور
کون امر جامع امر دین سے بڑھکر ہو پس شیخ مفارقت کا حکم مرید کو نہین دیتا مگر جبکہ
وہ جانے کہ اُسکا دودھ چھوڑانے کا وقت آن پہونچا ہو اور مرید کو قدرت اُسکی ہو کہ

استقلال بنفسہ اُسے ہو اور استقلال بنفسہ اُسکا یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسکے لیے فہم کا دروازہ کشادہ ہو پھر جب مرید اُس رتبہ کو پہونچ جاسئے اور حوائج اور مہمات کو اللہ تعالیٰ کے آگے اُتارے اور ہر درجہ کو فائز ہو کہ اللہ تعالیٰ سے تعریفات اور تنبیہات حق سبحانہ تعالےٰ اُسکے بندۂ سائل محتاج کے لیے سمجھے تو واقعی اُسکے فطام اور دودھ چھوڑانے کا وقت آپہونچا اور وقت فطام سے پہلے جب وہ جدا ہو جاے تو راستہ مین علتین اُسکے لاحق ہونگی کہ دنیا کی طرف پھرے اور ہویٰ کی متابعت کرے جو ولادت طبعی مین غیر وقت کے دودھ چھوڑانے ہوے کو پہونچتے ہین اور مشایخ کی صحبت کا یہ تلازم مرید حقیقی کے واسطے ہی اور مرید حقیقی خرقۂ ارادت پہنتا ہی اور جاننا چاہیے کہ خرقہ دو خرقہ ہین خرقہ ارادت کا اور خرقہ تبرک کا اور اصل خرقہ جسکا قصد مشایخ نے مریدون کے لیے کیا ہی وہ خرقۂ ارادت ہی اور خرقۂ تبرک خرقہ ارادہ کا تشبہ ہی تو مرید حقیقی کیلیے خرقۂ ارادت ہی اور خرقہ تبرک متشبہ کے لیے اور جو شخص ایک قوم کا متشبہ ہوا تو وہ اُسی قوم سے ہی اور خرقہ کو سر اور بھید یہ ہی کہ جب طالب صادق شیخ کی صحبت مین در آیا اور اپنے نفس کو اُسکے تفویض کر دیا اور چھوٹے بچہ کی طرح باپ کے ساتھ ہو گیا کہ اپنے علم سے شیخ اُسکی تربیت کرے جسمین اللہ تعالیٰ سے صدق افتقار اور حسن استغاثہ کے ساتھ مدد لگی ہی اور شیخ کے واسطے بصیرت نافذہ کے سبب اشراف اور واقفیت باطنون پر ہوتی ہی تو کبھو ایسا ہوتا ہی کہ مرید موٹے کپڑے ایسے پہنتا ہی جیسے درویش زاہد اور اس شکل مین لباس سے اُسکے نفس کے اندر ایک پوشیدہ ہوا ے نفس ہی کہ زہد کی نظر سے دیکھا جاے تو اُسیر باریک نرم کپڑے کا پہننا بہت سخت اور دو بھر ہی اور اسیطرح نفس کی خواہش اور پسندیدگی اسمین ہی کہ کبھو سب کے لکڑ گدڑون کا لباس اپنے ہوی اور گمان کے موافق موٹا اور نرم جسکی آستین اور دامن

کم اور زیادہ ہو پہننے تو ایسی صورت کے جاننے والے کو شیخ اُس قسم کے کپڑے پہنائے جس سے اُسکی ہوی اور غرض نفس کی شکست ہو اور کبھو مرید کے بدن پر باریک نرم کپڑے ہوتے ہین یا پوشاک مین ایسی صورت ہوتی ہی جسکی طرف عادۃ طبیعت جھکتی ہی تو شیخ اُسکو وہ پہناتا ہی جو نفس کو اُسکی عادت سے اور ہوا سے خارج کر دے پس کپڑے مین شیخ تصرف کرتا ہی جیساکہ کھانے مین کرتا ہی اور جس طرح مرید کے روزہ رکھنے اور نہ رکھنے مین کرتا ہی اور جس طرح کہ اُسکے امر دین مین تصرف کرتا ہی جیسی مصلحت دیکھے ہمیشہ ذکر کرنا اور نماز مین نفلون کا پڑھنا اور کلام اللہ پڑھنا اور خدمت کرنا اور جس طرح وہ تصرف کرتا ہی کہ مرید سے کسب معاش کرائے یا فتوح پر یا اور خیر پر رکھے پس شیخ کو اشراق باطن ہوتا ہی اور اختلاف استعدادات پر اطلاع ہوتی ہی تو ہر ایک مرید کو معاش اور معاد کے لیے حکم کرتا ہی جسمین اُسکی صلاح حال ہو اور طرح طرح کی استعدادون کے ہونے کے باعث دعوت کے مراتب بھی انواع اقسام کے ہوتے ہین ۔ اللہ تعالی نے فرمایا دعوت کر اور بُلا اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت سے اور پند سودمند سے اور اُنسے مجادلہ کر اُن چیزون کے ساتھ جو احسن ہون پس حکمت دعوت مین ایک رُتبہ ہی موعظت کا بھی یہی حال ہی اور مجادلہ کا بھی پھر جسکی دعوت حکمت کے ساتھ چاہیے اُسکو نصیحت اور پند سے مدعو نہ کیا جاے اور جو نصیحت کے قابل ہو وہ حکمت کے ساتھ دعوت نہ کیا جاے پس اسی طرح شیخ کو علم ہی کہ کون ابرار کی وضع پر ہی اور کون مقربین کے ڈھنگ پر ہی اور کسے دوام ذکر کی صلاحیت ہی اور کسکو صلاحیت ہمیشہ نماز پڑھنے کی ہی اور کون شخص ہی جو موٹے کپڑے یا باریک نرم کپڑے پہننا چاہتا ہی تو مرید کو اُسکی عادت سے چھوڑاتا اور ہواے نفس کی تنگی سے نکالتا ہی اور اپنے اختیار سے اُسے دکھلاتا ہی اور اپنے اختیار

سے کپڑا پہناتا ہے جو اُسکے لائق ہو اور اس ہیئت سے جو اُسکے لائق ہو اور خاص خرقہ اور ہیئت سے اُسکے ہوئی کے مرض کی دوا کرے اور اس برتاؤ سے مرید کے راضی برضاء مولی ہونے کا قصد کرے تو سچا مرید جسکا باطن آتش ارادت سے مشتعل ہو ابتداء کار اور شدت ارادت مین ایک سانپ ڈسے ہوئے کی مثال ہے جو دوا دار دارو اور جنتر منتر والے کا خواہان اور حریص ہوتا ہے اور جب وہ کسی شیخ کو پا گیا تو شیخ کے باطن سے توجہ صادق اُسکے لیئے برانگیختہ ہوتی ہے کہ وہ اسپر مطلع ہے اور مرید کے باطن سے صدق محبت خوشنما معلوم کرتا ہے اور یہ تالیف قلوب اور تقارب اطلاع اور اُنمین جو سر ازلی ہے اُسکے ظہور کے باعث اُن دونون کے للّٰہ اور فی اللہ اور باللہ یکجائی سے ہوتا ہے پس وہ قمیص جو مرید کو وہ پہناتا ہے ایک خرقہ ہے کہ مرید کو بشارت اُسکی دیتا ہے کہ شیخ کی حسن توجہ اُسکے ساتھ ہے اور مرید کے لیئے وہی کام کرتا ہے جو یوسف علیہ السلام کی قمیص نے یعقوب علیہ السلام کے لیئے کیا تھا اور منقول ہے کہ جب ابراہیم خلیل علیہ السلام آگ مین ڈالے گئے تو آپ کے بدن سے کپڑے اُتار لیئے گئے اور برہنہ آتش مین جھونک دیئے گئے اُس وقت جبرئیل علیہ السلام اُنکے لیئے ایک کرتہ بہشت کے حریر کا لائے اور اُنھین پہنا دیا اور وہ کرتہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس رہا جب اُنکا انتقال ہوا تو حضرت اسحق علیہ السلام کو ورثہ مین ملا جب وہ مرے تو یعقوب علیہ السلام کے ورثہ مین آیا اور یعقوب علیہ السلام نے اُس قمیص کو ایک تعویذ مین رکھا اور یوسف علیہ السلام کے گلے مین ڈال دیا تو یہ کبھی اُسکو اپنے سے جدا نہین کرتے تھے پھر جب وہ کنوئین مین برہنہ ڈالے گئے تو حضرت جبرئیل ع اُنکے پاس آئے اور آپ کے پاس وہ تعویذ تھا تو کرتے کو اُسمین سے نکالا اور وہ آپ کو پہنا دیا اور مجاہد سے روایت ہے کہ یوسف علیہ السلام دانا تر العبد کے ساتھ تھے اس سے کہ وہ نہ جانین کہ کرتا اُن کا

یعقوب علیہ السلام کی بصارت کو پھیر لائے گا مگر یہ قمیص ابراہیم علیہ السلام کا تھا اور
مجاہد نے بیان کیا جو ہم نے بیان کیا کہا جبرئیلؑ نے آپ سے کہا کہ اپنا کرتہ بھیج دو
اسواسطے کہ بہشت کی اُسمین خوشبو ہی کسی گرفتار بلا یا مریض کو نہین بھیجے کہ
اُسے صحیح اور تندرست نہ کر دے تو ہے مرید کے نزدیک وہ خرقہ اُسکے لیے
جنت کی خوشبو سے بسا ہوا ہی باین وجہ کہ اللہ صحبت کے ساتھ اُسکے شمار مین
آیا ہی اور خرقہ کا پہننا اس قبیل سے ہی کہ اللہ کی عنایت اُسپر ہی اور اُسکی طرف
کا فضل ہی۔ دلیکن خرقہ تبرک کو جو وہ مانگتا ہی تو اُسکا مقصود ہی کہ اس
قوم کے لباس سے برکت حاصل کرے اور ایسا شخص شرائط صحبت کے ساتھ
مطالبہ نہین کیا جاتا بلکہ حدود شرعی کے لزوم اور اس گروہ کے ملنے جلنے کیلیے
نصیحت کیا جاتا ہی تاکہ اُنکے برکات اس شخص کو پہونچین اور اُنکے آداب سے
متجلی ہو اور عنقریب اُسکو یہان تلک دے گا کہ خرقہ ارادت کا اہل ہو جاے اسی
واسطے خرقہ تبرک ہر ایک طالب کے لیے مبذول ہی اور خرقہ ارادت ممنوع ہی
الا صادق راغب سے کہ اُسکو دیا جاتا ہی اور خرقہ مین نیلے رنگ کا پہننا مشائخ
کے مستحبات سے ہی پس اگر شیخ کی یہ راے ہو کہ مرید کو دوسرے رنگ کا پہنائے
تو کسی کو حق نہین کہ اُسپر اعتراض کرے اسواسطے کہ مشائخ کی رائین اُنکے افعال مین
بحکم و تقاضاے وقت ہوتی ہین اور ہمارے شیخ فرمایا کرتے کہ ایک فقیر تھا جو
یعقوبی اشتمیون کا خرقہ پہنا کرتا کہ خدمت کرنے کے لیے اُس سے زیادہ مدد ملے
اور شیخ کے لیے جائز ہی کہ مرید کو بدفعات خرقے متعدد قسم کے پہنائے جسمین
مرید کے لیے مصلحت جسقدر دیکھے اور یہ مبنی اُس مسئلہ پر ہی جسکا ذکر ہم نے معالجہ
ہوس سے لباس اور رنگ مین کیا ہی پس نیلے رنگ کا پسند کرنا ہی اسواسطے کہ
وہ فقیر کے لیے زیادہ ملائم باین وجہ ہی کہ وہ میل کو اُٹھاتا ہی اور زیادہ شست وشو کا

اسی لیے محتاج نہین ہوتا تو یہی کافی ہے اور اسکے سوا جو وجوہ اِسس معاملہ مین بعض
صوفیہ بیان کرتے ہین وہ کلام اقناعی ہے کلام اہل تکلف اور اصنع سے کر دین
اور حقیقت سے وہ کچھ بھی نہین ہین شیخ سدید الدین ابوالفخر ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ
سے ہین نے سنا ہے کہ کہا مین ابی بکر شراطی کے پاسس بغداد مین تھا کہ ہماری
طرف سے ایک فقیر اپنے گوشہ سے باہر آیا میلے چکٹ کپڑے پہنے ہوسے تھا تو
بعض فقرا نے اُس سے کہا کہ کپڑے کسواسطے نہین دھوتے ہو کہا اے بھائی مجھے فرصت
نہین ہے پھر شیخ ابوالفخر ہمیشہ مزہ فقیر کے اس قول کا کہ مجھے فرصت نہین ہے
یاد کیا کرتے تھے اسواسطے کہ وہ فقیر اس قول مین صادق تھا تو اُسکے قول مین ایک
لذت پاتا ہون اور برکت حاصل کرتا ہون جب اُسے مین یاد کرتا ہون پس اُسی
وجہ سے اُنھون نے رنگین خرقہ اختیار کیا اسواسطے کہ وہ ایک رعایت وقت کے
شاغل کے شغل مین ہے دگرنہ جو لباس چاہے مرید کو پہنا دے سفید
ہو یا کسی رنگ کا ہو پس شیخ کو اُسکا اختیار اُسکے حسن مقصد اور اُمور
عمل سے حاصل ہے اور واقعی مین نے بہت مشائخ دیکھے کہ وہ خرقہ نہین پہنا
اور بہت قومون کے ساتھ وہ سلوک کرتے ہین بدون اسکے کہ خرقہ پہنتے ہون
اُس سے علوم اور آداب حاصل کرتے ہین اور پہلے ایک طبقہ سلف کے صالحین
تھا جو خرقہ کو نہین جانتے تھے اور نہ مریدون کو پہناتے تھے پھر جو اُسے پہنا تا ہے
اُسکے لیے مقصد صحیح اور صلحا ر سنت سے اور شاہد شرع سے موجود ہے اور جو
نہین پہناتا تو اُسکے لیے رائے اُسکی ہے اور اسمین اُسکے لیے مقصد صحیح ہے
اور مشائخ کے تمام تصرفات راستی اور صواب پر محمول ہین اور اُس مین نیک نیتی
سرور ہوتی ہے اور اللہ تعالے اُنکے ساتھ اور اُنکے آثار کے ساتھ نفع بخشے

انشاء اللہ تعالے

تیرھواں باب رباط یعنی خانقاہ کے باشندوں کی فضیلت میں ہے

قال اللہ تعالیٰ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ یسبح لہ فیہا بالغدو والآصال رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ یخافون یوما تتقلب فیہ القلوب والابصار۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اُن گھروں میں کہ اللہ نے اُسکا حکم دیا ہے کہ بلند کیے جائیں اور اُنمیں اللہ کے نام کا ذکر کیا جائے صبح اور شام اُنمیں اللہ کے واسطے تسبیح اور تہلیل وہ مرد کرتے ہیں جنکو نہ تجارت کھیل میں ڈالتی ہے نہ بیع غافل کرتی ہے اللہ کے ذکر سے اور نماز کے پڑھنے اور زکوۃ کے دینے سے خوف اُس دن سے کھاتے ہیں جسمیں قلب اور آنکھیں اُلٹ پلٹ جائینگی بعضے کہتے ہیں کہ یہ بیوت مسجدیں ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مدینہ کے گھر ہیں اور بعض کا قول ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام کے گھر ہیں اور روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوے اور کہا یا رسول اللہ ان بیوت میں سے علی اور فاطمہ کا گھر ہے فرمایا ہاں افضل اُنمیں کا ہے اور جسنے کہا وہ زمین کے سب بقعہ ہیں جو رسول اللہ علیہ السلام کے لیے سجدہ گاہ بنائی گئی تو یہ بنا بہ اعتبار مردان ذاکر کے ساتھ ہے نہ جگہوں کی چار دیواری کا اور جو بقعہ کہ مردوں کو اس صفت کے ساتھ احتوا اور انحصار کرے وہی گھر ایسے ہیں کہ اللہ نے اُنکے رفیع ہونے کا حکم دیا ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کوئی صبح اور کوئی شام ایسی نہیں ہے مگر یہ کہ زمین کے بقعے ایک دوسرے کو پکارتے ہیں آیا کوئی تیرے اوپر کوئی شخص گذرا جسنے تیرے اوپر نماز پڑھی یا اللہ کا ذکر تیرے اوپر کیا تو بعضے کہتے ہیں کہ ہاں اور

بعضے کہتے ہین کہ نہین تو جو قت کہا کہ ہان تو یہ بقعہ جان لیتا ہی کہ اُس بقعہ
کو میرے اوپر اسوجہ سے فضل ہی اور کوئی بندہ نہین جس نے زمین کے کسی ایک
بقعہ پر اللہ کا ذکر کیا یا اللہ کے واسطے اُسپر نماز ادا کی مگر یہ کہ وہ بقعہ اُسکی
شہادت اُسکے لیے اُسکے پروردگار کے سامنے دے اور اُسپر مرنے کے
روز روئے۔ اور بعض کا قول ہی کہ اس آیت مین فما بکت علیھم السماء والارض
یعنے پس نہ روئے اُنپر آسمان اور زمین اہل اللہ تعالے کی فضیلت مین اہل
طاعت سے تنبیہ اور اشعار ہی اسواسطے کہ زمین اُن پر روتی ہی اور اُن لوگون
جو دنیا کی طرف راغب اور ہوی کے تابع مین نہین ہوتے تو اہل خانقاہ وہی
رجال اور مرد ہین اسواسطے کہ اُن لوگون نے اپنے نفوس کو اللہ تعالی کی طاعت
پر بند کر دیا ہی اور اللہ کی طرف ٹوٹ پڑے تو اللہ نے اُنکے لیے دنیا کو خادمہ
بنا دیا۔ عمران بن حصین نے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی جو شخص اللہ کا ہو رہا اللہ اُسکو مایحتاج معیشت مین کفایت کرتا ہے
اور اُسکو روزی اسطرح دیتا ہی جسکا وہ حساب نہین کرتا اور جو شخص دنیا کا ہو رہا
اُسے اللہ اُسی دنیا کے سپرد کرتا ہی۔ اور اصل رباط وہ ہی جسمین گھوڑے باندے
جائین پھر ہر ایک قلعہ اور دربند کے لیے رباط مستعمل ہوا کہ اُسکے باشندے اپنے
اگلے پچھلے دشمنون کو دفع کرین تو مجاہد مرابط اپنے آس پاس والے کو نصیحت
کرتا ہی اور رباط کا رہنے والا اللہ کی طاعت پر ہی اُسکی ذات اور دعا سے بلائین اہل
اور ملکون سے دور ہوتی ہی۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہا
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر آئینہ نیک مسلمان کے سبب اُس کے
گھر کی اور ہمسایہ کے سو آدمیون سے بلا دور ہوتی ہی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت ہی کہ فرمایا۔ اگر اللہ کے بندے نماز پڑھتے اور بچے دودھ پیتے اور مویشی

جیرتے ہوتے تو ہر آئینہ تمھارے اوپر اللہ عذاب سخت ڈالتا اور پھر خوب کوٹتا اور
پیستا۔ اور ابن عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آئینہ
اللہ تعالیٰ ایک مرد کی صلاح اور نیکوکاری سے اُسکی اولاد اور اولاد کی اولاد اور
گھر والون اور پاس پڑوسیون کو صاحب صلاح و فلاح کرتا ہے اور ہمیشہ اللہ کی
حفاظت اور پناہ مین رہینگے جب تک یہ شخص اُنمین رہے گا۔ ور داؤد بن صالح
نے روایت کی کہا کہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے مجھ سے کہا اے میرے بھتیجے
کیا تو جانتا ہے کہ یہ آیت اصبروا وصابروا ورابطوا اے ثابت رہو اور مقابلہ مین
مضبوطی کرو اور لگے رہو کس چیز کے حق مین نازل ہوئی ہے مین نے کہا کہ نہین کہا
اے میرے بھتیجے زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ایسے غزوے اور جہاد نہین تھے
جنمین گھوڑے باندھے جاتے مگر وہ انتظار ایک نماز کا دوسری نماز کے بعد تھا پس رباط
نفس کے جہاد کے لیے تھا اور باشندہ رباط کا مرابط مجاہد اپنے نفس کا ہے قال اللہ تعالیٰ
وجاہدوا فی اللہ حق جہادہ یعنی جہاد کرو اللہ کی راہ مین جو اُسکے جہاد کا حق ہے عبد اللہ
بن مبارک نے کہا وہ مجاہدہ نفس اور ہویٰ کا ہے اور وہ حق جہاد ہے اور وہی جہاد اکبر
ہے اُس روایت کے موافق جو حدیث شریف مین وارد ہے کہ ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ بعض غزوات سے واپس تشریف لائے کہا ہم نے جہاد
اصغر سے جہاد اکبر کی طرف رجوع کی اور منقول ہے کہ ہر آئینہ بعض صالحین نے اپنے
ایک بھائی کو لکھا جسے وہ غزوہ کے لیے بلاتا تھا تو اُسکو لکھا بھائی میرے کل سرحدین
اور رباط میرے لیے ایک گھر مین جمع ہین اور دروازہ مجھپر بند ہے جواب مین اُسکے بھائی
نے لکھا اگر کل آدمی ایسے ہوتے کہ جو تو نے اپنے اوپر لازم کیا ہے وہ بھی لازم پکڑتے
تو مسلمانون کے کامون مین خلل پڑتا اور کفر غالب آتا ہوا سطے غزوہ اور
جہاد سے چارہ نہین ہے پھر اُسنے لکھا کہ اے میرے بھائی جس کام پر مین ہون اُسکو

اگر سب آدمی لازم پکڑتے اور اپنے اپنے گوشوں مصلوں کے اوپر اللہ اکبر کہتے تو
قسطنطنیہ لیلیتے بعضے حکماء نے کہا ہے عبادت خانوں میں نیک نیتی اور صفائی باطن کے
ساتھ آوازوں کا بلند کرنا اُن عقدوں کو حل کر دیتا ہے جنکو افلاک دوار گھٹی میں ڈالتے
ہیں تو ارباب رباط کا جانا بلاد اور عباد کو موجب برکات ہوتا ہے جبکہ ٹھیک اُس طریقہ پر
ہو جسکے لیے رباط موضوع اور مقرر ہوا اور ارباب رباط حسن معاملہ اور رعایت
اوقات کے ساتھ ثابت ہوں اور اعمال کے تباہ کرنے والوں سے حفظ اور حوال کے
اصلاح کرنے والوں پر اعتماد ہو سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس آیت کے معنی
میں اصبروا و صابروا و رابطوا کہ دنیا سے بامید سلامت صبر کرو اور لڑائی جہاد کے
وقت ثبات اور استقامت کے ساتھ شکیبائی اور نفس امارہ کی ہوا و ہوس کی
سنارشش کرو اور ندامت جو تمھارے پیچھے آتی ہے اُس سے خوف کرو دریجو شاید کہ بساط
کرامت پر کل کے دن تم فلاح پاؤ اور یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ میری
بلا پر صبر اور سکون کرو اور میری نعمتوں پر بازداشت نفس اور میرے دشمنوں کے
گھر میں گھوڑے باندھو اور میرے غیر کی محبت سے بچو شاید کہ کل میری بقا سے
تم فلاح اور ظفر پاؤ اور رباط یعنی خانقاہ کے باشندوں کی شرطیں یہ ہیں خلق کے
ساتھ معاملہ الفت اور معاملہ کا حق کے ساتھ جاری کرنا اور حصول معاش کو مسبب الاسباب
کے بھروسہ پر چھوڑ دینا اور صحبتوں سے نفس کو باز رکھنا اور بُرے انجام
سے پرہیز کرنا اور اپنے رات دن کو عادات قدیم کے عوض عبادت نو سے
وصل کرنا۔ اوقات کا بچانا اور اوراد وظایف سے لگے رہنا اور نمازوں کا منتظر رہنا
اور غفلت سے پرہیز کرنا تاکہ اس کے سبب وہ مرابط مجاہد ہو جاوے۔
حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کا کردہات میں پورا کرنا اور قدموں کا مساجد

کی طرف بڑھانا اور ایک نماز کا دوسری نماز کے بعد انتظار کرنا خطا ؤن کو خوب ہی
دھوڈالتا ہی ۔ اور ایک روایت مین ہی سُنو مین اس بات کی تمھین خبر دیتا ہون
جس سے اللہ تمھاری خطائین معاف اور درجے تمھارے بڑھائے صحابہ نے
کہا ہان یا رسول اللہ فرمایا اسباغ الوضوء فی المکارہ وکثرۃ الخطا الی المساجد وانتظار
الصلاۃ بعد الصلوۃ فذلکم الرباط فذلکم الرباط فذلکم الرباط ۔ یعنے تکلیفات مین
اچھی طرح وضو کرنا اور مسجدون کو زیادہ چلنا اور ایک نماز کے بعد دوسری
نماز کی راہ دیکھنی پس یہ رباط ہے پس یہ رباط ہے پس یہ رباط ہی یعنی جہاد کا
اسمین ثواب ہی

چودھوان باب اہل صفہ سے خانقاہ والون کی مشابہت کے بیان مین ہی

قال اللہ تعالی لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیہ فیہ رجال یحبون
ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین ۔ یعنی اللہ تعالی نے فرمایا ہر آئینہ وہ مسجد جسکی بنیاد
تقوی پر رکھی گئی پہلے ہی دن سے اسکے مستحق تھی کہ اُسمین تو قیام کرے اُسمین
ایسے مرد ہین جو چاہتے ہین کہ خوب ہی صاحب طہارت ہون اور اللہ اہل طہارت
کو دوست رکھتا ہی ۔ یہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف ہی
اُنسے پوچھا گیا کہ تم لوگ کیا عمل کرتے ہو جو اللہ نے تمھاری تعریف اس ثنا کے
ساتھ کی اُن صحابہ نے کہا کہ ہم ڈھیلون کے لینے کے بعد آبدست لیتے تھے اور
یہ اور اُسکے مثل جو آداب ہین صوفیہ کا روزمرہ ہی رابطے کی ملازمت اور اُسکا
شعار کرتے ہین اور رباط اُنکا گھر اور خیمہ خرگاہ ہی اور ہر قوم کا ایک گھر ہی اور رباط
اُنکا گھر ہی اور ہر آئینہ اہل صفہ سے اس برتاو مین مشابہ ہوگئے ہین اُس حدیث کے
موافق جو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہا ایک شخص تھا کہ وہ جب مدینہ

مین آتا اور مدینہ مین اُسکا کوئی شناسا ہوتا تو اُسکے یہان اُترتا پھر اگر وہان کوئی جان
پہچان نہوتا تو صفہ مین اُترتا اور مین اُن لوگون مین سے تھا جو صفہ مین اُترتے تو قوم
رباط مین تھی باہم اُنکے ربط ضبط تھا ایک ارادہ اور عزم اور یکسان احوال پر متفق
تھے اور اس معنی کے خاطر ربط موضوع ہوا کہ باشندے اُسکے موصوف اُس صفت
مین ہون جو اس آیت مین ہے قال اللہ تعالےٰ ونزعنا ما فی صدورہم من غل
اخوانا علے سرر متقابلین یعنی اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اور نکال دیا ہم نے اُنکے
سینون مین سے جو کچھ کینہ تھا بھائی بناکر انکے سامنے تختون پر بیٹھے ہوے
اور یہ مقابلہ باطن اور ظاہر کے برابر اور یکسان ہونے سے ہے اور جس نے اپنے
بھائی کے لیے دل مین کینہ رکھا تو وہ اُسکے مقابل نہین ہے اگرچہ منھ اُسکا اُسکی
طرف ہو پس اہل صفہ اس طرح کے تھے وجہ یہ کہ کینہ اور حسد کا جوش وجود دنیا ہے
اور دنیا کی محبت کل خطاؤن کی اصل ہے تو اہل صفہ نے دنیا کو ترک کر دیا اور وہ
نہ کھیتی کرتے تھے اور نہ دودھ کے جانور پالتے تھے پس اُنکے باطنون سے کینہ اور
بغض دور ہو گیا اور اسی طرح اہل ربط اپنے ظاہر اور باطن کے ساتھ متقابل اور
الفت اور مودت پر متفق تھے اور کلام اور طعام کے لیے اکٹھے ہوتے ہین اور
اجتماع کی برکت کو جانتے ہین - وحشی بن حرث نے اپنے باپ سے اور اُسنے اپنے
دادا سے روایت کی کہ ہر آئینہ اہل صفہ نے کہا یا رسول اللہ ہم کھاتے ہین اور
سیر نہین ہوتے فرمایا شاید کہ تم علیحدہ علیحدہ اپنے کھانے پر بیٹھتے ہو تم جمع
ہو اور اللہ تعالےٰ کو یاد کرو اللہ تمھارے لیے اسمین برکت دیگا اور انس
بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ خوان پر کھانا
کھایا اور نہ چھوٹے پیالے مین اور نہ اُنکے لیے باریک چپاتی پکائی گئی تو پوچھا کہ
کس چیز پر کھانا کھاتے تھے کہا کہ دسترخوان پر پس عباد اور زہاد نے تنہائی چاہی

اس وجہ سے کہ اجتماع سے اُنپر آفت آے گی اور اس سبب سے کہ اُنکے نفوس ہوا و
ہوسون کو جمع کرتے ہین اور غیر مقصود چیزون مین غور کرتے ہین تو سلامتی اُنھون نے
تنہائی مین دیکھی اور صوفیہ نے اپنے قوت علم اور صحت حال کی وجہ سے اسکو دور
اپنے سے کر دیا اور جماعت خانون مین مصلے پر جمع ہونا اچھا جانا پس ہر ایک کا
سجادہ اُسکا گوشہ ہی اور ہر ایک نے اپنے مقصود کے لیے قصد اور کوشش
کی اور شاید ایک بھی اُنمین سے نہو کہ قصد اسکا اپنے سجادہ سے قدم بڑھانے
اور اُنکے لیے مصلے اختیار کرنے مین ایک وجہ سنت سے ہی ابو سلمہ بن عبد الرحمن
نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہا کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے لیے بوریا پوست خرما سے بنایا کرتی جسپر آپ رات کی نماز پڑھا کرتے اور
میمونہ زوجۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کی کہا حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ وہ مسجد مین اپنے لیے کھجور کا چھوٹا مصلا
بچھاتے تاکہ اُسپر نماز پڑھین اور رباط مین جوان اور بوڑھے اور اہل خدمت
اور اصحاب خلق سب ہی قسم کے ہوتے ہین تو مشائخ ضعیفین گوشہ نشینی کے لیے
زیادہ لائق ہین اس نظر سے کہ نفس خواہشمند خواب اور آرام کا ہوتا ہی اور
حرکات اور سکنات مین تنہائی اور تفرد چاہتا ہی تو نفس تفرد اور غیر تفرد کا مشتاق
نہ رہے اور آسانی مین ہوتا ہی اور جوان کا جی جماعت خانہ مین بیٹھنے سے گھٹتا ہی
اس سبب سے کہ اغیار کی نظر کے سامنے ہونا پڑتا ہی تاکہ اُسپر بہت سی نگاہین
پڑین اور وہ مقید اور ادب آموز ہو اور یہ بات حاصل نہین ہوتی الا جبکہ
جماعت خانہ مین گروہ خانقاہ حفظ اوقات اور ضبط انفاس اور نگہداشت
حواس کا اہتمام کرنیوالے ہون جیسے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے
لکل امرء منھم یومئذ شان یغنیہ یعنی آج کے دن تو انمین سے ہر ایک

کے لیے ایک شان ہی جو اسکو بس ہی۔ اُنکو آخرت کے ارادہ سے وہ کام سمجھے
جو باہمی اشتغال سے بے پروا اور فارغ تھے اور اہل صدق، در صوفیہ کے لیے
ایسا ہی سزاوار ہے کہ اُنکا اجتماع اُنکے وقت کے لیے باعث مضرت نہو اور
جب جوانون کی اوقات مین کھیل اور ہاے ہوے تخلل انداز ہوا تو اولی یہ ہی کہ
جوان طالب تنہائی ہو اور گوشہ نشینی اپنے اوپر لازم کرے اور شیخ ایک گوشہ او
مکان خلوت جوان کو دے گا تاکہ جوان اپنے نفس کو ہواے نفسانی اور نکمی باتون
مین دھیان دینے سے باز رکھے اور شیخ جماعت خانہ مین رہے کہ حال اُسکا
قوی ہی اور مدارات خلق پر صبر کر سکتا ہی اور صحبت و اختلاط کے بد انجام
سے امین ہی اور جماعت مین اُسکا وقار موجود ہی تو غیر اُس سے انضباط حاصل
کرتا ہی اور وہ مکدر نہین ہوتا اور خدمت کی شرح یہ ہی کہ جب شخص خانقاہ مین دخل
ہو اور معاملہ کا مزہ اُسنے نہ چکھا ہو اور احوال نعلیہ سے وہ خبردار نہوا ہو تو اسکی
شان یہ ہی کہ خدمت پر مامور کیا جاے تاکہ اُسکی عبادت اُسکی خدمت ہو اور حسن
خدمت سے اہل اللہ کے قلوب کو اپنی طرف کھینچے اور متوجہ کرے تو اُسکی برکت اُسکے
شامل حال ہوگی اور عبادت مین جو بھائی مشغول ہین اُنکو مدد دے گا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المومنون اخوۃ یطلب بعضہم الی بعض الحوائج
فیقضی بعضہم الی بعض الحوائج یقضی اللہ لہم حاجاتہم یوم القیمۃ یعنی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب مومن بھائی ہین اُنمین کا ایک دوسرے سے
حاجت روائی چاہتا ہی تو وہ ایک دوسرے کی حاجت بر لاتے ہین اللہ اُنکی
حاجات کو قیامت کے دن روا کرے گا درین صورت بوسیلہ خدمت بیکاری
سے جو دل کو مردہ کرتی ہی محفوظ رہتا ہی اور قوم صوفیہ کی خدمت منجملہ اعمال صالح
اور یہ کامیابیون کے طریقون سے ایک طریق ہی کہ اوصاف جمیلہ اور احوال حسنہ

حاصل کراتی ہو اور جو کوئی اُنکی جنس سے نہین ہو اور نہ خواہش مندراہ پر آنے کا انکی ہدایت سے ہو تو ایسے لوگون سے خدمت لینا پسند نہین کرتا۔ وشیق ابن الرای سے روایت ہو کہ مین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا غلام تھا اور وہ مجھ سے کہا کرتے کہ مسلمان ہو اسواسطے کہ اگر تو اسلام لے آئے تو مسلمانون کی امانت مین تجھ سے مدد لون کیونکہ لائق نہین ہو کہ اُنکی امانتون کے کام مین اُس شخص سے امداد طلب کرون جو اُنمین سے یعنی مسلمان نہو کہا کہ مین نے انکار کیا تو عمر نے کہا کہ دین مین زبردستی نہین ہو جب اُسکی وفات کا وقت قریب آیا تو مجھے آزاد کر دیا اور کہا جا جہان تیرا جی چاہے تو قوم خدمت اغیار کو مکروہ جانتے ہین اور اُنکی اہترکاری سے بھی انکار کرتے ہین سبب اسکا یہ ہو کہ جو شخص انکے طریق کو پسند نہین کرتا تو اکثر اوقات اُنکو دیکھ کے مضرت کا خواہان ہوجاتا ہو بڑھکر اُن منافع سے جو اُسکے سبب ملتے ہین اسواسطے کہ یہ حضرات بھی بشر ہین اور اُن سے بہت امور اقتضائے بشری سے ظاہر ہوتے ہین اور غیر جسکو انکے مقاصد کا علم نہین ہو اُن سے انکار کرتا ہو اور اعتراض جڑتا ہو اور ان حضرات کا اسوجہ سے کہ خلق پر اُنکو شفقت ہو انکار ہو نہ اس راہ سے کہ وہ کسی ایک مسلمان پر اپنا اعزاز اور علوے مرتبہ جتلائین اور طالب جوان نے جب اہل اللہ کی خدمت کی جو اُسکی طاعت مین لگے ہوے ہین تو ثواب مین اُنکے شریک ہوتا ہو اور جہان کہین اُسکو اہلیت خدمت کی اُنکے احوال بلند اور روشن کی باعث نہ ہو تو جو اُنکی خدمت کا اہل ہو اُسکی یہ خدمت کرے اسواسطے کہ خدمت اہل قرب کی نشانی اللہ تعالی کی محبت کی ہو۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ کہا جس وقت تبوک سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے تو فرمایا مدینہ سے جب قریب ہوے کہ ہر آئینہ مدینہ مین بہت قومین ہین کہ تم نے کوئی سفر نہین کیا اور نہ کوئی فراخ راستے پہاڑون

سکے لیے مگر یہ کہ وہ قومین تمھارے ساتھ تھین صحابہ نے کہا اور یہ بھی مدینہ مین موجود ہین فرمایا ہان اُنکو عذر نے روک لیا پس قوم کا خدمتگزار قصور کے عذر اور نااہلیت کے سبب قوم کے درجہ تک پہونچنے سے رُک گیا اُسکے بعد وہ سبزہ زار کے آس پاس چوطرفہ گھومنے لگا اس حالت سے کہ خدمت مین وہ اپنی کوشش کرتا تھا جہان شفقت کی نگاہ سے ممنوع آیا وہان کام خدمت سے عذر خواہی اور معافی چاہتا تھا پس اللہ اُسپر اُسے جزا دیتا ہی جو بہت اچھی اور عمدہ ہی اور بہت بڑی عطا اُسکو ارزانی فرماتا ہی اور اسی طرح اہل صفہ تقوی پر ایک دوسرے کی معاونت کرتے تھے اور دنیا کے مصالح اور مال وتن سے بھائیون کی غمخواری پر اتفاق کرتے تھے

پندرھوان باب ارباب ربط اور صوفیہ کے خصوصیات کے بیان مین ہی اور یہ اختصاص اُن چیزون مین ہی جسکا وہ باہم معاہدہ اور اُن کے ساتھ مخاصمہ اور مجادلہ کرتے ہین

جان رکھو کہ اس خانقاہ کی بنا اس ملت ہادی مہدی کی زینت سے ہی اور اہل خانقاہ کے ایسے احوال ہین جنکے باعث وہ غیر طوائف سے ممتاز ہو گئے ہین اور وہ اپنے پروردگار کی طرف سے سیدھے رستہ پر ہین۔ قال اللہ تعالی اولئک الذی ہدی اللہ فبہداہم اقتدہ یعنی اللہ تعالی نے فرمایا ہی یہ وہ لوگ ہین جن کو اللہ نے ہدایت کی ہی تو اُنکی ہدایت کی پیروی کر اور جو کچھ قصور ہمارے زمانہ کے بعضے لوگون مین دیکھا جاتا ہی اور اُنکے سابقون کے طریقہ سے خلاف پایا جاتا ہی اس سے کوئی حرج در اعتراض اُنکے اصل امر اور نہج پر نہین ہوتا اور بقدر آثار گذشتہ سے باقی ہی اور صوفیون کی خانقاہ دیدیا جا

اور جو کچھ کہ اُنکے لیے اللہ تعالیٰ نے نرمی اور لطف سے مہیا کیا ہو وہ مشائخ سلف
کے باطنون کی جمعیت کی برکت اور عطار حق کے آثار سے ہو جو اُنکے حق مین تھی اور
اب جو خانقاہون مین اجتماع طاعت حق اور آداب ظاہری کے رسوم پر ہے
وہ درحقیقت عکس اُس نور جمعیت کا ہو جو سلف کے باطنون سے اور سلف کے
طریق پر خلف کے سلوک سے رہ گیا ہو تو وہ خانقاہ مین ایسے ہین کہ گویا جسد واحد
اور اُسمین قلوب متفق اور عزم متحد ہین اور یہ بات غیر گروہون مین نہین پائی جاتی
اللہ تعالیٰ نے مومنین کے وصف مین فرمایا ہو کانھم بنیان مرصوص یعنی گویا کہ
ایک بنیاد سیسہ پلائی ہوئی مضبوط ہو اور اُسکے برخلاف دشمنون کی تعریف
کی ہو فرمایا کہ تم یہ سمجھو کہ جمع ہین اور حال آنکہ دل اُنکے پراگندہ ہین نعمان
بن بشیر نے روایت کی ہو کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہو
کہ فرماتے تھے مومن لوگ ایک آدمی ہی کے بدن کے مثل ہین جب ایک عضو
مین اُسکے اعضا سے درد ہو تو کل بدن دردناک ہوجاتا ہو اور جب ایک مومن
دردناک ہو تو سب مومن دردناک ہون پس صوفیہ کے وظائف لازمی سے یہ ہو
کہ جمعیت باطن کا حفظ کرین اور تفرقہ کو پراگندگی باطن کے ازالہ سے دور کرین
اسواسطے کہ یہ لوگ ارواح کی نسبت سے مجتمع ہین اور تالیف الٰہی کے رابطہ
سے باہم متفق ہین اور قلوب کے مشاہدہ سے موافق ہین اور نفوس کی آراستگی
اور قلوب کی صفائی کے لیے خانقاہ مین باہم بندھے اور ملے ہوے ہین تو
اُنکے لیے الفت اور تودد اور خیرخواہی سے چارہ نہین اور وہ ضروری اور
لابد ہو۔ حضرت ابوہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو
فرمایا کہ مومن ملتا اور الفت کرتا ہو اور اُس سے دوسرا الفت کرتا ہو اور خیر
اُس شخص مین نہین ہو جو نہ دوسرے سے ملے اور نہ اُس سے دوسرا شخص ملے

اور الفت کرے اور حضرت ابو ہریرہؓ نے روایت کی ہو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ ارواح جنود مجندہ یعنی لشکر مجتمعہ ہیں تو جو آپسمیں سے
جانتا پہچانتا ہو وہ الفت کرتا ہو اور جو انجان اجنبی ہو وہ الگ رہتا ہو پس
اُنکا یہ حال ہو کہ اپنی جمعیت سے اُنکے باطن مجتمع ہوتے ہیں اور نفوس اُنکے
پابند ہوتے ہیں اسواسطے کہ بعضے اُن میں سے دیدبانی اور نگاہ رکھنے والے
دوسرے بعض کے ہیں اس حدیث کے موافق کہ مومن آئینہ مومن کا ہو تو جب
کبھی اُنمیں سے کسی ایک کی طرف سے تفرقہ کا نشان ظاہر ہوتا ہو یہ لوگ
اُس سے نفرت کرتے ہیں کیونکہ تفرقہ ظہور نفس سے ظاہر ہوتا ہو اور نفس کا
ظہور وقت ناحق ضائع کرنے سے ہو پھر جسوقت نفس فقیر کا ظہور کرتا ہو
تو اُس سے وہ جان لیتے ہیں کہ جمعیت کے دائرہ سے یہ شخص باہر ہو گیا اور
اُسپر حکم لگا دیتے ہیں کہ اُسنے وقت کا حکم تلف کیا اور سیاست اور حسن رعایت
کو چھوڑ دیا تب وہ دائرہ جمعیت کی طرف تنافر کے ساتھ کھچا جاتا ہو محمد عبداللہ
نے کہا کہ میں نے رویم کو کہتے سُنا ہو کہ صوفیوں میں خیر جب تلک ہو کہ وہ باہم
تنافر رکھیں اور جبکہ صلح کریں اور باہم مل جائیں ہلاک اور تباہ ہو جاتے
ہیں اور رویم سے یہ اشارہ اس بات کی طرف ہو کہ ایک دوسرے کی جاسوسی اور
جوابانی رکھیں اس خوف سے کہ نفس ظہور کرے کہتے ہیں کہ جب باہم صلح کرلیں اور
اپنے درمیان سے منافرت کو دور کریں تو خوف ہو کہ مبادا باطنوں میں سالمت
اور نمائش مل جائے اور آداب خامض کے ترک میں ایک دوسرے سے
چشم پوشی اور درگذر کرے اور اس ذریعہ سے نفوس کا ظہور اور استیلا ہو اور ہمیشہ
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے کہ اللہ اُس شخص پر رحم کرے جو مجھے میرے
عیبوں کی طرف رہنمائی کرے۔ محمد بن نعمان نے روایت کی ہو کہ حضرت عیسیٰ

رضی اللہ عنہ نے مہاجرین اور انصار کی ایک مجلس مین کہا کہ خبر دو تم مجھے کہ اگر
بعض امور کے بیچ مین مین رخصت دون تو تم کیا کرو کہا کہ ہم خاموش ہو رہین کہا آپ
اسے دو مرتبہ فرمایا یا تین مرتبہ خبر دو تم مجھے اگر مین بعض امور مین رخصت دون
تو تم کیا کرو بشر بن سعد نے کہا اگر مین یہ کام کرون کہا تو تجھے ہم ہدف سہام
طعن کا کرین تب عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم اب تم ہو یعنی اپنی صفات
اعلے مخصوصہ کے ساتھ قائم ہو اور جب نفس صوفی عقب اور خصومت کے
ساتھ اپنے بعضے بھائیون کے ظہور کرے تو اُسکے بھائی کی شرط یہ ہی کہ اُسکے
نفس کو اپنے قلب کے ساتھ مقابل کرے اسواسطے کہ نفس جب قلب کے ساتھ
مقابل ہوتا ہی تو شر کا مادہ بیٹھ جاتا ہی اور جب کہ نفس کے مقابل نفس ہو فتنہ
مین جوش آتا ہی اور عصمت چلی جاتی ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی بہت اچھی بات
کے ساتھ تو جواب دے پس ناگاہ وہ شخص جسکے درمیان اور تیرے عداوت ہی
گویا کہ وہ گہرا دوست ہی اور یہ نہین دیا جاتا مگر اُنھین لوگون کو جو صبر کرتے ہین
پھر شیخ یا خادم کے پاس جب کوئی فقیر اپنے بھائی کی شکایت لیجائے تو اُسے
پہونچتا ہی کہ اُن دونون مین سے جسپر خفگی ظاہر کرے پس زیادتی کرنے والے کو
کہے کہ کسواسطے تو نے اُسپر تعدی کی اور جسپر تعدی ہوئی اُس سے کہے کیا تو نے
گناہ کیا تو نے یہان تک کہ میرے اوپر اُسپر تعدی کی اور میرے اوپر تسلط کیا اور
آیا تو نے اُسکے نفس کا مقابلہ اپنے قلب سے کیا باین لحاظ کہ اپنے بھائی سے
نرمی تو کرے اور فتوت اور صحبت کا حق ادا کرے تو ہر ایک اُن دونون مین سے
قصور وار اور دائرہ جمعیت سے خارج ہی تو وہ نفرت کے ساتھ دائرہ کی طرف
پھیرا جاتا ہی تو وہ استغفار کرتا ہی اور اصرار کی راہ نہین چلتا - حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ

میرے اُن لوگون مین سے مجھے کر کہ وہ جب بھلائی کرین تو خوش ہون اور
جب بُرائی کرین تو استغفار کرین تو استغفار ظاہر مین بھائیون کے ساتھ اور باطن مین
اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہوگی اور اللہ تعالےٰ کو وہ اپنے آپ کے استغفار مین
دیکھتے ہین تو اسی واسطے وہ صف نعال مین اپنے قدمون پر کھڑے ہوتے ہین
بسبب تواضع اور انکساری اور اپنے شیخ کو مین نے ایک فقیر سے کہتے ہوے
سُنا جبکہ آپکے اور اُسکے بعضے بھائی کے درمیان وحشت پیدا ہوئی اُٹھ اور
استغفار کر تو فقیر کہتا تھا مین اپنا باطن صاف نہین پاتا اور نہ بغیر صفائی
باطن کے استغفار کے لیے کھڑا ہونا اختیار کرتا ہون پھر شیخ کہتا تھا کہ تو
اُٹھ تو تیری سعی اور قیام کی برکت سے صفائی تجھے روزی ہوگی تو وہ یہ پاتا تھا
اور اسکا اثر فقیر پر معلوم ہوتا تھا اور دل نرم ہوتے تھے اور وحشت دور ہوتی
تھی اور یہ اُسی گروہ کی خاصیت ہے کہ وہ رات کو نہین سوتے اس حالت کے
ساتھ کہ باطن اُنکے وحشت کے بھرے ہون اور کھانے کے لیے جمع ہوتے ہین
جب اُنکے دلون مین وحشت ہو اور وہ جمعیت ظاہری کسی چیز سے اپنے امور
مین نہین پاتے جب تک کہ اُنکے باطن مجتمع نہون اور تفرقہ اور پراگندگی دور نہو
پھر جب استغفار کے لیے فقیر کھڑا ہو تو اُسکے استغفار کا رد کرنا کسی حال مین
روا نہین ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا رحم کرو تم رحم کیے جاؤ گے اور بخشو
تمھاری بخشش ہوگی۔ اور صوفیہ کے لیے بعد استغفار شیخ کے ہاتھ چومنے
مین ایک اصل سنت سے ہے۔ عبد اللہ بن عمر نے کہا مین ایک سریہ یعنے
جمعیت فوج قلیل مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا تو لوگ
یکسو ہوے اور پھر گئے اور مین اُنھین لوگون مین سے تھا جو پھر گئے۔ پھر تو ہم نے

کہا ہم کیا کرین درحالیکہ ہم دشمن پر حملہ کرنے سے بھاگ گئے اور غضب مین پڑے
پھر ہم نے کہا کہ اگر ہم مدینہ مین داخل ہون تو اُسمین توبہ کرین گے پھر ہم نے
کہا کہ ہم اپنے تئین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کرین پس اگر ہماری
توبہ قبول ہو تو بہتر ورنہ ہم کہین چلے جائینگے پھر ہم نماز صبح سے پیشتر آپ کی
خدمت مین آئے پس آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا کون قوم ہو ہم نے کہا
کہ ہم بھگوڑے ہین فرمایا کہ نہین بلکہ تم لڑائی مین عکار ہو مین تمھارا گروہ ہون
ہر گروہ مسلمانان مین عرب مین محاورہ ہی عکر ارجل پھر امرد جبکہ وہ شخص پھرے
بعد ازان لوٹ کر حملہ کرے اور عکار بمعنی عطاف اور رجاع بمعنی پھرنے والے
اور لوٹنے والے کے ہی کہا پھر آپ کے پاس آئے اور ہاتھ چومے۔ اور روایت
ہی کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح جب وہ آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے ہاتھ چومے اور ابی مرثد غنوی سے روایت ہی کہ کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت مین آئے پھر مین آپ کی طرف اترا اور آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا
اور یہ ہاتھ کے بوسہ دینے مین رخصت جواز ہی ولیکن صوفی کا ادب یہ ہی کہ
جب اپنے نفس کو دیکھے کہ اس سے افتخار و تعزز کرے یا اپنے وصف کو ظاہر کرے
تو اُس سے باز رہے اور اگر اُس سے محفوظ رہے تو مضائقہ نہین کہ ہاتھ کو بوسہ دے
اور بھائیون سے گلے ملے بعد ازان کہ وہ استغفار کر چکے باین وجہ کہ اُسنے
وحشت سے الفت کی طرف رجوع کی اور تفرقہ کے سفر ہجرت سے جمعیت کے
وطن مین آئے تو نفس کے ظہور سے وہ غریب الوطن اور بعید ہوے اور
نفس کی غیبت اور استغفار سے لوٹ آئے اور جس نے اپنے بھائی سے
معافی چاہی اور اُسنے قبول نہ کیا تو خطا کی اور ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے اُسکی بابت وعید آئی ہی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے

روایت ہی کہ آپ نے فرمایا جس شخص کے سامنے اُس کے بھائی نے معذرت
کی اور اُسنے قبول نہ کی تو اُسپر وہی عائد ہو جو اُس شخص پر کہ خراج کے
لینے اور بیع کے اندر تشویش پیدا کرے - اور جابرؓ نے بھی جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جس شخص سے کوئی معذرت اور بازگشت
از گناہ کرے اور وہ قبول نہ کرے حوض کوثر پر وارد نہوگا اور سُنت سے یہ بات
ہی کہ بعد استغفار بھائیوں کے لیے کچھ پیش کرے روایت ہی کہ کعب بن مالکؓ
نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہر آئینہ میری توبہ سے
یہ امر ہی کہ اپنے کل مال سے الگ ہو جاؤن اور اپنی قوم کے گھرون کو ہجرت
کرون جسمین مین نے گناہ کیا ہی تو نبی علیہ السلام نے اُس سے فرمایا ایک
تہائی اسمین سے تجھے کافی ہی تب سے صوفیہ کی یہ سنت ہو گئی کہ بعد از استغفار
و منافرت کے تاوان کا مطالبہ کرین اور اُنکے یہ سب قصد تالف کی غرض سے
ہین تاکہ اُنکے باطن جمعیت پر ہون جیسے کہ اُنکے ظاہر جمعیت سے ہین اور یہ وہ
امر ہی جسکے ساتھ حضرات صوفیہ متفرد اور یکتا طوائف اسلام سے ہو گئے ہین
پھر سچے فقیر کی شرط جب کہ وہ خانقاہ مین سکونت کرے اور رہا ہے کہ اُسکے مال و
سے کھائے یا اُسمین سے جو باشندگان خانقاہ کے لیے دریوزہ گری سے طلب
کی جاے یہ ہی کہ اُسکے سامنے شغل باللہ سے ایسا ہو جسمین کسب کی گنجائش
نہو ورنہ جو بیکار ہی اور امور غیر محض مین غور کرنے کے لیے اُسکو فرصت ہو
اور جد وجہد سے اہل ارادہ کے شرائط پر قائم نہو تو اُسکو سزاوار نہین ہی
کہ مال خانقاہ سے کھائے بلکہ اکتساب معاش کرے، اور اپنی کمائی سے
کھائے اس لیے کہ خانقاہ کا کھانا اُن لوگون کے لیے ہی جنکا اللہ کے ساتھ شغل
کامل ہو گیا ہی تو اُسکی خدمت اہل دنیا اس لیے کرتے ہین کہ وہ اپنے مولا کی خدمت

مین مشغول ہین الا یہ کہ وہ ایک شیخ عالم طریقت کے زیر سیاست ہو جسکی صحبت سے
نفع حاصل ہو اور اُسکی ہدایت سے راہ راست پاتا ہی اور شیخ کی راے ہو کہ مال
خانقاہ سے اُسکو کھانا ملے تو شیخ کا تصرف ضرور تحت البصیرت سے ہو گا اور منجملہ اُن نشانون
کے جو اس معاملہ مین شیخ کو ہو یہ بھی ہی کہ نیت اُسکی ہو کہ اُسکو فقرا کی خدمت مین
مشغول کرے اس صورت مین جو وہ کھاتا ہی اُسکی خدمت کے عوض مین ہو گا۔
ابو عمرو زجاجی سے روایت ہی کہ کہا مدت تلک مین جنید کے پاس رہا تو مجھے
کبھی ہرگز اُس نے نہ دیکھا مگر یہ کہ کسی قسم کی عبادت مین مشغول تھا اور مجھ سے
نہ بولے حتے کہ ایک روز کا ذکر ہی کہ جماعت سے مکان خالی تھا تو مین اُٹھا اور
کپڑے اپنے اُتارے اور مکان صاف کیا اور پاکیزہ کر دیا اور پانی اُسپر چھڑکا اور
طہارت کی جگہ کو دھویا پھر شیخ ادھر آئے اور میرے اوپر گرد غبار پڑا دیکھا تو
میرے لیے دعا کی اور کہا مرحبا جزاک اللہ اور کہا احسنت علیک بہا تین بار
اور ہمیشہ مشائخ صوفیہ جوانان نوخیز کو خدمت کی طرف بلاتے ہین تاکہ بیکاری
سے وہ محفوظ رہین اور ہر ایک کو ایک حصہ معاملہ کا ملتا ہی اور ایک حصہ
خدمت کا۔ ابو محذورہ سے روایت ہی کہ کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ہمارے واسطے اذان دینے کا کام مقرر کیا اور بنی ہاشم کے لیے پانی زمزم
سے کھینچنا اور پلانا اور بنی عبد الدار کے واسطے دربانی اور اسی کی اقتدا
خادمون نے کی تفریق مین فقرا پر کرتے ہین اور کسی قسم کی خدمت کے ترک
مین نہین معذور ہوتا الا وہ شخص کہ اپنے وقت مین پورا مشغول ہو اور کامل
الشغل سے ہماری مراد اعضاء جوارح یعنی ہاتھ پانون سے نہین ہی الا مقصود
یہ ہی کہ ہمیشہ رعایت اور محاسبہ اور دل کے ساتھ اور جسم کے ساتھ
ایک وقت اور دل کے ساتھ ہر دن جسم کے دوسرے وقت مشغول ہو اور نقصان

سے زیادت کی طلب ہو اسواسطے کہ فقیر کا حقوق وقت پر قائم ہونا شغل کامل ہی اور اسی سے نعمت فراغ اور نعمت کفایت کا شکر ادا ہوتا ہی اور بیکاری مین نعمت فراغ اور کفایت کی ناشکری ہی حضرت سری سقطی علیہ الرحمۃ سے سنا گیا کہ کہتے تھے جو شخص قدر نعمت نہین جانتا ہے نعمت کا سلب اس طرح ہو جاتا ہی کہ وہ خبر نہین ہوتا۔ اور کبھی شیخ یعنی پیر اُس شخص کے کھانا خانقاہ سے کھانے مین معذور رہتا ہی جو کمانے سے عاجز ہی اور جوان معذور نہین یہ بات علی الاطلاق قوم کے دونون طریق کے شرط مین ہی باین تفصیل کہ شرع کے فتوی کی حیثیت سے تو اگر وقف کی شرط ہو کہ متصوفہ کے لیے ہی اور جو متصوفہ کے لباس مین ہو اور اُسکا خرقہ پہنے ہو تو اُسکا کھانا اور فتوی اُنکے لیے جائز مطلق ہی اور اس مسئلہ مین رخصت پر قناعت ہی بغیر عزیمت کے جو اہل ارادت کا شغل ہی اور اگر وقت کی شرط یہ ہی کہ جو طریق صوفیہ عملاً اور حالاً رکھتا ہو تو اُسکا کھانا اُنکے لیے روا نہین ہی کہ بیکار رہی اور تضیع اوقات کے مائل ہین اور اہل ارادت کے طریق مشائخ صوفیہ کے نزدیک مشہور رہین حضرت ابو سعید رضی خدری سے روایت ہی کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی شکل گھوڑے کی سی ہی میخ کی نسبت جولان کرتا ہی اور میخ کی طرف رجوع کرتا ہی اور ہر آئینہ مومن سہو کرتا ہی اور پھر ایمان کی طرف رجوع کرتا ہی تو تم اپنا کھانا پرہیزگارون کو کھلاؤ اور مومنون کو نیکی پہونچاؤ

سولھوان باب سفر اور مقام مین احوال مشائخ کے اختلاف کے بیان مین ہی

مشائخ صوفیہ کے احوال مختلف ہین بعضے ابتدا مین مسافرت کرتے ہین اور

نہایت میں مقیم ہوتے ہیں اور بعضے ابتدا میں مقیم اور انتہا میں مسافرت کرتے ہیں
اور بعضے مقیم ہیں کبھی سفر نہیں کرتے اور بعضے ہمیشہ سفر میں رہتے ہیں اور ایک
جگہ قیام نہیں کرتے اور ہم ہر ایک کے حال کی شرح کرینگے اور اسکا مقصد بیان
کرینگے جسکی طرف اُسکو رغبت ہو۔ تو جس نے ابتدا میں سفر اور انتہا میں اقامت
کی ہو تو قصد اُسکے سفر کا بہت باتوں کے لیے ہو اُنہیں سے یہ ہو کہ علم سے کچھ سیکھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ علم طلب کرو اگرچہ وہ چین میں ہو اور
بعض نے کہا ایک شخص اگر شام سے اقصاے یمن تک ایک کلمہ کے لیے جو اُسے
ہدایت پر لیجاسے سفر کرے تو اُسکا سفر ضائع نہیں ہو۔ اور منقول ہو کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ
نے مدینہ سے مصر کی طرف مہینے بھر میں ایک حدیث کے لیے سفر کیا اُسے یہ خبر
پہونچی تھی کہ اُنس اُس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث
کرتے ہیں اور ہر آئینہ رسول علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اپنے گھر سے علم کی
طلب میں نکلا تو وہ جب تک واپس آئے اللہ کی راہ میں ہو۔ اور اس قول
اللہ تعالی کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہو السایحون کہ وہ لوگ طالبان علم ہیں اور
ابی ہارون نے روایت کی ہو کہا ہم ابا سعید کے پاس جاتے تو وہ کہتے
مرحبا ہو وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہ ہر آئینہ نبی علیہ السلام
نے فرمایا ہو کہ لوگ تمھارے تابع ہیں اور زمین اطراف سے مرد تمھارے پاس آئینگے
کہ دین کو سیکھیں تو جب وہ تمھارے پاس آئیں تو اُنھیں خیر کے ساتھ یاد کرو اور
نبی علیہ السلام نے فرمایا ہو علم کا سیکھنا ہر ایک مسلمان پر فرض ہو اور حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہو کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سُنا ہو کہ آپ فرماتے تھے کہ ہر آئینہ اللہ تعالے نے میرے پاس وحی بھیجی ہو
کہ جس شخص نے علم کے طلب میں سفر کیا اُس کے لیے جنت کا راستہ سہل ہوگیا

اور ابتدا مین اُس کے مقاصد سے ایک یہ ہی کہ مشائخ اور سچے بھائیون
سے ملاقات کرے پس مرید کے حق مین ہر ایک سچے اور صادق کی ملاقات
سے ترقی ہی اور کبھی مردون کا دیکھنا اُسے نفع دیتا ہی جیسے کہ اُسکو مردون
کا قول نفع کرتا ہی اور تحقیق بعضون نے کہا ہی کہ جس شخص کا دیکھنا تجھے نفع نہ
دے تو اُسکا کلام تجھے فائدہ نہ دے گا اور اس قول مین دو وجہ ہین ایک یہ ہی
کہ صدیق مراد تیز فعل کی زبان سے صادق قول کے ساتھ کلام اس سے زیادہ
کرتا ہی جو قول کی زبان سے اُسکے ساتھ کلام کرے تو جب سچا آدمی اس صدیق کی
جبلت کچھ رت کی طرف نگاہ کرے اُسکے جانے اور آنے اور اُسکی خلوت اور
جلوت اور کلام اور سکوت مین کچھ اسپر نظر کرنے سے نفع حاصل ہو تو یہ فائدہ
اُسکے دیکھنے کا ہی اور جسکے احوال اور افعال ایسے نہ ہون تو اُسکا کلام بھی
نفع نہین دیتا اسواسطے کہ وہ اپنے ہویٰ کے ساتھ کلام کرتا ہی اور قول کی
نورانیت قلب کی نورانیت کے موافق ہوتی ہی اور قلب کی نورانیت اسقدر
ہوگی جس قدر کہ اُسکو استقامت اور قیام واجب حق عبودیت اور اُسکی حقیقت
پر ہوگی اور دوسری وجہ یہ ہی کہ علماء راسخ فی العلم اور مردان کامل کی نظر تریاق
کامل ہی کہ اُنمین سے ایک کبھی کسی سچے مرد کی طرف دیکھے تو اپنی چشم باطن کی تیز
نگاہ سے پالیتا ہی کہ صادق کی حسن استعداد کیسی ہی اور اللہ تعالیٰ کی عطیات
خاص کی اہلیت اور قابلیت اُسے کس قدر ہی تو اُسکے قلب مین محبت صادق کے
مریدون سے پڑتی ہی اور اُسکی طرف دل سے بنظر محبت دیکھتا ہی اور یہ حضرات
منکر آلہی ہین تو اپنی نظر سے احوال سینہ اور آثار مرضیہ جمع کرتے اور
دیتے ہین اور منکر قدرت آلہی سے کیا انکار کر سکتا ہی ہر آئینہ اللہ تعالیٰ نے
جسطرح بعضے افعی سانپون مین یہ خاصیت رکھی ہی کہ جب اُسنے کسی ایک

انسان کی طرف دیکھا تو اپنی نظر سے اُسکو ہلاک کردیا وہ ایک خاصیت اپنے
بعض خاص بندون کی نظر مین رکھی کہ جب وہ کسی سچے طالب کی طرف دیکھے تو اُسکو
ایک حال اور حیات عطا کرے اور ہر آئینہ ہمارے شیخ علیہ الرحمۃ کا یہ حال تھا
کہ وہ منٰی کی مسجد خیف مین پھرتے تھے اور ایک ایک کا منھ دیکھتے تھے اس بارہ
مین آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا اللہ تعالے کے ایسے بندے ہین کہ جب اُنھون نے
کسی شخص کی طرف دیکھا تو اُسکو سعادت بخشی تو مین یہ طلب متواتر کرتا ہون
اور ابتدا کے مقاصد سفر سے یہ ہی کہ مالوفات سے انقطاع ہوتا ہی اور معلوم
و معہود کی طرف جو میل نفس ہی اُس سے علحدگی ہوتی ہی اور نفس کو دوستون
اور اہل اور وطن کی مفارقت کی تلخی پانے کی برداشت ہوتی ہی پس جس کسی نے
ان مالوفات پر صبر کیا کہ اُسکو اللہ تعالٰی کی درگاہ سے اجر ملےگا تو اُسنے بڑی
فضیلت حاصل کی - عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہی کہا مدینہ
مین ایک مرد نے وفات پائی اُن مین سے جو کہ مدینہ مین پیدا ہوے
جو اُنپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی بعد اُسکے فرمایا کاش
اپنی پیدائش کے مقام کے سوا اور کہین مرتا لوگون نے کہا اور یہ کیون یا رسول اللہ
آپ نے فرمایا مرد جب پردیس مین مرتا ہی تو اُسکے لیے اُسکے مولد سے
اُسکے انتہا کے قدم تک جنت سے اندازہ کیا جاتا ہی - اور مقاصد سفر سے
یہ ہے کہ نفوس کے دفینے کھل جاتے ہین اور اُنکی رعونتین اور دعوے
نکلتے ہین اسواسطے کہ اُسکی حقیقتین بغیر سفر کے قریب انکشاف نہین ہین
اور سفر کو اسی واسطے سفر کہتے ہین کہ اخلاق کو وہ ظاہر کر دیتا ہی اور جب
وہ اپنے مرض سے واقف ہوا تو اُسکے علاج کو تیار ہوتا ہی اور کبھو سفر کا اثر مبتدی
کے نفس مین ایسا ہی ہوتا ہی کہ نوافل کا اثر نماز روزہ اور تہجد وغیرہ سے

ہوتا ہی اور یہ اسواسطے کہ نفل خوان سیر و سفر کرنے والا اللہ کی طرف غفلت سے
قربات کے مقام تک ہی اور مسافر مسافتین قطع کرتا ہی اور دشت و بیابان مین
اللہ کے لیے اس نیت سے سیر الی اللہ خلاف ہوئے اور لذات دنیا کرتا ہی
اور علی بن عبد الرحیم سے منقول ہی کہ مین نے نوری سے سُنا کہتے تھے کہ تصوف
تمام حظوظ نفسانی کا ترک ہی تو جب مبتدی حظ نفس کو چھوڑ کر سفر کرتا ہی تو نفس قرار
پکڑ دیتا ہی اور نرم ہوتا ہی جس طرح دوام نوافل سے ملائم ہوتا ہی اور سفر سے
اُسکے لیے ایک دباغت ہوتی ہی جس سے سختی اور خشکی پیدا یشی اور عفونت
طبعی جاتی رہتی ہی جس طرح کہ جلد کی صورت سے جلد کپڑے کی صورت
ہوجاتی ہی نفس طغیان کی طبیعت سے ایمان کی طبیعت پاتا ہی۔ اور سفر کے
مقاصد سے یہی آثار اور عبرت کا دیکھنا اور فکر و ن کی چراگا ہون مین نظر کا پھرانا
اور زمین اور پہاڑو ن کے ٹکڑو ن کا اور مرد و ن کے قدم کا جولانگاہ دیکھنا اور
جمادات کے ذرو ن سے سبحان اللہ کا سُننا اور اقطاع ہمسایہ کی زبان حال سے
سمجھنا۔ ہر آئینہ آیات عبرت ہاے مستودع کے تجدد سے بیداری اور ہوشیاری
تازہ ہوتی ہی اور مواقف مشہود کے نظارہ سے شواہد اور دلائل بڑھ جاتے ہین
اللہ تعالی نے فرمایا ہی قریب ہی کہ ہم اُنھین دنیا مین اور اُنکے نفوس مین اپنی
نشانیان دکھلاینگے یہانتک کہ اُنکو کھل جاے کہ وہ حق ہی۔ اور ہر آئینہ صوفیہ
کو سری سقطی فرمایا کرتے جو وقت جاڑے گئے اور بہار آئی اور درخت سرسبز ہوے
تو سیر و سفر خوش ہی۔ اور مقاصد سفر سے گمنامی کا قبول کرنا اور لطف قبول کا چہرہ زرد
تو بیخ کا صدق پورا اچھی طرح ہوتا ہی اور خلق سے حسن قبال نصیب اور
کمتر ہی کہ ایک سچا آدمی جو اخلاص کے دستہ کو مضبوط تھامے ہوے اور دل اُسکا
آباد ہو مگر یہ کہ اُسکو اقبال خلق ردی ہوتا ہی یہانتک کہ بعضے مشائخ نے

مین نے سُنا ہی کہ وہ بعضے مشائخ سے حکایت کرتے تھے کہ اُسنے کہا مین اپنے
پاس خلائق کا آنا چاہتا ہون نہ اس لیے کہ اپنے نفس کو ہوی سے بہرہ یاب کردن
کیونکہ مجھے پروا نہین کہ وہ لوگ آوین یا جائین ولیکن خلائق کا آنا ایک علامت ہی
جو صحت حال کی دلیل ہی تو جب اسمین مرید کو استیلا ہو تو وہ اپنے نفس سے امین بس
طرف سے نہین ہوتا کہ اُسپر توجہ اسطرح کرے جسطرح کہ خلق کی طرف مائل ہو اور
بسا اوقات اُسپر در مدارات کشادہ ہوتا ہی اور نیکو لی کی راہ سے نفس اُس کے
سامنے آتا ہی یعنی مین ابرار سے ہون تب خلق میری طرف رجوع لاتی ہی اور اسباب
محمودہ کے اندر آنے کے طریق سے پیش آتا ہی اور اُسمین وجہ مصلحت اور فضیلت
کی بندگان خدا کی خدمت اور صرف ما حضر مین اُسے دکھلاتا ہی اور حال آنکہ نفس اور
شیطان اُسکے ہمراہ ہوتا ہی۔ یہانتک کہ وہ دونون سکون الی الاسباب کی طرف
اور قبول خلق کے مزہ لینے کی جانب اُسے کھینچتے ہین اور اکثر وہ دونون اُسپر غالب
ہوجاتے ہین تو بناوٹ اور تصنع کی طرف کشش کرتے ہین اور پیوند لگانے والے
پر فرق بڑھ جاتا ہی اور وہ سعی سے نہین ہو سکتا۔ اور بعضے صالحین کو مین نے سنا ہی
کہ اُسنے اپنے ایک مرید سے کہا اب تو ایسے مقام پر پہونچ گیا ہی کہ وہان شیطان
شرارت کی راہ سے تجھ تک نہین پہونچ سکتا مگر خیر کے طریق سے تیرے پاس تک
پہونچیگا اور یہ بڑے قدم کے لیے کوشش کی جگہ ہی پس اللہ تعالیٰ ہی سچے
کی خبر لیتا ہی جب وہ اس قسم کی کسی بات مین مبتلا ہوتا ہی اور اپنی عنایت سابقہ
اور رعایت لاحقہ سے سفر کی طرف اُسکو اکثر لیجاتا ہی تو وہ آشناؤن سے اور اُس
محال سے جہان یہ دروازہ اُسپر کشادہ ہوتا ہی تو سفر مین نکلنے سے وہ اللہ تعالیٰ
کے واسطے مجرد و منفرد ہو جاتا ہی اور یہ ایک نہایت اچھا مقصد ہی جو صادقین
کو سفر مین حاصل ہوتا ہی تب یہ تمام مقاصد وہ ہین جو مشائخ کو علاوہ حج اور غزوہ

اور زیارت بیت المقدس کی ابتدا مین مغلوب ہوتے ہین ۔ اور منقول ہی کہ
ابن عمر بیت المقدس کے قصد سے باہر مدینہ سے نکلے اور اُسمین پانچون وقت
کی نماز پڑھی پھر اُسکی صبح کو جلد مدینہ کی طرف روانہ ہوے پھر جبکہ اللہ ابتدائے امور
کے استحکام سے صادق پر احسان کرے تو سفر دین کی طرف اُسکا منھ پھیرتا ہی
اور عبرت لینے کا حصہ اُسے عطا کرتا ہی اور وہ اپنی ضرورت کے موافق علم سے اپنا
نصیب لیتا ہی اور صالحین کے قرب سے فائدہ اُٹھاتا ہی اور متقیون کے حال مشاہدہ
کرنے کے فائدے اُسکے دل مین نقش ہو جاتے ہین اور مقربان درگاہ الٰہی کی معرفت
کی خوشبو سونگھنے سے باطن اُسکا معطر ہو جاتا ہی اور اہل صبر اور خاصان بارگاہ کی
نظر کی حمایت اور احوال نفس کے امتحان سے قلعہ مین ہو بیٹھتا اور سفر اُسکی عادات
و اخلاق کے دفینہ اور مخفی خواہشین ظاہر کر دیتا ہی اور خلق کی نظر اُسکے باطن سے
ساقط ہو جاتی ہی اور وہ مغلوب ہو جائیگا غالب نہ رہے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
موسیٰ علیہ السلام کی خبر دینے کے لیے فرمایا ہی پس مین تمھارے پاس سے بھاگ
گیا جب تم سے مین ڈرا تو مجھے میرے پروردگار نے حکم بخشا اور مجھے نبی مرسل
بنایا پس اب اُسے اللہ اُسکے مقام کی طرف پھیرتا ہی اور بڑی بخشش سے اُسکی
امداد کرتا ہی اور متقین کا اُسے امام بناتا ہی جسکی اقتدا کیجاے اور مومنین کا
پیشوا بناتا ہی جس سے ہدایت لیجاے ۔ اور جو کہ ابتدا مین مقیم اور انتہا کو سیاح
مسافر ہوا وہ ایسا شخص ہوتا ہی کہ اللہ اُسکے لیے اُسکے ابتداے حال مین صحبت صحیح
میسر کر دیتا ہی اور ایک شیخ عالم اُسکے لیے مقرر کرتا ہی جسکی شہادت سے وہ راہ
چلتا ہی اور تحقیق کے منازل پر اُسے چڑھاتا ہی تب وہ اپنی ارادت کے مقام
کا التزام کرتا ہی اور جو اُسے عادت سے پھیرتا ہی اُسکی صحبت مین رہتا ہی اور ہم نے سنا ہی
شبلی علیہ الرحمہ حصری کو کہا کرتے جبکہ اُنکا امر ابتدائی تھا کہ تیرے دل مین اگر آیا

جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اللہ کے سوا گذرے حرام ہی تیرے اوپر کہ تو میرے
پاس آئے تو جسکو ایسی صحبت نصیب ہو اُسپر سفر حرام ہی اسواسطے کہ ہر ایک خیر
اور فضیلت سے جو اُسے متصور ہی اُسکے لیے یہ صحبت بہتر ہی اور ابو بکر زقاق سے مروی ہی
کہ فرماتے تھے کہ مرید مرید نہین ہوتا جب تک کہ فرشتہ بائین جانب کا بیس برس تک اُسکا کچھ
گناہ نہ لکھے پھر جسکو اُس شخص کی صحبت نصیب ہو جو ایسے اعلے احوال اور مقاصد
بلند کی جانب بلائے اُسپر مفارقت اور سفر کرنا حرام ہی بعد اُسکے جبکہ ابتدا مین
لزوم صحبت اور حسن اقتدا سے مطلب اُسکا مضبوط ہو گیا اور احوال سے سیراب
اور مردان خدا کے درجہ کو پہونچ گیا اور آبحیات کے چشمے اُسکے دل سے جاری
ہوئے اور نفس اُسکا سعادتون کا لینے والا تو رحمت الٰہی کی خوشبو اطراف شہر
اور اکناف زمین مین سچے بھائیون کے سینون سے سونگھتا ہی ملاقاتون کی
طرف گردن اُٹھاتا ہی اور دنیا کی سیر کے لیے اُٹھتا ہی اللہ تعالیٰ شہرون مین سیر کراتا ہی
تاکہ بندگان خدا کو اُس سے فائدہ پہونچے اور اہل صدق کے اسرار اُسکے حال کے
مقناطیس سے نکلتے ہین اور حق نمایون کے مشتاقون کی خواہشین کھلتی ہین اور
دلون کی زمین مین فلاح کا تخم بوتا ہی اور اہل صلاح اُسکے کلام اور صحبت سے
بکثرت ہو جاتے ہین اور یہ مثال ہی اُس امت رہنما کی جو انجیل مین ہی ۔
کزرع اخرج شطأه فآزره فاستغلظ فاستوی علی سوقه ۔ یعنی جیسے کھیتی جسنے
برگ و بار اپنے نکالے پھر اُسکی پشت قوی کی پھر فربہ ہوا پھر اپنی ساقون پر
کھڑا ہوا بعضے کی برکت بعضے کو پہونچتی ہی اور ایک کے احوال دوسرے مین سرایت
کرتے ہین اور وراثہ کا طریق آبادی اور فائدہ رسانی کا پھریرا لہراتا ہی حضرت ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ہر آئینہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جسنے
سیدھی راہ کی طرف بلایا اُسے ثواب اُسی قدر ملتا ہی جتنے ثواب کہ تابعین کو ملتے اور

اُسکے تو ابون سے بہر ثواب کچھ نہین گھٹاتا اور جسنے گمراہی کی طرف بلایا اُسپر گناہ اُسکے
توابعین کے گناہون سکے برابر ہوتا ہی کہ یہ گناہ اُنکے گناہون کو نہین کم کرتا لیکن جو
مقیم ہوا اور سفر کیا ہی نہین یہ ایسا ایک شخص ہوتا ہی جسے حق تعالی پرورش کرتا ہی
اور دوست رکھتا ہی اور خیر کے دروازے اُسپر کھولتا ہی اور اپنی عنایت سے
اُسکو کھینچتا ہی اور بہر آئینہ خبر مین وارد ہی کہ جذبات الٓہی سے ایک جذبہ دو جہان
کے عمل کا مقابلہ کرتا ہی ازان بعد جب کہ اُس سے صدق معلوم ہوا اور حاجت
اُسکی ایسے شخص کی طرف دیکھے جس سے یہ نفع اُٹھائے کسی ایک صدیق کو اُسکی
طرف روان کرتا ہی یہان تک کہ وہ اپنے کلام سے اُسکی مدد کرتا ہی اور اُسکا فوز
اور تدارک اپنے دیکھنے اور باور کرنے اور قوت سے حل کرتا ہی اور ایسے کمال اہلیت
کے لیے تہوڑی صحبت صاحب اور مصحوب کی کافی ہو اور سنت الٓہی کا اجرا اور رسم
حکمت قایم رکھنے کے لیے اسباب کے عطاے حق مین حاجت تھوڑی صحبت کی کہ
اور ہوشیار بیدار بہت کے واسطے تھوڑی کے ساتھ ہو اور صحبت قلیل اُسے بہت
سے مشاہدہ اور سیر و سفر سے مستغنی کردے اور سفرہاے دراز سے وہ خطرہ فرستنہ
پر اکتفا کرے اور آثار اور عبرات دیکھنے کو شعاع انوار سے بدلتا ہی جیسا کہ بعضون نے
کہا مثل ہی کہ آنکھین کھولو اور دیکھو اور مین کہتا ہون آنکھین بند کرو اور دیکھو اور
بعضے صالحین کو یہ کہتے مین نے سنا ہی کہ اللہ کے بہت ایسے بندے ہین جنکا طور سینا
اُنکے گھٹنے ہین زانوؤن پر اُنکے سر ہین اور وہ قرب کے منازل ہین تو جسکی
ظلمت تنہائی اور خلوت مین آب حیات اُسکے خاطر جوش کررہا ہو وہ ظلمات مین
جاکر کیا کرے اور جسکی شہود کی لپیٹ مین آسمانونکے نو طبق سمائے ہوے ہون
تو آسمانون مین آنکھ پھیر کر کیا کام بنائے اور جسکی آنکھ کی سیاہی نے دنیا کے متفرق
جمع کرلیا ہو بیابانون کے چہاننے سے اسکو فائدہ کیا ملے اور جو ہی فطرت کی خوبی سے روح

کے جنگلوں میں جا پہونچا اُسے صورتوں کی زیارت کیا نفع بخشے ۔ روایت ہے کہ ذوالنون مصری نے بایزید کے پاس ایک شخص بھیجا اور کہا اُس سے کہو یہ خواب اور راحت کب تک اور حال یہ کہ قافلہ کوچ کر گیا بایزید نے قاصد سے کہا کہ میرے بھائی سے کہہ کہ مرد وہ ہے جو تمام رات سوتا رہے اور صبح قافلہ سے پیشتر منزل پر کرے ذوالنون نے کہا اُسے مبارک ہو یہ وہ کلام ہے جسکو ہمارے احوال نہیں پہونچتے ۔ اور بشر کہتے تھے اے قراء کے گروہ سفر کرو خوش رہو کہ پانی جب کہیں زیادہ ٹھہر جائے تو اُسمین تغیر آجاتا ہے اور روایت ہے کہ بعض نے اس کلام پر کہا ہے دریا سمندر بنجاؤ تاکہ تغیر نہ آوے اور ہر گاہ کہ مرید سیر باطن کی مداومت نفس امارہ کے قطع مسافت سے کرے حتی کہ اُسکے منازل آفات کو طے کرے اور اُسکے اخلاق مذمومہ کو محمودہ سے بدلے اور لبصدق و اخلاق اللہ تعالی اُسکے پیش آجا سے ملے تو اُسکے لیے سب متفرقات جمع ہونگے اور سفر سے زیادہ حضر مین اُسے فائدہ ہوگا ہو واسطے کہ سفر ماندگی اور زحمت اور تشویش اور حوادث اور مصائب سے خالی نہیں ہوتا کہ ناتوانوں کو اُنکی سیاستین معلوم کرکے ضعف از سرِ نو تازہ ہوتا ہے اور عجز تازہ ناتوانا دگون سے کہ دوسرا شخص اس بات پر قادر نہیں ہوتا کہ سفر کے مصائب جدید یہ علم کو سلط کرے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا جو ایک مرد کو اچھا جانتا تھا کیا اُسے صحبت پڑی ہے ایسے سفر مین جسکے ساتھ اُسکے اخلاق کریمہ پر استدلال کیجاے کہا نہین فرمایا تو میں تجھے نہین سمجھتا کہ اُسے تو جانتا ہے پس اللہ جب بندہ کو اُسکے ابتدائی حال مین تشویش سفر سے بچائے اور ہمت باندھنے اور حسن اقبال سے حضر مین متمتع اور مستفید کرے اور مردان براہ سے ایسے شخص کو اُنکی طرف بھیجے جس سے اصلاح حال سیکھے تو سب احسان کیا اس قول اللہ تعالی کی تفسیر مین بیان کیا گیا ہے و من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب کہ یہ وہی مرد اللہ کی طرف ٹوٹا ہوا ہے کہ اُسے کوئی مشکل امر دینی سے پیش آوے تو اللہ اُسکے پاس ایسے شخص کو بھیج دیتا ہے جو اُسکی

مشکل حل کردے پس جبکہ شرع کی شرطون پر اُسکا قدم جم گیا تو بغیر سفر کیے قیام گاہ
مین انتہا کے ثمرات روزی ہونگے اس صورت مین حضر کے اندر مستقر ادل اور آخر
رہتا ہی اور اس مقام مین صابئین کی ایک جماعت ٹھیرائی گئی ہی اور جو شخص ہمیشہ
سفر کرتا رہے تو اُسنے اپنے قلب کی صلاح اور صحت حال اسی مین دیکھی ہی انمین سے
بعض کا قول ہی کہ ہمین توحید کرکہ ہر ایک رات کو تو ایک مسجد کا مہمان ہو اور تو
وفات پائے گر دو منزلون کے درمیان مین - ابراہیم خواص اسی طبقہ سے تھے کہ ایک
شہر مین چالیس دن سے زیادہ قیام نہین کرتے اور اُنکا اعتقاد تھا کہ اگر چالیس
دن سے زیادہ قیام کرے تو اُسکے توکل مین خرابی آئے سوا لوگون کا علم اور اُنکی
معرفت جو اُس سے تھی اسکو سب دیکھتا اور جانتا تھا - اور اُس سے حکایت ہی کہا
مین ایک جنگل مین گیارہ دن بغیر کھانا کھائے رہا اور میرے نفس نے تاکید لگائی کہ
جنگل کی گھانس کھائیے تو مین نے سبزی کو دیکھا کہ میرے سامنے چلی آتی ہی مین
اُس سے بھاگا پھر مڑکر دیکھا تو وہ مجھ سے پھر گئی تھی اُنسے پوچھا گیا کہ آپ کیون اُس
سے بھاگے تھے کہا میرے نفس نے چاہا تھا کہ وہ میری فریاد کو پہونچے گا تو یہ
لوگ اپنے دین کے ساتھ بھاگنے والے ہین - حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ فرمایا سب سے زیادہ
محبوب اللہ کے نزدیک غربا ہین صحابہ نے پوچھا وہ غربا کون ہین فرمایا جو اپنے دین
کے ساتھ بھاگنے والے ہین جو عیسیٰ بن مریم کے پاس قیامت کے دن جمع ہونگے:
یہ سب احوال مختلف ہین اور ان احوال کے آدمی وہ ہین کہ صحت اور حسن نیت سے
کی پیروی کی اور حسن نیت صدق کی مقتضی ہی ور صدق بعینہ محمود ہی جیسے کسی
طرح احوال ہوے پس جو کوئی سفر کرے اُسے چاہیے کہ اپنے احوال کی تفتیش اور اپنی
نیت کو صحیح کرے - ر نیت کے خلوص پر آمیزش نفس سے کوئی قادر نہین مگر بڑا شخص

کہ علم کثیر اور تقویٰ کامل اور دنیا مین زہد کا بڑا حصہ رکھتا ہو اور جو کوئی پوشیدہ
بوئی کو بغل مین دبائے ہوے ہو اور زہد مین انتہا کو نہ پہونچا ہو وہ نیت کے صحیح
کرنے پر قادر نہین اور سفر پر آمادہ خوشی اور حیلے نفسانی کرتی ہی اور وہ یہ سمجھتا ہی کہ یہ
داعیہ حق ہی اور داعیہ حق اور داعیہ نفس مین تمیز نہین کرتا اور یہ شخص صحت نیت
کے علم مین محتاج اُس علم کا ہی جس سے خطرون کو معلوم کرے اور خطرون کی شرح
اور اسکا علم ایک باب جدا گانہ کا تی نفسہ محتاج ہی اور ہم آپ اسکی طرف ایک رمز
سے اشارہ کرتے ہین جسے وہ شخص ادراک کریگا جسے اسمین سے کچھ پیش آیا ہوگا
اسواسطے کہ اکثر اُسکے علم اور معرفت سے دور ہین۔ جاننا چاہیے کہ ہم نے جو نشاط
نفس کا ذکر کیا ہی وہ فقیر کے لیے اکثر امور مین پیش آتی ہین اسواسطے کہ کبھی کبھی فقیر
باغ اور بیابانون مین نکل جانے کے سبب آرام اور راحت پاتا ہی جو دوسرے وقت
اُسے نظر ہوتی ہی اور ہرچند اُسکے لیے موجب خوش دلی کا ایک وقت مین ہو
اور سبب اس خوشدلی کا اُسوقت یہ ہوتا ہی کہ نفس اپنی غرض پوری ہونے
اور بیابان کی سیر اور تفریح ملنے سے پھیلتا اور کھلتا ہی اور جسوقت وہ پھیلا اور
کھِلا تو وہ قلب سے دور ہوجاتا ہی اور اُس سے قطع اپنی خواہشون کی شرق مین کرتا ہی
قلب کو تفریح ہوتی ہی نہ بیابان سے بلکہ اسوجہ سے کہ نفس اُس سے دور ہوا ایسے شخص کی طرح
جسکے پاس سے ہمنشین اسکا جو اُسپر گران تھا جدا ہوگیا بعد ازان جبکہ فقیر اپنے گوشہ کی طرف
پھرا اور اپنے معاملہ کے دفتر کو کھولا اور اپنے حال کے قاعدہ کو جدا کیا تو نفس کو قلب کے
پاس پایا ایک مزید گرانی کے ساتھ جو اُسکے ملال اور اُس سے عاجز ہونے کی موجب
ہوتی ہی اور جسقدر اُسکی گرانی زیادہ ہوتی ہی اُسی قدر قلب مکدر ہوتا ہی اور جب
اُسکی زیادہ گرانی کا یہ ہو کہ اُسکو خواہشون کے پانے کے لیے چھوڑ دیا تو بیابان کی طرف
جانا اُسپر خوش ہوجاتا ہی اور فقیر یہ سمجھتا ہی کہ وہ تفریح اور دوا ہی بسبب گرانی اور خلوت پر

صبر کرتا تو نفس تو زیادہ گداز ہوتا اور سبک اور لطیف ہو جاتا اور قلب کے لیے ایک نیک مصاحب
ہو جاتا جسکو یہ گراں نہ معلوم ہوتا اور اسی پر قیاس تفریح کا مسافرت کے ساتھ ہوتا ہی تو نفس
کے لیے تفریحات کے وہم کی طرف جستین اور کود پھاند مین تو جو اس نکتہ کو جانتا ہی تو وہ
ایسے مستعار تفریحات پر جنکا انجام خراب ہی غرہ نہین ہوتا اور نہ اُسکے گزند سے بےخوف
رہتا ہی اور خطرۂ سفر کے ظہور پر ثابت قدم رہتا ہی اور اس خطرہ کی پروا نہین کرتا بلکہ اُسکو
نفس اور اُسکے نشاط پر بدظن کر کے بے التفاتی سے ترک کر دیتا ہی اور اسی قبیل سے ہی
واللہ اعلم قول رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام کا کہ ہر آئینہ آفتاب شیطان کی دو شاخ
کے درمیان سے طلوع کرتا ہی سو نفس کے لیے آفتاب نکلتے وقت جست اور اچھل کود
ہوا کرتی ہین اور یہ برجستگی اور برخاستگی اُنکو ہوتی ہی جنکو تکیہ نفس سے مزاج اور طبیعت پر
ہوتا ہی اور اُسکی شرح طولانی اور گہری ہی اور اسی قسم سے صبح کے وقت بیمار کے مرض مین
خفت اور کمی ہوتی ہی بخلاف اوقات شام کے سو نفس کا اہتزاز اور ابتہاج قلب کی
امنگ اور انگیز کی شکل پر ہو جاتا ہی اور بہت سے آفات اس قسم کے فقیر پر
آتے ہین اور اکثر مداخل مین اہتزاز نفس سے دخل پاتے ہین اور گمان ہوتا ہی کہ
قلب کی جست وخیز کا حکم ہی اور اکثر اوقات اُسے دکھلائی پڑتا ہی کہ وہ اللہ کے ساتھ
حملہ کرتا ہی اور اللہ کے ساتھ کہتا ہی اور اللہ کے ساتھ جنبش کرتا ہی سو وہ حال یہ ہی
کہ نفس کی جست اور خیز مین مبتلا ہوتا ہی اور یہ اشتباہ اُنھین کو واقع ہوتا ہی جو اہل
قلوب اور اصحاب احوال ہین اور جو صاحب دل اور صاحب حال نہین ہین وہ اس سے
معزول ہین اور یہ ایک قدم کی لغزش گاہ ہی کہ عوام کو نہین بلکہ خواص کے ساتھ
مختص ہی سو اسکو جان رکھو اور یہ ایسی بات ہی جسکا علم نادر اور نایاب ہی اور جنبش
و سفر کی معانی مین صحیح وجہ پانے کے لیے ادنی مراتب فقرا سے یہ ہی کہ استخارہ کی
نماز پہلے ادا کرے اور یہ نماز استخارہ کی متروک نہین ہوتی اور اگر فقیر کے لیے خطر

کی صحت یا سفر مین مصلحت کی وجہ ایک بیابان کے ساتھ جو خطرہ سے واضح رہے ظاہر ہو تو قوم کے لیے علم کے بیان مین بابت صحت خطرہ بہت مراتب ہین اور اس قسم کے جو بڑھکر اس سے ہین تو ان سب مین نماز استخارہ نہین فروگذاشت کیجاتی اسواسطے کہ یہ اتباع سنت ہے اور اسمین برکت ہے اور وہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے ہے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ تعلیم استخارہ کی ہمکو دیا کرتے جسطرح کہ کلام اللہ کی سورت کی تعلیم دیتے تھے کہا جب تم مین سے کوئی کسی بات کا قصد کرے یا کسی بات کو چاہے تو دو رکعت سوا فرض کے پڑھے پھر یہ کہے اللھم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک واسالک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللھم ان کنت تعلم ان ہذا الامر یسمیہ بعینہ خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری او قال عاجل امری واٰجلہ فاقدرہ لی ثم بارک لی فیہ وان کنت تعلم شر لی ذلک فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ واقدر لی الخیر حیث کان

سترھوان باب اُن چیزون کے بیان مین ہے جنکی طرف صوفی کو فرائض اور فضائل سے سفر مین احتیاج ہے

سو فقہ کے مسائل سے گو کتب فقہ مین مذکور ہوئے ہین اور اُس کے لیے یہ کتاب موضوع نہین ہے لیکن ہم انکو اسواسطے کہ احکام شرعیہ کے ذکر سے ہین جو کہ جز بنیاد ہین برکت لینے کے لیے بسبیل اختصار بیان کرتے ہین۔ صوفی مسافر کے لیے علم تیمم اور مسح موزہ اور قصر اور جمع نماز سے چارہ نہین ہے لیکن تیمم مریض ور مسافر کے لیے جنابت اور حدث مین جبکہ پانی نہو یا نفس یا مال کے تلف یا مرض بڑھنے کا خوف ہو بنا بر قول صحیح مذہب کے یا اُسکے یا اُسکی سواری یا رفیق کی پیاس کی وجہ سے ضرورت پانی

کی ہو جائز ہی اور ان تمام احوال مین تیمم سے نماز پڑھے اور دوسری دفعہ اسپر نماز واجب نہین ہی اور جاڑے کا ڈر ہو تو تیمم سے نماز پڑھ لے اور صحیح تر یہ ہی کہ نماز دوبارہ پڑھے اور تیمم جائز نہین مگر اس شرط سے کہ پانی کو مواضع طلب مین ڈھونڈھے اور مواضع طلب وہ جگہ ہین جہان مسافر اپنی منزل مین لکڑی اور گھانس کے ڈھونڈھنے مین چلتا پھرتا ہی اور وقت کے آنے کے بعد طلب ہوتی ہی اور اسمین چھوٹا سفر بڑے سفر کی مثال ہی اور اگر تیمم سے آخر وقت مین پانی کے یقین پر پڑھ لے مذہب اصح کے موافق جائز ہی اور جب تیمم سے نماز ادا کی تو دوبارہ نہ پڑھے اور اگر وقت باقی ہو اور پانی ملنے کا وہم ہو تو اُسوقت تیمم جاتا رہیگا مثلاً جبکہ کاروان وغیرہ آتا ہوا نظر پڑا اور اگر نماز کے درمیان پانی نظر آیا تو اُسکی نماز باطل نہین ہوتی اور نہ پھر اعادہ اُسکا ہی اور نماز سے اُسکا باہر آنا اور از سر نو نماز کا وضو سے ادا کرنا مذہب اصح کے رو سے مستحب ہی اور فرض کے لیے وقت کے آنے سے پہلے تیمم نہ کرے اور ہر فرض کے لیے تیمم کرے جب تلک چاہے نوافل ایک تیمم سے پڑھے مگر نفل کے تیمم سے اداے فرض جائز نہین اور جو کوئی پانی اور مٹی نہ پائے تو نماز ادا کرے اور نماز کا اعادہ کرے جب کہ ان دونون مین سے پائے مگر محدث یعنی بے وضو ہو تو کلام مجید کو نہ چھوے اور اگر جنب ہو یعنی محتاج غسل ہو تو نماز مین قرآن کی قرات نہ کرے بلکہ قرات کے عوض ذکر اللہ تعالی کا کرین اور تیمم نہ کرے مگر پاک مٹی سے جو ریت اور چونہ سے نہو اور غبار سے جو حیوان اور لباس پر پڑا ہو اُس سے تیمم جائز ہی اور تیمم کے وقت بسم اللہ کہے اور نماز کے مباح ہونے کی نیت کرے قبل اسکے کہ مٹی پر ہاتھ مارے اور مُنھ پر ہاتھ پھیرنے کے لیے انگلیون کو ملائے اور مسح سارے مُنھ پر کرے اسواسطے کہ اگر فرض کے محل سے کچھ بھی مسح سے باقی رہجائیگا تو تیمم صحیح نہوگا اور ایک ہتھیلی کی انگلیون کے

ساتھ ہاتھون کے واسطے لگائے اور فرض کی جگہ سب مٹی سے ہاتھ پھیرے اور اگر
بغیر دو مرتبہ یا زیادہ کے نہو سکے جسطرح ممکن ہو ضرور ہی کہ فرض کی جگہ مٹی کو پہونچانے
اور مسح کرے جب فارغ ہو ایک ہتھیلی کو دوسری ہتھیلی سے حتی کہ دونون پر مسح ہو جانے
اور داڑھی کے نیچے تک ہاتھ کو پھیرے بدون اسکے کہ بال نکلنے کے مقامون تک مٹی
کو پہونچائے اور موزہ کا مسح تین دن رات سفر مین اور ایک دن رات حضر مین ہی
اور مدت کی ابتدا وضو جانے سے موزہ پہننے کے بعد ہی نہ کہ موزہ پہننے کے وقت سے
ہی اور موزہ پہننے کے وقت نیت کی حاجت نہین ہی بلکہ احتیاج کمال طہارت
تک ہی تا آنکہ ایک موزہ اگر پہن لیا ہو قبل اسکے کہ دوسرا موزہ پہنے تو موزہ پر مسح
درست نہین ہی اور موزہ مین شرط ہی کہ پے در پے اسپر چلنا ممکن ہو اور فرض کا محل چھپ جانے
اور ہلکا مسح موزہ کے اوپر سے کافی ہی اور اولی یہ ہی کہ موزہ کے اوپر بلا تکرار نیچے مسح
کرے اور جبکہ مدت کے گذرنے یا محل فرض زیادہ جگہ کھلنے سے مسح کا حکم جاتا رہے
اگرچہ اسپر لفافہ اور لپیٹ اور وہ باطہارت ہو تو دونون پانون دھولے بنا بر مذہب
اصح کے بدون اسکے کہ دوبارہ وضو کرے اور مسح والا سفر کے اندر کا اگر مقیم
ہو جاوے تو مسح ایسے ہی کرے کہ جیسے حضر مین کرے اور اسی طرح مقیم اگر سفر کرے
تو مسافر کی طرح مسح کرے اور نمدا اگر جراب سے ملا ہو اور اسپر جوتا پہن لیا تو مسح اسپر
جائز ہی اور دیکھنہ نکرو کٹے ہوے پر مسح درست ہی اگر ان سے محل فرض چھپ جاوے
اور اوپر کی بناوٹ والے پر جس سے کچھ پانون ڈھنکا اور باقی لفافہ ہو جائز نہین ہی مگر
لیکن قصر اور جمع تو ظہر اور عصر مین جمع دونون سے ایک کے وقت کرے دوسرا
کے لیے تیمم کرے اور کلام وغیرہ سے انمین فصل نہ کرے اور اسی طرح مغرب و عشا
مین جمع ہی اور مغرب مین کچھ قصر نہین بلکہ ان دونون کو ویسے ہی ادا کرے جیسا حضر مین
بلا قصر و جمع پڑھتے ہین اور سنت موکدہ کو دو سنت مین جمع کرے ظہر و عصر اور

سے پہلے پڑھے اور جب دونون فرائض سے فارغ ہو تو جو ظہر کے فرض کے بعد پڑھتا ہی دو رکعت یا چار پڑھے اور جب فرض مغرب اور عشا پڑھ چکے تو اُسکی سنتین موکدہ پڑھے اور اُن دونون کے بعد وتر ادا کرین اور سواری پر فرض کا ادا کسی حال مین جائز نہین ہی الا نمازی کے لیے جب کہ لڑائی برابر جاری رہی اور یہ سنن موکدہ اور نوافل مین بھی جائز ہی اور سواری کی پشت پر نماز اُسے باقی ہی اور رکوع اور سجود مین اشارہ اور سجود کا اشارہ رکوع سے زیادہ نیچے ہو الا جب کہ وہ تمکن پر قادر ہو مثلاً جبکہ کجاوہ مین ہو یا اور کسی چیز مین ہو اور منھ اُسکا طریق کی طرف رو بقبلہ ہونے کے قائم مقام ہو اور رستہ کے سوا اُسکا منھ نکرے مگر قبلہ کی طرف حتی کہ اگر سواری کو اُس سمت سے جدھر کو متوجہ ہی موڑے کہ قبلہ کی جانب نہو تو اُسکی نماز باطل ہوجائے گی اور پیدل سفر مین نفل پڑھے اور احرام کے وقت اُسکو قبلہ رو ہونا کافی ہی اور احرام مین نہین کافی ہی مگر قبلہ رخ ہونا اور رکوع و سجدہ کے لیے ایما اُسے کافی ہی اور سوار کے لیے احرام کے واسطے ہی رو بقبلہ ہونے کی حاجت نہین ہی اور جب مسافر مقیم ہو بعد ازان سفر کرے تو اُسپر اُسدن کے روزہ کا پورا کرنا واجب ہی اور اسی طرح اگر مسافر اور بعد ازان مقیم ہو اور سفر مین روزہ رکھنے سے افضل ہی اور نماز مین قصر پوری نماز سے افضل ہی سو اسقدر صوفی کے لیے سفر کے امور بابت حکم شرع سے جان لینا کافی ہی۔ باقی رہے مندوب اور مستحب تو یہ بات سزاوار ہی کہ اپنی ذات کے لیے راستہ کا رفیق تلاش کرے جو امر دین پر معین ہو اسواسطے کہ کہا گیا ہی اول رفیق بعد اُسکے طریق اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہا آدمی کے سفر کرنے سے نہی فرمائی ہی الا جبکہ وہ صوفی ایسا ہو جو آفت نفس کا واقف کار ہو تنہائی کو بصیرت کی رو سے اپنے کام مین مستعمل کرتا ہو تو تنہائی کا سفر مین مضائقہ نہین اور جب ایک جماعت ہون تو سزاوار ہی کہ ا[illegible]

ایک امیر سر غنہ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب تم سفر مین کئی شخص ہو تو ایک کو امیر بنالو اور جسکو صوفیہ پیش رو نام رکھتے ہین وہی امیر ہی اور چاہیے کہ امیر جماعت مین سب سے زیادہ دنیا سے کم رغبت اور سب سے زیادہ صاحب تقویٰ اور سب سے بڑھکر مروت اور سخاوت مین اور سب مین زیادہ مہربان ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ فرمایا ساتھیون اہل صحبت مین سے اللہ کے نزدیک وہ ہی جو اُنمین سے بہتر اپنے ساتھی کے لیے ہو۔ عبداللہ مروزی سے منقول ہی کہ اباعلی رباطی اُسکے ساتھ سفر مین ہو تو کہا کہ میرے ذمہ واجب ہی کہ مین امیر ہون یا تم تو کہا بلکہ تم پھر وہ ہمیشہ اپنا اور اباعلی کا زادراہ اپنی پشت پر لادا کرتا اور ایک رات مینھ برسا تو تمام رات عبداللہ اپنے رفیق کے سر پر کھڑا رہ کر اُسے اپنی چادر کے ساتھ مینھ سے بچاتا تھا اور جب کبھی اباعلی کہتے کہ ایسا نکرو تو وہ کہتے کیا مین امیر نہین ہون اور تیرے اوپر میری طاعت اور انقیاد واجب ہی لیکن اگر امیر چند فقرا کو اپنے ساتھ رکھے اس خواہش سے کہ وہ اسکی اطاعت کرین اور غرض سرداری اور تعزز ہو تاکہ اُن لوگون پر جو خادم خانقاہ مین تسلط کرے اور اُسکا نفس اپنی مراد کو پہونچے تو یہ ارباب ہوی کا طریق ہی جو جاہل ہین اور صوفیہ اس طریق کے خلاف ہین اور وہ ایسے شخص کا راستہ ہی جو دنیا کا جمع کرنا چاہتا ہی تو اپنے نفس کے لیے رفیق لوگ حاصل کرتا ہی جو دنیا کی طرف مائل ہین جمع اس لیے ہوتے ہین کہ نفس کے اغراض حاصل کرین اور اہل دنیا اور ظالمون پر دخول بیش نظر رکھتے ہین کہ مطالب نفس کی تحصیل کا توسل ہو اور یہ اُنکا جمع ہونا خالی اس سے نہین ہوتا کہ غیبت مین غور کرین اور مقامات مکروہ مین داخل ہون اور خانقاہ کی آمدنی بڑھے

اور فاقہ اور تفریح حاصل ہو اور جب کبھی خانقاہ مین غول زیادہ ہو تو مقام کو چوڑا
چکلا بنا دین ہر چند کہ دین کا سامان مشکل ہو اور جب کبھی آمدنی مین قلت ہو جاے
تو خانقاہ سے سفر کرین اگرچہ دین کے اسباب آسان ہون اور یہ صوفیہ کا طریق
نہین ہی۔ اور مستحبات سے ہی کہ اپنے بھائیون کو رخصت اور وداع کرین جب وہ
سفر کا ارادہ کرین اور اُنکے لیے وہ دعا مانگین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہی
بعض نے کہا ہی کہ مین عبد اللہ بن عمر کے ساتھ مدینہ تک گیا پھر جب اُس سے
مفارقت کرنا چاہا تو میری مشایعت کی یعنی تھوڑی دور ساتھ چلے اور کہا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی فرماتے تھے کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے
کہا اے فرزند ہر آئینہ جب اللہ تعالیٰ کے سپرد کسی چیز کو امانتا کیا تو اُسنے حفاظت
اُسکی فرمائی اور مین اللہ کو تیرا دین اور امانت اور تیرے عمل کا خاتمہ سپرد کرتا ہون
اور زید بن ارقم نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ ہر آئینہ
آپ نے فرمایا ہی جب تم سے کوئی سفر کرے تو چاہیے کہ اپنے بھائی کو سپرد کر دے
اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ اُسکے لیے برکت اُنکی دعا مین کرتا ہی اور یہ بھی رسول علیہ السلام سے
روایت کیا گیا ہی کہ آپ جب کسی کو وداع کرتے تو فرماتے خدا تیرا زاد راہ تقویٰ
کرے اور تیرے گناہ بخشے اور خیر کی طرف متوجہ کرے جس طرف تو توجہ کرے اور سزاوار
ہی کہ اُسکے بھائی اعتقاد اسکا کرین کہ جب اُنکے لیے وہ دعا کرے اور خدا تعالیٰ کے
سپرد کرے کہ ہر آئینہ اللہ اُسکی دعا قبول کرتا ہی سو روایت ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ لوگون کو
عطیات کو دیتے تھے کہ ناگاہ ایک مرد اپنے بیٹے کو ساتھ لیے آیا اُس سے عمر نے کہا
جیسا یہ تیرے مشابہ ہی اور کسی کو مین نے مشابہ کسی کے نہین دیکھا تو مرد نے
کہا اُسکی حکایت مین امیر المومنین تجھ سے کہتا ہون سفر کا مین نے ارادہ کیا اور
اپنی مان کے پیٹ مین تھا اُسکی مان نے مجھ سے کہا کہ تو جاتا ہی اور مجھے اس حا

مین چھوڑے جاتا ہو سو مین نے کہا اللہ کے سپرد کرتا ہون جو تیرے پیٹ مین ہو پھر مین
چلا گیا پھر مین واپس آیا تو معلوم ہوا کہ وہ مر چکی تھی سو ہم بیٹھے باہم باتین کر رہے تھے
کہ یکایک آگ قبر پر روشن نظر آئی تو مین نے قوم سے کہا کہ یہ آگ کیا ہو قوم کے
لوگون نے کہا یہ فلانی عورت کی قبر ہو جسے ہم ہر ایک رات دیکھا کرتے ہین سو
مین نے کہا قسم ہو اللہ کی وہ عورت بڑی روزہ دار قائم اللیل تھی سو مین نے قبیلہ والون
کو ساتھ لیا یہان تک کہ قبر تک پہونچے اور ہم نے اُسے کھودا تو کیا دیکھتے ہین کہ یکایک
ایک چراغ نظر آیا اور یکایک یہ لڑکا چلتا دکھی تب کہا گیا کہ یہ تیری امانت ہو اور اگر
اُسکی ماں کو ہماری سپرد کرتے تو اُسکو بھی زندہ پاتے سو عمر نے کہا ہر آئینہ وہ تیرے
ساتھ مشابہ تر اس سے ہو کہ کوا کوے سے مشابہ ہو اور چاہیے کہ جس منزل سے
کوچ کرے دو رکعت کے ساتھ اُسے رخصت کرے اور کہے اللھم زودنی التقوی و
اغفرلی ذنوبی ووجھنی للخیر اینما توجھت ۔ اور انس بن مالک نے روایت کی ہو کہا
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی منزل مین نہین اُترتے مگر یہ کہ دو رکعت کے
ساتھ اُسکو وداع کرتے سو چاہیے کہ ہر ایک منزل اور خانقاہ کو جن سے کوچ
کرے دو رکعت کے ساتھ وداع کرے اور سوار مرکب پر ہو تو یہ کہے سبحان الذی
سخرلنا ہذا وما کنالہ مقرنین بسم اللہ واللہ اکبر توکلت علی اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم اللھم انت الحامل علی الظہر وانت المستعان علی الامور ۔ اور سنت یہ ہو کہ
صبح کے وقت منزلون سے کوچ کرے اور جمعرات کے دن سے شروع کرے
کعب بن مالک نے روایت کی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن کے
سوا اکثر سفر کے لیے باہر جاتے اور آپ جب کبھی چاہتے کہ لشکر بھیجین تو دن کے اول
وقت روانہ فرماتے اور مستحب ہو کہ جب منزل کے قریب پہونچے تو یہ کہے اللھم
رب السموات وما اظللن ورب الارضین وما اقللن ورب الشیاطین وما اضللن و

رب الریاح وما ذرین ورب البحار وما جرین اسالک خیر ہذا المنزل وخیر اہلہ واعوذ بک

من شر ہذا المنزل و اہلہ ۔ اور جب اُترے تو دو رکعت نماز پڑھے اور جو مسافر کے ساتھ چیزین چاہئین انمین سے ایک طہارت کا برتن ہے کہتے ہین کہ ابراہیم خواص کے ساتھ چار چیزین ہمیشہ سفر اور حضر مین رہتی تھین لوٹا ۔ رسی ۔ سوئی مع تاگہ ۔ قینچی ۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کرتے تو پانچ چیزین اپنے ساتھ رکھتے آئینہ اور سرمہ دانی اور استرہ مسواک ۔ کنگھی اور ایک روایت مین ہے مقراض اور صوفیہ کے پاس سے عصا بھی جدا نہین ہوتا اور وہ بھی سنت سے ہے ۔ معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر مین نے منبر اختیار کیا تو ابراہیم نے اُسے اختیار کیا ہے اور جو عصا اختیار کرون تو ابراہیم اور موسیٰ نے اُسے اختیار کیا ہے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عصا پر سہارا کرنا انبیا کے اخلاق سے ہے ایک رسول علیہ السلام کے پاس عصا تھا جسپر آپ تکیہ لگاتے اور آپ عصا پر تکیہ لگانے کا حکم دیتے اور لوٹا بھی سنت سے ہے ۔ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہا اس درمیان مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹے سے وضو کر رہے تھے کہ دفعتہً آپ کی طرف لوگون نے جنبش کی یعنی سرعت اور شتابی کی اور صل اُسکی گریہ وزاری ہے جیسے لڑکا ماں کے ساتھ ہو اور روتے وقت اُسکی طرف دوڑتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمھارا حال ہے تو عرض کی یا رسول اللہ پانی ہمین نہین ملتا جسے ہم پئین یا وضو کرین مگر آپ کے سامنے تو آپ نے لوٹے پر ہاتھ اپنا رکھ دیا پھر مین نے دیکھا تو آپ کی انگلیون سے چشمہ کی طرح اُبلتا تھا پھر قوم نے اُس سے وضو کیا مین نے پوچھا کتنے آدمی تھے

تھا جو ہم لاکھ آدمی ہوتے تو ہمیں کفایت کرتا ہم حدیبیہ کی لڑائی میں پندرہ سو تھے اور صوفیہ کی سنت سے کمر کا باندھنا ہے اور وہ سنت سے ہے۔ ابو سعید نے روایت کی ہے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے صحابہ علیہم رضوان نے مدینہ سے مکہ تک پیادہ پا حج کیا اور فرمایا کہ کمر بندسے اپنی کمریں باندھو تو ہم نے باندھیں اور آپ کے پیچھے دوڑتے ہوئے چلے اور ظاہر آداب صوفیہ سے یہ ہے کہ جب خانقاہ سے باہر جائیں تو دو رکعت نماز صبح سفر کے دن پڑھیں جیسا کہ ہم نے گھر سے رخصت ہونے کے وقت دو رکعت کا ذکر کیا ہے اور پہلے موزہ اپنے آگے رکھے بعد ازاں اول داہنی آستین پھر بائیں آستین پہنے پھر میان بند یعنی ٹپکا لے کر کمر اُس سے باندھے اور تھیلیں نعلین کی لے اور اُسے جھاڑے اور وہاں پر آئے جہاں موزہ پہنا جائے اور دوہرا کر کے مصلے بچھائے اور ایک جوتے کا نعل دوسرے سے رگڑے اور بائیں ہاتھ میں جوتا اور داہنے میں تھیلی پکڑے اور تھیلی میں جوتے اس طرح رکھے کہ ایڑیاں اُسکی نیچے کی طرف رہیں اور تھیلی کا سر باندھے اور اپنے بائیں ہاتھ کے ساتھ بائیں آستین سے جوتا داخل کرے اور اپنی پیٹھ کے نیچے اُسے رکھے پھر مصلے پر بیٹھے اور اپنے بائیں ہاتھ سے موزہ آگے رکھے اور اُسکو جھاڑے اور داہنے سے شروع کرے اور پہنے اور گیٹی اور ٹپکہ سے زمین پر نہ گرنے دے پھر دونوں ہاتھ دھولے اور پھر اپنا منھ اُس موضع کی طرف کرے جہاں سے وہ جاتا ہے اور حاضرین کو وداع کرے اور کوئی بھائی خانقاہ کے باہر تک لوٹا شکیزہ لیچلے تو اُسے منع کرے اسی طرح عصا اور چھاگل اور جو ساتھ بطور رخصت چلیں اُنکو وداع کرے پھر شکیزہ کو پکڑے اور داہنے ہاتھ سے اُٹھائے اور بائیں کو داہنی بغل کے نیچے سے نکالے اور بائیں طرف مشکیزہ کو باندھے اور دوہنا شانہ اُسکا خالی

رہے اور مشکیزہ کی گرہ داہنی طرف رہے پھر جبکہ راہ مین مقام بزرگ پر پہونچے
بھائیون کی جماعت پیشوائی کو آئے یا کوئی شیخ ایک جماعت کا پیشوائی کو آئے
تو مشکیزہ کو کھولے اور رکھ دے اور انکا استقبال کرے اور سلام علیک بھی
کرے پھر جب انسے علیحدہ ہو تو مشکیزہ باندھے اور جب منزل کے قریب پہونچے
خانقاہ ہو یا اور جگہ ہو تو مشکیزہ کو کھول ڈالے اور بائین طرف کی بغل مین دبالے
اسی طرح عصا اور چھاگل کو اپنے بائین ہاتھ مین لیلے اور ان رسوم کو خراسان کے
پہاڑ کے فقرا نے مستحسن جانا ہی اور عراق اور شام اور مغرب کے اکثر فقرا اسکے
پابند نہین ہوتے اور انکی رعایت کے باب مین فقرا کے درمیان تکرار ہی تو جو لوگ
اسکے پابند نہین کہتے ہین کہ یہ رسوم غیر لازم ہین اور اسکے التزام سے صادقون کے
ساتھ توقف ہی اور حقائق سے غفلت ہی اور جو اسکے پابند ہین وہ کہتے ہین یہ
آداب ہین کہ متقدمین نے انکو وضع کیا ہی اور جب ایسے شخص کو دیکھتے ہین
کہ جو ان سب یا بعض سے خالی ہین تو عیب لگانے کی اور حقارت کی نظر سے
دیکھتے ہین اور کہا جاتا ہی کہ وہ صوفی نہین ہی اور دونون گروہ انکار مین حد سے
متجاوز ہین اور صحیح آئین یہ ہی کہ جو کوئی اسکی پابندی کرتے ہین اسپر کوئی انکار
نہین کرتا تو شرع مین منکر نہین ہوا اور وہ ایک اچھا ادب ہی اور جو کوئی پابندی اسکی
نہین کرتا تو اسپر کوئی انکار نہین کرتا تو شرع مین واجب ہی اور نہ مستحب ہی، اور
کوہستان اور خراسان کے بہت سے فقرا ان رسوم کی رعایت مین اس حد تک مبالغہ
کرتے ہین کہ افراط کے درجہ تک نکل جاتے ہین اور عراق و شام اور مغرب
کے بہت سے فقرا اس سے علیحدگی اس حد تک کرتے ہین کہ وہ تفریط تک پہونچتے
ہین اور سزاوار تر یہ بات ہی کہ جس چیز کو شرع انکار کرے اور برا جانے وہ منکر ہی
اور جسکو وہ انکار نہ کرے تو وہ منکر نہین اور بھائیون کے تصرفات کے

یے عذر داریان کی جائین جب تلک کہ اُنمین منکر نہو یا مستحب مین خلل نہ پیدا
ہووے اور اللہ توفیق بخشنے والا ہی

اٹھارھوان باب سفر سے آنے اور خانقاہ کے داخلہ اور اُس کے ادب کے بیان مین ہی

فقیر کو چاہیے کہ جب سفر سے واپس آئے تو مقام کے آفات سے اللہ تعالے
کے ساتھ پناہ مانگے جس طرح سفر کی سختی سے پناہ مانگتا ہی اور دعا ماثورہ یہ ہی
اللھم انی اعوذبک من وعثاء السفر وکابۃ المنقلب وسوء المنظر فی الاھل والمال
والولد۔ اور جب اُس شہر کے قریب جسمین ٹھہرنے کا ارادہ ہو پہونچے تو اہل شہر پر
زندہ اور مردہ سے سلام علیک کہے اور قرآن شریف سے جو آسان ہو پڑھے
اور زندہ اور مردہ لوگون کے لیے اُسکو ہدیہ بنائے اور اللہ اکبر اللہ اکبر کے ساتھ تکبیر
کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر آئینہ روایت کی گئی ہی کہ آپ جب غزوہ یا حج سے
رجوع فرماتے تو زمین کی ہر بلندی پر تین بار تکبیر کہتے تھے اور فرماتے لا الٰہ الا اللہ وحدہ
لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر آئبون تائبون عابدون ساجدون
ربنا حامدون صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ اور جب شہر
نظر آئے تو یہ پڑھے اللھم اجعل لنا بھا قرارا ورزقا حسنا ۔ اور اگر غسل کرے
بہتر ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا سے کہ آپ نے دخول مکہ کے لیے
غسل فرمایا تھا اور یہ بھی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ غزوہ خیبر سے
واپس آئے اور مدینہ مین فروکش ہوسے تو اپنی زرہ اُتاری اور غسل کیا اور حمام گئے
ورنہ وضو تازہ کرے اور سفید کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے اور اس سے بھائیون کی
ملاقات کے لیے تیار ہو اور زندہ مردہ جو یہان ہین اُنسے برکت حاصل کرنے کی

نیت کرے اور اُنکی زیارت کرے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ کہا فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد گھر سے باہر نکلا کہ اپنے بھائی کی زیارت
فی اللہ کرے تو اللہ تعالی نے اُسکے راستہ مین ایک فرشتہ بٹھلا دیا اور اُسنے کہا کہ کہان
کا تیرا ارادہ ہو کہا فلانے کی زیارت کا کہا قرابت کے سبب کہا نہین کہا نعمت کے شکر
کے لیے جو تجھے اُس سے ملی ہے کہا نہین کہا پھر کسواسطے کہا اُسے مین فی اللہ دوست
رکھتا ہون کہا مین ہر آئینہ تیری طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہون اس پیام کے ساتھ کہ
اللہ تجھے دوست رکھتا ہو اُس دوستی کے سبب جو تو اُس سے رکھتا ہو۔ اور ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ نے رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کی کہ ہر آئینہ
آپ نے فرمایا ہو جب ایک مرد اپنے بھائی کی عیادت یا زیارت فی اللہ کرے تو
اللہ تعالی اُسے فرماتا ہو خوش رہو اور خوش تیرا چلنا ہو اور جنت سے ایک مکان
رہنے کو ملیگا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہو کہ آپ نے فرمایا ہو کہ مین
پہلے تمھین قبور کی زیارت سے منع کرتا تھا تو اُنکی زیارت کرو اسلیے کہ وہ آخرت کو یاد
دلاتی ہو تو اس سے فقر کے لیے فائدہ زندون اور مردون کا ہو پھر جب شہر مین داخل ہو
تو مساجد سے کسی ایک مسجد مین پہلے دو رکعتین پڑھے اگر جامع مسجد کا قصد کرے
تو اور زیادہ اعلی اور افضل ہو اور ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب باہر سے
تشریف لاتے تو پہلے مسجد مین داخل ہوتے اور دو رکعت نماز پڑھتے بعد ازان
گھر مین جاتے اور فقیر کے لیے خانقاہ ہی گھر کے برابر ہو پھر خانقاہ کا قصد کرے اور
خانقاہ کا قصد سنت سے ہو اُس روایت کے موافق جو طلحہ رضی اللہ عنہ سے ہو کہا
ایک شخص تھا کہ جب مدینہ آتا اور اُسکا کوئی شناسا ہوتا تو اُسکے پاس اُترتا اور
جو نہوتا تو صفہ مین آتا سو مین اُن لوگون سے ہون جو صفہ مین آتے پھر جب خانقاہ
مین اُترے تو اُس طرف جائے جہان موزہ اُتارے پھر بائین کا کھولے اور وہ کھڑا ہو پھر

تھیلی کو بائین ہاتھ کے ساتھ بائین آستین سے نکالے اور تھیلی کا منھ داہنے ہاتھ سے
کھولے اور بائین ہاتھ سے جوتا نکالے پھر جوتے کو زمین پر رکھے اور نکالے کر تھیلی مین
ڈالے تب بایان موزہ اُتارے پھر اگر وضو سے ہو تو دونون پانون دھو ڈالے موزہ
اُتارنے کے بعد کہ راستہ کی مٹی اور پسینا دور ہو اور جب مصلے پر آئے تو مصلے کو بائین
طرف سے لپیٹے اور لپیٹے ہوے کے ساتھ دونون پانون کو پونچھے پھر قبلہ رو ہو اور دو
رکعت پڑھے پھر سلام پھیرے اور مصلے کے سجدہ کی جگہ کو پانون پڑنے سے بچائے
اور یہ وہ رسوم ظاہری ہین جنکو بعض صوفیہ نے مستحسن جانا ہی جو انکا پابند ہو اُسپر
انکار نہین کیا جاتا اسواسطے کہ یہ مشائخ کے استحسان سے ہی اور اُنکی ظاہری نیت
اسمین یہ ہی کہ مرید کو ہر ایک بات مین صورت خاص کے ساتھ مقید کیا جائے تاکہ
وہ ہمیشہ اپنی حرکات کا متفحص رہے اور بلا قصد و عزیمت اور ادب کے کسی
حرکت کا مرتکب نہ ہو اور فقرا سے جو کوئی اُسکی کسی چیز مین خلل ڈالے تو اُسپر
انکار نہ کیا جائے یعنی نہ کہا جائے کہ وہ بُرا کرتا ہی جب تلک کہ واجب یا مستحب کا وہ مخل
نہو اسواسطے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوفیہ کی اکثر رسوم کے مقید نہ تھے
اور جوان آدمی جوان رسوم کے ساتھ اعتراض آنپر کرتا بدون اسکے کہ اشیا مین نیت پر
اُنکی نظر کرین چاہتے ہین غلط ہی سو شاید خانقاہ مین فقیر بغیر آستین چڑھائے داخل
ہوا اور ہر آئینہ سفر مین وہ آستینین بغیر چڑھائے تھا تو آگاہ کر دے اس بات
سے کہ اُسنے تناول اُسکا لوگون کے دیکھنے کے واسطے نہین کیا جیسے کہ شرعی
مستحب مین خلل نہین ڈالا اور دوسرے کا آستین چڑھائے ہونا قیاس ٹپکا
باندھنے پر کرے اور ٹپکا باندھنا سنت ہی جیسا کہ ہم نے ذکر کیا کہ اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سفر مین جو مدینہ اور مکہ کے درمیان تھا کمرین باندھی تھین
پس آستینون کا چڑھانا اسی کے معنی مین ہی کہ چلنے مین اُس سے سبکی اور نرمی ہی تو جو کوئی

کمر باندھے آستینین چڑھائے خانقاہ مین داخل ہوا ایسا ہی ہو اور جو سفر مین کمر باندھے
نہو یا سوار بغیر کمر باندھے ہو تو صدق اسی مین ہو کہ ایسا ہی داخل ہو اور کمر کے
باندھنے اور آستینون کے چڑھانے کا لوگون کے دکھانے کو قصد نکرے اسواسطے
کہ یہ ایک تکلف ہو اور خلق کی طرف نظر ہو اور تصوف کی بنا صدق اور نظر
خلق سے گرنے پر ہو اور متصوفہ پر جن باتون مین انکار کیا جاتا ہو ازانجملہ ایک یہ ہو
کہ یہ لوگ جب خانقاہ مین داخل ہوتے ہین تو ابتدا سلام سے نہین کرتے اور منکر
کہتا ہو کہ یہ خلاف مندوب و مستحب ہو اور انکار کرنے والے کو یہ نہین سزاوار ہو کہ
وہ انکار بغیر اُنکے مقاصد جانے کرے جنمین اُنکا اعتماد ہو اور سلام اُنکا چھوڑدینا
بہت وجوہ کو محتمل ہو ایک یہ ہو کہ سلام اسمار الٰہی سے ایک اسم ہو اور ہر آئینہ عبداللہ
بن عمر نے روایت کی ہو کہا کہ حضرت نبی علیہ السلام کے پاس سے ایک شخص گذرا
جب کہ آپ پیشاب کرتے تھے اُسنے آپ کو سلام کیا یعنی السلام علیکم کہا آپ نے
جواب اُسے نہ دیا یہان تک کہ قریب تھا کہ وہ شخص آنکھون سے اوجھل ہو جاوے
پھر آپ نے دیوار پر ہاتھ مارا اور اُس سے اپنے منھ پر مسح کیا پھر دوسری دفعہ مارا
اور اُس سے اپنے دونون ہاتھ پر مسح کیا غرض یہ کہ تیمم کر لیا اسکے بعد اُس شخص کے
سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ ہر آئینہ مجھے سلام کے جواب سے بجز اسکے اور کسی چیز
نے نہین روکا کہ مین طہارت سے نہ تھا اور یہ بھی روایت ہو کہ آپ نے سلام کا
جواب نہین دیا جب تک کہ وضو نہین کیا پھر اُس سے معذرت کی اور فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا طہارت بغیر مجھے مکروہ معلوم ہوا اور کبھی ایک جماعت فقرا
سے سفر مین صبح کرتے ہین اور کسی کو اُنمین سے وضو نہین ہوتا تو اگر باوضو سلام
کرے اور بے وضو چپ ہو رہے اُسکا حال کھل جاوے اسواسطے سلام ترک کیا جاتا ہو
تاکہ جسے وضو کرنا ہو وضو کرے اور پاؤن دھووے جسے دھونے ہون تاکہ بے وضو

کا حال معلوم نہو جب تک کہ اُنکا سلام طہارت سے ہو جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی اقتدا ہی اور کبھی مقیم بھی طہارت سے نہین ہوتے تو سلام کے
جواب کے لیے طہارت سے مستعد ہو اسواسطے کہ سلام ایک اسم اسماء الٰہی سے ہی اور
یہ وجہ عمدہ تر دیگر وجوہات سے ہی جو بیان کی جاتی ہین اور اُن وجوہ سے یہ بھی ہی کہ
جب سفر سے کوئی آتا ہی تو بھائی اُس سے بغل گیر ہوتے ہین اور کبھی ایسا ہوتا ہی
کہ راستہ اور سفر کے آثار گرد و غبار اُسپر پڑا ہوتا ہی جو مکروہ معلوم ہوتا ہی تو وضو اور
پاکیزگی سے وہ مستعد ہوتا ہی پھر سلام اور معانقہ کرتا ہی اور یہ بھی ایک وجہ ہی کہ
خانقاہ کے لوگ صاحب مراقبہ و حوال ہین تو دفعتہً اگر اُنسے کوئی کہے السلام علیکم تو
مراقبہ والا اُس سے چونک اُٹھتا ہی اور محافظہ قلب مشوش ہوجاتا ہی اور سلام پر
مقدم ہی کہ خانقاہ مین پانؤن کے دھونے اور وضو کرنے اور دو رکعت پڑھنے سے
اُنس اور آرام پاوے یعنی سب جان لین کہ فلان صاحب سفر سے آگئے ہین تو سب
کوئی اُسکے لیے تیار ہوجائین جسطرح کہ وہ خانقاہ پہونچ ہاتھ منھ دھو وضو کر
نماز پڑھکر اُنکے لیے تیار ہوتا ہی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی حتی تستانسوا یعنی
تاکہ تم آپس مین استیناس کرو اور ہر ایک قوم کا استیناس اُنکے حسب حال ہی
اور یہ بھی وجہ ہی کہ وہ اپنے گھر کے سوا کہین داخل ہوا اور نہ اُنکی نسبت وہ مسافر ہی
بلکہ وہ اُسکے بھائی بند اور دوست اُس نسبت باطنی کے سبب مین جو ایک راہ
مین سب کو جمع کرنی والی ہی اور گھر اُسکا گھر اور گانؤن اُسکا گانؤن ہی تو برکت
اسمین دیکھتا ہی کہ خلق کے معاملہ سے پہلے اللہ کے معاملہ سے گھر کو کھولے اور
جسطرح اُنکی معذرت ترک سلام مین کی گئی تو اُنکو چاہیے کہ جو شخص گھر مین آتے ہی
سلام علیک کرے اُسکا انکار نہ کرین اور برا نجانین سو جسطرح سلام کرنے والے کے
واسطے ایک نیت ہی اُس شخص کے لیے بھی جو سلام اُسکو کرے ایک نیت سے

اور قوم کے لیے آداب اور قواعد ہیں کہ شرع نے جاری کیے اور بعضے آداب اُن میں سے وہ ہیں جنکو مشائخ نے مستحسن رکھا تو جو شرع میں آئے اُنکا ہم نے بیان کر دیا کہ کمر باندھے اور عصا اور لوٹا لے اور داہنے سے موزہ پہنے اور بائیں سے اُتارے - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جوتا پہنو تو ہمیشہ داہنے سے اور جو اُتارو تو ہمیشہ بائیں سے یا دونوں کو ساتھ اُتارو - یا دونوں کو ساتھ پہنو - جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنے سے پہلے بایاں جوتا اُتارا کرتے اور بائیں سے پہلے داہنے پاؤں میں پہنتے اور مصلی بچھاتے جو سنت ہو اور ہم نے اُسے بیان کیا ہو اور دوسرے کے مصلے پر ایک کا نہ بیٹھنا مشروع اور مسنون ہو اور ہر آئینہ ایک بڑی حدیث میں وارد ہوا ہو کہ آدمی دوسری جگہ اپنے اختیار سے امام نہو اور نہ اُسکے اہل میں اور نہ اُسکی تعظیم کی جگہ بیٹھے الا جبکہ وہ اجازت دے اور جب بھائیوں کو سلام کرے تو یہ اُنسے اور وہ اِس سے بغلگیر ہوں کہ ہر آئینہ جابر بن عبداللہ نے روایت کی ہو کہا جبکہ جعفر ملک حبشہ سے آئے تو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنسے معانقہ کیا اور اگر بوسہ دے اُنھیں تو اُسکا مضائقہ نہیں ہو - روایت ہو کہ جب جعفر آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکی دونوں آنکھوں کے بیچ میں بوسہ دیا اور فرمایا کہ جعفر کے آنے سے جتنا میں خوش ہوا اُس سے بڑھ کر فتح خیبر سے خوش نہیں ہوا اور اپنے بھائیوں سے مصافحہ کرے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہو مسلمان کا بوسہ اپنے بھائی کے لیے مصافحہ ہو - اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہو کہا کہ کہا گیا یا رسول اللہ آدمی اپنے دوست اور بھائی سے ملے تو اُسکے لئے جھکے فرمایا کہ نہیں کہا گیا اُس سے لپٹے اور چومے فرمایا کہ نہیں کہا گیا کہ مصافحہ کرے فرمایا کہ ہاں اور خانقاہ کے باشندہ فقیر دین کی مشیخت ہو کہ

فقرا سے ملاقات مرحبا کہنے سے کرین۔ عکرمہ نے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جسدن آپ کی خدمت مین آیا دو بار فرمایا مرحبا بالراکب المہاجر
یعنے سوار ہجرت کرنے والے کو مرحبا ہی یعنی فراخی کو پہونچے۔ اور اگر اُسکے لیے
اُٹھے ہون تو مضائقہ نہین اور وہ مسنون ہی اور جناب رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایت ہی کہ آپ جعفر کے لیے کھڑے ہوئے جس دن وہ آئے۔
اور آنے والے کے لیے کھانا پیش کرنا مستحب ہی۔ لقیط بن صبرہ نے روایت
کی کہا میغام نے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو آپ سے ہم آپ
کے مکان پر نہ ملے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی سے ملاقات کی تو آپ نے حریرہ کا حکم دیا
اور ہمارے واسطے وہ بنوایا گیا اور ایک قناع مین ہم کو دیا گیا اور قناع طبق ہی پھر
ہم نے اُسے کھایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے فرمایا
تمھین کچھ ملا ہم نے کہا ہان یارسول اللہ۔ اور آنے والے پر مستحب ہی کہ فقرا
کے سامنے حق قدوم سے کچھ پیش کرے۔ حدیث مین وارد ہی کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم جب مدینہ مین آئے تو اونٹ ذبح کیے تھے اور جو بعد عصر کسی آنے والے
کا آنا مکروہ جانتے ہین اسکی وجہ سنت سے ہی کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے رات کے چلنے سے منع کیا ہی اور صوفیہ عصر کے بعد آمادہ اور مستعد رات کے
استقبال کو طہارت کے ساتھ اور ذکر و استغفار پر جھکنے کو ہوتے ہین جابر
بن عبد اللہ نے روایت کی ہی کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی جب کوئی تم مین کا سفر سے آئے تو رات کو اپنے اہل کے پاس نجائے
اور کعب ابن مالک رضی سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے نہین
آتے مگر دن کو دوپہر کے وقت تو دن چڑھتے آنے کو مستحب جانتے تھے اگر وہ
وقت جاتا رہے کہ ہر آئینہ کبھو چلنے مین ضعف کے سبب دیر ہو جاتی ہی یا اُسکے سوا

اور کچھ ہو تو عصر تک فقیر کے لیے باقی دن کا عذر ہی اسواسطے کہ تعویق کا احتمال ہے
جب عصر کا وقت آجائے تو اُسکی طرف اہتمام سنت مین قصور کی نسبت ہوتی ہے
چڑھتے دن کا آنا ہی اسواسطے کہ یہ لوگ عصر کے بعد آنے کو مکروہ جانتے ہین اور
سب سے زیادہ عالم ہی پھر جب عصر کا وقت آجائے تو التوا صبح پر کرے تاکہ چڑھتے دن
آنے کی سنت پر عمل ہو اور اسمین ایک بات اور بھی ہی اور وہ یہ ہی کہ عصر کے بعد نماز
اور ادب یہ ہی کہ آنے والا دو رکعت نماز ادا کرے اسی واسطے عصر کے بعد آنا مکروہ
ہین اور کبھو آنے والے فقراے کم خانقاہ مین آنے سے واقف ہوتے ہین اور سراسیمہ
و متحیر ہو جاتے ہین تو سنت یہ ہی کہ اُسکے پاس آکر بیٹھین اور بہت دوستانہ اور
خوشی سے ملین تاکہ اُسکا دل کھل جاے اور اُسکی سراسیمگی دفع ہو کہ اسمین بڑی فضیلت
ابو رفاعہؓ سے روایت ہی کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آیا آپ
اُسوقت خطبہ پڑھتے تھے تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ یہ ایک شخص مسافر آیا
اپنے دین کا سوال کرتا ہی اور نہین جانتا اُسکا دین کیا ہی کہا کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ
وسلم میرے سامنے تشریف لاے اور خطبہ اپنا چھوڑ دیا پھر کرسی لائے جسکے پاے
لوہے کے تھے تب آپ بیٹھے بعد ازان مجھے تعلیم کرنا شروع کیا اُسمین سے جو اللہ
نے اُنکو سکھلایا تھا بعد اُسکے آپ خطبہ پر متوجہ ہوے اور اُسکے آخر کو تمام
اسپر کیا کہ جو فقرا کے عمدہ اخلاق مین مسلمانون کے ساتھ نرمی سے سُنے اور دیکھنے کرنے
کا تحمل کرنا۔ اور کبھو فقیر خانقاہ مین آتا ہی اور متصوفہ کے بعض مراسم چھوڑ دیتا
تو وہ جھڑکا اور رد کیا جاتا ہی اور وہان سے خارج کیا جاتا ہی اور یہ بڑی خطا ہی اسواسطے
کہ کبھو ایسا ہوتا ہی کہ اکثر اولیا اور صلحا ان ظاہری رسوم سے واقف نہین ہوتے
اور نیک نیتی سے خانقاہون کا ارادہ کرتے ہین تو جب اُنکو مکروہات کا سامنا ہو
اندیشہ ہی کہ ایذا سے اُنکے باطن مشوش ہون اور جو شخص منکر اُنکا ہوا اُسکے دین

...یا کو نقصان پہونچے تو اس سے پرہیز کرنا لازم ہی اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
...خلاق پر نظر کرے اور آپ کی مدارات اور نرمی جو آپ کا برتاؤ خلق کے ساتھ تھا
...رہبر آئینہ بروایت صحیح یہ حدیث ہی کہ ایک اعرابی یعنی دیہاتی مسجد مین آیا اور اُسنے
...شاب کر دیا تو آپ نے حکم دیا کہ ایک پانی بھرا ڈول لائے اور اُس جگہ پر ڈالا اور
...رابی کو نہ جھڑکا بلکہ اُسکے ساتھ رعایت کی اور نرمی اور ملامیت سے جو واجب تھا
...سے بتلایا اور سختی اور ہشت منشت اور غلبہ مسلمانون پر قول اور فعل سے کرنا نفس
...پیشہ کا کام ہی اور وہ حال متصوفہ کے خلاف ہی اور جو اُن لوگون مین سے کوئی ایسا شخص
...خانقاہ مین آوے کہ در اصل وہان ٹھہرنے کی صلاحیت نہین رکھتا تو بعد ازانکہ اُسکے لیے
...انا لایا جائے اور اُس سے اچھی طرح گفتگو کیجاے بہت خوبی کے ساتھ وہان
...سے واپس کر دیا جائے تو یہ ہی جو اہل خانقاہ کے لائق ہی اور جسکا برتاؤ فقرا سا
...لے ہاتھ پاؤن دبانے سے کرتے ہین تو وہ خوش خوئی اور نیک معاملگی حدیث مین
...ئی ہی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
...دمت مین آیا اور آپ کا ایک حبشی غلام آپ کی پیٹھ دبا رہا تھا تو مین نے کہا
رسول اللہ آپ کا کیا حال ہی تو فرمایا کہ اُونٹنی نے مجھے گرا دیا تو اسکے ساتھ رضامندی
...بھی معلوم ہوتی ہی جو اُسکے سفر سے آنے اور تھک جانے کے وقت ہاتھ پاؤن
...دبانا ہی ولیکن جو کوئی اُسکی عادت کرے اور ہاتھ پاؤن دبانے کو دوست رکھے
...ور اُس سے نیند آنے کی خواہش کرے اور اُسے برقرار رکھے جبتک کہ نیند نہ آوے
...یہ فقرا کے مناسب حال نہین ہی اگرچہ شرع مین جائز ہو اور فقرا مین سے ایسا ایک
...شخص تھا کہ جب ہاتھ پاؤن دبواتا اور اُس سے لذت اُٹھاتا اور اُسکی خواہش کرتے
...تلام اُسے ہوجاتا تو اس احتلام کو پاؤن دبوانے کی عقوبت جانتا تھا لہذا اہل عزم
...لیے وہ امور ہین جنمین گنجایش میلان کی رخصت اور جواز کی طرف نہین ہی لہذا آداب

فقیر سے ہو کہ سفر سے آنے کے بعد جب وہ ٹھہرے اور بیٹھے تو خود کلام مین ابتدا نکرے
سوا اُسکے دوسرا اُس سے بات کرے۔ اور مستحب ہو کہ تین روز توقف کرے اور ملا
کا ارادہ نکرے نہ مجلس وغیرہ مین جائے جو شہر مین جانے سے اُسے مقصود ہو حتی کہ
کی تکان جاتی رہے اور اُسکا باطن اپنی حالت پر آجائے۔ اسواسطے کہ سفر اور
اُسکے عوارض سے طبیعت مین اُسکی فرق آجاتا ہو اور تکدر اُسمین سما جاتا ہو تا
تین روز مین حواس اُسکے ٹھکانے سے ہو جاتے ہین اور اُسکا باطن صلاحیت پر
اور نور باطن سے مشائخ کی ملاقات اور زیارتون کے لیے مستعد ہو جاتے اسواسطے
کہ جب اُسکا باطن روشن ہو تو خیر کا پورا حظ ہر ایک شیخ اور بھائی سے جس سے ملاقات
کرے حاصل کرتا ہو۔ اور مین اپنے شیخ سے سُنا کرتا جب وہ یارون کو نصیحت کرتے
اور کہتے کہ ان اہل طریق سے بجز ایسے وقت کے جو صافی ہو باتین مت کرو اور اس
بہت بڑا فائدہ ہو اسواسطے کہ کلام کا نور قلب کے نور کے موافق ہو اور سامع
نور قلب کے نور کے مقدار ہو اور جب شیخ یا بھائی کے پاس آئے اور اُس سے ملاقات
کرے تو اُسے چاہیے کہ جب معاودت کا ارادہ کرے تو اجازت مانگے اسواسطے کہ
عبد اللہ بن عمر نے روایت کی ہو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
تم مین سے کوئی شخص اپنے بھائی سے ملاقات کرے اور اُسکے پاس بیٹھے تو ہرگز بغیر اجا
وہان سے نہ اُٹھے۔ اور اگر نیت ہو کہ چند روز قیام کرے اور اُسکے وقت مین وسعت
ہو اور اُسکے نفس کو بیکاری اور خالی بیٹھے رہنے کا شوق ہو تو خدمت کی درخواست
کرے جسکو وہ بجالائے اور جو اپنے پروردگار کے لیے ہمیشہ کام کرتا ہو تو اُسے
عبادت کا شغل کافی ہو اسواسطے کہ اہل عبادت کی خدمت عبادت کے قائم مقام
اور خانقاہ سے بغیر وہان کے شیخ یا سجادہ نشین کی اجازت کے باہر نہ نکلے اور نہ کوئی
کام بغیر اُسکی راے کے کرے بس یہ تمام احوال ہین جنکا برتاؤ ارباب خانقاہ

کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُنکےلیں توفیق اور تادیب میں ترقی بخشے

اُنیسواں باب صوفی متسبب کے حال کے بیان میں ہے

صوفیہ کے احوال مختلف ہیں کہ اسباب کے ساتھ گذر کریں یا اسباب سے اعراض
کریں تو بعضے وہ ہیں جو فتوح پر رہتے ہیں تو وہ مال کے مائل ہیں نہ کسی پیشہ سے
اور نہ سوال سے سبب معاش کا کرتے ہیں اور بعضے اُنمین سے پیشہ کرتے ہیں اور
بعضے وہ ہیں کہ فاقہ کے وقت سوال کرتے ہیں اور ہر ایک طرز میں اُنکو ایک ادب
اور حد ہی جسکی وہ رعایت کرتے ہیں اور اُس سے تجاوز نہیں کرتے اور جب
کہ فقیر علم کے ساتھ اپنے نفس کی سیاست کرے تو اللہ تعالیٰ سے اُسکو فہم اُسکا مین
حاصل ہوتی ہی جسمین وہ سبب یا ترک سبب سے داخل ہوتا ہی پس فقیر کو نہیں
چاہیے کہ حتی الوسع سوال کرے اسواسطے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک سوال کی
ترغیب اور ترہیب سے برانگیختہ کیا ہی سو ترغیب یہ ہی کہ جو ثوبان نے روایت کی کہا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص میری ایک بات قبول کرے
میں اُسکے لیے جنت کا ذمہ دار ہوں ثوبان نے کہا کہ میں نے کہا میں فرمایا لوگوں سے
کوئی چیز نہ مانگ پھر ثوبان کا یہ حال تھا کہ اگر اُنکے کوڑے کا ڈور اگر پڑتا تو کسی سے
نہ کہتا کہ اسے اُٹھا دینا وہ آپ اُترتے اور اُسکو اُٹھا لیتے اور ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اگر کوئی تم مین سے
ایک رسی لے اور اُس سے ایک لکڑی کا گٹھا باندھ کر اپنی پیٹھ پر لادے پھر اُسکے
حاصل سے کھائے اور صدقہ دے تو اس سے بہتر ہی کہ کسی شخص کے پاس آئے
اور اُس سے سوال کرے خواہ وہ اُسے دے یا نہ دے پس ہر آئینہ اونچا ہاتھ نیچے
سے بہتر ہی بلال بن حفیصؓ سے روایت ہی کہا مین مدینہ آیا اور ابی سعید کے پاس

اُترا اور ہم اور وہ دونون ایک جگہہ بیٹھے تو اُسنے حکایت کی کہ ایک روز مجھے صبح ہوئی کہ ہمارے پاس کھانے کو نہ تھا اور مین نے اپنے پیٹ سے بھوک کے سبب پتھر باندھ لیا تو مجھ سے میری بی بی نے کہا رسول اللہ کے پاس جا ؤ کہ اُنکے پاس فلانا آیا تو اُسکو دیا اور فلانا آیا اور اُسکو دیا کہا کہ مین آپ کے پاس گیا اور مین نے کہا کہ مین کچھ مانگون تو مانگنے کے لیے مین گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ اُسوقت خطبہ پڑھتے تھے اور فرمارہے تھے من استعفف

عنہ لعفہ اللہ ومن یستغن یغنہ اللہ ومن سالنا شیئا فوجدناہ اعطیناہ وواسیناہ

ومن استعف عنہ واستغنی فہو احب الینا ممن سالنا یعنے جو عفو چاہے اُسکو اللہ بخشتا ہو اور جو غنا چاہے اُسکو اللہ غنی کرتا ہو اور جو ہم سے کچھ مانگے اگر ہمین وہ چیز ملے تو ہم اُسے دین اور غمخواری اُسکی کرین ۔ ورجو کوئی اُسے چھوڑے اور بے پروائی کرے تو وہ ہمین زیادہ عزیز اُس سے ہو جو ہم سے سوال کرے کہا مین اُلٹا پھر آیا اور اُس سے کچھ نہین مانگا پھر اللہ تعالی نے مجھے رزق دیا یہان تک کہ مین انصار کے صاحب خانہ کو نہین جانتا جو مجھ سے مال مین زیادہ ہو ۔ لیکن ترہیب اور تخویف کی راہ سے تو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی کہ آپ نے فرمایا ہمیشہ تمھارے ایک کے ساتھ سوال رہے گا یہان تک کہ وہ اللہ سے ملے اس حالت سے کہ اُسکے منھ مین گوشت کا ٹکڑا ہو اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہو کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین وہ شخص نہین ہو جسکو ایک لقمہ اور دو لقمہ اور ایک چھوارہ اور دو چھوارے پھیرین مگر وہ شخص مسکین ہو ۔ جو لوگون سے سوال نکرے اور مکان اُسکا نہ جانا ہو کہ اُسے دیا جائے یہ ہر حال سچے فقیر اور حقیقی متصوف کا کہ لوگون سے کچھ نہ مانگے اور ان فقرا سے بعضے ایسے ہین کہ ادب کو لیے ہوے ہین حتی کہ اُنحال کو وہ

ادب پہونچا دیتا ہی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بھی شرماتا ہی کہ دنیا کی چیز اس سے مانگے یہان
تک کہ جب سوال کا نفس ارادہ کرے تو ہیبت اُسے ہٹا دے اور سوال کے
اقدام کو جرارت سمجھے تو اس حالت مین اللہ تعالیٰ بغیر سوال اُسکو دیتا ہی جیسا کہ
حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے منقول ہی کہ ہر آئینہ آپ کے پاس جبرئیل
علیہ السلام آئے اور اُسوقت وہ ہوا مین تھے قبل اسکے کہ آپ تک پہونچین تو کہا
آیا تجھے کوئی حاجت ہی آپ نے کہا کہ کیا تیری طرف تو نہین ہی پھر آپ سے کہا گیا
کر تو اپنے رب سے ہی سوال کر کہا میرے سوال سے اُسکا علم میرے حال سے کفایت
اور کبھو اسکے مثل سے ضعیف ہونا اور الکسانا ہی تو اللہ تعالیٰ سے بندگی مانگتا ہی
اور مخلوق سے سوال کرنا نہین تجویز کرتا تو اللہ تعالیٰ اسکی طرف بلا سوال مخلوق کے
روزی بھیجتا ہی۔ بعضے صالحین سے ہمین معلوم ہوا ہی کہ اُنھونے کہا جب فقیر نفس کے
مطالبہ کو کسی چیز کے لیے پائے تو یہ مطالبہ خالی اُس سے نہین کہ اُس رزق کا ہی جسکو
اللہ تعالیٰ چاہتا ہی کہ اُسکے پاس پہونچائے پس نفس کو اسکی اطلاع ہو سو بعض فقرا
کے نفوس انتظار اُسکا کرتے ہین جو عنقریب پیدا ہو اور گویا کہ نفس اُس چیز کی خبر
دیتا ہی جو ہونے والی ہی یا یہ کہ وہ عقوبت کسی گناہ کی ہی جو اُس سے پایا گیا پس جبکہ
فقیر یہ بات معلوم کرے اور مطالبہ پر نفس الحاح کرے تو اُسے چاہیے کہ اُٹھے اور
اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور کہے یارب اگر یہ مطالبہ گناہ کی عقوبت
ہی تو مین تجھ سے بخشش مانگتا ہون اور تیری طرف توبہ کرتا ہون اور جو اس رزق
کے لیے ہی جو اُسے تو نے مقدر کیا ہی تو جلد اُسے میرے پاس پہونچا دے پس اللہ تعالیٰ
اُسکے پاس پہونچا دے گا اگر اُسکا رزق اور نصیب ہی ورنہ اُسکے باطن سے
مطالبہ اور خواہش جاتی رہے گی پس فقیر کی شان یہ ہی کہ اللہ کے ساتھ اپنی حاجتین
کہے پھر یا تو اُسے کوئی چیز دیگا یا صبر یا اُس مطالبہ کو اُسکے قلب سے دور کریگا اسواسطے

کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے طریق حکمت کے بہت دروازے ہین اور طریق قدرت
کے بہت دروازے ہین تو طریق حکمت سے کوئی دروازہ کھول دے گا ورنہ قدرت
کے طریق سے کوئی دروازہ مفتوح کرے گا اور اُسکے پاس کوئی خرق عادت سے
پہنچ سکے جس طرح سے کہ مریم علیہا السلام کے پاس آتے تھے کلما دخل علیہا
زکریا المحراب وجد عندہا رزقا قال یامریم انی لک ہذا قالت ہو من عند اللہ یعنی جب
کبھی زکریا علیہ السلام اُنکے پاس آتے محراب مین تو اُنکے پاس کھانے کی چیز پاتے
تو کہتے اے مریم یہ کہان سے تجھے ملین وہ کہتین یہ اللہ کے پاس سے آئی ہین بعض
فقراء سے نقل ہے کہ ایک دن مین بھوکا تھا اور حال میرا یہ تھا کہ مین کسی سے نہ مانگون
پھر مین بغداد کی بعض جگہ گذر کرتا ہوا اور سامنے ہوتا ہوا آیا کہ شاید اللہ تعالیٰ
کوئی چیز اپنے بعض بندون کے ہاتھ سے دلوائے تو کچھ تقدیر مین نہ تھا پھر مین بھوکا
سو رہا اور خواب مین ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ فلانی جگہ جاؤ اور
وہ جگہ بتلادی پھر وہان ایک نیلگون خرقہ ہے جسمین روٹیان ہین اُنھین تو نکال
اور اپنے کام مین لا پس حال یہ ہے کہ جو کوئی مخلوقات سے علیحدہ اور اللہ ہی کا
ہو رہے وہ غنا مین یکتا ایسا ہے کہ اُسے کوئی چیز نہین ہراتی حکمت کے اور قدرت
کے دروازے جیسے چاہے کھل جاتے ہین اور نفس سے جو سوال کرے بہتر اُسمین سے
یہ ہے کہ صبر جمیل کا اُس سے سوال کرے اسواسطے کہ سچے آدمی کا کہنا نفس اُسکا مان
لیتا ہے اور ہمارے شیخ نے اللہ اُنپر رحمت بھیجے حکایت بیان کی کہ میرے پاس ایک
دن میرا بیٹا آیا اور کہا مجھے دانے چاہیین مین نے اُس سے کہا دانے کیا کروگے
تو چاہتی چیز بیان کی کہ وہ دانے سے خریدونگا پھر کہا تیری اجازت ہو تو جاؤن اور
دانے قرض لون مین نے کہا ہان اپنے نفس سے تو اُس قرض کو مانگ کہ یہ بہتر
اُس سے ہے کہ جس سے قرض لے اور بعضون نے صوفیہ سے اس مضمون کو نظم کیا ہے

درکار اگر تیری خواہش ہو کہ تنگی کے ایام مین مال قرض ملے تاکہ نفس اپنے شہوات
مین اُسکا تصرف کرے تو نفس سے سوال کر کہ وہ صبر کے خزانہ تیرے لیے
خرچ کرے جب آسودگی کا زمانہ آئے تو اُسکے ساتھ نرمی برتے پھر اگر نفس یہ کام کرے
تو غنی ہی اور اگر انکار کرے تو سر ایک بخیل. جو ازان بہت معذرت کرتا ہی لیس الّا ۱۵
فقیر سب کچھ کوشش، تنہا کو بیونیاز سے اور ضعف دنا توانی کے قریب او رضرورت
کا ثبوت ہو اور اپنے مولی سے مانگے اور وہ اسکے لیے کچھ تقدیر نہ رکھے اور حال یہ
اپنے حال کے مشغولی مے اُسکا وقت بیٹھنے کے لیے نہ بچے تو اُس وقت سبب کا
دروازہ کھٹکھٹائے اور سوال کرے اسواسطے کہ بتحقیق فاقہ کے وقت بعض صالحین
ایسا کیا کرتے تھے - بی حمید فراز سے نقل ہی کہ فاقہ کے وقت ہاتھ پھیلاتے تب
کہتے شئے لللہ اور ابی جعفر حداد سے منقول ہی جو جنید کے اُستاد تھے کہ وہ مغرب
اور عشا کے درمیان باہر آتے اور ایک یا دو دروازہ پر سوال کرتے اور یہ ایک
یا دو دن کے بعد بقدر حاجت اونکی جانداد ہو جاتی اور ابراہیم بن ادہمؒ
سے منقول ہی کہ وہ بصرہ کی جامع مسجد مین معتکف تھے اور تین رات مین
ایک رات کو روزہ کھولتے اور افطار کی رات کو دروازون سے مانگتے تھے
اور سفیان ثوری سے نقل ہی کہ حجاز سے صنعاء یمن سے سفر کرتے اور رستہ مین
مانگتے اور کہا آپ نے مین اُنسے ضیافت کی حدیث بیان کرتا تو میرے لیے
کھانا لایا جاتا تو مین حاجت کے قدر لیتا اور باقی چھوڑ دیتا - اور ہر آئینہ حدیث
مین وارد ہوا ہی جو شخص بھوکا ہوا اور نہ مانگا پھر مر گیا تو جہنم مین داخل ہوا
اور جو شخص صاحب علم ہی اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ اُسکو حاصل ایک حال ہی
تو اس قسم کی بات کی پروا نہین کرتا بلکہ وہ علم کے ساتھ سوال کرتا ہی اور
علم کے ساتھ سوال سے باز رہتا ہی - اور ہمارے بعض مشایخ نے

ایک شخص کی حکایت کہ جو مستغرق گناہوں پر تھا پھر بیدار ہوا اور توبہ کی اور اُسکی توبہ بہت
اچھی تھی اور اُسکو اعمال صالحہ کے ساتھ ایک حال پیدا ہو گیا میں نے ارادہ کیا کہ
قافلہ کے ساتھ میں حج کروں اور یہ میں نے نیت کر لی کہ کسی سے کچھ نہ مانگوں اور اُسپر
اکتفا کی کہ اللہ کو میرے حال کا علم ہے کہ چند روز میں راستہ میں رہا تو اللہ تعالیٰ نے
حاجت کے وقت توشہ اور پانی پہنچایا پھر توقف امر میں ہوا اور کچھ مجھے نہ پہونچا دو تین
بھوکا اور پیاسا رہا حتی کہ میرے بدن میں طاقت ذرا نہ رہی اور چلنے سے باز رہا
اور کچھ کچھ قافلہ سے پچھڑتا گیا یہاں تک کہ قافلہ آگے بڑھ گیا تو میں نے اپنے دل میں
کہا اب میری طرف سے نفس کا ہلاکت میں ڈالنا ہے اور اللہ نے اُس سے منع کیا ہے
اور یہ اضطرار کا مسئلہ ہے کہ سوال کروں پھر جب سوال کا ارادہ کیا تو میرے اندر سے اُسکا
اُمنگا اُٹھا اور میں نے کہا جو عہد میں نے اللہ سے کیا ہے اُسے میں نہ توڑونگا اور میری
عہد شکنی سے پہلے موت میرے اوپر آ پہونچی تب ایک درخت میں نے تاکا اور اُسکے
سایہ میں بیٹھا اور سر اپنا ڈھلکا دیا جس طرح کوئی مرنے کے لیے ڈال دیتا ہے اور قافلہ
چل دیا اس درمیان میں کہ میں اس حالت میں تھا کہ اچانک ایک جوان گلے میں تلوار ڈالے
آیا اور مجھے ہلایا تو میں اُٹھا اور اسکے ہاتھ میں ایک برتن تھا جسمیں پانی تھا پھر مجھے کہا
کہ پی تو میں نے پیا پھر میرے سامنے کچھ انار رکھا اور کہا کہ کھا تو میں نے کھایا بعد ازاں مجھے
کہا تو کیا قافلہ چاہتا ہے میں نے کہا مجھے کون قافلہ تک پہونچائیگا اب کہ وہ چلا گیا اور بڑھ گیا
پھر مجھ سے کہا کہ اُٹھ اور میرا ہاتھ پکڑا اور میرے ساتھ تھوڑے قدم چلا پھر مجھے کہا
کہ بیٹھ کہ قافلہ میرے پاس آتا ہے میں ایک ساعت بیٹھا رہا پھر اچانک میں قافلہ کے
آگے تھا جو میری طرف آتا تھا یہ شان اُس شخص کی ہے جو اپنے مولا کے ساتھ صدق
سے معاملہ کرے اور شیخ ابو طالب مکی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ بعض صوفیہ نے قول
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سب سے حلال زیادہ کھانا مومن کا اپنے ہاتھ کے

سبب کا ہی اسطرح تاویل کیا ہی کہ وہ مسئلہ فاقہ کے وقت ہے۔ اور شیخ ابو طالب نے
اس تاویل سے انکار کیا جو اس صوفی نے کی اور ذکر کیا کہ جعفر خلدی اس تاویل کو
ایک شیخ صوفیہ سے نقل کرتا تھا اور میرے دل میں یہ بات بیٹھی اور ابو طالب مکی
نے ہاتھ کے کسب سے وہ مراد نہیں لی جس سے ابو طالب نے انکار کیا ہی بلکہ ہاتھ کے
کسب سے مراد ہاتھ کا اللہ کی طرف عند الحاجت اٹھانا ہی اور وہ سب سے زیادہ
حلال ہی یعنی سے جسکو مومن کھاتا ہی جب اسکے سوال کو اللہ قبول کرے اور
رزق اُسکی طرف روانہ کرے اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے حکایت فرمائی ہی
رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر۔ یعنی اے پروردگار تو جو اتارے میری طرف
اچھی چیز اُسکا مین محتاج ہون۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ موسیٰ
علیہ السلام نے یہ بات اُسوقت کہی کہ ساگ کی سبزی اُسکے پیٹ میں لاغری کے
سبب دکھلائی پڑتی تھی اور محمد باقر رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ بات آدھی کھجور کے
لیے یا ایک چھوارے کی ٹکڑے کی تھی اور سطرح سے روایت ہی کہ پیغمبر نے کہا خدا کی
قسم اگر نبی اللہ کے پاس کچھ بھی ہوتا تو عورت کے پیچھے نہ جاتے اور اسنے
اسے اس کام پر برانگیختہ کیا اور شیخ ابو عبد الرحمن سلمی نے نصر آبادی سے ذکر کیا
کہ اُسنے اپنے قول مین کہا ہی۔ انی لما انزلت الی من خیر فقیر۔ موسیٰ علیہ السلام نے
خلق سے یہ سوال نہیں کیا بلکہ اُسکا سوال حق سے تھا اور نفس کی غذا نہیں مانگی بلکہ
سکون قلب مانگا اور ابو سعید خراز نے کہا ہی کہ خلق دو چیز کے درمیان ہی جنکے لیے ہی اور
چیز کے جو اُنکی طرف ہی متردد ہین سو جسنے نظر اُسکی طرف کی جو اُسکے لیے ہی تو زبان شکر
سے کلام کیا اور جسنے نظر اُسکی طرف کی جو اُسکی طرف ہو ناز اور افتخار کی زبان سے بات کی
کیا تم نہین دیکھتے کلیم علیہ السلام کا حال کہ جب خواص اُن اشیا کا دیکھا جسکے ساتھ حق
نے اُس سے خطاب کیا کسطرح کہا رب ارنی انظر الیک اور جب اپنے نفس کی طرف دیکھا

جو شرع میں ممنوع ہو تو اُسکا انجام اُسوقت یا اُسدن پائیگا۔ بعض صوفیہ کا قول ہے
کہ ہر آئینہ میں اپنا گناہ اپنے لڑکے کے خلق میں جانتا ہوں اور کہتے ہیں کہ ایک صوفی
کا موزہ چوہے نے کاٹ ڈالا سو جب اُسے دیکھا تو مغموم ہوا اور کہا اگر تو قبیلہ بازی سے
ہوتا میری سواری کے اونٹ کو ہلاک کرتا قبیلہ ذہل بن شیبان کا تو لڑکا رستہ میں
کاٹے کو پڑا ہوا ہے اس سے اشارہ ہے اُسکی طرف کہ آنے والے نے اُسپر مقابل اُسکے
کسی شے پر یہ واجب اُسپر کر دیا تو ہمیشہ اُسکے ساتھ مقابل ہوتے ہیں جو تعریفات
الٰہیہ کے متضمن ہوتے ہیں یہاں تک کہ محاسبہ اور صدق مراقبہ کے سبب حق
عبودیت کی تضییع اور حکم وقت کی مخالفت سے محفوظ و مصئون رہتا ہے اور فعل
الٰہی کا حکم اُسکے لیے رہ جاتا ہے اور ماسوا اللہ کے افعال اُسکے نزدیک مٹ جاتے
ہیں پس اللہ سبحانہ کو زندہ قائم اور حالاً معطی اور مانع جانتا ہے نہ کہ علماً اور ایماناً پھر
حق تعالیٰ اُسکی مددگاری کرتا ہے اور صریح توحید اور صرف فعل الٰہی کی اُسے توفیق دیتا ہے
جیسا کہ بعض صوفیہ سے منقول ہے کہ اس کے دل میں خطرہ رزق کے اہتمام کا آیا تو
وہ کسی جنگل کو نکل گیا تب ایک ایسا قنبرہ دیکھا جو اندھا لنگڑا اور ضعیف
تھا اسی تعجب میں اگر وہاں ٹھہر گیا اس فکر میں کہ کیا وہ کھاتا ہے حالانکہ
اُڑنے اور چلنے اور آنکھوں سے عاجز ہے وہ اسی حالت میں تھا کہ اچانک زمین
شق ہو گئی اور اُسمیں سے دو سکورے نکلے ایک میں صاف تل تھے اور دوسرے میں
صاف پانی تھا اُسنے تل کھائے اور پانی پیا پھر زمین شق ہوئی اور دونوں سکورے
غائب ہو گئے کہا جب میں نے یہ دیکھا تو میرے دل سے وہ اہتمام رزق کا جاتا رہا
پھر جبکہ حق تعالیٰ اُسنے اپنے بندہ کو اس مقام پر ٹھہرایا تو اُسکے باطن سے اہتمام
و اقسام دور کر دیتا ہے اور سبب پیدا کرنے اور سوائے غیرہ سے حاصل کرنے کو حرام کا
رتبہ جانتا ہے اور وہ خود مسلوب الاختیار ناواقف از اختیار اللہ کے فعل کو نظارہ کرتا ہے

اللہ کے حکم کا راہ دیکھنے والا ہو جاتا ہی تو قسمتین اُسکی طرف روان اور در عطا
اُسکے کشادہ ہوتے ہین اور اللہ کے فعل کا دوام ملاحظہ اور امر الٰہی کے حوادث سے
تاک سے اُسکو تجلیات الٰہی بطریق افعال کشف ہوتے ہین اور تجلی بطریق جمال ایک مرتبہ
قرب کا ہی اور اُس سے تجلی بطریق الصفات کو ترقی پاتا ہی اور اس سے تجلی ذات
تک پہونچتا ہی اور ان تجلیات مین اشارہ ہی مراتب کا یقین مین اور مقامات کا
توحید مین کہ ایک شے دوسری شے پر فائق ہی اور ایک شے دوسری سے صاف تر ہی
تو تجلی بطریق الافعال رضا و تسلیم کی صفائی پیدا کرتی ہی اور تجلی بطریق صفات ہیبت
اور اُنس عطا کرتی ہی اور تجلی بالذات فنا اور بقا بخشتی ہی اور کبھی ترک اختیار اور
اللہ تعالیٰ کے فعل سے ٹھہراو جو ہوتا ہی اُسکا نام فنا ہی کہ جس سے فناء الارادہ والہوی
مراد لیتے ہین اور ارادہ اقسام ہوئی مین لطیف تر ہی اور یہ فنا وہ فنا ظاہر ہی لیکن
ولیکن فنا باطن یہ ہی کہ نور شہود کے چمکنے پر آثار وجود مٹ جائین وہ تجلی ذات
سے ہوتی ہی اور وہ دنیا مین اقسام یقین سے اکمل ہی مگر تجلی حکم ذات کی
بجز آنحضرت کسی کو نصیب نہین ہوتی اور وہ ایسا مقام ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے شب معراج مین اُس سے حصہ لیا اور موسیٰ علیہ السلام اس سے لن ترانی
کے ساتھ ممنوع ہوئے پس جاننا چاہیے کہ ہمارا قول تجلی کے مسئلہ مین ایک
اشارہ یقین اور رویت بصیرت کے مراتب کی طرف ہی تو بندہ جب اقسام
تجلی کے مبادی تک پہونچتا ہی اور وہ فعل الٰہی کا فعل اسواسے خالی دیکھتا ہی
[illegible] ہی جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
[illegible] ہی کہ آپ نے فرمایا ہی جس شخص کی طرف اللہ رزق [illegible] بغیر سوال اور
[illegible] تو چاہیے کہ اُسے لے اور چاہیے کہ اسکے رزق کو [illegible]
وسعت دیجے اور اگر اس سے بے پروائی ہو تو جسکو دے جو اس سے زیادہ حاجتمند

ہو اور ہمیں دلالت ظاہر اسپر ہی کہ بندہ کو قدر حاجت سے زیادہ لینا جائز ہی
اس نیت سے کہ دوسرے کو دے اور وہ کیوں نہ لے۔ حال آنکہ وہ اللہ تعالے
کے فعل کو دیکھ رہا ہی زان بعد جب کہ اُسنے لے لیا تو اُن میں سے بعض وہ ہیں
کہ وہ محتاج کو دے دیتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو خرچ کرنے میں توقف کرتے ہیں
اُسوقت تلک کہ اللہ تعالی کی طرف سے اُنکو علم خاص وارد ہو تاکہ اُسکا لینا بھی
حق کے ساتھ ہو اور اُسکا خرچ کرنا بھی حق کے ساتھ ہو۔ حضرت عمر
بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم مجھے عطیات دیا کرتے تو میں آپ سے کہا کرتا یا رسول اللہ جو مجھ سے زیادہ
محتاج ہو اُسے دیجیے آپ نے فرمایا لے اُسے خود اپنے پاس رکھ یا صدقہ
کر اور جو تیرے پاس یہ مال آیا درحالیکہ تو نہ اُس سے علو و شرف چاہتا ہی
اور نہ تو سائل ہی تو اُسے لے لے اور جو تیرے پاس نہ آئے اُسکے پیچھے تیرا نفس جائے
سالم نے کہا پس اسی سبب سے ابن عمر نہ کسی سے سوال کیا کرتے اور نہ کسی چیز کو رد کرتے
جو انکو دیجاتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو اس درجہ
تک پہونچا دیا تھا کہ وہ افعال الٰہی جلشانہ کو دیکھتے تھے اور تدبیر نفس سے حسن تدبیر
الٰہی کی طرف جاتے تھے سہل بن عبداللہ تستری سے سوال کیا گیا کہ علم حال کیا ہی
کہا وہ ترک تدبیر ہی اور اگر یہ کسی میں ہو تو وہ اوتاد زمین سے ہی۔ اور زید بن خالد
نے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جسکے پاس بغیر
مانگے اور بغیر طمع نفس کے اُسکے بھائی کی طرف سے پہونچے تو اُسے چاہیے کہ قبول کرے
اسواسطے کہ وہ اسکے سوا نہیں کہ اللہ تعالی کا رزق ہی جسے اللہ نے اُسکے پاس
بھیجا ہی اور یہ بندہ جو اللہ تعالی کے ساتھ قیام اور وقوف کیے ہوئے ہی اللہ کی
بھیجی ہوئی چیز کے قبول میں مامونین سے ہی جسکا خوف اُسکی نسبت ہو خوف

اُس شخص کے لیے ہی جو رد کرتا ہی اسواسطے کہ جو شخص ایک چیز کو رد کرتا ہی اس بات
سے ایمن نہین ہی کہ نفس اُسپر مسلط باین وجہ ہو کہ زہد کی نگاہ سے دیکھے اور اُسکے
لینے مین نظر خلق سے گر جاتا ہی اس لحاظ سے کہ صدق و اخلاص کے ساتھ متحقق
ہی اور دوسرے کو اُس چیز کے دینے مین ثابت کرنا اُسکی حقیقت کا ہی یعنی کہ وہ
ایک چیز واثقیت کے ساتھ ہی تو وہ ہمیشہ دونون حال مین ایسا زاہد ہی جسے
غیر شخص بنظر رغبت دیکھتا ہی اس لیے کہ اُسکے حال کا علم کم ہی اور اس مقام مین زہد کے
اندر زہد متحقق ہوتا ہی اور اہل فتوح سے بعضے وہ ہین جنکو فتوح اُسکے پاس آنے
کا علم ہوتا ہی اور بعضے وہ ہین جو نہین چاہتے کہ فتوح اُنکے پاس آئی ہی پھر
اُنہین سے بعضے وہ ہین جو فتوح کو کام مین نہین لاتے مگر اُسوقت کہ پیشتر سے
اُنکو اللہ تعالی کے معلوم کرانے سے علم اُسکا ہو گیا ہو اور بعضے اُنہین سے وہ ہین کہ
لے لیتے ہین بدون اسکے کہ پیشتر سے علم ہونے کا اُنھین انتظار اور نگرانی ہو اسطرح
پر کہ اُسکے لیے خالی ایک فعل ہی اور جو شخص پہلے علم ہونے کا اُسے انتظار نہو اُس
سے بڑھکر ہی جو تقدم علم کا منتظر ہو اسوجہ سے کہ اُسکی بیعت اللہ کے ساتھ پوری ہی
اور ترک اختیار مین وہ اپنے ارادہ اور علم حال سے بالکل بری اور منسلخ ہو چکا ہی
اور اُنہین سے بعضے وہ ہین جنکے پاس فتوح بدون اسکے آتی ہی کہ اُنھین پہلے
سے علم ہو یا اللہ کی طرف سے خالی فعل دیکھین ولیکن اُسے محبت کا جرعہ جام
دوستکامی سے بطریق دید نعمت نصیب ہوتا ہی اور کبھو یہ جرعہ نعمت منعم کے تغیر
سے مکدر کبھی ہو جاتا ہی اور یہ حال پہلے دو حالون کی نسبت ضعیف ہی اسواسطے کہ
وہ صدیقون کے نزدیک محبت مین ایک علت ہی اور صدق مین ایک بطالت ہی اور جب
فتوح کبھو صرف کرنے مین کبھی منتظر علم کا رہتا ہی جسطرح کہ لینے مین انتظار کیا کرتا ہی اسلیکہ
خرچ مین نفس تردد کرتا ہی جسطرح لینے مین قوت پاتا ہی اور اس سے کامل زیادہ وہ ہی کہ

ہو خرچ کرنے سے مختار اور اُسکے لینے مین مختار ہو بعد ازانکہ تصرف کی صحت اُسے تحقیق ہوگئی ہو اس دلیل سے کہ انتظار علم دینی ہوتا ہی جہان اہتمام نفس کا موقع ہو اور رود تعبیہ ہوئی کے ساتھ موجود ہو پھر جبکہ صریح علم کے ہوتے ہوے اہتمام جاتا رہا تو وہ بلا علم جدید کی محتاجی کے لیتا ہو اور اسطرح خرچ کرتا ہو اور یہ اُس شخص کا حال ہو کہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متحقق ہوا ہو کہ اللہ کی طرف سے بطور حکایت ہی جب مین اُسے دوست رکھتا ہون تو اُسکا مین کان اور آنکھ ہو جاتا ہون تو وہ مجھ سے سنتا ہو اور مجھ سے دیکھتا ہو اور مجھ سے بات کہتا ہو پھر ہرگاہ اُسکا تعرف صحیح ہوگیا تو اُسکا تصرف بھی ٹھیک ہوگیا اور یہ کبریت احمر سے بھی زیادہ نایاب احوال مین ہی اور ہمارے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی رحمۃ اللہ شیخ حماد دوسی سے حکایت کرتے ہین کہ وہ ہمیشہ کہا کرتے کہ مین فضل کے کھانے کے سوا دوسرا کھانا نہین کھاتا تو خواب مین ایک شخص کو دیکھا کرتے کہ وہ اُنکی طرف کوئی چیز بھیجتا ہو اور خواب بھیجنے والے کو خواب مین بتلا دیتا کہ حماد کے پاس یہ اور وہ بھیج دو اور مشہور ہو کہ ایک عرصہ تک وہ اپنے واقعہ یا خواب مین دیکھا کیے کہ تیرے لیے فلانے شخص کے اوپر فلان اور فلان چیز اُتاری گئی ہو اور اُنھین سے نقل کی گئی ہو کہ وہ کہا کرتے جو بدن فضل کی غذا سے پرورش پاتا ہو اُسپر بلا مسلط نہین ہوتی اور طعام الفضل سے وہ چیز مراد رکھتے تھے جو فتوح حق سے صحت حال اُسکے لیے موجود ہوئی ہو اور جو شخص کہ اُسکی یہ حالت ہو وہ غنی باللہ ہو۔ واسطی نے کہا کہ اللہ کا محتاج ہوکر رہنا مریدون کے درجون مین سے اعلیٰ درجہ ہو اور اللہ کے ساتھ غنی ہونا صدیقون کے مراتب سے اعلیٰ مرتبہ ہو۔ اور ابو سعید خراز نے کہا ہو کہ جو اُسکی تدبیر کا عارف اور جاننے والا ہو تدبیر حق مین محو اور فنا ہوگیا پس واقف مع الفتوح واقف مع اللہ ناظر الی اللہ ہو۔ اور اس بارہ مین جو کچھ حکایتین ہین اُن سب مین بہت اچھی ہی

حکایت ہی کہ بعضے صوفیہ نے نوری رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ اپنا ہاتھ پھیلاتے اور لوگون سے بھیک مانگتے کہا مین نے اس امر کو اُس سے امر عظیم سمجھا اور اُسکی نسبت اچھا نہ جانا تو مین جنید کے پاس گیا اور اُسے خبر دی کہا کیا امر چاہیے کہ تجھے بھاری نہ معلوم ہوا سواسطے کہ نوری لوگون سے نہین مانگتا مگر اس سبب سے کہ اُنکا سوال آخرت وہ پورا کرے تب وہ اجر پائینگے اس طرح پر کہ اُنکو ضرر نہ پہونچائے اور جنید کا قول للعظیم تاکہ اُنکو وہ دے۔ ایسا ہی جیسا کہ بعض صوفیہ کا یہ قول الید العلیا ید الآخذ واسطے الثواب یعنی اوپر والا ہاتھ لینے والے کا ہاتھ ہی اسواسطے کہ وہ ثواب دیتا ہی کہ بعد ازان جنید نے کہا ترازو لاؤ تب سو درم وزن کیے پھر ایک مٹھی بھر درم لیے اور اُن سیکڑے مین ڈال دیے پھر کہا کہ اُسکے پاس یہ لیجا تو مین نے دل مین کہا وزن صرف اس لیے ہوتا ہی کہ اُسکی مقدار معلوم ہو پھر غیر وزن کیے درم وزن کیے ہودن مین کیون ملا دیے حالانکہ وہ مرد حکیم ہی اور مجھے شرم آئی کہ اُس سے دریافت کرون پھر مین تھیلی نوری کے پاس لے گیا تو اُسنے کہا لاؤ ترازو تب سو درم اُسنے تونے اور کہا اُسکے پاس لوٹا لیجا اور اُس سے کہدے کہ مین تجھ سے کچھ قبول نہین کرتا اور جو سو درم بڑھا وہ لے لیا کہا تو مجھے او زیادہ تعجب ہوا پھر مین نے آپ سے یہ ماجرا پوچھا تو کہا کہ جنید مرد حکیم ہی اُسکا یہ ارادہ تھا کہ رسی کو اُسکے دونون طرف سے پکڑے سو درم کو اپنی ذات کے لیے تولا کہ ثواب حاصل ہو اور پھر ایک مٹھی درم اللہ کے واسطے ڈال دیے تو مین نے وہ لے لیے جو اللہ کے واسطے تھے اور جو اپنے نفس کیواسطے دیے وہ پھیر دیے کہا پھر اُسے مین جنید کے پاس لے گیا تو وہ روئے اور کہا اپنا مال لے لیا اور ہمارا مال پھیر دیا اور جولطائف مین لے اپنے شیخ کے اصحاب سے سُنے اُنمین سے یہ ہی کہ شیخ نے ایک روز اپنے یارون سے کہا کہ ہم کسی قدر مال کے حاجتمند ہین تو تم لپنے اپنے خلوت مکانون مین جاؤ اور اللہ تعالی سے سوال کرو اور

دینار تم کو عطا کرے میرے پاس لے آؤ سو اُن سب نے ایسا ہی کیا بعد ازان ایک
شخص اُنمین سے آیا جو اسماعیل بطائحی کے نام سے مشہور تھا اور ایک کاغذ لایا جسمین ک
بس دا مڑدہ تھے اور کہا یہ ہی جو اللہ نے مجھے میرے واقعہ مین عطا فرمایا ہی تو شیخ نے
وہ کاغذ لیلیا ایک ہی ساعت گذری تھی کہ اچانک ایک شخص آیا اور سونا لایا اور شیخ
کے سامنے رکھدیا پھر کاغذ کھولا اور دیکھا کہ اُسمین تیس اشرفی تھین سو ہر ایک اشرفی کو
دائرہ پر رکھا اور کہا یہ شیخ اسمعیل کی فتوح ہی یا ایک کلمہ جسکے یہ معنی ہین اور مین نے
سنا ہی کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ نے ایک شخص کے پاس آدمی بھیجا اور کہا فلانے
تیرے پاس غلہ اور سونا ہی اُسمین سے اسقدر غلہ اور اسقدر سونا مجھے دیدے اس شخص نے
کہا مین کس طرح اُس امانت مین جو میرے سپرد ہی تصرف کرون اور اگر آپ سے
استغنا کرون تو آپ لقمہ مین نقوی تدینگے تو شیخ نے اُسکے ساتھ اُسکو
الزام دیا پھر اُسنے شیخ کی نسبت حسن ظن کیا اور جو مانگا تھا اسقدر حاضر کیا پھر
جب اُنمین سے تصرف ہوا تو صاحب امانت کا ایک خط آیا اور وہ بعض اطراف
عراق مین تھا کہ شیخ عبدالقادر کے پاس اسقدر غلہ اور اسقدر سونا بھیجدے
اور یہ وہی مقدار تھی جو شیخ عبدالقادر نے معین کی تھی تب شیخ نے اُسکے توقف
پر عتاب کیا اور کہا تو نے فقرا کی نسبت یہ ظن کیا کہ اُنکے اشارات صحیح اور معلوم نہین
دیتے تو بندہ جبکہ اللہ تعالی کے ساتھ صحیح ہوا اور اپنی ہمت کو ستر غفار الہی کے لیے
فارغ کر دے تو اللہ اُسکے باطن سے دنیا کے غم رفع کر دیتا ہی اور استغنا اُسکے
قلب مین دیتا ہی اور رزق کے دروازے اُسپر کھول دیتا ہی اور جسقدر رنج اور غم
بعضے فقرا پر مسلط ہوتے ہین اس سبب سے ہین کہ اُنکے قلوب اس باب مین
تکمیل کو نہین پہونچے کہ اللہ کے ساتھ مشغول ہون اور حقائق بندگی کی رعایت
مین کوشش اور اہتمام کرین پس جسقدر کہ غم اور ہم الہی سے خالی ہوتے ہین اسی قدر

دنیا کے غم و ہم مین مبتلا رہتے ہین اور جو ہم آخرت سے وہ مملو ہوتے تو دنیا کے غم و ہم نہ چکھتے بلکہ قناعت اور ترقی کرتے روایت ہے کہ عوف ابن عبداللہ مسعودی کے تین سو ساٹھ دوست صدیق تھے اور وہ ہر ایک کے پاس ایکدن رہتے اور دوسرے کے تیس دوست صدیق تھے ہر ایک کے پاس ایکدن رہتے اور ایک کے سات بھائی تھے مہینہ مین ایک دن ایک کے پاس رہتے پس بھائی اُنکے اُنکا مال تھا اور مال جب ہتی اللہ ناظر الی اللہ کے لیے قائم کرے جو توحید مین کامل ہو وہ ایک نعمت خوش گوار ہو جاتی ہی۔ شیخ ابی مسعود رحمہ اللہ کے پاس ایک شخص آیا جو صاحب احوال سینہ تھا اور اشیا مین فعل آلٰہی کے ساتھ وقعت اپنے حال مین متمکن اپنے اختیار کا تارک اور شاید کہ بہت سے متقدمین سے ترک اختیار کی تحقیق مین وہ سبقت لے گیا ہو اور ہم نے اُس سے دیکھے اور مشاہدہ احوال صحیحہ کیے جو قوت اور تمکین سے تھے تو اُس سے ایک شخص نے کہا مین چاہتا ہون کہ مین تیری کچھ مدد کرون کہ ہر روز روٹیان تیرے پاس بھیجون مگر بعض صوفیہ کہتے ہین کہ مال نحس ہوتا ہی شیخ نے کہا ہم نہین کہتے کہ مال نحس ہی اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے واسطے صاف کر دیتا ہی اور اُسکے فعل کو ہم دیکھتے ہین پس جو ہمارے حصہ مین دیتا ہی اُسے ہم مبارک جانتے ہین اور نحس نہین سمجھتے ابابکر کتانی سے روایت ہی کہ کہا مین اور عمرو المکی اور عیاش بن المھدی تیس برس ساتھ رہے کہ صبح کی نماز عصر کے وضو سے پڑھا کرتے اور مکہ مین مجردانہ بیٹھے رہتے زمین پر ہمارے پاس کوئی مال پیسا برابر نہ تھا اور بسا اوقات ہماری مصاحب ایک دن اور دو اور تین اور چار اور پانچ دن تک بھوک رہتی تھی اور کسی سے ہم سوال نکرتے اور ہمارے لیے اگر کوئی شے ظاہر ہوتی اور اُسکی وجہ ہم بغیر سوال اور بیچ کے جانتے اُسے لے لیتے اور اُسے کھا لیتے نہین تو بھوکے رہتے اور جب بھوکھ زیادہ لگتی اور ہمین خوف اپنی جانون پر تلف

سے نقصان کا ہوتا تو ابا سعید خراز کے پاس جاتے وہ ہمارے لیے طرح طرح کے کھانے
لاتے اور اُسکے سوا یہ دوسرے پاس جاتے اور کسی سے منشرح ہوتے اس وجہ سے
کہ ہم اُسکے اُور ورع سے واقف تھے۔ اور بایزید سے کہا کہ ہم آپکو کوئی پیشہ کرتے
نہین دیکھتے پھر کہان سے آپکی معاش ہی تو کہا میرا مولا کتے اور سور کو روزی دیتا ہی
جو تو دیکھتا ہی کیا بایزید کو روزی نہ دے گا۔ سلمی نے کہا ہی کہ مین نے ابا عبد اللہ
رازی سے سُنا ہی کہ کہتا تھا مین نے مظفر القرمیسی سے سُنا ہی کہ وہ کہتا تھا کہ فقیر
وہ ہی جسے اللہ کی طرف بھی حاجت نہو اور بعض صوفیہ سے کہا گیا کہ فقیر کیا چیز ہی کہا
حاجت کا قلب پر ٹھہرنا اور ماسوا اللہ سے اُسکا محو ہونا۔ و بعض صوفیہ نے کہا ہی
فقیر کا خیرات لینا اُس شخص سے ہی جو اُسے دیتا ہی نہ اُس شخص کی حرکت سے جسکے
ہاتھ سے ملتا ہی اور جسنے وسائط اور درمیانی سے لیا تو وہ رسمی فقیرون کے واسطے
ہی کہ اُسکی ہمت پست ہی۔ ابا سلیمان دارانی سے روایت ہی کہ وہ کہتے تھے زاہدون
کا آخر قدم اول قدم متوکلین کا ہی۔ روایت ہی کہ بعض نے عارفون سے زہد کیا
اور اپنے زہد سے اُس حد کو پہونچا کہ لوگون سے جدا ہوگیا اور شہرون سے نکل گیا اور کہا
مین کسی سے کچھ نہ مانگونگا یہان تک کہ میرا رزق میرے پاس آوے اور سفر کرنے لگا
پھر ایک پہاڑ کے نیچے سات دن رہا کہ اُسکو کوئی شے نہ ملی حتی کہ قریب تھا کہ ہلاک
ہو جاوے تب کہا اے پروردگار اگر تو نے مجھے زندگی دی تو مجھے میرا رزق دے
جو میری قسمت مین دیا ہی اور نہین تو اپنی طرف مجھے کھینچ لے تو اللہ تعالی نے
اُسکے قلب مین الہام کیا کہ مجھے اپنی عزت اور اپنے جلال کی قسم ہی مین تجھے رزق نہ دونگا
جب تک تو شہرون مین نہ جاوے اور لوگون مین نہ رہے تب شہر مین آیا اور
آدمیون کے درمیان قیام کیا تو ایک آیا کہ یہ کھانا حاضر ہی اور یہ پانی موجود ہی پھر
اُسنے کھایا اور پیا پھر اپنے دل مین اُس سے خوف کیا تو ہاتف سے سُنا کہ تو نے

ارادہ کیا تھا کہ اسکی حکمت کو اپنے زہد سے دنیا میں باطل اور معطل کرے کیا تو
نہیں جانتا کہ وہ جو بندوں کو بندوں کے ہاتھ سے رزق دیتا ہے یہ بات اُسے زیادہ
محبوب اور مرغوب ہے کہ انکو قدرت کے ہاتھوں سے رزق دے پس جو کہ فتوح کے
ساتھ ٹھہرا ہوا ہے اُسکے نزدیک آدمیوں کے ہاتھ اور قدرت کے ہاتھ اور فرشتوں
کے ہاتھ برابر ہیں اور اسکے نزدیک قدرت اور حکمت برابر ہے اور دکھے ٹکڑے
جانا اور قطع اسباب کی طرف جانا گردیدہ اسباب کے رد یہ کا ہونا ہے اور جب
توحید صحیح ہوگئی تو انسان کی آنکھ میں اسباب خود متلاشی اور معدوم ہو جاتے
ہیں۔ یحییٰ بن معاذ رازی سے مسموع ہے کہ وہ کہتے تھے جسنے معاش کے دروازہ کو
بلا قدرت کی کلید کے کھولنا چاہا وہ مخلوقات کے سپرد ہوگیا۔ بعض منقطعین نے
کہا ہے میں ایک بڑا پیشہ ور تھا تو مجھ سے ترک اسکا چاہا گیا تو میرے سینہ میں یہ
بات کھٹکی کہ پھر کہاں سے معاش آئے گی تب ہاتف نے غیب سے آواز دی جب میں
نہیں دیکھتا تھا میری طرف قطع کرکے آتا ہے اور اپنے رزق کی بابت میرے اوپر
تہمت رکھتا ہے میرے ذمہ ہے کہ تیرا خادم ایک دوست کو اپنے دوستوں سے کردوں یا
ایک منافق کو اپنے دشمنوں سے تیرا مسخر اور محکوم کردوں۔ تو جب صوفی کا حال صحیح
ہوگیا اور دینی طمعوں سے جدا اور ہر ایک شوق اور حاجت تک سے باز رہا اسکی
خدمت دنیا کرے گی اور دنیا اسکی اچھی خادم بنجائیگی اور جو اسکے ساتھ رہنی اسکی مخدوم
ہوگئی پس صاحب فتوح نفس کی جنبش کو شوق کے ساتھ جنایت اور گناہ سمجھتا ہے
روایت ہے کہ احمد بن حنبل ایک دن بیاباں شام کے رستہ پر نکلے پھر آٹا انہوں نے خرید
کیا اور بیابان پر کوئی اسکا کھانے والا نہ تھا پھر ایوب حال ملا اور اُسے کھانے لے گیا
اور احمد نے اُسے اجرت دیدی تھی جبکہ گھر میں آیا بعد ازاں گھر ان پایا اتفاق سے
گھر والوں نے روٹی پکا رکھی تھی آٹے کی جو گھر میں موجود تھا اور روٹیاں تخت پر رکھی تھیں

تاکہ پھر یری تو جب مین تو ایوب نے اُسے دیکھا اور وہ صائم الدہر تھا پس احمد نے اپنے بیٹے صالح سے کہا کہ ایوب کو روٹی دو اُسنے دو گردہ روٹی کے دیے اُسنے دونون پھیر دین پھر احمد نے کہا دونون رکھدے بعد ازان تھوڑی دیر ٹھہرا پھر کہہ کہ دونون روٹی لے اور ایوب کو دے جاکر پھر وہ ملا اور دونون روٹی اُسنے لے لین پھر صالح تعجب کرتا ہوا اُلٹا پھر احمد نے اُس سے کہا کہ اُسکے پھیرنے اور لینے سے تجھے تعجب ہوا کہا ہان کہا یہ مرد صالح ہی کہ روٹی دیکھی نور نفس اُسکا دل کی طرف بڑھا جب ہم نے اُسے چاہت کے ساتھ دیا تو اُسنے پھیر دیا پھر وہ مایوس ہوگیا تو ہم نے پھر ناامیدی کے بعد دوبارہ دین پس کہا گیا ہی کہ یہ ارباب صدق کا حال ہی کہ اگر سوال کیا تو علم کے ساتھ سوال کیا اور اگر باز رہے تو حال کے ساتھ باز رہے اور اگر قبول کیا تو علم کے ساتھ قبول کیا تو جسکو فتوح کا حال نصیب نہین ہوتا تو اُسکے لیے سوال اور پیشہ کا حال بشرط علم ہی دلیکن جو سائل کہ بلا وقت ضرورت حاجت سے زیادہ چاہے وہ صوفیہ سے بالکل نہین ہی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے سائل کو سُنا کہ وہ مانگ رہا تھا تو جو اُنکے پاس تھا اُس سے کہا کیا مین نے تجھ سے نہین کہا کہ سائل کو کھانا دے اُسنے کہا کہ دے تو دیا تب عمر نے نظر کی دیکھا کہ اسکے بغل کے نیچے ایک جھولی روٹی سے بھری ہوئی تھی اُسوقت عمر نے کہا کہ آیا تیرے کنبا ہی تو کہا نہین پس کہا کہ تو سائل نہین ہی مگر سوداگر ہی پھر اُسکی جھولی اہل صدقہ کے آگے جھاڑی اور اُسے دُرّہ مارے اور حسن بن ابی طالب سے روایت ہی کہا ہی کہ آئینہ اللہ تعالیٰ کے لیے اُسکی خلق مین فقر کے ثواب اور فقر کے عذاب ہین تو فقرا کی علامت جب کہ وہ ثواب کے ساتھ ہو یہ ہی کہ اُسکے خلق نیک ہون اور اپنے رب کی اطاعت کرے اور اپنے حال کی شکایت نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کا شکر اپنے فقر پر کرے اور فقر کی علامت جبکہ وہ عذاب کے ساتھ ہو یہ ہی کہ خلق اُسکے بُرے ہون اور اپنے رب کی

نافرمانی کرے اور شکایت بہت زبان پر لائے اور قضا کی نسبت غصہ کرے پس حال صوفیہ سوال مین حسن ادب سے اور فتوح اور صدق مع اللہ سے ہر حال مین جس طرح بدلے

اکیسوان باب متجرد اور متاہل صوفیہ اور اُنکے صحت مقاصد کے بیان مین ہی

صوفی اللہ کے واسطے نکاح کرتا ہی جس طرح اللہ کے واسطے متجرد رہتا ہی پس اُسکے تجرد کا ایک مقصد اور وقت ہی اور نکاح کرنے کے لیے ایک مقصد اور وقت ہی اور صادق تجرد اور تاہل کا وقت جانتا ہی اسواسطے کہ صوفی کی سرکش طبیعت علم کے دہانہ سے لگام دی ہوئی ہی جب اُسکے لیے تجرد بہتر ہو تو اُسکی طبیعت نکاح کی جلدی نہین کرتی اور ازدواج پر اقدام نہین کرتی الاجبکہ نفس مین صلاحیت آوے اور نرمی کرنے کا اُسے استحقاق ہو اور یہ جب ہی کہ نفس مطیع و منقاد ہو اور جو اُس سے چاہا جاے اُسکو قبول کرے جیسے ایک لڑکا کہ وہ خوش آیند بات کو کرے اور نقصان کی چیز سے باز رہے تو جب نفس محکوم اور مطیع ہو جاے امر الٰہی کی طرف وہ رجوع کرتا ہی اور قلب کی لڑائی سے بیزار ہو تو اُن دونون مین انصاف کے ساتھ صلح کرائی جاے اور دونون کے معاملہ مین عدل سے نظر کیجاے اور صوفیہ سے جسنے تجرد پر صبر کیا یہ صبر اُسوقت تک ہی کہ کتاب اپنی مدت کو پہونچ جاے یعنی وقت مقدر پورا ہو جبکہ اُسکے لیے بی بی انتخاب کیجاے اور اللہ اُسکا مددگار اور اسباب مہیا کرے اور ایک رفیق کے ساتھ جس سے وہ نکاح کرے زندگی خوش بسر کرے اور رزق اُسکی طرف بھیجا جاے اور جب مرید جلدی کرے اور طبیعت اُسکی مخوف کم اور خیانت اُسکو شامل ہو اس سبب

شہوت کا دھوان اُٹھے جو علم کی شعلہ کو بجھاتا ہی اور اوج عزیمت سے جو
سکے نزل کا تقاضا اور اُسکی ارادت کا موجب ہی اور اُسکے صدق طلب کی
طاہر رخصت کے نشیب مین جا پڑے کہ وہ اللہ کی طرف سے ایک رحمت عام
ُت کے لیے ہی نقصان کے ساتھ اُسپر حکم کیا جاتا ہی اور خسارت کی اُسپر
ارادت ہوتی ہی اور اسطرح کی عجلت مردون کے لیے حقیقی ہی۔ سہیل بن عبداللہ
تستری نے کہا ہی جب مرید کا ایسا حال ہو جس سے زیادتی کی امید ہو تو اُسپر
بلا آپہونچا اور اُسکی رجوع ابتلا مین ایسے حال کی طرف جو اس سے ادنے
درجہ کا ہی نقصان ہی اور حدث ہی اور بعضے فقرا سے مین نے سُنا ہی جب کہ
ان سے پوچھا کہ نکاح کیون نہین کرتے تو کہا عورت مردون ہی کے واسطے
لائق ہی اور مردون کے درجہ کو مین نہین پہونچا ہون پھر مین کسطرح نکاح کرون
ن جا دقون کے لیے بلوغ کا ایک وقت ہی جسکے آنے کے وقت نکاح کرتے ہین
رپھر آئینہ احادیث متعارض ہی اور دنیا رل جل گئے کہ تجرید افضل ہی یا نکاح افضل ہی
ور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام احوال کے موافق اقسام وانواع کا ہی
بعضے اُنمین سے تجرید کی فضیلت مین ہین اور بعضے تاہل کی فضیلت مین اور یہ
ب تعارض اُس شخص کے حق مین ہی کہ اُسکی آتش شہوت اُسکے کمال تقوی اور
رہیزگاری کے سبب ٹھنڈک اور سلامتی مین ہی اور اُسکے سوا جو اور مرد ہی کہ اُسپر فتنہ
آفت ہی نکاح اُسپر واجب ہی جس حالت مین کہ شہوت غالب ہو اور الخہ مین
ملامت اُس شخص کے حق مین ہی جسمین غلبہ شہوت کا نہو تو صوفی جب بی بی والا
ہوگیا تو بجا ہیون پر اُسکی مدد اختیار اور درگذر کرنے مین زیادہ طلبی سے متغیر اور
واجب ہی جب وہ ضعیف الحال قاصر رتبہ رجال سے نظر آئے جیسے کہ ہم نے
پہلے وصف کیا ہی اُس صبر کا جسنے صبر کیا حتی کہ وہ فتحیاب اُسکے لیے ہوا کہ

اُسکی کتاب اپنی مدت کو پہونچی ۔ عوف بن مالک سے روایت ہی کہا حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ کے پاس غنیمت کا ما
آتا تو اُسی دن اُسکو بانٹ دیتے لیس متاہل کو دو حصہ اور مجرد کو ایک حصہ
فرماتے سو ہم بلائے گئے اور مین عمار بن یاسر کے ذریعہ سے طلب ہوا تو مجھے دو حصے
اور اُسے ایک حصہ سو وہ غصہ ہوا یہان تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اُسکے بشرہ سے جان لیا اور اُن لوگون نے جو حاضر تھے اُس وقت
آپ کے پاس سونے کی ایک لڑی باقی تھی سو حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اُسے اپنے عصا کی نوک سے اُٹھاتے تھے اور وہ گر جاتی تھی او
آپ فرماتے تھے کہ تمھارا اُس روز کیا حال ہوگا جب تمھارے لیے اُسکی کثرت
تو کسی نے آپکو جواب نہ دیا پھر عمار نے کہا ہم دوست رکھتے ہین یا رسول اللہ
اس بات کو کہ ہمارے لیے اُس سے زیادتی اور کثرت ہو تو ازواج اور اولاد
تجرد زیادہ فقیر کے لیے وقت پر مددگار اور اُسکے قصد کے لیے موجب جمعیت
اور اُسکی زندگی کے لیے زیادہ باعث لذت ہی اور فقر کے لیے ابتدا در فقر
مین بہتر ہی کہ علائق کو قطع کرے اور موانع کو مٹائے اور سفر و سیاحت کرتا ر
اور خطرون پر چڑھے اور اسباب سے الگ ہو اور حجاب کی چیزون سے با
جاے اور نکاح کرنا عزیمت اور اولوالعزمی سے رخصت اور سہولت پر
گرنا ہی اور راحت سے تلخ عیشی کی طرف پھرنا ہی اور ازواج اور اولاد کے
ساتھ قیدی بننا ہی اور تجردی کے مواقع کے گرد پھرنا ہی اور زہد کے بعد دنیا کی
طرف متوجہ ہونا اور طبیعت و عادت کے موافق ہوی کے رخ مڑنا ہی۔ ابو سلیمان
دارانی نے کہا ہی تین چیزین ہین جس نے وہ طلب کین وہ ہر آئینہ دنیا کی
طرف مائل ہوا جسنے معاش طلب کی یا کسی عورت سے نکاح کیا یا حدیث کو لکھا

رکھا کسی کو مین نے اپنے یارون سے نہین دیکھا کہ اُس نے نکاح کیا اور
پیر اپنے مرتبے پر ثابت رہا ہو حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہی کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی مین نے اپنے بعد عورات سے زیادہ کوئی فتنہ
نہین چھوڑا کہ مردون کو زیادہ مضر ہو۔ اور رجاء بن حیوۃ نے معاذ بن جبل
سے روایت کی ہی کہا ہم سختی اور گزند مین مبتلا ہوے تو ہم نے صبر کیا اور نرمی
در فائدہ مین ہم مبتلا ہوے تو ہم سے صبر نہ ہو سکا اور بہر آئینہ خوفناک
زیادہ اُنہین سے جنکا تمھارے لیے مجھے خوف ہی وہ عورات کا فتنہ ہی جس
وقت کہ سونے کے کنگن اور شام کی ایک بڑی چادر اور یمن کی سُرخ سنجاب
پہنین اور مالدار کو رنج مین اور فقیر کو تکلیف مین ڈالین اُس چیز کے لیے جو وہ
بنائے اور بعضے حکما نے کہا ہی کہ تجرد کا علاج عورات کے علاج سے بہتر ہی اور
سہل بن عبد اللہ سے عورات کے بارہ مین سوال کیا تو کہا الصبر عنہن خیر
من الصبر علیہن والصبر علیہن خیر من الصبر علی النار یعنی عورتون سے صبر کر بیٹھنا
بہتر ہی کہ اُنپر صبر کرے اور زحمتین اُٹھائے اور اُنپر صبر کرنا بہتر ہی اس سے
کہ دوزخ کے اوپر صبر کرے اور اُسکا عذاب جھیلے اور اِس آیت کی تفسیر
مین خلق الانسان ضعیفا یعنی انسان کمزور پیدا کیا گیا ہی سو اسکی وجہ یہ ہی
کہ وہ عورتون سے صبر نہین کر سکتا۔ اور اس آیت کے معنی مین ربنا
ولا تحملنا مالا طاقۃ لنا بہ یعنے اے ہمارے پروردگار اور نہ اُٹھوا ہم سے وہ
چیز جسکی ہمین طاقت نہین ہی۔ مراد غلبہ شہوت ہی پس فقیر اگر مقابلہ نفس
پر قادر ہو اور معالجہ نفس مین حسن معاملہ سے علم وافر نصیب ہو اور عورتون
سے صبر کرے تو درحقیقت پورا فضل حاصل کیا اور عقل کو کام مین لایا اور
سہل کام کی طرف راستہ پایا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا ہو کہ دو سو برس کے بعد تمہارے درمیان سے بہتر مرد خفیف الحاذ ہو
کہا یا رسول اللہ خفیف الحاذ کیا چیز ہو فرمایا وہ شخص ہی جسکے نہ بی بی ہو
اولاد ہو اور بعض فقرا نے کہا جب کہ اُس سے کہا گیا کہ نکاح کر لو - کہ میں
حاجتمند اپنے نفس کے طلاق دینے کی طرف زیادہ تر اسکی نسبت ہوں
کہ میں نکاح کرنے کی طرف حاجتمند ہوں اور بشر بن حرث سے کہا گیا کہ لوگ آپکے
میں کلام اور گفتگو کرتے ہیں کہا کیا کہتے ہیں کہا گیا کہ یہ کہتے ہیں کہ آپ تارک سنت
ہیں یعنی نکاح نہیں کرتے ہیں کہا کہ اُنسے کہدو کہ میں فرض میں سنت سے مشغول ہوں
اور وہ یہ کہا کرتے تھے کہ اگر ایک مرغی میری عیال ہو تو مجھے خوف ہو کہ میں پل
جلاد ہوں اور صوفی نفس اور اسکے مطالبہ کا مبتلا ہو اور وہ ایک شغل میں ہو جو
نفس سے بے شغل اور فارغ کرتا ہو اور جب اُسکے مطالبوں پر بی بی کے مطالبے
اور اضافہ ہونگے تو اُسکی طلب بھی مضاعف ہو جائیگی اور اُسکی ارادت جھک
جائے گی اور اُسکی عزیمت میں فتور آئے گا اور نفس نے جب طمع کی تو بس طمع ہی
اور جو قناعت کی تو بس قناعت ہی کی تو جوان آدمی جو خواہش نکاح کے ا
دور کرنے کی رکھتا ہو تو ہمیشہ روزہ داری سے مدد چاہے اس واسطے کہ نفس کے
قلع قمع میں اور اُسکے مغلوب کرنے میں روزہ کا اثر ظاہر ہو اور جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر جوانوں کی ایک جماعت پر ہوا اور وہ پتھر
اُٹھاتے تھے تو فرمایا اے گروہ جوانان جو تم میں سے نکاح کا مقدور رکھتے
چاہیے کہ نکاح کرے اور جسے مقدور نہو اُسے چاہیے کہ روزہ رکھے اسواسطے
کہ روزہ اُسکے لیے وجا ہو - اصل وجا خصیوں کا کوفت کوب اور ریزہ ریزہ
کرنا ہو عرب لوگ بکرے کو خصی کرتے ہیں تاکہ اُسکی فحولت اور تیزی جاتی رہے
اور موٹا تازہ ہو جاوے اور اُسی سے حدیث ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے دو مینڈھے موٹے خصی قربانی کیے اور کہا گیا ہو کہ وہ نفس ہو اگر تو
اسے مشغول نہ کیگا تو وہ تجھے مشغول کرے گا تو جب مرید جوان ہمیشہ عمل مین
مشغول رہے گا اور اُسکا عبادت مین گذارہ ہوگا تو نفس کے خطرات اُسکے کم ہو جائینگے
اور اُسکا عبادت مین مشغول رہنا اُسکو یہ ثمرہ دیگا کہ معاملہ کی جلادت اور اُس سے
زیادہ عمل کی محبت ہوگی اور سہولت کے دروازہ اُسپر کشادہ ہونگے اور عمل مین
زندگی بسر کرنا اُسپر آسان ہوگا پس وہ اپنے حال اور وقت پر اُسکی غیرت کرے گا
کہ زوجہ سے اُئمین کدورت آسئے اور تجرد مین مرید کے حسن ادب سے یہ بات ہو کہ
عورتون کے خیالات کو اپنے باطن مین جگہ نہ دے اور جب کبھی اُسکے دل مین عورت
اور شہوت کا خطرہ گذرے تو اللہ تعالی کی طرف حسن امانت کے ساتھ گریز کرے
پس اب حق تعالی قرت عزیمت سے اُسکا تدارک فرمائے گا اور نفس کی
مخالفت کے ساتھ اُسکی تائید کرے گا بلکہ اُسکے نفس پر نور اُسکے قلب کا عکس
ڈالے گا کہ بہ ثواب اُسکے اچھی توبہ اور رجوع کا ہو پھر مطالبہ سے نفس سکون
کرے گا بعد ازان اُسکے نفس پر ظاہر وہ باتین کی جائین جو نکاح سے اُسپر
عائد ہوتی ہین اور وہ یہ ہین کہ برے مقامون مین جائے جو ذلت اور خواری کو
پہونچائین اور ایک چیز کو بیوجہ حاصل کرے اور جو قطع رحم کرنے والون سے امید
کیجائے اس وجہ سے کہ خاطر ملتفت بی بی اور اسکی حراست کی طرف ہو اور بہت سی
کلفتین ہین جنکے شمار نہین ہوسکتے اور عبد اللہ بن عمرؓ سے پوچھا کہ جہد بلا
کیا چیز ہو کہا کہ کثرت عیال کی اور قلت مال کی اور بعضون نے کہا ہو کہ کثرت
عیال کی دو فقرین سے ایک ہو اور قلت عیال دو تونگری مین سے ایک ہی
اور ابراہیم بن ادہم کہتے تھے کہ جو عورات کی رانون کا عادی ہو وہ فلاح اور
نجات نہ پائے گا اور اسمین شک نہین کہ عورت رفاہیت اور تن آرائی کیطرف

بلاتی ہی اور مشغول باللہ ہونے کے قیام اور رات اور دن کے روزہ سے باز رکھتی اور باطن پر مفلسی کا خوف اور مال جمع کرنے کی محبت غالب ہوجاتی ہی اور یہ سب تجرد سے دور ہی اور ہر آئینہ وارد ہوا ہی کہ جب دو سو برس کے بعد زمانہ آئے تو میری امت کیلیے تجرد مباح ہی پھر اگر فقیر کے دل مین نکاح کے خطرے متواتر آئین اور باطن اُسکا علی الخصوص نماز اور ذکر اور تلاوت مین دور اور زائل ہو تو چاہیے کہ اول اللہ تعالیٰ سے مدد مانگے پھر مشائخ اور بھائیون سے اور اُنسے اپنے حال کی شرح کہے اور اُنسے خواہش کرے کہ وہ اسکے لیے اللہ سے حسن اختیار کی دعا مانگین اور زندہ اور مردے اور مساجد اور مشاہدون مین گھومتا رہے اور اُسکو بڑا کام جانے اور اسمین قلت توجہ اور پروا سے نہ آئے اس لیے کہ ایک بڑے فتنہ اور خطر عظیم کا دروازہ ہی اور ہر آئینہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ ہر آئینہ تمھاری بیبیان اور تمھاری اولاد تمھارے دشمن ہین تو اُنسے تم ڈرو اور اللہ تعالیٰ سے بہت عجز اور ضراعت کرے اور اُسکے سامنے خلوت مین خوب روئے اور استخارہ مکرر کرے اور ہر چند قوت اور صبر اُسے نصیب ہووے تاکہ صاف فضل الٰہی سے بھلائی اسمین ظاہر ہو جائے تو یہ کمال ہی کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ اُس کا کشف سچے پر کر دیتا ہی خواہ ممانعت ہو یا اجازت خواب مین ہو یا جاگتے مین یا اُسکی زبان پر جسکے دین اور حال کا اُسے وثوق ہو کہ وہ جب اشارہ کرتا ہی تو نہین کرتا مگر بچشم دل کی بصیرت سے اور جب وہ حکم کرے تو نہین کرتا مگر حق کے ساتھہ تو اسوقت اُسکا نکاح کرنا ایسا ہوتا ہی جسمین تدبیر اور مدد ہوتی ہی۔ اور ہم نے سُنا ہی کہ شیخ عبد القادر جیلی کو کسی نے صالحین سے کہا کہ نکاح کسواسطے کیا ہی آپ نے کہا مین نے تو نکاح نہین کیا جبتک کہ مجھ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین کہا کہ نکاح کریں آپ سے اس شخص نے کہا کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم رخصت کا حکم دیتے ہیں اور قوم کا طریق الزام عزیمت ہی تو میں
نہیں جانتا کہ شیخ نے اُسکے جواب میں کیا کہا الا میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم رخصت کا حکم دیتے ہیں اور اُسکا حکم زبان شرع پر ہی مگر جسنے التجا
جناب الٰہی میں کی اور اُسکی طرف نیازمندی کی اور اُس سے استخارہ کیا
تو اُسکو اللہ کشف کر دیتا ہی ایک آگاہی کے ساتھ جو خواب کے اندر ہو اور اُسکا یہ
امر امر رخصت نہیں ہوتا بلکہ وہ ایسا امر ہی جسکا اتباع ارباب عزیمت کرتے ہیں
اسواسطے کہ یہ علم حال سے ہی نہ علم حکم سے اور جو مجھے دل میں واقع ہوا اُسکی صحت
پر یہ دلیل ہی جو آپ سے منقول ہی کہ فرمایا میں زوجہ چاہتا تھا ایک مدت تک
اور تزوج پر جراءت نہیں کرتا تھا اس خوف سے کہ وقت مکدر ہوگا پھر میں نے
صبر کیا یہانتک کہ کتاب اپنی مدت کو پہونچ گئی اللہ تعالی نے چار بیبیاں مجھے
بھیجیں اُنمیں کوئی ایسی نہیں مگر یہ کہ وہ ارادہ اور رغبت میرے اوپر صرف
کرتی ہی پس یہ کمال صبر جمیل کا ثمرہ ہی تو جب فقیر صبر کرتا ہی اور اللہ سے کشود
مانگتا ہی اُسکو کشود اور راستہ ملتا ہی۔ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من
حیث لا یحتسب یعنی اور جو کوئی اللہ تعالی سے ڈرتا ہی اُسکے لیے راستہ بناتا ہی
اور رزق دیتا ہی اُسے اُس جگہ سے کہ وہ نجانتا ہو سو ہرگاہ فقیر بہت زیادہ
تضرع اور دعا کے بعد نکاح کرے اور اُسپر اللہ تعالی کی طرف سے کوئی وارد
اذن کے ساتھ نازل ہو تو یہ غایت اور نہایت منتہی ہے اور اگر اذن کے
پہونچنے تک صبر نکر سکے اور اُسکی کوشش دعا وزاری میں ہو چکے تو یہ حصہ
اُسکا اللہ تعالی کی طرف سے ہوگا اور اُسکی نیک نیتی اور صدق مطلب اور حسن حال
اپنے پروردگار پر بھروسہ کرنے کے باعث تائید اُسکی ہوگی۔ اور عبد اللہ بن عباس
سے منقول ہی کہا جوان کی عبادت پوری تب ہی ہوتی ہی کہ وہ نکاح کرے۔ اور مشائخ

خراسان سے ایک شیخ کا ذکر ہی کہ وہ نکاح بہت کیا کرتے تھے کہ دو یا تین بی بی سے
خالی نہ رہتے تو اسپر صوفیون نے اس بابت لعن کی تو کہا آیا کوئی تم مین سے جانتا ہی
کہ وہ اپنے معاملہ مین اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک جلسہ بیٹھا یا ایک وقفہ ٹھہرا اور پھر
اُسکے قلب پر خطرہ شہوت کا گذرا تو اُن صوفیہ نے کہا کہ ہمین کبھی ایسا ہوتا ہی تب کہا
اگر مین راضی اپنی تمام عمر مین تمھارے سے حال کے ساتھ ہون ایک وقت مین تو
مین ہرگز نکاح نکرتا ولیکن میرے قلب مین شہوت کا خطرہ کبھی نہین گذرتا کہ میرے
حال سے مجھے غافل کردے مگر یہ کہ مین اُسکا نفاذ کر دیتا ہون تا کہ اُس سے مجھے راحت
ملے اور اپنے شغل کی طرف رجوع کرون اُسکے بعد کہا کہ چالیس برس ہوئے کہ میرے
قلب پر گناہ کا خطرہ نہین گذرا ایس سچے لوگ نکاح کے کام مین نہین در آئے الا
بصیرت سے اور اُن لوگون نے مراد نفس کا انقطاع کرنا چاہا ہی اور کبھی تو دانا اور علماء
راسخ فی العلم کے لیے ایسے احوال نکاح کرنے مین حاصل ہوتے ہین کہ وہ مخصوص حیثین
کے ساتھ ہین اور وہ یہ ہی کہ نفوس اُن حضرات کے بہت بڑے مجاہدون اور مراقبون
اور محنتون کے بعد مطمئن ہو جاتے ہین اور قلوب اُنکے اقبال کرتے ہین اور قلوب کے
لیے اقبال اور ادبار ہی بعض صوفیہ کہتے ہین کہ ہر آئینہ قلوب کیواسطے اقبال
وادبار ہی تو جب وہ پیٹھ پھیرنے مین نرمی کے ساتھ راحت پاتے ہین اور جب
وہ پیش آتے ہین تو مشاق کی طرف پھیرے جاتے ہین درین صورت اُنکے قلوب ہمیشہ
اقبال کو تھوڑے وقت کے لیے کرتے ہین اور اُنکا اقبال دوام نہین رکھتا مگر
اس لیے کہ نفوس اُنکے طاغیت کے ساتھ ہین اور منازعت سے رکے ہوئے اور
قلوب مین مداخلت چھوڑے ہوئے ہین تو جب النفوس مطمئن ہون اور اپنی خطاؤن کی
اور وحشت اور بدخوئی سے ٹھہر جاتے ہین تو نفوس اُسکے ہمرت حقوق قلوب پر غالب
ہو جاتے ہین اور نساد ذاتہٗ اُنکے حقوق سے اُنکے حظوظ بھر جاتے ہین اس لیئے

اور حق مین قناعت ہی اور حظ مین وسعت ہی اور یہ صوفیہ کے علم دقیق سے ہی اسواسطے کہ یہ حضرات نکاح مباح سے حظوظ نفس کے پہونچانے مین وسعت پاتے ہین کیونکہ وہ نفس مخالفت ہوئی کرتا ہی حتی کہ مرض اسکا دوا اُسکی ہوجاتا ہی اور اُسکی مباح شہوات اور شرعی لذات اُسکو مضر نہین ہوتین اور اُسکی نیتون اور ارادون مین مخل نہین ہوتین بلکہ جب کبھی نفوس زکیہ اپنے حظوظ سے ملتے ہین تو قلب مین زیادہ انشراح اور انفساح ہوتا ہی اور قلب و نفس مین موافقت ہوجاتی ہی کہ ایک دوسرے پر عطوفت کرتا ہی اور ہر ایک جوان دونون مین سے جو حصہ پانے دوسرے کو زیادہ دیتا ہی سو جب کبھو اللہ تعالیٰ سے قلب اپنا حصہ لیتا ہی تو نفس کو طمانیت کا خلعت پہناتا ہی اسوقت قلب کو زیادہ چینان اسوجہ سے ہوتا ہی کہ نفس کو زیادہ اطمینان حاصل ہوتا ہی اور یہ تشبیہ پڑھتا ہی سے آسمان پوشاک جب بدلے تو پھر بدلے زمین + خوب پوشاکین جو دوا بہاری نے نہین + اور جب کبھو نفس اپنا حظ اُٹھاتا ہی تو قلب خوش ہوتا ہی کہ ہمسایہ کی راحت سے ہمسایہ شفیق راحت پاتا ہی ۔ بعض فقرا کو مین نے کہتے سنا ہی کہ نفس قلب سے کہتا ہی کہ تو میرا شریک کھانے پینے ہو مین تیرا شریک نماز مین ہونگا اور یہ کمیاب احوال سے ہی جو عالم ربانی کے سوا دوسرا اُسکی صلاحیت نہین رکھتا اور بہت سے مدعی ہین جو اپنی ذات سے اُسکا زعم کرکے ہلاک ہوتے ہین اور ایسا بندہ نکاح سے ترقی پاتا ہی اور اُسکو نقصان نہین پہونچتا ہی اور بندہ جب اُسکا علم کمال کو پہونچے تو وہ اشیا لیسے اخذ کرتا ہی اور اس سے اشیا نہیں اخذ کرتین ۔ اور جنید کا یہ حال تھا کہ کہتے تھے مین بی بی کی احتیاج اُسی قدر رکھتا ہون جیسے غذا کی مجھے احتیاج ہی ۔ اور بعض علما نے بعض لوگون کو صوفیون کے حق مین طعن کرتے ہوئے سنا تو کہا لے بھائی کیا چیز

تو تیرے نزدیک اُنہین کیا نقصان کی بات ہی تو کہا یہ لوگ کھاتے بہت ہین سو کہا اور تو بھی اگر بھوکا ہو جیسے وہ بھوکے ہوتے ہین تو ایسے ہی کھائے جیسے وہ کھاتے ہین بعدہ کہا اور نکاح بہت کرتے ہین سو کہا اور تو بھی اگر شرم گاہ کا حفظ کرے جیسے وہ حفظ کرتے ہین تو بھی نکاح کرے جیسے وہ نکاح کرتے ہین کہا اور کچھ اور بھی کہا کہ گانا سُنتے ہین تو کہا اور تو بھی اگر نظر کرتا جیسے وہ نظر کرتے ہین تو سُنتا جیسے وہ سُنتے ہین۔ اور سفیان بن عیینہ کہا کرتے بیبیون کی کثرت دنیا سے نہین ہی اسواسطے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین سب سے زیادہ زاہد دنیا کے کم رغبت کرنے والے تھے اور اُنکی چار بیبیان تھین اور سترہ لونڈیان اُنکی حرم تھین اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہا کرتے اس امت مین سب سے بہتر وہ ہی جسکی بیبیان بہت ہون در اخبار الانبیا مین مذکور ہی کہ ایک عابد دنیا سے عبادت کے لیے قطع تعلق کرکے بیٹھا یہان تک کہ اپنے اہل زمانہ پر فوقیت لے گیا اُسکا ذکر زمانہ کے نبی کے سامنے ہوا تو کہا اچھا آدمی ہی اگر وہ سنت سے کوئی چیز ترک نہ کرتا پھر عابد تک یہ بات پہونچی اُسکو دُبدے اندوہ مین ڈالا اور کہا مجھے کیا فائدہ عبادت سے ہی جو مین سنت کا تارک ہون پھر نبی علیہ السلام کے پاس آیا اور اُس سے پوچھا کہا ہان تو نکاح کا تارک ہی کہا مین نے اسواسطے نہین ترک کیا کہ اُسے مین حرام جانتا ہون اور مین صرف اس وجہ سے باز رہا ہون کہ مین فقیر ہون کچھ میرے پاس نہین ہی اور مین خود لوگون پر بار ہون کبھی ایکبار رجبے کھلاتا ہی اور ایکبار مجھے وہ کھلاتا ہی تو مجھے یہ مکروہ معلوم ہوتا ہی کہ ایسی عورت سے نکاح کرون جو سختی اور بلا مین اُسے ڈالون اور خواہ نخواہ اسے تنگ کرون تب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس سے کہا اور تجھے یہی امر مانع ہی کہا ہان آپ نے فرمایا مین تجھ سے اپنی بیٹی بیاہتا ہون اور اپنی بیٹی سے

اُنھون نے نکاح کر دیا اور عبد اللہ بن مسعود کہا کرتے جو میری عمر مین دس دن ہی
باقی رہین تو مجھے یہ بات محبوب و مرغوب ہی کہ مین نکاح کر دن اور مجرد العرب سے نہ ملون
اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مین نہین ذکر کیا مگر اُنھین انبیا کا جو بی بی والے ہین
اور بعضے کہتے ہین کہ یحییٰ بن زکریا علیہما السلام نے نکاح کیا اس سبب سے
کہ وہ سنت ہی اور بی بی کے پاس نہین جاتے تھے اور بعضون کا قول ہی
کہ عیسیٰ علیہ السلام قریب ہی کہ وہ نکاح کرین جب وہ زمین پر اُتر ینگے اور
اُنکے اولاد ہوگی اور بعضون کا قول ہی کہ بی بی والے کی ایک رکعت مجرد کی
ستر رکعت سے بہتر ہی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ کہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ نکاح میری سنت ہی پس میری سنت پر
جسنے عمل نہین کیا وہ مجھ سے نہین ہی پس تم لوگ نکاح کرو اسواسطے کہ مین تم سے
اُمت کو زیادہ کرنے والا ہون اور جو ذی مقدور ہو تو چاہیے کہ وہ نکاح کرے اور
جو ایسا نہو تو اُسپر روزہ لازم ہی اسواسطے کہ روزہ اُسکے وجاء ہین یعنی خصی کرنا ہی
اور بیاہے مرد کو چاہیے کہ زوجہ کے ساتھ زیادہ خلط اور صحبت کرنے سے پرہیز کرے
تا بجدیکہ درود وظائف اور انتظام اوقات سے جاتا رہے اسواسطے کہ اسمین افراط
کرنے سے نفس اور اُسکا لشکر قوی ہوتا ہی اور اُسکی علو ہمت مین فتور پڑتا ہی
اور بیاہے آدمی کے لیے بی بی کے سبب دو آفت ہین ایک آفت اُسکے عام حال
کے سبب ہی اور ایک آفت اُسکے خاص حال سے تو اُسکے حال کی آفت یہ ہی
کہ اسباب معیشت مین اُسے زیادہ اہتمام کرنا ہوتا ہی حسن بصری کہا کرتے واللہ
اُس مرد کی کسی دن صبح نہین ہوئی جو اپنی بی بی کی اطاعت اُسکی خواہش اور
فرمایش کے اندر کرتا ہو مگر یہ کہ اللہ اُسکو مُنھ کے بل دوزخ مین اوندھا ڈال دے
اور خبر مین ہی کہ لوگون پر ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ مرد کی موت زوجہ اور ماں باپ اور

اولاد کے ہاتھوں ہوگی جو اُسے مفلسی کے ساتھ شرما ئینگے اور اُسے تکلیفیں اُن
چیزوں کی دینگے جسکی طاقت اُسے نہوگی تو وہ ایسے ٹھکانوں میں جائیگا جن میں
اُسکا ایمان جاتا رہے تب وہ ہلاک ہوگا۔ اور روایت ہی کہ یونس علیہ السّلام کے
پاس ایک قوم آئی تو آپ نے اُنکی ضیافت کی اور آپ اپنے گھر میں آتے اور
جاتے تھے پس اُنکی بی بی اُنکو ستاتی تھی اور آپ پر ظلم اور زیادتی کرتی اور آپ
خاموش تھے تو قوم کو اس سے تعجب ہوا اور اُنسے پوچھتے ہوئے ڈرتے تھے
آپ نے کہا تم اس سے تعجب نہ کرو اسواسطے کہ اللہ سے میں نے دعا مانگی ہی
کہ اے میرے پروردگار کہ جو آخرت میں میرے اوپر عذاب کرے وہ دنیا ہی میں مجھے
دے تو حکم ہوا کہ تیرا عذاب فلانے شخص کی بیٹی ہی اُس سے تو بیاہ کرلے سو میں نے
اس سے نکاح کرلیا اور جو تم دیکھتے ہو اُسپر میں صابر ہوں۔ پس ہرگاہ کہ فقیر نے
افراط رعایت اور مدارات میں کی تو بیشتر وجہ شفقت میں حد اعتدال سے بڑھ جائیگا
تاکہ بی بی کی خوشی اور رضامندی حاصل کرے پر اُسکے عام حال کی یہ آفت ہی اور
آفت اُسکے خاص حال کی یہ ہی کہ اُسکے ساتھ خلط اور صحبت رکھیگا تب نفس اعتدال
کی قید سے آزاد ہو جائیگا اور غرض کا بندہ دور کے بڑھنے سے ہوگا پھر قلب پر اسکے
سبب سہو اور غفلت غالب ہو جائیگی اور وہ سستی اور درنگ کی جگہ میں بیٹھنا چاہیگا
پھر اوراد کی قلت سے واقعات اور واردات کم ہو جائینگے اور شروط اعمال کے
اہمال سے حال اُسکا کم رہیگا اور اُن دونوں آفات سے بعضی آفت زیادہ لطیف
ہیکہ وہ اہل قرب و حضور کے ساتھ مخصوص ہی اور یہ اسواسطے کہ نفوس کیلیے ملاعبت
اور ملاپ کے لگاؤ سے نفس قوی بازو اور زور آور ہو جاتا ہی اور اُسکی افسردہ
طبیعت نمناک اور اُسکی بجھی ہوئی آگ شعلہ زن ہوتی ہی تو اس آفت کی دوا
اور علاج یہ ہی کہ بی بی کی صحبت اور مجالست میں اسکے باطن کی دوا آنکھیں جو ان

جن سے وہ اپنے محل کو دیکھتا ہے اور دو ظاہری آنکھیں جو اپنے ہیولی کے طریق
مین استعمال کرے اور اسکو رابعہ نے نظم کیا ہے جسکا یہ ترجمہ ہے ؎ تجھے مین نے
دل مین کیا ہم نشین ٭ رہے جسم مین جو چاہے جو یار ہو ٭ مرا جسم ہے یار کا غمگسار ٭
وہ دل مین ہے جس سے دل پیار ہو ٭ اور ان مین سے دوسری آفت زیادہ
لطیف ہے جس سے متال ڈرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ روح کو لطف جمال سے
آفت کی طلب ہوتی ہے اور یہ مہتراست روح پر موقوف ہے اور جب روح مین جو حضرت
الوہیتہ کے تعلق کے ساتھ مخصوص ہے وہ دخیل اور لطانہ بن جاتا ہے تو روح مین بلادت
اور عبادت آجاتی ہے اور فتوح کی ترقی کا سدباب ہوتا ہے اور اس بلادت کا شعور
اور امتیاز روح کے اندر کمتر ہوتا ہے تو چاہیے کہ تم ڈرو اور حذر کرو اور اس قبیل کی
آفت ایک گروہ مین پھیل گئی ہے جو مشاہدہ کے قابل ہوتی ہے اور جبکہ اجلال
مین ایک لطانہ حب کا ہو جس سے روح کی بلادت دفع ہو کہ جب بارگاہ الٰہی کے
قیام مین پیدا ہو تو کیا تمھارا ظن اس شخص کے حق مین ہے جو باب غیر مشروع مین دعوی
کرتا ہے اسکو سکون نفس مغرور اور مفتون کرتا ہے اور یہ گمان اسکو ہے کہ سرگرزدہ از قبیل
ہوئی ہوتا تو نفس کو سکون ہوتا اور حال یہ ہے کہ نفس اسمین ہمیشہ ساکن نہین ہوتا بلکہ
روح سے وہ وصف سلب کرتا ہے اور اُسے اپنی طرف اس صورت سے اخذ کرتا ہے کہ مین
اُن باتون سے بچ گیا ہون جنمین اور لوگ مشاہدہ سے مفتون اور مغالطہ مین پڑے
ہوتے ہین تو یہ ہے صورت فسق سے جو اُسکے نزدیک شراب شہوت کی جھنگ اور
کیف مین محفوظ اور مصئون امر حاصل کیا ہے اسواسطے کہ اگر علت شراب کی جاتی
رہتی تو جھنگ اور کیف باقی نہ رہتی تو اس سے قطعاً حذر کرنا چاہیے اور جو اسمین حال اور
صحبت مین دعوی کرے اسکی بات نہین سننی چاہیئے اسواسطے کہ وہ جھوٹا مدعی ہے اور
اسی بات کے واسطے صوفیون نے کہا ہے کہ جماع عشق کے ہیجان کو سکون دیتا ہے پر جنید

غیر معشوق سے ہو بس جاننا چاہیے کہ اُسکی مستند اُسکی شہوت ہی اور جو حال کا ایسی دعویٰ کرے جھوٹا ہی اور یہ متاہل بی بی والے کی آفتین ہین اور مجرد بن بیاہے کی آفت عورات کا اُسکی خاطر مین گذرتا ہی اور اُس کے خیال مین آتا ہی۔ اور جسکے باطن مین طہارت دی گئی ہی تو اُسکا باطن شہوت کے خطرات سے میلا نہین ہوتا اور اُسکے دل مین خطرہ آئے تو حسن توبہ اور پناہ فقراسے اُسے مٹاتا ہی اور جب فکر نے فسانہ گوئی کی تو خطرہ کثیف اور پُرکار ہو جاتا ہی اور قلب سے نکل کر سینہ تک پہونچتا ہی اور اس حالت مین خطرہ کے ساتھ عضو کے حواس سے خوف کرے تو یہ پوشیدہ عمل ہی اور کیا ہی بُری بات اُس سچے آدمی کے لیے جو حضوری اور بیداری کی طرف تاک لگا رہا ہو پس یہ حال فاحشہ ہی اور بیشک یہ قول کہا گیا ہی کہ خیال فاحشہ کا عارفون کے قلب مین گذرنا ایسا ہی ہی جیسے فعل اُن لوگون کا جو اُسے کرتے ہین واللہ اعلم

بائیسوان باب قول کی بابت ہی جو سماع مین قبول اور اختیار کے رو سے ہی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی پس خوشخبری میرے اُن بندون کو دے جو قول کو سنتے ہین پھر اُسمین سے جو احسن اور بہت اچھا ہو اُسکی پیروی کرتے ہین یہ وہ لوگ ہین جنکو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہی اور یہ لوگ صاحب عقل و دانش ہین بعضے صوفیہ نے کہا ہی کہ احسن کے معنی یہ ہین کہ جو زیادہ ہدایت اور ارشاد کرے اور حق عزوجل نے فرمایا ہی اور جسوقت اُس چیز کو سُنا جو رسول پر اُتاری گئی ہی تُو اُنکی آنکھون کو دیکھیگا کہ آنسو بہا رہے ہین اُن چیزون سے جو اُنھون نے سچی سچی جانی ہین یہ منادی حق سُنانی جسمین اہل ایمان دو آدمی بھی اختلاف نہین کرتے اُسکے سُننے والے

سکے لیے حکم کیا گیا ہی کہ وہ صاحب ہدایت اور ذی عقل ہی اور یہ سماع اپنی حرارت کو یقین کی برودت پر وارد کرتا ہی تو آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اسواسطے کہ وہ آنسو کبھی رنج اور غم کے سبب جوش کرتا ہی اور رنج وحزن گرم ہی اور کبھو شوق کے سبب جوش کرتا ہی اور شوق گرم ہی اور کبھو ندامت سے جوش کرتا ہی اور ندامت گرم ہی تو جسوقت سماع ان صفات کو جوشش میں لایا ایسے صاحب دل جو یقین کی برودت سے مملو ہی تو اُسکو رُلاتا ہی اور آنسو وں کو جاری کرتا ہی اسواسطے کہ حرارت اور برودت جب آپس میں ٹکراتی ہیں وہ دونوں پانی ٹپکاتے ہیں تو جب قلب میں سماع نازل ہوتا ہی کبھو تو اُسکا نزول خفیف ہوتا ہی تو اُسکا بدن میں اثر ظاہر ہوتا ہی اور بدن کی جلد کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں اللہ تعالی فرماتا ہی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم یعنی اُس سے اُن لوگوں کی کھال پر بال کھڑے ہوتے ہیں جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور کبھو اُسکا وقوع اور ورود عظیم ہوتا ہی اور اثر اُسکا سمت دماغ کے اوپر گرتا ہی اُس چیز کے مثال جو عقل کی خبر دینے والی ہو تو ایک حادث چیز کا گرنا عظیم معلوم ہوتا ہی پھر اُس سے آنکھ آنسو گراتی ہی اور کبھو اُسکا اثر روح کی طرف گرتا ہی اور اُس سے روح ایسی تموج سے لہراتی ہی کہ قالب کا میان بند قریب ہوتا ہی کہ اُس سے تنگ ہو جاسے اور آپین نہ سمائے تب اُس سے چیخ نکلتی ہے اور مرتبہ پیدا ہوتا ہی اور یہ سب احوال ہیں جنکو اصحاب حال ست اہل حال پاتے ہیں اور کبھو ہواے نفس کی دلالت سے اُسکی نقل جھوٹے لوگ اُتارتے ہیں۔ روایت ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ اکثر اپنے ورد میں کسی ایک آیت سے گذرتے تو آنسو اُنکا گلا دباتا تھا اور آپ گر پڑتے اور ایک دو دو دن گھر رہتے حتے کہ لوگ اُنکی عیادت کو آتے اور بیمار سمجھے جاتے تھے پس سماع اسے کریم سے رحمت کو کھینچتا ہی۔ زید بن اسلم نے روایت کی ہی کہا کہ

ابی بن کعب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے قرأت کلام مجید کی پڑھی تو سب کو رقت ہوئی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رقت کے وقت دعا کو غنیمت جانو اور ام کلثوم سے روایت ہو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ جب اللہ کے خوف سے بندہ کے بدن پر بال کھڑے ہو جائیں تو اُس سے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جسطرح کہ سوکھے درخت سے پتے جھڑتے ہیں اور یہ بھی وارد ہوا ہو کہ جب اللہ کے خوف سے بدن پر بال کھڑے ہو جائیں اللہ تعالے اُسکو دوزخ پر حرام کر دیتا ہو اور یہ سب وہ ہیں جس سے انکار نہیں کیا جاتا اور نہ اُنہیں اختلاف ہو اختلاف نہیں۔ مگر اشعار الحان کے ساتھ سننے میں اور آئیں بہت کثرت سے اقوال ہیں اور احوال جدا جدا ہیں بعضے منکر اُسے فسق سے ملاتے ہیں اور بعض مریض اُسکی شہادت دیتے ہیں کہ وہ حق واضح ہو اور یہ دونوں افراط اور تفریط کی طرف کھینچتے ہیں۔ ابوالحسن بن سالم سے پوچھا گیا کہ سماع کا انکار کس طرح کرتے ہو حالانکہ جنید اور سری سقطی اور ذوالنون اُسے سنا کرتے تھے تو کہا میں کیونکر سماع کا انکار کروں حالانکہ اُس شخص نے جائز رکھا ہو اور سنا ہو جو مجھ سے بہت بہتر ہو۔ ہر آئینہ جعفر طیار سنا کرتے تھے اور منکر وہی ہو جو لہو و لعب سماع میں ہو اور یہ قول صحیح ہو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ ہر آئینہ ابو بکر اُنکے پاس آئے اس حال میں کہ آپ کے پاس دو لونڈیاں گا رہی اور دف بجا رہی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر اوڑھے ہوئے تھے تو اُن لونڈیوں کو ابو بکر نے جھڑکا اُسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منھ کھولا اور فرمایا ابو بکر اُن دونوں کو چھوڑ دو کہ ہر آئینہ عید کے دن ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو کہ مجھے اپنی چادر میں چھپا لیتے اور میں اُن

حبشیوں کی طرف دیکھتی جو مسجد مین کھیلتے تھے حتی کہ تھک جاتے اور شیخ ابوطالب
مکی رحمۃ اللہ نے اُنکا ذکر کیا ہی جو اُسکے جائز رکھنے کی دلالت کرتی ہی اور بہت سے
سلف صحابی اور تابعین وغیرہم سے نقل کی ہی اور شیخ ابوطالب مکی کا قول معتبر ہی
کہ علم وافر اور کمال حال اُنکو تھا اور سلف کے احوال جانتے تھے اور ورع وتقوے
مین تھا اور صواب اور اولی کو سوچتے اور شائستہ کرتے تھے اور اُسنے کہا ہی کہ
سماع حرام ہی اور حلال ہی تو جسنے اُسے نفس کے شاہدہ شہوت اور ہوی سے سنا
تو حرام ہی اور جسنے اُسکے معقول کو مباح صفت پر لونڈی یا زوجہ سے سُنا وہ مشتبہ ہی
اس لیے کہ لہو اُسمین داخل ہی اور جسنے اسے قلب سے سنا جو ایسے معانی کا مشاہدہ
کرتا ہی کہ اُسکو دلیل پر پہونچاتا ہی اور اسکے شاہد طرقات جلیل ہین تو وہ مباح ہی
اور یہ شیخ ابی طالب مکی کا قول ہی اور وہ صحیح ہی پس سب اُسکے منع اور تحریم پر اطلاق
قول نہین ہوتا اور نہ اُسکے سُننے والے پر انکار کا ہوتا ہی جیسا کہ اُسکے انکار مین
مبالغہ کرنے والے قاری لوگ زاہد بنے ہوے کرتے ہین اور نہ اُسمین علی الاطلاق
رخصت دیجاتی ہی جیسا کہ ہنسی باز اُسکے ساتھ چھوڑنے والے اُسکے شروط اور
آداب کے جسنے والے اصرار پر کرتے ہین اور ہم تفصیل وار اُسمین جو امر ہی اُسکو
بیان کرینگے اور تحریم اور تحلیل سے اُسکی ماہیت کو واضح کرینگے پس دف اور
بانسرا اُن دونون مین ہر چند مذہب شافعی کے موافق وسعت ہی مگر اُن دونون
کا ترک اور احوط کا لینا اور خلاف سے نکلنا اولے ہے اور اسکے سوا
قصائد بہشت اور دوزخ کے ذکر اور آخرت کی ترغیب اور ملک جبار کی
نعمتون کی توصیف اور عبادات کے تذکرہ اور خیرات کی طرف شوق دلانے مین
ہین تو انکار کی کوئی سبیل نہین ہی اور اسی قبیل سے ہین غازی اور حاجی لوگون کے
قصیدے جہاد اور حج کی تعریف مین جن سے غازیون کے دبے ہوے عزم اور

حاجیوں کے ٹھنڈے شوق جوش میں آئیں اگرچہ تمہارا ایسے ہوں جنمیں ذکر
قد اور رخسار اور عذار وغیرہ کے حسن و جمال کا ہو تو ایسے سماع کے بیچ جائز اہل
دیانات کے لائق نہیں ہی اور اگر ایسے ہوں جنمیں ذکر جدائی اور وصل اور قطع
اور ہجر کا اس قسم سے ہو کہ جبکہ محمول امور حق سبحانہ و تعالیٰ پر کرنا قریب ہو اور
وہ مریدوں کے احوال بدلتے رہنا اور طالبین کے سر پر آفات آنی ہی اور جو
اسکو سننے اور اسکے نزدیک ایک حادثہ ہو گذشتہ پر نادم ہو یا اسکے نزدیک
امور آئندہ کا عزم تازہ ہو تو اسکے سماع پر کیونکر انکار کیا جاے اور ہر آئینہ
کہا گیا ہی یہ بعض اہل وجد سماع سے رزق اور قوت پاتے ہیں اور اس سے
طے اور وصال کے روزوں کے لیے تقویت حاصل کرتے ہیں اور سماع کے وقت
شوق جوش کرتا ہی کہ اس سے بھوک کی سوزش جاتی رہتی ہی پھر جب بندہ ایک
بیت شعر کی سنتا ہی اور اسکا قلب اسمیں حاضر ہوتا ہی گویا وہ ساربان حدی خواں
سنتا ہی جو کہتا ہی مثلاً ۔ الٰہی توبہ کرتا ہوں کہ میں نے ٭ خطا کی اور ہوس
افزوں معاصی ٭ مگر لیلے کے عشق اور اسکے ملنے ٭ اور اسکے دیکھنے
توبہ کب کی ٭ اور اسکا دل خوش ہوتا ہی کیونکہ وہ اسمیں ایک قوت عزم
پاتا ہی جس سے آخر وقت تک امر حق پر ثابت قدم رہے وہ اس سماع سے
ذکر الٰہی کرنے والا ہوتا ہی ہمارے بعض اصحاب نے بیان کیا ہی کہ ہم اپنے
کے وجدان کو تین چیزوں میں بیجا نا کرتے تھے سوال کے وقت غصہ سے اور
اور سماع کے وقت ۔ اور جنید کا قول ہی کہ اس گروہ پر تین جگہ رحمت نازل ہوتی
کھانے کے وقت اسواسطے کہ وہ فاقہ کے بعد کھانا کھاتے ہیں اور جب باہم
ذکر الٰہی کرتے ہیں اسواسطے کہ وہ وقت سماع صدیقین اور احوال انبیا میں ہی
وہ سماع کرتے ہیں اسواسطے کہ یہ لوگ وجد اور حال سے سماعت کرتے

اور حق کے سامنے حاضر ہوتے ہیں اور ابو القاسم نصرآبادی سے وجد عند السماع
کی بابت پوچھا گیا تو کہا کہ یہ لوگ اُن معانی سے آگاہ ہوتے ہیں جو اور لوگوں سے
چھپے ہوئے ہیں پس اُنکی طرف اشارے وہ معانی کرتے ہیں کہ یہاں آؤ یہاں آؤ
اور اس سے خوشی کے باعث لطف اور حظ اُٹھاتے اور ناز و نعمت سے متمتع
ہوتے ہیں اور وقت پر حجاب آجاتا ہی تب یہ خوشی پلٹ کر زاری ہو جاتی ہی پھر
بعضے تو اُنمیں سے کپڑے پھاڑتے ہیں اور بعضے اُنمیں سے روتے ہیں اور بعضے
چیخیں مارتے ہیں۔ محمد بن سلیمان سے روایت ہی کہ وہ کہتے تھے صاحب سماع
استتار اور تجلی کے درمیان ہی تو استتار سوزش کا ثمرہ دیتا ہی اور تجلی مزید
ورکا فائدہ دیتی ہی تو استتار سے حرکات مریدین کے پیدا ہوتے ہیں اور وہ ضعف
اور عجز کا محل ہی اور تجلی سے واصلین کو سکون حاصل ہوتا ہی اور وہ محل استقامت
و تمکین کا ہی اور اسی طرح محل حضرت ہی کہ اسمیں بجز اسکے کہ نور دہیبت میں
گھٹا ہوا کیا کرے اور کچھ نہیں ہی اور عبد الرحمن سلمی نے کہا کہ مین نے اپنے دادا
سے سنا ہی کہ وہ کہتے تھے مستمع کو چاہیے دل زندہ اور نفس مردہ سے سماع کو
سُنے اور جسکا دل مردہ اور نفس زندہ ہو اُسکے لیے سماع حلال نہیں ہی اور اس
اللہ تعالی کے معانی میں یزید فی الخلق ما یشاء مذکور کہا گیا ہی کہ صوت حسن
اور آواز خوش ہی اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی اللہ خوش آواز آدمی کے
اس کو اُس سے بڑھ کر سنتا ہی جو کوئی مالک اپنی لونڈی کی بات سننے کی طرف
متوجہ ہوکر سنتا ہی۔ جنید سے نقل ہی کہ خواب میں ابلیس کو مین نے دیکھا
میں نے کہا کہ ہمارے دوستوں سے کسی چیز میں ظفریاب ہوتا ہی یا اُن سے
کچھ ملتا ہی تو جواب دیا کہ میرے اوپر اُنکا کام دشوار رہا ہی اور میرے اوپر
بڑی مہم ہی کہ اُنسے میں کچھ پاؤں مگر یہ دو وقتوں میں میں نے کہا کہ کونسا وقت کہا

ایک سماع کے وقت اور نظر کے وقت کہ اُنسے مین چور الیتا ہون اور اُسس سے
اُسپر مین بہو نختا ہون کہا مین نے اپنا خواب بعض مشائخ سے کہا تو اُسنے جواب
مین کہا کہ اگر مین اُسے دیکھتا تو اُسس سے کہتا کہ اے احمق جسنے اُس سے سماع کیا
جبکہ سماع کیا اور جسنے نظر اُسکی طرف کی جبکہ اُسنے نظر کی تو اُس سے تجھے کچھ
راحت ملتی ہی یا اُس سے تو کچھ اُڑا سکتا ہی تو مین نے کہا آپ نے سچ کہا اور
عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرے پاس ایک کنیز تھی کہ مجھے گانا سُنا رہی تھی
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور وہ اپنے بدستور گاتی رہی
پھر عمر آئے تو وہ بھاگ گئی اُسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے تو
عمر نے کہا یا رسول اللہ کس چیز سے آپ کو ہنسی آئی تو آپ نے اُسنے کنیز کی
بات کہی تو عمر رض نے کہا کہ مین یہان سے نہ ہٹون گا جب تک کہ مین وہ بس نہ لون
جو رسول اللہ نے سُنا ہی تب حضرت علیہ السلام نے اُس کنیز کو حکم دیا اور اُسنے
گانا سُنایا - اور شیخ ابو طالب مکی نے ذکر کیا ہی کہ عطا رح کے یہان دو کنیزین
تھین جو گایا کرتین اور اُسکے بھائی اُن کنیزون کے پاس جمع ہوتے تھے اور
کہا مین نے ملاقات ابو مروان قاضی سے کی ہی اور اُسکے یہان کنیزین تھین جو گانا
سنایا کرتین کہ صوفیہ کے لیے تیار کی تھین اور یہ قول جو مین نے نقل کیا ہی شیخ
ابو طالب مکی کا ہی پھر کہا اور میرے نزدیک اس سے اجتناب صواب اور بہتر ہی اور
وہ نہین قبول کیا جاتا مگر اس شرط سے کہ قلب طاہر ہو اور آنکھ بند ہو اور قول
تعالی کے شرط کا وقار ہی یعلم خائنة الاعین وما تخفی الصدور - اور یہ قول شیخ ابو طالب
مکی سے نہین ہی مگر عجیب اور غریب اور اسکے مثل سے منزہ صحیح ہی اور حدیث
داؤد علیہ السلام کی مدح کے اندر وارد ہی کہ وہ خوش آواز تھے اور نوحہ اور زبور
پڑھنے مین تھے یہان تک کہ انس وجن اُسکی آواز سننے کے لیے جمع ہو جاتے اور

جنازہ اُسکی مجلس سے اُٹھائے جاتے تھے۔ اور ابی موسی اشعری کی تعریف مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ ہر آئینہ وہ آل داؤد کی مزامیر سے ایک مزمار عطا کیا گیا ہو اور رسول اللہ علیہ السلام سے روایت ہو کہ آپ نے فرمایا ہو کہ ان من الشعر لحکمۃ۔ یعنی ہر آئینہ شعر حکمت ہو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور آپ کے پاس ایک قوم بیٹھی قرآن پڑھ رہی تھی اور ایک قوم شعر پڑھتی تھی تو اُس شخص نے کہا یارسول اللہ قرآن اور شعر آپ نے فرمایا۔ من ہذا مرۃ ومن ہذا مرہ۔ یعنی ایک دفعہ اس سے اور ایک دفعہ اس سے اور نابغہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیتین پڑھین جنمین کی یہ ہین ~~ ولاخیر فی حلم اذا لم یکن لہ ✣ بوادر تحمی صفوۃ ان یکدرا ✣ ولاخیر فی امر اذا لم یکن لہ ✣ حلیم اذا ما اوردالامر اصدرا ✣ یعنی اُس حلم مین کوئی خیر وخوبی نہین ہو جب کہ اُسکو یہ بات حاصل نہین ہو کہ خطا اور غلطی کو اسکی صفائی کدورت سے حفاظت نہ کرے اور نہ کوئی خوبی اُس بات مین ہو کہ اُسکے لیے کوئی ایسا حکیم نہو کہ جب وہ کسی امر کو وارد کرے تو اُسکا اصدار بھی کرے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہا یا ابا لیلی اللہ تیرے مُنھ کی آواز بند نکرے بعد ازان وہ سو برس تک زندہ رہا اور وہ سب آدمیون سے زیادہ خوبصورت اور خوشنما اُسکے دانت آگے کے تھے۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسان کے لیے مسجد مین منبر رکھواتے تو وہ منبر پر کھڑے ہوکر اُن لوگون کی ہجو کرتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتے تھے اور آپ فرماتے صلی اللہ علیہ وسلم کہ روح القدس حسان کے ساتھ ہو جب تلک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لڑائی لڑتے ہین۔ اور ابو العباس خضر کو بعض صالحین نے دیکھا کہا کہ مین نے اُس سے کہا سماع کی بابت کیا کہتے ہو جسمین اصحاب اختلاف کرتے

ہین کہ وہ صاف آب زلال ہے کہ اُسپر کوئی نہین ٹھہرتا مگر علما کا قدم - اور ممشاد دینوری
سے منقول ہے کہ کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا تو مین نے
عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ اس سماع سے کچھ انکار کرتے ہین فرمایا کہ مین اس سے
انکار نہین کرتا مگر اُن سے کہدے کہ اُس سے پہلے قرآن پڑھین اور اُسکے بعد
قرآن پڑھین سو مین نے کہا یا رسول اللہ وہ لوگ مجھے ایذا دیتے اور خوش
ہوتے ہین آپ نے فرمایا کہ اُنسے تحمل کر یا ابا علی کہ وہ تیرے اصحاب ہین ممشاد
فخر کرتے اور کہتے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنیت بخشی - گروہ
انکار کی آفتین یہ ہے کہ ایک مریدون کی جماعت مبادی ارادت مین در آئے اور صدق
مجاہدہ پر اُنکے نفوس مشتاق نہین ہوے تاکہ صفات نفس سے ظہور اور احوال قلب
کا غلبہ اُنکو پیدا ہوا اور اُنکی حرکات کو قانون علم سے منضبط کرین اور وہ جان لین کہ
اُنکے فائدہ کی باتین کیا ہین اور اُنکے نقصان کی باتین کیا ہین - حکایت ہے کہ
جب ذوالنون بغداد مین آئے تو ایک جماعت اُنکے پاس آئی اور اُنکے ساتھ
ایک قوال تھا پھر آپ سے اُن لوگون نے اجازت مانگی اور آپ نے کہا اچھا
اُسوقت قوال نے یہ اشعار کہے شعر صغیر هواک عذبنی ÷ فکیف به اذا احتنکا ÷
وانت جمعت من قلبی ÷ هوی قد کان مشترکا ÷ اما ترثی لمکتئب ÷ اذا ضحک الخلی
بکا ÷ پھر اُنکا دل خوش ہوا اور کھڑے ہو گئے اور وجد کیا اور پیشانی کے بل گر پڑے
اور اُنکی پیشانی سے خون ٹپکتا تھا اور زمین پر نہین گرتا تھا پھر اُن لوگون مین سے
ایک شخص کھڑا ہوا سو اُسکی طرف ذوالنون نے دیکھا اور کہا خوف اور اندیشہ کر
اُس سے جو تجھے دیکھتا ہے جبکہ تو کھڑا ہوتا ہے پھر وہ شخص بیٹھ گیا اور اُسکا بیٹھنا
اُسکے صدق اور علم کے سبب تھا اگر وہ کامل الحال نہین ہے تو واجد کے ساتھ
کھڑے ہونے کے لائق اور قابل نہین ہے پس اُنہین سے ایک شخص بغیر سوچے

اور بغیر جذبے اپنے قیام کے کھڑا ہو جاتا ہی اور یہ اس سبب سے ہوتا ہی کہ جب
اُسنے ایک موزون لحن راگ کے سُننے اور نفس کا حجاب جو طبیعت کے انبساط
سے متشرح ہی قلب کے چہرہ پر لٹک پڑتا ہی اور طبیعت سے جو خوشی پیدا
ہوتی ہی اُسکے خونت کو کم کر دیتی ہی تو پھر وہ اُٹھ کھڑا ہوتا ہی اور موزونیت کے
ساتھ رقص کرتا ہی جو تصنع سے ملا ہوا ہوتا ہی اور وہ اہل حق کے نزدیک حرام
ہی اور وہ گمان کرتا ہی اُسے کہ قلب کی خوشی ہی اور حالانکہ اُسنے نہ وجہ قلب کو
اور نہ اُسکی خوشی کو اللہ تعالی کے ساتھ دیکھا ہی اور سمجھے اپنی زعم کی قسم ہی کہ وہ
قلب کی خوشی ہی ولیکن قلب نفس کے رنگ سے رنگا ہوا ہی جو ہوائی کی طرف
مائل اور ہلاکت کے لیے موافق ہی نہ وہ حرکات مین حسن نیت کی طرف راہ پاتا ہی
اور نہ وہ صحت ارادہ کی شرائط کو پہچانتا ہی اور ایسے ہی رقص کے لیے کہا گیا ہی کہ
الرقص نقص - یعنی رقص نقصان ہی اسواسطے کہ طبیعت سے صادر ہوا ہی نیت
صالحہ کے مقرون نہین ہی علی الخصوص جبکہ اُسکے حرکات کی آمیزش تمسخر نفاق
اور دورنگی کے ساتھ تودد اور تقرب بعض حاضرین سے جا ملی ہو بغیر اُسکے کہ نیت ہو
بلکہ نشاط نفس کی دلالت سے اور وہ یہ ہی کہ وہ معانقہ کرتا ہی اور ہاتھ پانون کو
بوسہ دیتا ہی اور اسکے سوا اور حرکات جنپر متصوفہ سے کوئی بجز اُنکے اعتماد نہین کرتا
جنکو تصوف سے سوا لباس اور صورت مخصص کے اور کچھ حاصل نہین ہی یا کہ قوال
مرد ہو جسکے دیکھنے کی طرف نفوس متجذب ہوتے ہین اور اُس سے لذت حاصل
کرتے ہین اور دل مین بڑے خطرے آتے ہین کہ عورات کا امر مجلس قریب ہو اور
باطن جو ہوی سے بھرے ہوئے ہین حرکات اور رقص اور اظہار تواجد کی سفارت
سے مراسلت اور خط کتابت کرتے ہین تو یہ عین فسق ہی جسکی حرمت پر اجماع
و اتفاق ہی تو اس وقت تکیلے لوگ یعنی جنکا آخر مین ذکر ہوا زیادہ کی امید کے

قابل از روے حال ان لوگون سے ہین جنکا یہ منصوبہ اور یہ حرکتین ہین اسواسطے
کہ وہ انکا فسق دیکھتے ہین اور یہ اُسکو نہین دیکھتے اور اُسے عبادت ظاہر اُس
شخص پر کرتے ہین جو نہین جانتا کہ اُس نے اہل دیانات سے ایک کو تہمت
لگائی اُسپر راضی ہوتا ہی اور اُسکو بُرا نہین جانتا ۔ تو اس وجہ سے منکر کے لیے انکار
پہونچا اور وہ معذرت کا مستحق ہی سو بہت سی حرکتین سخت عداوت کی موجب
ہوتی ہین اور بہت سی پراگندگیان وقت کو بے رونق کردیتی ہین پس منکر کا مرید
طالب پر انکار ایسی حرکتون سے اُسکو روکتا ہی اور ایسے مجالس سے اُسے ڈراتا ہی
اور یہ انکار صحیح ہی اور کبھو ایسا ہوتا ہی کہ بعضے صادق سچے آدمی ایک بے تمک
اور وزن کے سبب رقص کرنے لگتے ہین بدون اسکے کہ وجد اور حال کا اظہار کرین
اور اسمین وجہ اسکی نیت کی یہ ہوتی ہی کہ وہ بسا اوقات حرکت مین بعضے فقراسے
موافقت کرتا ہی پھر وہ ایک موزون حرکت کے ساتھ جنبش کرتا ہی بدون اُسکے
کہ وہ وجد اور حال کا دعویٰ کرے اُسکی حرکت باطل کی طرف پھیری جاتی ہی
اسواسطے کہ وہ حرکت ہر چند شرع کے حکم مین حرام نہین ہی مگر وہ بحکم حال حلال
نہین ہی اسوجہ سے کہ اُسمین لہو ہی تو اُسکی حرکات اور رقص اُن مباحات کی
قبیل سے ہو جاتی ہین جو اُسپر ہنسی اور کھیل اور بی بی اور اولاد کے کھانے
سے گذرتے ہین اور یہ خوش دلی کے باب مین داخل ہوتے ہین اور یہ اکثر
حسن نیت کے سبب حادث ہو جاتا ہی جب اُس سے نیت ہو کہ نفس کی
تکان دور کرے ۔ جیسے کہ حضرت ابی درداء رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ
ہر آئینہ آپ نے کہا کہ مین ایک باطل شے سے اپنے نفس کی تکان دور کرتا ہون
تاکہ یہ مددگار میرے لیے حق پر ہو اور آرام کے مقام پر نماز کا اوقات مین
پڑھنا گردہ ہی کہ اللہ کا کام کرنے والے آرام پائین اور نفوس اپنے بعض

مناسب کے ساتھ ترک عمل سے مدارات سکیے جائین اور مہلت کی جگہ خوش آئیند
معلوم ہون اور انہی ترکیب خلقت اور پیدایش کی ترتیب سے آدمی ہر ہر قسم کا
اپنے اصول خلقت کے اقسام سے ہوتا ہے اور اسکی شرح دوسرے کسی باب مین
گذر چکی ہو اُسکے قوی حق محض پر صبر کرنے کو وفا نہین کرتے تو ایسی باتون مین جنکو
ہم نے ذکر کیا ہو وسعت کا دنیا اُس قسم کے مباح سے ہو جولہو کی طرف جو باطل نہین ہو
کشش کرے اُس سے حق پر مددلیجائے اسواسطے کہ مباح اگرچہ حقیقت شرع مین
باطل نہین ہو اسواسطے کہ مباح کی تعریف یہ ہو کہ اُسکے دونون طرف برابر ہون اور
دونون جانب اُسکے معتدل ہون مگر یہ کہ وہ احوال کی نسبت باطل ہو اور مین نے
سہل بن عبداللہ کے بعضے کلام مین دیکھا ہو کہ وہ صادق کے وصف مین کہتے ہین
کہ صادق کا جہل اُسکے علم کے لیے زیادت اور اُسکا باطل اُسکے حق کے لیے مزید
اور اُسکی دنیا اُسکی آخرت کے لیے مزید ہو اور اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے لیے عورتین محبوب جایز کی گئین تاکہ یہ اُسکے نفس شریعت کا حظ اُسکی طہارت
اور تقدس کے مقام کے لیے ہو جسکو اُسکے حظوظ عطا کیے ہن اور اُسپر حقوق اُسکے بڑھائے گئے
ہین تو جو کچھ باطل ہونے کا نصیب غیر کے حق مین مباحات مقبولہ برخصت شرعی مردود
بعزیمت حال سے ہو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین عبادات کے نقش اور
نشان سے منقش اور مزین ہو اور ہر آئینہ نکاح کی فضیلت مین ایسا کچھ
وارد ہوا ہو کہ وہ دلالت اسپر کرتا ہو کہ نکاح عبادت ہو اور اسی سے
بطریق قیاس اُسکا اشتمال دین و دنیا کی مصلحتون کو ہو اُس بنا پر کہ اُسکی
شرح مین فقہا نے طول مسئلہ تخلی لنوافل العبادات (خلوت مین نوافل
کا پڑھنا) مین دیا ہو پس اب یہ رقص کرنے والا اس نیت کے ساتھ
حال کے دعوی سے الگ ہونے والا اسمین انکار منکر سے خارج ہوتا ہو لہذا رقص

اُسکا نہ اُسکے لیے مضر ہی اور نہ اُسکے لیے مفید ہی اور بسا اوقات حسن نیت سے کے
سبب ترجیح مین عبادت ہو جاتی ہی خصوصًا جب کہ وہ اپنے نفس مین اپنے
پروردگار کے ساتھ خوشی کو مضمر کرلے اور اُسکی رحمت اور عطوفت کے عام ہونے
پر نظر کرے لیکن مشائخ اور اُنکے اقتدا کرنے والون کے لائق رقص نہین ہی اسوجہ
سے کہ اُسمین لہو کی مشابہت ہی اور لہو اُنکے منصب کے سزاوار نہین ہی اور اس
قسم کی بات متمکن کے حال کے خلاف اور مباین ہی اور وجہ اُسکی کہ سماع مین
انکار ممنوع ہی یہ ہی کہ جو شخص مطلق سماع کا منکر ہی بدون اُسکے کہ تفصیل کرے
تین باتون مین ایک بات سے خالی نہ ہوگا یا تو وہ سنن اور احادیث سے جاہل
اور ناواقف ہی یا کہ وہ فریفتہ اُن اعمال اخیار پر ہوا ہی جو اُسکے لیے معتقد
ہوے ہین اور یا وہ طبعت کا غبی ہی کہ اُسے ذوق ہی نہین جو انکار پر اصرار
کرتا ہی اور ہر ایک ان تینون مین سے مقابل اُسکے کرے جو اُسکے آگے قریب
آتا ہی پہلے جو حدیثون اور آثار سے ناواقف ہی وہ اُس سے واقف ہو جو ہم حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا کو بیان کر چکے ہین اور اخبار و آثار جو اس باب مین وارد
ہین اور بعضے جنبش کرنے والون کی جنبش مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی رخصت کو جان گیا جو حبشہ کے لیے رقص مین تھی ؛ اور اُنکی طرف عائشہ
رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھا یہ اُسوقت ہی کہ
حرکت اور جنبش اُن مکروہات سے بچے ہوے ہون جنکا ہم نے ذکر کیا ہی اور
ہر آئینہ روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
فرمایا تو مجھ سے ہی اور مین تجھ سے ہون اسپر وہ اُچھلے اور کودے اور جعفر سے آپ
نے فرمایا کہ تو مجھ سے خلق اور خلق مین مشابہ ہی تو وہ اُچھلے اور کودے اور زید سے
فرمایا کہ تو ہمارا بھائی ہی اور ہمارا مولا ہی تو وہ اُچھلے اور کودے اور جعفر اپنے

بیٹے حمزہ کے قصہ مین اُنچھلے اور کودے تھے جبکہ علی اور جعفر اور زید باہم جھگڑے تھے اور جو منکر کہ اسپر مغرور ہو کہ اعمال اخیار اُسکے مقدر کیے گئے اُس سے کہا جاے آپ کا تقرب الی اللہ عبادت کے سبب اسواسطے ہی کہ تیرے اعضاء جوارح عبادت مین لگے ہوے ہین اور اگر تیری نیت قلب کی نہ ہوتی تیرے جوارح یعنی ہاتھ پاؤن کے عمل کے لیے قدر نہوتی اسواسطے کہ اعمال نیتون کے ساتھ ہین اور ہر ایک شخص کے لیے وہی ہی جو اُسنے نیت کی اور نیت ہوجہت ہی کہ تو اپنے رب کی طرف خوف اور رجا کی نظر سے دیکھتا ہی تو جو کوئی شعر سے ایک بیت کا سننے والا ہی تو اُس سے وہ معنی اخذ کرتا ہی جو اُسکو یاد اُسکے رب کی دلاتا ہی خوشی سے یا غم سے یا عاجزی سے یا نیازمندی اور محتاجی سے۔ کس طرح اس قسم کے حوال مین اُسکا قلب جبکہ وہ اپنے پروردگار کو یاد کرتا ہی آئت پلٹ ہوتا ہی اور اگر کسی پرند کی آواز سُنی یہ آواز سنکر خوش ہوتا ہی اور اللہ تعالیٰ کی قدرت مین فکر کرتا ہی کہ پرند کا گلا کیا اچھا بنایا ہی اور اُسکا حلق اُسکے لب تین کر دیا ہی اور کس طرح اُسکے حلق سے آواز نکلتی ہی اور کانون تک پہونچتی ہی اس تمام فکر مین وہ تسبیح اور تقدیس کرنے والا ہی پھر وہ جب آدمی کی آواز سُنتا ہی اور اسطرح کی فکر اُسکے سامنے موجود ہوئی اور اُسکا باطن ذکر اور فکر سے بھر گیا تو کیونکر اُسکا انکار کیا جاے بعضے صالحین نے حکایت کی ہی کہ مین دریا کنارے جسبدہ کی مسجد مین معتکف تھا ایک روز مین نے ایک قوم دیکھی کہ اُسکے ایک طرف وہ لوگ کچھ پڑھ رہے تھے تو اپنے دل مین مین نے اُسکو برا جانا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کے گھرون مین سے ایک گھر مین شعر خوانی کرتے ہین پھر مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین اُسی رات دیکھا اور آپ اُسی قرب وجوار مین بیٹھے ہوے تھے اور آپ کے برابر ابو بکرؓ تھے اور اُسوقت ابو بکرؓ کچھ کُن کُنا رہے تھے اور

حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکی طرف کان لگائے سُن رہے تھے اور اپنا ہاتھ
سینہ پر اسطرح رکھتے تھے جیسے کوئی اُس سے وجد کرتا ہو تب اپنے دل ہی دل
مین مین نے کہا کہ مجھے یہ سزاوار نہین ہو کہ ان لوگون کو جو سُن رہے تھے بُرا جانون
اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سُن رہے ہین اور ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے برابر گن گنا
رہے ہین اُسوقت مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا اور آپ
فرما رہے ہین کہ یہ حق بحق یا حق از حق ہو ہان جسوقت کہ یہ آواز امرد کی ہو جسکی
طرف دیکھنے سے فتنہ کا خوف یا عورت غیر محرم کی ہو اگرچہ اذکار اور افکار سے
جو ہم نے ذکر کیے پایا جائے تو سننا اُسکا فتنہ کے خوف سے حرام ہو نہ کہ صرف
آواز کی وجہ سے مگر صورت کا سماع حریم فتنہ گردانا جاتا ہو اور ہر ایک حرام کا
ایک حریم ہو جسپر مصلحت کی وجہ سے ممانعت کا حکم پہنچتا ہو جیسے بوسہ جوان
روزہ دار کے لیے کہ مجامعت حرام کا حریم بنایا گیا اور جیسے نامحرم عورت کے ساتھ
خلوت مین ہونا اور اُسکے سوا جو ہو پس اس بنا پر مصلحت اُسکی مقتضی ہو کہ
سماع سے منع کیا جائے جبکہ سُننے والے کا حال اور اُس بات کا جسکی طرف
اُسکو سماع اُسکا پہنچاتا ہو سمجھ لیا جائے پس اسطرح حریم حرام ممنوع ہوتا ہو اور
سماع کا انکار وہ شخص کرتا ہو جسکی طبیعت جامد یعنی بستہ اور افسردہ ہو کہ اُسے ذوق ہی
نہین تو اُسکو نامرد کہا جاتا ہو جسکو لذت جماع سے واقفیت نہین ہو اور اندھے کو جمال
مالک سے نفع نہین اور جو مصیبت مین نہ پڑا ہو وہ استرجاع (انا للہ وانا الیہ راجعون)
نہ کہیگا پھر کیا انکار اُس دوست سے کیا جائے جسکا باطن شوق اور محبت سے پر رہتا
ہو اور وہ اپنی روح پرندہ کو نفس امارہ کے پنجرہ کی ضیق مین بند دیکھتا ہو اُسکی
روح کو جھونکے حب وطن کی ہوا کے لگتے ہین اور معرفت کی فوج کے طلایہ اُسے
نظر آتے ہین اور وہ نفس کے سبب پردیس مین ہو جدائی کے پیاسے گھونٹ

سنبھلنے کرلی رہا ہے مجاہدہ کے بار کے نیچے دبا ہے اور مشاہدہ یعنی عالم شہادت کی
سوزش بُن سے نہین اُٹھائی جاتین اور ہر چند کثرت اعمال سے نفس کے منازل
طے کرتا ہے مگر کعبۂ وصال کے پاس نہین پہونچتا اور اُسکے لیے لٹکے ہوے پردے
نہین کھولے جاتے تو لمبی لمبی سانس لے کر خوش ہوتا ہے اور سختی اور گزند کی شدت
بدلت کے ساتھ راحت پاتا ہے اور نفس اور شیطان سے جو دونون موانع اُسکے ہین
مخاطب ہو کر کہتا ہے ؎ ایا جبلی نعمان باللہ خلیا + نسیم الصبا یخلص الی نسیمہا فان الصبا ریح
اذا ما نسمت + علی قلب محزون تجلت ہمومہا + اجد بردہا او تشف منی حرارۃ +
علی کبد لم یبق الا صمیمہا + الا ان دائی بلیلی قدیمۃ + واقتل داء العاشقین
قدیمہا + ترجمہ نعمان کے دو جبل واللہ چھوڑ دو + باد صبا کو مجھ تلک
آنے دو جھوم جھوم + اد صبا عجب ہی ہوا جب کہ وہ چلے + میرے دل
حزین پہ تو جاتے رہین ہموم + ٹھنڈک مجھے ملے کہ تشفی جگر کو ہو + گرمی سے
جسمین مغز رکھا مین سلے تھام تھوم + میرے مرض قدیم ہین لیلے کے عشق کے +
ہو جو مرض قدیم مسیحا تا وہی ہے دھوم + اور شاید کہ منکر کے محبت نہین ہے مگر حلم کا
بجالانا اور نہین اُسکے سوا کچھ جان پڑتا وہ بیان نہین الاخوف اللہ تعالیٰ کا اور حسن محبت
خاص کا وہ انکار کرتا ہے جو علمار راسخ اور ابدال مقرب کے ساتھ مختص ہے اور ہرگاہ
اُسکے فہم قاصر مین یہ بات قرار پا چکی کہ محبت استدعا مثال اور خیال اور خیاس
اور اشکال کی کرتی ہے اُسنے قوم صوفیہ کی محبت سے اُسنے انکار کیا اور حالانکہ وہ نہین
جانتا کہ قوم صوفیہ کے حضرات ایمان کے مرتبہ مین محسوس سے کہین کامل تر کو
پہونچ گئے ہین اور نفوس و ارواح کو کشف وعیان کی شدت سے تصدق اور
قربان کر دیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ فی روایت ہا کہ آپ نے ایک لڑکے کا ذکر کیا جو پہاڑ پر بنی اسرائیل مین تھا

اُسنے اپنی مان سے کہا اما آسمان کس نے پیدا کیا وہ بولی کہ اللہ نے کہا زمین کسنے پیدا کی وہ بولی کہ اللہ نے کہا پہاڑ کسنے پیدا کیے وہ بولی کہ اللہ نے بولا کہ ابر کسنے پیدا کیا وہ بولی کہ اللہ نے پھر اُسنے کہا کہ مین اللہ کے لیے ایک شان اور حال سنتا ہون اور پہاڑ کے اوپر سے گر پڑا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا پس جمال ازلی الہی ارواح کے لیے منکشف ہی جو عقل کے لیے کیفیت نہین ہی اور نہ فہم کے لیے منفسر اسواسطے کہ عقل عالم شہادت کی موکل اور مفوض ہی وہ اللہ سبحانہ سے رستہ نہین پاتی ہی مگر وجود محض ملک اور شہود کے حریم کی طرف اُسکو راہ نہین ملتی جو غیب کے پردہ مین تجلی کرنے والی ارواح کے لیے ظاہر ہونے والا ہی اور مطالعہ جمال سے یہ مرتبہ خاص مرتبہ ہی اور عالم تر اُس سے جو مرتبہ محبت خاص کے عام چھوڑ کر مین وہ جمال کمال کا دیکھتا ہی کبریا اور جلال سے اور عطیات و نوال کے استقلال سے اور اُن صفات سے جو منقسم اُن اشیا کی طرف ہین جو ظاہر اُنسے ابد دن مین ہوئین اور ازلون مین ذات کی لازم ہین۔ پس کمال کا ایک جمال ہی جو حواس سے ادراک اور قیاس سے اُسکا استنباط نہین ہوتا اور اس جمال کی دید مین محبین کے ایک گروہ نے شروع کیا جو تجلی صفات سے مخصوص ہین اور اُسکے موافق اُنکو ذوق اور شوق اور وجد و سماع مین حاصل ہی اور اولین کو تجلی ذات سے ایک حصہ عطا ہوا تو اُنکا وجد ملے قدر وجود ہی اور سماع اُنکا بجد شہود ہی۔ اور بعضے مشائخ سے حکایت ہی کہ ہم نے ایک جماعت اُن لوگون کی دیکھی جو پانی اور ہوا پر چلتے ہین سماع سُننے مین اور اُسپر وجد کرنے مین اور سماع کے وقت وہ دیوانے مست ہو جاتے ہین۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ ہم ساحل پر تھے تو ہمارے بعضے بھائیون نے سُنا تو وہ پانی پر تصرف آمد و رفت کرتے رہتے تھے یہان تک کہ وہ اپنے مکان کو واپس آئے۔ اور نقل ہی کہ بعضے ان حضرات سے سماع کے وقت آگ پر

روتے تھے اور اس سے اُنکو خبر نہین ہوتی تھی اور نقل ہی کہ بعض صوفیہ کو سماع
کے وقت وجد پیدا ہوا تو شمع لی اور اپنی آنکھ مین کرلی ناقل نے کہا کہ مین اُسکی
آنکھ کے قریب ہوا کہ دیکھون تو مین نے نور کو دیکھا کہ اُسکی آنکھ سے نکلتا تھا
اور شمع کی آگ کو رد کرتا تھا اور شیخ ابوطالب مکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مین
کہا ہی کہ ہم اگر سماع سے مجمل مطلق غیر مقید مفصل انکار کرین تو ستر صدیق کے اوپر
انکار ہوتا ہی اور اگرچہ ہم جانتے ہون کہ انکار قرّاء اور عباد کے قلب سے
اقرب ہے مگر ہم ایسا نہ کرینگے اسواسطے کہ ہم وہ جانتے ہین جو وہ نہین جانتے
اور ہم نے سلف کے صحابہ اور تابعین سے وہ سُنا ہی جسکو وہ نہین سُنتے اور یہ قول
شیخ کا اس سبب سے ہی کہ اُنکو احادیث اور آثار کا بڑا علم تھا جسکے ساتھ ہی اجتہاد اور
تحری صواب کا مرتبہ حاصل تھا مگر ہم اہل انکار کے لیے زبان معذرت کوتاہ کرتے ہین
اور ہم اُنکے لیے توضیح سے کہتے ہین کہ فرق کیا ہی اُس سماع مین جو اختیار کیا جائے
اور اُس سماع مین جس سے انکار کیا جائے۔ اور شبلی نے ایک کو یہ گاتے ہوے
سُنا سے سلمیٰ کو پوچھتا ہون ہی مخبر کوئی بھی یہان ÷ جسکو یہ علم ہو کہ اُترتی
وہ ہی کہان ÷ تو شبلی رحمہ اللہ نے ایک نعرہ مارا اور کہا نہین واللہ کوئی مخبر
اُسکا دو عالم مین نہین ہی اور بعض نے کہا ہی کہ وجد صفات باطن کا سرّ ہی جس
طرح کہ طاعت صفات ظاہر کا سر ہی۔ اور ظاہر کی صفات حرکت اور سکون ہی اور
باطن کی صفات احوال اور اخلاق ہین اور ابونصر سراج نے کہا ہی کہ اہل سماع کے تین
طبقہ ہین پس ایک قوم وہ ہی جو اپنے سماع مین جو وہ سنتے ہین آگہین اپنی نسبت
مخاطبات حق کی طرف رجوع کرتے ہین اور ایک قوم وہ ہی کہ اُن چیزون سے جو
سُنتے ہین اپنے احوال اور مقام اور اوقات کے مخاطبات کی طرف رجوع
کرتے ہین تو یہ لوگ علم سے ارتباط اور صدق سے مطالبہ رکھنے والے اُن چیزون مین

مین کہ وہ اللہ کے لیے اُس سے اشارہ کرتے ہین اور ایک قوم وہ فقرا ر مجرد ہین
جنھون نے علائق قطع کرڈالے اور اُنکے قلوب محبت دنیا اور جمع و منع سے
ملوث نہین ہوے سو یہ لوگ اپنے قلب کے خوش کرنے کے لیے سُنتے ہین اور
اُنکے لیے سماع لائق ہو اسواسطے کہ وہ سب آدمیون کی نسبت زیادہ سلامت سے
قریب ہین اور سب سے زیادہ فتنہ سے بچے ہوے ہین اور جو لوگ دنیا کی
محبت سے ملوث ہین تو اُنکا سماع طبیعت اور تکلف کا سماع ہو - اور
بعضے صوفیہ سے سوال کیا گیا کہ سماع مین تکلف کیا چیز ہو تو کہا کہ یہ دو قسم ہو
ایک تکلف سُننے والے مین طلب جاہ یا نفع دنیوی کے لیے ہو اور یہ
فریب اور خیانت ہو اور ایک تکلف اُسمین حقیقت کی طلب کے لیے ہو
جیساکہ کوئی وجد کو تواجد سے طلب کرے اور وہ بمنزلہ اُسکے ہو کہ بہ تکلف
گریہ جائز کرے - اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ ہیئت اجتماع بدعت ہو اُسے
جواب دیا جاے کہ بدعت محذور اور ممنوع وہ بدعت ہو کہ کسی سنت مامور
کو مزاحم ہو اور جو اس صفت کی نہو تو وہ جائز ہو اور یہ ایسا ہو کہ جس طرح
کوئی آنے والے کے لیے اُٹھ کھڑا ہو سو یہ قیام پہلے نہ تھا اور عرب کی عادت
مین اُسکا ترک تھا یہان تک کہ منقول ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لاتے اور آپ کے واسطے قیام نہین کیا جاتا تھا اور جن شہرون
اور ملکون مین کہ یہ قیام اُنکی عادت ہو تو جب مدارات و قلوب
خوش کرنے کے لیے یہ قیام قصد کیا جاے تو جائز ہو اسواسطے کہ ترک
اُسکا دلون کو وحشت دلاتا ہو اور سینون کو غصہ سے بھرتا ہو پس یہ قیام
عشرت اور حسن صحبت کے قبیل سے ہوگا اور ایسی بدعت جائز ہوگی اسواسطے کہ
وہ کسی سنت مامورہ کی مزاحمت نہین کرتی

تئیسواں باب اُن سماع کے بیان میں جو رد اور انکار کی رو سے ہی

ہم صحت سماع کی وجہ بیان کر چکے ہیں اور جو اہل صدق کے لائق اُس سے ہی اور جہاں فتنہ اُسکے طریق میں پھیل گیا اور عصمت اُس میں جاتی رہی اور حرص کے مارے بہت اقوام نے اُسکا اہتمام کیا جن کے اعمال تھوڑے ہیں اور احوال اُنکے بگڑ گئے ہیں اور سماع کے لیے بہت اجتماع کثرت سے کیے اور اکثر اوقات اُس سماع کے لیے کھانے پکوائے جاتے ہیں جسکے لیے نفوس اس حال کے طلب کرتے ہیں نہ اس لیے کہ اُنکے دلوں میں سماع کی رغبت ہی جیسا کہ صادقین کی سیرت اور عادت تھی تو سماع معلول ہو جاتا ہی کہ نفوس اُسکی طرف مائل اس لیے ہوتے ہیں کہ کھانے خوب کھائیں اور لہو و لعب اور غفلت کے مقام میں مزے اُڑائیں اور یہ جلد مرید کے اوپر ترقی کی خواہش کو قطع کرتی ہی اور اُسکے طریق سے اوقات کا ضائع کرنا اور عبادات سے کم فائدہ اُٹھانا ہی اور اس اجتماع میں رغبت اسواسطے ہوتی ہی کہ طبیعت کی چہیتی چیزیں ملیں اور عیش و عشرت اور لہو و طرب سے خوش ہوں اور پوشیدہ نہیں ہی کہ یہ اجتماع اہل صدق کے نزدیک مردود ہی اور مشہور قول ہی کہ سماع عارف کے سوا دوسرے کے لیے صحیح نہیں ہی اور مبتدی مرید کے لیے مباح نہیں ہی اور جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہی کہ جب تم مرید کو دیکھو کہ وہ سماع چاہتا ہی تو جان لو کہ اُسمیں بطالت کا بقیہ ہی اور کہتے ہیں کہ جنید نے سماع کا سُننا چھوڑ دیا تو اُنسے کہا گیا کہ پہلے آپ سنا کرتے تھے تو کہا کسکے ساتھ اُنہوں نے کہا کہ اپنے نفس کے لیے آپ سُنتے تھے تو فرمایا کہ کس سے ہو اسواسطے وہ نہیں سُنتے تھے مگر اہل سے اور اہل کے ساتھ سنتے تھے پھر جب

کہانی کم اور ناپید ا ہو گئے تو چھوڑ دیا پس سماع کو اختیار نہیں جہاں انکو اختیار
کیا مگر شرائط اور قیود اور آداب کے ساتھ کہ اُس آخرت کو یاد کرتے تھے اور
بہشت کی رغبت کرتے اور دوزخ سے ڈرتے تھے اور اُس سے زیادہ اُنکی
طلب ہوتی تھی اور اُس سے اُنکے احوال مسرور تے تھے اور یہ انکو بعض
بعض اوقات اتفاق ہوتا تھا نہ یہ کہ اُسکو عادت اور معمول بنادیں حتی کہ بڑے
بزرگون نے اوراو کو چھوڑ دیا۔ اور شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہی کہ کتاب قضا مین
کہا ہی کہ رگ لہو مکروہ ہی ہے کہ باطل سے مشابہ ہی اور کہا جس نے اُسکی کثرت کی
وہ نادان سبک عقل ہی اُسکی شہادت رد کی جاوے۔ اور اصحاب شافعی نے اسپر
اتفاق کیا ہی کہ غیر محرم عورت سے سماع کا سُننا جائز نہیں ہی خواہ وہ آزاد ہو
لونڈی ہو سکہ کھولے ہو یا کہ حجاب مین ہو اور شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے
کہ آپ لکڑی سے آواز نکالنے کو مکروہ جانتے تھے اور فرماتے کہ زندیقون نے
اُسکو ایجاد کیا ہی تاکہ قرآن سے اُسکے ساتھ مشغول ہون اور کہا اسکا مضائقہ
نہین کہ الحان اور خوش آوازی کے ساتھ قرآن پڑھیں جس طرح پر ہو اور
مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ ہی جب ایک شخص لونڈی خریدے اور اُسکو
گانے والی پایا تو اُسکے لیے جائز ہی کہ اس عیب کے سبب واپس کر دے اور وہ کل
اہل مدینہ کا مذہب ہی اور اسی طرح امام ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہی او
راگ سُننا داخل گناہ ہی اور اُسکو چند فقہا نے مباح کیا ہی اور جن فقہا نے
اُسے مباح کیا ہی وہ بھی بہ خلاف اُسکا مساجد اور بزرگ مقامات مین سُننا
نہین درست سمجھتے اور اس تفسیر مین کہا گیا ہی۔ ومن الناس من یشتری
لہو الحدیث۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہی کہ وہ راگ اور اُسکا
استماع ہی۔ اور اس آیت کے معنی مین کہا گیا ہی۔ وانتم سامدون۔ یعنی

بگا نے والے ہو۔ عکرمہ نے عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ لغت حمیر میں وہ راگ ہے اہل یمن بولتے ہیں سمد فلانؑ۔ جب کہ اُسنے گانا گایا اور قول اللہ تعالیٰ واستفزز من استطعت منهم بصوتك تک۔ آیہ میں مجاہد نے کہا کہ راگ اور مزامیر ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپنے فرمایا ہے ابلیس نے پہلے پہل نوحہ کیا اور اول اول گانا گایا اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اسکے سوا نہیں کہ دو آواز بدکار سے منع کیا گیا ہوں ایک آواز جو خوشی کے وقت ہو اور ایک آواز جو مصیبت کے وقت ہو اور عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپنے فرمایا کہ میں نہیں گایا اور نہ میں نے استماع کیا اور نہ عضو کو میں نے داہنے ہاتھ سے چھوا اُسوقت سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ راگ دل میں نفاق اُگاتا ہے اور روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی قوم پر گذرے جبکہ احرام حج باندھے ہوئے تھے اور اُنمیں ایک شخص گاتا تھا تو آپ نے کہا خبردار اللہ تمھاری نہ سُنیگا اور روایت ہے کہ قاسم بن محمد سے ایک شخص نے راگ کی بابت سوال کیا تو کہا میں اُس سے تجھے رد کرتا ہوں اور تیرے لیے اسے میں مکروہ جانتا ہوں کہا کہ کیا وہ حرام ہے کہا کہ اے شخص دیکھ جب اللہ نے حق اور باطل الگ کر دیا اُنمیں سے کس میں غنا گردانا جاوے اور فضیل بن عیاض نے کہا ہے کہ راگ زنا کا منتر ہے۔ اور ضحاک سے ہے کہ غنا قلب کا بگاڑنے والا ہے اور پروردگار کا غصہ دلانے والا ہے اور بعض صوفیہ نے کہا ہے غنا سے اپنے تئیں بچاؤ کہ وہ شہوت بڑھاتا ہے اور مروت کو کھوتا ہے اور وہ شراب کی نیابت کرتا ہے اور کرتا ہے وہ کام جو نشہ کرتا ہے اور یہ جو قائل نے کہا ہے صحیح ہے اسواسطے کہ ہوا وطبیعت راگ اور وزن سے جوش میں آتی ہے اور طبیعت وار

آدمی راگ کے وقت وہ چیزیں پسند کرتا ہی جسکو وہ پسند نہیں کرتا تھا جیسے بجانا تالی دینا اور ناچنا اور اُس سے فعل ایسے صادر ہوتے ہیں جو سبک عقلی پر دلیل ہیں اور خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہی کہ فرمایا دف مسلمانوں کے طریقے سے نہیں ہی اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی کہ حضرت نے شعر سُنے ہیں وہ راگ کے مباح ہونے پر دلالت نہیں کرتا اسواسطے کہ شعر ایک کلام منظوم ہی اور جو شعر نہو وہ کلام منثور ہی پس اُسکا اچھا اچھا ہی اور بُرا اُسمیں کا بُرا ہی اور غنا تب ہی ہوتا ہی کہ الحان سے ہو اور اگر منصف نصاف اور اہل زمان کے اجتماع میں اور گویئے کے دقت ہیئت بیٹھنے اور غزل خوان کی شباہت میں فکر اور غور کرے اور اپنے دل میں تصور کرے کہ آیا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس نشست کی مثال کبھی ہوئی ہی اور آیا قوال غزل خوان کو اس مجلس میں بلا یا اور اسکے سُننے کے لیے جمع ہو کر بیٹھے ہیں تو اسمیں شک نہیں کہ وہ جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے اسکا انکار کریگا اور اسمیں اگر کوئی فضیلت ہوتی جو طلب کی جاتی تو اُسے نچھوڑتے پس جو اشارہ کرتا ہی کہ وہ فضیلت ہی کہ طلب کیجاے اور اُسکے لیے اجتماع ہو وہ شخص معرفت احوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین کے ذوق سے بے بہرہ ہی اور بعض متاخرین کے الحان سے رخصت حاصل کرتے ہیں اور اکثر لوگ اسمیں غلطی کرتے ہیں اور جب کبھی اُنپر سلف ماضیہ سے حجت اُٹھائی جاتی ہی تو وہ متاخرین کی دلیلیں پیش کرتے ہیں اور حال آنکہ سلف کے لوگ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تھے اور اُنکی ہدایت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت سے مشابہ تھی اور اکثر فقراء قراۃ قرآن میں بلا غلبہ بہت چیزیں ظاہر کرتے ہیں ۔ عبد اللہ بن عروہ بن زبیر نے کہا کہ میں نے اپنی دادی اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے

پوچھا کہ صحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے جب اُن کے سامنے
قرآن پڑھا جاتا تھا تو کہا کہ وہ تھے اُس حالت مین جیسا کہ انکا اللہ تعالیٰ نے وصف
کیا ہو کہ آنکھین اُنکی آنسو بہاتی ہین اور بدن پر اُنکے بال کھڑے ہو جاتے ہین
کہا کہ مین نے کہا آج کے زمانہ مین جب قرآن لوگون کے سامنے پڑھا جاتا ہو تو
اُنمین کوئی شخص غش کھا کر گرتا ہو میری دادی نے کہا کہ اعوذ باللہ من الشیطان
الرجیم ۔ اور روایت ہو کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اہل عراق سے ایک شخص پر
گذرے کہ وہ گرتا پڑتا ہو کہا اسکو کیا ہوا ہو لوگون نے کہا کہ جب اُسکے آگے
قرآن پڑھا جاتا ہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر سنتا ہو تو وہ گر پڑتا ہو تو ابن عمر
رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ہر آئینہ اللہ سے ڈرتے ہین اور گرتے نہین ہر آئینہ شیطان
اُنمین سے ایک کے پیٹ مین در آتا ہو ایسا نہین صحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کیا کرتے تھے اور ابن سیرین کے آگے اُن لوگون کا ذکر کیا گیا جو گر پڑتے تھے
اُس وقت کہ قرآن پڑھا جاتا تو کہا ہمارے اور اُنکے درمیان ایک شخص اُنہین کا
گھر کی چھت پر دونون پاؤن اپنے پھیلا کر بیٹھے پھر اُسکے آگے قرآن اول سے
آخر تک پڑھا جاوے پھر وہ اگر اپنے کو گرا دے تو وہ سچا ہو اور یہ ذل اُنسے انکار
مطلق نہین ہو اسواسطے کہ بعضے شیخون کو اسکا اتفاق پڑا ہو مگر یہ کہ اُس بناوٹ کے
باعث ہو جو اکثر ان کے حق مین متوہم ہوتا ہو کہ کبھو ایسا تکلف اور ریا کے سبب
بعضون سے ہوتا ہو اور بعضون سے ایسی وجہ ہوتا ہو کہ علم اُن کو کم ہو اور
جہل اُنکا ہوی سے ملا ہوا ہے وجد سے تھوڑا سا اُنپر نازل ہوتا ہو پھر اُسکی پیروی
فضولیات سے کرتا ہو نہین جانتا کہ یہ بات اُسکے دین کو ضرر پہونچاتی ہو اور کبھو وہ
نہین جانتا کہ یہ نفس کی طرف سے ہو لیکن استراق محض طور پر کرتا ہو کہ حد اپنی کو
حد سے باہر کرتا ہو جسے سزاوار تھا کہ وہ ٹھہرا رہے اور یہ صدق کے خلاف ہو نقص کر

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو وعظ کیا تو ایک شخص نے اُنمین سے اپنا قمیص
پھاڑ ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا کہ کرُتے والے سے کہدو کہ اپنا کرتہ
نہ پھاڑے ورا اپنے قلب کو شرح وبسط دے۔ ولیکن جبکہ سماع کے شامل
یہ ہو کہ کسی امرد لڑکے سے سُننے تو اُسوقت آفت بہو بختی ہر اور اہل دیانات پر
اسکا انکار مقرر ہو گیا۔ بقیہ بن ولید نے کہا کہ کراہت کیا کرتے تھے اس
بات سے کہ لڑکے امرد خوبصورت کی طرف دیکھین اور عطا نے کہا ہر ایک نظر کہ
قلب کو اُسکی ہوس ہو تو اُسمین خیر نہین ہر۔ اور بعضے تابعین نے کہا ہر مین جوان
تائب کے لیے اسقدر درندہ جانور ضرر رسان سے نہین ڈرتا جسقدر کہ مجھے خوف
اُسکے لیے غلام امرد سے ہے کہ اُسکے تئین پہونچے اور بعضے تابعین نے یہ بھی کہا
ہر کہ لوطیہ تین قسم ہین ایک قسم وہ ہین جو نظر کرتے اور دیکھتے ہین اور ایک قسم
ہر جو مصافحہ کرتے ہین اور ایک قسم ہین جو یہ عمل کرتے ہین پس طائفہ صوفیہ
پر واجب ہر کہ ایسی جماعتون سے پرہیز کرین اور تہمت کی جگہون سے علیحدہ
رہین اسواسطے کہ تصوف کل صدق ہر اور کل جد ہر۔ بعضے صوفیہ کا
قول ہر کہ تصوف سراسر جد ہر اُسمین کوئی چیز ہزل اور بیہودگی کی نہ ملاؤ
پس یہ آثار سماع سے اجتناب اور پرہیز کرنے پر دلالت کرتے ہین اور
پہلا باب اُن بیانون کے ساتھ جو اُسمین ہر اُسکے جواز پر دلالت کرتا ہر
اپنے شرائط کے ساتھ اور اُن مکروہات سے دور ہونے کے ساتھ جنکا ہم نے
ذکر کیا ہر اور ہم نے قول فیصل کر دیا ہر اور قصائد اور غنا وغیرہ مین تفریق
کی ہر اور ایک جماعت صالحین سے تھی کہ وہ نہین سُنتے تھے اور اسکے
ساتھ اُس شخص پر انکار نہین کرتے تھے جو نیک نیتی سے سُنتا تھا اور ادب کی
اُسمین رعایت کرتا تھا

چوبیسوان باب قول فی السماع کے بیان مین جو غلو اور استغنا کی رو سے ہی

معلوم کرو کہ وجد اور حال سابقہ کو بتلاتا ہی جو مفقود ہو گیا ہو تو جسنے مفقود نہین
کیا تو وہ پائیگا کبھی نہین اور کھو بیٹھنا باین علت ہی کہ بندہ کا وجود صفات کے
وجود اور اُسکے بقایا کے سبب مزاحمت کرتا ہی پس اگر بندہ خالص ہوا تو آزاد
خالص ہو گیا اور جو آزاد خالص ہو گیا وہ شرک وجد سے رخصت اور الگ ہو گیا
تو وجد کا شرک بقایا کا انکار کرتا ہی اور وجود بقایا کا عطیات سے کسی شے کی بنا لفت
سے ہوتی ہی اور خضری رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ کیا ہی دون اور پست اُس شخص کا
حال ہی جو محتاج اسکا ہو جو اُسکو جگہ سے اُکھیڑے تو وجد سماع محق کے حق مین
اس نظر سے کہ وہ واجد کو جگہ سے ہلا دیتا ہی اور باطن مین اثر کرتا ہی اور ظاہر پر
اُسکا اثر پیدا ہوتا ہی اور بندہ کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بدل
دیتا ہی ایسا ہی ہی جیسا کہ وہ مبطل کے حق مین ہی اور اسکے سوا نہین کہ محق
اور مبطل کے حال مین اختلاف ہوتا ہی یعنی مبطل وجود ہوی کی وجہ سے
وجد کرتا ہی اور محق ارادہ قلب کے وجود سے وجد کرتا ہی اور اسی واسطے
کہا گیا ہی کہ سماع قلب مین کوئی چیز پیدا نہین کرتا اور وہ فقط اُسی چیز کو جنبش دیتا ہی
جو قلب مین ہی پس جو شخص کہ اُسکا باطن ماسوا اللہ سے متعلق ہی اُسکو سماع
جنبش دیتا ہی تب وہ ہوی کے ساتھ وجد کرتا ہی اور جو شخص کہ اسکا باطن اللہ
کی محبت سے متعلق ہی وہ ارادہ قلب سے وجد کرتا ہی تو مبطل حجاب نفس کے
ساتھ محجوب ہی اور محق حجاب قلب سے محجوب ہی اور حجاب نفس ارضی تاریک ہی
اور حجاب قلب آسمانی نورانی ہی اور جو شخص ایسا ہی کہ اُسنے سابقہ کو شہود سے

ساتھ ہمیشہ ہونے کی وجہ سے نہین مفقود کیا ہی اور وجود کے دامنون سے لغزش پیدا نہین پڑا ہے وہ نہ سماع سُنتا ہی اور نہ وہ وجد کرتا ہی اور اسی لحاظ سے بعض صوفیہ نے کہا ہی مین پورا اسد یا حجر ہون کہ کوئی قول میرے اندر نفوذ اور اثر نہین کرتا اور ممشاد دینوری رحمہ اللہ کا ایک قوم پر گذر ہوا جن مین ایک قوال تھا جب اُنکو دیکھا تو چپ ہو رہے تب آپنے کہا کہ پھر جاؤ اُس چیز کی طرف جسمین تم تھے واللہ اگر دنیا کے تمام کھیل میرے کان مین بھر جاتے میرے ارادہ کو باز نہ رکھتے اور نہ وہ بعض علت کو شفا دیتے جو میرے ساتھ ہین پس وجد روح گرفتار نفس کا چیخنا اور چلانا ہی کبھو مبطل کے حق مین اور گرفتار قلب کا کبھو محق کے حق مین ہی تو وجد کا منبع روح روحانی محق اور مبطل کے حق مین اور وجد کبھو تو معانی کے سمجھنے سے ظاہر ہوتا ہی اور کبھو محض نغمات اور الحان سے تو جو معانی کے قبیل سے ہو مبطل کے لیے سماع مین نفس شریک روح ہوتا ہی اور محق کے لیے قلب شریک اُسکے ہوتا ہی اور جو محض نغمات کے قبیل سے ہو سماع کے لیے روح مجرد ہوتی ہی مگر مبطل کے لیے نفس استراق سمع کرتا ہی اور محق کے لیے قلب استراق سمع کرتا ہی اور وجہ اسکی کہ روح نغمون سے لذت حاصل کرتی ہی یہ ہی کہ عالم روحانی حسن اور جمال کا مجمع ہی اور وجود تناسب موجودات مین قولاً اور فعلاً مستحسن ہی اور شکل و صورت مین تناسب کا ہونا روحانیت کی میراث ہی تو جب روح نے نغمات لذیذ اور الحان متناسب سُنے تو بوجہ جنسیت اُس سے اثر قبول کیا پھر یہ شرع کے ساتھ مصالح عالم حکمت کی رعایت سے مقید ہو گئے اور بندہ کے لیے دنیا اور دین مین حدود کی رعایت عین مصلحت ہی۔ اور دوسری وجہ یہ ہی کہ روح نغمات سے اس لیے لذت پاتی ہی کہ نغمات کے ساتھ روح سے نفس نے ایما رخفی سے بات چیت اور ایسے رمز و اشارہ سے

کی سبب سے دو عاشق معشوق میں ہوتی ہی اور نفوس و ارواح میں تعاشق اصلی ہی جو
نفس کے مؤنث ہونے اور روح کے مذکر ہونے کی طرف کھینچتا ہی اور مذکر اور

مؤنث میں معاشقہ بالطبع واقع ہی۔ اللہ تعالی نے فرمایا ہی وجعل منہا زوجہا
لیسکن الیہا۔ اور بنایا اُس سے جوڑا اُسکا تاکہ اُس سے آرام پائے اور حق
سبحانہ تعالی کے قول میں اشعار اور اخبار باہمی تلازم اور میل کی طرف ہی جو تیلاف
اور تعاشق کا موجب ہی اور نغمات سے روح لذت پاتی ہی اسواسطے کہ دو متعاشق
کے درمیان وہ چیز فرستادہ بات کا کہنا ہی اور جس طرح عالم حکمت میں حوا آدم
سے پیدا ہوئیں عالم قدرت میں روح روحانی سے نفس پیدا ہوا تو یہ تالف
اس اصل سے ہی اور یہ اس لیے ہی کہ نفس روح حیوانی ہی روح روحانی کے
قرب سے مجلس ہو گیا اور اُسکی ہم جلیسی اس طرح ہی کہ جنس حیوان کی
ارواح سے ممتاز ہو گیا اس سبب سے کہ روح روحانی سے اُسکو شرف
قرب تھا تو وہ نفس ہو گیا پھر جبکہ نفس روح روحانی سے عالم قدرت میں پیدا
ہوا جس طرح کہ آدم سے حوا عالم حکمت میں پیدا ہوئیں پس یہ تالف اور عشق
بہ نگر نسبت مؤنث اور مذکر ہونے کے یہاں سے ظاہر ہوا اور اسی طریق سے
روح نغمات سے خوش ہوتی ہی اسواسطے کہ وہ دو متعاشق میں مراسلات
ہیں اور اُن دونوں کے بیچ میں مکالمہ ہی اور ایک قائل نے کہا ہی ؎ تکلم
منا فی الوجوہ عیوننا ÷ فنحن سکوت والہوی یتکلم ÷ ؎ تبلائیں آنکھ ہماری
طرف سے وجوہ میں ÷ ہم چپ ہیں اور عشق ہو باتیں بتا رہا ÷ پھر جب روح نے
نغمہ سے لذت اُٹھائی تو نفس جیسیں ہوئی کی علت ہی اُسنے وجد کیا اور عارضی حدوث
نے جنبش اُن چیزوں کے ساتھ کی جو اُسمیں تھیں اور قلب نے جو ارادہ کا محل تھا
اُن چیزوں کے ساتھ حرکت کی جو اُسمیں تھیں اسوجہ سے کہ روح نے ایک عارضی

موجود ہوتا ہے اسی شربنا واہرقنا علی الارض جرعۃ + وللارض من کاس الکرام نصیب
یعنی ہمنے پیا ہی اور زمین پر جرعہ ریزی ہم نے کی ہی ہر زمین کے واسطے جام کرم سے
نصیب ہی تو نفس مطمئن اسکے فلک قلب کے لیے زمین ہی اور قلب محل اسکی
روح کے آسمان کے بیچ میں ہی جب مردوں کے مقام پر پہونچتا ہو اور صاحب جوہر
جو خواہش ہوائی سے مجرد اور خالی ہی اسنے وادی مقدس میں نفس اور قلب کی
دونوں جوتیاں اتار ڈالیں اور صدق کی ٹھیک پی باوقار صاحب اقتدار کی
حضور میں قرار پکڑا اور خوشی منائی اور نور عیان نے اسکے ہر ام کو جلا
پھونک دیا اور اسکی روح جو اپنے محبوب کے آثار دیکھنے میں مشغول ہی اپنے
خالق کے ہر آئینہ مجازی کی طرف مائل نہیں ہوئی تو وجد کوئی حیران مشتاق ہو
وہ بلا خواہی عشاق کی فریادرسی کی فرصت نہیں رکھتا اور جسکا یہ حال ہو اسکے
سر کو سماع جنبش نہیں دیتا یعنی گران اور مکروہ جانتا ہی اور ہرگاہ حال یہ ہے
کہ الحان باوجود اپنے لطیفت کا نا پہوسی اور جنبش فرخندہ باتوں کی اس روح کو پائی
بعد اس سے نہیں جانتی تو کسطرح اسے سماع پا سکتا اور اس سے مل سکتا ہی اس
طریق سے کہ معانی سمجھے جاویں اور وہ بہت بڑا اور کثیف ہی اور جو کوئی عبارات
لطیف کے اٹھانے سے زار نا کرے تو وہ عبارات کے بار گران کا متحمل کسطرح
ہو سکتا ہو اور اس سے قریب تر ایک عبارت ہی جو قریب الفہم ہی - وجد ایک
وارد حق سبحانہ وتعالی کی طرف سے ہی اور جو اللہ کا ارادہ کرے تو اس چیز پر قناعت
نہیں کرتا جو من عند اللہ ہو اور جو شخص محل قرب میں متحقق بقرب ہو وہ اسکو کھیل
تماشا ہے اور نہ اسکو جنبش دیتی ہی وہ چیز کہ من عند اللہ ہو اسواسطے کہ وارد
من عند اللہ بعد اور مسافت کی خبر دیتا ہی اور قریب یا بندہ ہی وہ وارد کو لیکر
کیا کرے اور وجد آتش ہی اور رب پانے والے کا قلب نوری اور نور آتش سے

میں لطیف تر ہو اور کثیف لطیف کے اوپر مسلط نہیں ہوتا پس جب تک کہ مرد رسیدہ
اپنی راہ استقامت پر ہمیشہ برابر چلتا رہے وجود کے تنگ گردن اور کنارہ کشی کے
سبب اپنے طریق معہود سے منحرف ہونیکو وجد سماع نہیں پاتا۔ پھر اگر وجد
اسمیں آیا اور اُسے کسی قصور نے روکا اس باعث کہ ممتحن محسن کی طرف سے
اسکا امتحان اور ابتلا ہوا تو وہ وجد کی طرح طرح کی مختلف حالتوں سے موافقت اور
سازگاری کرتا ہی یعنی اُسپر ایک وجد پہونچتا ہی جسکو واجد پاتا ہی اس سبب سے
کہ آزمائش اور ابتلا کے وقت بندہ حجاب قلب کی طرف عود کر آتا ہی تو جو شخص
حق کے ساتھ ہی جب اسے تعرض ہو تو قلب پر گرتا اور تنزل کرتا ہی اور جو شخص
قلب کے ساتھ ہی جب وہ پھیلے تو نفس پر واقع اور تنزل ہوتا ہی۔ میں نے اپنے بعض
مشائخ سے میں نے سنا ہی کہ وہ بعض صوفیہ سے حکایت کرتے ہیں کہ ہر آینہ
سماع سے اُنکو وجد ہوا تو اُنسے پوچھا کہ کہاں تمہارا حال اور کہاں یہ وجد۔ جواب
دیا کہ ایک داخل ہو سکا اور یہ آیا کہ ہمیں اس گھاٹ پر اُتار دیا۔ بعض اصحاب سہل نے
بیان کیا کہ برسوں میں سہل کے ساتھ رہا کبھی میں نے انکو نہیں دیکھا کہ وہ کسی چیز
سے متغیر ہوئے ہوں جو ذکر اور قرآن سے سنا کرتے پھر جبکہ عمر کا آخر ہوا تو انکے
سامنے یہ آیت پڑھی گئی۔ لا یؤخذ منکم فدیۃ یعنی تم سے کوئی فدیہ نہ لیا جاویگا تو
کانپ گئے اور قریب تھا کہ گر پڑیں تو میں نے اُنکا حال پوچھا کہا کہ ہاں میں
ضعیف ہو گیا تھا اور ایک دفعہ یہ آیت سنی تھی الملک یومئذ الحق للرحمن تو آپکو
کچھ نہ ہوا۔ شاہت حق رحمن کی تو آپ پڑھنے لگے تو ابن سالم نے آپ سے سوال کیا
آپ کے بارے میں ہر ایک نے یہ ضعف آگیا کہ آپ نے کہا کہ ہاں آخر میں ضعف ہو تو
قوت کیا ہی کہا قوت یہ ہی کہ جب کامل اُسپر کوئی وارد نہیں آتا مگر یہ کہ وہ
قوت حال سے اُسکو بچا لیتا ہی پس اُسکو کوئی وارد متغیر نہیں کرتا اور یہی قبیل

سے ہی قول ابی بکر رضی اللہ عنہ کا۔ ہکذا کنا حتی قست القلوب یعنی ایسے ہی ہم تھے
حتی کہ دل سخت ہوگئے جب کہ ایک شخص کو قرآن کے پڑھتے وقت روتے دیکھا
اور قول آپ کا قست یعنی سخت اور صلب ہوگیا اور قرآن کی سماعت خمیر مین
پڑگئی اور اُسکے انوار سے مالوف اور مانوس ہوگئے پس کوئی نئی چیز دہ نہیں پاتے
تاکہ متغیر ہون اور صاحب وجد اُسکی مثال ہی جسکو نئی چیز معلوم ہوا اور
اسی واسطے بعضے صوفیہ نے کہا ہی ہمارا حال نماز کے پہلے جیسے ہمارا حال نماز
کے اندر ہی اشارہ اس سے ہی کہ حال شہود کو استمرار ہے پس اسی طرح سماع
مین ایسا ہی جیسا سماع سے پہلے تھا اور جنید نے کہا کہ وجد نقصان علم کے ساتھ منقطع
نہین ہی اور نقصان علم فضل وجد سے بہت پورا ہی اور شیخ حماد رحمہ اللہ سے یہی
پہونچا ہی کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اگریہ بقیہ وجد سے ہی اور یہ سب قریب المعنی قول ہین
مگر اُس شخص کے لیے جو اُس معنی مین اشارہ جانتا ہو اور سمجھتا ہو اور ایسا شخص
نادر الفہم اور نادر الوجود ہی۔ اور معلوم کرو کہ گریہ کرنے والون کے لیے مختلف
وجد سماع کے وقت مین اُنمین سے بعضے خوف سے روتے ہین اور بعضے شوق
کے مارے روتے ہین اور کوئی ایسا ہی کہ وہ خوشی کے افراط سے روتا ہی جیسا کہ
شاعر نے کہا ہی ؎ طفح السرور علی حتی انی ÷ من عظم ما قد سرنی ابکانی ÷
؎ اُمڈا ہی تن بدن مین سرور اسقدر کہ مین ÷ عظمت سے اسکی جس نے کیا خوش تھا رو دیا ÷ شیخ ابو بکر کتانی رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ عوام کا سماع
طبیعت کی متابعت سے ہی اور مریدون کا سماع خوف و رجا سے ہی اور اولیا
کا سماع نعمتون اور آثار کے دیکھنے سے ہی اور عارفون کا سماع مشاہدہ
سے اور اہل حقیقت کا سماع کشف اور عیان سے ہی اور اُنمین سے ہر ایک
کے لیے ایک مصدر اور مقام ہی اور یہ بھی کہا ہی کہ موارد اُترنے مین جیسے

ایک شکل سے یا ایک موافق سے ملتے ہیں تو جو وارد شکل سے ملا اُس سے مل گیا
اور جو وارد موافق سے ملا اُسے ٹھہرا دیا اور یہ سب ارباب سماع کے مواجید
اور احوال ہیں اور جسکو ہم نے ذکر کیا اُس شخص کا حال ہی جو سماع سے بلند
اور مرتفع ہو اور یہ اختلاف اقسام بکا کے اختلاف پر واقع ہی جسکو ہم نے خوف
اور شوق اور فرح سے بیان کیا ہی اور انہیں سے اعلیٰ درجہ کا بکا فرح ہی جیسے
کوئی شخص آیندہ مدت کے سفر بعد اپنے گھر میں آتا ہی تو اہل کے دیکھنے کے
وقت خوشی کی کثرت اور قوت سے روتا ہی اور گریہ میں ایک اور مرتبہ ہی جو اس سے
بھی نایاب تر ہی اُسکا بیان نادر ہی اور اسکی شرح بھی نادر ہی اور اسکا بیان ہی
وجہ سے کہ فہم اسکے ادراک سے قاصر ہی جہاں معلوم ہوتا ہی تو اکثر اُسکا بیان انکار
کے مقابلہ میں ہوتا اور بغیر درستے اُسپر جفا ہوتی ہی الا اُسے جانتا ہی جو اسے قدماً
و وصولاً پاتا ہی یا اسکو بڑی محبت اور مشاہدوں سے سمجھتا ہی اور وہ بکا وجدانِ بکا
فرح کے علاوہ ہی اور وہ حق الیقین کے بعض مواطن میں پیدا ہوتا ہی اور دنیا
میں حق الیقین سے تھوڑے آثار ہیں تو اسکے بعض مواطن میں بکا پایا جاتا ہی
اسوجہ سے کہ محدث اور قدیم میں تغائر اور تباین ہوتا ہی پس بکا ایک ترشح ہوتا ہی
جو حدوث کے وصف سے ہی اسی سبب سے کہ عظمت رحمن کی سطوت فیصلہ زنی

کرتی ہی ۔ دلیقرب من ذلک مثلا فی الشاہد قطر انضمام تلاقی تخلخل الاجرام ۔
اور یہ وجد ہر چند عزیز الوجود ہی لیکن پر مشعر ہی جو فنا دصرت کے سترح
کرتا ہی ہاں کبھو فنا میں بندہ اس حال سے متحقق ہوتا ہی کہ آنسو ۔ سے بالکل
پاک اور منزہ ہو اور انوار میں ڈوبا ہو اور زمان بعد اس سے مقام بقا کو
ترقی کرے اور اسکو ایسا وجود پھر دیا جاوے جو مطہر ہو تو بکا کے ادہام اسکی
ذات عائد ہوتے ہیں ، خوف اور شوق سے اور خوشی سے اور وجدان سے کم

صورت مین اُنکے مشاکل اور مباین اُنکے حقائق سے ہو ایک فرق لطیف کے
ساتھ جسکو اُسکے لوگ ادراک کرتے ہین اور اس صورت مین سماع جسمے بھی ایک قسم
اُسپر عود کرتی ہی اور یہ قسم اُسکے لیے مقدور ہی اور اُسکے ساتھ مشہوری لیتا ہی
اُسے جب وہ چاہتا ہی اور رد کرتا ہی جب چاہتا ہی اور یہ سماع متمکن سے
اُسی نفس کے ساتھ ہوتا ہی جو مطمئن ہو اور روشن ہو اور اپنی طبیعت کی مباین
ہو اور طمانیت اپنی حاصل کی ہو اور روح نے اُسے ایک معنی اُسمین سے
سکھلا دیئے ہین تو اُسکا سماع نفس کے لیے ایک قسم کا تمتع اور انتفاع ہی جس
طرح لذات اور شہوات سے تمتع حاصل کرتا ہی نہ یہ کہ اُس کا نفس ایسا ہوتا ہی کہ بیٹا
باپ کی گود مین کہ اُسکو بعض اوقات بعضی خواہشون مین خوش کر دیتا ہی۔ اور
اسی قبیل سے ہی یہ نقل کہ آیا محمد بن اشعی اپنے یارون کو سماع مین مشغول کرتے
اور آپ اُنسے ایک طرف گوشہ مین جا کر نماز پڑھتے تو ہر آئینہ ان نغمات نے
ایسا ہی راستہ پایا ہی جیسا کہ اُس مصلی نے پایا ہی تو اُنکے نفس خوشی سے
ہو کر مل بیٹھا سوا سکے روح کا مورد اُسمین صفائی کے سبب اُسوقت زیادہ
ہوتا ہی کہ روح نے نفس اپنی تمتع اور انتفاع مین دیا ہی کیونکہ نفس اپنا وجود خانہ نہیت
کے اپنی جبلت اور بناوٹ کے سبب موصوف باجنبیت ہوتا ہی اور اُسکے
بعد بین فتوح سے اقسام روح اور اُسکے حصے وافر ہو جاتے ہین
اور اُسکے کان مین نماز کے وقت امتحان کا ارادہ پاتا اُسکی اور اُس
کی حقیقت مناجات اور کلام تنزیل کے فہم مین درمیان کرا دیا
حیلہ کرنے والا نہین ہے اور وہ اقسام بلا مزاحمت اپنے ٹھیک
محل تک پہونچ جاتے ہین اور کوئی مزاحمت نہین ہوتی اور یہ
سب اس وجہ سے ہی کہ ایمان کے ساتھ کی سینہ کی شرح کو وسعت ہی

وہ باسہ محسن اور منان ہی اور اسی واسطے کہا گیا ہی کہ سماع ایک قوم کے لیے
مثل دوا ہی اور ایک قوم کے لیے مثل غذا اور ایک قوم کے لیے پنکھے کے مثل ہی
اور اقسام بکا کے عود سے جو مروی ہی یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ابی سے فرمایا کہ کلام مجید پڑھ اُنھون نے عرض کی مین آپ کے سامنے
پڑھون اور حالانکہ آپ کے اوپر نازل ہوا ہی تو حضرتؐ نے فرمایا مجھے رغبت ہی کہ
اُسے مین اپنے غیر سے سنون پھر سورۃ النساء پڑھنی شروع کی یہان تک کہ وہ اس
آیت پر پہونچے ۔ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہولاء شہیدا ۔
یعنی پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر ایک امت سے ایک ایک گواہ بلائین اور
تجھے ان سب پر شہادت کے لیے بلائین تو یکایک حضرتؐ کی دونون آنکھین
اشک ریزان تھین ۔ اور روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود
کے سامنے آگئے اور ہاتھ سے اُسکو ملا اور پھر اپنے دونون لب اُسپر رکھ کے
دیر تک رویا کیے اور کہا اے عمر یہان اشک گرا کرتے ہین اور متمکن جو ہی
اُسکی طرف اقسام بکا رجوع کرتے ہین اور آمین ایک فضیلت ہی جسکو پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم نے مانگا ہی اور فرمایا ۔ اللہم ارزقنی عینین ہطالتین یعنی اے اللہ
میری روزی مجھے کر دو آنکھین جو بہت اشک ریزان ہون اور بکا فی نفسہ
ہو کر پھر فقد اور کبھی باعث ہوا اور وہ الم ہی کہ یہ اُسکی طرف ایک وجود وجد آگاہ
کے ساتھ جو اُسکو کریم منان سے مقام لقا مین عطا کیا گیا ہی اُسکی طرف عود کرتا ہی

پچیسوان باب قول فی السماع کے بیان مین ادب اور توجہ کے ساتھ ہی

اور یہ باب آداب سماع اور حکم جامہ دری اور اشارات مشائخ مرحبا مین ہی اور

جو چیزیں کہ اسمیں ماثور منقول اور محذور ممنوع سے ہیں اُن سب پر مشتمل ہوکر
بنا تصوف جملہ احوال مین صدق پر ہی اور وہ جد یعنی درستی اور کوشش
بالکل ہی صادق کے سزاوار نہین ہی کہ وہ ایسی مجلس مین جانے کا ارادہ
کرے جسمین راگ ہوتا ہو مگر جب کہ اللہ تعالی کے لیئے نیت کرے اور اپنی ارادت
اور طلب مین اُس سے ترقی کی امید ہو اور نفس کے کسی ہوی کی طرف مائل
ہونے سے پرہیز کرے پھر استخارہ پہلی مجلس مین جانے کے لیے کرے اور
اللہ تعالی سے برکت کا اُسمین سوال کرے جب کہ وہ جانا چاہے اور جب
مجلس مین آئے تو صدق اور وقار کو ہاتھ اور پانون کے سکون سے لازم رکھے
ابوبکر کتانی رحمہ اللہ نے کہا ہی مستمع پر واجب ہی کہ وہ اپنی سماع مین اس
سے راحت ایسی حاصل نہ کرے جس سے سماع اُسکے وجد یا شوق یا غلبہ
وارد کو برانگیختہ کرے اور وارد اُسکا ہر ایک حرکت اور سکون اُس سے کھودے
تو صادق وجد سے بچے اور اُسمین حرکت سے پرہیز کرے جب تک ہو سکے
علی الخصوص جب کہ شیخون کی حضوری مین ہو۔ حکایت ہی کہ ایک جوان جنید
رحمہ اللہ کی صحبت مین رہتا تھا اور جب کبھی کوئی چیز سُنتا نعرہ مارا اور متغیر
ہو گیا تو آپ نے اُس سے ایک روز کہا کہ آج کے بعد اگر تجھ سے کوئی چیز
ظاہر ہوئی تو میری صحبت مین مت بیٹھ تو اُس کے بعد وہ اپنے تئین ضبط کرتا
اور بسا اوقات اُسکے ہر ایک بال سے عرق کے قطرے ٹپکا کرتے۔ پھر جبکہ ایک
دن اُن دنون سے آیا ایک سخت نعرہ مارا اور روح اُسکی نکل گئی تو صدق سے
نہین ہی کہ بلا وجد نازل وجد کا اظہار یا حال کا دعوی بغیر حال حاصل کیے کرے
اور یہ عین نفاق ہی۔ مشہور ہی کہ نصیر آبادی رحمہ اللہ سماع کے بڑے حریص تھے
تو اسمین لوگ بہت غصہ ہوئے کہا ہان وہ اس سے بہتر ہی کہ ہم بیٹھین اور غیبت کرین

نے ہو عمر دبن مجید وغیرہ اُنکے بھائیون نے کہا افسوس ہی ابا القاسم سماع کی لغزش بدتر ہی اتنی اور اتنی برسون سے کہ ہم لوگون کی غیبت کرتے ہین اور یہ اسوجہ سے کہ سماع کی لغزش اشارہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہی اور کھلے جھوٹ سے حال کا مزدج اور معطر کرتا ہی اور اسمین کئی گناہ ہین ایک تو اُن مین سے یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگاتا ہی کہ اُسکو اللہ نے ایک چیز بخشی ہی اور حال آنکہ بخشی نہین۔ اور اللہ پر جھوٹ لگانا سب گناہون سے بدتر ہی اور ایک اُنمین سے یہ ہی کہ بعض حاضرین کو فریب دیتا ہی کہ اُسکی نسبت حسن ظن کرین اور فریب دینا خیانت یعنی دغلی اور ناراستی ہی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جسنے ہمین فریب دیا وہ ہم مین سے نہین ہی اور ایک اُنمین سے یہ ہی کہ ہرگاہ وہ مبطل ہی اور چشم صلاح سے اپنے کو دکھلاتا تو عنقریب اُس سے ظاہر وہ امر ہو جائے گا جو اہل اعتقاد کے عقیدہ کو فاسد کردے اور اسکا نتیجہ یہ ہی کہ اور لوگون کی نسبت جو اسکے امثال ہین اُنکا اعتقاد خراب ہو جائیگا پس اہل صلاح کے حق مین فساد عقیدہ کا سبب پیدا کرنے والا ہوگا۔ اور اس سے نقصان اُس شخص کو پہونچیگا جو حسن ظن رکھتا ہی اور اُس سے جا ئین بر مدد بند ہو جائے گی اور اس سے بہت کچھ آفتین پیدا ہونگی جس سے اُس شخص پر مشکل پڑے گی جو اُس سے بحث کریگا اور ایک اُنمین سے یہ ہی کہ حاضرین کو اُنکے تیا دار وجد مین موافقت کی ضرورت پیش آئیگی تو وہ اپنے جھوٹ سے لوگونکا تکلیف کرنے والا ٹھہرے گا اور جماعت مین وہ شخص موجود ہو کہ نور فراست سے دیکھتا ہی کہ وہ جھوٹا ہی اور اپنے نفس پر مجلس کی موافقت کو مدارات سے اٹھاتا ہی اور ہم ناہون کی شرح آئین جست ہوتی ہی تو چاہیے کہ اپنے اللہ پروردگار سے خوف اور جنبش نہ کرے مگر جبکہ اُسکی جنبش رعشہ دار کی سی ہو جو بند کرنے کی طاقت نہ رکھے

لرزنے یا جھٹکنے والے کے مثل جسکو اسکی قدرت نہین ہی کہ جھلنک آئی ہوئی کو
روک دے اور اُسکی جنبش سانس کی طرح قہراً اور جبراً ہو جسکو داعیہ طبیعت
مقتضی ہی۔ سری رح نے کہا ہی نعرہ اور فریاد مین صاحب وجد کی شرط ہی کہ وجد
اُس حد کو پہونچ جاے کہ اسکے منھ پر اگر تلوار ماری جاے تو اُسکو خبر نہو کہ درد پہونچا اور
یہانتک وجد کی نوبت شاذ و نادر ہی ہوتی ہی اور کبھو اس رتبہ کو غیبت سے صاحب
حال نہین پہونچتا مگر اسکی آواز ایسی نکلتی ہی جیسے کسی کو تنفس ہو اور وہ ایک
قسم کے ارادہ سے ہوتا ہی جو اضطرار سے ملا ہوا ہی اور یہ ضبط حرکات کی رعایت
اور نعرون کی رو سے ایک اور کپڑون کے پھاڑ ڈالنے مین زیادہ موکد ہی کہ اسواسطے
کہ یہ مال کا اتلاف اور خرچ باطل ہی اور اسی طرح سرائندہ کی طرف خرقہ کا پھینکنا
سزاوار اُسکے نہین کہ یہ توجہ کیا جاے الا جب کہ اُسکی نیت ایسی موجود ہو کہ
اسمین تکلف بناوٹ اور ریاکاری نہو اور جب کہ نیت نیک ہی تو قوال کی طرف
خرقہ کے پھینکنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی آئینہ کعب بن زبیر سے روایت ہی
کہ وہ مسجد مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے پاس آیا اور ابیات پڑھے
جنکی اول بیت یہ ہی ع بانت سعاد فقلبی الیوم متبول ۔ یعنی سعاد مجھ
جدا ہو گئی تو آج میرا دل جوش سے گیا ہوا ہی ۔ یہان تک کہ وہ اس بیت
تک پہونچا ع ان الرسول لسیف یستضاء بہ ۔ مہند من سیوف اللہ مسلول
یعنی رسول اللہ ایک شمشیر ہین کہ اُس سے روشنی اور ضیا حاصل کی جاتی ہی
اللہ کی تلوارون مین سے ایک کھنچی ہوئی تلوار ہی ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اُس سے کہا کہ تو کون ہی سو کہا ۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ
مین کعب بن زبیر ہون تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکی طرف
ایک چادر جو اوڑھے ہوے تھے پھینک دی جب زمانہ معاویہ کا تھا تو

اُسکے پاس آدمی بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر ہمارے ہاتھ
بیس ہزار کو بیع کردے اُسکو واپس معاویہ کی طرف یہ کہکر بھیج دیا کہ میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا کسی کو نہیں دے سکتا جب وہ مرگیا تو معاویہ نے
اسکی اولاد کے لیے بیس ہزار بھیجے اور چادر لیلی اور وہ چادر آج کے دن امام
ناصر لدین اللہ کے پاس موجود ہے کہ اُسکی برکات اُسکے ایام رخشندہ ہیں یہ بھی
اور متصوفہ کے آداب ہیں کہ اُنکا التزام یہ حضرات کرتے ہیں اور اُنکا لحاظ صحبت
اور معاشرت میں ہوتا ہے اور سلف کے بہت لوگ اُسکے مقید نہیں ہوتے تھے
اور ہر ایک بات کو اِن لوگوں نے پسند کیا اور اُسکے اوپر اتفاق کیا ہے اور نہ اُنپر
شرع کا انکار ہے کوئی وجہ انکار کی اسمین نہیں ہے تو اسمین سے دیکھا یہ ہے کہ اِن
لوگوں مین سے اگر کوئی سماع مین متحرک ہوا اور اُس سے خرقہ گرپڑا یا وجد
اُسپر نازل ہوا اور اُسنے اپنا عمامہ قوال کی طرف پھینک دیا تو مستحسن اُنکے نزدیک
یہ ہے کہ حاضرین سربرہنہ کرنے مین اُسکے ساتھ موافقت کرین جبکہ یہ امر سرزد
کسی شیخ سے ہوا اور اگر فعل شیخون کی حضور مین جوانون سے ہو تو شیخون پر واجب
نہین ہے کہ اسمین جوانون کی موافقت کرین اور بقیہ حاضرین پر جوانون کے لیے ترک
موافقت حکم مشائخ یہ بھی جاتا ہے کہ جب سماع سے خاموش ہون صاحب
حال کو خرقہ واپس دیا جاتا ہے اور حضار مجلس عمامون کے اُٹھانے سے اُسکا
عذر دیتے ہین پھر اُنکے ذرا سر دن کی موافقت کے لیے بیٹھتے ہین اور جب
خرقہ قوال کی طرف پھینکا جائے تو وہ قوال کا ہے جب کہ اُسنے ارادہ اُس کے
دینے کا کیا ہو اور اگر قوال کو عطا کرنے کا قصد نہین کیا تو بعض نے کہا ہے کہ وہ
اہل مجلس کا ہو چکا اسواسطے کہ اسکا محرک وہی قوال ہے اور اُسی کی طرف سے وہ
سبب صادر ہوا کہ خرقہ پھینک دے اور بعض کا قول ہے کہ وہ مجلس والون کے

سنیے ہی کہ ازانجملہ قوال ہی کہ اسمین محرک تول قوال کا برکت جماعت کے ساتھ ہی کہ وجد پیدا ہوا اور احداث وجد قوال کے گانے پر متصور نہیں ہی پس قوال انمین سے ایک ہوگا۔ روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے روز کہا جو شخص ایسی جگہ ٹھہرے اُس کے لیے یہ درجہ ہی اور جو مارا جاے اُسکے لیے یہ اجر ہی اور جو قید ہو اُسکے لیے یہ ثواب ہی تو جوان لوگ شتابی کر گئے اور بوڑھے اور سردار کھڑے نیزدن اور جھنڈون کے پاس ہوے پھر جب اللہ نے مسلمانون کو فتح دی تو جوانون نے خواستگاری کی کہ یہ فتح ہمارے نام ہو اور بوڑھے لوگون نے کہا کہ ہم تمھارے یار اور پشتی تھے پس مال غنیمت ہم سے الگ نہ لیجاؤ تو اللہ تعالی نے نازل یہ آیت کی۔ یسئلونک عن الانفال قل الانفال للہ والرسول۔ یعنی تجھ سے مال غنیمت کا سوال کرتے ہین کہ مال غنیمت اللہ اور رسول کے واسطے ہی پھر حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سب پر برابر مال غنیمت تقسیم کر دیا اور بعض کا قول ہی کہ اگر گانے والا قوم مین سے ہو تو وہ ایک کے مثل تو گنا جائے گا اور قوم سے نہو تو جو اُسکی قیمت ہو اُسے دیجاے اور جو فقرا کے خرقون سے ہو اُن سب کے درمیان تقسیم کیا جاے اور کہا گیا اگر قوال اجرت پر آیا ہو تو اُسکو کچھ اُسمین سے نہ ملے گا اور اگر وہ بے اجرت ہو تو اُسکو دیا جائے گا اور یہ سب باتین اُسوقت ہین کہ وہان شیخ جو حکم دے اور وہان پر شیخ موجود ہو جسکی بزرگ دانست اور اسکے امر کا اتفاق ہو تو شیخ اسمین حکم دیگا جو اُسکی راے مین آوے کہ ہر آئینہ اسمین مختلف احوال ہوتے ہین اور شیخ کے لیے اجتہاد حاصل ہی تو جو اُسکی راے مین آ وے اُسپر کسی کو اعتراض نہین اور بعض اصحاب اور بعض حضار نے اُسکا فتوی عماد صفدر دیا اور قوال و قوم اُسپر راضی ہوگئی اور ہر ایک شخص اُن مین

اُسکے خرقہ کی طرف پھرا تو جائز ہی اور اگر ایک نے اُن مین سے اختیار اور دے دینے پر اصرار کیا اسوجہ سے کہ اُسنے اُسکی نیت سے اُتارا ہی تو قوال کو اُسکا خرقہ دیا جائے گا مگر پھٹے ہوے خرقہ کا چاک کرنا جسکو سچے صاحب حال نے ایسے غلبہ کے سبب پھاڑ ڈالا ہی جس سے وہ بے اختیار ہو گیا جسطرح کہ نفس کو غلبہ ہوا کرتا ہی پھر جو کوئی اُسکے روکنے کا قصد کرے تو سب اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کر کے بانٹ لیتے ہین تبرک بالخرقہ ہی اسواسطے کہ وجد فضل حق کے آثار سے ایک اثر ہی اور خرقہ کا چاک کرنا آثار وجد سے ایک اثر ہی تو خرقہ مین اثر ربانی آگیا اُسکا حق ہی کہ سب لوگون کو دیا جاے اور اعزاز و اکرام کے لیے سر پر رکھا جاے ؎ تضوع ارواح نجد من ثیابھم * یوم القدوم لقرب العھد بالدار * ؎ ارواح نجد مین ہی مہک اُنکے جامہ سے * آنے کے دن کہ وصل کا وعدہ قریب ہی * جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابر کا استقبال فرمایا کرتے اور اُس سے برکت حاصل کرتے اور فرماتے کہ یہی تازی چیز ہی جسکا وعدہ پروردگار نے کیا تھا بس پھٹا ہوا خرقہ تازہ وارد عہد کا ہی تو حکم پھٹے خرقہ کا یہ ہی کہ حاضرین کو بانٹ دیا جاے اور جو ثابت خرقہ اُسکے تابع ہین اُسکا حکم یہ ہی کہ شیخ اُسکے حق مین حکم جاری کرے اگر بعض فقرا کو مخصوص اُسکے حصہ سے کر دے تو اُسکو اختیار ہی اور اگر اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے تو بھی اُسکو اختیار ہی اور یہ اعتراض اُسپر نہوگا کہ یہ تفریط اور خرچ فضول ہی اسواسطے کہ چھوٹے خرقہ سے اُسکے متوقع پر وہی فائدہ حاصل ہوتا ہی جبکہ حاجت ہو جیسا کہ بڑا خرقہ فائدہ دیتا ہی۔ اور امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ایک حلہ حریر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہدیہ آیا تو وہ میرے پاس بھیج دیا مین وہ پہن کر باہر آیا تو آپ نے فرمایا کہ جو مین نہی

ذات کے لیے کردہ جانتا ہوں اُس سے تیرے لیے راضی نہیں پھر آپ نے اُس کے ٹکڑے کرکے عورتوں کو اوڑھنیاں بنا دیں اور ایک روایت میں ہی کہ میں آپ کے پاس آیا اور کہا کہ میں اُسکو کیا کردن آیا میں آسے پہنوں فرمایا کہ نہیں لیکن اسکی اوڑھنیاں فواطم کے لیے بنا دو مقصود فاطمہ بنت اسد اور فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فاطمہ بنت حمزہ اُنسے ہیں اور اس روایت میں ہی کہ ہدیہ ایک حلہ حریر کا دوہرا سلا ہوا تھا اور یہ وجہ کپڑے کے پھاڑنے اور اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں سنت کے اندر ہی ۔

حکایت ہی کہ نیشاپور کے مقام ایک دعوت میں فقیہ اور صوفیہ جمع ہوے اور خرقہ گر پڑا اور وہاں شیخ الفقہا ابو محمد جوینی اور شیخ الصوفیہ ابو القاسم قشیری تھے اور اپنی عادت کے موافق خرقہ کو تقسیم کر لیا تو شیخ ابو محمد نے بعض فقہا کی طرف توجہ کی اور چپکے سے کہا کہ یہ اسراف اور اتلاف مال ہی تو ابو القاسم قشیری نے سُن لیا اور کچھ نہ کہا یہاں تک کہ تقسیم ہو چکی پھر خادم کو بلایا اور کہا مجلس میں دیکھو جسکے پاس کچھا پرانا مصلے ہو تو آسے میرے پاس لے آتب وہ مصلی لایا پھر ایک شخص آگاہ واقف کار کو حاضر کیا اور کہا یہ مصلے کتنے پر زیادہ سے زیادہ خریدو گے کہا ایک دنیار پہ کہا اور ایک ہی قطعہ ہوتا تو کتنے کا ہوتا کہا نصف دنیار کا پھر شیخ ابو محمد کی طرف متوجہ ہوے اور کہا اسکا نام مال کا تلف کرنا نہیں ہی اور پھٹا ہوا خرقہ سب حاضرین پر تقسیم ہوتا ہی خواہ ہم جنس ہوں یا غیر جنس جب کہ قوم کی نسبت انکو حسن ظن ہو اس اعتقاد سے کہ خرقہ سے برکت حاصل ہوتی ہی ۔ طارق بن شہاب نے روایت کی کہ اہل بصرہ نے اہل نہاوند سے محاربہ کیا اور آنکی امداد اہل کوفہ نے کی اور عمار بن یاسر اہل کوفہ کے سردار تھے اور فتحیاب ہوے

اور اہل بصرہ نے چاہا کہ غنیمت سے کوفہ کے لوگوں کو کچھ نہ بانٹیں بنی تمیم سے
ایک شخص نے عمار سے کہا کہ اے اجدع یعنی خصومت کرنے والے تو چاہتا ہے
کہ ہماری غنیمتوں میں تو شریک ہو آپ نے حضرت عمر رضؓ کو لکھا حضرت نے جواب
لکھا کہ غنیمت اُسکے لیے ہے جو لڑائی میں موجود ہو اور بعضے اس طرف گئے ہیں کہ
پھٹا خرقہ مجلس پر تقسیم ہو اور جو اسمیں ثابت ہو قوال کو دیا جاے اور استدلال
اس روایت سے ابی قتادہ کے ساتھ کیا گیا ہے کہ کہا جب حنین کے دن لڑائی میں
لپٹے اور زار رکھدیے اور قوم سے ہم کو فرصت ملی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہا جس شخص نے کسی مقتول کو مارا اسکا لباس مارنے والے کا حق ہے اور اُسکے
لیے دجہ صحیح خرقہ میں ہے اور پھٹا خرقہ جو ہو اسکا حکم ہے کہ حاضرین کے حصہ کرکے بانٹ
دیے جائیں اور اگر مجلس میں تقسیم کے وقت داخل ہو جو حاضر پہلے نہ تھا اُسے بھی حصہ
ملیگا ابو موسی اشعری رحمہ اللہ نے روایت کی ہے کہا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں تین دن بعد جنگ خیبر سے آئے تو ہمارے حصہ لگا لئے گئے اور
کسی کو حصہ نہیں دیا گیا جو ہمارے سوا فتح میں موجود نہ تھا اور قوم صوفیہ کیلیے
سماع میں اُنکے پاس غیر جنس کا موجود ہونا مکروہ معلوم ہوتا ہے جیسے متعبد جسکو ذوق
اسکا کچھ نہیں تو وہ انکار کرتا ہے اسکا جو منکر نہیں ہے یا دنیا دار جو تکلف اور مدارات کا
محتاج ہو یا وجد میں تکلیف کرنے والا جو اپنے تواجد سے حاضری کو تشویش وقت
دیتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس تھے کہ اچانک حضرت جبریئل علیہ السلام نازل ہوے اور کہا یا رسول اللہ
ہر آئینہ تیری امت کے فقرا دولت مندوں سے پہلے آدھے دن یعنے پانسو برس
پیشتر بہشت میں داخل ہونگے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوے
اور فرمایا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو ہمارے لیے شعار پڑھے تو ایک بدری نے

کہا ہاں یارسول اللہ تو فرمایا لاؤ تو اعرابی نے پڑھا ؎ لقد لسعت حیۃ الھوی کبدی ✦ فلا طبیب لہا ولا راقی ✦ الا الحبیب الذی شغفت بہ ✦ فعندہ رقیتی وتریاقی ✦ ترجمہ ہر آئینہ عشق کے سانپ نے میرے جگر مین کاٹا ہی کہ اُسکا نہ کوئی طبیب ہی نہ منتر پڑھنے والا ہی مگر وہ ہی حبیب کہ جسکا مین شیفتہ اور فریفتہ ہوا ہون اُسکے پاس میرا منتر ہی اور زہرمہرہ ہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجد کیا اور آپکے ساتھ صحابہ نے بھی وجد کیا یہانتک کہ ردائے مبارک آپ کے شانے سے گر پڑی پھر جب فارغ ہوے ہر ایک شخص اُنمین سے اپنی اپنی جگہ آئے معاویہ بن ابی سفیان نے کہا اچھا آپ کا لعب ہی یارسول اللہ تو آپ نے فرمایا آہ یا معاویہ وہ شخص کریم نہین ہی جسے ذکر حبیب کے سُننے پر اہتزاز اور جنبش نہو پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر کے چار سو ٹکڑے کرکے حاضرین کو بانٹ دیئے اور یہ حدیث ہم نے سند سے وارد کی ہی جیسا کہ ہم نے سُنا اور پایا اور ہر آئینہ اُسکی صحت مین اہل حدیث نے کلام کیا ہی اور ہم نے کوئی چیز ایسی نہین پائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوا اور وہ ہمشکل اہل زمان کے وجد اور اُنکی سماع واجتماع اور اُنکی ہیئت کے ہو مگر یہ حدیث اور کیا اچھی حجت اہل صوفیہ اور اہل زمان کے واسطے ہی اُنکی سماع اور اُنکے خرقہ چاک کرنے اور اُسکے بانٹ لینے مین اگر وہ صحیح ہو اور اللہ بہتر دانا ہی اور میرے دل مین کھٹکتی ہی یہ بات کہ وہ صحیح نہین ہی اور اُسمین ذوق اسکا نہین پاتا ہون کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ یہ کیا ہو اور اُن خبرون پر وہ اعتماد کرتے ہین بنا بر اُس شے جو ہمین اس حدیث مین پہونچا ہی اور دل اُسکے قبول سے انکار کرتا ہی اور اللہ خوب تر جاننے والا اُسکا ہی

چھبیسوان باب اُن چلّون کے بیان مین جنکا التزام صوفیہ کرتے ہین۔

چلیے سے قوم صوفیہ کا کوئی خاص مطلب نہین ہر جسکے سوا وہ اُسکی طلب کرتے ہون لیکن جبکہ حکر اوقات کی تخالفتین اُنمین دخیل ہوتی ہین تو چلیے کے ساتھ وقت کا مقید کرنا اُسکو محبوب اور مرغوب ہوا اس۔ امید سے کہ چلیے کا حکم اُنکے تمام زمانے پر جاری ہوجائیگا تو وہ اپنی جمیع اوقات اُسی ہیئت سے رہین جو چلیے مین ہوتی اُسکی بنا سلی یہ ہر کہ چلا ذکر کے ساتھ مخصوص ہے حدیث شریف مین ہر کہ جسنے چالیس دن اللہ کے واسطے خالص کر دیے حکمت کے چشمے اُسکے قلب سے زبان پر اُسکے ظاہر ہوتے ہین اور یہ ہر کہ اللہ تعالی نے چلیے کو ذکر کے ساتھ قصۂ موسی علیہ السلام مین مخصوص فرمایا ہر اور چلے کے ساتھ تخصیص امر الٰہی مزید ترک دنیا کے لیے ہر قال اللہ تعالی وواعدنا موسی ثلثین لیلۃ واتممناہا بعشر فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ اور ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا وعدہ کیا تھا اور اُسکو دس رات کے ساتھ پورا کیا اُسکے پروردگار کا میقات اور زمانہ پورا چالیس رات کا ہوا اور قصہ اُسکا یہ ہر کہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا جب کہ وہ مصر مین تھے کہ اللہ تعالی جب اُنکے دشمنون کو ہلاک اور اُنکو دشمنون کے ہاتھون سے خلاص کریگا تو اللہ تعالی کے پاس سے ایک کتاب اُنکے واسطے لائیگا جسمین حلال اور حرام اور حدود اور احکام کا واضح بیان ہوگا پھر جبکہ اللہ تعالی نے وہ کام کیا اور فرعون کو ہلاک کر ڈالا تو موسیٰ نے اپنے پروردگار سے کتاب مانگی تب اُنکو اللہ تعالی نے حکم دیا کہ تیس دن روزہ رکھے اور وہ ذیقعدہ ہر پھر جبکہ تیس راتین پوری ہوئین تو اُنکو اپنے منھ کی بدبو بری معلوم ہوئی تو خرنوب جنگلی

نور جنت کی لکڑی سے مسواک کی تب اُس سے فرشتوں نے کہا کہ ہم تیرے منھ سے مشک کی خوشبو سونگھتے تھے تو نے اُسے مسواک سے کھو دیا پھر اُسکو اللہ تعالیٰ نے ذی الحجہ کے اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا کیا تو نہین جانتا کہ روزہ دار کے منھ کی بدبو مجھے مشک کی خوشبو سے زیادہ عمدہ معلوم ہوتی ہی اور موسیٰ علیہ السلام کا روزہ یہ نہ تھا کہ دن کو کھانا چھوڑدین اور رات کو کھائین بلکہ چالیسون دن بغیر کھائے طے کر گئے اس سے معلوم ہوا کہ معدہ کا کھانے سے خالی ہونا ایک بڑی اصل اس بات مین ہی یہان تک کہ موسیٰ علیہ السلام اُسکے محتاج ہوے جب کہ مکالمہ الٰہی کے لیے وہ مستعد ہوئے تھے اور علوم لدنی اُن لوگون کے دل مین جو اللہ تعالیٰ کی طرف دنیا سے قطع تعلق کیے ہوے ہین ایک قسم کا مکالمہ ہی اور جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کی طرف چالیس دن خالص طور پر ہو گیا اسطرح کہ اپنے نفس سے معاہدہ معدہ خالی رکھنے کا کیا ہو تو اللہ اُسپر علوم لدنی کھولتا ہی جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی خبر دی الا یہ امر کہ مدت چالیس دن کا تعین قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین نہین اور اس امر مین جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اسکا حکم دیا اور چالیس دن سے قید اور حد لگائی ایک حکمت کے واسطے ہی اور اسکی حقیقت پر کوئی مطلع نہین ہی۔ انبیاء علیہم السلام جبکہ اللہ تعالیٰ نے اُنکو معلوم کرا دیا یا وہ شخص جسکو اللہ تعالیٰ نے انبیا کے سوا اُسکے معلوم کرانے سے مخصوص کر دیا اور اسکی پوشیدگی مین ایک معنی جبکہ رہے ہین اور اللہ بہتر دانا ہی اور وہ یہ ہی کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو مٹی سے پیدا کرنا چاہا تو خمیر کی مدت اسقدر تحدید سے مقرر کی جیسا کہ وارد ہوا ہی خمر طینۃ آدم بیدہ اربعین صباحا یعنی آدمؑ کی سرشت کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے چالیس دن خمیر کیا تو آدمؑ جبکہ دارین کی آبادی کے لیے

صلاح خواہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے اُس سے دنیا کی آبادی چاہی جس طرح کہ بہشت کی آبادی اُس سے چاہی مٹی سے اس ترکیب کے ساتھ اُسکو پیدا کیا جو عالم حکمت اور شہادت اور اس دار دنیا کے مناسب تھی اور قانون حکمت کے موافق آپ سے دنیا کی آبادی بن نہ آتی جس حالت مین کہ سفلی اجزا زمین سے وہ مخلوق نہوتا پس مٹی سے اُسکو پیدا کیا اور چالیس دن اُسکی سرشت کو خمیر کیا تاکہ اس چالیس دن کے تخمیر سے چالیس حجاب حضرت الٰہی سے دور ہوجاے اور بارگاہ نبی اور مقامات قرب سے ٹھٹھک رہے اسواسطے کہ اس حجاب سے رُک نجاتا تو دنیا معمور نہوتی تو عالم حکمت کی آبادی اور زمین مین خلیفۃ اللہ ہونے کے لیے بعدۂ مقام قرب لے اسمین جڑ پکڑلی پس ہر روز اللہ تعالیٰ کی طاعت کے لیے دنیا سے انقطاع کرنا اور اُسکے سامنے آنے اور امر معاش کی طرف نور سے کھینچا ایک ب اسے نکالتا ہی جو ایک معنی ہی کہ اسمین امانت رکھا ہوا ہی اور ہر ایک حجاب کے اُٹھنے کے موافق منجذب ہونا اور منزل حاصل کرنا ہی قرب حضرت الٰہی جو جمع علوم اور اُنکا مصدر ہی پھر جب کہ چلا پورا ہو گیا تو پردے دور ہو جاتے ہین اور علوم و معارف اُسپر خوب ریزش کرتے ہین بعد ازان علوم و معارف جو اعیان ہین انوار سے بدل جاتے ہین اس سبب سے کہ نور عظمت الٰہی کی اکسیر سے متصل ہوتے ہین اسوقت اعیان حدیث نفس کے علوم الہامیہ بن جاتے ہین اور وہ حدیث نفس کے احرام انوار عظمت کے قبول کرنے کو منتج ہوتے ہین پس اگر وجود نفس اور اُسکی حدیث نہوتی تو علوم الٰہیہ ظاہر نہوتے اسواسطے کہ حدیث نفس قبول انوار کے لیے ظرف وجودی ہی اور قلب مین بالذات قبول علم کے لیے کوئی شے نہین ہی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہی کہ اُسکے قلب سے حکمت کے چشمے اسکی زبان پر ظاہر ہونگے اشارہ اسکی طرف ہی کہ

قلب کا ایک رخ نفس کی طرف ہوا سو بہ سبب اسکے کہ توجہ اُسکی عالم شہادت کی طرف
ہی اور ایک رخ اُسکا روح کی طرف اس اعتبار سے ہی کہ اُسکی توجہ عالم غیب کی
طرف ہی تو جو علوم نفس مین پیدا کیے گئے ہین اُنسے قلب مددچاہتا ہی اور زبان
جو اُسکی ترجمان ہی اُسکے حوالہ کرتا ہی تو علوم ظہور قلب سے ہی ہوا اسیئے کہ علوم
اُسمین جڑ پکڑے ہوے ہین تو قلب اور روح کے لیے قرب الٰہی سے وہ مراتب
حاصل ہین جو الہام کے رتبون سے بڑھے ہوے ہین پس بندہ اللہ کی طرف جھکنے
پڑنے اور لوگون سے یک سو ہونے کے سبب اپنی مسافت اپنے وجود کو قطع
کرتا ہی اور اپنے نفس کے معادن سے جواہر علوم کو نکالتا ہی اور بہر آئینہ حدیث
مین وارد ہی۔ الناس معادن کمادن الذہب والفضۃ خیارہم فی الجاہلیۃ
خیارہم فی الاسلام اذا فقہوا یعنی آدمی سونے چاندی کی سی کان ہین جو جاہلیۃ
مین اُنمین کے اچھے ہین وہی اسلام مین اُنکے بہترین ہین جب کہ وہ فقیہ
ہون تو ہر روز اللہ کے واسطے عمل مین خلوص کرنے کے سبب وہ ایک طبقہ
کمیابی پیدائشی طبقات سے دور کرتا ہی جو اللہ تعالیٰ سے اُسکو دور رکھتا ہی
یہان تک کہ چلے کے چالیس دن پورے کرنے سے چالیسون طبقون کو ایک دن
جیسے ایک طبق طبقات حجاب سے دور کر دیتا ہی اور اس بندہ کی صحت کی نشانی
اور چلے سے اُسپر اثر پڑنے کی علامت اور اخلاص کی شرطون کا پورا کرنا یہ ہی
کہ چلے کے بعد دنیا سے کم رغبت کرے اور فریب کے گھر سے الگ ہو جاے اور
دار البقا کی طرف رجوع کرے اسواسطے کہ دنیا مین زہد کرنا ظہور حکمت کی ضرورت
سے ہی اور جو دنیا مین زہد نکرے تو اُسکو حکمت نصیب نہ ہوگی اور جو حکمت چلے
کے بعد بہرہ مند نہو تو ظاہر ہو جاے گا کہ اُسنے شرائط مین کچھ خلل ڈالا ہی اور
اللہ تعالیٰ کے لیے خالص نہین ہوا اور جو اللہ تعالیٰ کے واسطے خالص نہین ہوا

تو آپنے اللہ کی عبادت نہین کی اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اخلاص کا حکم دیا ہی
جیساکہ ہمکو محال کا حکم دیا۔ قال اللہ تعالیٰ وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین
اور وہ لوگ نہین حکم دیے گئے مگر اسواسطے کہ اللہ کی عبادت کرین اسطرح کہ دین کو
اسکے لیے خالص کرین۔ صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا اخلاص
اور شرک دونون گھٹنون کے بل پروردگار عز وجل کے سامنے حاضر آوینگے
تو اللہ تعالیٰ اخلاص کو حکم دیگا کہ تو اپنے اہل اخلاص کے ساتھ جنت
کو جا اور شرک کو حکم دیگا کہ تو اپنے اہل شرک کے ساتھ دوزخ مین جا
اور اس اسناد سے سلمی نے کہا علی بن سعید سے مین نے سُنا اور اس سے
پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا ابراہیم شقیقی سے مین نے سُنا اور اس سے
پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا محمد بن جعفر الخصاف سے مین نے سُنا
اور اُس سے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا احمد بن بشار سے مین نے سوال
کیا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا ابا یعقوب الشروطی سے مین نے سوال اخلاص
سے کیا کہ کیا چیز ہی اُسنے کہا احمد بن غسان سے مین نے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی
اُسنے کہا کہ احمد بن علی الہجیمی سے مین نے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُس نے کہا
مین نے عبد الواحد بن زید سے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا کہ حسن سے
مین نے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا کہ مین نے حذیفہ سے سوال کیا کہ اخلاص
کیا چیز ہی اُسنے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اخلاص
کیا چیز ہی آپ نے فرمایا مین نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی
جبرئیل نے کہا مین نے حضرت رب العزت جل جلالہ سے سوال کیا کہ اخلاص
کیا چیز ہی حکم ہوا کہ وہ میرے اسرار سے ایک سر ہی جسکو مین نے اُن لوگون کے

قلب مین رکھا ہی جسکو مین اپنے بندون سے دوست رکھتا ہون تو بعضے
آدمی خلوت مین مخالفت نفس پر داخل ہوتے ہین اسواسطے کہ نفس بالطبع
خلوت سے کراہت کرنے والا ہی خلق کی مخالفت کی طرف بہت ہی مائل ہی پس
جب کہ اُسکو اُسکی عادت کے قرارگاہ سے اُکھیڑا اور اللہ تعالی کی طاعت مین قید کیا
تو اُسکے قلب مین حلاوت بعد اُس تلخی کے آتی ہی جو اُسپر داخل ہوتی ہین ذوالنون
رحمہ اللہ نے کہا مین نے کوئی چیز ایسی نہین دیکھی جو خلوت سے بڑھ کر
باعث اخلاص پر ہو اور جسنے خلوت کو دوست رکھا تو ہر آیئنہ اُسنے اخلاص
کے گھر کا ستون پکڑ لیا اور ارکان صدق سے ایک رکن پر فتحیاب ہو گیا اور
شبلی رحمہ اللہ نے ایک شخص سے کہا جس نے ذمیت آپ سے چاہی تھی
وحدت کو لازم اپنے اوپر کرے اور قوم سے اپنے نام کو مٹا دے اور دیوار کی طرف منھ
رکھ جب تک کہ تو مرے اور یحیی بن معاذ رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ وحدت یعنی تنہائی
صدیقین کی آرزو ہی اور انسانون مین سے جسکے باطن سے فراغت خلوت آٹھ
اور اُسکی طرف نفس کھینچے تو یہ اتم واکمل اور بڑی دلیل اُسکے کمال استعداد کی ہی
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ حال روایت کیا گیا جو اُسپر دلالت کرتا ہی
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پہلے پہل جو وحی سے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو شروع ہوئی وہ خواب مین رویاے صادقہ ہی تو آپ رویا نہین
دیکھتے تھے مگر اس طرح پر کہ جیسے صبح نمود ظاہر ہوتا ہی پھر آپ کو خلوت پسند
آئی اور حرا مین آپ تشریف لاتے تھے اور اُسمین کئی رات برابر عبادت اور
خلوت کیا کرتے اور اُسکے لیے توشہ تیار ہوا کرتا پھر حضرت خدیجہ رض کے پاس آتے
پھر اُسکے مثل کے لیے آپ تیاری فرماتے پس اچانک حق آن پہونچا اور آپ
غار حرا مین تھے اُسمین ایک فرشتہ آپ کے پاس آیا اور کہا اقرأ یعنی پڑھ سو

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا مین قاری اور پڑھنے والا نہین
ہون پھر مجھے اُسنے پکڑا اور دبوچا یہانتک کہ وہ اپنی غایت کو پہونچا پھر مجھے
چھوڑ دیا اور کہا پڑھو تو مین نے کہا کہ مین قاری نہین ہون پھر مجھے پکڑا اور دوبارہ
دبوچا حتی کہ وہ اپنی انتہا کو پہونچا پھر مجھے چھوڑا اور کہا کہ پڑھ تو مین نے کہا کہ
مین قاری یعنی خواندہ نہین ہون تو اُس نے مجھے پھر پکڑا اور تیسری بار
دبایا یہانتک کہ اپنی غایت کو وہ پہونچا پھر مجھے چھوڑ دیا پھر کہا اقرا باسم
ربک الذی خلق خلق الانسان من علق ۔ یعنے پڑھ اپنے رب کے اسم سے
جسنے کہ پیدا کیا انسان کو خون لبستہ سے یہانتک کہ مالم یعلم تک پہونچا
اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے ساتھ واپس آگئے اس
حالت مین کہ اُسکے دفعۃً ظاہر کرنے سے لرزتے تھے یہانتک کہ خدیجہ کے پاس
آئے اور فرمایا زملونی زملونی ۔ یعنی کملی مجھے اُڑھاؤ کملی مجھے اُڑھاؤ تو آپ کو
کملی اُڑھادی یہانتک کہ آپ سے خوف جاتا رہا اور خدیجہ سے کہا میرے واسطے
کیا صلاح ہے اور اُنکو خبر دی پھر فرمایا مین اپنی عقل پر ڈرتا ہون خدیجہ نے کہا
نہین ہرگز نہین خوش ہو اللہ کی قسم ہے کہ تجھے اللہ غمگین ابد تک نہ کرے گا
اسواسطے کہ تو صلہ رحم کرتا ہے اور بات سچ کہتا ہے اور بار اُٹھاتا ہے اور معدوم کو
کسب کرتا ہے اور یتیمان کی ضیافت کرتا ہے اور جو مصیبتین پہونچتی ہین اُسمین
اعانت کرتا ہے پھر خدیجہ آپ کو ساتھ لیکر چلین یہانتک کہ ورقہ بن نوفل کے
پاس گئین اور وہ ایک شخص تھا کہ جاہلیت مین نصرانی ہوگیا تھا اور وہ کتاب
عربی لکھتا تھا اور انجیل مین سے وہ عربی مین لکھتا جو اللہ چاہتا کہ اُسکو لکھے اور
ایک بوڑھا بزرگ آدمی تھا کہ نابینا ہوگیا تھا تو اُس سے خدیجہ نے کہا اے چچا
اپنے بھتیجے کی بات سُن ورقہ نے کہا اے میرے بھتیجے کیا تو دیکھتا ہے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو خبر دی تو اُسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا
یہ وہی ناموس ہے جسکو موسیٰ پر نازل کیا کاش مین جوان ہوتا کاش مین زندہ
اُسوقت ہوتا جب قوم تجھے خارج کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کیا
وہ مجھے نکالنے والے ہین ورقہ نے کہا ہان اسواسطے کہ کوئی ایسی چیز جو تو لایا ہرگز
نہین لایا مگر یہ کہ وہ عداوت اور ایذا سے ستایا گیا اور تیرا دن اگر مجھے ملے گا
تو مین تیری تمہاری مدد کرونگا اور جابر بن عبداللہ نے روایت کی کہا مین نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے اور قطع وحی کا ذکر کرتے تھے پس کہا . یعنی
حدیث مین کہ اس درمیان مین کہ مین چلا جاتا تھا آسمان کی طرف سے ایک آواز
سُنی مین نے سر اُٹھایا اچانک ایک فرشتہ دیکھا جو حرا مین آیا اور وہ زمین آسمان
کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور خوف سے مین گھبرا گیا اور پلٹ آیا اور مین نے
کہا . زملونی زملونی فدثرونی تب اللہ تعالیٰ نے نازل کیا . یا ایہا المدثر قم فانذر تا
والرجز فاہجر . اور ہر آئینہ نقل کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارہا
گئے تاکہ پہاڑ کی چوٹیون سے اپنی جان کھو دیتے تو جب کبھی آپ پہاڑ کی بلندی پہ
پہونچے تاکہ اُس سے نیچے گرا دین جبرئیل علیہ السلام ظاہر ہوتے اور کہتے یا محمد
انک رسول اللہ حقا یعنی اے محمد تو سچا رسول اللہ کا ہے اس سے دل آپ کا ٹھہر جاتا
اور جب قطع وحی کا طول ہوتا اور اسی طرح پھر ہوتا تو جبرئیل اور اسی کے مثل کہتے
تو یہ اختیار امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد سے خبر ہے [illegible]
حاضر ہین کہ [illegible] مریدون اور طالبون کے لیے خوشخبری [illegible]
وہ [illegible] کے لیے خارق عادت [illegible] تو اللہ تعالیٰ [illegible] کشود کرتا ہے
جو اُسکی [illegible] سے اُن کے [illegible]
اُن [illegible] بعد ازان [illegible]

خلوت سفری اور چلّہ اور اسکے تکملہ کا اثر ظاہر ہی کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی بشارتوں کے
مبادی اور اسکے عطایا اسکے سینہ ظاہر ہین

ستائیسواں باب فتوح اربعین کے بیان مین

اور ہر آئینہ طریق خلوت اور اربعین مین ایک قوم نے غلطی کی ہو اور کلمات کو اُنکی جگہ
سے تحریف اور تبدیل کر دیا اور شیطان اُنپر داخل ہوا اور غرور فریفتگی کا دروازہ
اُنپر کھول دیا اور خلوت مین بلا اصل مستقیم جو خلاص کو حق خلوت ہو سکتا ہی داخل ہوئے
اور اُن لوگون نے یہ سُن لیا کہ مشایخ اور صوفیہ کے لیے خلوتین تھین اور اُنکے لیے
واقعات ظاہر ہوے اور مکاشفہ غرائب اور عجائب کے ساتھ اُنکو ہوا تو
اسکے حاصل کرنے کے لیے یہ لوگ خلوت مین گھس گئے اور یہ محض اضلال
وضلال ہی ہان صحیح یہ ہو کہ قوم نے خلوت اور وحدت دین کی سلامتی اور نفس کے
احوال کی جستجو اور اللہ تعالیٰ کے واسطے عمل کرنے کے لیے اختیار کی ابی عمرو
الاخاطی سے نقل ہو کہ اُسنے کہا ہرگز صادق نہوگا عاقل کے لیے انجام مگر یہ کہ
ان باتون کو مضبوط کرلے جو اُسپر واجب ہین - یعنی حال اول کی اصلاح
اور اُن مقامات کی اصلاح کہ اُنکی معرفت سزاوار ہی خواہ زیادہ ہوا یا ناقص ہوا
تو اُسپر واجب ہو کہ خلوت کے موضع تلاش کرے تاکہ اُسکے معارض کو کوئی مشاغل
نہو پس اگر معارض ہو تو وہ جو چاہتا ہی وہ بگڑ جائیگا - ابا تمیم مغربی سے
روایت ہی وہ کہتے ہین جو خلوت کو صحبت پر ترجیح دے تو سزاوار ہی کہ وہ تمام
اذکار سے بجز ذکر الٰہی عزوجل کے خالی ہو اور جمیع مرادات سے بجز مراد اپنے
رب کے سے خالی ہو اور نفس جو تمام اسباب مین مطالبہ کرتا ہی اُس سے خالی
ہو اگر ان صفات کے ساتھ نہو تو اُسکی خلوت بلا مین اُسکو ڈالے گی - ایک

شخص ابی بکر وراق کی زیارت کو آیا اور کہا کہ مجھے وصیت کیجیے فرمایا مین نے دنیا و آخرت کی بھلائی خلوت اور قلت مین اور اُن دونون کی برائی کثرت اور اختلاط مین پائی تو جو شخص خلوت مین کسی سبب و بہانہ سے بیٹھا تو شیطان اُسپر داخل ہوا اور ہر طرح کی نافرمانی کو اُسکے لیے مزین اور آراستہ کرتا ہی اور وہ جھوٹ اور دھوکے کی باتون سے مملو ہوگیا اور سمجھا کہ میرا حال اچھا ہی نتیجہ اُس قوم مین آن پہونچا جو خلوت مین بدون شرائط خلوت کے داخل ہوے اور کسی ایک ذکر اذکار سے یہ متوجہ ہوے اور اپنے نفوس کی ماندگی اور تکان کو گوشہ نشینی کے ساتھ خلوت سے آثار اور مشغولیون کو حواس سے باز رکھا جس طرح کہ راہب ترسا اور برہمن اور فلسفہ کا عمل ہی اور جمع ہمت مین جو وحدت ہی اُسکی صفائی باطن مین مطلقا بڑی تاثیر ہی تو جو چیز یہ کہ انھین سے حسن سیاست شرعی اور صدق مطابقت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی ہین اُنکا نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ قلب روشن ہوجاتا ہی اور دنیا سے کم رغبتی ہوتی ہی اور ذکر مین حلاوت آتی ہی اور جو معاملہ اللہ کے واسطے ہو اُسمین اخلاص ہوتا ہی جیسے نماز اور تلاوت وغیرہ اور جو انمین سے ایسے ہون کہ سنت شرع اور متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انمین نہو تو اُن سے نفس مین صفائی آتی ہی جس سے علوم ریاضیہ کے حصول مین مدد حاصل ہوتی ہی کہ اُنکی طرف فلسفہ اور دہریہ مشرکین اور خوارکرے متوجہ ہوتے ہین اور جس قدر کہ اسکی کثرت ہوتی ہی اللہ تعالی سے دور ہوتا ہی اور جو شخص اُسکی طرف متوجہ ہوتا ہی جیسا کہ اُن چیزون کے وسائل سے جو علوم ریاضیہ وہ حاصل کرتا ہی یا اُن اشیا سے کہ صدق خاطر وغیرہ سے اُسکو نمودار ہوتا اور نظر آتا ہی گمراہی جاتا ہی یہان تک کہ مین تمام اُسکی جانب کرتا ہی اور گمان کرتا ہی کہ وہ مقصود کو پہونچ گیا

اور نہیں جانتا کہ یہ فن نصاریٰ اور برہمنوں کے لیے فائق سے غیر ممنوع ہی اور
حکومت سے مقصود نہیں انہیں سے بعضے کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ استقامت
تجھ سے چاہتا ہی اور تو کرامت کا طلبگار ہی اور کبھو خرق عادات اور سچی فراست
سے صادقین پر کھل جاتا ہی اور آئندہ کی بات ظاہر ہو جاتی ہی اور کبھو نہیں کھلتی
اور اُسکا نہ ہونا اُنکے حال میں اعتراض پیدا نہیں کرتا اگر اعتراض اُنکے
حال میں پیدا کرتا ہی تو وہ صرف انحراف حد استقامت سے ہی پھر جو کچھ
صادقین پر انہیں سے کشف ہوتا ہی اُنکے مزید یقین کا سبب ہو جاتا ہی
اور صدق مجاہدہ و معاملہ اور دنیا کی بے رغبتی اور اخلاق پسندیدہ سے
متخلق ہونے کی طرف مائل کرتا ہی اور جو کچھ انہیں سے اُس شخص پر مکشوف
ہوتا ہی جو سیاست شرع سے خارج ہی اُسکے واسطے مزید بعد اور خذلان اور
حماقت کا اور لوگوں سے تکبر اور خلق کے عیب لگانے کا باعث ہوتا ہی اور
یہ حالت اُسکی رہتی ہی حتیٰ کہ اسلام کے سلسلہ کا حلقہ اُسکی گردن سے نکل جاتا ہی
اور وہ حدود و احکام اور حلال و حرام سے انکار کرتا ہی اور اُسکا گمان ہوتا ہی
کہ عبادات سے مقصود اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی اور متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو ترک کر دیتا ہی پھر بعد ازاں رفتہ رفتہ اس سے ملحد اور زندیق ہو جاتا ہی
اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم گمراہی سے پناہ مانگتے ہیں اور کبھو اقوام کو خیالات
پیدا ہوتے ہیں جنکو وہ لوگ وقائع تصور کرتے ہیں اور مشائخ کے
وقائع سے اُنکو تشبیہ دیتے ہیں بدون اسکے کہ حقیقت کا اسکے علم ہو تو
جو کوئی اسکی تحقیق چاہے تو اسے جان لینا چاہیے کہ ہر آئینہ جب ایک بندہ
اللہ ہی کا خاص ہو گیا اور اپنی نیت کو اُس نے درست کیا اور چالیس دن
یا زیادہ خلوت میں بیٹھا تو انہیں سے بعضے وہ ہیں کہ اپنے باطن کو صفائی

یقین دیتا ہی اور اپنے قلب سے حجاب کو اٹھاتا ہی اور ایسا ہو جاتا ہی کہ جیسا
اُنمین سے بعضون نے کہا ہی دیکھا ہی میرے قلب نے میرے پروردگار کو
اور کبھی اس مقام کو ایک دفعہ اسطرح پہونچتا ہی کہ اپنے اوقات کو اعمال صالحہ
سے آباد اور اعضاء جوارح کو امور ممنوعہ سے باز رکھے اور تقسیم اوراد و وظائف
اور تلاوت اور ذکر سے اوقات پر کرے اور ایکبار اُسے حق تعالیٰ اُسکے مقام
صادق اور قوت استعداد پر بلا کسی عمل کے پہونچا دیتا ہی جو اُس سے صادر ہوا
اور ایک بار اس درجہ کو اذکار سے ذکر واحد کے التزام سے پاتا ہی اسواسطے
کہ وہ ہمیشہ اس ذکر کی تکرار اور تردید کرتا ہی اور اُسکو کہتا ہی اور اُسکی عبادت
پانچون وقت کی نماز فریضہ اور سنت موکدہ فقط ہوتی ہی اور اُسکے تمام اوقات
ذکر واحد سے خالی نہین رہتے اسطرح پر کہ اُسکے اندر کوئی فتور نہین آتا اور نہ اُسمین
کوئی اُسکی طرف سے قصور ہوتا ہی اور برابر ہمیشہ اس ذکر کو دُہرانا بالالتزام
ہی حتی کہ وضو اور کھانے کے وقت مین بھی اُس سے نہین چھوٹتا ۔ اور مشائخ
کی ایک جماعت نے ذکر سے کلمہ لا آلہ الا اللہ کو قبول کیا ہی اور اس کلمہ کی
ایک خاصیت نور باطن اور قصد کی جمعیت دینے مین ہی جب کہ کوئی مخلص
صادق اُسکی مداومت کرے اور وہ اس امت کے لیے عطیات الٰہی سے ہے
اور اسمین ایک خاصیت اس اُمت کے لیے ہی اُس بات مین جسکی روایت
عبدالرحمن بن زید نے کی ہی کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے کہا اے میرے رب مجھے
اِس امت مرحومہ سے خبر دے فرمایا امت محمد (علیہ الصلوۃ والسلام) کے ہین علما ر
گوشہ نشین یا رسا بردبار برگزیدہ دانا راست کار گویا کہ وہ انبیا ہین تھوڑی عطا پر مجھسے
رضامند اور تھوڑے عمل پر مین اُنسے خوش ہون اور لا آلہ الا اللہ کے ساتھ مین اُنکو
بہشت مین داخل کرونگا اے عیسیٰ وہ اکثر بہشت کے رہنے والے ہین اسواسطے کہ کسی قوم کی

ہرگز زبان نے لا الہ الا اللہ کی اطاعت نہین کی جیسی کہ انکی زبانون نے کی اور نہ قوم کی گردنین ہرگز سجدہ مین جھکین جیسی کہ انکی گردنین جھکین اور عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہا ہر آئینہ یہ آیت توریت مین لکھی ہوئی ہے

یا ایہا النبی ارسلناک شاہدا و مبشرا و نذیرا و حرزا للمومنین و کنزا للامیین انت عبدی و رسولی سمیتک المتوکل لیس بفظ ولا غلیظ ولا صخاب فی الاسواق ولا یجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو و یصفح ولن اقبضہ حتی تقام بہ الملۃ المعوجۃ بان یقولوا لا الہ الا اللہ و یفتحوا اعینا عمیا و اذنا صما و قلوبا غلفا - یعنی اے نبی ہم نے تجھے بھیجا ہے شہادت اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا مومنون کے لیے پناہ اور ناخواندہ لوگون کے لیے خزانہ تو میرا بندہ ہے اور تو میرا رسول ہے نام تیرا مین نے متوکل رکھا جو نہ دل اور بات کا سخت اور کڑا ہے اور نہ بازارون مین چیخنے چلانے والا ہے اور نہ وہ برائی کا بدلا برائی سے کرتا ہے الا یہ کہ وہ معاف اور درگذر کرتا ہے اور مین اُسکی روح قبض نہ کرونگا جب تک کہ اُسکے سبب ٹیڑھی ملت سیدھی نہ ہو جاسے اس طرح کہ کہین وہ لا الہ الا اللہ اور کھولین اندھی آنکھین اور بہرے کان اور جو غلاف مین لپیٹے ہوے دل ہین - پھر ہمیشہ خلوت مین بندہ اس کلمہ کو موافقت دل کے ساتھ اپنی زبان پر بار بار لاتا ہے یہانتک کہ کلمہ قلب مین جڑ پکڑتا اور حدیث نفس کو دور کرتا ہے کہ اسکے معنی قلب مین حدیث نفس کے قائم مقام ہو جاتے ہین پھر جب کہ کلمہ غائب ہو گیا اور زبان پر آسان ہوا تو قلب اسکو کھینچتا اور پی جاتا ہے پھر اگر زبان چپ رہی تو قلب نہین چپ رہتا پھر وہ کلمہ قلب مین جوہر بن جاتا ہے اور اُسکے جوہر بن جانے سے دل مین نور یقین قرار پکڑ لیتا ہے حتی کہ جب دل اور قلب سے صورت کلمہ دور ہو جاتی ہے تو اسکا نور جوہر ہو کر رہ جاتا ہے اور ذکر کو عظمت مذکور یعنی حق سبحانہ و تعالی کے ساتھ لیتا ہے اور اُس وقت ذکر ذکر ذات ہو جاتا ہے

یعفو

اور یہی ذکر مشاہدہ اور مکاشفہ اور معائنہ ہر یعنی ذکر ذات کا نور ذکر کے جو ہر
ہونے سے اور یہ خلوت سے اعلیٰ درجہ کا مقصد ہر اور یہ کبھی خلوت سے حاصل ہوتا ہر
نہ کلمہ کے ذکر سے بلکہ تلاوت قرآن مجید سے جب کثرت سے تلاوت کرے اور زبان کے
ساتھ قلب کی موافقت مین جد وجہد ہو یہان تک کہ تلاوت زبان پر جاری ہو جائے
اور کلام کے معنی حدیث نفس کے قائم مقام ہو جاسے اور اسوقت بندہ کو تلاوت اور نماز
مین سہولت پیدا ہوتی ہر اور اس سہولت سے تلاوت اور نماز مین باطن روشن
اور نورانی ہو جاتا ہر اور قلب مین نور کلام کا جوہر بن جاتا ہر اور اُسی سے
ذکر ذات بھی ہوتا ہر اور قلب مین نور کلام جمع ہوتا ہر جسکے ساتھ کلام کرنیوالے
پاک کی بزرگی نظر آتی ہر اور اِس عطیہ کے سوا علوم الہامی لدنی بندہ
پر مکشوف ہوتے ہین اور اسقدر حقیقت ذکر اور تلاوت پر بندہ کے پہونچنے
تک جب کہ اُسکا باطن صاف ہو جاتا ہر وہ کبھو کمال انس اور حلاوت ذکر سے
ذکر مین گم ہو جاتا ہر حتی کہ وہ ذکر مین غائب ہونے کے اندر سونے والے مین
ملجاتا ہر اور گویا سوتا ہے اور کبھو حقائق اُسکو خیال کے پیرایہ مین جلوہ گر ہوتے ہین
جسطرح کسی نے خواب مین دیکھا کہ اُسنے ایک سانپ مارا تو اُسکو تعبیر دینے والا
کہتا ہر کہ تو دشمن پر فتحیاب ہوگا پھر اُسنے دشمن پر فتح پائی اور وہ کشف ہر جس کا
حق تعالیٰ نے مکاشفہ کرایا اور یہ فتح روح مجرد ہر کہ خواب کے فرشتہ نے اُسکے لیے
ایک بدن اِس روح کے لیے سانپ کے خیال سے ڈھال دیا تو روح جو کشف
ظفر ہر حق کا خبر دینا ہر اور خیال جو بدن کے مانند ہر ایک صورت مثالی ہر جو خواب
دیکھنے والے کے نفس سے پیدا ہو گئی اسوجہ سے کہ بیداری مین قوت دیکھی اور خیال
باہم ملی ہوئی ہین پس کشف ظفر کی روح سانپ کے بدن مثالی سے مرکب
ہو جاتی ہر اسواسطے تعبیر کی حاجت پڑی اسواسطے کہ اگر کشف اُس حقیقت کا

ہوتا جو روح ظفر کی ہو تعبیر اُس صورت مثالی کی جو بدن کے مانند ہو تو احتیاج
تعبیر کی نہوتی اور ظفر کو ہی دیکھتا اور ظفر صحیح ہوتی اور کبھو بیداری کے وہم و
خیال کے اشتمال سے خواب مین بغیر حقیقت کے خیال مجرد اور خالی ہوتا ہو اُس
وقت وہ خواب پریشان ہوتا ہو جسے اضغاث احلام کہتے ہین اور اُسکی تعبیر
نہین ہوتی اور صاحب خلوت کے لیے کبھو ایک خیال مجرد ہوتا ہو جو اُسکی ذات
سے بدون اس بات کے کہ وہ کسی حقیقت کا ظرف ہو پیدا ہوتا ہو تو اُسپر کوئی بنا
نہین رکھی جاتی اور نہ اُسکی طرف توجہ ہوتی ہو پس یہ واقعہ نہین ہو اور وہ
فقط خیال ہو اور ہرگاہ کہ ایک سچا آدمی اللہ تعالی کے ذکر مین غائب ہو گیا یہان
تلک کہ محسوس سے بھی وہ غائب ہو گیا اس طرح پر کہ اگر کوئی آدمی اُسکے پاس
جائے تو اُسکو خبر اسکی نہین اسوجہ سے کہ وہ ذکر کے اندر گم ہو اور اس حالت مین
ابتدا اُسکے نفس سے مثال اور خیال پیدا ہوتا ہی جنمین روح کشف کی کھولی جاتی ہو
پھر جبکہ وہ اپنی غیبت سے عود کرتا اور اُسکو افاقہ ہوتا ہو تو پاتا ہو کہ اُسکی تفسیر
اُسکے باطن سے آئی ہو جو اللہ تعالی کی طرف سے ایک عطا ہو اور یا اُسکی شارح
شیخ اُسکا ہو جسطرح کوئی معبر خواب کی تفسیر کہتا ہو اور یہ واقعہ ہوتا ہو اسواسطے کہ وہ
ایک حقیقت کا کشف مثال کے لباس مین ہو اور صحت واقعہ کی شرط اولاً ذکر مین
خلوص ہو دوسرے ذکر مین اُسکا مستغرق ہونا ہو اور اُسکی علامت یہ ہو کہ دنیا سے
بے رغبتی اور تقوی کی ملازمت ہو اسواسطے کہ اللہ تعالی نے واقع مین اسکو امر
مکتوب کا سبب مورد حکمت بنایا ہو اور حکمت زہد اور تقوی کا حکم کرتی ہو اور کبھو
ذاکر کے لیے حقائق مجرد بلا لباس مثال کے ہوتے ہین اور یہ کشف ورخبر دنیامین غیب
اللہ تعالی اُسکے لیے ہو اور یہ کبھو دیکھنے سے ہوتا ہو اور کبھو سننے سے اور وہ کبھو
اپنے باطن سے سنتا ہو اور کبھو وہ ہوا سے گرتا ہو نہ اُسکے باطن سے جیسے اغن

گروہ فرشتہ غیب مشہور ہو کہ اس سے وہ ایک امر کو جسکا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ اُسکے
یا غیر کے لیے چاہتا ہو جان لیتا ہو پس اللہ کا خبر اُسکو دنیا اسکے ساتھ اُسکے
یقین زیادہ ہونے کا ہوتا ہو یا خواب مین ایک شے کی حقیقت کو دیکھتا ہو۔ بعض
صوفیہ سے نقل ہو کہ اُسکے لیے شربت ایک پیالہ مین لایا تھا اور اُسنے اپنے
ہاتھ سے اُسے رکھدیا اور کہا ہو آئینہ عالم مین ایک حادثہ پیدا ہوا اور مین اُسکو
نہ پیون گا جب تک کہ جان لون کہ وہ کیا ہو پھر اُسپر کشف ہوا کہ ایک قوم کہ مین
داخل ہوئی اور اُسمین قتل کیا۔ اور ابا سلیمان خواص سے حکایت ہو کہ کہا ایک
دن مین سوار ایک گدھے پر تھا اور اُسے ایک مکھی ستا رہی تھی اور وہ اپنے
سر کو نیچے کی طرف جھکاتا تھا تو مین اُسکے سر پر لکڑی جو میرے ہاتھ مین تھی
مارتا تھا گدھے نے اپنا سر میری طرف اُٹھایا اور کہا مار کہ تو اپنے سر پر مارتا ہی
اُنسے پوچھا گیا کہ اے ابا سلیمان یہ تیرا واقعہ ہو یا اسکو تو نے سُنا ہو کہا مین نے اُسیطرح
سُنا ہو جیسا کہ تم نے مجھ سے سُنا۔ اور حکایت ہو احمد بن عطاء روذباری سے کہا
مجھے طہارت کے امر مین بہت احتیاط تھی تو ایک رات استنجا کرتا رہا یہان تک کہ
ایک تہائی گذر گئی اور میرا دل خوش نہوا اور جی میرا گھٹا پھر مین رو دیا اور کہا مین نے
یا اللہ العفو تو ایک آواز سُنی اور کسی کو نہ دیکھا وہ کہتا تھا اے ابا عبداللہ عفو علم
مین ہو۔ اور کبھو اللہ تعالیٰ اپنے بندہ پر آیات اور کرامات کا کشف اُسکی تربیت اور
تقویت یقین اور ایمان کے لیے کرتا ہو۔ روایت ہو کہ جعفر خلدی رحمہ اللہ کے
پاس ایک قیمتی نگینہ تھا اور وہ ایک دن کشتی مین دجلہ پر سوار تھا تو اُسنے ارادہ
کیا کہ ملاح کو پیسہ دے اور کپڑا کھولا تو نگینہ دجلہ ندی مین گر پڑا اور اُنکے پاس
ایک دعا مجرب کھوئی چیز کی تھی اور اُسکے ساتھ دعا کیا کرتے پس نگینہ کو ورقون کے
درمیان پایا جنکو وہ اُلٹ رہے تھے اور دعا یہ ہو کہ کہے یا جامع الناس لیوم لا ریب

فیہ اجمع علے ضالتی - اور میں نے اپنے شیخ سے ہمدان میں سُنا ہے کہ ایک شخص کی
حکایت اسکے سامنے کی گئی کہ بعض خلوت میں اُسپر کشف ہوا کہ لڑکا اسکا کہ جیحون میں
تھا قریب ہی کہ وہ کشتی سے پانی میں گر پڑے کہا میں نے اس سے جھڑکا اور وہ
نہ گرا اور یہ شخص ہمدان کے نواح میں تھا اور بیٹا اُسکا جیحون میں تھا پھر جب
وہ لڑکا آیا تو اُسنے خبر دی کہ میں پانی میں گرا جاہتا تھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے
مدینہ میں منبر پر یا ساریۃ الجبل کہا اور لشکر نہاوند میں تھا تب لشکر نے آپ رضی اللہ عنہ
کی طرف پکڑی اور دشمن پر فتح پائی تب لشکر سے کہا گیا کیونکہ تم نے یہ جانا تو
کہا ہم نے عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی اور وہ کہتے تھے یا ساریۃ الجبل - ابن سالم کا قول تھا کہ
ایمان کے چار رکن ہیں ایک رکن ایمان بالقدرۃ ہے اور ایک رکن ایمان بالحکمت اور
ایک رکن قوت اور طاقت سے بری ہونا اور ایک رکن اللہ عزوجل سے سب
چیزوں میں مدد مانگنا سو اُس سے سوال کیا گیا کہ ایمان بالقدرت کے معنی کیا ہیں
تو جواب دیا کہ وہ یہ ہے کہ تم ایمان لاؤ اور انکار مت کرو اس بات سے کہ ایک
بندہ اسکا مشرق میں داہنی کروٹ سوتا ہے اور اللہ کی عنایت اور کرم سے
یہ ہو کہ اُسکو قوت ایسی بخشے کہ وہ داہنی کروٹ سے جو بائیں کروٹ لے تو وہ
مغرب میں ہو تم اُسکے جواز کا اور اُسکے ہونے کا ایمان رکھو - اور مجھ سے ایک
فقیر کی حکایت کی گئی کہ وہ مکہ میں تھا اور ایک شخص بغداد میں تھا جسکے موت کی
بشارت دور ہوئی کہ وہ مر گیا پس اللہ تعالی نے اُسکو مکاشفہ ایک آدمی کے ساتھ اُس
سال میں کہ سوار تھا کر آیا کہ وہ بغداد کی بازار میں چلتا پھرتا ہے تو فقیر نے اُسکے دوستونکو
خبر دی کہ وہ نہیں مرا اور ایسا ہی تھا یہان تک کہ مجھ سے اُس شخص نے ذکر کیا
پھر آئینہ وہ اس حالت میں کہ مکاشفہ شخص کا سوار کی حالت میں کیا گیا کہا کہ
میں نے اسے بازار میں دیکھا اور میں اپنے گانوں کے لوہار کی ہتوڑے کی آواز بغداد

کی بازار مین سنتا تھا اور یہ سب مواہب اور عطیات الٰہی ہین اور کبھو ایک قوم
کو ان واقعات کا مکاشفہ کرایا جاتا ہی اور یہ مرتبہ عطا ہوتا ہی اور کبھو ان لوگون
سے بڑھکر وہ شخص ہوتا ہی جسکو ان کشف اور کرامات سے کچھ بھی حاصل نہین
ہوتا سواسطے کہ یہ سب تقویت یقین کے اسباب ہین اور جو شخص کہ اُسکو یقین
صِرف عطا کیا گیا اُسکو حاجت ان چیزون سے کسی چیز کی نہین ہی پس یہ
کُل جتنے کہ آیات فروتر اُس سے ہین جسکا ہم نے ذکر کیا کہ قلب مین ذکر جوہر
بن جاتا اور جڑ پکڑ لیتا ہی اور ذکر ذات کا موجود ہونا ہی اسواسطے کہ ہن حکمت
مین مریدون کی تقویت اور سالکون کی تربیت ہی تاکہ اُنکو زیادہ یقین اُنکا
ہو جسکے سبب وہ لوگ نفس کی جنگ جوئی اور لذت دنیا کی فراموش کرنے
کی طرف منجذب ہون اور اسکے سبب اُنکا عزم آرمیدہ اُنسے قربات کے ساتھ
اور ذات کی آبادی کے لیے برانگیختہ ہو پس اُس سے یہ لوگ خوش ہون
اور رفتہ رفتہ اُس شخص کے طریق پر چلین جو اس سے یقین صرف کے ساتھ
مکاشفہ کیا گیا اسوجہ سے کہ نفس اُسکا سریع الاجابت اور سہل الانقیاد اور
کمال استعدادی اور راولین کے لیے اُسے وہ چیزین نرم ہوگئین جو سخت نہ تھین
اور جو باتین پوشیدہ تھین وہ مکشوف ہوئین اور کبھو اُسکی صورتین ترساؤن
اور برہمنون سے جو سبیل ہدی پر نہین چلتے اور ہلاکت کے طریق پر جاتے ہین
روکی اور بازرکھی نہین جاتین تاکہ یہ معاملہ اُنکے حق مین مکر اور استدراج
ہو جاے اور اسپنے حال کو مستحسن جانین اور دوری اور راندگی کے قرارگاہ
مین ٹھہرے رہین اس غرض سے کہ وہ اسیر باقی رہین اُس حالت مین کہ
اللہ تعالی نے چاہا ہی کہ وہ اندھے ہون اور گمراہ اور ہلاکت دو بال مین مبتلا رہین
اور سالک تھوڑی بات جو اُسکے لیے حاصل ہو جاے اُسپر فریفتہ نہو اور نہ سمجھے

کہ اگر وہ پانی پر چلے اور ہوا مین اُڑے تو یہ اُسکو مانع نہین ہے کہ حق تقوے
اور زہد کو ادا نہ کرے مگر جو شخص کہ ایک خیال مین اُلجھا یا غلط پر قناعت کی اور
خلوت کی بنیاد کو اخلاص سے مستحکم نہ کیا وہ مکر سے خلوت مین جاتا ہو اور غرور سے
نکلتا ہو پھر وہ عبادات کو ترک کرتا اور اُنکو حقیر سمجھتا ہو اور اللہ تعالیٰ معاملہ
کی لذت اُس سے سلب کر لیتا ہو اور اُسکے دل سے شریعت کی دہشت جاتی
رہتی ہو اور دنیا وآخرت مین فضیحت ہوتا ہو پس مرد صادق کو جان لینا چاہیے
کہ خلوت سے مقصود تقرب حق تعالیٰ ہو اس طرح پر کہ اوقات نیک حسنہ سے
قریب ہون اور اعضاء وجوارح کو کروہات سے باز رکھے ارباب خلوت کی قوم
کے لیے اور اُنکی مداومت اور تقسیم اُسکی اوقات پر لائق ہو اور ایک قوم کو ذکر
واحد یعنی فقط ایک ذکر کا التزام مناسب ہو اور ایک قوم کے لیے مراقبہ کی
ہمیشگی اور ایک گروہ کے لیے ذکر سے اوراد و وظائف کی طرف نقل کرنا اور
ایک گروہ کے واسطے ورد وظائف سے ذکر کی طرف جانا اور اسکے مقدار کی
معرفت شیخ کی صحبت اُسکو سکھلاتی ہو جو نوعیت اور اختلاف اوضاع پر
مطلع ہو کہ وہ امت کا خیر خواہ اور اس گروہ کا مہربان ہو مرید کو اللہ کے واسطے
چاہتا ہو نہ اپنے نفس کے لیے آزاد ہوا ے نفس سے دوست ہو استتباع کا
اور جو شخص محب استتباع کا ہو اور ایسا شخص اصلاح زیادہ کرے امور فساد
اُس سے کمتر ہوتے ہین

اٹھائیسوان باب اربعین مین داخل ہونے کے بیان مین

روایت ہو کہ جب داؤد علیہ السلام خطا مین مبتلا ہوے تو اللہ تعالیٰ کے لیے
چالیس رات اور دن سجدہ مین گرے رہے یہان تک کہ اُسکے پروردگار کی

طرف سے معافی اور مغفرت آئی اور ہر آئینہ یہ بات ثابت ہو چکی ہر کہ تنہائی
اور گوشہ نشینی اصل امر اور دستاویز اہل صدق کی ہر پھر جسکی اوقات اسپر مستمر رہے
تو اُسکی تمام عمر خلوت ہر اور اُسکا دین درست اور محفوظ ہر عیب اور آفت سے ہر پھر اگر یہ بات
اُسکو میسر نہو اور وہ پہلے اپنے نفس در پھر اہل و اولاد مین پھنسا ہوا تو تو چاہیے کہ اُسکے
نفس کے لیے اس سے ایک حصہ ہو۔ سفیان ثوری سے منقول ہر اُس روایت مین
جو احمد بن حرب نے خالد بن زید رضی اللہ عنہ سے کی ہر کہ کہا یہ کہا جاتا تھا کہ بندہ
اللہ تعالیٰ کے لیے چالیس روز اخلاص بجا نہ لایا مگر یہ کہ اللہ سبحانہ نے حکمت کو
اُسکے دل مین جمایا اور دنیا سے بے رغبت اور آخرت کا راغب کر دیا اور دنیا کے
مرض اور دوا کو دکھلا دیا پس بندہ اپنے نفس سے برس دن مین ایک دفعہ تعہد
اُسکا کرتا ہر اور مریدا اب جب خلوت مین داخل ہونے کا ارادہ کرے تو سبھین
سب سے کامل یہ امر ہر کہ دنیا سے متجرد اور خالی ہو اور جن چیزون کا وہ مالک ہے
اُنکو خارج اور دفع کرے اور غسل کامل کرے جب کہ پوشاک اور جانماز کی احتیاط
پاکیزگی اور طہارت سے کر لی ہو اور دو رکعت نماز پڑھے اور گریہ اور عاجزی اور فروتنی
اور خشوع سے اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے گناہون سے توبہ کرے اور باطن اور ظاہر کو
یکسان بنائے اور دغا فصل اور حسد و کینہ و خیانت مین نہ پھنسے پھر اپنی خلوت
کی جگہ بیٹھے اور وہان سے بجز نماز جمعہ اور نماز جماعت کے دوسرے کام کے لیے
نہ نکلے اسواسطے کہ نماز جماعت کا خیال چھوڑ دینا غلطی اور خطا ہر اور اگر باہر
نکلنے مین تفرقہ پائے تو ایک شخص اُسکے لیے ایسا ہو جو اُسکے ساتھ خلوت
مین نماز ادا کرے اور قطعاً سزاوار نہین ہر کہ اکیلے نماز پڑھنے پر راضی ہو کر جماعت
کے ترک مین اُسپر آفتون کا خوف ہر اور ہم نے دیکھا ہر ایسے شخص کو جسکی عقل خلوت
مین مشوش ہو گئی اور شاید کہ یہ بات جماعت کی نماز چھوڑنے پر اصرار کی نحوست سے

ہو سو اوسکے سزا دار ہی یہ کہ اپنی خلوت سے نماز جماعت کے لیے باہر آئے درحالیکہ
وہ اقرار کرے ایسا کہ ذکر مین اُسکے فتور نہین آتا اور جو دیکھے کثرت سے نگاہ اُسکی
طرف نہ دوڑائے اور جو سُنے اُسکی سماعت نہ کرے اسواسطے کہ قوت حافظہ اور
متخیلہ ایک لوح کے مثل ہی جسمین ہر ایک چیز دیکھی اور سُنی ہوئی نقش پکڑتی ہی
تو اس سے وسواس اور خبث نفس اور خلل زیادہ بڑھتا ہی اور اس بات
کی کوشش کرے کہ جماعت مین ایسے پہونچے کہ امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ مین
شریک ہو پھر جب امام سلام پھیرے اور وہان سے اُلٹا پھرے تو یہ اپنی خلوت
کو چلا آوے اور اپنے باہر آنے مین اس بات سے پرہیز کرے کہ لوگ اُسکی طرف
گھورین اور خلوت مین اُسکے بیٹھنے کو جانین اسواسطے کہ کہا گیا ہی اللہ کے نزدیک
منزلت کی طمع ست رکھ جب کہ تو لوگون کے سامنے اپنی منزلت چاہتا ہی
اور یہ ایک اصل ہی جس سے بہت اعمال فاسد اور تباہ ہو جاتے ہین جب کہ
اُسمین کوئی فروگذاشت کرے اور بہت احوال اُس سے سدھر جاتے ہین جبکہ
کوئی اُسکا اعتبار و پاس لحاظ رکھے اور خلوت مین اپنے وقت کو اللہ کے لیے ایک
چیز دی ہوئی کرے اُن فعلون کی مداومت سے جو اُسکی رضا کے ہون یا تلاوت
یا ذکر یا نماز یا مراقبہ اور جب کسی وقت ان اقسام سے تکان ہو تو سو رہے
پس اگر چاہے تو کتھوڑی کتھوڑی شمار رکعتون کی یا تلاوت اور ذکر کی مقرر کرلے
اور اگر چاہے کہ حکم وقت کے ساتھ رہے تو ان اقسام سے جو قسم آنکے
دل پر ہلکی اور آسان معلوم ہو اسپر اعتماد اور قرار داد کرے اور جب
اس سے سستی معلوم ہو سو رہے اور جو چاہے کہ ایک سجدہ یا ایک رکوع یا ایک د
رکعت مین ایک ساعت یا دو ساعت ٹھہرا رہے تو ایسا ہی کرے اور خلوت
مین ہمیشہ باوضو رہنے کا التزام کرے اور سوئے نہین جب تک کہ نیند کا

غلبہ نہو ابدا سکے کہ نیند کو کئی بار اپنے سے ٹالی دیا ہو اور یہ شغل اُسکا رات دن رہے اور جب کلمہ لا الہ الا اللہ کا ذاکر ہو اور نفس زبان سے ذکر کرتے کرتے تھک جاے تو اُسے دل سے کہے بدون اسکے کہ زبان کو جنبش ہو اور سہل بن عبد اللہ نے کہا ہی جب تو لا الہ الا اللہ کہے تو کلمہ کو کھینچے اور قدم حق کی طرف نظر کر پھر اُسکو ثابت کر اور اُسکے ماسوا کو باطل اور چاہیے کہ جانے ہر آئینہ امر زنجیر کے مانند ہی جو حلقہ حلقہ کو چاہتا ہی تو فعل رضا کے ساتھ لزوم ذکر پر رہے اور جو شخص اربعین اور خلوت مین بیٹھے تو بہتر ہی کہ روٹی اور نمک پر قناعت کرے اور ہر رات ایک رطل بغدادی عشاء آخر کے بعد کھانے (رطل کا وزن قریب آدھ سیر کے بارہ اوقیہ ہے اور اوقیہ چالیس درم پس رطل چار سو اسی درم کا ہی اور درم کا وزن اٹھائیس جو کے برابر ہی ور اس درم شرعی کی سات مثقال کے حساب سے رطل تین سو چھتیس مثقال کے برابر ہی) اور اگر اُسکو نصفا نصف تقسیم کرے تو اول شب نصف رطل اور آخر شب نصف رطل کھائے کہ یہ معدہ کے لیے سبک اور قیام شب اور اُسکے ذکر اور نماز سے زندہ رکھنے کے لیے معین اور مددگار ہی اور اگر چاہے کہ سحر ہی تک آخر فطار کرے تو اختیار ہی اور اگر نان خورش یعنی سالن بیون لگاون بغیر صبر نہ آسکے تو اُسے کھا لے اور اگر وہ ایسی چیز ہو جو روٹی کے قائم مقام ہو تو اُسکے موافق روٹی مین سے کم کردے اور اگر اس مقدار سے کچھ قلت کرنی چاہے تو ہر رات ایک لقمہ سے کم گھٹائے اسطرح سے کہ اُسکی قلت عشرہ آخرین اربعین سے آدھے رطل تک ہو پہنچے اور اگر تو ہی ہو تو نفس کو قانع اوا اربعین سے آدھے رطل پر کرے اور ہر رات تھوڑا تھوڑا گھٹائے یہان تک کہ افطاری اُسکی عشرہ آخرین چوتھائی رطل کو ہو پہنچے اور مشائخ صوفیہ کا اتفاق

ہے کہ بنا اُنکے امر کی چار چیز دن پر ہے کم کھانا اور کم سونا اور کم بولنا اور لوگوں سے گوشہ میں رہنا اور بھوک کے دو وقت بتلائے ہیں ایک اُن دونوں میں چوبیس ساعت کا آخر ہے تو ایک رطل سے دو ساعت پیچھے ایک دفعہ اکیبار کھانے کا ہے کہ اُسکو بعد نماز عشا کھائے یا اُسکو دو دفعہ کے کھانے میں تقسیم کرے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور دوسرا وقت بہتر ساعت کے شروع پر ہے پس دو رات ٹلے اور تیسری رات افطار ہے اور ہر ایک دن رات کے لیے رطل کا ایک تہائی ہوگا اور ان دونوں وقتوں کے درمیان ایک وقت ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر دو رات سے ایک رات کو افطار کرے اور ہر ایک اُس رات کے لیے نصف رطل ہے اور یہ سزاوار ہے کہ عمل میں آئے جب یہ کوئی تھکاوٹ اور تنگ دلی اسپر اور انقباض و افسردگی ذکر میں نہ پیدا کرے اور جبکہ انمیں سے کچھ بھی پائے تو چاہیے کہ ہر رات افطار کرے اور ایک رطل دو وقت میں یا ایک ہی وقت میں تناول کرے پس نفس جبکہ ایک رات کو دو رات سے افطار کرنا شروع کرے اور پھر ہر ایک رات کا افطار چاہے تو قناعت کرے اور اگر ہر رات کے افطار سے سہولت کیجائے رطل پر قناعت نہ کرے اور نا خورش اور دل خواستہ چیز بن نفس طلب کریگا اور اسی پر قیاس کر تو پس اگر لالچ دیا جائے تو وہ للچائے اور اگر قناعت دلایا جائے تو قناعت کرے۔ اور بعضے صوفی ہر رات کو گھٹاتے تھے حتی کہ نفس کو بہت ہی کم قوت پر لاکر رکھا اور صائمین سے بعض لیسے تھے جو غذا جوار کی ٹکیوں سے وزن کرتے اور ہر رات ایک گٹھلی برابر کم کرتے اور بعضے تمیں سے غذا گیلی لکڑی سے وزن کرتے اور خشکی کے بقدر ہر رات گھٹا دیتے اور بعضے ہر شب روٹی کے ساتوین حصہ کی ایک چوتھائی کھاتے کہ اٹھائیسواں حصہ ہے یہاں تک کہ ایک روٹی مہینے میں کم ہو جاتی اور بعضے انمیں ایسے تھے کہ کھانے میں تاخیر کرتے اور تقلیل غذا کا عمل نہ کرتے مگر اُسکی تاخیر میں رفتہ رفتہ عمل کرتے حتی کہ ایک مدت

دوسری شب مین در آتے اور یک گروہ نے یہ عمل تحقیق کیا ہو کہ انکا ظے اور یہ
بھوکا رکھنا اپنے کو سات دن اور دس دن اور پندرہ دن اور چالیس دن تک
پہونچ گیا ہو اور ہر آئینہ سہل بن عبداللہ سے کہا گیا کہ یہ شخص جو چالیس دن
اور اُس سے زیادہ دن کے بعد کھاتا ہو تو اُسکی بھوک کی سوزش اُس سے
کہان چلی جاتی ہو کہا اُسکو نور بجھا دیتا ہو اور بعضے صاحبین سے اُسکا سوال
کیا گیا تو مجھ سے یہ کلام ذکر کیا گیا ایسی عبادت کے ساتھ کہ وہ اس بات پر
دلالت کرتی تھی کہ وہ شخص ایک فرحت اپنے پروردگار سے پاتا ہو جسکے ساتھ
آتش گرسنگی منطفی ہو جاتی ہو اور یہ بات خلقت مین موجود ہو کہ ایک آدمی
مین فرحت آتی ہو اور وہ بھوکا تھا تو اُس سے بھوک جاتی رہتی ہو اور ایسا ہی
خوف کی راہ مین یہ بات ہو جاتی ہو اور جسنے یہ کام کیا اور اپنے نفس کو ان اقسام
سے جنکا ہم نے ذکر کیا کسی مین کھپا دیا تو یہ امر اُسکے عقل کے نقصان اور
اُس کے جسم کے اضطراب مین اثر نہین کرتا جب کہ وہ صدق اور اخلاص
کی حمایت مین ہوتا ہو البتہ یہ بات اور دوام ذکر اُس شخص کے لیے خوف
کا باعث ہو جسنے اللہ تعالی کے واسطے اخلاص حاصل نہین کیا۔ اور ہر آئینہ
کہا گیا ہو کہ بھوک کی حد یہ ہو کہ بھوکا روٹی وغیرہ مین جو کھانے کی چیزین ہین
تمیز نہ کرے اور جب نفس نے روٹی کی تعیین کی تو وہ بھوکا نہین ہو اور یہ
بات کبھو تین دن بعد دو حدون کے آخر مین پائی جاتی ہو اور یہ صدیقون کی
بھوک ہو اور اسوقت غذا کا طلب کرنا اس ضرورت سے ہوتا ہو کہ بدن بنا
رہے اور فرایض بندگی کے قایم رہین اور یہ حد ضرورت اُس شخص کے لیے
ہو جو بتدریج تقلیل غذا مین اجتہاد نہ کرے مگر جس نے کہ اُسین اپنے نفس کو
کھپا دیا تو وہ اُس سے زیادہ پر چالیس روز تک صبر کرتا ہو جیسا کہ ہم نے ذکر کیا

اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ بھوک کی حد یہ ہی کہ وہ بھوکے اور جب اُسکے تھوک پر مکھی نہ بیٹھے تو یہ اسپر دلیل ہی کہ معدہ اُسکا چکنائی سے خالی ہی اور اُسکے تھوک مین ایسی صفائی ہی جیسے کہ پانی مین کہ مکھی اُسکا ارادہ نہین کرتی - روایت ہی کہ سفیان ثوری اور ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہما تین تین دن بھوکے رہتے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چھ دن تلک بھوکے رہتے اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سات دن بھوکے رہتے - اور ہمارے دادا محمد بن عبداللہ مشہور عمویہ رحمہ اللہ کا حال مشہور ہی اور وہ احمد اسود دینوری کے یار تھے کہ وہ چالیس روز تک بھوکے رہتے اور اس معاملہ مین انتہا درجہ کا تھے جو ہمارے کانون تلک پہونچا یہ ہی کہ ایک شخص تھا جسکا زمانہ ہم نے پایا اور اُسکو دیکھا نہین اور بصرہ مین رہتا تھا زاہد خلیفہ کے نام سے ایک مہینے مین ایک بادام کھاتا اور ہم نے نہین سُنا کہ اس امت مین کوئی شخص تھے اور تدریج کو اس حد تک پہونچا ہو اور ابتدا مین اُسکی حالت جیسا کہ منقول ہی یہ تھی کہ وہ غذا کو لکڑی کے کھلانے سے گھٹاتا تھا پھر وہ بھوکا رہتا حتی کہ چالیس دن مین ایک بادام تک اُسکی نوبت پہنچی پھر یہ راہ بھی ایک جماعت معاد تین کی چلتے ہین اور کبھو یہ راہ غیر صادق بھی چلتے ہین اسی سبب سے کہ ہوائی اُنکے باطن مین پوشیدہ ہی کہ وہ غذا کے ترک اُنپر آسان کردیتی ہی جب کہ اُنکو خلائق کے بغور دیکھنے کی طلب ہوتی ہی - اور یہ عین نفاق ہی اللہ تعالی کے ساتھ ہم اس سے پناہ مانگتے ہین اور صادق اکثر اوقات طے پر قادر ہوتا ہی جب اُسکے حال سے کوئی واقف نہو اور اکثر اوقات اس معاملہ مین عزیمت اُسکی ضعیف ہو جاتی ہی جب کہ اُسکے طے سے لوگ واقف ہو جاتے ہین اسوا سطے کہ صدق اُسکا طے مین اور اکثر اُسکی اس امر کی حفظ جسکے لیے وہ بھوکا رہتا ہی طے کو اُسپر آسان کردیتی ہی پس جب کسی کو

اُسکا علم ہوا تو اُسمین عزیمت اُسکی ضعیف ہوجاتی ہو اور یہ صادق کی علامت ہو اور جب کبھی اُسنے اپنے نفس مین دریافت کیا کہ وہ اس بات کو دوست رکھتا ہو کہ کم تر بینی کی نظر سے دیکھا جاے تو نفس کو چاہیے کہ متہم کرے اسواسطے کہ نفاق کی آمیزش اُسمین ہو اور جو کوئی اللہ کے واسطے کرتا ہو اللہ تعالی اُسکے عوض روحانی اُسکے باطن مین فرحت عطا کرتا ہو کہ اُسکو کھانا فراموش ہوجاتا ہو اور کچھ نہین بھولتا مگر اُسکا قلب انوار سے بھر جاتا ہو کہ وہ فرحت روحانی کی جاذب کو قوی کرتا ہو اور اُسکو اُسکے مرکز اور قرارگاہ کی طرف عالم روحانی سے کھینچتا ہو اور اُسکے سبب شہوت نفسانی کی زمین سے نفرت کرتا ہو ولیکن اثر جذبۂ روح کا جاذبۂ مقناطیس سے جو لوہے پر ہوتا ہو بہت بڑھکر ہو جبکہ جذبہ نفس کا مخالف روح کے ہو اُس حال مین کہ نفس مطمئنہ اور اُسپر روح کے انوار قلب منور کے واسطے سے منعکس ہوے ہون اسواسطے کہ مقناطیس لوہے کو جذب ایک روح کے سبب کرتا ہو جو مقناطیس کی ہم شکل لوہے مین ہو تو جنسیت خاص کی وجہ سے اُسکو کھینچتا ہو پس جب کہ نفس ہمجنس روح کا اُس نور روح کے عکس سے ہوجاتا ہو جو اُسکو قلب کے واسطے سے پہونچتا ہو تو نفس مین ایک روح حاصل ہوتی ہو کہ قلب اُسکی استمداد روح سے اور ایصال اُسکا نفس کو کرتا ہو اسواسطے روح نفس کو اُس رنج کی جنسیت سے جو اُسمین پیدا ہوگئی ہو کھینچتی ہو پھر دنیا کے کھانے اور حیوانی خواہشین حقیر ہوجاتی ہین اور اُسکے نزدیک اس قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی متحقق ہوجاتے ہین ۔ ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی مین رات گذرانتا ہون اپنے رب کے پاس کہ مجھے وہ کھانا کھلاتا ہو اور پانی پلاتا ہو اور اس حالت پر جسکی مین نے تعریف کی نہین قدرت رکھتا مگر وہ بندہ

جسکے اعمال اور اقوال اور تمام احوال ضرورت ہوجائین پس کھانا بھی بضرورت
کھاتا ہی اور اگر فی المثل وہ کلمہ غیر ضرورت کہے تو آئین بھوک کی آتش بھڑک اُٹھے
جسطرح آگ لکڑی مین جلتی ہی اسواسطے کہ نفس خوابیدہ ہر ایک چیز سے جاگ
اُٹھتا ہی جو اُسکو جگادے اور جب وہ جاگ اُٹھا تو وہ اپنے ہویٰ کی طرف کھینچتا ہی
پس بندہ جو اُسکے ساتھ مراد ہی اگر سیاست نفس کو جانتا ہی اور اُسکو علم روزی
ہو وہی اُسپر سطے آسان ہی اور تائید الٰہی اُسکو پہونچتی ہی خصوصًا جب کہ عطیات الٰہی
سے کسی چیز کا اُسکو کشف ہوگیا اور مجھ سے ایک فقیر نے حکایت کی کہ اُسکو بھوک
شدت سے معلوم ہوئی اور وہ نہ مانگتا تھا اور نہ کوئی اُسکا پیشہ تھا کہا جب
انتہادرجہ کو بھوک عرصہ کے بعد پہونچی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے سیب عطا کیا تو
مین نے وہ سیب لیا اور چاہا کہ اُسے مین کھاؤن جب اُسے مین نے توڑا تو ایک
حور اُسمین سے نکلی کہ توڑنے کے بعد اُس سے مین نے کھایا پھر مجھے ایسی خوشی جس سے
حاصل ہوئی کہ بہت دنون تک مین کھانے سے مستغنی ہوگیا اور نجبہ سے ذکر
کیا کہ حور سیب کے درمیان سے نکلی۔ اور ایمان بالقدرت ایمان کے ارکان سے
ایک رکن ہی پس یہ حکایت تسلیم کی گئی اور اُس سے انکار نہین کیا گیا۔
اور سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ جسنے چالیس دن طے کیا اُسکے لیے
ملکوت سے قدرت ظاہر ہوئی اور کہا جاتا تھا کہ بندہ زہد حقیقی جسمین کچھ
آمیزش نہو نہین کرتا مگر اُسوقت کہ قدرت کا مشاہدہ ملکوت سے کرلے۔
اور شیخ ابوطالب مکی رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ ہم نے ایسے شخص کو معلوم کیا
جسنے تاخیر قوت مین نفس کی ریاضت چالیس دن کا طے کیا اور اُسکا حال یہ تھا
وہ افطار کو ہر شب چودھوین حصہ رات تک تاخیر مین ڈالتا یہان تک
کہ دسے نسنے مین طے پس کرتا پھر اربعین کو آیہ ساں اور چہار [illegible]

ذلیالی یعنی دن اور رات مندرج ہو جاتے اور سما جاتے تا آنکہ اربعین ایک دن کے برابر ہو جاتا اور میرے سامنے ذکر ہوا کہ جس شخص نے یہ کہا اُسکے لیے عالم ملکوت سے آیات ظاہر ہوے اور قدرت جبروت کے معنی اُسے کشوف ہوے جنکے ساتھ اللہ نے تجلی اُسکے واسطے کی جس طرح چاہی اور جاننا چاہیے کہ سطے اور قلت غذا اگر عین فضیلت ہوتی تو کسی نبی سے فوت نہوتی اور ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقصی نماز کو پہونچتے اور اسمین شک نہین کہ اُسکے لیے ایک فضیلت ہی جس سے انکار نہین ہو سکتا الا عطیات آلٰہی اسمین منحصر نہین اسواسطے کہ کبھو وہ شخص جو سارے دن کھایا کرے اُس سے افضل ہوتا ہی جو اربعین کی طے کرتا ہی اور کبھو وہ شخص جسکو معانی قدرت سے کچھ بھی منکشف نہین فضل اُس سے ہوتا ہی جسکو وہ معانی کشف ہوتے ہون جب کہ صرف معرفت سے اُسکو اللہ تعالیٰ نے کشف دیا ہو پس قدرت ایک اثر قادر سے ہی۔ اور جو شخص قرب قادر کا اہل ہو گیا اُسکو قدرت سے کسی چیز کا تعجب اور انکار نہین ہوتا اور وہ قدرت کو دیکھتا ہی کہ عالم حکمت کے اجزا کے پردہ سے جلوہ کر رہی ہی تو جب کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے لیے چالیس دن خالص ہوا اور کسی حال کے ضبط مین انواع عمل اور ذکر اور قوت وغیرہ سے جنکا ہم نے ذکر کیا ہی کوشش اور جہد کی اس اربعین کی برکت اُسکے تمام اوقات و ساعات پر پہونچتی ہی۔ اور وہ ایک اچھا طریقہ ہی جسپر ایک گروہ صالحین نے اعتماد کیا ہی اور صالحین کی ایک جماعت تھی جو اربعین کے لیے ذلیقعدہ اور دس دن ذیحجہ کے اختیار کرتے تھے اور وہ موسیٰ علیہ السلام کا اربعین ہی۔ حجاج نے مکحول سے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے چالیس دن عبادت خالص کی

اُسکے دل سے حکمت کے چشمے اُبلے اُسکی زبان سے جاری ہوے

اٹھائیسوان باب اخلاق صوفیہ اور شرح خلق کے بیان مین ہی

حضرات صوفیہ اقتدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین اور لوگون سے زیادہ حصہ لیے ہوے ہین اور بڑے مستحق سب سے اُسکے احیار سنت کے ہین اور اخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متخلق ہونا حسن اقتدار اور احیار سنت سے ہی اس بنا پر کہ جو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے میرے فرزند اگر تو اُسکی قدرت رکھے کہ تو صبح اور شام اسطرح پر کرے کہ تیرے دل مین کسی کی طرف سے میل نہو تو ایسا کر پھر فرمایا اے فرزند اور یہ میری سنت سے ہی اور جسنے میری سنت کو زندہ کیا تو ہر آئینہ اُسنے مجھے زندہ کیا اور جسنے مجھے زندہ کیا وہ میرے ساتھ جنت مین ہوگا پس صوفیہ نے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کیا اسواسطے کہ وہ اپنے شروع مین آپ کے اقوال کی رعایت کی توفیق دیئے گئے اور اپنے حال کے درمیان آپ کے اعمال کی اقتدا کی اور اسکا ثمرہ اُنکو یہ ملا کہ وہ آپ کے اخلاق کے ساتھ اپنے نہایات مین متحقق ہوے اور اخلاق کی درستی اور تہذیب نہین ہوتی مگر جب کہ پہلے نفس کا تزکیہ اور تصفیہ ہو اور تزکیہ کا طریق سیاست شرع کے اذعان اور مان لینے سے ہی اور ہر آئینہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہی۔ وانک لعلی خلق عظیم۔ یعنی اور ہر آئینہ تو بڑے خلق پر ہی۔ ہر گاہ کہ آپ اشرف الناس اور زیادہ پاکیزہ نفس تھے تو خلق مین بھی اُن سب سے احسن تھے۔ مجاہد نے کہا علے خلق عظیم سے مراد ہی علے دین عظیم اور دین اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کا مجموعہ ہی۔ حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا سے خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دریافت کیا گیا فرمایا کہ آپ کا خلق قرآن تھا قتادہ نے کہا وہ یہ ہے کہ امر الٰہی کے ساتھ آپ امر کرتے اور نہی الٰہی کے ساتھ نہی کرتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول مین کان خلقہ القرآن بڑا اسرار ہے اور علم غامض و پوشیدہ ہے جسکے ساتھ آپ نے کلام نہین کیا مگر اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی آسمانی اور صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اور اس کلمہ سے کہ۔ خذوا شطر دینکم من ہذہ الحمیراء یعنی حاصل کرو دین کا ایک حصہ اس حمیرا سے مخصوص کیا اور یہ اس وجہ سے کہ نفوس انواع واقسام کی سرشت اور طبائع کے پیدا کیے گئے ہین کہ یہ اُنکے لوازم اور ضروریات سے ہین بعضے مٹی سے پیدا کیے گئے اور اُنکی اُسکے موافق ایک طبع ہے اور بعضے پانی سے اور اُنکی اُسکے موافق طبیعت ہے اور اسی طرح حمار مسنون یعنی کالی مٹی سڑی ہوئی سے اور صلصال یعنی کچی کھنکھناتی مٹی سے جو مثل فخار یعنی پکے ہوے سفال کے ہے اور ان اصول کے موافق جو اُنکی پیدائش کے مبادی یعنی ساز وسامان مین صفات بہیمی وسبعی اور شیطانی تھے کہ صفت شیطنت کی انسان مین حاصل ہوئی جسکی طرف اشارہ قول اللہ تعالیٰ سے ہے۔ من صلصال کالفخار۔ باین وجہ کہ آگ سفال اور پکے برتن مین داخل ہوتی ہے اور سوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وخلق الجان من مارج من نار۔ اور جن کو پیدا کیا آگ کے شعلہ سے جسمین دھوان نہین اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پوشیدہ لطف اور بڑی عنایت سے شیطان کا حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھینچ لیا اور الگ کر دیا اُس روایت کے موافق جو حلیمہ بنت الحرث کی حدیث طویل مین وارد ہے کہ اس درمیان مین کہ وہ اپنے گھرون مین تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بہنا ئی یعنی دودھ شریک

بھائی کے ساتھ ہماری بھیڑ بکریون مین تھے کہ اُنکا بھائی ہمارے پاس دوڑتا ہوا آیا
اور کہا میرے اس قریشی بھائی کے پاس دو آدمی آئے کہ سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے
اور اُنھون نے اُسکو لٹا دیا اور اُسکے پیٹ کو چاک کیا تو مین اور میرا باپ دونون اُسکے پاس
دوڑتے ہوئے گئے اور اُسکو ہم نے کھڑا پایا کہ رنگ اُسکا خوف سے بدلا ہوا تھا
پھر اُسکو باپ نے گلے لگا لیا اور کہا اے فرزند کیا تیرا حال ہے کہا دو شخص میرے پاس آئے
سفید کپڑے پہنے ہوئے پھر مجھے لٹایا اور میرا پیٹ چاک کیا تب اُسمین سے کچھ نکالا
اور اُسکو پھینکدیا پھر اُسکو ویسا ہی کر دیا جیسا تھا اُسکے بعد اُسکو ہم لیکر چلے آئے
پھر اُسکے باپ نے کہا کہ اے حلیمہ مجھے ڈر معلوم ہوا کہ میرے اس بیٹے کو کچھ صدمہ
نہ پہونچے ہمارے ساتھ چلو تاکہ اُسکو قبل اسکے کہ کوئی بات ایسی ظاہر ہو جس سے
ہم ڈرتے ہین اُسکے کنبہ قبیلے مین پہونچا آوین حلیمہ نے کہا کہ ہم نے اُسے اُٹھا لیا
اور اُسکی مان کے پاس پہونچایا پیشتر اس سے کہ وہ خائف ہو اُسکی مان نے کہا کہ کس
سبب سے تم لے آئے اور حال آنکہ تمکو بڑی محبت اور حرص اُسکے رکھنے کی تھی ہم نے کہا
کہ واللہ کوئی دکھ نہین ہے الا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر آئینہ ہم سے اُسکا حق ادا کرا دیا اور ہم نے
اُس بات کو پورا کر دیا جو ہمارے ذمہ واجب تھا اور ہم نے کہا کہ ہم اُسکے ہلاک ہونے
اور کوئی برائی پیدا ہونے سے ڈرتے ہین اسلیے ہم اُسکے گھر پہونچائے دیتے ہین اُسکی
مان نے کہا کہ وہ کیا چیز تمھارے پاس ہے جس سے تصدیق تمھاری اس حالت کی ہو پھر
ہمکو چھوڑا جب تک کہ ہم نے اُسکی خبر نہ دی آپ نے کہا کہ تم شیطان کی طرف سے
اُسکے واسطے ڈرے حاشا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ اسکی طرف شیطان کی راہ نہین ہے اور
ہر آئینہ میرے اس بیٹے کے لیے ایک شان ظاہر ہونے والی ہے کیا مین تمھین اُسکی خبر
آگاہ کرون ہم نے کہا ہان آپ نے کہا مین اُسکی حاملہ ہوئی اور اُس سے خفیف تر کوئی
حمل مجھے نہین ہوا پھر جب اُسکے حمل سے مین ہوئی تو مجھے خواب مین دکھلایا گیا کہ گویا

مجھ سے ایک نور پیدا ہوا جس سے شام کے محل روشن ہو گئے پھر جب مین نے
جنا تو اسطرح واقع ہوا کہ اُسطرح کوئی مولود نہین گرا کہ اپنے ہاتھو نپر ٹھہرا ہو سر اپنا
آسمان کی طرف اُٹھائے ہوے تھا تو خیر تم اسکو یہان چھوڑ جاؤ۔ بعد اسکے کہ اللہ تعالیٰ
نے اپنے رسول کو شیطان کے حصہ سے پاک اور مطہر کیا تو نفس زکی نبوی نفوس
بشری کے حد پر باقی رہا کہ اُنکے لیے صفات واخلاق کے ساتھ ظہور ہی جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر باقی رکھی گئین اور اس سے مقصود رحمت خلق کے حق مین
ہی اسواسطے کہ ان صفات کی اصول اور جڑ بنیاد نفوس امت مین ظلمت
مزید کے ساتھ موجود ہین سبب یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے حال مین اور امت کے حال مین تفاوت ہی سو ان صفات نے جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مین اپنے ظہور کے ساتھ باقی رکھی گئین اُنکے مقابلہ مین آیات
محکمات کی تنزیل سے اعانت چاہی کہ اُن صفات مظلمہ کا استیصال کرین
اللہ تعالیٰ کی طرف سے تا دیبا کہ رحمت خاص اُسکے نبی کے لیے اور رحمت عام
امت کے لیے ہو جو ساعات اور اوقات پر ظہور صفات کے ہنگام منقسم نزول
آیات کے ساتھ ہین قال اللہ تعالیٰ وقالوا لولا نزل علیہ القرآن جملۃ واحدۃ کذلک
لنثبت بہ فوادک ورتلناہ ترتیلا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی اور کہنے لگے
وہ لوگ جو منکر ہین کیون نہ اُترا اُسپر قرآن سارا ایک ساتھ اسیطرح اُتارنا تھا
تاکہ اُس سے تیرے دل کو ہم ثابت رکھین اور ٹھہر ٹھہر اُسے پڑھ سنایا اور دل کو
ثابت کرنا اُسوقت ہی کہ نفس کی حرکت سے جو ظہور صفات کے ساتھ ہووے اسکو
اضطراب ہو اسواسطے کہ قلب اور نفس کے درمیان ایک ارتباط اور تعلق ہی اور
ہر ایک اضطراب کے وقت ایک آیت کا نزول ہی جسمین ایک خلق صالح اور
نورانی موجود ہی خواہ صریحاً اور کھلا کھلا ہو یا کہ تعریضاً اور کنایۃً ہو جیسے نفس شریف

دیہ کو اسوقت حرکت ہوئی کہ آپ کے دندان شریف زخم کے صدمہ سے منکسر ہوئے
اور خون تھا کہ آپ کے چہرہ مبارک پر بہتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اس خون کو ملتے تھے اور فرماتے تھے کہ کسطرح وہ قوم فلاح پاویگی جسنے اپنے نبی کے
چہرہ کو سرخ رنگ کر دیا اور حالانکہ وہ اُنکے پروردگار کی طرف اُنکی دعوت کرتا ہی
تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی لیس لک من الامر شئے اور اُسپر قلب نبوی
نے صبر کا جامہ پہن لیا تاکہ اضطراب کے بعد قرار حاصل ہوئیں جبکہ آیات قرآنی
مختلف اوقات مین ظہور صفات پر متفرق نازل ہوئین تو قرآن سے اخلاق
نبوی مصان ہو گئے تاکہ آپ کا خلق قرآن ہو اور نفس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اندر اُن صفات کے ابقا مین معنی اس حدیث شریف کے حاصل ہوں انما انا بشر
سی کراغضب سعنی مین بھی تو آدمی ہون بھاڑ دیا جاتا ہون جیسے تم بھر لیتے ہو
اور آپ کے نفس شریف کے صفات کا ظہور اُسوقت مین کہ نزول آیات کی خواہش تھی
اسواسطے تھا کہ نفوس امت ادب حاصل کرین اور مہذب ہون سبب اُسکا صرف
رحمت اُنکے حق مین ہی تاکہ اُنکے نفوس پاک اور اخلاق اُنکے شریف ہو جائیں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اخلاق اللہ تعالیٰ کے پاس خزانہ مین رکھے گئے ہین
جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہی تو اُس خزانہ سے اُسکو
ایک خلق عنایت کرتا ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مین اسی واسطے
بھیجا گیا ہون کہ مکارم اخلاق کو پورا اور مکمل کر دون اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت ہی کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ کے واسطے ایک سو کئی دہائی خلق ہین کہ جس
کسی کو اُنمین سے ایک بھی عطا فرمائے تو وہ شخص جنت مین داخل ہو اس
اسکا شمار اور اُسکا حصر نہین ہو سکتا کہ وحی آسمانی سے جو کسی رسول اور نبی کے
واسطے ہو اور اللہ تعالیٰ نے اسمار حسنیٰ اپنے خلق پر ظاہر کیے جو صفات الٰہی سے

خبر دیتے ہین اور یہ اُنکے لیے ظاہر نہین کیے مگر اس مقصود سے کہ اُنکو ان اسما
کی طرف بلائے اور اگر نہ ایسا ہوتا کہ تخلق باخلاق اللہ کی صفت قوائے بشری
رکھتا تو اُن اسمار صفات کو انکے لیے نہ ظاہر کرتا تاکہ اُنکی طرف دعوت خلق کرے
اور جسکو چاہے اپنی رحمت سے مختص کرے، اور بعید نہین اور آگے غدا جانے
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول جو کان خلقہ القرآن ہے اُسمین ایک رمز
اور ایمار خفی اخلاق ربانی کی طرف ہو تو اس بات کے صاف اور صریح کہنے
کہ ذات رسول اللہ متخلق باخلاق اللہ تھی حضرت الٰہی سے ڈرین پس اُس
اپنے اس قول سے کہ کان خلقہ القرآن تعبیر اور بیان کیا انوار جلال کے
اور لطف مقال سے حقیقت حال کا پردہ رکھا اور یہ اُنکے وفور علم اور کمال
ادب سے تھا اور اسمین ولقد آتینٰک سبعًا من المثانی والقرآن العظیم
اور اس آیت وانک لعلی خلق عظیم کے درمیان ایک مناسبت ہے جو قول
رضی اللہ عنہا سے کہ کان خلقہ القرآن ہے مشعر ہے جنید رحمہ اللہ نے کہا
آپ کا خلق عظیم کے ساتھ موسوم اسلیے ہوا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے سوا
ہمت نہ تھی اور واسطی رحمہ اللہ نے کہا اُسکی یہ وجہ ہے کہ آپ نے حق تعالیٰ
بدلے دونون جہان کو دیدیا اور اُنسے کچھ سروکار نہ رکھا اور یہ بھی بعض کا قول
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق سے لوگون کے ساتھ حسن معاشرت
اور اپنے قلب کے ساتھ اُنسے علیحدہ رہے اور یہ وہ مطلب ہے جو بعضے
نے تصوف کے معنی مین کہا ہے کہ تصوف خلق کے ساتھ خلق اور حق کے ساتھ
صدق ہے اور بعضے کہتے ہین کہ آپ کا خلق اسوجہ سے عظیم ہے کہ مخلوقات
آپ کی نظر مین خالق کے مشاہدہ کے سبب صغیر اور حقیر ہوگئے اور یہ بھی
ہے کہ آپ کا خلق عظیم اسواسطے ہے کہ اسمین مکارم اخلاق اور بزرگ خصائل

تھے۔ اور ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی دعوت حسن
کی طرف اس حدیث میں فرمائی ہے جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے
یت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے زیادہ تر
ب اور میری مجلس میں قریب تر قیامت کے دن وہ شخص ہے کہ جو تم میں سے
کے اندر احسن ہوگا اور تم میں سے زیادہ تر بغضی اور مجھ سے دور تر
س میں قیامت کے دن وہ لوگ ہیں جو ثرثاروں اور متشدقوں اور
ہقوں ہیں صحابہ نے کہا کہ یا رسول اللہ ثرثاروں اور متشدقوں کو تو ہم
متفیہقون کون لوگ ہیں فرمایا کہ وہ متکبر ہیں اور ثرثار مکثار یعنی
رو باتیں کثرت سے کرنے والے اور متشدق وہ لوگ ہیں جو کلام میں
ن پر گردن اٹھا کر جو کرنے والے ہیں۔ واسطی رحمہ اللہ نے کہا کہ خلق عظیم
ہ کہ نہ یہ کسی سے خصومت کرے اور نہ کوئی اس سے خصومت کرے اور
ں کہا کہ وانک لعلی خلق عظیم یعنی اور ہر آئینہ تو بڑے خلق پر ہے اس
ب سے کہ تو نے اپنے سر کے دیکھنے کی حلاوت پائی ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ
سبب سے کہ تو نے طرح طرح کی نعمتیں جو تجھے میں نے دی ہیں ان کو
اچھی طرح سے قبول کیا ہے ان انبیا کی نسبت جو تجھ سے پہلے تھے۔ اور
ن نے کہا ہے اس سبب سے کہ جفا و خلق تیرے اندر [illegible] سکے ساتھ اثر
ی کرتا۔ اور کہا گیا ہے کہ خلق عظیم لباس تقوی اور تخلق با خلاق اللہ ہے
شے کہ آپ کے ہوتے ہوئے خلاف عوضوں کے لیے نہیں۔ [illegible]
یہ نے کہا ہے کہ یہ قول اللہ تعالیٰ کا پورا اور [illegible] ہے۔ [illegible] تقول علینا
ن الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین۔ یعنی اور اگر بنا لیتا ہم پر کوئی بات تو
سکی داہنا ہاتھ پکڑ لیتے [illegible] کہ جب اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا [illegible]

اسے اور البتہ تو بڑے خلق پر ہی تو حضرت کو حاضر کیا اور جب آپ کو حاضر کیا تو
آپ کو غفلت اور حجاب مین رکھا اور یہ قول اللہ تعالیٰ کا پورا اور اتم ہی لاخذ
لے ہم اُسکا داہنا ہاتھ پکڑتے اسواسطے کہ اُسمین فنا ہی اور اس قائل یعنی
توجیہ تفسیر کرنے والے کے قول مین نظر اور بحث ہی تو کیون نہین کہا اگر اسمیں
فنا ہووے تو اُسکے قول وانک مین بقا ہی اور وہ بقا بعد فنا ہی اور بقا فنا سے
اتم واکمل ہی اور یہ منصب رسالت کے لیے سزاوار تر ہی۔ اسواسطے کہ فنا
اسی واسطے اعزاز ہی کہ وہ وجود مذموم کے مزاحم ہی پھر جبکہ مذموم کو وجود
سے نکال ڈالا اور نعوت وصفات بدل گئے تو پھر کون عزت فیما بین باقی رہ گئی
پس حضوری اُسکی اللہ کے ساتھ ہی نہ کہ اُسکے نفس کے ساتھ پھر اب کون سا
حجاب یہان باقی رہے۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ جو کوئی خلق عظیم دیا گیا پس
وہ بزرگترین مقامات پر لایا گیا اسواسطے کہ مقامات سکے لیے ارتباط حال ہی
اور خلق ایک ارتباط نعوت اور صفات سکے ساتھ ہی اور جنید نے کہا ہی کہ اسمین
چیزین جمع مین سخا اور الفت اور نصیحت اور شفقت۔ اور ابن عطا نے کہا ہی کہ خلق
عظیم یہ ہی کہ اُسکو کوئی اختیار نہو اور وہ فنار نفس اور فنار بالوفا سے کے
محکوم ہو۔ اور ابو سعید قرشی کا قول ہی کہ عظیم اللہ ہی اور اُسکے اخلاق سے جود
اور کرم اور صفح اور عفو اور احسان ہی کیا تم نہین دیکھتے حضرت علیہ السلام کے قول
کی طرف کہ ہر آئینہ اللہ کے واسطے ایک سو کئی دہائی خلق ہین جسمین ایک بھی خلق
اُسمین کا ہی تو وہ بہشت مین داخل ہوگا پس ہر گاہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے
آپ متخلق ہوے تو اس قول کے ساتھ وانک لعلیٰ خلق عظیم۔ ثنا رحاصل کی
بعض کا یہ قول ہی کہ تیرا خلق اسواسطے عظیم ہوا کہ تو اخلاق کے ساتھ راضی نہ
ہوا اور آگے بڑھا اور سیر کی اور نعوت پر نہ ٹھہرا یہان تک کہ تو ذات تک پہونچا اور

بعضے کہتے ہین کہ جب محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حجاز کی طرف بھیجا تو اُس کے سبب لذات اور شہوات سے روکا اور آپ کو غربت اور کربت مین ڈالا پھر جبکہ اسکے ذریعہ سے صاف پاک بھلے اخلاق سے ہوے تو آپ کے واسطے فرمایا وانک لعلی خلق عظیم ۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے کہ مکارم اخلاق دس ہین جو آدمی مین ہوتے ہین اور اُسکے بیٹے مین نہین ہوتے اور بیٹے مین ہوتے ہین اور اُسکے باپ مین نہین ہوتے اور غلام مین ہوتے ہین اور اُسکے مالک مین نہین ہوتے اُسکی تقسیم اللہ تعالیٰ اُس شخص کے لیے کرتا ہی جسکے حق مین سعادت چاہتا ہی ۔ سچ بولنا اور دنیا کے سچی ناامیدی اور کیہ آپ پیٹ نہ بھرکر کھائے اور اُسکا ہمسایہ اور اُسکے ساتھی بھوکے ہون اور سائل کو دنیا اور نیکیون کا بدلہ دینا اور امانت کو محفوظ رکھنا اور رشتہ دارون سے سلوک کرنا اور اہل صحبت کے ساتھ عاجزی اور مہمان کی ضیافت اور ان سب کی جوٹی کی چیز حیا ہی ۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ زیادہ لوگ وہ کون ہین کہ جو بہشت مین جاوینگے فرمایا کہ اللہ کا خوف اور حسن خلق اور سوال کیا گیا کہ دوزخ مین زیادہ کون لوگ جائینگے فرمایا کہ غم اور خوشی ۔ غم تو دنیا کے حظوظ جاتے رہنے کا ہی اسواسطے کہ یہ غصہ اور تنگ دلی کو متضمن ہی اور اُسمین اللہ تعالیٰ پر اعتراض . در قضاے نافذ منازعت ہی اور خوشی وہ ہی جو دنیا کے حظوظ ممنوعہ سے حاصل ہو اس آیت کریمہ کے موافق لکیلا تاسوا علی مافاتکم ولا تفرحوا بما آتاکم یعنی تاکہ تم گئی ہوئی چیزون پر غمناک نہو اور اُن چیزون کے ساتھ جو تم کو ملی ہین خوش نہو اور یہ وہ خوشی ہی جسکو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ اذ قال لہ قومہ لا تفرح ان اللہ لا یحب الفرحین یعنے جبوقت قارون کو اُسکی قوم نے کہا کہ تو خوش مت ہو کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ خوشی

کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا جبکہ [illegible] اسکی کنجیوں کو زور آور گروہ مشکل
سے اٹھاتے تھے لیکن جو خوشی از قسم اخروی ہیں تو وہ محمود ہیں کہ انہیں حمد
کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہو اللہ کے فضل اور رحمت سے تو اسکے ساتھ
چاہیئے کہ خوش ہوں ۔ اور عبد اللہ بن مبارک نے حسن خلق کی تفسیر کی ہے اور
کہا کہ وہ کشادہ اور شگفتہ روئی اور بھلائی کا خرچ کرنا اور ایذا سے رکنا ہے تو
صوفیہ نے اپنے نفوس کو مرتاض مجاہدوں اور سختیوں سے کیا تا آنکہ تہذیب
اخلاق کو قبول کیا اور بسا نفوس ہیں جو اعمال کی اجابت کرتے ہیں مگر اخلاق
کی اجابت نہیں تو عباد کے نفوس نے اعمال کی اجابت کی اور اخلاق سے سرکشی
اور روگردانی کی اور نفوس زہاد نے بعض اخلاق کی اجابت کی اور بعض کی
نہیں کی اور نفوس صوفیہ نے کل اخلاق کریمہ کی اجابت کی ابوبکر کتانی سے
روایت ہے کہ وہ کہتے تھے تصوف خلق ہے تو جو تیرے اوپر خلق میں زیادہ ہوا وہ
تیرے اوپر تصوف میں زیادہ ہوا پس جو عابد لوگ ہیں انکے نفوس نے اجابت
اعمال کی اسواسطے کہ وے نور اسلام کے ساتھ چلتے ہیں اور جو زاہد ہیں انکے
نفوس نے بعضے اخلاق کی اجابت کی اسواسطے کہ وہ نور ایمان کے ساتھ
چلتے ہیں اور صوفیہ اہل قرب ہیں وہ نور احسان کے ساتھ چلتے ہیں پھر جبکہ
اہل قرب اور صوفیہ کے باطنوں نے نور یقین حاصل کیا اور یہ انکے بطون
میں جڑ پکڑ گیا تو قلب کو صلاحیت ہر ایک اطراف اور جوانب کی پیدا ہوئی
اسواسطے کہ قلب کا بعض حصہ نور اسلام سے سفید اور روشن ہوتا ہے اور
بعض حصہ نور ایمان سے اور کل قلب نور احسان اور ایقان سے منور
ہوتا ہے پس جبکہ قلب روشن اور منور ہو گیا اسکا نور نفس پر منعکس ہوا اور
قلب کا ایک رخ نفس کی طرف ہے اور ایک رخ روح کی طرف ہے اور نفس کا

ایک رخ قلب کی جانب اور ایک رخ طبیعت اور سرشت کی جانب ہی اور
جبکہ قلب کل روشن نہو روح کی طرف کل نہین متوجہ ہوتا اور اوس وقت وہ ذو وجہین
یعنی دو رخا ہوتا ہی ایک رخ روح کی طرف اور ایک رخ نفس کی طرف اور جب کہ
کل قلب روشن ہوا تو وہ پورا روح کی طرف متوجہ ہوتا ہی پھر اسکو روح باقی اور
سیو تجلی ہی اور نور و اشراق مین زیادہ ہوتی ہی اور جب کبھی قلب روح کی طرف منجذب
ہوتا ہی نفس قلب کی طرف کھینچتا ہی اور جب کبھی وہ منجذب ہوا تو قلب کی طرف
متوجہ ہوا اسی رخ کی طرف سے جو اسکے قریب ہی اور نفس منور ہو جاتا ہی اسوجہسے
کہ وہ قلب کی طرف متوجہ اسی رخ سے ہوتا ہی جو قلب کے نزدیک ہی اور
اسکی نورانیت کی علامت اسکی طمانیت ہی۔ قال اللہ تعالی یا ایتہا النفس
المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ یعنی اللہ تعالی نے فرمایا ہی اے نفس مطمئنہ
اپنے پروردگار کی طرف خوشش اور پسندیدہ رجوع کر اور چمک اسکے رخ کی
جو قلب کے قریب ہی ایسی ہی ہی کہ جیسے سیب کے ایک رخ کی ہوتی ہی کہ موتی
سے حاصل ہو اور بوجہ ظلمت کہ نفس پر باقی رہ جاتی ہی وہ اسکے ایک رخ
کے باعث ہوتی ہی جو سرشت اور طبیعت کے نزدیک ہوتی ہی جسطرح کہ سیب
کے باہر کا رخ ایک قسم کی کدورت اور نقصان رکھتا ہی جو اسکے اندر کی نورانیت
کے برخلاف ہی اور جبکہ نفس کے دو رخ مین سے ایک رخ منور ہو گیا تو وہ تہذیب
اخلاق اور تبدیل صفات کی طرف ملتجی ہوا اور اسی واسطے ابدال ابدال کے
نام سے موسوم ہوئے اور بڑا بھید اسمین یہ ہی کہ صوفی کا قلب جو ہمیشہ توجہ
الی اللہ اور ذکر قلب اور لسان سے کرتا ہی تو وہ ذکر ذات کی جانب ترقی کرتا ہی
اور اسوقت وہ مثل عرش ہو جاتا ہی عرش عالم خلق و حکمت مین قلب کائنات ہی
اور قلب عالم امر و قدرت مین عرش ہی۔ اور سہل بن عبداللہ تستری نے کہا ہی قلب

عرش کے مثل اور سینہ کرسی کے مثل ہی اور حق تعالیٰ کی طرف سے وارد ہی میری سمائی میری زمین اور میرے آسمان مین نہین ہی اور میری وسعت میرے مومن بندہ کے قلب مین ہی پھر جبکہ قلب ذکر ذات کے نور سے سرسبز ہوا اور قرب کی ہوا سے بحر موج زن ہو گیا تو نعوت اور صفات کی صفائی اخلاق نفس کی نہرون مین جاری ہوئین اور اخلاق اللہ تعالیٰ سے تخلق ثابت ہو گیا شیخ ابوالقاسم گرگانی سے مروی ہی کہ اُسنے کہا ہر آئینہ ننانوے اسمار حسنیٰ بندہ سالک کیلیے اوصاف ہو جاتے ہین اور پھر بھی یہ شخص سلوک مین در اصل نہین ہی اور شیخ کی مراد اس سے یہ ہی کہ بندہ ہر ایک اسم سے ایک وضوح حاصل کرتا ہی جو بشر کے ضعف حال اور اُسکے قصور کے مناسب ہی مثلاً وہ اسم اللہ تعالیٰ سے الرحیم کو بمعنی رحمت بقدر قصور بشر کے لیے اور مشائخ کے کل اشارات اسمار وصفات مین جو اُنکے علوم مین سب سے زیادہ بزرگ ہین اسی معنی اور تفسیر کی بنا پر ہین اور جس کسی نے اس سے توہم حلول کا کچھ بھی کیا وہ زندیق اور ملحد ہو گیا اور ہر آئینہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو ایک وصیت فرمائی جو محاسن اخلاق کو جامع ہی فرمایا اُسے لے معاذ مین تجھے وصیت کرتا ہون خوف خدا اور صدق کلام اور وفاء عہد اور ادائے امانت اور ترک خیانت اور حفظ ہمسایہ اور رحم یتیم اور نرمی کلام اور سلام اور حسن عمل اور قصر امل اور قصد عمل اور لزوم ایمان اور قرآن مین تفقہ اور محبت آخرت اور اضطراب از حساب اور تواضع اور اجتناب دشنام حلیم اور تکذیب صادق اور اطاعت گنہگار اور امام عادل کی نافرمانی یا خرابی زمین کی مین وصیت کرتا ہون تجھے کہ خدا سے ڈر رو ہر ایک پتھر اور درخت اور کلوخ کے نزدیک اور توبہ کر ہر ایک گناہ سے پوشیدہ کے پوشیدہ سے اور ظاہر کے ظاہر سے اسکے

سنے اپنے بندوں کو ادب دیا ہے اور اُنکو مکارم اخلاق اور محاسن آداب کی رغبت
دعوت کی ہے - اور معاذ نے یہ بھی روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہے
اسلام مکارم اخلاق اور محاسن آداب سے ڈھنکا ہوا ہے - اور ابو درداء
نے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کوئی چیز ایمین سے
میزان مین رکھی جانے گران تر حسن خلق سے نہین ہے اور حسن خلق والا اُسکے
سبب درجہ نمازی اور روزہ دار کو پہنچتا ہے - اور ہر آئینہ اخلاق رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے تھا کہ آپ سب سے زیادہ سخی تھے کہ رات کو آپ کے پاس نہ دینار
رہتا اور نہ ایک درم اور اگر بڑھا اور کسی ایسے شخص کو نہ پایا کہ اُسکو آپ عطا
فرمائین اور رات ہو جاتی تو آپ اپنے گھر مراجعت نفرماتے جب تلک کہ اُس سے
بری نہین ہو جاتے اور دنیا سے نیل مرام نہ کرتے تھے اور آپ کی قوت عام
تر چھوارے اور جو سے تھی جو بہت ہلکے اور کم قیمت ہین اور اسکے سوا جو ہوتا
فی سبیل اللہ دیتے اور کوئی چیز آپ سے نہ مانگی جاتی کہ آپ عطا نہ فرماتے
پھر اپنی قوت عام کی طرف رجوع کرتے اور آئیندہ سے آپ اسقدر رلیتے کہ اکثر اوقات
سال تمام ہونے سے پہلے ہو چکتی اور آپ جوتا گانٹھتے اور کپڑون مین پیوند لگاتے
اور خدمت اہل خانہ مین مشغول رہتے اور اُنکے ساتھ گوشت کاٹا کرتے - اور آپ
دنیا مین سب سے زیادہ تھے اور سب سے زیادہ متواضع تھے اللہ تعالے کی رحمت
آپ کے اوپر اور آپ کے آل و اصحاب سب پر ہو

تیسواں باب اخلاق صوفیہ کی تفصیل مین ہے

اخلاق صوفیہ مین سب سے اچھا خلق تواضع ہے اور بندہ کے لیے اس تواضع
سے افضل کوئی لباس نہین - اور جسکو تواضع اور حکمت کا خزانہ ہاتھ لگ گیا

وہ اپنے نفس کو ہر ایک شخص کے سامنے ایک اندازہ پر رکھتا ہی جسکو وہ جانتا ہی
کہ اُسکو قائم رکھتا ہی اور وہ ہر ایک شخص کو اپنے نفس کی طرف سے اُس اندازہ
پر جو اُسکے نزدیک ہی قائم رکھتا ہی اور جسکو یہ بات نصیب ہوئی تو ہر آئینہ
وہ آرام سے رہا اور دوسرے کو آرام سے رکھا اور نہین جانتے اُسکو مگر وہ لوگ
جو عالم ہین حضرت انس سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ نے وحی میرے پاس بھیجی کہ تواضع کرو تم اور ایک دوسرے
بغاوت یعنی گردن کشی اور ظلم نہ کرد - اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی
اس آیت کی تفسیر مین - قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یعنی کہو اگر تم اللہ کو
محبوب رکھتے ہو تو میری پیروی کرو نیکوئی اور تقوی اور خوف اور ذلت نفس مین
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع سے یہ بات تھی کہ آپ آزاد اور
غلام سب کی دعوت قبول کرتے اور ہدیہ اُنکا لیتے اور اگرچہ وہ ایک ہی
گھونٹ دودھ کا ہوتا یا کہ خرگوش کی ران ہوتی اور اُسکی مکافات کرتے
اور اُسکو نوش فرماتے اور آپ کنیز اور مسکین کی اجابت پر غرور نہ کرتے
اور سلیمان بن عمرو بن شعیب سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی کہ تواضع کی چوٹی کی یہ بات ہی کہ جس سے تو ملے اُسکو پہلے سلام
کرے اور جو تجھے سلام کرے اُسکا تو جواب دے اور مجلس مین ادنی مقام
بیٹھنے مین تو راضی ہو اور یہ بات ہی کہ اپنی تعریف اور تزکیہ اور نکوئی کو دوست
نہ رکھے - اور آپ سے یہ بھی روایت ہی کہ خوشی ہو اُس شخص کو جس نے تواضع
بلا نقص کی اور اپنے نفس مین تذلل بغیر مسکنت کیا - جنیدؒ سے سوال تواضع
کی نسبت کیا گیا کہا بازو کا جھکانا اور پہلو کا نرم کرتا ہی - اور فضیل سے
تواضع کا سوال کیا گیا تو کہا کہ حق کے لیے خضوع اور اُسکی انقیاد کرے اور جو حکم

سکو قبول کرے اور اُسکی سماعت کرے - اور یہ بھی کہا جو شخص اپنے نفس کی قیمت
اعتقاد کرے تو اُسکے لیے تواضع مین حصہ نہین ہی اور وہب بن منبہ نے کہا
کتاب اللہ مین لکھا ہوا ہی کہ مین نے پشت آدم سے ذریات کو نکالا سو کوئی قلب تواضع
مین بڑھکر قلب موسیٰ سے نہ پایا اسی واسطے اُسکو مین نے برگزیدہ کیا اور
اس سے کلام کیا - اور بعضون نے کہا ہی کہ جسنے اپنے نفس کے امور تنہائی کو
جانا اور پہچانا اُسنے بلندی اور شرف مین طمع نہین کی اور تواضع کی راہ چلتا ہی
وہ خصومت اُس شخص سے نہین کرتا جو اُسکی مذمت کرے اور اللہ تعالے کا
شکر کرتا ہی اُسکی نسبت جو اُسکی تعریف کرے - اور ابو حفص نے کہا جو شخص اس
بات کو محبوب رکھے کہ اُسکا قلب تواضع کرے تو چاہیے کہ صالحین کی صحبت مین
رہے اور التزام اُنکی حرمت کا کرے پس اُنکی شدت تواضع سے جو اُنکے نفس مین ہی
اُنکی اقتدا کریگا اور تکبر نہ کریگا - اور لقمان علیہ السلام نے کہا ہی کہ ہر ایک شے
کیلیے سواری ہی اور عمل کی سواری تواضع ہی - اور ثوری نے کہا ہی پانچ نفوس دنیا مین
عزیز ترین خلق ہین عالم زاہد - اور فقیہ صوفی - اور غنی متواضع - اور فقیر شاکر
اور شریف روشن - اور علماء نے کہا ہی اگر شرف تواضع کا نہوتا تو ہم جب چلتے تو خطرہ
مین پڑتے - اور یوسف بن اسباط نے کہا جب کہ غایت تواضع سے سوال کیا گیا
اگر تو اپنے گھر سے باہر نکلے تو کسی سے نہ ملے مگر یہ کہ تو اُسے اپنے سے بہتر خیال
کرے اور مین نے اپنے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب کو دیکھا جب کہ مین اُنکے ساتھ
شام کی طرف سفر مین تھا اور ہر آئینہ بعض اہل دنیا نے آپ کے پاس اسیران
فرنگ کے سرون پر کھانا فرنگ سے بھیجا اور وہ لوگ اُنکے قید مین تھے پھر جب
دستر خوان بچھایا گیا اور قیدی لوگ برتنون کے لیے منتظر تھے کہ وہ برتن خالی ہون تو
آپ نے خادم کو فرمایا کہ قیدیون کو حاضر لاؤ تاکہ دستر خوان پر فقرا کے ساتھ بیٹھین

خادم اُن کو لایا اور دستر خوان پر ایک صف میں اُنکو بٹھلایا اور شیخ اپنے مصلے سے
اُٹھے اور ٹہلتے ہوے اُنکی طرف آئے اور اُنکے بیچ میں اسطرح بیٹھے کہ گویا
ایک اُنہیں سے وہ تھے بعد ازان آپ نے کھانا کھایا اور اُن سب نے کھایا اور
ہمیں آپ کے چہرہ پر وہ بات ظاہر ہوئی جو آپ کے باطن نے تواضع للہ اور
انکسار نفس اور اُنپر تکبر کرنے سے علیحدگی اپنے ایمان اور علم اور عمل سے
نازل کی۔ اور ابو الحسین فارسی سے مسموع ہی کہ کہتے تھے میں نے حریری سے
سُنا ہی کہ کہتے تھے اہل معرفت کی صحیح یہ بات ہوئی ہی کہ دین کے لیے سرمایا
ہی پانچ ظاہر میں اور پانچ باطن میں ہیں پس جو ظاہر میں ہیں وہ صدق
زبان اور سخاوت میں اور تواضع ابدان میں اور اذیت سے رکنا اور اذیت کا
بلا تعذر اُٹھانا اور باطن کے یہ ہیں محبت وجود سیدا۔ پنے کی اور خوف فراق
اپنے سید کا اور امید وصول اپنے سید کی اور اپنے فعل پر ندامت اور
حیا اپنے رب سے اور یحییٰ بن معاذ نے کہا ہی کہ تواضع خلق میں اچھی ہی مگر دولتمندوں میں
بہت زیادہ اچھی ہی اور تکبر خلق میں بُرا ہی اور فقرا میں بدتر ہی۔ اور ذو النون کا
قول ہی کہ تواضع کی علامات سے تین یہ ہیں نفس کی تصغیر اور عیب کی شناخت
اور لوگون کی تعظیم توحید کی حرمت سے اور امر حق اور نصیحت کا ہر شخص سے
قبول کرنا اور بایزید سے کہا گیا آدمی کب متواضع ہوتا ہی کہا جب اپنے نفس کے
لیے کوئی حق نہ دیکھے اور نہ کوئی حال اپنے علم سے اسوجہ سے کہ نفس شریر اور عیب دار
ہی اور خلق میں کسی کو آپ سے زیادہ شریر نہ اعتقاد کرے۔ بعضے حکما نے کہا ہی
کہ ہم نے تواضع جہلی اور بخل کے ساتھ محمود اور غیرہ تر اس کبر سے پائی جو ادب
اور سخاوت کے ساتھ ہو اور جنید بن سے پوچھا گیا کہ تو کو ای ایسی نعمت جانتا ہی
جسپر حسد نہو اور ایسی بلا کہ صاحب بلا پر کوئی رحم نہ کرے کہا ہاں وہ نعمت

تو تواضع ہی اور وہ بلا کبر ہی اور تواضع کی اصل حقیقت کا کھول دینا یہ ہی کہ تواضع
رعایت اعتدال کی کبر اور ضعہ مین ہا پس کبر انسان کا اپنے نفس کو اپنے مرتبہ
سے زیادہ اونچا کرنا ہی اور ضعہ انسان کا اپنے نفس کو ایسی جگہ رکھنا جس سے بٹہ
اور عیب لگتا ہو اپنے حق کے ضائع کرنے تک پہونچا ہی اور ہر آئینہ اکثر اشارات
مشائخ سے جو شرح تواضع مین بہت چیزین مفہوم ہوئی ہین اُس حد تک کہ
تواضع کو اُسمین غلو کی جگہہ قائم کیا ہی اور اُسمین ہوا بلندی افراط سے
تفریط کی پستی مین داخل ہوتی ہی اور حد اعتدال سے انحراف متوہم ہوتا ہی اور
اسمین اُنکا قصد مبالغہ مریدون کے استیصال نفس مین ہی اس خوف سے کہ
مبادا عجب اور کبر تک نوبت پہونچے پس کمتر یہ بات ہی کہ مرید ابتدا از ظہور سلطان
حال مین عجب سے علیحدہ ہو حتی کہ ہر آئینہ بزرگون کی ایک جماعت سے ایسے کلمات
نقل کیے گئے ہین جو مودی اور مقتضی غرور تک ہوتے ہین اور جسقدر کلمات اس قبیل
کے جو مشائخ سے نقل کیے گئے ہین تو اس سبب سے ہین کہ اُنمین سکر بقایا موجود ہی
اور تنگی حال کے ضیق مین محصور ہین اور اپنی ابتدا امر مین میدان صحو و ہوشیاری
تک نہین برآمد ہوے اور یہ بات جبکہ صاحب بصیرت اپنی نظر کو تیز کر کے
دیکھے تو اُسے معلوم ہوگا اس سبب سے ہی کہ نفس استراق سمع کرتا ہی یعنی چھپے ہوے
سنتا ہی جبکہ کوئی وارد قلب پر نازل ہوتا ہی اور نفس نے جب استراق
سمع کیا اسوقت کہ قلب پر کوئی وارد ظاہر ہوا تو وہ اپنی صفت کے ساتھ اس
طور سے ظہور کرتا ہی کہ وہ وقت اور رفعت حال پر گران نہین ہوتا تو اُسی سے
کلمات اس قسم کے جو تکبر تک پہونچے ہین پیدا ہوتے ہین جیسے کہ بعض کا یہ قول
ہی کہ لوا میرے برابر نیلگون آسمان کے نیچے ہی اور بعض کا یہ قول ہی کہ میرا قدم
سب اولیا کی گردن پر ہی اور جیسے بعض کا قول کہ زین نسلیخی اور لگام دی مین نے

اور زمین کے کناروں پر مین پھرا اور کہا ہے کوئی جنگ آور تو میرے سامنے نہین آیا۔ اس سے اشارہ اسکی طرف ہے کہ وہ اپنے وقت مین یکتا اور منفرد ہے اور جس کسی پر یہ بات مشکل معلوم ہو اور اس بات سے واقف نہو کہ یہ سب کچھ ہتراق سمع اور قلب کی واردات پر کان لگانے سے ہے تو چاہیے کہ اُسکا وزن میزان احوال اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین کرے کہ اُن مین کیسی تواضع تھی اور کسقدر اس قسم کے کلمات سے پرہیز کرتے تھے اور اُسکو بعید جانتے تھے کہ بندہ کے ایسی چیز کے ساتھ غلبہ اور افتخار کرے الاصادقین کے کلام کے لیے ایک وجہ صحت مین بتائی جاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ یہ اوبال اُنکا سکر حال مین ہے اور متواے لوگون کا کلام گمان کیا جاتا ہے تو اُن مشائخین نے جو صاحب تمکین ہین جب جان لیا کہ یہ مرض نفوس مین گڑا دیا ہوا ہے تو تواضع کی شرح مین اُنھون نے مبالغہ یہان تک کہ اُس حد کو پہونچا دیا کہ وہ تواضع شامل درجہ ضعہ کے ہوگئی تاکہ مریدون کی دوا علاج اُس سے کرین اور تواضع مین اعتدال یہ ہے کہ انسان رضی اسپر ہو کہ جس مقام پر وہ مستحق ہے اُس سے کسی قدر فروتر جگہہ اختیار کرے اور اگر کوئی شخص نفس کی سرکشی سے ایمن ہووے تو وہ اُس حد پر ٹھہرے جسکا وہ مستحق ہے بدون اسکے کہ کچھ اسمین زیادتی یا کمی ہو مگر جبکہ گردنکشی نفس کی جبلت مین ہے اسواسطے کہ پیدا ہوا ہے صلصال سے جو مثل فخار کے ہے یعنی سوکھی مٹی سے جو مثل پکے برتن کے کھنکھنی ہے تو اُسمین ایک نسبت آتشی ہے اور بالطبع مرکز آتش کی طرف ہنکو استعلا کی خواہش ہے تو اُسکے علاج کے لیے تواضع کی احتیاج ہوئی اور جس جگہہ کا وہ مستحق ہے اُس سے کسی قدر نیچے درجہ پر ٹھہرنے کی ضرورت ہے تاکہ اُسمین کبر کو راستہ نہ ملے پس کبر انسان کا ظن ہے کہ وہ دوسرے سے بہت بڑا ہے اور تکبر اُسکے اظہار کا نام ہے اور یہ ایک صفت ہے جسکا مستحق

کوئی سوا اللہ تعالیٰ کے نہیں ہی اور مخلوقات سے جس کسی نے اُسکا دعویٰ کیا
وہ جھوٹا ہی اور کبر اعجاب سے پیدا ہوا اور اعجاب حقیقت محاسن کے جہل سے
پیدا ہوا اور جہل درحقیقت انسانیت سے باہر ہوتا ہی اور تحقیق یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ
نے شان کرکے عظمت فرمائی ہی اپنے اس قول سے کہ ہر آئینہ اللہ مستکبروں کو دوست
نہیں رکھتا اور فرمایا ہی کیا دوزخ مین متکبرین کا مسکن وماوی نہیں ہی
اور ہر آئینہ وارد ہوا ہی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ کبریا میری چادر ہی اور عظمت
میری شلوار ہی تو جو مجھ سے کسی ایک مین ان دونون سے نزاع کرے تو مین اُسکو
توڑ کر الگ کر دون اور ایک روایت مین ہی کہ اُسے دوزخ کے باب مین پھینکدون
اور حق عز وجل نے انسان کو طغیان مین اُسکی حد پہ پھیرنے کے لیے فرمایا ہی اور
زمین پہ اترا کر مت چل اسواسطے کہ تو زمین کو نہیں پھاڑ سکتا اور نہ پہاڑون کے
طول مین پہونچ سکتا ہی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی بس چاہیے کہ انسان اُس چیز کی
طرف نظر کرے جس سے وہ پیدا ہوا ہی وہ آب جہندہ سے پیدا ہوا ہی
اور اس سے بلیغ تر قول اللہ تعالیٰ کا یہ ہی۔ قتل الانسان ما اکفرہ من ای شئ
خلقہ من نطفۃ خلقہ فقدرہ۔ مارا جاے انسان کیا ہی ناشکرا ہی کس چیز سے
اُسکو پیدا کیا نطفہ سے پیدا کیا پھر اُسکا اندازہ کیا۔ اور بعض صوفیہ نے بعض متکبرین
سے یہ کہا آغاز تیرا نطفۂ ناپاک ہی اور انجام تیرا مردار گندہ ہی اور تو ان دونون کے
درمیان ہی کہ گندگی کا حامل ہی اور اس مضمون کو ایک شاعر نے نظم کیا ہی
؎ کیف یزہو من رجیعہ ✤ ابد الدہر ضجیعہ ✤ ؎ کیونکر اترائے وہ غلیظ کے
ساتھ ✤ ہو دے ہم خواب جو کہ دن اور رات ✤ اور جب تواضع قلب سے
جاتی رہی اور غرور نے اُسمین جگہ کی تو اُسکا اثر بعض اعضا مین پھیلتا ہی اور
برتن سے وہی ٹپکتا ہی جو اُسمین ہوتا ہی سو کبھو اثر اُسکا گردن مین کجی سے

ظاہر ہوتا ہی اور کبھو رخسارہ مین ٹیڑھے پن سے پیدا ہوتا ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اور لوگون کے واسطے رخسار اپنا ٹیڑھا نہ کر - اور کبھو وہ سر مین نفسانی گردن کشی سے ظاہر ہوتا ہی اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہی کہ پھیرا اُنھون نے اپنے سرون کو اور دیکھا اُنکو تو نے کہ اعراض اور انحراف کرنے مین اُس حال مین کہ مغرور ہین اور جسطورسے کہ غرور جوارح اور اعضا مین منقسم ہوتا ہی اور اُس سے شاخین پیدا ہوتی ہین اسی طورسے بعض اُنمین کے بعض سے کثیف اور بھاری ہوتے ہین جیسے درزا اور نازش اور عزت وغیرہ مگر یہ کہ عزت کبر سے مشابہ صورت مین ہی اور حقیقت کی روسے مختلف ہی جسطرح تواضع ضعہ کے مشابہ ہی اور تواضع محمود اور ضعہ مذموم ہی اور کبر مذموم ہی اور عزت محمود ہی اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اور اللہ ہی کے لیے اور اُسکے رسول کے لیے اور مومنین کے لیے عزت ہی اور مومن کے لیے نہین روا ہی کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے اسواسطے کہ عزت یہ ہی کہ انسان اپنی حقیقت نفس کو پہچانے اور اُسکا اکرام اسطرح کرے کہ اُسکو دنیا کے اغراض جاننے کے لیے خوار نہ کرے جیسے کبر انسان کا اپنے نفس سے جاہل رہنا اور اُسکا منزلت اُسکے سے اُتارنا ہی - بعضے صوفیہ نے کہا جن سے ما اعظمک فی نفسک کہا گیا یعنی کیا ہی تو اپنے نفس مین عظیم کہا مین عظیم تو نہین مگر عزیز ہون اور عزت ہرگاہ مذموم نہ تھی اور وہ کبر کے ہم شکل ہی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا زمین پر بغیر حق کے استکبار اور غرور کرتے ہین اسمین ایک پوشیدہ اشارہ ہی اسکے ثبوت کے لیے کہ حق کے ساتھ عزت ہی پس حد تواضع پر ٹھہرنا بدون اُسکے کہ ضعہ کی طرف میل اور انحراف ہو یہ ٹھہرنا صراط عزت یہ ہی جو کبر کی دوزخ مین بنائی ہوئی ہی - اور اسمین تائید نہین پاتے اور نہ اُسپر قائم ہوتے ہین مگر انھین کے قدم جو علماء راسخ اور مقتدا مقربین اور رئیس ابدال اور صدیقین ہین بعض

صوفیہ نے کہا ہے کہ جسنے تکبر کیا تو اُسنے اپنے نفس کی فرومایگی سے خبر دی اور جسنے
تواضع کی اُسنے کرم طبع کو ظاہر کیا۔ اور ترمذی نے کہا ہے کہ تواضع دو قسم ہے اول
یہ کہ بندہ اللہ کے امر و نہی کے لیے تواضع اور فروتنی کرے اسواسطے کہ نفس اپنی راحت
طلب کرنے کے لیے اُسکے امر سے بچتا اور ہٹتا ہے اور شہوت کے سبب جو اُسمین ہے
اُسکی نہی مین خواہش کرتا ہے پس جبکہ نفس اُسکا امر و نہی الٰہی سے منکسر خوار ہوا
تو یہ تواضع ہے اور قسم دوم یہ ہے کہ اپنے نفس کو عظمت الٰہی کے لیے پست کرے
تو اگر اُسکا نفس کسی چیز کو مانگے اُن چیزون مین سے جو اُسکے لیے چھوڑی گئین
کسی قسم کے اقسام سے ہو اُسکو یہ روکتی ہے اور ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ اُسکی
مشیت مشیت الٰہی پر چھوڑ دیجاے۔ اور معلوم کرو کہ بندہ تواضع کی حقیقت کو
پہونچتا ہے مگر اُسوقت کہ اُسکے قلب مین نور مشاہدہ کا چمکے پس اسوقت نفس
اُسکا گداز مین آتا ہے اور اُسکے گداز مین اُسکی صفائی کبر و عجب سے ہے اسوقت
وہ ملائم ہوتا ہے اور حق و خلق کا مطیع بنتا ہے اسواسطے کہ آثار اُسکے مٹ جاتے ہین
اور اُسکا التہاب اور غبار بیٹھ جاتا ہے اور تواضع کا حظ وافی ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے واسطے قرب کے مقامات مین تھا اُس حدیث مین جو حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے کہا ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میرے پاس نہ تھے تو مجھے غیرت آئی جو عورات کو ہوتی ہے اس بات کی کہ آپ
کسی اور کے پاس ازواج سے گئے ہونگے تو مین نے آپ کی ازواج کے
حجرون مین تلاش کیا اور نہ پایا پھر مسجد مین آپ کو سجدہ کرتے ہوے پایا
جیسے پرانا کپڑا ہوا اور آپ سجدہ مین کہ رہے تھے تیرے لیے میرے سواد و دل
اور خیال نے سجدہ کیا اور میرا دل تیرے اوپر ایمان لایا اور میری زبان نے
تیرا اقرار کیا اور اب مین تیرے حضور مین حاضر ہون اے عظیم اور اے بڑے

گناہ کے بخشنے والے - اور قول حضرت علیہ السلام کا سجدہ تیرے لیے میرے سویدار
دل اور خیال نے کیا انتہا درجہ کی تواضع ہی کہ آثار وجود کو مٹاتی ہی اسواسطے کہ
ایک ذرہ فی الحقیقت سجدہ سے نہیں کیا نہ ظاہر مین نہ باطن مین اور ہر گاہ صوفی
کو بہرہ تواضع خاص سے بساط قرب پر ہوا تو خلق کی تواضع سے بھی بہرہ اندوز
ہوگا اور یہ ایک سعادت ہی جب کہ وہ پیش آتی ہی تو پوری پوری آتی ہی اور
تواضع صوفیہ کے بڑے شریف اخلاق سے ہی اور اخلاق صوفیہ سے مدارات
اور خلق سے اذیت کا اُٹھانا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت ہی
کہ ہر آئینہ آپ نے ایک شخص کو اپنے صحابہ سے یہودیوں کے درمیان مقتول پایا
اور اُنپر تاوان نہ ڈالا اور امر حق پر افزونی نہیں کی بلکہ دیت یعنی خون بہا
اُسکا سو اونٹ عربی کے ساتھ اپنی طرف سے ادا کیا حالانکہ آپ کے اصحاب کو
ایک اونٹ کی حاجت تھی جس سے وہ قوت حاصل کریں - اور آپ کے حسن
مدارات سے یہ ہی کہ کھانے کی مذمت نہیں کی اور نہ خادم کو جھڑکی دی حضرت انس
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
دس برس خدمت کی تو کبھو مجھے اف تک نہ کیا اور کسی شے کی نسبت
جو مین نے کی نہیں کہا کس واسطے اُسے کی اور نہ اُس چیز کے لیے
جو مین نے ترک کی فرمایا کہ کیون نہیں کی - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خلق مین اچھے آدمیون سے تھے اور نہ مین نے ہرگز خز کو یا حریر کو یا اور کسی چیز
کو چھوا اور ہاتھ لگا یا جو زیادہ نرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے
ہو اور نہ مین نے قطعاً مشک سونگھا اور نہ کوئی دوسرا عطر جو زیادہ خوشبودار
عرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو تو ہر ایک کے ساتھ اہل اور اولاد
و ہمسایہ اور اصحاب اور خلق تمام سے مدارات کرتے اخلاق صوفیہ سے ہی

اور اذیت اُٹھانے سے جوہر نفس کا کھلتا ہی اور کہا گیا ہی کہ ہر ایک چیز کا جوہر
ہی اور انسان کا جوہر عقل اور عقل کا جوہر صبر ہی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مومن جو لوگون کی صحبت مین رہے اور اُنکی
اذیت پر صبر کرے بہتر اُس شخص سے ہی جو اُنسے اختلاط نہ کرے اور نہ اُنکی اذیت پر
صبر کرے۔ اور حدیث مین ہی کہ آیا تم سے کوئی ایسا ہی جو مثل ابو ضمضم کے ہو پوچھا
کہ ابو ضمضم کیا کیا کرتا تھا فرمایا کہ وہ تھا کہ جب صبح کو اُٹھتا تو کہتا الٰہی مین نے آج
کے دن عرض و آبرو اپنی اُس شخص پر تصدق کی جو میرے اوپر ظلم کرے تو جو کوئی
مجھے مارے مین اُسے نہ مارونگا اور جو مجھے گالیان دے مین اُسے نہ گالیان دونگا
اور جو میرے اوپر ظلم کرے اُسپر مین ظلم نہ کرونگا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے روایت ہی کہا ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اذن مانگا کہ
اندر آؤن اور مین آپ کے پاس تھی آپ نے فرمایا برا ہی ابن عشیرہ یا اخو العشیرہ
یعنی بیٹا یا بھائی کنبہ قبیلہ کا پھر آپ نے اجازت آنے کی دی پھر باتون مین ملاطفت
کی پھر جب وہ چلا گیا تو مین نے کہا یا رسول اللہ آپ نے جو کہا تھا سو کہا تھا پھر
آپ نے نرم گفتگو کی فرمایا اے عائشہ ہر آئینہ شر بر تر آدمیون سے وہ شخص ہی کہ
جسکو آدمی ترک کرین یا اُسکو واندہ کرین اس واسطے کہ اُسکے فحش سے محفوظ رہین
اور ابو ذر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا
اللہ سے ڈر خوف کر جہان کہین تو ہو اور برائی کے بعد نیکی کر جو اُسکو مٹا دے اور
لوگون سے بحسن خلق پیش آ اس واسطے کہ کوئی شے نہین ہی جسکے ساتھ استدلال
قوت عقل اور نور علم و حلم ہر ایک شخص پر ہو سکے جیسا کہ حسن مدارات ہی
اور نفس ہمیشہ اُس شخص سے منقبض ہوتا ہی جو اُسکی مراد کے برخلاف کرتا ہی۔
اور غیظ اور غضب کو نیک کرتا ہی اور مدارات سے گرمی نفس کا قطع او طیش ولیعرت

اُسکی رد ہوتی ہی۔ اور تحقیق وارد ہوا ہی کہ جسنے غصہ کو کھایا اور وہ طاقت غصہ
چلانے کی رکھتا تھا تو اُسے اللہ تعالےٰ قیامت کے دن تمام خلق کے سامنے
بلاویگا تاکہ اُسکو اختیار دے کہ کس حور کو وہ چاہتا ہی۔ اور جابر نے روایت
کی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ خبردار آگاہ ہو مین تمھین خبر
دیتا ہون کہ دوزخ کسپر حرام ہی ہر ایک آسان نرم سہل قریب آدمی پر۔ اور ابو مسعود
انصاری رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی علیہ السلام ایک شخص کے پاس گئے
اور اُس سے تبلایا تو وہ کانپا تب فرمایا کہ ڈر مت کہ مین بادشاہ نہین ہون
بلکہ مین صرف قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہون جو سوکھا گوشت کھایا کرتی
اور بعض صوفیہ نے صوفیہ کی ملائمت کی جانب مین ابیات کہے ہین جنکا یہ
ترجمہ ہی ابیات ۔ سبک ہین اور ملائم ہین تو اگر ہین سہولت کے ٭
کرامت اور کرم سکے ہین محافظ اہل دولت ہین ٭ نہین سکتے ہین وہ گالی نہ کہنے
خوش جیب بولین ٭ اگر اُن سے کوئی جھگڑے نہ وہ صاحب خصومت ہین ٭ کسی سے
تو اگر اُنہین ملے سمجھے کہ ہی سردار ٭ ستارہ ہی کہ چلتے دیکھے اُسے اہل سیاحت ہین ٭
اور ابو داؤد نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ فرمایا جو شخص
کہ اُسکو رفق اور نرمی کا بہرہ عطا ہوا ہو تو ہر آئینہ خیر سے اُسکو بہرہ عطا کیا گیا اور جو رفق
کے حصہ سے محروم رکھا گیا اُسے حصہ خیر سے نہین ملا۔ عبد اللہ بن ابی بکر نے
عرب کے ایک شخص سے حدیث روایت کی کہا روز حنین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو مجھ سے زحمت پہنچی میرے پانوٗن مین بھاری جوتا تھا اور میرا
پانوٗن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پانوٗن پر پڑ گیا آپ نے میرے ایک
کوڑا مارا جو ہاتھ مین تھا اور فرمایا اللہ کے نام کی قسم ہی کہ تو نے مجھے تکلیف دی
کہا مین رات کو اپنے نفس پر ملامت کرتا رہا کہ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو دردمند کیا کہا پھر مین نے رات بسر کی جیسا کہ اللہ کو اسکا علم ہی پھر جب مجھے
صبح ہوئی تو ناگاہ ایک شخص تھا کہ وہ کہتا تھا فلان شخص کہان ہی مین نے کہا یہ
ہون واسطے وہ شخص کہ مجھ سے کل ماجرا گذرا کہا مین چلا ڈرتا ہوا پھر کہا تحقیق تو نے
اپنے جوتے سے کل میرا پاؤن کچلا اور مجھے دکھ دیا تو مین نے تیرے کوڑا مارا اسپس
یہ تینی کھجوریان ہین انکو لے جا - اور اخلاق صوفیہ سے ایثار اور مواسات
ہی اور اسپر فرط شفقت اور رحمت انکو برانگیختہ کرتی ہی جو طبیعت سے اور بتوسط
قوت یقین سے ہوتی ہی وہ موجود کو خرچ کر ڈالتے ہین اور مفقود پر صبر
کرتے ہین - ابو یزید بسطامی نے کہا ہی میرے اوپر کسی نے غلبہ نہین کیا جیسا کہ
بلخ کے ایک شخص نے غلبہ کیا وہ میرے پاس مباحثہ کو آیا اور کہا اے بایزید
آپ کے نزدیک زہد کی تعریف کیا ہی مین نے کہا کہ جب ہم نے پایا تو کھایا اور
جب ہمین کچھ نہ ملا تو صبر کیا اسپر کہا ایسے تو ہمارے نزدیک بلخ کے کتے ہین تو مین نے
اس سے کہا تمھارے نزدیک زہد کی تعریف کیا ہی تو کہا کہ جب ہم کو کچھ نہ ملا
تو شکر کیا اور جب ہم کو ملا تو خرچ کر ڈالا - اور ذوالنون کا قول ہی کہ زاہد جسکا سینہ
کشادہ ہو اسکی تین علامتین ہین جمع کا خرچ کرنا اور مفقود کا نہ مانگنا اور قوت کا
خرچ کرنا - عبد اللہ بن عباس سے روایت ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
انصار سے نضیر کے دن فرمایا اگر تم چاہو تو مہاجرین کو اپنے مال اور ملک سے
بانٹ دو اور اس غنیمت کے مال مین تم ان کے شریک ہو اور جو تم چاہو تو
تمھارا ملک اور مال تمھارے پاس رہے اور ہم غنیمت کے مال سے تمھین کچھ
نہ بانٹینگے تب انصار نے کہا بلکہ ہم انکو اپنا مال اور زمین بانٹ دینگے اور غنیمت
کا مال انھین دینگے اور ہم اسمین شریک نہونگے سو تب اللہ تعالی نے
یہ آیت نازل فرمائی - ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ -

یعنی اور اپنی جانون پر ایثار اور اختیار کرتے ہین ہر چند کہ اُنکو احتیاج ہو۔
اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہو کہا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آیا اُس حال مین کہ اُسے رنج بہو نچا تھا اور کہا یا رسول اللہ
مین بھوکا ہون مجھے کچھ کھلاؤ تو آپ نے اپنی ازواج کے پاس بھیجا کہ تمھارے
پاس کھانا کچھ موجود ہی تو سب نے کہلا بھیجا اُسکی قسم ہی جسنے تجھے
حق کے ساتھ نبی کیا ہی کہ ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہین ہی اُسپر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہمارے پاس کچھ نہین جو تجھے آج کی رات کھلا دین
پھر فرمایا جو اُسکو آج کی رات کھانا کھلائے اللہ اُسپر رحم کریگا اسوقت انصار مین سے
ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ مین پھر اُسے اپنے گھر لے گیا اور
اپنی بی بی سے کہا کہ یہ مہمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی تو اُسکا اعزاز
اور اکرام کر اور اُس سے کوئی رکھی چیز دریغ نرکھ اُسنے کہا ہمارے پاس
تو سوائے بچون کی خوراک کے نہین ہی کہا کہ اُٹھ اُنکو کھانے کی طرف سے ٹال بال دے
تاکہ وہ سو جائین اور کچھ نہ کھائین پھر چراغ روشن کر پھر جبکہ مہمان کھانا شروع کرے
اُٹھ گویا کہ چراغ کی بتی تیز کر رہی ہی اور اُسکو بجھا دے اور چلی آ ہم اپنی زبانون کو
اسطرح چلائین کہ کھا رہے ہین مہمان رسول اللہ کی خاطر یہانتک کہ اُسکا پیٹ
بھر جاے بس وہ بی بی اُٹھی اور لڑکون کو بہلایا حتے کہ وہ بغیر کھائے سو گئے اور کچھ
نہین کھایا پھر وہ اُٹھی اور ثرید بنایا اور چراغ جلایا پھر جب کہ مہمان نے کھانا شروع کیا
وہ اُٹھی گویا کہ چراغ کی بتی چاق کرتی ہی اور اُسکو بجھا دیا اور اُن دونون میان
بی بی نے منھ چلانا شروع کیا مہمان رسول اللہ کے لیے اور مہمان نے گمان کیا کہ وہ
دونون اسکے ساتھ کھا رہے ہین یہانتک کہ مہمان نے پیٹ بھر کھا لیا اور یہ دونون
بھوکے سو رہے پھر جب صبح ہوئی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

ہین گئے پس جب کہ اُنکی طرف دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کیا
بعد ازان فرمایا کہ ہر آئینہ آج کی رات اللہ تعالے نے تعجب کیا فلان اور
فلانہ سے اور نازل ہے آیت کی دیو ثرون علی انفسھم ولوکان بہم خصاصتہ۔
اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بعضے اصحاب نے نبی علیہ السلام کے لیے
بکری کی سری بھنی ہوئی ہدیہ کی اور وہ تکلیف مین تھے اور اُسنے اسے لے کر
اپنے ہمسایہ کے پاس بھیجا اور اُسنے دوسرے کے پاس اور دوسرے نے
تیسرے کے پاس اور سات آدمیون نے دست بدست یون ہی پھرایا پھر
اول کے پاس گھوم کر وہ کھانا آیا تو اسکے لیے وہ آیت نازل ہوئی۔ اور
ابو الحسن انطاکی نے روایت کی ہے کہ اُسکے پاس تیس آدمی سے زیادہ جمع ہوے
ایک گانوکن مین جو رَے کے قریب تھا اور اُسکے پاس تھوڑے گردے روٹیون
تھے کہ پانچ آدمیون کا بھی اُنمین سے پیٹ نہ بھرتا تو روٹیون کو توڑا اور چراغ کو
بجھا دیا اور کھانے کے لیے بیٹھے پھر جب کھانا بڑھایا تو دیکھین تو وہ کھانا بدستور
موجود ہے کہ اُنمین سے نہ کھایا تھا اس سبب سے کہ ہر ایکنے اپنے نفس پر
دوسرے کو اختیار اور ایثار کیا۔ اور خذیفہ عدوی سے حکایت ہے کہ مین یرموک
کے دن اپنے چچیرے بھائی کی تلاش مین چلا اور میرے پاس تھوڑا پانی
تھا اور مین کہتا تھا کہ اگر اُسمین کچھ رمق حیات کی ہو تو اُسکو مین پلاؤن اور
اُسکا منہ پوچھون تو اچانک مجھے وہ ملا مین نے کہا کہ تجھے مین پانی پلاؤن اُسنے
اشارہ کیا کہ ہان تو ناگاہ ایک شخص تھا کہ آہ آہ کہہ رہا تھا تب میرے بھائی
نے کہا کہ یہ پانی اُس کے پاس لے جا تب اُسکے پاس لے گیا اور وہ ہشام
بن عاص تھا مین نے کہا کہ تجھے پانی پلاؤن تو ہشام نے دوسرے
کو سنا کہ آہ آہ کہہ رہا تھا پس اُسنے کہا کہ اُسکے پاس لے جا مین اُسکے

پاس لے گیا اچانک دیکھا کہ وہ مرچکا تھا پھر مین ہشام کی طرف اُٹھ کر آیا تو دیکھا
کہ وہ بھی مرگیا تھا تب مین اپنے بھائی کی طرف پھرا تو وہ مرگیا تھا اور ابو الحسن
بوشنجی سے سوال کیا گیا کہ فتوت کیا ہی تو کہا میرے نزدیک فتوت وہ ہی
جسکے ساتھ وصف اللہ تعالی نے انصار کا اِس آیت مین کیا ہی۔ والذین
تبوؤا الدار والایمان ۔ یعنی اور وہ لوگ جو گھر دن کو اور ایمان کو پکڑے
ہوے ہین ۔ ابن عطار نے کہا ہی یوثرون علی انفسہم ولو کان بہم
خصاصۃ یعنی جوع او فقر۔ یعنی اپنے نفسون پر جود اور کرم کو اختیار کرتے
ہین اور اگرچہ اُسکو احتیاج بھوک اور مفلسی کی ہو۔ ابو حفص نے کہا ایثار
وہ ہی کہ بھائیون کے حظوظ کو دنیا اور آخرت کے کام مین اپنے حظوظ پر
مقدم رکھے ۔ اور بعض کا قول ہی کہ ایثار اختیار سے نہین ہوتا بلکہ ایثار
وہ ہے کہ کل خلائق کے حقوق کو اپنے حق پر تو مقدم رکھے اور اسمین تمیز
نہ کرے کہ یہ بھائی اور یہ ساتھی اور یہ جان پہچان ہی۔ یوسف بن حسین کا قول
ہی کہ جسنے اپنے نفس کے لیے ملکیت اعتقاد کی اُس سے ایثار صحیح نہین ہوتا
اسواسطے کہ وہ اپنے نفس کو زیادہ مستحق اُس چیز کا سمجھتا ہی اسواسطے کہ اُسے
اپنی ملک سمجھتا ہی بلکہ ایثار اُس شخص سے آتا ہی جو تمام اشیا کو اللہ کی سمجھے
پس جو کوئی اُسکو پہونچا وہی اُسکا مستحق ہی پس جب کوئی چیز اسمین سے
اُسکے پاس آئے تو وہ اپنے نفس اور ہاتھ کو امانت دار اعتقاد کرے کہ اُس
چیز کو اُسکے مالک کے پاس پہونچا دے یا اُسکو ادا کرے اور بعضون نے کہا
حقیقت ایثار یہ ہی کہ آخرت کا حصہ تو اپنے بھائیون پر ایثار کرے اسواسطے
کہ دنیا تھوڑی مالیت کی ہی اس سے کہ کوئی محل باذکر اُسکے ایثار کے
لیے ہو اور اسی قبیل سے ہی جو منقول ہی کہ بعض صوفیہ نے اپنے ایک بھائی

کو دیکھا اور زیادہ شگفتہ روئی اُسکے مقابل ظاہر کی پس اُسکے بھائی نے
یہ بات اُس سے بڑی سمجھی تو کہا اے بھائی مین نے سُنا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہا ہی جب دو مسلمان باہم ملاقات کرین تو اُنپر سو رحمت نازل
ہوتی ہین اُنمین سے نوّے رحمت اُس شخص کے لیے جو زیادہ شگفتہ رو ہو
اور دس رحمت اُسکے لیے جو اُس سے کم ہو تو مین نے چاہا کہ مین تجھ سے شگفتہ روئی
مین ہون تاکہ تیرے واسطے زیادہ حصہ رحمت کا ہو۔ ابو القاسم رازی سے منقول ہی
کہ مین نے ابوبکر بن سعدان سے سُنا ہی کہ وہ کہتا تھا جو کوئی صوفیہ سے صحبت رکھے تو
چاہیے کہ بلا نفس اور بلا قلب اور بلا ملک صحبت رکھے پس جبکہ وہ کسی چیز کی طرف
اپنے اسباب سے نظر کریگا تو یہ بات اُسکو حصول مقاصد سے قطع کریگی۔ اور
سہل بن عبد اللہ صوفی نے کہا ہی کہ صوفی وہ ہی جو اپنے خون کو حلال اور ملک اپنی کو مباح
سمجھے اور رویم کا قول ہی کہ تصوف تین خصلتون پر مبنی ہی فقر و افتقار کو پکڑے رہے
اور بذل و ایثار سے متحقق ہو اور تعرض اور اختیار کو ترک کر دے۔ روایت ہی کہ جب
صوفیہ کی برائی اور غمازی کی گئی اور جنید متستر کیے بعث جدا ہوے اور شمام و
رقام و نوری پکڑے گئے اور اُنکی گردن مارنے کے لیے نطع بچھایا گیا تو نوری نے
سبقت کی تو اُس سے پوچھا گیا کہ کیون تونے مبادرت کی تو کہا کہ مین اپنے بھائیون پر
ایک ساعت زیادہ حیات پسند کرتا ہون اور منقول ہی کہ رودباری ایک
بعض بزرگون کے گھر پر آیا اور اُسے موجود نہ پایا اور دروازہ اُسکے گھر کا بند پایا
آپ نے فرمایا کہ صوفی اور اُسکا دروازہ بند توڑ ڈالو اُسکے دروازہ کو تو دروازہ
توڑ ڈالا اور حکم دیا کہ جو کچھ اُسکے گھر مین تھا اُسے بیچ ڈالو تو تعمیل
بازار لے گئے اور رقم قیمت لی اور گھر میں بیٹھ رہے پھر صاحب خانہ آیا
دیکھا اور اُسکی بی بی آئی اور چادر اوڑھے ہوے تھی اور گھر کے اندر آئی

اور چادر کو پھینک دیا اور یہ کہا یہ بھی بقیہ گھر کے اسباب کی ہی اور اُسے بیچ ڈالو
میاں نے اُس سے کہا کہ یہ تکلف اپنے اختیار سے تو نے کیوں کیا وہ بولی کہ خاموش
مثل شیخ ہمیر دست درازی اور تسلط کرے اور ہمارے اوپر حکم کرے اور
باز رکھے اور پھر ہمارے پاس کوئی چیز باقی رہے کہ اسے سنیت رکھیں۔ اور
حکایت ہی کہ قیس بن سعد بیمار ہوا تو اُسکے بھائیوں نے اُسکی عیادت میں دیر کی
تو اُنکا حال پوچھا لوگوں نے کہا کہ وہ اس سے شرمائے ہیں کہ تیرا قرض اُنکے ذمہ ہی
کہا اللہ مال کو رسوا اور خوار کرے جو بھائیوں کو ملاقات سے باز رکھتا ہی پھر ڈگی والے
کو حکم دیا کہ وہ ڈگی پیٹ دے کہ جسپر قیس کا مال قرض ہو وہ اُسکو حلال ہی تب
تو اُسکے گھر کی دہلیز ٹوٹ گئی اتنی کثرت اُسکے عیادت کرنے والوں کی ہوئی اور
نقل ہی کہ ایک شخص جو اُسکا دوست تھا آیا اور دروازہ کھٹ کھٹایا تو جب وہ
باہر آیا تو کہا تو کس لیے میرے پاس آیا کہا چار سو درم کے لیے جو میرے اوپر قرض
ہیں تو گھر میں گیا اور چار سو درم تولے اور اُسکو دیدیے اور گھر میں روتا ہوا گھس گیا
اُسکی بی بی نے کہا کیوں نہیں بہانہ کر دیا جبکہ تیرے اوپر دینا گران معلوم ہوا کہا
میں اسلیے روتا ہوں کہ اُسکے حال کی پرسش نہیں کی تا آنکہ وہ محتاج اس بات کا
ہوا کہ میرے پاس اُسکے لیے آیا۔ اور ابو موسیٰ سے روایت ہی کہ کہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اشعری جب لڑائی میں بے توشہ ہو جاتے ہیں
اور اُنکے عیال کا کھانا کم ہو جاتا ہی تو وہ جمع کرتے ہیں جو کچھ اُنکے پاس ہوتا ہی
پھر اُسکو ایک برتن سے بانٹ دیتے ہیں تو وہ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں
اور جابر نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث نقل کی ہی کہ آپ
جب جہاد کا ارادہ کرتے فرماتے اے گروہ مہاجرین و انصار کے ہر آئینہ
ایک قوم تمہارے بھائیوں میں سے ایسی ہی کہ نہ اُن کے پاس مال ہی

اور نہ اسباب ہو تو چاہیے کہ ہر ایک آدمی تم مین سے اپنے شامل ایک اور دو یا
تین کو کرلے اور تم مین سے ہر ایک کو اپنے اونٹ کی سواری باری سے ایسی ہی
ملے جیسے کہ انہین سے ایک ایک کو اپنی باری سے ملے کہا مین نے اپنے شریک
دو یا تین کو کہا کہ میری نوبت سواری مین نہین تھی مگر جسقدر کہ انہین سے ایک
کی نوبت تھی ۔ انس سے روایت ہو کہ جب عبدالرحمن بن عوف مدینہ مین آئے تو
اُسکے مواخات اور بھیّا چارہ نے سعد بن ربیع سے کہا پھر سعد نے کہا مین اپنا مال
آدھون آدھ تجھے بانٹ دیتا ہون اور میری دو بی بی ہین ایک کو انہین سے طلاق
دیتا ہون جب اُسکے ایام عدت گذر جائین تو اُس سے نکاح کرلے تب عبدالرحمن
نے اُس سے کہا اللہ تجھے تیرے اہل اور مال مین برکت دے پس ایثار پر صوفی کو
اُسکے نفس کی طہارت اور اُسکے سرشت کے شرف نے ہی برانگیختہ کیا اور اللہ تعالیٰ
اُسے صوفی اُسوقت بناتا ہو کہ جب اُسکی سرشت کو اس صفت کے لیے تیار
اور مستعد کرلیا اور جس کسی کے خمیر مین سخاوت ہو اور سخی قریب ہو کہ صوفی
ہو جاے اسواسطے کہ سخاوت طینت کی صفت ہو اور اُسکے مقابلہ مین شح یعنی
بخل ہو اور شح صفت نفس کے لوازم سے ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو اور جو لوگ
نفس کے حرص و بخل سے محفوظ و مصئون ہین وہ صاحب فلاح و نجات
کے ہین فلاح کا حکم اسکے ساتھ دیا کہ وہ بخل سے بچین اور فلاح کا حکم اُسکے
لیے فرمایا جو بذل و انفاق کرین سو کہا ومما رزقنا ہم ینفقون اولئک علی
ہدی من ربہم واولئک ہم المفلحون ۔ یعنی اور اُن چیزون سے جو ہم نے دی
ہین دیتے اور خرچ کرتے ہین وہ لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے سیدھے
راستہ پر ہین اور وہ صاحب فلاح ہین اور فلاح سعادت دارین کے لیے اسم جامع
ہو اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے قول سے آگاہ کردیا تین مہلکات ہین

عہ یعنی جب رسول صلعم نے عبدالرحمن رض و سعد رض کے درمیان بھائی چارہ کرایا تو سعد انصاری رض نے ایسا کہا

اور تین منجیات مین بجز مهلکات سے ایک شح مطاع یعنی بخل پذیرفتہ گردانا ہی
اور خالی بخل کو نہین فرمایا کہ وہ مهلک ہی بلکہ وہ مهلک اُسوقت ہوگا کہ وہ مطاع ہو مگر
اُسکا غیر مطاع نفس مین ہونا سو وہ انکار نہین کیا جاتا ہو اسواسطے کہ وہ لوازم نفس سے
ہی کہ اُسکی اصل پیدائش خاکی سے مدد پانے والا ہی اور مٹی مین قبض و امساک ہی
اور یہ آدمی سے کچھ تعجب نہین اور وہ جبلی اور پیدائشی ہی اور تعجب ہی تو اسکا کہ
سخاوت کا وجود سرشت مین ہو اور وہ نفوس صوفیہ کے لیے حاصل ہی جو انکو بذل
واثیار کی طرف بلاتا ہی اور سخاوت جود سے کامل تر اور تمام تر ہی پس جود کے مقابل
بخل ہی اور سخا کے مقابل شح ہی اور جود بخل کی طرف سے عادت کے طریق سے
اکتساب راہ پاتا ہی برخلاف شح اور سخا کے جبکہ وہ دونون سرشت مین داخل ہین
پس جتنے سخی ہین وہ سب جواد ہین اور ہر ایک جواد سخی نہین ہی اور حق سبحانہ و
تعالے سخا کے ساتھ موصوف نہین ہوتا اسواسطے کہ سخا نتائج سرشت اور طبیعت
سے ہی اور اللہ تعالی سرشت و طبیعت سے پاک اور منزہ ہی اور جود مین ریا کو دخل
ہوتا ہی اور انسان اُسکو عمل مین لاتا ہی اس حالت مین کہ وہ خلق اور حق سے
عوض پانے پر تاک لگاتا ہی خواہ لوگون کی ثنا وغیرہ ہو خواہ اللہ تعالی سے ثواب
ہو اور سخا مین ریا کو دخل نہین ہوتا اسواسطے کہ وہ پیدا ایسے نفس سے
ہوتی ہی جو پاک صاف اور دنیا و آخرت کے بدلے سے بلند تر ہی اسواسطے کہ
عوض کا چاہنا بخل کی خبر دیتا ہی اسواسطے کہ اسکی علت طلب عوض ہی پس
جو چیز کہ خالص محض ہی وہ سخا ہی درین صورت سخا اہل صفا کے لیے ہی اور ایثار
اہل انوار کے واسطے ہی اور جائز ہی کہ قول اللہ تعالی مین۔ انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم
جزاءً ولا شکوراً۔ یعنی اسکے سوا نہین ہی کہ ہم تمھین خالص اللہ کے واسطے کھانا
کھلاتے ہین نہ تم سے ہمین خواہش جزا اور بدلے کی ہی اور تم سے شکریہ چاہتے ہین نفی عوض

مانگنے کے لیے ہی جیسے کہ فرمایا لا نرید بعد اس قول لوجہ کے تو جو اللہ کے واسطے سب تو
عوض چاہنے کا اشعار نہین کرتا بلکہ سرشت اپنی طہارت کے سبب مراد حق کی طرف
منجذب ہوتی ہی نہ کہ عوض کے لیے اور یہ کامل تر سخا پاکیزہ تر سرشتون سے ہی -
اسمار بنت ابی بکر نے روایت کی ہی کہا مین نے کہا یا رسول اللہ میرے پاس کچھ نہین ہی تا
مگر اسی قدر کہ زبیر مجھے دیتا ہی پھر مین دیتی ہون فرمایا کہ ہان تو مت بند کر ورنہ
تیرے اوپر دنیا بند کردے گا ۔ اور اخلاق صوفیہ سے درگذر اور عفو ہی اور برائی
کا مقابلہ بھلائی سے ہی ۔ سفیان کا مقولہ ہی احسان اسکو کہتے ہین کہ جو تیرے ساتھ
برائی کرے اسکے ساتھ تو بھلائی کرے اسواسطے کہ محسن پر احسان کرنا تجارت ہے
جیسے بازار کی نقدی ہے کہ ایک چیز لے اور ایک چیز دے - اور حسن کا قول ہی
احسان وہ ہی کہ عام ہو نہ یہ کہ خاص ہو جیسے آفتاب اور ہوا اور بارہ ہی انس
نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مین نے محلات ایسے
دیکھے کہ جو بہشت مین بلند تھے مین نے کہا اے جبرئیل یہ کسکے لیے ہین کہا غصہ
کھانے والون اور لوگون سے عفو کرنے والون کے لیے - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت ہی کہ ہر آئینہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک مجلس مین نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک شخص آیا اور ابو بکر کے حق مین برا بھلا کہنے لگا
اور وہ خاموش تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے تھے پھر ابو بکر نے بعضی باتین
جو اسنے کہی تھین الٹ کر اسکو کہین تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام غصہ ہوے اور اٹھے
آپکے ساتھ ابو بکر ہوے اور کہا یا رسول اللہ اسنے مجھے گالیان دین اور آپ مسکراتے رہے
پھر مین نے اسے الٹ کر کہا جو اسنے مجھے کہا تھا تو آپ غصہ ہوے اور اٹھ کھڑے
آپ نے فرمایا کہ جب تک خاموش تھا تیرے ساتھ ایک فرشتہ تھا کہ اسکو
الٹ کر کہتا تھا پھر جب تو بولا شیطان نے برا بھلا کہنا شروع کیا پھر مجھے یہ

نہ تھا کہ ایسی جگہ بیٹھون جہان شیطان ہو اسے ابو بکر تین باتین ہین جو سب حق ہین
کوئی بندہ ایسا نہین ہی جسپر ظلم کسی طرح کا کیا جاسے اور وہ اُسے عفو کرے مگر
یہ کہ اللہ اُسکی بڑی مدد کرے اور کوئی بندہ ایسا نہین ہی کہ سوال کا دروازہ
کھولے جس سے وہ کثرت کا ارادہ کرے مگر یہ کہ اللہ اُسکے افلاس کو زیادہ کرے
اور کوئی بندہ ایسا نہین ہی کہ وہ بخشش یا انعام کا دروازہ کھولے جسکے ساتھ
اُسکی طلب خیرات اللہ کی ہو مگر یہ کہ اللہ اُسکے لیے کثرت سے ترقی کرتا ہی۔ حذیفہ
سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی ہر جائی مت ہو کہ کہو
اگر لوگ احسان کرین تو ہم احسان کرین اور وہ ظلم کرین تو ہم ظلم کرین مگر اپنے نفسون کو
ٹھہراؤ اگر لوگ احسان کرین تو تم احسان کرو اور اگر وہ بُرائی کرین تو تم ظلم نہ کرو
اور بعض صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ایک شخص ہی جسپر میرا گذر ہوتا ہی تو وہ نہ میری
دعوت کرتا ہی اور نہ مجھے مہمان رکھتا ہی تو جب میرے پاس آئے تو اُسکے عوض
کرون یعنی نہ کھلاؤن نہ مہمان رکھون آپ نے فرمایا کہ نہین تو اُسکی دعوت کر
اور فضیل نے کہا ہی کہ فتوت بھائیون کی لغزشون سے درگذر اور مسامحت ہی
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی واصل رحم وہ نہین ہی جو مکافات
کرے یعنی جیسا کہ دوسرا کرتا ہی ویسا وہ بھی کرے لیکن واصل وہ ہی کہ جب قطع
رحم دوسرا کرے تو یہ اُسکا وصل کرے۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے مروی ہی کہ مکارم اخلاق سے یہ ہی کہ تو عفو اُس شخص سے کرے جو تیرے اوپر
ظلم کرے اور تو وصل کرے اُس شخص سے جو قطع کرے اور جو تو اُسے عطا دے
جو تجھے محروم رکھے اور اخلاق صوفیہ سے کشادہ روئی اور طلاقت وجہ ہی صوفی کا
رونا اُسکی خلوت مین ہی اور بشر اور شگفتگی پیشانی اُسکی لوگون کے ساتھ ہی سو
اُسکے چہرہ پر بشاشت اُسکے انوار قلب کے آثار سے ہی اور ہر آئینہ باطن صوفی

منازلات الٰہیہ اور مواہب قدسیہ میں نزول کرتا ہی جس سے قلب تر و تازہ ہوتا ہی
اور فرح و سرورت سے لبریز ہو جاتا ہی کہ اللہ کے فضل و رحمت سے سوا اُسکے ساتھ
چاہیے کہ خوش ہوں اور سرور جب کہ متمکن ہو اول سے اُسکے آثار صورت پر پہونچے
ہیں اللہ تعالی نے فرمایا ہی وجوہ یومئذ مسفرۃ یعنے کتنے ہی چہرہ آج کے دن روشن
چمکتے ہوے بشارت پانے والے ہیں یعنی خوش ہیں بعض نے کہا ہی کہ چہرے
روشن اس سبب سے ہوے کہ مدتوں راہ خدا میں غبار آلودہ ہوے تھے اور
نور چہرہ پر پہونچنے کی دل سے مثال ایسی ہی کہ جس طرح چراغ کا نور شیشہ اور
چراغدان پر گرتا ہی پس چہرہ مشکاۃ یعنی چراغدان ہی اور قلب شیشہ ہی اور
روح چراغ ہی تو جب دل مزہ دار ہمرازی سے خوش ہوتا ہی تو بشاشت چہرہ پر
ظاہر ہوتی ہی قال اللہ تعالی تعرف فی وجوہہم نضرۃ النعیم یعنی اللہ تعالی نے
فرمایا کہ اُنکے چہروں میں نضرۃ نعیم کو پاے گا یعنی تازگی اور چمک اُنکی پاے گا
محاورہ عرب میں کہا جاتا ہی نضر النبات جبوقت سبزہ ہرا بھرا اور کلیاتا ہی
وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ یعنی کتنے ہی چہرہ اُسدن تازہ اور شگفتہ ہیں کہ اپنے
پروردگار کی طرف دیکھنے والے ہیں پس جبکہ اُنھوں نے دیکھا تو بس تر و تازہ ہو گئے
سو صوفیہ سے جو اہل مشاہدہ ہیں اُنکی چشم دل نور مشاہدہ سے روشن ہو گئیں
اور اُنکے قلوب کے آئینہ صیقل ہو گئے اور اُنمیں جمال ازلی کا نور منعکس ہوا اور
جب آفتاب صیقل کیے ہوے آئینہ پر چمکتا ہی تو دیواریں روشن اور درخشاں
ہو جاتی ہیں۔ قال اللہ تعالی سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود یعنی اللہ تعالی نے
فرمایا ہی کہ نشانی اُنکی اُنکے چہروں میں سجدہ کے اثر سے ہی اور جب کہ ظلال کے
یعنی قالبوں کے سجدہ سے چہرہ اثر پذیر ہوا قول الٰہی ہی وظلالہم بالغدو والآصال
تو کیونکر شہود جمال سے وہ اثر پذیر نہوگا۔ جابر بن عبداللہ سے روایت ہی کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہر ایک معروف اور نیکی صدقہ ہی اور معروف سے یہ بھی ہی کہ تو اپنی کشادہ روئی کے ساتھ ملاقات کرے اور یہ کہ اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے برتن مین پانی ڈالے - اور سعد بن عبد الرحمن زبیدی نے کہا کہ مجھے بجاتا ہی فقراء سے ہر ایک شخص ملائم شگفتہ رو ہنسوڑ ولیکن جو شخص کہ تو اُس سے کشادہ روئی سے ملاقات کرے اور وہ تجھ سے ترش روئی سے ملے تو گویا تیرے اوپر احسان کرتا ہی تو اللہ فقراء مین اُسکے مثل زیادہ نکرے اور اخلاق صوفیہ سے ہی سہولت اور جھکنا اور لوگون سے اُنکے اخلاق اور طبائع کی طرف میل اور نزول کرنا اور تکلف اور بے راہ روی ہی - اور ہر آئینہ اس معاملہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخبار اور احادیث ہین اور اخلاق صوفیہ اخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چربہ آثار تے اور حکایت کرتے ہین اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے ہان مین مزاح کرتا ہون اور نہین کہتا ہون مگر جو حق بات ہو - روایت ہی کہ ایک شخص تھا جسے زاہر بن حرام کہتے تھے اور وہ گنوار بدوی تھا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ آتا مگر ایک تحفہ کے ساتھ جسکو وہ ہدیہ رسول اللہ کرتا سو وہ ایک دن آیا اور رسول اللہ نے اُسے مدینہ کی بازار مین پایا کہ اپنے لیے کچھ سودا خریدتا تھا اور وہ اُسدن آپ کے پاس نہین آیا تھا تو آپ نے اُسے پیچھے سے دونون ہاتھ سے گلے مین بھر لیا تو وہ پیچھے کی طرف پھرا تو نبی علیہ السلام کو دیکھا اور آپ کے دونون ہاتھ کو بوسہ دیا تب نبی علیہ السلام نے فرمایا کون ہی جو اس بندہ کو خریدتا ہی اُسنے کہا کہ کون لیگا یا رسول اللہ مجھ کھوٹے کو تو فرمایا مگر اللہ کے نزدیک فائدہ والا ہی پھر رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا ہر اہل شہر کے لیے ایک بادیہ یعنی صحرانشین ہی اور بادیہ آل محمد کا زاہر بن حرام ہی - اور حضرت انسؓ سے روایت

ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ مجھے اونٹ پر
سوار کرائیے آپ نے فرمایا تجھے ہم اونٹنی کے بچے پر سوار کرائینگے اسنے کہا کہ میں کہتا ہوں
مجھے اونٹ پر سوار کراؤ اور آپ کہتے ہیں کہ اونٹنی کے بچے پر تو آپ نے فرمایا کہ اونٹ
بچہ اونٹنی کا ہے۔ اور حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے سامنے کھجوریں تھیں کہ نوش کر رہے تھے تو فرمایا
پس کھانے میں سے کھاؤ سو میں بھی کھجوریں کھانے لگا پھر آپ نے فرمایا تو
کھجوریں کھاتا ہے اور حالانکہ تو دکھتی آنکھ والا ہے میں نے کہا یا رسول اللہ میں
دوسری طرف چباتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ اور انس سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک دن فرمایا اے دو کان والے
اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کسطرح رہتے جبکہ وہ گھر میں اکیلے ہوتے کہا سب آدمیوں سے زیادہ نرم
مسکرانے ہوتے ہنستے ہوئے۔ اور آپ نے روایت کی ہے کہ مجھ سے آپ سبقت
لیگئے پھر میں سبقت لیگئی پھر آپ سبقت لیگئے بعد اسکے پھر سبقت لیگئی اور آپ نے
فرمایا کہ یہ سبقت تیری ہے۔ اور حضرت انس سے روایت ہے کہ کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے اختلاط کرتے یہاں تک کہ میرے چھوٹے بھائی سے
فرماتے یا ابا عمیر ما فعل النغیر یعنی ابا عمیر کیا کیا نغیر نے اور نغیر چھوٹی چڑیا ہوتی ہے
اور روایت ہے کہ عمر سبقت زبیر سے لیگئے رضی اللہ عنہما پھر زبیر سبقت لے گئے اور کہا
رب کعبہ کی قسم ہے میں تجھ سے سبقت لے گیا پھر عمر نے سبقت کی اور عمر نے کہا
مجھے رب کعبہ کی قسم ہے کہ تیرے اوپر میں سبقت لے گیا اور عبدالرحمن عباس نے کہا
عمر نے مجھ سے کہا آؤ میں تجھ سے پانی میں مناقشہ کروں کہ ہم دونوں میں سے کون زیادہ
لمبی سانس کا ہے اور ہم محرم تھے۔ اور بکر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ اصحاب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ خربوزہ کا تبادح کرتے تھے اور جسوقت کہ حقائق ہوتے تو
رجال ہوجاتے تھے عرب کے محاورہ مین بدح یبدح کہتے ہین جبکہ ایک چیز کو پھینکے
یعنی خربوزہ ایک دوسرے پر پھینکتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت ہو کہ نبی علیہ السلام کے لیے مین حریرہ لائی جو اُنکے واسطے مین نے پکا
تھا اور سودہ سے کہ میرے اور اُسکے بیچ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے کہ
کہ کھا اُسنے انکار کیا پھر اُس سے مین نے کہا کہ کھا پھر اُسنے انکار کیا پھر مین نے اُس
کہا کہ البتہ ضرور کھا ورنہ تیرے منھ کو اُس سے آلودہ کر دونگی پھر اُسنے انکار کیا
تب تو مین نے اپنا ہاتھ حریرہ سے بھرا اور اُسکا منھ اُس سے خوب آلودہ کیا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے پھر آپ نے ران اپنی اُسکے واسطے جھکا دی اور
سودہ سے کہا کہ تو اُسکو آلودہ کر دے تو اُسنے میرا منھ اُس سے آلودہ کر دیا پھر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے پھر عمر رضی اللہ عنہ دروازہ پر گذرے اور پکارے
یا عبد اللہ یا عبد اللہ در نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گمان ہوا کہ قریب ہو وہ گھر مین چلا
آوین تو کہا تم دونون اُٹھو اور اپنے منھ دھو ڈالو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مین
ہمیشہ عمر کی بزرگی اسواسطے کرتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو مانتے تھے اور
بعضون نے ابن طاؤس کی تعریف کی ہو اور کہا وہ بچے کے ساتھ بچے تھے اور بوڑھے
کے ساتھ بوڑھے اور حسین مزاح اور جمیل تھی جبکہ وہ نہین ہوتے اور معاذ بن عبد الکریم
سے مروی ہو کہا ہم محمد بن سیرین کے آگے تذکرہ شعر کا کیا کرتے اور رود کہتے اور ہم
اُسکے سامنے ہنسی کرتے اور وہ ہم سے مزاح کرتے اور ہم اُسکے پاس سے
ہنستے ہوئے اُٹھتے اور جب ہم حسن کے پاس جاتے جب اُسکے پاس سے اُٹھتے تو
قریب تھا کہ ہم رو دیتے پس یہ اخبار اور آثار اسکی دلیل ہین نرمی سے جھکنا اچھی
چیز ہو اور احوال صوفیہ صحت کے ساتھ ہین اور اخلاق اُنکے اچھے ہین ان باتون

جو خانقاہ مین مزاج سے وہ اعتماد کرتے ہین اور لوگون کے ساتھ اُن کے حال کے
موافق برتاو کرتے ہین اس سبب سے کہ اُنکی نظر رحمت الٰہی کی وسعت پر
ہے پھر جب وہ اکیلے ہوتے ہین تو رجال کے مقام پر کھڑے ہوتے ہین
اور اعمال و افعال کی پوشاک کو زیب بدن کرتے ہین اور اس معاملہ مین حد
اعتدال پر بجز صوفی کے دوسرا نہین ٹھہرتا جو کہ نفس کے لیے قاہر زبردست اور
اسکے اخلاق اور صباح عالم اپنے وفور حلم سے اُسکا نگہداشت کرنے والا ہو
تا آنکہ اسمین وہ صراط اعتدال پر افراط و تفریط کے درمیان ٹھہرے اور مریدان
مبتدی کے لیے اس سے کثرت مناسب نہین اسواسطے کہ اُنکو علم اور معرفت
نفس کی کم ہے اور ایسا نہو کہ حد اعتدال سے تجاوز کر جائین اسواسطے کہ نفس کے
لیے ان موقعون پر کود پھاند ہے جو فساد کی طرف منجر ہوتی ہے اور عناد کی طرف میل
کرنے لگین پس لوگون کی طبائع کی طرف اُترنا اُسی شخص کے لیے زیبا ہے جو اُن
سے بڑھا چڑھا ہو اور اپنے حال اور مقام کی بلندی کے باعث ترقی کی ہو تو وہ اُنکی
طرف اُترے اور اُنکی طبیعتون کی طرف میل کرے جب کہ وہ علم کے ساتھ نزول کرے
مگر جو شخص اپنی صفا حال پر اُنسے بلند نہوا ہو اور اُسمین بعینہ اُنکے طبائع اور نفوس
کا امتزاج ہو جو سرکش اور امارہ اور فرمان وہ برے کامون کے ہین جسوقت انکی مجالس
اور مجالس مین در آئین تو نفس اپنا حظ اُٹھائے گا اور اپنے مطالب کو غنیمت سمجھے گا
اور رخصت اور جواز کی طرف راحت طلب کرے گا اور رخصت کی طرف اُتر آنا
اکثر اوقات اُس شخص کو پسند آئے گا جو عزیمت کے اوپر سوار ہے اور یہ ہتھیار
کی شان نہین ہے بس صوفیہ صاحب علم کے لیے آرام [illegible] مین جسکا ہم نے
ذکر کیا ہے ترویج اور تفریح ہے کہ وہ دل کی حاجت کو اسی کی ملک جانتے ہین اور ایک
چیز جب کہ حاجت کے لیے رکھی جائے تو بقدر حاجت اندازہ کیجائے اور مقدار

تماجت کی حکمت ومعیار اس معاملہ مین ایک باریک علم ہی جو ہر ایک شخص
کے لیے تسلیم نہین کیا جاتا سعد بن العاص نے اپنے بیٹے سے کہا تو اپنے مزاح یعنی
اعتدال رکھ اسواسطے کہ افراط اسمین قدر کھوتا ہی اور نادان تیرے اوپر جرأت کر سکیگا
اور اُسکا ترک اہل انس و محبت کو غصہ دلاتا ہی اور ہمنشینون کو وحشت مین ڈالتا ہی
اور بعض نے کہا کہ مزاح قدر و بہا کا سلب کرنے والا اور برادری کا قطع کرنے والا ہی
اور جسطرح کہ معرفت اعتدال اسمین صعب اور مشکل ہی اسی طرح اعتدال کی ہنسی
مین پہچاننا دشوار ہی اور ہنسی انسان کے خصائص سے ہی اور انسان کو جنس حیوان
سے تمیز کرتی ہی اور ہنسی نہین آتی مگر تعجب کے سبب جو جہل سے ہی اور تعجب
فکر کو چاہتا ہی اور فکر انسان کا شرف ہی اور خاصیت ہی اور اعتدال کی معرفت
اسمین ہو سکتا ایک ایسے شخص کی ہی جسکا قدم علم مین راسخ ہو اور اسیواسطے
یہ قول زبان زد ہی ایاک وکثرۃ الضحک فانہ یمیت القلب یعنی بچو کثرت ضحک
سے اسواسطے کہ وہ دل کو مردہ کر دیتی ہی اور بعض کا قول ہی کہ کثرت ضحک کی
رعونت سے ہی۔ اور عیسیٰ علیہ السلام سے روایت ہی کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ
بہت ہنسنے والے سے بغض رکھتا ہی بغیر اسکے کہ اسمین عجب ہو اور سخن چین کو
جو بے حاجت ہو اور مداعبہ اور مزاح مین فرق بیان کیا گیا ہی کہ مداعبہ وہ ہی
جسکے جد غصہ نہ دلائے اور مزاح وہ ہی جسکے جد غصہ دلائے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ
نے قہقہہ کو نماز مین گناہ قرار دیا ہی اور وضو کے بطلان پر اُس سے حکم کیا دکھا
[illegible] شرعیہ خارج کیے ہی یعنی جیسے خروج [illegible] سے بطلان
[illegible] قہقہہ سے نماز مین گناہ ہو وضو باطل ہو جاتا ہی [illegible]
[illegible] اعتدال [illegible] اصل [illegible]
اور [illegible] مقام [illegible] خارج ہو جاسکا [illegible]

فحش ہو اور بیان سے یہان مراد کثرت کلام اور تکلف کرنا لوگون کے خاطر جسمین زیادہ خوشامد اور تعریف اُنکی اور اپنی فصاحت کا اظہار ہو اور یہ شاخ اہل تصوف سے نہین ہو۔ ادرانی وائل سے حکایت ہو کہا مین اپنے ایک ہمراہی کے ساتھ سلمان کی ملاقات کو گیا تو ہمارے لیے جو کی روٹی اور جو کوب نمک پیش کیا تب میرے ساتھی نے کہا کاش اگر اس نمک مین پودینہ ہوتا تو ذرا اچھا اور خوشبودار ہوتا تو سلمان باہر گیا اور لوٹا گرد رکھا اور پودینہ لیا پھر جب ہم کھا چکے تو میرے ساتھی نے کہا کہ خدا کا شکر ہو جسنے ہم کو قانع اس چیز پر کیا جو ہمین روزی کیا اسپر سلمان نے کہا کہ اگر تو قانع اپنی روزی پر ہوتا تو میرا لوٹا رہن نہوتا اور اس حکایت مین سلمان کی طرف سے قولاً اور فعلاً ترک تکلف ہو اور یونس نبی علیہ السلام کی حدیث مین ہو کہ اُسکے بھائی اُسکی زیارت کو آئے تو آپ نے ایک ٹکڑا جو کی روٹی کا اُنکے سامنے رکھا اور اُنکے لیے ساگ کاٹا جو اُسے بویا تھا پھر کہا اگر نہ اللہ تعالیٰ تکلف کرنیوالون پر لعنت کرتا تو مین تمھارے لیے تکلف کرتا اور بعض صوفیہ نے کہا ہو کہ جب تو زیارت کے جانے کا قصد کرے تو جو حاضر ہو اُسے سامنے رکھ اور جب تو کسی دوسرے کی زیارت کی خواہش کرے تو باقی مت چھوڑ اور زبیر بن العوام سے روایت ہو کہ منادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ڈگی پیٹی کہ الٰہی اُن لوگون کی بخشش کر جو میری امت کے مردون کے لیے دعا کرتے ہین اور وہ تکلف نہین کرتے آگاہ ہو کہ مین تکلف سے بری ہون اور میری امت کے صالحین بھی بری ہین اور روایت ہو کہ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی فانبتنا فیہا حبا وعنبا وقضبا وزیتونا ونخلا وحدائق غلبا وفاکہۃ وابا یعنی پس ہم نے اسمین پیدا کیا غلہ اور انگور اور گیہون سبت کہ جانورون کو فربہ کرے اور زیتون اور درخت خرما اور باغات گھنے ہجوم اور میوہ اور آب کو پھر کہا یہ سب ہم نے جان لیا پس کہا کیا چیز ہو کہا راوی

نے کہ عمرؓ کے ہاتھ میں عصا تھا اُسے زمین پر مار، پھر کہا یہ قسم اللہ کی تکلف ہے تو اے
لوگو جو تمھارے لیے بیان کیا جاوے پس جو کچھ تم جانو اُسپر عمل کرو اور جو تم نہ جانو
اُسکے علم اسکے اوپر حوالہ کرو۔ اور اخلاق صوفیہ سے انفاق ہے ہر دن اسکے کمی
آسمین کرو اور ذخیرہ جمع نکرو اور یہ اسواسطے ہے کہ صوفی فضل حق کی خرابی دیکھتا ہے بیشک
تو وہ ایسا ہے کہ کوئی دریا کنارے کھڑا ہو اور دریا کنارے کھڑا ہونے والا پانی ہی
اور پکھال میں نہیں بھرتا اور جمع کرتا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کوئی دن ایسا نہیں ہے
مگر یہ کہ دو فرشتے ہیں جو ندا کرتے اور پکارتے ہیں ایک اُنمیں سے کہتا ہے الٰہی
خرچ کرنے والے کو بیشتر عطا کر اور دوسرا کہتا ہے کہ الٰہی بخیل کو تلف کر اور انسؓ نے
روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی شے دوسرے دن کے لیے
جمع اور ذخیرہ نہیں کرتے تھے اور روایت ہے کہ ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے لیے تین پرندہ ہدیہ آئے آپ کے خادم نے ایک پرند کھلایا جب
دوسرا دن ہوا اُسکو آپ کے سامنے پکا کر لایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کیا میں نے تجھے نہیں منع کیا کہ کوئی چیز دوسرے دن کے لیے سینت
رکھ کہ اللہ تعالیٰ ہر صبح کو روزی دیتا ہے۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت
کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلال کے پاس آئے اور اسوقت ایک
ڈھیری چھوہاروں کی اُسکے پاس تھی سو آپ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے اے بلال کہا یا
رسول اللہ اُسکو ذخیرہ کرتا ہوں فرمایا کیا تو نہیں ڈرتا جسنے بلال کو نفقہ دیا اور
تو نہیں ڈرتا خدائے صاحب عرش سے کہ وہ کمی کرے۔ اور روایت ہے کہ عیسیٰ بن مریم
علیہ السلام درخت کھایا کرتے اور بالوں کا کپڑا پہنا کرتے اور جہاں شام ہوتی وہاں
رات کو رہتے اور اُن کے اولاد نہ تھی کہ وہ مرے اور نہ گھر تھا کہ اجڑتا اور رکھتے صبح کے لیے

سنت رکھتے ۔ اور صوفی کا یہ حال ہے کہ اُسکے کل دفینہ اللہ کے خزانون مین ہین
اس سبب سے کہ اُسکا توکل اور اعتماد اپنے رب کے اوپر صحیح اور صادق ہے پس
دنیا صوفی کے لیے ایک مسافر خانہ کے مثال ہے کہ نہ اُسمین وطن دیکھتا ہے اور
نہ اُسکے لیے اس سے زیادہ بڑھاتا ہے رسول علیہ السلام نے فرمایا اگر تم اللہ پر توکل کرو
جیسا کہ حق توکل ہے اللہ تمھین رزق اسی طرح دے جسطرح کہ پرندون کو دیتا ہے
صبح کو بھوکا اُٹھاتا ہے اور شام کو سیر کر دیتا ہے ۔ جابر سے روایت ہے کہ کہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز کبھی کوئی چیز نہین مانگی گئی کہ کہا ہو نہین ۔ ابن جبید نے
کہا کہ جب آپکے پاس کوئی چیز نہوتی تو وعدہ ہوتا ۔ عبدالعزیز بن محمد نے ابن اخی زہری سے
روایت کی ہے کہا ہے آئینہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ زمین کے پردہ پر کوئی کنبہ
قبیلہ گھرون سے نہین مگر یہ کہ مین اُنمین پھرا ہون تو مین نے کسی کو زیادہ بڑھ کر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے مال کا خرچ کرنے والا نہین پایا اور اخلاق
صوفیہ سے دنیا سے تھوڑی چیز پر قناعت ہے ۔ ذوالنون مصری نے
کہا ہے کہ جسنے قناعت کی اُسنے اہل زمانہ سے آرام پایا اور اپنے ہمسرون پر غالب
آیا اور بشر بن حارث نے کہا ہے کہ اگر قناعت مین بجز عزت کے اور کوئی فائدہ نہوتا
تو صاحب قناعت کے لیے کافی تھا ۔ اور بنان بن حمال نے کہا ہے الحر عبد ما طمع
والعبد حر ما قنع ÷ ترجمہ نظم آزاد ہو غلام اگر وہ طمع کرے ÷ اور ہو غلام حر جو قناعت
کا دم بھرے ÷ اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ اپنی حرص سے قناعت کے ساتھ
انتقام لے جس طرح کہ تو اپنے دشمن سے قصاص کے ساتھ بدلہ لیتا ہے ۔ اور ابوبکر
مراغی نے کہا ہے کہ عقلمند وہ شخص ہے جسنے دنیا کی تدبیر قناعت اور توقف سے
کی اور امر آخرت کی تدبیر حرص اور تعجیل سے کی اور یحیی بن معاذ نے کہا جسنے رزق کے
ساتھ قناعت کی تو وہ آخرت کو کما لے گیا اور زندگی اُسکی خوش اور اچھی ہوئی اور

میر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ قناعت ایک تلوار ہے کہ وہ زخم سے بغیر کام کیے نہیں اچٹتی۔ عبد الرحمن بن ابی سعید نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے اُسوقت کہ آپ منبر پر تھے فرمایا جو قلیل اور کافی ہو بہتر ہے اُس سے کہ زیادہ ہو اور لہو ولعب میں مشغول کرے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ ہر آئینہ فرمایا ہر آئینہ نجات پائی اُس شخص نے جو اسلام لایا اور کفاف اُسکا رزق ہو پھر اُسپر اُس شخص نے صبر کیا۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی اور کہا الہیٰ آل محمد کا رزق قوت کر۔ اور جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قناعت ایک مال ہے جو کبھی نہیں ہو چکتا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا تم کتاب اللہ کے ظروف اور حکمت کے چشمے بنجاؤ اور اپنے نفسوں کو مردوں میں شمار کرو اور خدا تعالیٰ سے روز کے روز مانگا کرو اور تمھیں مضرت نہوگی ایسی کہ وہ زیادہ نہو۔ اور حمید ابن محیص نے اپنے باپ سے نقل کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے امن سے گھر میں صبح کی اور اُسکا بدن درست ہے اور اُسکے پاس ایک دن کی روزی ہو تو گویا دنیا اُسکے حاطہ میں آگئی۔ اور ہر آیت کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے۔ فلنحیینہ حیاتا طیبۃ یعنی پس البتہ ہم اُسکو زندہ رکھینگے ایسی حیات سے جو طیب اور خوش آیندہ ہے کہ وہ۔ قناعت ہے پس صوفی عدل سے اپنے نفس پر غالب ہے اور نفس کے طبائع کا واقف کار ہے اور قناعت کے فوائد حاصل کرنے کا ماہر ہے اور نفس سے اُسکے استخراج کی طرف واصل ہے اسواسطے کہ وہ جانتا ہے کہ اُسکا مرض کیا ہے اور اُسکی دوا کیا ہے۔ ابو سلیمان دارانی نے کہا ہے کہ قناعت رضا سے حاصل ہوتی ہے جیسے ورع زہد سے۔ اور اخلاق صوفیہ سے ہے جھگڑے مٹانا اور غصہ کو چھوڑنا مگر

حق کے ساتھ ہو اور نرمی اور بردباری پر بھروسہ کرنا اور یہ اسواسطے ہی کہ نفوس
اُچھلنے کو دتے ہین اور جھگڑا لوگون مین ظاہر ہوتا ہی اور صوفی نے اپنے یار کے
نفس کو ظہور کرتے ہوے دیکھا تو اُسکا مقابلہ قلب کے ساتھ کرتا ہی اور جب نفس قلب
سے مقابل کیا گیا تو وحشت جاتی رہتی ہی اور فتنہ منطفی ہو جاتا ہی اللہ تعالیٰ اپنی تعلیم
کے لیے فرماتا ہی۔ ادفع بالتی ہی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ
ولی حمیم۔ یعنی جواب مین تو اُسے بہت اچھی بات کہ پھر اچانک وہ شخص کہ تیرے اور
اُسکے درمیان عداوت ہی ایسا ہو جائے گا کہ گویا بڑا گہرا یار ہی۔ اور مرا یعنی ستیز
اور جدل نہین نکالا جاتا مگر اُن نفوس زکیہ پاکیزہ سے کہ کینہ اُن سے نکل گیا اور
نفوس مین وجود کینہ ستیزہ باطل ہی اور جب باطن سے ستیزہ جاتا رہا تو ظاہر سے بھی
جاتا رہا اور کچھ کینہ نفس مین اُس شخص سے ہوتا ہی جو اُسکے مماثل اور مشاکل ہا ہی
حسد کے باعث ہوتا ہی اور جو شخص کہ نفس کی گدازش مین زہد کی آتش سے دنیا
مین انتہا درجہ کو پہونچا کینہ اُسکے باطن سے مٹ جاتا ہی اور اُسمین حسد دنیوی حظوظ
فانیہ مین جاہ ومال سے باقی نہین رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے متقین اہل جنت کے وصف
مین فرمایا ہی ونزعنا ما فی صدورہم من غل یعنی ہم نے دور کر دیا جو کچھ کہ کینہ سے
اُنکے سینون مین تھا۔ ابو حفص کا قول ہی کہ کینہ کسطرح باقی رہ سکتا ہی اُن قلوب
مین جنکو اللہ کے ساتھ ائتلاف ہی اور جو اُسکی محبت مین جمے ہوے ہین اور اُسکی
مودت پر ڈٹے ہوے ہین اور اُسکے ذکر مین اُنس پکڑے ہوے ہین اسواسطے کہ
قلوب ہوا جس نفسانی سے صاف اور طبائع کی تیرگی سے پاک ہین بلکہ نور یقین سے
سرمہ آلود ہین تو وہ باہم بھائی بھائی ہو گئے ہین پس ایسے اہل تصوف کے قلوب
اور اُن لوگون کے ہین جو ایک کلمہ پر مجتمع اور ملے ہوے ہین اور شرائط طریق کا
التزام کیا ہی اور تحقیق کے ساتھ قیحابانی پر جھکے ہوے ہین۔ اور آدمی دو مرد ہین

ایک وہ مرد ہی جو طالب اُن چیزون کا ہی جو اللہ تعالی کے پاس ہین اور جو چیزین اللہ کے پاس ہین اُنکی طرف اپنے نفس اور دوسرے کی دعوت کرتا اور بلاتا ہی پس محقق صوفی کوان مراتب کے ہوتے ہوے کیا حسد اور ستیزہ اور کینہ ہوگا اسواسطے کہ یہ اُسکے ساتھ ایک طریق اور ایک جہت مین ہی اور اُسکا بھائی اور اُسکا مددگار ہی اور مومنین دیوار بنیاد کے مثال ایک دوسرے کو قوت اور استواری دیتے ہین اور ایک شخص ہی حب جاہ اور مال اور ریاست اور خلق کی نمایش پر مفتون ہی تو اُسکے ساتھ صوفی کو کیا حسد ہو سکتا ہی اسواسطے کہ اُسنے زہد اور بے رغبتی اُن چیزون مین کی ہی جنمین وہ راغب ہی پس شان صوفی سے یہ ہی کہ ایسے شخص کی طرف رحمت اور شفقت کی نظر سے دیکھے جہان کہین اُسے محجوب مفتون دیکھے پس اُسکے لیے کینہ پر نہ پیچ کھائے گا اور نہ کسی چیز پر ظاہر مین اُس سے جھگڑے گا اسوجہ سے کہ وہ جانتا ہی کہ نفس اُسکا ظہور کر رہا ہی جو کہ بُرائی کا حکم دینے والا لڑائی اور جھگڑے مین ہی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی فرمایا مت جھگڑا کر اپنے بھائی سے اور نہ اُس سے ایسا وعدہ کر جسکے تو خلاف کرے اور حدیث مین ہی جسنے جھگڑا ملتا چھوڑ دیا حالانکہ وہ مبطل ہی اُسکے لیے جنت کے کنارہ ایک گھر بنایا جائیگا اور جسنے جھگڑا ترک کیا حالانکہ وہ محق ہی تو اُسکے لیے بہشت کے وسط مین گھر بنایا جائے گا اور جسکا خلق نیک ہی اُسکے لیے اور زیادہ بلندی پر مکان تیار ہوگا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جس شخص نے علم کو اس لیے حاصل کیا ہی تاکہ علما پر مباہات اور افتخار کرے یا نادانون سے اُسکے ذریعہ سے جھگڑے یا اُسکا یہ ارادہ ہو کہ اشراف لوگ اُسکی طرف رجوع کرین اور حاضر آئین اللہ تعالے اُسکو دوزخ مین

داخل کرے گا دیکھو کس طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ ابن جبل کے مجادلہ کو دخول نار کا سبب گردانا ہی اور یہ اس سبب سے ہی کہ اُن کے نفوس قہر و غلبہ کے طلب مین ظہور کرتے ہین۔ اور قہر و غلبہ شیطنت کی صفات سے آدمی مین ہین بعض صوفیہ کا قول ہی کہ خصومت اور ستیزہ کرنے والا اپنے نفس مین جب کہ وہ جدال مین غور کرتا ہو یہ بات ٹھان لیتا ہی کہ کسی شے پر قناعت نہ کرے اور جو قناعت نہ کرے مگر اس بات پر کہ وہ قناعت نہ کرے تو قناعت کی طرف اُسکی راہ کیا ہی پس نفس صوفی نے اُسکی صفات بدل ڈالین اور رہُس سے صفت شیطانی اور درندگی زائل ہو گئی اور نرمی اور رفق اور سہولت اور طمانینت سے مبدل ہو گئین۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ آپ نے فرمایا قسم ہی اُسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہی کوئی بندہ مسلمان نہین ہی جب تک کہ اُسکا قلب اور زبان سلیم نہو اور نہین ہی کوئی مومن جب تک کہ اُسکا ہمسایہ امن مین اُس کے ستم سے نہ ہو۔ دیکھو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سہولت قلب و زبان کو شرط اسلام گردانا ہی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ ہر آئینہ آپ نے ایک قوم پر گذر کیا اور لوگ ایک پتھر اُٹھارہے تھے فرمایا کہ یہ کیا ہی لوگون نے کہا کہ وہ بھاری پتھر اُٹھارہے ہین فرمایا خبردار ہو مین اس سے بھاری چیز کی خبر دیتا ہون ایک آدمی تھا کہ اُسکے اور اُسکے بھائی کے درمیان غضب تھا پس اُسکے شیطان اور اُسکے بھائی کے شیطان نے غلبہ کیا پھر اُسنے اُس سے کلام کیا۔ اور روایت ہی کہ ہر آئینہ ایک لڑکا ابی ذر کے پاس آیا اور اُسکی بکری کا پانون ٹوٹا ہوا تھا ابو ذر نے کہا کہ اس بکری کا پانون کس نے توڑ ڈالا تو کہا کہ مین نے کہا کیون تو نے یہ کام کیا کہا مین نے قصداً یہ کام کیا تھا پھر کیون کہا مین تجھے غصہ دلاؤنگا تو مجھے تو مارے گا پس تو گنہگار

ہوگا اسپر ابوذر نے کہا البتہ مین غصہ ہونگا جب تو مجھے غصہ سے برانگیختہ
کرسے گا پس اُسے آزاد کر دیا۔ اصمعی نے ایک اعرابی سے روایت کی ہی
کہا جب تیرے اوپر کوئی کام مشکل ہوکر تو نہین جانتا کہ اُن دونون مین سے کون
امر رشد کے ساتھ زیادہ ہی تو اُنمین سے جو تیری ہوا اور خواہش کے قریب تر ہو
اسکی مخالفت کر اسواسطے کہ اکثر خطا اُسی کام مین ہوتی ہی جسمین ہوا کی متابعت ہو
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ تین منجیات ہین اور تین مہلکات ہین سو منجیات یہ ہین اللہ تعالیٰ کا
خوف ظاہر و باطن مین اور رضا مندی اور غصہ کے وقت حق کے ساتھ حکم
دنیا اور مفلسی اور تونگری کے وقت میانہ روی۔ اور مہلکات یہ ہین شح مطاع
اور ہوی متبع اور آدمی کا غرور اپنے نفس کے ساتھ پس حق کے ساتھ حکم غضب
اور رضا کے وقت دنیا نہین بن آتا مگر اُس شخص سے جو عالم ربانی اور حاکم اپنے
نفس پر ہی کہ اُسکو عقل حاضر اور قلب بیدار کے ساتھ پھیرے اور اللہ کی طرف بامید
ثواب نظر کرے۔ نقل ہی کہ صوفیہ لِنُداء مسلم سے ہاتھ دھوتے اور اُسکو ترک
کرتے تھے بعض نے انھین سے کہا کہ اگر مین لقمۂ خبیثہ سے ہاتھ دھوؤن تو یہ مجھے
زیادہ مرغوب ہی اس سے کہ خوش آیندہ کھانے سے ہاتھ دھوؤن۔ اور
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہی کہ حدث دو حدث ہین ایک
حدث تیری فرج سے اور ایک حدث تیرے مُنھ سے سو وقار اور علم کی گوٹ کو
بین کھوتا ہی مگر غصہ اور انصاف کی حد سے دشمنی کی طرف تجاوز حد سے
خارج کرتا ہی پس غصہ سے قلب کا خون جوش کرتا ہی پس اگر غصہ اُس شخص پر
وجہ اُس سے اوپر ہی اُن لوگون مین سے جسپر غصہ چلانے سے عاجز ہی تو
ن باہر کی جلد سے جاتا ہی اور قلب مین جمع ہوتا ہی اور اُس سے غم اور حزن

اور اندوہ نہانی پیدا ہوتا ہی اور صوفی ایسی بات پر ملتفت نہین ہوتا ہو اسواسطے
کہ وہ حوادث اور اغراض کو اللہ تعالیٰ سے دیکھتا اور اعتقاد کرتا ہی اسواسطے
وہ غم و اندوہ مین نہین پڑتا اور صوفی صاحب رضا صاحب روح و انفس ہی اور
حضرت نبی علیہ السلام نے خبر دی ہی کہ ہم اور حزن شک اور غصہ کے اندر ہین
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال بابت غم اور غضب کے کیا گیا
کہا دونون کا نکاس ایک جگہ سے ہی اور لفظ مختلف ہین پس جسنے نزاع اُس
شخص سے کی جسپر وہ قوت رکھتا ہی وہ غضب کو ظاہر کرتا ہی اور جو ایسے شخص سے
نزاع کرے جسپر وہ قابو نہین رکھتا اسکو حزن کے ساتھ پوشیدہ کرتا ہی اور
حزن بھی غضب ہی مگر استعمال اسوقت کیا جاتا ہی کہ اسپر کوئی غضب و رغیظ کرے
اور اگر غضب ایسے شخص پر ہو جو اُسکے برابر کا ہو کہ اُس سے انتقام لینے مین تردد
کرے تو قلب کا خون انقباض اور انبساط مین آتا جاتا ہی اور غل و حقد اُس سے
پیدا ہوتا ہی اور قلب صوفی مین ایسی چیز نہین رہتی حق سبحانہ و تعالیٰ نے
فرمایا ہی اور نکال ڈالا ہم نے کینہ جو کچھ اُنکے سینون مین تھا۔ اور صوفی کو
صلاحیت قلب اور حال، عداوت اور کینہ کے کف اسطرح باہر پھینکتا ہی جسطرح
سمندر اس سبب سے کہ انس اور ہیبت کی لہرین متلاطم ہین اور اگر غصہ اُس
شخص پر ہی جو اُس سے کم درجہ کا ہی کہ انتقام اُس سے لے سکتا ہی۔ تو خون
دل جوش کرتا ہی اور قلب جب اُسکا خون جوش کرتا ہی تو وہ سرخ اور سخت
و صلب ہو جاتا ہی اور نرمی اور سپیدی اُس سے دور ہو جاتی ہی اور اسی
سبب دونون رخسارے سرخ ہو جاتے ہین اسواسطے کہ خون نے دل مین جوش
اور غلبہ چاہا اور اُس سے رگین بھول گئین تو اُسکا عکس رخسارون پر ظاہر ہو گیا
اور قوت اور ہیبت اور رگانی گفتار کے ساتھ حارسے تنہا ذکر تا ہی اور یہ بات

نہین ہوتی مگر اُسوقت کہ آبروریزی اور غصہ اللہ تعالی کے واسطے ہو ورنہ دوسری
صورتوان مین تو صوفی غصہ کے وقت اللہ تعالی کی طرف نظر کرتا ہی پھر اُس کا
تقوی اُسے برانگیختہ اسپر کرتا ہی کہ اُسکی حرکت اور قول کو میزان شرع و عدل
مین وزن کرے اور نفس پر تہمت اُسکی لگائے کہ قضاء الٰہی پر راضی نہین ہی بعضے
صوفیہ سے سوال کیا گیا ہی کہ آدمیون سے کون شخص زیادہ نفس پر قہر کرنے والا
ہی جواب دیا کہ جو مقدرات پر زیادہ راضی ہو اور صوفیہ سے بعضون نے کہا ہی
کہ صبح مجھے ہوئی حالانکہ میرے لیے کوئی خوشی کی چیز نہین مگر قضاے منازعات
کے مواقع مین سو جب صوفی نے نفس کو متہم کیا جب کہ وہ غصہ مین بھرا
ہوا ہی تو اُسکا تدارک علم نے کیا اور جسوقت علم کا نیزہ چمکا قلب قوی اور نفس
ساکن ہو گیا اور قلب کا خون اپنے مقام اور مقر کی طرف واپس آگیا اور حال
معتدل ہوا اور رخسارہ کی سُرخی جذب ہو گئی اور علم کی فضیلت ظاہر ہوئی
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ روش نیک اور دوستی
میانہ روی نبوت کے چوبیس جزون مین سے ایک جزو ہی - اور جاریہ بن قدامہ
نے روایت کی ہی کہ کہا مین نے یارسول اللہ مجھے وصیت کرو اور وہ قلیل ہو کہ
شاید مجھے وہ یاد رہے آپ نے فرمایا غصہ مت کر پھر اسی کا آپ نے اعادہ کیا
اور فرماتے تھے کہ لاتغضب - اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر آئینہ غضب
دوزخ کی ایک چنگاری ہی کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ دونون آنکھین اُسکی سُرخ
ہوجاتی ہین اور رگین اُسکی پھول اُٹھتی ہین پھر جسکو تم مین سے غصہ آئے تو اگر کھڑا ہو
تو بیٹھ جائے اور جو بیٹھا ہو تو لیٹ جائے - حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ
عنہ سے روایت ہی کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اشج بن عبد القیس کو
ہر آئینہ تیرے اندر دو خصلتین ایسی ہین کہ اللہ تعالے انکو دوست رکھتا ہی

حلم اور درنگ اور اخلاق صوفیہ سے ہی کہ تودد اور موالفت اور موافقت بھائیون سے کرے اور مخالفت کو چھوڑ دے اللہ تعالے نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف مین فرمایا ہی اشداء علی الکفار رحماء بینہم یعنی وہ صحابہ کفار پر سخت اور شدید ہین اور باہم ایک دوسرے پر مہربان ہین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبہم ولکن اللہ الف بینہم یعنی اگر تو وہ سب کچھ خرچ کر ڈالتا جو زمین مین ہی تو بھی اُنکے دلون کو ملا نہ سکتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اُنکی باہم الفت اور پیوند دے دیا - اور تودد اور تالف ارواح کے ایتلاف سے حاصل ہوتا ہی جیسا کہ اُس حدیث مین وارد ہوا ہی جو ہم کہہ چکے ہین سو جنکے باہم تعارف ہوگیا اُنکے آپس مین الفت ہوگئی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی فاصبحتم بنعمتہ اخوانا یعنی پس اُسکی نعمت کی وجہ سے تم آپس مین بھائی ہو گئے اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہی - واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا یعنی اللہ تعالیٰ کے عہد و پیمان کو اکٹھے ہو کر مضبوط پکڑلو اور متفرق مت ہو - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی المومن الف مالوف ولا خیر فیمن لا یالف ولا یولف یعنی مومن الفت کرنے والا ہی اور مالوف ہے اور جو کوئی الفت نہ کرے نہ مالوف ہو اُسمین بھلائی نہین ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مومنون کے مثل جب وہ دونون ملاقات کرین دو ہاتھ کے مثل ہی کہ اُن دونون مین سے ایک دوسرے کو دھوتا ہی اور دو مومن آپس مین کبھی نہین ملتے مگر یہ کہ اُن دونون مین سے ایک دوسرے سے بھلائی حاصل کرتا ہی - اور ابو ادریس خولانی نے معاذ سے کہا کہ مین تجھے فی اللہ دوست رکھتا ہون تو کہا خوش ہو اور پھر خوش ہو اسواسطے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہی کہ آپ فرماتے تھے آدمیون

کے ایک گروہ کے واسطے عرش کے اردگرد قیامت کے روز کرسیاں رکھی جائینگی جن کے چہرے چودھوین رات کے چاند کے مثل ہونگے لوگ گھبراتے ہونگے اور وہ نہین گھبرائینگے اور وہ اولیاء اللہ ہین کہ نہ اُنپر خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے لوگون نے سوال کیا کہ یارسول اللہ وہ کون لوگ ہین آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ فی اللہ محبت کرنے والے ہین اور بعضون نے کہا ہو کہ اگر آدمی باہم محبت رکھتے اور محبت کے اسباب ایک دوسرے کو دیتے تو اُسکے باعث عدالت سے مستغنی ہوتے اور کہا گیا ہو کہ عدالت خلیفہ محبت کا ہو جو مستعمل اُس مقام مین ہوتی ہو جہان محبت نہین پائی جاتی اور بعض کا قول ہو کہ طاعت محبت کی خوف کی طاعت سے افضل ہو اسواسطے کہ محبت کی طاعت اندر سے ہو اور خوف کی طاعت باہر سے ہو اور اس وجہ سے حضرات صوفیہ کی صحبت بعض سے موثر بعض مین ہو اسواسطے کہ ہرگاہ اُنھون نے فی اللہ باہم محبت کی تو محاسن اخلاق سے اُنھون نے باہم نصیحت کی اور ان کے درمیان محبت کے سبب قبول ظاہر ہوا پس اس سبب سے مرید شیخ سے اور بھائی بھائی سے نفع اُٹھاتا ہو اور اسی واسطے اللہ تعالی نے حکم دیا ہو کہ مساجد مین ہر روز سب آدمی پانچ وقت جمع ہون جتنے ایک کھاتے اور ایک محلہ مین ہون اور جامع مسجد مین ہفتہ کے اندر ایکبار جتنے ایک شہر کے رہنے والے ہون اور نواح شہر کے جتنے رہنے والے ہون وہ عیدین مین ایک سال کے اندر دو دفعہ جمع ہون اور متفرق شہرون کے باشندہ عمر بھر مین ایک بار حج کے لیے جمع ہون یہ سب کچھ کامل حکمتون کے باعث ہو جنمین سے ایک تاکید مومنون کی الفت اور مودت کی ہو اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہو کہ مومن مومن کے لیے دیوار کے مثال ہو

کہ ایک دوسرے کو مضبوطی دیتی ہی۔ نعمان بن بشیر نے کہا سنا مین نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ ہو کہ مومنین کی مثل محبت اور مودت باہمی مین مثل بدن کے ہی جب ایک عضو بیمار امین کا ہو تو اور سب اعضا اُسکے ساتھ بیخوابی اور بخار مین مبتلا ہو جاتے ہین۔ اور الفت اور محبت اسباب صحبت کی موکد ہی اور نیکون کی صحبت ضرور موثر ہی اور ہر آئینہ کہا گیا ہی کہ بھائیون کی ملاقات بارور کرتی ہی اور اسمین شک نہین ہی کہ باطن بارور رہوتے ہین اور بعضے بعض سے قوت حاصل کرتے ہین بلکہ اہل اصلاح کی طرف صرف دیکھنا اثر صلاح دیتا ہی اور صورتون مین نظر کرنا اخلاق پر ڈالتا ہی جو مناسبت اُس شخص کے ساتھ رکھتے ہین جسکو کہ دیکھتا ہی جس طرح سے کہ ہمیشہ محزون کی طرف دیکھنے سے حزن حاصل ہوتا ہی اور مسرور کی طرف ہمیشہ دیکھنے سے مسرت حاصل ہوتی ہی اور ہر آئینہ کہا گیا ہی کہ من لا ینفعک لحظہ لا ینفعک لفظہ یعنے جو شخص کہ اُسکا دیکھنا تجھے فائدہ نہ دے اُسکی بات تجھے فائدہ نہ دیگی اور شتر وحشی شتر رام کی مقارنت سے رام ہو جاتا ہی پس مقارنت کی تاثیر حیوانات مین اور نباتات اور جمادات مین ہوتی ہی اور آب و ہوا دونون فاسد ہو جاتی ہین مردار کی مقارنت سے اور کھیتی باڑی طرح طرح کے لوگون سے جو زمین مین ہین پاک صاف ہوتے ہین اور گھاس پھوس زمین کی مقارنت سے ہوتی ہی اور ہر گاہ کہ ان چیزون مین مقارنت موثر ہی تو نفوس شریف بشری مین زیادہ تاثیر مقارنت کرے گی اور انسان کا نام انسان اسی واسطے رکھا گیا کہ وہ مانوس ہر ایک چیز سے ہو جاتا ہی جسکو وہ دیکھتا ہی خواہ وہ چیز بھلی ہو یا بری ہو۔ اور الفت اور مودت ترقی اور زیادتی کو جاذب ہی اور عزلت وہ صورت جسکی تعریف کی جاتی ہی سو وہ بہ نسبت ارذل آدمی اور اہل شہر کے ہی اور جو اہل علم و صفا و وفا اور اخلاق حمیدہ کے ہین اُنکی مقارنت مغتنم

ہوتی ہے اور اُنکے ساتھ انس حاصل کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس کرنا ہے جسطرح
کہ اُنکی محبت اللہ کی محبت ہے اور اُنکے ساتھ جمع کرنے والا رابطہ حق ہے اور اُنکے
غیر کے ساتھ رابطہ طبیعت کا ہے تو صوفی غیر جنس کے ساتھ موجود مباین ہے اور
جنس کے ساتھ موجود معاین ہے اور مومن آئینہ مومن کا ہے جب اپنے بھائی کی طرف
دیکھتا ہے تو اُسکے اقوال اور اعمال اور احوال کے اُس طرف تجلیات الٰہی کی جانب
جھانکتا ہے اور تعریفات و تلویحات جو خدا ے کریم کی طرف سے ہیں مخفی ہیں کہ اغیار
سے غائب ہیں اور اُنکو اہل انوار ادراک کرتے ہیں اور اخلاق صوفیہ سے محسن کا
شکر احسان پر کرنا ہے اور اُسکے لیے دعا ہے اور یہ فعل اُنکی طرف سے باوجودیکہ
اُنکو کمال توکل اور اعتماد اپنے پروردگار پر ہے اور اُنکی توحید صافی ہے اور
اعتبار سے اُنھوں نے قطع نظر کی ہے اور نعمتوں کو منعم جبار سے دیکھتے ہیں اسواسطے
کہ اسمیں اقتدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے بنابر اُس حدیث کے جو
وارد ہوئی ہے کہ ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا
کہ کوئی نہیں ہے آدمیوں سے زیادہ تر احسان کرنے والا میرے اوپر صحبت
اور مال خرچ کرنے میں بیٹے ابو قحافہ یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ
سے اور اگر میں دوست خلیل قبول کرنے والا ہوتا تو ابو بکر کو قبول کرتا اور
فرمایا کہ کسی مال نے مجھے نفع نہیں دیا جتنا کہ ابو بکر کے مال نے دیا بس خلق بخل اور
عطا کے خلق کے سبب اللہ تعالیٰ سے محجوب ہو گئی سو صوفی پہلے ہی خلق سے
فانی ہو جاتا ہے اور سب اشیا اللہ کی طرف سے دیکھتا ہے اس طرح کہ توحید
اُسکے ناصیہ سے ٹپکتی ہے اور اُس پردہ کو چاک کر دیا جو خلق کو توحید خالص
سے روکتا ہے اور خلق کے لیے وہ ثابت نہیں کرتا نہ بخل کو اور نہ عطا کو۔
اور اسکو حق حجاب خلق کا ہو جاتا ہے اور جب کہ وہ توحید کے اوپر ہمیشہ نگلو رہ ہے

چڑھا تو شکر حق کے بعد شکر خلق کرتا ہی اور اُنکا وجود منع اور عطا مین ثابت
کرتا ہی بعد ازان کہ وہ مسبب کو ادل دیکھ لیتا ہی اور یہ اُسکے علم کی وسعت
در معرفت کی قوت کے سبب وسائط کو ثابت کرتا ہی ۔ پس اُسکے لیے
خلق حجاب حق نہین ہی جیسے کہ عام مسلمانون کو ہی اور نہ اُسکے لیے حق حجاب
خلق ہی جیسے مرید ارباب ارادت اور مبتدی ہوتے ہین ۔ سو اُسکا شکر
حق تعالےٰ کے واسطے ہی اسواسطے کہ وہ نعمت دینے والا اور عطا کرنیوالا
اور سبب ہے اور شکر خلق کا اسواسطے کرتا ہی کہ وہ واسطہ اور سبب
ہین ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی پہلے پہل جو بہشت کی طرف
بلائے جائینگے وہ لوگ حمادون ہین ۔ جو اللہ تعالےٰ کی حمد نفع اور نقصان مین
کرتے ہین اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو شخص چھینکا یا ڈکار لی اور
اُسنے کہا الحمد للہ علی کل حال تو اللہ تعالےٰ اُس سے ستر بیماریان دور کرتا ہی
جنمین سے ادنیٰ بیماری جذام ہی ۔ اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت
کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی ما من عبد نعیم علیہ بنعمة
فحمد اللہ الا کان الحمد افضل منہا یعنی نہین ہی کوئی بندہ جسکو ایک نعمت عطا
کی گئی اور اُسنے حمد الٰہی ادا کی مگر یہ کہ حمد اُس کی افضل اُس سے ہوگی پس
قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ۔ کان الحمد افضل منہا اس بات کا احتمال
رکھتا ہی کہ اللہ تعالیٰ اُس سے راضی شکر کے سبب ہوا اور احتمال ہی کہ حمد
نعمت مین افضل اُس سے ہی پس نعمت حمد کی افضل اُس نعمت سے ہوگی جسپر
اُسنے حمد کی پھر جب کہ اُنھون نے منعم اول یعنی حق تعالیٰ کا شکر کیا تو جو کوئی دین
سے وابستہ منعم کا ہو اُسکا شکر کرتے ہین اور اُسکے لیے دعا کرتے ہین انس
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب کبھی قوم کے پاس

روزہ افطار کیا تو فرمایا روزہ داروں نے تمھارے یہاں روزہ کھولا اور ابرار نے تمھارا کھانا کھایا اور تمھارے اوپر سکینہ و رحمت نازل ہوئی ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس کسی نے اپنے بھائی سے کہا جزاک اللہ خیرا تو ہر آئینہ اُسنے تعریف اور ثنا پوری کی ۔ اور اخلاق صوفیہ سے بھائیوں اور مسلمانوں کے گروہ کے لیے مرتبہ کا بذل اور خرچ کرنا ہے پس جب ایک شخص کثیر العلم اور نفس کے عیوب اور آفات و شہوات کا بصیر اور بینا ہو تو چاہیے کہ حاجات اہل اسلام کے روا کرنے کی طرف متوجہ ہو بذل جاہ سے اور اصلاح ذات البین یعنی صلح مصالحہ کی مدد دینے میں مصروف ہوا اور اس معاملہ میں زیادہ علم کی حاجت ہے اسواسطے کہ وہ ایسے امور ہیں جو خلق کے متعلق ہیں اور اُنکے میل جول اور باہم صحبت داری سے علاقہ رکھتے ہیں اور نہیں سزاوار ہے صوفی کے لیے جو کامل الحال اور عالم ربانی ہو ۔ یزید بن اسلم سے روایت ہے کہ ہر آئینہ فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک نبی انبیا میں سے تھے کہ بادشاہ کی رکاب پکڑ کے اُسکی موالفت اس ذریعہ سے حاجات خلق کے واسطے کیا کرتے تھے ۔ اور عطا نے کہا ہے کہ ایک شخص اگر برسوں ریا اور نمائش کرے اور ایک مرتبہ اور جاہ پائے تبھی مومن زندگی بسر کرے تو وہ اتم اور اکمل ہے اس سے کہ وہ اپنے نفس کی نجات کے لیے خالص عمل کرے اور یہ ایک باریک مسئلہ ہے جس سے ایسے جاہل لوگ فتنہ سے نہیں ہوسکتے جو عیدار ہوتے ہیں اور یہ امر نہیں سزاوار ہے مگر ایک ایسے بندہ کے لیے جسکو اللہ تعالیٰ نے اُسکے باطن سے آگاہ کیا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسے کسی طرح کی رغبت کسی شے کی طرف جاہ اور مال سے نہیں ہے اور بالفرض اگر بادشاہ مدد سے زمین کے اُسکی خدمت میں کھڑے ہیں تو وہ حد سے تجاوز نکرے

اور نہ وہ تکبر کرے اور اگر کسی آتشدان کی طرف جاے جوکہ جلتا اور بھڑکتا ہو تو
اُسکا نفس صاف انکار اس حالت سے نہ کرے اور یہ امر نہین شائستہ ہی
مگر ایک دو شخص کے لیے خلائق سے اور چند فرد کے لیے جو صادقین سے ہون
کہ اپنے ارادون اور اختیارات سے الگ ہو گئے ہین اور اُنکو اللہ تعالےٰ
کشف کر دیتا ہی جو کچھ مراد اُسکی اُن لوگون سے ہی سو وہ اشیا مین اللہ تعالیٰ کی
مراد سے داخل ہوتے اور درآتے ہین پھر جسوقت کہ اُنکو معلوم ہو کہ حق تعالےٰ
اُنسے چاہتا ہی کہ وہ لوگ میل جول کرین اور قدر و منزلت بخشین تو اُس مین
درآتے ہین اسطرح پر کہ صفات نفس غائب ہوتے ہین اور یہ تو مین مرگئین پھر
جی اُٹھین اور فنا کے مقام کو اُنھون نے مستحکم کیا پھر اسکے بعد بقا کے مقام پر
چڑھین تو اُنکے لیے ہر ایک درآمد برآمد کے مقام مین ایک دلیل ہی اور بیان
ہی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذن اور فرمان ہی اور وہ اپنے پروردگار کی طرف
سے بصیرت پر ہین کہ اُنھین صاحب دل کے لیے کسی طرح کا شک نہین ہی
اُسے مکاشفہ ہی صریح مراد کا جو مخفی خطاب مین ہی اور وہ اشیا سے ہمیشہ اپنا
وقت لیتا ہی اور اشیا نے اُسکے وقت سے کچھ حاصل نہین کیا اور یہ کسی طرف
مین اطراف سے نہین ہوتا الا ایک شخص واحد جو اس حال کے ساتھ متحقق ہو
ابو عثمان حمیری نے کہا ہی کہ مرد کامل نہین ہوتا جب تلک کہ اُسکا دل چار
چیز یعنی منع اور عطا اور عزت اور ذلت مین نہو اور اس صفت کا آدمی جو ہو
اُسکے لیے زیبا ہی کہ بذل جاہ کرے اور اُن چیزون مین داخل ہو جنکا ہم نے
ذکر کیا ہی - اور سہل ابن عبداللہ نے کہا ہی کہ انسان ریاست کا مستحق نہین
ہوتا جبتک کہ اُسمین تین خصلت نہون اپنے جہل کو لوگون سے پھیرے اور
لوگون کا جہل اُٹھائے اور جو کچھ اُنکے قبضہ مین ہی اُسکو ترک کرے اور جو

کچھ اُسکے قبضہ مین ہی اُنکے لیے خرچ کرے اور یہ ریاست اس ریاست کی
درآتی ہی جسمین کہ اُسنے زہد کیا ہی اور زہد کا اُسمین تعین بقدر درست اُسکے صدق اور
سلوک کے ہی اور ہر آئینہ یہ ایک ایسی ریاست ہی جسکو حق تعالی نے قائم کیا ہی
تاکہ اسکی خلائق کی اصلاح ہو سو وہ اس ریاست مین اللہ کے ساتھ قائم اُسکے حق اُسکے سبب
سے ساتھ ہوتا ہی اور اُس نعمت ریاست کے شکر کو اللہ تعالی کے ساتھ ادا کرتا ہی

اکتیسواں باب ادب اور مکان ادب کے بیان مین ہی جو تصوف سے ہی

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ ہر آئینہ فرمایا ہی آپ نے
کہ میرے پروردگار نے مجھے ادب دیا ہی پھر اچھی طرح سے میری تادیب فرمائی تو ادب
ظاہر اور باطن کی تہذیب اور آراستگی ہی پھر جب کہ بندہ کا ظاہر اور باطن آراستہ
اور پیراستہ ہوگیا تو وہ صوفی اور ادیب ہوگیا اور دسترخوان کا نام مادبہ اسواسطے
رکھا گیا کہ وہ بہت سی اشیا پر مشتمل ہی اور بندہ مین ادب کامل نہین ہوتا مگر
کمال مکارم اخلاق سے اور مکارم اخلاق بالکل تحسین اور تہذیب خلق سے ہی
سو خلق صورت انسان ہی اور خلق اُسکے معنی ہین پس بعضون نے اُنمین سے
کہا کہ خلق مین تغیر کی راہ نہین ہی جیسے خلق مین نہین ہی اور شک نہین کہ وارد
ہوا ہی فرغ ربکم من الخلق والخلق والرزق والاجل یعنی فارغ تمھارا پروردگار
ہوا خلق سے اور خلق سے اور رزق سے اور اجل سے اور یہ بھی فرمایا ہی کہ
لاتبدیل لخلق اللہ یعنی اللہ کے خلق کے لیے تبدیل نہین ہی اور صحیح تر یہ ہی
کہ اخلاق کی تبدیل برخلاف خلق کے ممکن ہی جسپر قدرت اور اختیار ہی
اور ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہی کہ

آپ نے فرمایا ہی اپنے اخلاق کی تم تہذیب اور تحسین کرو اور یہ اسواسطے ہی کہ اللہ تعالے
نے انسان کو پیدا اور اُسکو صلاح اور فساد کے قبول کرنے کے لیے مہیا اور مستعد
کیا اور اُسکو ادب اور مکارم اخلاق کے واسطے لائق اور اہل کیا ہی اور اُسمین
اہلیت کا وجود ہی جسطرح کہ چقماق مین آگ اور گٹھلی مین کھجور موجود ہی کیونکہ
اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے انسان کو الہام سے مشرف کیا اور اپنی اصلاح
پر قادر تربیت سے گردانا حتی کہ گٹھلی کھجور کا درخت ہو جاے اور چقماق کو استعمال
اور کرتب سے حتی کہ اُسمین سے آگ نکلے اور جسطرح انسان کے نفس مین بحالت
اصلاح اور افساد کے خیر کی صلاحیت رکھی ہی اسی طرح اُسمین شر کی صلاحیت
رکھی ہی تو اللہ سبحانہ وتعالے نے فرمایا ونفس وما سواہا فالہمہا فجورہا وتقوٰہا
یعنی قسم نفس کی اور جیسا اُسے ٹھیک بنایا پھر سمجھ دی اُسکو ڈھٹھائی کی اور
بچ چلنے کی - تو اُسکا ٹھیک بنانا اُسی مین ہی کہ ان دونون چیزون کی اُسمین
صلاحیت ہو پھر فرمایا اُسنے بڑی اُسکی شان ہی قد افلح من زکٰہا وقد خاب
من دسٰہا یعنی مراد کو پہونچا جسنے اُسے سنوارا اور نامراد ہوا جس نے
اُسے خاک مین ملایا پھر جب کہ نفس پاک ہو گیا تو عقل کے ساتھ عاقبت اندیش ہو
اور اُسکے احوال ظاہری و باطنی مستقیم اور ٹھیک ہو گئے اور اخلاق آراستہ
اور درست اور آداب پیدا ہوے پس ادب فعل مین لانا اُن چیزون کا ہی جو قوت
مین ہی اور یہ اُس شخص کی خاطر ہی جسمین تخمہ نیک کی ترکیب دی گئی ہو اور تخمہ
فعل حق کا ہی کہ اُسکے پیدا کرنے پر بشر کو قدرت نہین ہی جسطرح کہ چقماق
مین آگ کی پیدائش ہوتی ہی اسواسطے کہ وہ صرف اللہ تعالے کا فعل ہی
اور اُسکا نکالنا آدمی کے کسب اور غضب وگرد آوری مین ہی اسی طرح آداب کا چشمہ
عادات اور سجایا اور صالحہ اور حظیات الٰہیہ مین - اور ہرگاہ اللہ تعالی نے صوفیہ

باطنوں کو اُن عادات اور سجایا کی تکمیل کے لیے مستعد اور مہیا کیا ہی جو انکے اُن میں
تو انھوں نے حسن عادات اور ریاضت کے ساتھ اُن چیزوں کے نکالنے اور
ابھارنے میں جو اللہ تعالیٰ کی پیدائش سے نفوس میں مرکوز اور دبے ہوئے تھیں
پیوستگی کی۔ اور وہ مہذب اور مؤدب ہو گئے اور بعض آدمیوں کے حق میں داب
بدون زیادہ مشق اور ریاضت کے حاصل ہوتے ہیں اُس شے کو قوت سے جو
اللہ تعالیٰ نے اُنکی طینت اور سرشت میں رکھدی ہی جیسا کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی ادب دیا مجھے میرے رب نے سو اچھا کیا ادب
میرا۔ اور بعضے آدمیوں میں وہ ہیں جنکو زیادہ مشق اور مزاولت کی حاجت ہوتی ہی
اس سبب سے کہ سرشت میں اصل قویٰ اُنکے ناقص ہیں تو سبب سے مریدوں کو
صحبت مشایخ کی حاجت ہوئی تاکہ صحبت اور آموزش سے اُن چیزوں کی ابھار
میں مدد حاصل ہو جو انکی طبیعت میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی بچاؤ اپنی جانوں
کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ اُنکو فقہ سکھاؤ اور
اُن کو تم ادب دو اور دوسری لفظ میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ ادب دیا مجھے رب میرے نے دیا سو بہتر ہی ادب دینا میرا پھر مجھے حکم بزرگ اخلاق
کے ساتھ کیا اور فرمایا خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین یعنی تو بخشش کو
اختیار کر اور حکم کر ساتھ نیک کام کے اور جاہلوں سے منھ پھیر لے۔ یوسف
بن الحسین نے کہا ادب سے علم سمجھ میں آتا ہی اور علم سے عمل صحیح ہوتا ہے
اور عمل سے حکمت ملتی ہی اور حکمت سے زہد قائم کیا جاتا ہی اور زہد سے
دنیا متروک ہوتی ہی اور دنیا کے ترک سے آخرت کی رغبت حاصل ہوتی ہی اور
آخرت میں رغبت ہونے سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مرتبہ حاصل ہوتا ہی۔ منقول ہی
کہ جب ابو حفص عراق میں وارد ہوئے جنید اُنکے پاس آئے اور اصحاب ابی حفص کو دیکھا

جو بارے کھڑے تھے اور وہ اُسکے امر کی تعمیل اس طرح کرتے تھے کہ اُنمین سے کوئی خ
نہین کرتا تھا تب جنید نے کہا ای ابا حفص تو نے اپنے اصحاب کو ایسا ادب دیا ہی
بادشاہون کا ہوتا ہی تو کہا نہین اے ابا القاسم مگر حسن ادب ظاہر کا عنوان
باطن کے ادب کا ہی۔ ابو الحسین نوری نے کہا اللہ کے واسطے اُسکے بندہ مین
کوئی مقام نہین نہ کوئی حال ہی اور نہ کوئی معرفت ہی جسکے ساتھ آداب شریعت
ساقط ہو جائین اور آداب شریعت حلیہ ظاہر ہی اور اللہ تعالیٰ جوارح کا بیکار
ہونا اس بات سے نہین جائز رکھتا کہ وہ محاسن آداب سے محلی اور آراستہ
ہون۔ عبد اللہ بن مبارک کا قول ہی کہ خدمت کا ادب خدمت سے بزرگ تر ہی
ابی جنید لقاسم بن سلام سے منقول ہی کہا مین مکہ مین داخل ہوا اور اکثر اوقات
مین کعبہ کے مقابل بیٹھا کرتا تھا اور اکثر اوقات مین لیٹ رہتا اور اپنے پانون
پھیلا دیتا تو عائشہ مکیہ آئین اور کہا اے ابا جنید مشہور ہی کہ تو علما سے ہی مجھسے
ایک کلمہ قبول کر مت بیٹھ اُسکے پاس مگر ادب سے ورنہ دیوان قرب سے تیرا نام
مٹ جائیگا۔ ابو جنید نے کہا کہ وہ عارفہ تھی۔ اور ابن عطا نے کہا ہی کہ نفس
بے ادبی پر مجبول اور مخلوق ہی اور بندہ ادب کی ملازمت اور ہمراہی پر مامور ہی
نفس اپنی طینت اور سرشت کے ساتھ مخالفت کے میدان مین چلتا ہے
اور بندہ اُسے حسن مطالبت کی طرف کوشش کرکے پھیرتا ہی پس جس شخص نے دوستی
سے منھ پھیرا تو ہر آئینہ نفس کی باگ اُسنے چھوڑ دی اور رعایت اور نگہداشت سے
غفلت کی اور جسوقت کہ اعانت کی تو یہ اُسکا شریک ہوا۔ اور جنید کا قول ہی کہ
جسنے اپنے نفس کی ہوا مین اعانت کی ہر آئینہ اپنے نفس کے قتل مین شریک ہی
اسواسطے کہ عبودیت ملازمت ادب اور طغیان سوء ادب ہی۔ اور جابر بن سمرہ سے
روایت ہی کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنی اولاد کو ادب دینا

دی کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ صدقہ صاع کے ساتھ دے۔ اُسی نے
بھی روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی باپ نے
اپنی اولاد کو ایسی بخشش نہیں کی جو نیک ادب سے بہتر اور افضل ہو اور حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے
آپ نے فرمایا ہے اولاد کا حق باپ پر یہ ہے کہ اُسکا نام اچھا رکھے اور اچھی جگہ
سے رکھے اور ادب اُسکو اچھا کرے اور ابو علی دقاق کا قول ہے کہ بندہ اپنی طاعت
سے جنت کو پہونچتا ہے اور اپنی طاعت میں ادب سے اللہ تعالیٰ کو پہونچتا ہے۔
ابو القاسم قشیری رحمہ اللہ نے کہا کہ اُستاد ابو علی کسی چیز سے تکیہ لگا کر نہیں
بیٹھتا تھا ایک روز ایک مجلس میں وہ تھا میں نے ارادہ کیا کہ اُسکی پیٹھ کے پیچھے
تکیہ رکھدوں اسواسطے کہ میں نے بے سہارے اُسے دیکھا تو وہ تکیہ سے کسی قدر
ایک طرف کو پھر بیٹھ مجھے وہم ہوا کہ وہ تکیہ سے بچا اسواسطے کہ اُسکے پاس خرقہ
مصلا نہ تھا تو آپ نے کہا کہ سہارا لگانا میں نہیں چاہتا پھر میں نے اُسکے
بعد غور کیا اور جانا کہ وہ ہمیشہ کسی چیز کا کبھی سہارا لگاکے نہیں بیٹھتا اور
[illegible] بصری نے کہا کہ توحید موجب ایمان ہے تو جسکو ایمان نہیں توحید نہیں اور
ایمان موجب شریعت ہے تو جسکو شریعت نہیں اُسے ایمان نہیں اور نہ توحید ہے اور شریعت
موجب ادب ہے تو جسکو ادب نہیں اُسے نہ شریعت ہے نہ ایمان ہے اور نہ توحید
ہے۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ ادب کا ظاہر اور باطن ثابت ہے تو دیکھ لیں کوئی
ادب ظاہر میں نہیں مگر یہ اگر یہ کہ وہ بظاہر اُسکی سزا میں کھینچا گیا اور نہ کوئی ادب
باطن جاتا رہا مگر یہ کہ باطن میں اُسکو عقوبت کی گئی۔ بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ میں
مدرسہ تھا کہ میں نے ایک امرد لڑکے کی طرف نظر کی تو دقاق نے میری طرف
دیکھا اور میں اُسکی طرف دیکھ رہا تھا تو کہا ضرور تو اسکے سبب [illegible]

اگرچہ برسون بعد ہو۔ کہا بیس برس بعد مین اندوہ و رنج مین پڑا کہ مین قرآن
بھول گیا۔ اور سری نے کہا کہ مین نے ایک رات کو راتون مین سے اپنا
وظیفہ پڑھا اور پاؤن اپنا محراب مین پھیلایا تو مجھے آواز دی گئی کہ اے سری
اسی طرح بادشاہون کے سامنے تو بیٹھتا ہے تو مین نے پاؤن سکوڑ لیے اسکے بعد
مین نے کہا مجھے تیری عزت کی قسم ہے کہ مین اپنے پاؤن ہمیشہ کبھی نہ پھیلاؤنگا
جنید نے کہا کہ پھر ساٹھ برس وہ زندہ رہے اور کبھی دن کو یا رات کو اپنا پاؤن
نہین پھیلایا۔ عبداللہ بن المبارک نے کہا کہ جس نے ادب کو حقیر جانا
اُسے حرمان سنت کی عقوبت ملی اور جسنے سنتون کو حقیر جانا وہ فرائض
کے حرمان سے شکنجہ مین ڈالا گیا اور جسنے فرائض مین تہاون کیا اور سبک
اور حقیر سمجھا اُسکو حرمان معرفت کا عذاب ہوا۔ اور سری سے سوال کیا گیا
کہ تمہیر کیا چیز ہے تو اُسمین وہ بیان کرنے لگا اور ایک بچھو اُسکے پاؤن
پر چلنے لگا اور اُسنے اپنے ڈنک سے تکلیف دینے لگا اُسوقت آپ سے کہا گیا
کہ آپ کیون نہین اُسکو دفع اپنے نفس سے کرتے کہا مین اللہ تعالی سے شرماتا ہون
کہ ایک حال کا بیان کرون اور اُسکے خلاف کرون جو اُسکی بابت مین جانتا ہون
اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب سے ذکر کیا گیا ہے کہ آپ نے
فرمایا ہے کہ مجھے زمین دکھلائی گئی پس مجھے اُسکے مشارق اور مغارب دکھلائے گئے
اور آپ نے یہ نہ فرمایا مین نے دیکھا اور انس بن مالک نے کہا ہے کہ عمل مین
ادب کا درست ہونا قبول عمل کی ہے۔ اور ابن عطا نے کہا کہ ادب وقوف مستحسنات
کے ساتھ ہے تو پوچھا گیا کہ اسکے معنی کیا ہین فرمایا کہ اللہ تعالی سے ادب
ظاہر اور باطن مین تعامل اور ... سے پھر جب تو ایسا ہو جاوے تب
ادیب ہوگا اگرچہ تو عجمی ہو پھر یہ ... والشفقت ...

ان سکنت جادت بکل ملیح ÷ ترجمہ نظم جب کہ بولا کلام شیرین ہی ÷ گر نہ بولا تمام شیرین ہی ÷ اور حریری نے کہا بیس برس سے مین نے خلوت مین پانؤن اپنا نہین پھیلایا اسواسطے کہ اللہ کے ساتھ حسن ادب احسن اور اولے ہی۔ اور ابو علی نے کہا ادب کا ترک موجب راندگی کا ہی پس جس شخص نے بے ادبی بساط پر کی تو وہ دروازہ تک رد کیا گیا اور جسنے دروازہ پر بے ادبی کی وہ مواشی کی سیاست تک پہونچایا گیا

تیسوان باب بارگاہ الٰہی کے آداب کے بیان مین جو اہل قرب کے واسطے ہین

تمام آداب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیے گئے ہین اسواسطے کہ حضرت علیہ السلام ظاہر اور باطن مین مجمع آداب ہین اور اللہ تعالیٰ نے اُنکے حسن ادب سے کلام اللہ مین اپنے قول سے خبر دی ہی مازاغ البصر وما طغی یعنی بہکی نہین نگاہ اور حد سے نہین بڑھی۔ اور یہ آداب کے غوامض سے ایک نازک اور باریک چیز ہی جسکے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخصوص ہوے ہین۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کے اعراض واقبال مین قلب پاک کے اعتدال سے خبر دی کہ آپ نے ماسوا اللہ سے منھ پھیرا اور اللہ کی طرف توجہ کی اور آپنے پیچھے کی طرف زمین اور دار دنیا کو اُنکے حظوظ سمیت اور آسمان اور دار آخرت کو اُسکے حظوظ سمیت چھوڑ دیا اور جن چیزون سے آپ نے اعراض کیا اُنکی طرف پھر التفات نہین کی اور نہ آپ کو افسوس ہوا اُن چیزون کا جو آپکے اعراض سے غائب ہوگئین اور ہاتھ سے جاتی رہین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی لکیلا تاسوا علی ما فاتکم یعنی تاکہ تم ناامید نہو اُسکے اوپر جو تم سے فوت ہوگئی

پس یہ خطاب عام کے لیے اور مازاغ البصر حال نبی علیہ السلام سے خبر دینا
ایک وصف کے ساتھ ہی جو خاص ہو اُس معنی سے جسکے ساتھ عام کو خطاب
کیا ہی پس مازاغ البصر آپ کا حال طرف اعراض مین ہی اور طرف اقبال
مین ملا ہُوا ہی سے جو اُسپر وارد قاب قوسین کے مقام مین روح اور قلب کے
ساتھ ہوا پھر اللہ تعالے سے شرما کر خوف اور بزرگی کے سبب آپ نے
گریز کی اور اپنے اس گریز سے آپ نے انکسار اور افتقار کی شکنون
اور پیچیدگیون مین اپنے نفس کو لپیٹا تاکہ نفس پاؤن نہ پھیلائے اور
طغیان نہ کرے اسواسطے کہ طغیان استغنا کی حالت مین نفس کا وصف ہے
اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ کوئی نہین آدمی سر چڑھتا ہی اس سے کہ دیکھے آپ کو محفوظ
اور نفس اُسوقت کہ روح اور قلب پر عطیات وارد ہوتے ہین استراق سمع یعنی پوشیدہ
کان لگاتا اور سنتا ہی اور ہرگاہ بخشش کے ایک حصہ کو پہونچ جاتا ہی مستغنی اور باغی
ہوتا ہی کہ مزید انبساط اُس سے ظاہر ہوتا ہی اور لبط کے افراط اور طغیان نفس سے اب
ترقی کا ہو جاتا ہی اسواسطیکہ ظرف اُسکا مواہب اور بخششون سے تنگ اور کمزور
پس موسی علیہ السلام کے لیے حضرت احدیت مین ترتین مازاغ البصر سے یک
طرف ٹھیک اور صحیح اُتری اور اُنھون نے التفات اُسکی طرف نہین کی جو فوت
ہو ست اور اپنے حسن ادب سے اُسپر تاسف کرکے طغیان نہین کی ولیکن بھر گئے وہ
نعمتون اور بخششون سے اور نفس نے چوری سے اُنکو سن لیا اور لیتے حصہ اور
خدا کی طرف جھنکی لگائی اُسکے بعد کہ نفس حصہ پا چکا تو مستغنی ہو گیا اور جوش سے
بہو نچا چھلکنے لگا اور سمائی اُسکی نہ ہوئی گویا کہ اُسکا ٹھکانا تنگ ہو گیا تو وہ فرط انبساط
کے باعث حد سے تجاوز کر گیا اور کہا کہ دکھا مجھے اپنے تئین کہ تیری طرف
مین نظر کرون تب وہ روکے گئے اور ترقی کے میدان مین نہین چھوڑے گئے

اور ظاہر وہ فرق ہو گیا جو حبیب اور کلیم علیہما السلام سے ہے۔ اور ایک دقیقہ
اُنکے واسطے ہے جو ارباب قرب اور صاحب احوال سینہ میں بس ہر فیض ایک
عقوبت پایا جاتا ہے اسواسطے کہ ہر ایک فیض باب الفتوح کے مقابل ایک
سد اور رکاوٹ ہے اور عقوبت بالفیض افراط بسط کو واجب کرتی ہے اور
اگر بسط میں اعتدال حاصل ہوتا تو عقوبت بالفیض رد واجب ہوتی اور
بسط میں اعتدال اُس عطیہ کے القاء اور ٹھہرانے سے ہوتا ہے جو
روح اور قلب پہ نازل ہوتی ہے اور القاء روح اور قلب اُس چیز کے سبب
ہوتا ہے جو ہم سے نبی علیہ السلام کے لیے ذکر کیا گیا ہے کہ آپ نے نفس کو انکار کے
پیٹ میں پوشیدہ کر دیا اور یہ گریز اللہ سے اللہ کی طرف ہے اور وہ انتہا کا ادب ہے
جس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حظ اُٹھایا پس جو چیز فیض
سے مقابل ہوئی تو اُسکی ہمیشہ ترقی ہوتی رہی اور رہ گیا فرق دو کمان کا میانہ
یا اس سے نزدیک تر اور اُس شرح کے ہم شکل اور مماثل ہوتا ہے جسکو ہم نے
بیان کیا ہے قول ابی العباس بن عطاء کا آیت مازاغ البصر وما طغی میں کہا
نہیں اُسکو دیکھا طغیان کے ساتھ جو کسی طرف کو میل کرے بلکہ دیکھا اُسے
اس شرط پر کہ قوی میں اعتدال ہو۔ اور سہل بن عبداللہ تستری نے کہا ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجوع نہیں کی اپنے نفس شاہد کی طرف اور
نہ اُسکے مشاہدہ کی طرف اور اسکے سوا نہیں کہ آپ بالکل اپنے پروردگار کا مشاہدہ
کرنے والے تھے دیکھتے تھے اُن چیزوں کو جو آپ پر ظاہر ہوتی تھیں صفات سے
جنھوں نے اس محل میں ثبوت کو واجب کر دیا اور یہ کلام اُس شخص کے
لیے جو غور کرے موافق جو اُس چیز کے جسکو ہم نے ایک رمز کے ساتھ اس مسئلہ
میں سہل بن عبداللہ سے بیان کیا ہے اور اسکی تائید وہ روایت بھی کرتی ہے جو

ہمارے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی نے بروایت ابی محمد جریری سے
کی ہو کہ علم انقطاع کے ادراک حاصل کرنے مین فائق ہوتا وسیلہ اور
سبب ہو اور درماندگی کی حد پر توقف کرنا نجات ہو اور علم قرب سے گریز
کرنے کے ساتھ پناہ لینی وصلہ و پیوستگی ہو اور جواب نہ ملنے کی استمداد
ذخیرہ ہو اور خطاب سُننے کے داعیے قبول کرنے سے باز رہنا تکلف ہو اور انبساط
اُن چیزون کے علم مین جو فصاحت فہم سے اقبال کے مکان مین منطوی ہین
گناہ ہو اور اُن چیزون کے ملنے کی طرف مائل ہونا جو پیچھے اپنے معدن سے
علیحدہ ہو گئی بُعد اور دوری ہو اور سامنے ہونے کے وقت گردن جھکانا
جراءت اور محل انس مین انبساط فریفتگی اور مغروری ہو اور یہ سب کلمات
آداب حضرت سے مقربین کے لیے ہین - اور اس قول مین اللہ تعالے کے
مازاغ البصر وما طغیٰ ایک اور بھی وجہ ہو جو وجوہ گذشتہ سے لطیف تر ہے
مازاغ البصر یعنی بہکی نہین نگاہ اسطرح کہ بصیرت اور بنیش دل سے پیچھے رہی ہو
اور نہ ٹھٹھکی اور ما طغیٰ یعنی بصر نے بصیرت سے سبقت نہین کی کہ اپنی حد سے
بڑھ جاے اور اپنے مقام سے تجاوز کرے بلکہ بصر بصیرت کے ساتھ برابر اور
مستقیم رہی اور ظاہر باطن کے سنگھ اور قدم قالب کے ساتھ اور نظر بہ قدم
اسواسطے کہ نظر کی بیشی قدم پر طغیان ہو اور نظر سے مقصود علم ہو اور قدم سے
مراد قالب کا حال ہو سو قدم سے نظر نہین بڑھی کہ وہ طغیان ہوا اور نہ قدم نظر سے
ٹھٹھک رہا کہ وہ پچھلاہٹ ہو سو جبکہ احوال مین اعتدال ہوا اور قلب
اُسکا قالب اور قالب اُسکا قلب کے مثال ہو گیا اور ظاہر اُسکا جیسا باطن
اور باطن اُسکا جیسا ظاہر اور بصر اُسکی بصیرت سے اور بصیرت اُسکی
بصر سے اس طرح پر کہ جہان اُسکی نظر اور علم پہونچا اُسکے ساتھ ہی قدم

اُسکا اور حال اُسکا بھی ہوگیا اور اسی معنی کے لیے حکم اُسکے معنی کا منعکس ہوگیا اور نور اُسکا ظاہر پر اُسکے جھلکا اور ایک ایسا براق لایا گیا جسکا قدم وہان پڑتا تھا جہان اُسکی نظر ہوختی تھی نہ اُسکا قدم وہان سے پچھڑتا تھا جہان کہ اُسکی نظر پڑتی تھی جیسا کہ حدیث معراج مین آیا ہی تو براق اُسکے قالب کے ساتھ مشابہ اور مشاکل اُسکے معنی سے تھا اور اُسکی صفت کے ساتھ متصف بوجہ اُسکی قوت حال اور اُسکے معنی کے تھا اور حدیث معراج مین مقامات انبیا کی طرف اشارہ کیا اور ہر ایک آسمان پر بعضے انبیا کو دیکھا اس رمز سے کہ اُنکی پیش قدمی اور اُسکے پایہ سے ہٹے اور پیچھے رہ گئے اور موسیٰ کو بعضے آسمانون مین دیکھا سو جو شخص کہ بعضے آسمانون مین ہوا اُسکا یہ قول ارنی انظر الیک یعنی دکھا مجھے اپنے تئین کہ تیری طرف مین نظر کرون ایک تجاوز نظر کا حد قدم سے اور قدم کا پچھڑنا نظر سے ہوتا ہی اور یہی ایک فروگذاشت ہی ایک وصف کی اُن دو وصفون مین سے جو اس قول مین اللہ تعالیٰ کے ہین مازاغ البصر وما طغیٰ لہٰذا رسول اللہ قدم اور نظر جوڑکر حیا اور تواضع کے خانہ عروسی مین در آئے اس انداز سے کہ ناظر پر قدم اور قدم اپنی نظر تھی۔ اور اگر حیا و تواضع کے خانۂ عروسی سے باہر جاتے اور حد قدم سے تجاوز کرکے نظر کو بڑھاتے تو بعضے آسمانون پر وہ بھی رہ جاتے جیسے کہ آپ کے سوا انبیا سے اور نبی رہ گئے پس ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خانہ عروسی مین جمال کے ادب سے شرمائے ہوے بیٹھے رہا کرتے۔ یہان تک کہ آسمانون کے حجاب ہٹ لیے اور گوناگون قرب کی جھڑی آپ کے اوپر خوب لگی اور ایک ایک کر کے حجابون کے بادل آپ کے اوپر پراگندہ ہوے اور کھل گئے حتی کہ آپ مازاغ البصر وما طغیٰ کے صراط مستقیم پر ہوے تب آپ کوندتی ہوئی بجلی کی طرح وصل اور لطائف کے گنجینہ کی طرف گذر لیے اور یہ غایت ادب کی ہی اور

نہایت کامرانی کی ہو۔ ابو محمد بن رویم نے کہا جبکہ مسافر کے ادب سے سوال کیا گیا کہ مسافر کا ارادہ اُسکے قدم سے آگے نہ بڑھے سو جہاں مسافر کا قلب ٹھہرے وہین مسافر اُترے۔ ہمارے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب نے وساطت روات کے ساتھ ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی رب ارنی انظر الیک فرمایا کہ کہا اے موسیٰ مجھے کوئی شخص حیات مین نہ دیکھے گا الا جبکہ وہ مرجاے اور نہ خشک مگر جبکہ وہ زمین ڈوبے اور نہ تر الا جبکہ وہ پراگندہ ہو جاے اسکے سوا نہین کہ مجھے وہ اہل جنت دیکھینگے جنکی آنکھین نہین مرتین اور نہ اُنکے اجسام پرانے ہو کر جاتے رہتے ہین۔ اور آداب حضرت سے وہ ہی جو شبلی نے بیان کیا کہ بات کے ساتھ انبساط اور کشادہ روئی ترک ادب ہی اور یہ بعض احوال اور اشیا کے ساتھ سوا بعض کے مختص ہی علی الاطلاق نہین ہی اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے دعا کرنے کا حکم فرمایا ہی اور رُک رہنا قول ہی مین ہی جسطرح کہ موسیٰؑ مقاصد اور حاجات دنیوی کے طلب مین انبساط سے رُک رہے یہان تک کہ اللہ تعالیٰ نے قرب کے ایک مقام مین اسکو اُٹھا لیا اور انبساط مین اُسے اجازت دی اور فرمایا کہ مجھ سے مانگ اگرچہ نمک تیرے خمیر کے لیے ہو پس جب کہ اُسکو کھولا تو وہ کھل گیا اور کہا رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر یعنی رب میرے مین واسطے اُس چیز کے کہ تو طرف میرے اُتارے بھلائی سے محتاج ہون اسواسطے کہ وہ آخرت کی حاجتین مانگتے تھے اور درگاہ الٰہی کو بزرگ تر اس سے جانتے تھے کہ دنیا کی حقیر حاجتین مانگین اور وہ شرمگینی کے حجاب مین حقیر چیزون کے مانگنے سے تھا اور اُس کے واسطے ظاہر مین ایک مثال ہی کہ سلطان معظم سے بڑی چیزون کا سوال کیا جاتا ہی اور حقیر چیزون کے طلب کرنے مین شرم اور لحاظ ہوتا ہی پھر جبکہ حشمت کا پردہ اُٹھ گیا تو

قرب کے مقام خاص میں ہو رہا چھوٹی چیز کو اسی طرح مانگتے تھے جیسے کہ بڑی چیز کو
مانگتے تھے۔ ذوالنون مصری نے کہا ہے کہ عارف کا ادب سب ادب کے اوپر
ہے اسواسطے کہ معروف اسکا تادیب کرنے والا اسکے قلب کا ہے اور بعض صوفیہ نے
کہا ہے کہ حق سبحانہ وتعالی فرماتا ہے کہ جس شخص کو میں نے لگا دیا ہے کہ وہ میرے
اسماء و صفات کے ساتھ قیام کرے تو اسکے ساتھ میں نے ادب کر دیا ہے
اور جس شخص پر میں نے اپنی حقیقت ذات سے کشف کیا ہے اسکے لوازم سے
ہلاکت کو کر دیا تو جو چاہے وہ پسند کرے ادب یا ہلاکت اور یہ قول قائل کا اسبات کی
طرف اشارہ کرتا ہے کہ اسماء و صفات ایسے وجود کے ساتھ ٹھہرتے ہیں
جو ادب کا محتاج ہے اسواسطے کہ رسوم بشریت اور خطرات نفس اسمیں باقی ہیں
اور عظمت ذات کے نور چمکنے پر وہ آثار انوار کے ساتھ نیست و نابود ہو جاتے ہیں
اور ہلاکت کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ فنا کے ساتھ متحقق اور ریست دورست
ہو گیا اور یہ انتہا درجہ کا مطلب ہے اور ابو علی دقاق نے اس قول میں

اللہ تعالی کے بیان کیا ہے وایوب اذ نادیٰ ربہ انی مسنی الضر وانت
ارحم الراحمین یعنی اور ذکر کر ایوب کا کہ جب پکارا اپنے رب کو کہ مجھے نقصان
نے چھو لیا اور تو رحم کرنے والا رحم کرنے والوں سے زیادہ ہے فرمایا کہ ارحمنی
نہیں کہا اسواسطے کہ ادب خطاب کا اسنے نگاہ کیا اور عیسی علیہ السلام
ان کنت قلتہ فقد علمتہ یعنی اگر میں اسکو کہتا تو البتہ تو اسکو جان لیتا اور
میں نے نہیں کہا اسواسطے کہ بارگاہ الہی کے ادب کی رعایت کی اور ابو نصر
سراج نے کہا ہے کہ اہل دین سے اہل خصوصیت کا ادب قلوب کی طہارت
اور اسرار کی نگہداشت اور پیمانوں کی وفا اور وقت کی حفاظت اور خواطر
اور عوارض اور بداتیں اور سوانح کی طرف کم توجہی اور ظاہر و باطن کی

یکسانی ہے اور حسن ادب مواقع طلب اور مقامات قرب اور اوقات حضوری
میں ہے۔ اور ادب دو ادب ہیں ادب قول کا اور ادب فعل کا تو جسنے اللہ تعالیٰ
سے تقرب اپنے ادب فعل سے کیا اُسکو محبت قلوب عطا فرمائی اور ابن مبارک
کا قول ہے کہ ہم تھوڑے ادب کے زیادہ تر محتاج ہیں بہ نسبت اُسکے کہ
کثرت علم کی ہم کو حاجت ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ عارف کے لیے ادب ایسا ہے
کہ مبتدی کے لیے توبہ ہے اور ثوری کا مقولہ ہے کہ جو شخص وقت کے لیے
متادب یعنی ادب یافتہ نہیں ہے تو وقت کو دشمن بناتا ہے۔ اور ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ
نے کہا کہ جب مرید استعمال ادب کی حد سے باہر نکل جاے تو ہر آئینہ
وہ مراجعت اُسی طرف کو کرے گا جس طرف سے آیا ہے اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ
نے بھی کہا ہے کہ ادب کے بارہ میں لوگوں نے بہت کچھ کہا ہے اور ہم کہتے ہیں
کہ وہ معرفت اور شناسائی نفس کی ہے اور یہ اُسکی طرف سے اشارہ اس
بات کی طرف ہے کہ نفس جہالتوں کا چشمہ اور منبع ہے اور ادب کا ترک کرنا
جہل کی آمیزش سے ہے تو جب نفس کو پہچان لیا تو معرفت کے نور کو پہونچا
اس بنا پر کہ جس نے نفس کو پہچانا اُس نے اپنے پروردگار کو پہچانا
اور اس نور کے سبب نفس جہالت کے ساتھ ظہور نہیں کرتا اگر یہ کہ وصریح
علم کے ساتھ استعمال اُسکا کر ڈالتا ہے اور تب وہ صاحب ادب ہو جاتا ہے
ورکہ ...رکا وقت کے ادب کی رعایت کرتا ہے تو وہ اُسکے غیر کے
سبب زیادہ مستحکم اور بہتر زیادہ قادر ہے فقط

تیتیسواں باب طہارت اور اُسکے متعلقات کے آداب میں

اللہ تعالیٰ نے اصحاب صفہ کی تعریف میں فرمایا ہے فیہ رجال یحبون ان

يتطهروا واللہ يحب المتطهرين یعنی اسمین وہ مرد ہین کہ دوست رکھتے ہین
پاک ہونے کو اور اللہ دوست رکھتا ہی پاک ہونے والون کو بعض تفسیرون
مین بیان کیا گیا ہی کہ دوست رکھتے ہین پاک ہونے کو بے وضو و غسل کی
حاجتون اور ناپاکیون سے جو پانی کے ساتھ ہو۔ کلبی نے کہا ہی کہ وہ پانی سے
مقعد ون کا دہونا ہی اور عطاء نے کہا ہی کہ وہ پانی سے استنجا کرتے تھے
اور رات کو جنابت یعنی حاجت غسل کے ساتھ نہین سوتے تھے روایت ہی
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل قبا کے لوگون سے کہا جبکہ
یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ تعالے نے طہارت مین تمھاری ثنا وصفت کی ہی
تو وہ کیا ہی۔ ان لوگون نے کہا کہ ہم پانی سے استنجا کرتے مین اور پہلے یہ
بات تھی کہ انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا تھا کہ جب تم مین
سے کوئی شخص بیت الخلا سے آوے تو چاہیے کہ تین پتھرون سے استنجا
کرے اور اسی طرح ابتدا مین استنجا تھا یہان تک کہ اہل قبا کے حق مین
آیت نازل ہوئی۔ سلمان سے لوگون نے کہا کہ تمکو ہر ایک چیز تمھارے نبی نے
سکھادی حتے کہ قضاے حاجت بھی بتلائی سلمان نے جواب دیا کہ ہان ہم کو
منع اس سے کردیا ہی کہ قبلہ رخ پاخانہ پھرین یا پیشاب کرین یا داہنے ہاتھ سے
استنجا کرین یا ہمسے کوئی تین پتھر سے کم کے ساتھ استنجا کرے یا کہ سرگین
یا ہڈی سے استنجا کرے۔ ہمارے شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب نے بواسطہ
روات ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے مین تمھارے لیے باپ کے برابر ہون کہ مین تمھین تعلیم دون
سو جب کہ تمسے کوئی قضاے حاجت کو جاوے تو قبلہ کی طرف منھ نہ کرے
اور نہ اسکی طرف پیٹھ کرے۔ اور نہ داہنے ہاتھ سے طہارت کرے اور آپ

مین تین پتھر کے ساتھ امر کرتے تھے اور سرگین اور گلی ہڈی سے باز رکھتے تھے۔
اور فرض استنجا مین دو چیز ہین پلیدی کا دور کرنا اور دور کرنے والی چیز کا پاک
ہونا اور وہ یہ ہی کہ وہ چیز نہو اور وہ سرگین ہی اور نہ وہ دوبارہ مستعمل ہوا ور نہ
رمہ ہو اور رمہ مردہ کی ہڈی ہی اور استنجا کا طاق ہونا سنت ہی سو یا تو تین پتھر
ہون یا پانچ یا سات ہون اور پانی سے پتھرون ڈھیلون کے بعد آبدست کا لینا
سنت ہی۔ اور آیت کے معنی مین بعضون نے کہا ہی جو تعریف ان پتھرون کی اہی اور
جب اُن لوگون سے دریافت کیا گیا تو انھون نے کہا کہ ہم پتھرون کے بعد پانی
لیتے تھے۔ اور بائین ہاتھ سے استنجا کرنا سنت ہی اور استنجے کے پیچھے مٹی سے
ہاتھ کا ملنا سنت ہی اور اس طرح جنگل مین ہوتا ہی جب کہ زمین پاک ہو
اور مٹی پاک ہو اور استنجے کی چگونگی یہ ہی کہ پتھر کو یا ڈھیلے کو اپنے
بائین ہاتھ مین لے اور اسکو مخرج اور نکاس کے اول کے سرے پر رکھے قبل اسکے
کہ وہ نجاست سے ملے اور اسکو ملتے ہوے کھینچے اور اس کھنچائی مین پتھر کو پھیرے
تاکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ کو نجاست سرک کر نہ لگے ایسے کرتا رہے یہان تک
کہ مخرج اور نکاس کے آخر کے سرے تک پہنچے اور دوسرا پتھر یا ڈھیلا لے
اور اسے آخر کے سرے پر اسی طرح پر رکھے اور اول کے سرے تک مسح
کرے اور تیسرا پتھر لے اور اسے مبرز کے گرد پھیرے اور اگر تکونے پتھر کے
سہ گوشہ سے استنجا کرے تو جائز ہی۔ و استبرا یعنی استنجا اولیٰ مین کہ جب بول ہو چکے
تو عضو کو تین بار اسکی جڑ سے حشفہ یعنی سپرے تک نرمی سے کھینچے تاکہ بقیہ بول کا
نکل جائے پھر تین بار اسکو جھاڑے اور استبرا مین استنقا کے ساتھ احتیاط کرے
اور وہ یہ ہی کہ تین دفعہ گلا روشن کرے یعنی کھنکارے اور کھنکارے اسواسطے
کہ حلق سے عضو تک سارے گیرن کھچلی ملتی ہین اور کھنکارنے سے وہ جنبش کرتی ہین اور

جو کچھ بول کے راستے میں ہو اسکو پھینک دیتی ہیں پھر اگر چند قدم مشی کرے
اور چلے اور تنحنح اور کھنکارنے میں مشی کرے تو جائز ہے ولیکن حد علم کی رعایت
کرے اور وسوسہ سے شیطان کو اپنی طرف راہ نہ دے کہ وہ وقت کو ضائع کرے
پھر تین بار یا زیادہ تین بار سے عضو کو مالش و مسح کرے یہاں تک کہ
رطوبت نہ پائے۔ اور بعض صوفیہ نے عضو کو پستان شیر سے تشبیہ دی ہے
اور کہا کہ ہمیشہ اسمیں سے رطوبت ظاہر ہوتی ہے جبتک کہ اسکا امتداد رہے
تو اسمیں رعایت کی حد کرے اور طاق کا لحاظ اسمیں بھی کرے اور مالش مسح
پاک زمین یا پاک پتھر پر کرے اور اگر پتھر لینے کی حالت میں اسکے چھوٹے
ہونے کے سبب احتیاج ہو تو پتھر کو داہنے ہاتھ میں اور عضو کو بائیں میں لے اور
پتھر سے مالش کرے اور بائیں سے جنبش ہو نہ داہنے سے تاکہ داہنے سے استنجا
کرنے والا نہو اور جب پانی کا استعمال چاہے تو دوسری جگہ بدلے اور پتھر پر
قناعت اسوقت تک کرے کہ بول حشفہ یعنی سر عضو پر نہ پھیلے اور استبرا یعنی انتقا
کے ترک میں وعید ہے جو وارد اس حدیث میں ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس
رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبر پر گذرے
تو فرمایا کہ یہ دونوں عذاب کیئے جاتے ہیں اور وہ دونوں کسی کبیرہ سبب سے
عذاب میں نہیں ہیں مگر یہ تو استبرا نہیں کرتا تھا یا کہ بول سے استنزاہ
اور طہارت بول سے نہیں کرتا تھا اور یہ دوسرا لگایا بجھایا کرتا تھا اور ایک
کے سامنے دوسرے کی سخن چینی کرتا تھا پھر آپ نے ایک تر چھڑی منگائی
اور اسکے دو ٹکڑے کیے بعد ازاں ایک اسکے اوپر اور ایک اسکے اوپر بٹھا دی
اور فرمایا کہ شاید ان دونوں سے تخفیف عذاب ہو جب تک کہ وہ خشک نہوں
اور جب ایسے جنگل میں ہو تو آنکھوں سے دور ہو۔ جابر رضی اللہ عنہ نے روایت

کی ہے کہ جب کبھی نبی علیہ السلام براز کا ارادہ کرتے تو آپ چلے جاتے یہاں تک کہ آپ کو کوئی نہ دیکھتا تھا۔ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہا میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سو نبی علیہ السلام قضائے حاجت کو گئے اور چلتے چلتے دور نکل گئے۔ اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام اپنی قضائے حاجت کے لیے نزول فرماتے تھے جیسے کوئی شخص گھر میں آتا ہے اور آپ پردہ کرتے کسی دیوار یا زمین کے ٹیلے یا پتھر کے انبار سے۔ اور جائز ہے کہ آدمی جنگل میں اپنے کجاوہ سے پردہ کرے یا اپنے دامن سے جب کہ کپڑے کو چھینٹ سے حفاظت ہو اور پیشاب نرم زمین میں یا ڈھالو مٹی پر کرنا مستحب ہے۔ ابوموسی نے کہا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سو آپ نے پیشاب کرنا چاہا سو ایک دیوار کی جڑ میں نرم زمین پر گئے اور پیشاب کیا بعد اُسکے فرمایا جب تم میں سے کوئی پیشاب کرنا چاہے تو چاہیے کہ نرم زمین یا ڈھال تلاش کرے اور سزاوار یہ ہے کہ قبلہ کو منھ کرے نہ اُسکو پیٹھ کرے اور نہ سورج اور چاند کے سامنے منھ ہو اور مکانات میں قبلہ رخ ہونا مکروہ نہیں ہے اور اولےٰ یہ ہے کہ اُس سے پرہیز کرے اس سبب سے کہ بعضے فقہا اُسکی کراہت کی طرف مکان میں بھی گئے ہیں اور نہ کپڑے کو اپنے اُٹھائے اور نہ سمیٹے جب تک کہ بیٹھتے وقت زمین کے پاس نہ جائے اور ہوا کے رُخ سے چھینٹ نہ پڑنے کے لیے اجتناب کرے۔ کسی شخص نے بعض صحابہ سے جو اعراب سے یعنی بدوی تھے کہا اُس حال میں کہ اُس سے جھگڑا کرتا تھا کہنے لگا کہ میں تجھے نہیں گمان کرتا کہ اچھی طرح سے قضائے حاجت کرتا ہو کہا ہاں تیرے باپ کی قسم میں اُس میں خوب زیرک وصادق ہوں کہا تو اسکی صنعت اور شرح کر تو کہا کہ انسان سے دور ہو اور ڈھیلے موجود

رکھے اور طائف کی طرف منھ اور ہوا کی طرف پیٹھ کر اور اگر دن ہرن کی جھک
بیٹھ اور ستانی قضاے حاجت شتر مرغ کی طرح کر یعنی درندہ وغیرہ کے انس
کی طرف رخ کر اور ہوا کی طرف پشت کر تاکہ چھینٹ سے بچے اور اقعاد کے
معنی یہاں یہ ہیں اگر دن پنجوں کے بل بیٹھے اور اجفال یہ ہے کہ اپنی سرین کو
نجا کرے اور استنجے سے فراغت کے وقت کہے اللّٰہم صل علی محمد و علی
آل محمد و طہر قلبی من الریاء و حصن فرجی من الفواحش یعنی الٰہی
میرے درود بھیج محمد اور آل محمد پر ریا سے میرے دل کو پاک کر اور فواحش یعنی
حد سے زیادہ برے زنا وغیرہ سے میری فرج کو محفوظ رکھ اور غسل خانہ اور نہانے
کی جگہ آدمی کو پیشاب کرنا مکروہ ہے۔ عبد اللہ بن مغفل نے روایت کی ہے کہ
ہر آئینہ نبی علیہ السلام نے منع کیا ہے اس سے کہ آدمی اپنے حمام میں پیشاب
کرے اور کہا اس سے وسواس عام ہے اور ابن مبارک نے کہا ہے کہ حمام میں جبکہ
اُسمیں پانی جاری ہو تو پیشاب کرنے کی وسعت اُسمیں دیجاتی ہے اور جب کہ
عمارت اور مکان میں بیت الخلا ہو تو اُسمیں داخل ہونے کے لیے پہلے بایاں پاؤں
رکھے اور اندر جانے سے قبل کہے بسم اللہ اعوذ باللہ من الخبث والخبائث یعنی اللہ
کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اللہ کے ساتھ میں پلید ہی اور پلید چیزوں سے پناہ
مانگتا ہوں۔ ہمارے شیخ شیخ الاسلام ابوالنجیب سہروردی نے بواسطہ رواۃ
کے حضرت زید بن ارقم سے روایت کی ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ ہر آئینہ آپ نے فرمایا ہے کہ یہ حشوش محتضرہ ہیں تو جب تم سے کوئی قضا سے
حاجت کو جانے تو یہ کہنا چاہیے کہ اعوذ باللہ من الخبث والخبائث اور حشوش
سے کنف یعنی آڑ جا ہے اور حش کی اصل گھنے درخت خرما کے جھنڈ ہیں جہاں جا
قضاے حاجت کیا کرتے تھے اُس وقت میں کہ گھروں کے اندر بیت الخلا نہ تھے

اور قول آپ کا محتضرہ یعنی شیاطین اُسمین حاضر و موجود رہتے ہین اور قضاے
حاجت کے لیے نشست مین بائین پائون پر زور دے اور اپنے ہاتھ زمین مین
نہ گھمائے اور نہ بیٹھتے ہوے زمین پر لکیرین کھینچے اور نہ دیوار پر اور اپنی شرم گاہ کی طرف
زیادہ نظر نہ کرے مگر جب کہ اسکی حاجت ہو اور نہ بات کرے کہ ہر آئینہ حدیث مین
وارد ہو تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ نہ نکلین دو مرد قضاے
حاجت کے لیے اس حالت مین کہ وہ اپنی شرم گاہین کھولے ہوے باہم باتین کرتے
ہون اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ کو اُس سے عداوت ہو اور بیت الخلا سے نکلنے کے وقت
کہے الحمد للہ الذی اذہب عنی مایوذینی وابقی علی ماینفعنی یعنی اُس اللہ کا شکر ہو
جسنے اذیت دینے والی چیز مجھ سے دور کی اور جو چیز مجھے فائدہ دیتی ہو اُسیر مجھے
باقی اور قائم رکھا۔ اور اپنے ساتھ ایسی چیز نہ لیجائے سونے اور انگوٹھی وغیرہ
سے جسپر اللہ کا نام ہو اور نہ ننگے سر جائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے
والد ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو کہ آپ نے فرمایا ہو اللہ تعالےٰ سے
شرماؤ کہ مین ہر آئینہ بیت الخلا مین جاتا ہون تو اپنے رب عز وجل سے شرما کر اپنی
پیٹھ جھکا لیتا ہون اور اپنا سر ڈھک لیتا ہون

چونتیسواں باب وضو اور اُسکے اسرار کے آداب مین

جب وضو کرنا چاہے تو مسواک سے شروع کرے۔ ہمارے شیخ ابو النجیب نے
رواۃ کے واسطہ سے زید بن خالد الجہنی سے روایت کی ہو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ اگر مین اپنی امت پر دشوار نہ جانتا تو عشا کی نماز تہائی
رات تک موخر کرتا اور اُنکو مین ہر فرض کے وقت مسواک کا حکم دیتا اور عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو

کہ مسواک منھ کی پاک کرنے والی اللہ تعالیٰ کی خوشنود کرنے والی ہے اور خدیفہ رضی سے
منقول ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ جب آپ رات کو تہجد کے
لیے اٹھتے تو مسواک سے اپنے منھ کو پاک و پاکیزہ کرتے اور شوص الفش کو کہتے ہیں اور
ہر ایک نماز اور ہر ایک وضو کے وقت مسواک کرنا مستحب ہے اور ہر ایک دفعہ کہ
ب بند رہنے وغیرہ سے منھ کے مزہ میں تغیر آوے اور اصل ازم کے دانتوں کا ایک
دوسرے پر جمنا ہے اور سکوت کے لیے ازم کہا گیا ہے اس واسطے کہ دانت ملے اور
منطبق ہوجاتے ہیں اور اس سے منھ کا مزہ متغیر ہوجاتا ہے اور روزہ دار کے لیے بعد
از زوال مکروہ ہے اور زوال کے قبل اسکے لیے مستحب ہے اور غسل جمعہ کے ساتھ
اور تہجد کے وقت اسکا استحباب زیادہ ہے اور سوکھی مسواک کو پانی سے تر
کرے اور طول و عرض میں دانتوں کے مسواک کرے اور اگر اقتصار کرے تو عرض
میں کرے پھر جب مسواک سے فارغ ہو تو اسے دھو لے اور وضو کے لیے بیٹھے
اور اولیٰ یہ ہے کہ قبلہ رو ہو اور بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ابتدا کرے اور کہے
رب اعوذ بک من ہمزات الشیاطین واعوذ بک رب ان یحضرون اور ہاتھ دھونے
کے وقت کہے اللھم انی اسالک الیمن والبرکۃ واعوذ بک من الشوم والھلکۃ
اور کلی کرنے کے وقت کہے اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد واعنی علیٰ تلاوۃ
کتابک وکثرۃ الذکر لک اور ناک میں پانی ڈالنے اور دھونے کے وقت کہے
اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد واوجدنی رائحۃ الجنۃ وانت عنی راض اور
ناک سنگنے کے وقت کہے اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد واعوذ بک من
روائح النار وسوء الدار اور منھ دھونے کے وقت کہے اللھم صل علیٰ
محمد و علیٰ آل محمد وبیض وجہی یوم تبیض وجوہ اولیائک ولا تسود وجہی یوم تسود
وجوہ اعدائک اور داہنے ہاتھ کے دھوتے وقت اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل

محمد واتنی کتابی بیمینی وحاسبنی حسابا یسیرا اور بائیں ہاتھ کے دھوتے
وقت اللھم انی اعوذ بک ان تؤتینی کتابی بشمالی او من وراء ظھری اور سر
کے مسح کے وقت اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد واغشنی برحمتک وانزل علی
من برکاتک واظلنی تحت ظل عرشک یوم لا ظل الا ظل عرشک اور دونوں
کانوں کے مسح کے وقت اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد واجعلنی ممن یستمع
القول فیتبع احسنہ اللھم اسمعنی منادی الجنۃ مع الابرار اور گردن کے
مسح کے وقت اللھم فک رقبتی من النار واعوذ بک من السلاسل والاغلال
اور داہنے پاؤں کے دھونے کے وقت اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد
وثبت قدمی علی الصراط مع اقدام المؤمنین اور بائیں پاؤں کے دھوتے
وقت کے اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد واعوذ بک ان تزل قدمی
عن الصراط یوم تزل فیہ اقدام المنافقین - اور جب وضو سے فارغ ہو
تو آسمان کی طرف سر اٹھائے اور کہے اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ سبحانک اللھم وبحمدک لا الہ الا انت عملت سوء
وظلمت نفسی استغفرک واتوب الیک فاغفر لی وتب علی انک انت
التواب الرحیم اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد واجعلنی من التوابین واجعلنی
من المتطھرین واجعلنی صبورا وشکورا واجعلنی اذکرک کثیرا واسبحک
بکرۃ واصیلا اور فرائض وضو کے نیت منھ دھونے کے وقت
اور منھ کا دھونا اور منھ کی حد منھ کی پیشانی کے شروع سے ٹھوڑی کی انتہا تک
اور جو کچھ داڑھی سے ظاہر اور جو کچھ لٹکی ہو اور ایک کان سے دوسرے
کان تک عرض میں اور منھ دھونے میں داخل ہو سفیدی جو دونوں کان
اور داڑھی کے درمیان ہے اور پیشانی کی جگہ جہاں بال نہوں اور جہاں کہ

بالون سے کھلی ہوئی جگہ ہو اور وہ دونون جگہ سر سے پیشانی کے دونون طرف
ہین اور اُن دونون کا منھ کے ساتھ دھونا مستحب ہی اور تحذیف کے بالون تک
پانی پہونچایا جاوے اور بال تحذیف کے اسقدر ہین کہ عورتین اُن کو
منھ سے دور کرتی ہین اور عنفقہ یعنی ریش بچہ اور بروت اور ابرو اور دونون طرف
کے خط ریش مین پانی پہونچایا جائے اور سوا اسکے واجب نہین ہی پھر ریش اگر ہلکی ہو تو
بشرہ یعنی منھ کے پوست تک پانی پہونچائے اور ہلکی ریش کی حد یہ ہی کہ اُسکے
نیچے سے صورت نظر پڑے اور اگر گھنی ہو تو واجب نہین ہی اور آنکھ کے کوئے پر
اکٹھے ہوے سرمہ کو صاف کرنے مین کوشش کرے تیسرا واجب دونون ہاتھ
کا کہنیون تک دھونا ہی اور کہنیون کا غسل مین داخل کرنا واجب ہی اور
آدھے آدھے بازوون تک ہاتھون کا دھونا مستحب ہی اور اگر ناخن اسقدر
بڑھتے ہوے ہون کہ اُنگلیون کے سرے سے باہر نکل گئے ہین تو اندرونی رخ انکا
دھونا قول اصح کے موافق واجب ہی۔ چوتھا واجب سر کا مسح ہی اور وہ اسی قدر
کافی ہی جسپر مسح کا نام بولا جاتا ہی یعنی سر کے جزو پر اور پورے سر کا مسح کرنا سنت
ہی اور وہ یہ ہی کہ داہنے اور بائین ہاتھ کی انگلیون کو ملائے اور سر کے آگے
کے رخ پر رکھے اور گدی تک اُنکو کھینچے پھر اُن دونون کو اُس جگہ تک پھیر لائے
جس سے شروع کیا تھا اور دونون ٹخنون کی تری کو آگے اور پیچھے آدھون آدھ
رہنے دے اور پانچوان واجب دونون پانون کا دھونا ہی اور دونون ٹخنون کا غسل یعنے
دھونے مین داخل کرنا واجب ہی اور آدھی آدھی پنڈلیون تک اُن دونون کا
دھونا مستحب ہی اور دونون پانون کو ٹخنے تک دھونے پر قناعت کی جاتی ہی
اور ملی ہوئی اُنگلیون مین خلال کرنا واجب ہی تو بائین ہاتھ کی چھنگلیا سے
پانون کی اندرونی جگہ مین خلال کرے اور داہنے پانون کی چھنگلیا سے شروع

اور بائین پانوں کی چھنگلیا پر ختم کرے اور اگر پانوں مین درزین اور بوائین ہون تو اُنکے اندر پانی پہونچانا واجب ہی اور جو کچھ خمیر یا چکنائی سے اُس مین چھوڑی گئی ہو تو اُس چیز کو دور کرنا واجب ہی۔ چھٹا واجب ترتیب ہی اسطرح پر جیسے کہ وہ کلام اللہ مین مذکور ہی۔ ساتوان واجب تتابع جو شافعی کے قول قدیم مین ہی اور اُس تفریق کی حد جو تتابع اور پے درپے ہونے کو قطع کری یہہ ہی کہ اعتدال ہوا کے وقت عضو کی تری سوکھ جالئے۔ اور وضو کی سنتین تیرہ ہین بسم اللہ کہنا اول طہارت مین اور دونون ہاتھ کا کلائی تک دھونا اور کلی اور استنشاق یعنی ناک مین پانی دینا اور اُن دونون مین مبالغہ یعنی تمامی کو پہونچانا پھر کلی مین تین غرغرے کرے حتی کہ حلقوم کے سرے تک پانی اُلٹ آوے اور استنشاق مین پانی کو سانس کے ساتھ ناک کی بیچ تک کھینچے اور اگر روزہ دار ہو تو اُسین رفق اور نرمی کرے اور گھنی داڑھی کا خلال اور کھلی اُنگلیون کا خلال اور داہنی طرف سے ابتدا اور غرغرے کی درازی اور پورے سر کا مسح اور دونون کان کا مسح اور تین تین بار ہر عضو کا دھونا اور قول جدید مین تتابع ہی اور اُسکا اجتناب کرے کہ تین بار سے ہر چیز مین زیادہ نہو اور وضو کے درمیان نہ ہاتھ کو جھاڑے اور نہ کوئی بات کرے اور نہ پانی کا چھینٹا منھ پر مارے اور وضو کا تازہ کرنا مستحب ہے اس شرط سے کہ اُسی وضو سے نماز پڑھے جو نفل ہو ورنہ مکروہ ہی

پینتیسوان باب وضو کے اندر آداب خاصہ اور صوفیہ کے بیان مین ہی

صوفیون کا ادب بعد ازان ہی کہ معرفت احکام پر قائم ہو جالئے۔ اُنکا ادب وضو مین حضور قلب کا اعضا کے دھونے مین ہی۔ بعضے صالحین کو مین نے کہتے سُنا ہی کہ جب وضو مین قلب حاضر ہو تو نماز مین بھی حاضر ہوگا اور جب اُسمین سہو یا

دخل پایا تو نماز مین بھی وسوسہ داخل ہوگا - اور صوفیہ کے آداب سے ہمیشہ باوضو
رہنا ہی اور وضو مومن کا سلاح ہی اور جبکہ اعضا وضو کی حمایت مین ہون جو امر
شرعی ہی تو اُنمین شیطان کی روش کمتر ہوگی - عدی بن حاتم نے کہا ہی کہ جسوقت
سے کہ مین مسلمان ہوا کبھی نماز کی حاجت نہین کھڑی ہوئی مگر یہ کہ مین باوضو
تھا اور انس بن مالک نے کہا ہی کہ نبی علیہ السلام مدینہ مین تشریف لائے اور
اُسوقت مین آٹھ برس کا تھا تو مجھ سے آپ نے فرمایا ای فرزند اگر تجھ سے ہوسکے کہ ہمیشہ
طہارت یعنی وضو سے رہے تو کر اسواسطے کہ آہستہ جس شخص کی موت آتی ہی اور
وہ شخص وضو سے ہو تو شہادت عطا کی جاتی ہی سو عقلمند کا یہ کام ہی کہ ہمیشہ موت
کے لیے مستعد رہے اور استعداد و طیاری مین سے باوضو رہنا ہی اور حصری
سے حکایت کی گئی ہی کہ البتہ اُسنے کہا ہی کہ جب کبھی مین رات کو جاگا تو میرے
اوپر حلہ نیند نہین کرتی مگر بعد اسکے کہ مین اُٹھا اور تازہ وضو کر لیا تاکہ ایسا نہو
کہ دوبارہ مجھے نیند آوے اور مین باوضو نہون اور شیخ علی بن ہیتی کے یارون سے
مین نے سُنا ہی کہ ہر آئینہ وہ تمام رات بیٹھا رہتا سو اگر اُسپر نیند غلبہ کرتی تو بھی اُسی
طرح بیٹھا رہتا تھا اور جب کبھی جاگتا تو کہتا کہ مین ایسا نہین کہ سوء ادب کرون
سو وہ اُٹھتا اور تازہ وضو کرتا اور دو رکعت نماز پڑھتا - اور ابوہریرہ نے روایت
کی ہی کہ ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے وقت بلال سے فرمایا
کہ اے بلال مجھ سے بڑی امید دلانے والے عمل کا ذکر کر جو تو نے اسلام کی حالت مین
کیا ہو اس لیے کہ مین نے بہشت مین تیرے نعلین کی آواز اپنے آگے سُنی تھی - اُسنے
عرض کی کہ مین نے اسلام مین سب سے بڑھکر امید دلانے والا عمل اپنے نزدیک اس سے
نہین کیا کہ مین نے رات یا دن کے کسی وقت مین وضو نہین کیا مگر یہ کہ اپنے خدا
عزوجل کے لیے اُس وضو سے نماز نہ پڑھی ہو جسقدر کہ میرے لیے مقرر کردی گئی تھی

نماز پڑھوں۔ اور ادب صوفیہ سے طہارت میں پانی کے اسراف کا ترک ہے اور حد علم پر قائم ہونا ہے۔ اور ابن کعب سے روایت حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہے کہ آپ نے ہر آئنہ فرمایا ہے کہ وضو کے لیے ایک شیطان ہے جسے ولہان کہتے ہیں تو پانی کے وسوسوں سے ڈرو اور بچو اور ابو عبد اللہ رودباری نے کہا کہ ہر آئنہ شیطان کوشش اس بات کی کرتا ہے کہ بنی آدم کے تمام اعمال سے اپنا حصہ لے سو وہ نہیں پروا کرتا اپنے حصہ لینے میں اسکے ساتھ کہ امورات میں زیادتی کریں یا کمی اور وہ سب کمی بیشی اُسکے حصہ میں ہے۔ اور ابن کرخی سے منقول ہے کہ اُسے ایک شب غسل کی حاجت ہوگئی اور آنکے بدن میں ایک مرقع سخت پرکار تھا سو دجلہ پر گیا اور جاڑا خوب کڑکڑاتا ہوا پڑتا تھا سو اُسکا نفس پانی کے اندر جانے سے کسمساتا تھا اسواسطے کہ شدت سے ٹھنڈک تھی تو اُس نے اپنے تئیں اُس مرقع سمیت پانی میں ڈال دیا پھر پانی سے نکلا اور کہا کہ میں نے قول و پیمان کر لیا کہ اُسکو میں بدن سے نہ اُتاروں گا جبتک کہ بدن میں وہ خشک نہ ہو جائے سو میں نے پھر اُس قول کے موافق وہ مرقع اُسکے بدن میں رکھا سو اسلیے کہ وہ بہت سخت اور بہت موٹا تھا اس عمل کے ساتھ اُنے اپنے نفس کو ادب دیا اسوجہ سے کہ وہ حکم اللہ تعالیٰ کی تعمیل سے کسمسایا تھا۔ اور روایت ہے کہ سہل بن عبد اللہ اپنے یاروں کو زیادہ پانی پینے اور زمین کے کم گرنے پر برانگیختہ کرتا تھا اور اسکا یہ منشا تھا کہ پانی زیادہ پینے سے نفس کو ضعف اور شہوات کی موت اور قوت کی خستگی ہوتی ہے۔ اور افعال صوفیہ سے ہے کہ وضو کے لیے پانی موجود رکھنے میں احتیاط کریں نقل ہے کہ ابراہیم خواجہ کبھی جنگ میں جاتے تو اُنکی صرف ایک مشک پانی کی جاتی تھی اور بسا اوقات پانی نہ پیتے مگر قدر قلیل اور وضو کے لیے بچا رکھتے اور کہتے ہیں کہ وہ مکہ سے کوفہ کو جاتے اور ڈھیں

تیمم کی حاجت نہوتی اسواسطے کہ وضو کے لیے پانی تھوڑا رکھتے اور تھوڑے پانی
برتنے کے لیے قناعت کرتے - اور کہا گیا ہی کہ جب تم صوفی کو دیکھو کہ اسکے پانی
خشک یا آلوزہ نہیں ہو تو جاننا چاہیے کہ اُسنے نماز کے ترک کا عزم کرتا یا انکار
کیا - اور بعض صوفیہ کی حکایت ہی کہ اُسنے اپنے نفس کی تادیب طہارت مین
کی ہی اس درجہ تک کہ اُسنے ایک جماعت فقرا کے ہمراہ تھے کتنے ہی روز قیام کیا اور
وہ ایک گھر مین جمع تھے سو کسی نے اُنمین سے نہین اُسکو دیکھا کہ وہ بیت الخلا
مین گیا اسواسطے کہ وہ قضاے حاجت اُسوقت کرتا جب کہ اُس جگہ کوئی ہوتا
نفس کی تادیب کا ارادہ کرتا - اور مذکور ہی کہ خواص نے ری کی مسجد جامع مین پانی
کے اندر وفات کی اور یہ اس سبب سے ہوا کہ اُسکو اسہال کا عارضہ تھا اور جب کہ
وہ اُٹھتا تو پانی مین جاتا اور اپنے تئین غسل دیتا سو ایکبار پانی مین گیا اور اُسمین
مر گیا - یہ سب کچھ اہتمام وضو اور طہارت کی محافظت کے لئے تھا - اور منقول ہی کہ
ابراہیم ادہم بھی قیام اور تہجد اختیار کرنے والے وضو اور طہارت کے تھے سو
ایک رات مین کچھ اوپر ستر دفعہ اُٹھتے اور ہر دفعہ تازہ وضو کرتے تھے اور دو رکعت نماز
پڑھتے تھے - اور مذکور ہی کہ بعض صوفیہ نے اپنے نفس کو ادب دیا یہان تک
کہ اُس سے ریح خارج نہوتی مگر براز کے وقت اور جب خلوت مین کرتا تھا اور
وضو کے بعد اعضا کا پونچھنا ایک گروہ نے مکروہ جانا ہی اور کہا ہی کہ وضو کا پانی وزن
کیا جائیگا اور بعض صوفیہ نے اُسکو جائز رکھا ہی اور اُنکی دلیل وہ ہی جو حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس ایک پیوند لگا ہوا کپڑا تھا کہ اُس سے وضو کے بعد آپ اعضا
کا پانی خشک کرتے تھے - اور معاذ بن جبل نے روایت کی ہی کہا مین نے دیکھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ جب آپ وضو کرتے تو اپنے منھ کو اپنے

کپڑے کے کنارے سے ملتے تھے۔ اور نہایت درجہ کوشش صوفیہ کی باطنوں
کی طہارت مین صفات ردیہ اور اخلاق ذمیمہ سے ہو نہ حد درجہ کی کوشش
طہارت ظاہر مین اُس مرتبہ تک کہ حد علم سے باہر نکل جائے اور حال یہ ہو کہ عمر
رضی اللہ عنہ نے نصرانیہ کے گھڑے سے وضو کیا ہو باوجود یکہ وہ لوگ شراب
سے پرہیز نہین کرتے اور جریان امر ظاہر اور اصل طہارت پر کیا ہو اور اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بغیر مصلے کے نماز پڑھا کرتے + اور ننگے پاؤن
راہون مین چلتے پھرتے تھے اور ہر آئنہ سوتے وقت اُنبے اور مٹی کے درمیان
کسی چیز کو حائل نہ کرتے اور استنجے مین بعض اوقات صرف ڈھیلے اور پتھرون
پر اقتصار کرتے تھے اور انکا کام ظاہری طہارت مین تساہل اور سہل انکاری
پر ہوتا تھا اور باطنی طہارت مین بڑی جدوجہد کرتے تھے اور ایسا ہی صوفیہ کا
شغل ہو اور کبھی کبھی بعض اشخاص مین بڑی شدت طہارت کی ہوتی ہو اور انکی
وجہ نفس کی رعونت ہوتی ہو پس اگر اُسکا کپڑا میلا ہو گیا تو وہ تنگ دل ہوتا ہو اور
وہ پروا اُسکی نہین کرتا جو اُسکے باطن مین کینہ اور بغض اور کبر و غرور اور ریا اور نفاق
ہو اور شاید اُس شخص کو جو ننگے پاؤن زمین پر پھرتا ہو بُرا جانتا ہو حالانکہ شرع
نے اُسکی اجازت دی ہو اور اُسکو بُرا نہین سمجھتا کہ وہ غیبت کا کلمہ کہے جس سے
دین اُسکا خراب خستہ ہوتا ہو اور یہ سب اسوجہ سے ہو کہ علم کم ہو اور اُن سچون کی
صحبت سے ادب کا سیکھنا چھوڑ دیا ہو جو علماے راسخ ہین اور کثرت مالش کو
استبرا مین مکروہ جانتے ہین اسواسطے کہ وہ اکثر رگون کو سُست کرتی ہو اور پیشاب
کو بند نہین کرتی درحالیکہ افراط سے قطرے اُس سے پیدا ہوتے ہون اور وضو
و طہارت مین حکایات متصوفہ سے یہ ہو کہ ابو عمر زجاجی مکہ مین تیس برس مجاور
رہا اور وہ کبھی حرم مین قضاے حاجت نہ کرتا اور بیرون حرم جایا کرتا اور

آتش درجہ دورہ ڈھائی کوس تھا۔ اور کہتے ہین کہ بعضون کے منھ پر زخم تھا
جو بارہ برس تک نہین بھرا اور اچھا نہوا اس سبب سے کہ پانی اُسکو مضر تھا
اور باوجود اسکے وہ تازہ وضو کرنا ہر فرض کے وقت نہ چھوڑتا تھا اور بعضے
مشائخ ایسے تھے کہ اُنکی آنکھ مین پانی اُتر آیا اور لوگ اُنکے پاس طبیب کو لائے
اور اُسکے لیے بہت سامان خرچ کیا تاکہ اُسکی دوا کرے تو طبیب نے کہا کہ دوا
بہت دنون تک ترک وضو کی محتاج ہو اور پیٹ کے بھل لیٹنا ہے پس دوا نہین
کی اور بینائی کا جاتا رہنا ترک وضو پر اختیار کیا

چھتیسوان باب فضیلت نماز اور اُسکی بزرگی شان کے بیان مین ہو

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہو کہ ہرگاہ خداے تعالی نے جنت عدن کو پیدا کیا اور اُسمین وہ
چیزین پیدا کین جنکو نہ آنکھون نے دیکھا اور نہ کانون نے سُنا اور نہ کسی بشر کے
دل مین مخطور ہوئین اُس سے فرمایا کہ اے جنت بکلام کر تو اُسنے تین بار کہا
قد افلح المومنون الذین ہم فی صلاتہم خاشعون۔ یعنی البتہ چھٹکارا پایا آن
مومنون نے جو نماز اپنی مین عاجزی کرنے والے اور گڑگڑانے والے ہین
اور نمازیون کی فلاح مین کلام مجید کی شہادت ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئے جبریل میرے پاس آفتاب چھپنے کے وقت
اور میرے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی اور بعضون نے کہا ہو کہ صلوۃ مشتق صلی
سے ہو اور وہ آتش ہو اور ٹیڑھی لکڑی جب کہ اُسکے سیدھے کرنے کا
ارادہ کرین تو اُسکو آگ دکھلاتے ہین پھر وہ سیدھی ہوتی ہو اور بندہ مین
کجی اُسکے نفس کے سبب سے ہو جو برائی کا حکم دیتا ہو اور انوار ذات الٰہی

جل شانہ کے ایسے ہیں کہ اگر اُسکے پردے کھولے جاویں تو جو پاویں اس کو
جلادیں اُنہیں سے مصلی شعلہ سطوت الٰہی اور عظمت ربانی سے وہ سینک پاتے ہیں
جس سے اُنکی کجی دور ہوتی ہے بلکہ اُسکے بدولت معراج اُسکا متحقق ہوتا ہے تو مصلی
کی وہی مثل ہے جیسے آگ سے کوئی سینکتا تاپتا ہے اور جس شخص نے صلوٰۃ کی
آتش سے سینک حاصل کی اور اُسکے سبب کجی اُسکی زائل ہوگئی وہ جہنم کی
آتش پر عرض نہیں کیا جائے گا مگر یہ کہ قسم پوری ہو جاوے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق عز وجل کہتا ہے کہ میں نے
اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نماز کو آدھوں آدھ تقسیم کر دیا تو جس وقت بندہ
کہتا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ عز وجل فرماتا ہے کہ مجھے میرے بندہ نے بزرگ گردانا
اور عظمت و مجد میری کی پھر جب اُسنے کہا الحمد للہ رب العالمین تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے
میرے بندے نے میری حمد کی پھر جب کہا الرحمن الرحیم تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے
میرے اوپر میرے بندے نے ثنا کی پھر جب کہا مالک یوم الدین تو فرماتا ہے میرے
بندہ نے میری تفویض اور سپرداشت تئیں کیا پھر جب کہا ایاک نعبد و ایاک نستعین اللہ
تعالےٰ کہتا ہے یہ معاملہ میرے اور میرے بندے کے بیچ میں ہے پھر جب کہا اہدنا الصراط المستقیم
صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یہ میرے بندے
کے واسطے ہے اور میرے بندے کے لیے سب کچھ ہے جو وہ مانگے پس نماز رب اور بندے
کے درمیان ایک چیز دو حصہ ہے اور جب چیز اُسکے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان
صلہ اور پیوند ہو تو بندہ کا حق یہ ہے کہ وہ خاشع اور گڑگڑانے والا ربوبیت کے دبدبہ
سے بندگی پر ہو اور حدیث شریف میں ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی شئے
کے لیے تجلی فرماتا ہے تو وہ اسکے لیے خشوع اور فروتنی کرتا ہے اور جو شخص
نماز میں وسوسوں کے ساتھ متحقق ہوا اُسکے لیے اُفق سے نکلتی ہوئی تجلی چمکتی ہے تو وہ

خشوع اور فروتنی کرتا ہے اور نجات و رستگاری اُنھیں لوگوں کے لیے ہے جو اپنی نماز
میں گڑگڑاتے ہیں اور خشوع کے زوال سے فلاح کا بھی زوال ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے اور کھڑا ہو تو میرے ذکر کے لیے اور جب نماز ذکر کے لیے ہوگی اُسمیں کیونکر
بھول اور نسیان واقع ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے نماز کے پاس نہ جاؤ
اس حال میں کہ تم متوالے ہو یہانتک کہ جانو تم کہ تم کیا کہتے ہو پس جو شخص ایسا
ہو کہ جو کہے اور اپنے کہے کو جانتا نہو تو وہ کیا نماز پڑھنے کے قابل ہے درحالیکہ اللہ
تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے سو متوالا ایک شخص کہتا ہے کہ عقل اُسمیں حاضر نہیں اور
غافل نماز پڑھتا ہے کہ اُسمیں بھی عقل حاضر نہیں تو وہ ایک متوالے کی مثال ہے
غرائب التفسیر میں بعض نے بیان کیا ہے اس قول الٰہی کے معنی میں فاخلع نعلیک
انک بالواد المقدس طوی کہ مراد نعلیک سے تیرا قصد اپنی زوجہ اور گوسپند کے
ساتھ ہے تو غیر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اہتمام درحقیقت نماز میں ایک نشہ ہے اور منقول ہے
کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آنکھیں نماز میں آسمان کی طرف اُٹھاتے
تھے اور داہنے بائیں دیکھتے تھے پھر جبکہ یہ آیت نازل ہوئی الذین ہم فی صلاتہم
خاشعون تو انھوں نے اپنے منھ اُس طرف کر لیے کہ جس طرف سجدہ کرتے تھے اور اسکے بعد
پھر نہیں روایت کی گئی کہ اُنمیں سے کوئی دیکھتا ہے مگر زمین کی طرف اور ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہا کہ جب بندہ
نماز میں کھڑا ہو تو اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے سو جب اُسنے کسی کی طرف التفات
کی تو اُسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کسکی طرف تو پھرا کیا وہ اے پسر آدم
بہتر مجھ سے تیرے لیے ہے میری طرف منھ کر کہ میں تیرے حق میں بہتر ہوں اس شخص سے
جسکی طرف مڑتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا کہ وہ نماز میں
داڑھی سے کھیل رہا تھا تو فرمایا کہ اگر اس شخص کا قلب خشوع کرتا تو اسکے جوارح بھی

خشوع کرتے اور ہر آئنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ جس وقت تو نماز پڑھے
تو صلوٰۃ مودع پڑھ پس مصلی اپنے قلب سے اللہ تعالیٰ کی طرف سیر کرنے والا ہو کہ اپنی
بیوی اور اپنی دنیا اور ہر ایک شئے ماسوی اللہ کو وداع کرتا ہو اور صلوٰۃ لغت مین
دعا ہو تو نماز پڑھنے والا اللہ تعالیٰ سے دعا تمام اعضا و جوارح کے ساتھ کرتا ہو تو اسکے
سب اعضا زبان بنجاتے ہین جنکے ساتھ بندہ ظاہراً اور باطناً دعا کرتا ہو اور ظاہر
شریک باطن عاجزی اور سائل محتاج متضرع کی ہیی خوشامدی صورت بدنی مین
ہوجاتا ہو پس جب کہ بتمامہ دعا کرتا ہو تو اُسکا مالک قبول کرتا ہو اسواسطے کہ اُسنے وعدہ
اسکا فرمایا ہو اور کہا ہو کہ مجھ سے دعا مانگو مین تمھارے لیے قبول کرونگا۔ خالد ربعی
کہا کرتا کہ مجھے اس آیت اُدْعُونِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ نے تعجب مین ڈالا اور خوش کیا کہ اُنکو
دعا کے لیے حکم دیا اور اُنسے اجابت کا وعدہ کیا کہ اُسکے درمیان کوئی شرط نہین ہے اور
استجابت اور اجابت بندہ کی دعا کا نفوذ اور جاری ہونا ہو پس جو سچا دعا مانگنے والا
اُس شخص کو جس سے وہ دعا مانگتا ہو چاہنے والا ہو اُسکے نور تعین سے دعا پردون کو چاک
کرڈالتی ہو اور اللہ تعالیٰ کے حضور مین حاجت کا تقاضا کرتی ہوئی جا کھڑی ہوتی ہو
اور اس امت کو اللہ تعالیٰ نے فاتحۃ الکتاب یعنی سورۂ الحمد کے نازل کرنیکے ساتھ مخصوص
کیا اور اُسمین دعا پر ثنا کو تقدیم ہو تا کہ وہ قبول جلد ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم
اپنے بندون کو دعا کی کیفیت ہو اور فاتحۃ الکتاب وہ سبع المثانی یعنی سات
آیات دو بار نازل شدہ اور قرآن عظیم ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ
سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ۔ بعضون نے کہا ہو کہ مثانی ہو اسواسطے نام اسکا
رکھا گیا ہو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو مرتبہ نازل ہوئی ایک بار
مکہ مین اور ایک بار مدینہ مین اور ہر ایک بار کہ وہ نازل ہوئی حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دوسرا ہی فہم تھا بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

واسطے ہر بار کہ اسکو دوہرا کر دیر تک پڑھا کرتے تھے ایک اور ہی فہم ہوتا تھا اور یہی
حال اُن محقق نمازیوں کا آپ کی اُمت مین سے ہر کہ اُنکو عجیب اسرار اُنکے منکشف
ہوتے ہین اور ہر ایک دفعہ اُنکے لیے موتی اُسکے دریا کے پھینکے اور دیے جاتے ہین
اور بعضون نے کہا ہر کہ مثانی اُسکا نام اسواسطے رکھا گیا ہر کہ وہ دوسرے رسولون سے
استثنا کی گئی اور اُنکو نہین عطا ہوئی اور وہ سات آیات ہین - اور ام رومان نے
روایت کی کہا ابوبکر رض نے مجھے دیکھا اور اسوقت مین نماز مین جھکتی تھی تو مجھے
بہت جھڑکا قریب تھا کہ مین اپنی نماز سے پھر آؤن پھر کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سُنا ہر کہ آپ فرماتے تھے جب تم مین سے کوئی نماز مین کھڑا ہو تو چاہیے
کہ اُسکے اطراف یعنی ہاتھ پانؤن یہودیون کی طرح خم نہون ہر آئنہ اطراف کا سکون
نماز کے تکملہ اور تمامی سے ہر اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہر کہ اللہ تعالی کے ساتھ خشوع نفاق سے پناہ مانگو عرض کی گئی کہ خشوع
نفاق کیا چیز ہر آپ نے فرمایا کہ بدن کا خشوع اور قلب کا نفاق ہر اور یہود کا
جھکنا سو کہا گیا ہر کہ موسے علیہ السلام بنی اسرائیل سے ظاہر امور کا تعامل کرایا
کرتے تھے اُس چیز کی قلت سے کہ جو اُنکے باطن مین تھی تو وہ امور کی ہیبت دلاتے اور
اُنکی عظمت کراتے تھے اور اسی وجہ سے اُسکی طرف اللہ تعالی نے وحی بھیجی کہ توریت
کو طلا سے محلی اور مذہب کیا جائے اور میرے قلب مین یہ القا ہوا اور اللہ
زیادہ دانا ہر کہ موسیٰ عزیز اُسکی نماز مین اور مناجات کے محل مین واردات نازل
ہوتی تھی تو اُسکے سبب باطن اُسکا تموج کرتا تھا جیسے ایک سمندر ہو ٹھہرا ہو اگر اُسپر
ہوا چلے تو لہرین تلاطم کرتی ہین سو موسیٰ علیہ السلام کا جھکنا اور خم کرنا دریائے قلب
کی لہرون کا تلاطم تھا جبکہ اُسپر فضل اور مہربانی کی ہوائین چلتی ہون اور بسا اوقات
روح حضرت الٰہی کی طرف جھانکتی ہر تو وہ اوپر کو ہکتی ہر اور قالب کو اُس سے

سنا جوڑی اور میل جول ہوا ہوا سکے قالب بے قرار ہوتا اور تلملاتا ہو اور پیچ و تاب
کھاتا ہو سو ہو دِ سنے اُسکے ظاہر کو دیکھا تو وہ جھکنے اور ٹنگنے لگے بدون اُسکے
کہ باطنوں کو اُنکے اس کیفیت سے بہرہ ہوا اور اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا انکار کرتے ہوئے اُن لوگون پر جو وسوسہ والے ہیں کہ ہمیں طرح
اللہ تعالیٰ کی عظمت بنی اسرائیل کے دلون سے جاتی رہی یہان تک کہ اُسکے
بدن حاضر رہے اور دل اُنکے غائب ہو گئے اللہ تعالیٰ نہیں قبول کرتا اُس شخص کی نماز
کو جسمین اُسکا قلب حاضر نہو جسطرح کہ اُسکا بدن حاضر ہوتا ہو اور ہر آئینہ آدمی ہمیشہ
نماز پڑھا کرتا ہو اور اُسکے لیے دسوان حصہ بھی نہیں لکھا جاتا جبکہ اُسکا دل بھولا ہوا
اور کھیلتا ہوا ہو۔ اور جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نماز فرض کی ہیں اور
ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ نماز ستون دین کا ہو تو جسنے
نماز کو چھوڑ دیا تو وہ کافر ہو گیا تو نماز سے بندگی اور عبودیت کی تحقیق اور اثبات
اور حق ربوبیت اور تمام عبادات کا ادا کرنا ہے صلوٰۃ کی تحقیق کے وسائل ہیں سہل
بن عبداللہ نے کہا ہو کہ بندہ سنتیں، مؤکدہ کا تکمیل فرائض کے لیے محتاج ہو اور تکمیل
سنن کے لیے نوافل کا اور تکمیل نوافل کے لیے آداب کا محتاج ہو۔ اور ادب سے
ایک ترک دنیا ہو۔ اور جو چیز کہ اُسکا ذکر سہل نے کیا ہو وہ معنی اس قول کے ہیں جو
عمرؓ نے منبر پر کہا ہو کہ آدمی اپنے بال اسلام میں سفید کر دیتا ہو اور حالانکہ اللہ تعالیٰ
کے واسطے اُسنے نماز کو کامل نہیں کیا سوال کیا گیا کہ یہ کیونکر اور کیا بات ہو۔ فرمایا
کہ نماز میں اُسکا خشوع اور تواضع اور اللہ تعالیٰ کی طرف اُسکی رجوع پوری اور کامل
نہیں ہوتی۔ اور احادیث میں ہر آئینہ وارد ہوا ہو کہ جب نماز میں بندہ کھڑا ہوتا ہے
اُس حجاب کو جو اُسکے اور اُسکے درمیان ہو اُٹھا دیتا ہو اور اپنے وجہ کریم سے اُسکے
مواجہہ ہوتا ہو اور ملائکہ اُسکے دونون شانون کے پاس سے ہوا کی طرف کھڑے

ہوتے ہیں اور اُسکی صلوٰۃ کے ساتھ صلوٰۃ پڑھتے ہیں اور اُسکی دعا پر آمین کہتے ہیں اور مصلی کی یہ
حالت ہوتی ہے کہ قبولیت اور خوشنودی آسمان کے اوپر سے اُسکے سر پر نثار کیجاتی ہے
اور اُسکو منادی پکارتا ہے کہ اگر نمازی کو معلوم ہوتا کہ کسکے ساتھ مناجات اور
سرگوشی کرتا ہے تو وہ التفات نہ کرتا اور وہ منہ پھیرتا اور ہر آئنہ نمازیوں کے لیے
اللہ تعالے نے ہر ایک رکعت میں جمع کیا ہے اُن چیزوں کو جو اہل آسمانوں پر تقسیم
کیا ہے اور اللہ تعالے کے واسطے بہت سے ملائک ہیں رکوع میں کہ وہ جب سے
اللہ تعالیٰ نے اُنکو پیدا کیا ہے قیامت تک رکوع سے نہیں اُٹھے اور اسی طرح
سجدہ میں اور قیام اور قعود میں ہیں اور بندہ حاضر اور آگاہ بیدار اپنے رکوع
میں اُنمیں سے راکعین کی صفت سے متصف ہوتا ہے اور سجدے میں ساجدین کی
صفات سے اور ہر ایک ہیئت میں یہی اُسکا حال ہے اور وہ بندہ گویا اُن فرشتوں
میں سے ایک درنگے درمیان میں ہوتا ہے اور غیر فریضہ میں مصلی کے سزاوار ہے کہ
اپنے رکوع میں مکث اور درنگ کرے رکوع سے بدقت اُٹھتا ہوا رفع سے غیر متہم ہو
اور اگر ماندگی بحکم خلقت اور بشریت اُسمیں راہ پائے تو اُس سے استغفار کرے
اور اس ہیئت کی استدامت اور استمرار کرے اور تاکہ میں اسکے رہے کہ خشوع
کا مزہ چکھے جو اس ہیئت کے لائق ہے تاکہ اُسکا قلب ہیئت کے رنگ پر آجائے
اور بسا اوقات سچے رکوع کرنے والے کو اپنے تئیں دیکھ پڑتا ہے کہ اُسکا قصد رکوع اور
سجود کی حالت میں اسپر سبقت لے گیا ہے کہ اُس رکوع یا سجود سے اُٹھے جبتک
کہ وہ ہیئت خاص اپنا پورا حق کرے تو اُسکا قصد کرتا اس ہیئت میں مستغرق
اُسمیں ہونا ہے اور اُسی کے ساتھ مشغول رہنا ہے فارغ اُن ہیئتوں سے جو اس
ہیئت کے سوا ہیں۔ تو اُس سے زیادہ خدا اُسکو ہر ایک ہیئت کی برکت سے مزید
ہوتا ہے اسواسطے کہ جبلت جسکا تقاضا طبیعت کرتی ہے باب فتوح کو بند کردیتی ہے اور

نفحات الٰہیہ کے جھکنے کے مقامات مین قرار پاتا ہی یہانتک کہ بندہ کا نصیب اور حظ
پورا اور کامل ہوجاتا ہی اور اُسوقت اُسکے آثار حسن موانست جولی سی محو ہوجاتے ہین
اور وصال کے مقام مین قرار پاتا ہی۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ نماز مین چار ہئیت مین
اور چھ ذکر ہین۔ سو چار ہئیت قیام اور قعود اور رکوع اور سجدہ ہین اور چھ ذکر یہ
ہین تلاوت تسبیح حمد استغفار دعا درود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تو یہ سب
عشرہ کاملہ ہوے کہ یہ دس ملائکہ کی دس صفون پر منقسم ہین کہ ہر ایک صف دس
ہزار کی ہی پس دو رکعتون مین وہ چیزین جمع ہوتی ہین جو ایک لاکھ فرشتون کو
تقسیم ہین۔

سینتیسوان باب اہل قرب کی نماز کے وصف مین

اور اس فصل مین ہم نماز کی کیفیت اسکی سُنتون اور شرطون اور آداب ظاہری اور
باطنی کے ساتھ پوری پوری اُس انتہا درجہ تک کہ ہمارا فہم و علم اُسکو علی الوجہ پہونچا ہم
ہر ایک چیز مین اُس سے نقل اقوال سے قطع نظر کرکے بیان کرینگے اُسواسطے کہ اُسمین
کثرت ہی اور حد ایجاز و اختصار سے مقصود باہر نکل جاے گا اور اللہ ہی کے ساتھ
توفیق ہی۔ بندہ کو سزاوار ہی کہ نماز کے لیے اُسکے وقت آنے سے پہلے وضو اور
طہارت کرے اور وضو کو نماز کے وقت آنے پر نہ ڈالے اسواسطے کہ یہ امر نماز کی محافظت
سے ہی اور وقت کے پہچان مین زوال اور تفاوت اقدام کی پہچان کی حاجت ہوگی
اسواسطے کہ دن کبھو بڑا ہوتا ہی اور کبھو چھوٹا ہوتا ہی اور زوال معتبر اسطرح ہی کہ سایہ
جبتک کم ہوتا رہے تو وہ نصف اول دن کا ہی اور جب سایہ مین کی شروع ہوئی
تو زوال نصف آخر دن کا ہی اور ہر آئینہ سورج ڈھل گیا یہ قاعدہ زوال کی پہچان
کا ہی اور جب زوال پہچانا گیا اور یہ کہ سورج کتنے قدم پر ڈھلتا ہی تو وقت کو

اول اور اُسکا آخر اور عصر کا وقت پہچانا جاسے گا اور منازل کی شناخت کی
حاجت ہوتی ہی تاکہ فجر کا طلوع معلوم ہو اور اوقات شب کے دریافت ہوین اور
تحریر اسکی طولانی ہی اور اسکی ضرورت ہوگی کہ اُسکے لیے ایک باب جداگانہ ہو ۔ سو
جب نماز کا وقت آوے پہلے سنت موکدہ پڑھے اسمین سر اور حکمت ہی یہ امر اور
اسد زیادہ دانا ہی اس لیے کہ بندہ کے باطن مین پراگندگی اور اسکی ہمنگ بھنگی
ہوجاتی ہی جب کہ لوگون کے ساتھ میل جول یا معاش کے کامون مین مشغولی
یا بھول چوک جو خلقی طور پر رہے یا عادت کے موافق کھانے یا سونے کی طرف ہمت
اُسکی مصروف ہو اُسکو مبتلا کرے سو جبکہ پہلے سنت پڑھے گا تو اُسکا باطن نماز کی
طرف کھنچتا ہی اور مناجات کے لیے وہ آمادہ ہوتا ہی اور سنت موکدہ سے اثر اُسکی
غفلت اور کدورت کا باطن سے جاتا رہتا ہی اور باطن مین صلاحیت آجاتی ہی
اور فرض کے لیے مستعد اور آمادہ ہوجاتا ہی تو سنت ایک مقدمہ صالحہ ہی جس سے برکات
آثاری جاتی ہین اور نفحات کو راہ ملتی ہی اُسکے بعد فرض کے وقت اسد تعالیٰ کے
ساتھ توبہ نئے سر سے کرے ہر گناہ سے جو اُسنے کیا ہو اور گناہ ہون بعضے عام ہین اور
خاص ہین سو عام تو کبیرہ اور صغیرہ ہین جنکی طرف شرع نے اشارہ کیا ہی اور کلام اللہ
اور حدیث مین آیا ہی اور خاص حال شخص کے گناہ ہین پس ہر شخص خواہ کوئی ہو
اُسکے حال کی صفائی کے موافق کچھ گناہ اُسکے ہوتے ہین کہ جو اُس کے حال
کو چھید جاتے ہین او اُنکو صاحب حال جانتا ہی اور کہا گیا ہی کہ ابرار لوگون کے
حسنات مقربین کے سیآت ہین ۔ پھر نماز جماعت بغیر نہ پڑھے ۔ رسول اللہ
صلی اسد علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جماعت کی نماز منفرد کی نماز سے ستائیس درجہ
فضیلت مین زیادہ ہی پھر قبلہ کی طرف ظاہر مین منھ کرے اور درگاہ الٰہی کی
طرف باطن مین توجہ کرے اور قل اعوذ برب الناس پڑھے اور اپنے دل مین

آیت توجہ کے یعنی اِنِّی وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ
مَّا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۔ اور یہ توجہ نماز سے پہلے ہی اور یاری اور کشودگی طلب اُسکے
ظاہر کے مُنھ کے لیے قبلے کی طرف پھرنے کے ساتھ ہی اور تخصیص ہی اسکے جہت
کی توجہ کے ساتھ نماز کی جہت کے علاوہ ہی بعد ازان دونون ہاتھ اپنے
دونون شانون کے برابر اُٹھائے اسطرح سے کہ اُسکی دونون ہتھیلیان برابر اُسکے دونون
شانون کے ہو وین اور اُسکے دونون انگوٹھے اُسکے دونون کان کی لَو کے پاس
ہون اور اُنگلیون کے سرے کانون کے ساتھ ہون اور اُنگلیان آپس مین ملی ہوئی
ہون اور جو اُنکو کھلی ہوئی رکھے تو بھی جائز ہی اور ملانا اولیٰ ہی اسواسطے کہ بعضون نے
کہا ہی کہ نشر کھولنا ہتھیلی کا ہی نہ اُنگلیون کا کھولنا ہی اور تکبیر کہے اور اکبر کی
ب اور ر کے بیچ مین الف کو نہ لائے اور اکبر کو جزم سے کہے اور اللہ کی لفظ مین
مد کرے اور اُسے بڑھائے اور اللہ کی لفظ مین مد کو زیادہ نہ بڑھائے اور تکبیر شروع
نکرے الا اُسوقت کہ دونون ہاتھ دونون شانون کے برابر ٹھہر جائین اور اُن
دونون ہاتھ کو تکبیر کے جھٹکے بغیر چھوڑے ۔ سو وقار یہ ہی کہ جب قلب کو سکون و قرار
ہو جائے تو اُسکے ساتھ اعضا اور جوارح قلب کی شکل بنجائین اور اولیٰ اور اصوب
کے ساتھ قوت پائین اور نماز کی نیت اور تکبیر کو اسطرح ملائے اور جمع کرے کہ تکبیر کی
حالت مین اُسکے قلب سے یہ بات جاتی نرہے کہ وہ یہ نماز البتہ پڑھتا ہی ۔ جنید سے حکایت
کی گئی ہی کہ اُسنے کہا ہی ایک شے کے لیے ایک خالص اور برگزیدہ اُسکا ہی اور نماز کا
صفوہ تکبیر اولیٰ ہی اور وجہ اسکی کہ تکبیر اولیٰ صفوہ ہی اسکے سوا نہین کہ وہ محل
نیت اور ابتدائے نماز ہی ۔ ابو نصر سراج کا قول ہی کہ مین نے سالم سے سنا ہی کہ وہ
کہتا تھا کہ نیت اللہ کے ساتھ اللہ کے واسطے اور اللہ کی طرف سے ہی اور آفتین جو
بندہ کی نماز مین نیت کے پیچھے دشمن اور دشمن کے حصہ کی اگرچہ کتنی ہی زیادہ ہون

اس نیت کے ہم وزن نہیں ہوتین جو اللہ کے واسطے اللہ کے ساتھ ہون اور
ہرچند وہ کتنی ہی قلیل ہو۔ اور ابو سعید خراز سے پوچھا گیا کہ نماز مین کس طرح
داخل ہونا چاہیے تو اُنہنے کہا کہ تو اللہ تعالیٰ کے حضور مین اسطرح آوے کہ قیامت کے
روز اُسکے سامنے حاضر ہو اور اللہ تعالیٰ کے روبرو اسطرح کھڑا ہو کہ تیرے اور اُسکے
درمیان کوئی ترجمان نہو اور وہ تیرے سامنے ہو اور تو اُس سے بات چیت کرے اور تو
جانے کہ جسکے سامنے تو کھڑا ہوا ہی وہ بڑا بادشاہ ہی۔ اور بعضے عارفون سے پوچھا گیا
آپ کسطرح تکبیر اولے کہتے ہین تو کہا جب تو اللہ اکبر کہے تو چاہیے کہ تیرے ساتھ لفظ اللہ
مین تعظیم الف کے ساتھ اور ہیبت لام کے ساتھ اور مراقبہ و قرب ہا کے ساتھ ہو
اور جاننا چاہیے کہ آدمیون مین سے بعضے وہ ہوتے ہین کہ جب اُسنے کہا اللہ اکبر
تو وہ عظمت اور کبریا مین غائب ہو گیا اور نور سے اُسکا باطن معمور ہو گیا اور تمام دنیا
اُسکے شرح سینہ کی فضا مین ایک رائی کے دانہ کے برابر ہو گئی جو کہ دشت و بیابان کی
زمین مین ہو پھر وہ رائی کا دانہ جھٹکا دیا گیا تو وہ کیا وسوسہ اور حدیث نفس سے ڈریگا
اور کیا وہ دل مین دنیا سے خیال کریگا جو رائی برابر ہو گئی پھر وہ جھٹکا دی گئی پس
ایسے بندے کو وسوسے اور حدیث نفس کسطرح مزاحمت کریگی اور حالانکہ مطالعہ عظمت
اور اُسمین ربودگی وجودنیت سے غٹ بٹ ہو گئی ماسوا اسکے کہ کمال لطافت حال سے
روح مطالعہ عظمت کے ساتھ مختص ہوتی ہی اور قلب نیت کے ساتھ متمیز ہوتا ہی
تو نیت اپنی بہت لطیف صفات کے ساتھ موجود ہوتی ہی کہ نور عظمت مین ایسی
مندرج ہوتی ہی جیسے ستارے آفتاب کے نور مین مندرج ہوتے ہین پھر اپنے
داہنے ہاتھ سے بایان ہاتھ اپنا پکڑے بعد اُن دونون کو سینہ اور ناف کے درمیان
اور داہنے کو اُسکی کرامت کے سبب بائین کے اوپر رکھے اور کلمہ کی انگلی اور بیچ کی
انگلی کو کلائی پر کھینچے اور دونون طرف سے تینون باقی انگلیون کے ساتھ

بائین ہاتھ کو پکڑے - اور پھر آنحضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں
فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ فرمایا ہی کہ وہ داہنے ہاتھ کا بائین ہاتھ پر سینہ کے نیچے ہو اور بعض لوگ
کہ سینہ کے نیچے کو عرف نحر کہتے ہین یعنی اپنا ہاتھ نحر پر رکھ - اور بعض صوفیہ نے کہا ہی نحر
یعنی قبلہ کی طرف اپنے پیش سینہ سے رخ کر اور اسمین ایک راز مخفی ہی جو پردہ
غیب سے اُس طرف مکشوف ہوتا ہی اور وہ یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت لطیف
ساتھ آدمی کو پیدا کیا اور اُسکو شرف دیا اور بزرگ کیا اور اُسکو اپنی نظر کا محل ا
وحی کا ورودگاہ بنایا اور اپنی زمین و آسمان کی مخلوقات کا زبدہ اور انتخاب کیا
روحانی ہی اور جسمانی ارضی ہی اور سماوی راست قامت اور مرتفع صورت ... اسکا
اوپر نصف دل کی حد سے ہی جسمین اسرار سماوی امانت رکھے گئے ہین اور اُسکے نیچے
کا نصف سو اُسمین زمین کے اسرار رکھے ہوے ہین سو اُسکے نفس کا محل اور مرکز
نصف اسفل ہی اور اُسکی روح روحانی اور قلب کا محل نصف اعلیٰ ہی تو روح کے
جذبات نفس کے جذبات سے مقابلہ اور محاربہ کرتے ہین اور اُنکی مدافعت اور
اُنکے باہم غالب مغلوب ہونے کے اعتبار سے فرشتہ اور شیطان کی آمد اور قربت
ہوتی ہی اور نماز کے وقت زیادہ تر تار و اور مقابلہ ہوتا ہی یہانتک کہ ایمان اور طبیعت میں
باہم کشش ہوتی ہی اس حالت مین نمازی جسکا قلب سماوی ہوگیا ہی فنا اور بقا
درمیان آمد و شد کرنے والا مکاشف ہوتا ہی اس سبب سے کہ نفس کے جذبے اپنے
مرکز سے بلندی کو جاتے ہین اور جوارح اور اُنکی گردش و حرکت کیلیے باطن کے معانی کے
ساتھ ارتباط اور موازنہ ہی پس داہنے ہاتھ کے بائین پر رکھنے سے نفس کا اپنے جاذبون
کی اونچی چڑھائی سے باز رہنا اور رک جاتا ہی اور اسکا نشان وسوسہ کے دفع
ہونے اور حدیث نفس کے موقوف ہونے سے نماز مین ظاہر ہوتا ہی - پھر جبکہ روح
جذبے غالب ہوتے ہین اور وہ سر سے پانْوں تک مالک بنجاتی ہی اُسوقت کہ

ن کامل ہو اور آنکھوں کی ٹھنڈک مقرر اور سلطان مشاہدہ غالب ہو تو نفس مقہور ذلیل
ہو جاتا ہے اور روح نور سے استحکام کرتا ہے اور روشن ہو جاوے اور اسوقت نفس کی
شتین جاتی رہتی ہیں اور جتنا کہ نفس کا مرکز نورانی ہوتا ہے اسقدر عبادت کی گرانی
ر بارگی دور ہو جاتی ہے اور اسوقت نفس کے مقابلہ سے اور داہنا ہاتھ بائین ہاتھ پر رکھنے
سے جذبے روکنے سے بے پروا ہو جاتا ہے تو اسوقت نمازی اسبال کرتا ہے یعنی ہاتھ
چھوڑ دیتا ہے اور شاید اسی واسطے اور اسپر دال ہے وہ حدیث ہے جو رسول صلی اللہ
علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہے کہ ہر آئینہ آپ نے نماز پڑھی ہاتھ چھوڑ کر اور وہ مالک رحمۃ اللہ کا
مذہب ہے پھر پڑھے وَجَّهْتُ وَجْهِيَ الآیۃ اور یہ توجہ اور رخ کرنا قلب کے منھ پاک صاف
کرنے کے لیے ہے اور وہ توجہ جو نماز سے پہلے تھی قالب کے منھ کے لیے تھی بعد ازان کہے
سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ اللَّهُمَّ أَنْتَ
الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ
بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ
فَإِنَّهُ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا فَإِنَّهُ لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا
أَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ بِيَدَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ
إِلَيْكَ اور اپنے قیام میں اپنے سر کو جھکائے رکھے اور نظر اسکی سجدہ کی
جگہ کی طرف رہے اور قیام قد کے سیدھے ہونے سے پورا اور کامل ہوتا ہے
اور تھوڑا جھکنا بھی جو دونوں زانو اور نشستگاہ اور بدن کے موڑ توڑ کے
مقاموں میں ہو وہ سب دور کرے اور ایسا کھڑا ہو کہ گویا اپنے تمام بدن سمیت
زمین کی طرف دیکھ رہا ہے سو یہ تمام بدن اجزا کے خشوع سے ہے اور قلب میں خشوع
ہونے سے بدن میں خشوع پیدا ہوتا ہے اور دونوں قدم کے درمیان چار انگلیوں
کے برابر فرق رکھے ہو واسطے کہ دونوں ٹخنوں کا مل جانا صفد اور قید ہے جو منع ہے

ہی اور دو پانؤن مین سے ایک کو نہ اُٹھائے اسواسطے کہ وہ صفن ہی جس سے منع کیا
رصفن گھوڑے کا تین پانؤن پر کھڑا ہونا اور چوتھے پانؤن کا سم زمین پر ٹکانا
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفن اور صفد سے نہی فرمائی اور ہر گاہ
صفن ممنوع ہی تو ایک پانؤن پر بوجھ دینے مین ایک معنی صفن کے پائے جاتے ہین
پس اعتدال کی رعایت پوری دونون پانؤن پر بوجھ دینے مین ہی اور اشتمال صما ر
بھی مکروہ ہی اور وہ یہ ہی کہ نمازی اپنے ہاتھ کو اپنی چھاتی کی طرف نکالے اور سدل
سے اجتناب کرے اور وہ یہ ہی کہ اپنے جامہ کے کنارون کو زمین کی طرف لٹکائے
کہ اسمین تکبر کے معنے ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ وہ یہ ہی کہ نمازی اپنے تئین
کپڑون مین لپیٹے اور ہاتھ اپنے جامہ کے اندر کرلے پھر رکوع کرے اور سجدہ
کرے ایسا ہی ہی اور اُسی مین داخل ہی جب کہ اپنے دونون ہاتھ قمیص اور کرتہ
مین کرلے۔ اور کفت سے پرہیز کرے اور وہ یہ ہی کہ اپنے لباس کو سجدہ کے
وقت اپنے دونون ہاتھ سے اُٹھائے اور اختصار مکروہ ہی اور اختصار اپنے
ہاتھ کا تہیگاہ پر رکھنا ہی۔ اور صلب مکروہ ہی اور وہ دونون تہیگاہ یعنی کوکھون
پر دونون ہاتھون کا برابر رکھنا ہی اور دونون بازو پسلیون سے علٰحدہ کرے
سو جب کہ نماز مین کھڑا اس ہیئت سے ہو جسکا ہم نے ذکر کیا سب مکروہات سے
بچا ہوا تو ہر آئنہ قیام پورا اور کامل کیا پھر توجہ کی آیت اور دعا پڑھے جیسا کہ ہم نے
ذکر کیا ہی بعد اُسکے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اور اُسے ہر ایک رکعت مین
قرأت سے پہلے کہے اور سورۂ فاتحہ پڑھے اور مابعد فاتحہ کا پڑھے قلب کے حضور
اور نفس کی جمعیت اور دل و زبان کی موافقت سے جسمین خطرات فرق اور دخل
اور ہیبت اور عاجزی اور خوف اور تعظیم اور وقار اور مشاہدہ اور سرگوشی سے ہو
اور جب وہ امام ہو اور فاتحہ اور مابعد فاتحہ کے دو سکتے سکوت مین یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَنَقِّنِیْ مِنَ الْخَطَایَا
کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ
وَالْبَرَدِ ۔ تو بہتر ہے اور اگر اسکو پہلے سکوت میں پڑھے تو بہتر ہے حضرت نبی علیہ السلام
سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے اسکو فرمایا ہے اور اگر نمازی اکیلا ہو تو اسے قرارت
سے پہلے پڑھے اور بندہ سمجھے کہ اسکی تلاوت زبان کی گویائی ہے اور اسکے معنے دل کی
گویائی ہیں اور ہر ایک مخاطب جو کسی ایک شخص سے اپنی زبان میں کلام کرتا ہے
اور اسکی زبان اس بات کی تعبیر کرتی ہے جو اسکے دل میں ہے اور اگر متکلم کو
اس شخص کا سمجھانا جس سے وہ کلام کرتا ہے دوسری زبان میں ممکن ہے تو ایسا کرتا ہے
ولیکن جہان فہمائش بغیر کلام کے متعذر ہو تو زبان کو ترجمان کرتا ہے سو جب کہ
زبان سے کہے اور قلب اسکے موافق نہو تو زبان اسکی ترجمان ہے اور نہ تاری
متکلم ہے جسکا یہ قصد ہو کہ اللہ تعالے کو اپنی حاجت سناوے اور نہ وہ اللہ
سبحانہ کی طرف کان رکھنے والا ہے جس سے کہ وہ اس مطلب کو سمجھے جسکا اسے مخاطب
کرتا ہے اور اسکے پاس زبان کی حرکت کے سوا اور کچھ نہیں ہے ایسے قلب کے ساتھ
جو غافل اس مطلب کے قصد سے ہے جو وہ کہتا ہے تو یہ سزاوار ہے کہ وہ کلام کرنے والا
سرگوشی کے ساتھ ہو یا کہ سُننے والا یا دل رکھنے والا ہو پس نماز میں خصوصیت والوں کا
کم سے کم مرتبہ یہ ہے کہ تلاوت یعنی قرآن خوانی میں دل اور زبان دونوں جمع اور متحقق
ہوں اور اسکے سوا اور حوال بھی خاص لوگوں کے ہیں جنکی شرح دراز ہے بعض
صوفیہ نے کہا ہے کہ میں کبھی نماز میں نہیں مشغول ہوا کہ اپنی قرارت کے سوا کسی
دوسری چیز نے مجھے رسیہ آرام کیا ہو ۔ اور عامر بن عبد اللہ سے لوگوں نے پوچھا کہ
آپ نماز میں دنیا کے کاموں سے کچھ پاتے ہیں تو کہا اگر نیزوں کی نوک میرے
چبھوئی جائیں تو مجھے زیادہ اس سے لگتی ہیں کہ وہ میں یاد کروں جو تم نماز میں

پاتے ہو۔ اور بعضے ایسے لوگ ہین کہ جب وہ اللہ کی طرف نماز مین متوجہ ہوتے ہین تو
انابت کے معنی کو پہونچتے اور اُس صفت کے مصداق ہوتے ہین اسواسطے کہ
اللہ تعالیٰ نے انابت یعنی رجوع الی الحق کو مقدم کیا ہے اور فرمایا ہے کہ مُنِیْبِیْنَ اِلَیْہِ
وَاتَّقُوْہُ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے
ڈرتا ہے اس طریقہ سے کہ وہ ماسوی اللہ سے بری اور بیزار ہوتا ہے اور ایسے سینہ سے جو
اسلام کے ساتھ منشرح اور ایسے قلب کے ساتھ جو نور انعام سے کشادہ ہے نماز پڑھتا ہے
ایک کلمہ قرآن کا اُسکی زبان سے نکلتا ہے اور اُسکے تئین اپنے دل سے سنتا ہے کیونکہ وہ
کلمہ ایسے قلب کی فضا مین گرتا ہے جہان اسکے سوا دوسری کوئی چیز نہین ہے تب اُسکا
مالک قلب حسن فہم اور نعمت سماعت کی لذت سے نچاتا ہے اور حلاوت استماع اور
یادداشت کامل سے اُسکو مزہ لے لے کر پی جاتا ہے اور اُسکے معنی لطیف اور فحوی
شریف کا ادراک کرتا ہے اور وہ ایسے معانی ہین جو تفصیل ذکر سے لطیف تر ہین اور
فکر خفی کے ساتھ مشکل ہوتے ہین اور معنی قرآن کا ظاہر قوت نفس ہو جاتا ہے سو نفس مطمئنہ
معانی قرآن کے ساتھ اپنی حدیث کا عوض اور بدل حاصل کرتا ہے اسواسطے کہ وہ معانی قرآن
معانی ظاہرہ ہین جو عالم حکمت اور شہادت کی طرف متوجہ ہین جسکی مناسبت نفس سے
قریب ہے جو رسم حکمت کے قائم کرنے کے لیے بنایا گیا ہے اور قرآن کے معانی باطنی جسکے ساتھ
کشف عالم ملکوت ہوتا ہے قوت قلب ہے اور روح مقدس کو عظمت متکلم کے مطالعہ کے سبب
پھر اکر پردہ ہاے جبروت تک پہونچاتے ہین اور ایسے ہی مطالعہ کے باعث استغراق کامل
دریاہاے اشواق مین ہوتا ہے جیسا کہ مسلم بن یسار سے منقول ہے کہ اُسنے ایک روز مسجد
بصرہ مین نماز پڑھی اُسوقت مسجد کا ایک ستون گر پڑا جسکے گرنے کی آواز بازار والون نے
سنی اور وہ نماز مین کھڑا ہوا تھا اور اُسکو کچھ علم اسکا نہوا بعد ازان جبکہ رکوع کا ارادہ کرے تو
قرارت مین سے رکوع مین جاوے بعد ازان قد کو جھکاتے ہوے رکوع کرلے در حقیقت

آدھا ننیچے کا بدن قیام مین بدستور اپنی حالت پر رہے بغیر اسکے کہ دونون زانوؤن مین کچھ خمیدگی اور جھکاؤ ہو اور دونون کہینون کو علیحدہ لنیے دونون پہلوؤن سے کرے اور گردن کو اپنی پیٹھ سے دراز کرے اور اپنی ہتھیلیان لنیے دونون زانوون پر انگلیان کہولکر رکھے مصعب بن سعد نے روایت کی ہو کہ مین نے سعد بن مالک کے برابر نماز پڑھی تو مین نے لنیے دونون ہاتھ دونون گھٹنون اور رانون کے بیچ مین رکھے اور اُن دونون کو ملا دیا تو میرے ہاتھون پر ضرب دی اور کہا اپنی دونون ہتھیلیون کو اپنے دونون زانوؤن پر رکھ اور کہا اے فرزند ہم بھی ایسے ہی کرتے تھے تو ہمین حکم دیا گیا کہ گھٹنون پر ہاتھون کو رکھین اور کہسین سبحانہ ربی العظیم تین بار اور وہ کمال اور پورے کا ادنے درجہ ہو اور پورا کامل یہ ہو کہ گیارہ بارہ کہے اور جس قدر پڑھے تو اسوقت پڑھے کہ رکوع مین متمکن اور جاے گرفتہ ہو جائے اور بدون اسکے کہ سر اُٹھانے کے ساتھ اسکے آخر کو ملالے اور رکوع مین جانے کے لیے اور رکوع سے سر اُٹھانے کے لیے رفع یدین کرے یعنی دونون ہاتھ اپنے اُٹھائے اور لنیے رکوع مین لنیے دونون قدمون کی طرف دیکھتا رہے اسواسطے کہ وہ خشوع سے اقرب اسکی نسبت ہو کہ سجدہ گاہ کی طرف دیکھے اور سجدہ کے مقام کو اُسی وقت دیکھے کہ جب وہ قیام کرے اور تسبیح یعنی سبحان ربی العظیم کے بعد کہے اللہم لک رکعت ولک خشعت وبک آمنت ولک اسلمت خشع لک سمعی وبصری وعظمی ومخی وعصبی اور قلب اُسکا رکوع مین رکوع کے معنی کے ساتھ متصف ہو جو تواضع اور فروتنی ہو بعد ازان سر اُٹھائے کہتے ہوے سمع اللہ لمن حمدہ اس حالت سے کہ اپنے دل مین اُس چیز کو جانتا ہو جو کچھ کہ وہ کہتا ہو پھر جب کہ وہ پورا کھڑا ہو جائے تو جہر کرے اور کہے ربنا لک ملاء السموات وملاء الارض وملاء ما شئت من شئی بعد بعد ازان کہے اہل الثناء والمجد احق ما قال العبد وکلنا لک عبد لا مانع لما اعطیت

ولا معطے لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد اور اگر نوافل مین قیام کو رکوع سے سر اُٹھا کر طول دے تو چاہیے کہ یہ کہے لربی الحمد دو بارہ اور سہ بارہ جب تک کہ چاہے مگر فرض مین طول مین زیادہ حد سے نہ دے اور رکوع سے سر اُٹھانے مین اسپر قناعت کرے کہ اعتدال تمام کے ساتھ پیٹھ سیدھی کرے۔ حدیث مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہی کہ ہر آئنہ آپ نے فرمایا ہی کہ اللہ اُس شخص کی طرف نہین دیکھتا ہی جو رکوع اور سجود کے بیچ مین اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے پھر سجدہ کرتے ہوے گرے اور اس گرنے مین وہ تکبیر کہتا ہوا بیدار حاضر خشوع کرتا ہوا خبردار اُس چیز سے جسمین وہ گرتا ہی اور جسکی طرف وہ گرتا ہی اور جسکے واسطے گرتا ہی پس سجدہ کرنے والون مین سے بعضے وہ ہین جن کو کشف اسکا ہوتا ہی کہ وہ حدود زمین کی طرف گرتا ہی ملک کے اجزا مین ناپدید ہوتا ہی اس سبب سے کہ قلب اُسکا حیا اور شرم سے بھرا ہوا ہی اور روح اُسکی کبریاے الٰہی سے آگاہ ہی جیسے کہ وارد ہوا ہی کہ ہر آئنہ جبرئیل علیہ السلام مشرق مین اپنے بازو سے چھپ رہتے ہین اس وجہ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے شرماتے ہین۔ اور بعضے سجدہ کرنے والون مین سے وہ ہین جنکو مکاشفہ اُسکا ہوتا ہی کہ وہ اپنے سجدہ سے بساط کون ومکان کو طے کرتا ہی اور قلب اُسکا کشف وعیان کی فضا مین آزادانہ سیر کرتا پھرتا ہی اور اُسکے گرنے سے آسمانون کے طبق نیچے گرتے ہین اور اُسکی قوت شہود سے دنیا کی صورتین محو ہوجاتی ہین اور وہ ردا ے عظمت کے کنارہ پر سجدہ کرتا ہی اور یہ مرتبہ انتہا کا درجہ اُسکا ہی جسکی طرف ہمت بشری کا پرندہ پہونچتا ہی اور جسکو پہونچنے کے لیے قواے انسانی وفا کرتی ہین اور انبیا اور اولیا مراتب عظمت اور اُسکی کنہ کی آگاہی مین متفاوت ہین ہر ایک کو اُنمین سے اپنے مرتبہ کے بقدر اُس سے حظ حاصل ہی اور ہر ایک صاحب علم کے اوپر ایک علیم

ہی - اور سجدہ کرنے والون مین سے بعضے وہ ہین جسکا ظرف وسیع ہی اور اُسکی روشنی پھیلتی ہی اور دونون قسم سے بہرہ مند ہوتا ہی اور دونون بازوون کو کھولتا ہی پھر وہ اپنے قلب سے جلالۃً تواضع کرتا ہی اور اپنی روح کے ساتھ کرامت و افضال سے بلند ہوتا ہی سو اُسکے لیے انس اور ہیبت اور حضور اور غیبت اور فرار و قرار اور اسرار و جبار مجتمع ہوجاتے ہین سو وہ اپنے سجدہ مین دیائے شہود ذاتی مین شناوری کرتا ہی ایک بال اُس سے سجدہ مین نہین پھرتا جیساکہ سید البشر نے اپنے سجدہ مین کہا سجد لک سوادی و خیالی وللہ یسجد من فی السموات والارض طوعًا وکرہًا طوع یعنی انقیاد اور فرمانبرداری روح اور قلب کے لیے ہی اُس اہلیت اور قابلیت کے سبب سے جو اُن دونون مین ہی اور کرہ یعنی رنج اور ناخوشی نفس کی طرف سے اس سبب سے کہ اُسمین بیگانگی ہی اور اپنے سجدہ مین کہے تین بار سبحان ربی الاعلیٰ دس بار تک کہ وہ کمال ہی اور سجدہ مین کشادہ چشم رہے اسواسطے کہ وہ دونون چشم سجدہ کرتی ہین اور گرنے مین اپنے دونون گھٹنے رکھے پھر دونون ہاتھ اپنے رکھے پھر ماتھا اپنا اور پھر ناک اپنی رکھے اور سجدہ مین اپنی ناک کی چوٹی کی طرف دیکھتا رہے اسواسطے کہ وہ سجدہ کرنے والے کے لیے زیادہ خشوع کا درجہ ہی اور اپنی دونون ہتھیلیان خاص مصلے پر رکھے کپڑے مین اُنکو نہ لپیٹے اور دونون ہتھیلیون کے بیچ مین اُسکا سر ہووے اور دونون ہاتھ اُسکے دونون شانون کے مقابل رہین نہ اُنکے داہنے طرف اور نہ بائین طرف اور تسبیح یعنی سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد کہے اللھم لک سجدت وبک آمنت ولک اسلمت سجد وجہی للذی خلقہ وصورہ وشق سمعہ وبصرہ فتبارک اللہ احسن الخالقین - اور امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ مین اسکو کہا کرتے تھے اور اگر سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح

کے تو اچھا ہی - عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہی کہ ہر آئنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو سجدہ مین کہا کرتے تھے - اور اپنی دونون کہنیان سجدہ مین اپنے دونون پہلوون سے جدا رکھے اور اپنی اُنگلیون کا رخ سجدہ مین قبلہ رو رکھے اور اپنے دونون ہاتھون کی اُنگلیان انگوٹھے کے ساتھ ملائے اور اپنے دونون ہاتھ زمین پر نہ بچھائے بعد ازان تکبیر کہتے ہوے سر کو اُٹھائے اور اپنے بائین پائون کے اوپر بیٹھے اور داہنے پائون کو کھڑا رکھے اِس طرح پر کہ اُنگلیون سے قبلہ رو ہووے اور دونون ہاتھ اور دونون زانوؤن پر بے تکلف بغیر سلائے اور ملائے رکھے اور کہے رب اغفرلی وارحمنی واہدنی واجبرنی وعافنی واعف عنی اور اس نشست کو فرض مین زیادہ طول نہ دے مگر نوافل مین مضائقہ نہین جبتک اسکو رب اغفر وارحم کرر کہتے ہوے طول دے بعد ازان دوسرا سجدہ تکبیر کہتے ہوے کرے اور قعود یعنی نشست مین اقعا مکروہ ہی اور وہ اس مقام پر اس معنی مین ہی کہ دونون سرین اپنے دونون پاشنون پر رکھے اور جب دوسری رکعت مین کھڑے ہونے کا ارادہ کرے تو آرام کے لیے جلسہ خفیفہ کرے اور اسی طرح باقی رکعتون مین کرے بعد اسکے تشہد کرے - اور نماز سر معراج ہی اور وہ معراج قلوب ہی اور تشہد قرار گاہ وصول کا ہی بعد ازانکہ قطع مسافات علوی درجہ بدرجہ طبقات آسمانی کی کی ہو اور التحیات پروردگار خلائق پر سلام ہی پس چاہیے کہ جو کہے اُسکو ذہن مین لائے اور جس سے کہتا ہے اُسکے ساتھ باادب رہے اور کیفیت عرض کو جانے اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے اور اپنے دل کی آنکھون کے سامنے اُسکو موجود جانے اور صالح بندگان الٰہی پر سلام بھیجے پس اس صورت مین بندگان الٰہی سے کوئی بندہ آسمان اور زمین مین باقی نہین رہتا مگر یہ کہ اُسپر نسبت روحانی اور خاصیت فطری کے

ساتھ سلام نہ کھیچے اور اپنا داہنا ہاتھ اپنی داہنی ران پر رکھے کہ اُنگلیا ن
بندھی ہوئی ہون مگر انگشت شہادت اور شہادت مین انگشت شہادت کو الا اللہ
کے اوپر اُٹھائے نہ کلمۂ نفی مین جو لا الٰہ کے اندر ہی اور اس انگشت شہادت
کو سیدھا نہ اُٹھائے بلکہ ہلکا سا ران کی طرف جھکا ہوا خمیدہ ہو سو یہ انگشت
شہادت خشوع کی صورت ہی اور خشوع قلب کی سرایت کی دلیل اُسکی طرف ہی اور
اپنی نماز کے آخر مین دعا اپنی ذات اور مومنین کے لیے کرے اور اگر امام ہو تو
چاہیے کہ دعا مین منفرد اور تنہا نہو بلکہ اپنی ذات اور مقتدیون کے لیے دعا کرے
اسواسطے کہ امام جو نماز مین بیدار ہشیار ہو ایک دربانی کی مثال ہی جو کہ سلطان
کے حضور مین حاضر ہو اور اُسکے پیچھے اہل حاجت ہین کہ اُنکے لئے دربان سوال
اور التماس کرتا ہی اور اُنکی حاجتون کو عرض کرتا ہی اور مومنین دیوار کی مثال
ہین کہ ایک دوسرے کو مضبوط اور مستحکم کرے اور اسی کے ساتھ اللہ تعالےٰ
نے اُنکی تعریف لئے اس قول سے فرمائی ہی کانہم بنیان مرصوص اور اس امت
کے وصف مین کتب سابقہ مین ہی کہ اُنکی صفوف نماز مین ایسی مین کہ جیسے
صفوف اُنکی لڑائی مین ہین - مروی ہی کہ معن ابن عیسیٰ نے کعب احبار سے
سوال کیا کہ توریت مین نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسی پاتا ہے اُسنے
جواب دیا کہ ہم اس طرح پاتے ہین کہ محمدؐ بن عبد اللہ مکہ مین پیدا ہونگے اور
طیبہ کو ہجرت کرینگے اور ملک اُسکا شام مین ہوگا اور وہ نہین ہی فحاش یعنے
بسیار زشت سخن و زشت کار اور نہ وہ بازارون مین سخاب یعنی چیخنے والا ہوگا
اور برائی کا بدلا برائی سے نہ کرے گا مگر وہ عفو کرے گا اور بخشا دے گا اُنکی امت کو جو
حماد ہین کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور نرمی اور آسودگی مین کرینگے اور ہر ایک بلندی پر تکبیر
سے بزرگی اللہ تعالیٰ کی کرینگے اور اپنے ہاتھ پانون کا وضو کرینگے اور نصف

ساق تک ازار پہنینگے وہ اپنی نمازون مین ایسی ہی صف باندھینگے جیسی کہ وہ
اپنی لڑائی مین صفین باندھینگے اُنکی آوازین اُنکی مسجدون مین ایسی ہونگی کہ جیسے
شہد کی مکھیان بھن بھناتی ہین آسمانون کے درمیان مین آوازین سُنائی دینگی سو نماز
مین امام صف کا پیشوا شیطان کی لڑائی مین ہو تو وہ خشوع اور اداے مراتب
ادب کے ساتھ ظاہر اور باطن سب نمازیون سے اولی اور افضل ہونا چاہیے اور بیدار
ہوشیار نمازی کے جب ظاہر مجتمع ہونگے تو اُنکے باطن بھی مجتمع ہونگے اور باہم ایک
دوسرے کی یاوری اور مددگاری کرتے ہین اور ایک سے دوسرے کو خدا کے انوار اور
برکات اثر و سرایت کرتے ہین بلکہ جسقدر مسلمان کہ زمین کی اطراف مین نماز پڑھنے
والے ہین قلوب و سنت سلام و روابط ایمان سے اُنکے درمیان باہم یگر یاوری
اور امداد ہی بلکہ اللہ تعالیٰ بزرگ ملائکہ سے اُنکی امداد کرتا ہی جس طرح کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد ملائکہ نشان والون سے روز بدر کی کفتی سو
اُنکی حاجتین شیطان کی لڑائی مین بڑھکر اُنکی حاجات سے ہین جو کفار کی لڑائی
مین تھین۔ اور اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے رجعنا
من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر ترجمہ ہم نے جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف
بازگشت کی پس اُنکو فرشتے متلاقی ہوتے ہین بلکہ اُنکے سچے انفاس سے افلاک
قائم ہین پھر جب کہ نماز سے باہر آنا چاہے اپنے داہنے طرف سے سلام پھیرے اور
سلام کرنے کے ساتھ ہی نیت کرے کہ وہ نماز سے باہر ہوتا ہو اور وہ سلام فرشتون
پر ہو اور حاضرین پر جو مومنین سے ہین اور قوم جن سے جو مومن ہین اور اپنا
رخسارہ داہنے طرف والون کے لیے گردن موڑنے سے ظاہر کرے اور اس سلام مین
اور بائین طرف کے سلام کے درمیان مین فصل اور علحدگی کرے اسواسطے کہ سرا
مواصلت سے نہی وارد ہوتی ہو اور مواصلت پانچ ہین دو ان مین سے امام کے ساتھ مخصوص

ہیں اور وہ یہ ہے کہ امام تکبیر سے قراءت کو نہ ملائے اور رکوع کو قراءت سے نہ ملائے اور
دو مقتدی پر بھی ہیں اور وہ یہ ہے کہ تکبیر اولیٰ کو تکبیر امام سے نہ ملائے اور نہ اپنے سلام کو
اپنے سلام سے ملائے اور ایک مواصلت دونوں یعنی امام اور مقتدی پر ہے اور وہ یہ ہے کہ
فرض کا سلام نفل کے سلام سے نہ ملائے اور سلام کو جزم سے پڑھے اور اسکو بہت
نہ کھینچے پھر سلام کے بعد دعا مانگے جو چاہے خواہ دنیا کا امر ہو یا آخرت دین کا ہو اور
سلام پھیرنے کے پہلے ہی نماز کے اندر دعا مانگے اسواسطے کہ وہ قبول ہوتی ہے۔ اور
جس شخص نے پانچوں وقت کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی حقیقت میں بر و بحر کو
عبادت سے بھر دیا اور تمام مقامات اور احوال کا نچوڑ اور زبدہ پانچوں وقت کی
نماز باجماعت ہے اور وہ سر دین ہے اور مومن کا کفارہ ہے اور خطاؤں کو محو کرتی ہے اسی
روسے کہ ہمارے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی رحمۃ اللہ [illegible]
سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے پانچوں وقت کی نمازیں خطاؤں کی کفارہ ہیں اور پڑھو اگر تم یہ جانتے ہو
ان الحسنات یذھبن السیئات ذالک ذکری للذاکرین ۔

تیسواں باب نماز کے [illegible]

نمازی کے بہترین آداب سے یہ ہے کہ دو [illegible]
[illegible] نہیں آیا اگر [illegible] نماز [illegible]
[illegible] دنیا [illegible]
[illegible]
[illegible] رغبت تھی اور دل سے پروردگار عالم کو مانتے اور [illegible]
[illegible] نماز اطاعت ظاہری اور دل کا [illegible] ماسوا اللہ سے فارغ

ہونا اطاعت باطنی ہی سو اُنھون نے حضور ظاہر اور ممانعت باطن کو نہین خیال کیا جبتک کہ اُنکی اطاعت مین خلل نہ پڑے اور اُنکی عبودیت مین شکستگی آئے تو نمازی اہل تدبیر سے پرہیز کرے کہ اُسکا باطن اُسوقت خیر مین لگا ہو جبکہ نماز شروع کرے۔ اور کہا گیا ہی کہ آدمی کی دانش اور فقاہت سے یہ بات ہی کہ اپنی حاجت کو قبل از نماز روا کرے اور اسی واسطے حدیث شریف مین وارد ہی کہ جب کھانا اور عشا کی نماز ایک ساتھ آئے تو کھانے کو نماز عشا پر مقدم کرو اور نہ اُسوقت نماز شروع کرے کہ پیشاب کی حاجت ہو اور نہ اُسوقت کہ بیت الخلا کی ضرورت ہو اور موزہ کا تنگ اور کسا ہوا ہونا بھی حازق اور ہو نکلنے والا مثل ضرورت مذکورہ ہی اور اُس حالت مین بھی نماز نہ پڑھے جب کہ موزہ اُسکا ایسا تنگ ہو جو اُسکے قلب کو مشغول اپنی طرف رکھتا ہی سو سوال کیا گیا کہ حازق کی بابت کوئی رائے اور تعیین نہین ہی تو جواب اُسکا دیا گیا کہ حازق وہ شخص ہی جسکے کوئی تنگی اور ضیق ہو اور حاصل کلام یہ ہی کہ آداب کی بات نہین ہی کہ آدمی نماز اُس حالت مین پڑھے کہ جب اُنکے پاس ایسی شی ہو جو اُسکے باطن سے مزاج کو عبث سے متغیر کر دے جیسے کہ وہ چیزین جنکا ہم نے ذکر کیا ہی اور غم شدید اور غضب مفرط بھی اُسمین داخل ہین۔ اور حدیث مین آیا ہی کہ کوئی تم مین سے نماز شروع نہ کرے اُسوقت کہ تیوری اور ماتھے مین بل پڑے ہون اور نہ ہرگز تم مین سے کوئی نماز مین کھڑا ہو جب کہ غصہ مین ہو پس سزاوار نہین ہی کسی بندہ کے لیے کہ وہ نماز مین کھڑا ہو مگر اُسوقت کہ اپنی پوری ہیبت سے مخلی ہو اور نمازی کا عمدہ لباس یہ ہی کہ ہاتھ پاؤن مین اُسکے سکون ہو اور ادھر اُدھر نہ دیکھے نہ مُنھ پھیرے اور داہنا ہاتھ بائین پر رکھے پس اس سے بہتر کیا ہیئت ہی بندہ کی جو فروتن کھڑا ہو بادشاہ غالب کے سامنے حاضر ہو اور شرع نے حرکات پی در پی کی رخصت دی ہی جو تین سے کم ہو اور ارباب عزیمت نے نماز مین سب حرکات کو ترک کر دیا اور ایک دفعہ نماز

میرے ہاتھ کو جنبش ہوئی اور اُسوقت ایک شخص جہلاء مین سے میرے برابر
کھڑے تھے جب مین نماز سے فارغ ہوکر اُلٹا پھرا تو اُسنے میرے اوپر اعتراض کیا
اور اِس حرکت کو بُرا جانا اور کہا ہمارے نزدیک یہ بات ہی کہ بندہ جب نماز مین
کھڑا ہوا تو اُسے چاہیے کہ دستِ چپ چاپ نچلا رہے کہ اُس سے کوئی چیز اور عضو
جنبش نہ کرے ۔ اور حدیث شریف مین وارد ہی کہ نماز مین سات چیزین شیطان
کی طرف سے ہین ۔ تکبر ۔ نیند ۔ وسوسہ ۔ جمائی ۔ خارش ۔ التفات ۔ کسی چیز سے
کھیلنا ۔ اور بعض نے کہا ہی کہ سہو اور شک ۔ اور ہر آئینہ عبداللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ آپ نے فرمایا ہی کہ نماز مین خشوع یہ ہی کہ نماز پڑھنے والا
نہ جانے کہ اُسکے داہنے طرف کون طرف ہی اور بائین طرف کون ۔ اور سفیانؒ سے
منقول ہی کہ کہا جس نے خشوع نہین کیا اُسکی نماز فاسد ہوئی ۔ اور معاذ
بن جبل کی روایت اس سے بھی سخت اور دشوار تر ہی کہا جسنے قصداً
داہنی اور بائین طرف سے نماز مین جانا پہچانا تو اُسکی نماز نہین ہوئی اور
بعضے علماء نے کہا ہی کہ جسنے ایک کلمہ بھی جو دیوار یا فرش مین لکھا ہوا اپنی نماز کے اندر
پڑھا تو اُسکی نماز باطل ہی اور اُنہین سے بعض نے کہا ہی کہ یہ اسواسطے کہ وہ عملاً
اُسکے مخالف ہی اور اس آیت کی تفسیر مین بعض نے کہا ہی والذین ہم علیٰ صلاتہم
دائمون کہ وہ ہاتھ پاؤن کا سکون اور طمانینت ہی بعض نے کہا ہی کہ جسوقت تکبیر اولےٰ
کہی جاوے تو ہان ۔ لے کہ ہر آئینہ اللہ تعالےٰ تیرے شخص کی طرف ناظر اور
تیرے مافی الضمیر کا عالم ہی اور اپنی نماز مین اُسکی مثال خیال کر کہ تیرے داہنے
طرف بہشت اور بائین طرف دوزخ ہی اور بہشت و دوزخ کی صورت باندھنے کا
جو ہم نے ذکر کیا سبب یہ ہی کہ جب ذکرِ آخرت مین دل مشغول ہوگا تو اُس سے
وسواس منقطع اور دور ہو جاوینگے تو یہ تمثیل دل کے لیے ایک دوا کا حکم رکھے گی

تاکہ وسوسہ دور ہوے ہمارے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی نے بواسطات روایت کی ہو کہ سہل بن کا قول ہو کہ جس شخص کا دل ذکر آخرت سے خالی ہو تو اسے وسواس شیطانی پیش آتے ہین اور جو شخص کہ اسکا باطن صفائی قلب اور نور معرفت کا حاصل کیے ہو تو وہ اپنی چشم دیدہ کے سبب مستغنی ہی سے ہے کہ مشاہدہ کی صورت بناوے۔ اور ابو سعید خراز کا قول ہو کہ جو وقت رکوع کرے تو ادب اسکے رکوع مین یہ ہو کہ کھڑا رہے اور نزدیک ہوا ور جھکے اپنے رکوع مین یہان تک کہ اسکا کوئی جوڑ اور عضو باقی نہ رہے مگر یہ کہ وہ عرش بزرگ کی جانب قائم ہو پھر سبحان ربی العظیم کہے یہان تک کہ اسکے دل مین اللہ تعالیٰ سے بہ نسبت کوئی چیز نزدیک نہ ہو اپنے نفس کی تصغیر اور تحقیر کرے حتی کہ کھٹنگے سے بھی کمتر ہو اور جب سر اپنا اٹھائے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو جانے کہ حق سبحانہ تعالیٰ اسکو تکتا ہو۔ اور یہ بھی کہا ہو کہ اسکے ساتھ خوف بھی اسقدر ہو کہ قریب ہے کہ اس سے گداخت ہو جائے۔ سراج نے کہا ہو جب کہ بندہ تلاوت شروع کرے تو اسمین ادب یہ ہو کہ وہ مشاہدہ کرے اور اسکا دل سماعت کرے کہ گو یا وہ اللہ تعالیٰ سے سن رہا ہو گو یا اللہ تعالیٰ کے سامنے پڑھ رہا ہو۔ اور یہ بھی سراج نے کہا ہو کہ ادب صوفیہ سے یہ ہو کہ نماز سے پہلے مراقبہ اور مراعاۃ قلب کے خطرات اور عوارض سے کرے اور ماسوی اللہ جو چیز ہو اسکی نفی کرے پھر جب کہ نماز کیلیے حضور قلب سے کھڑا ہو تو گو یا ایک نماز سے دوسری نماز مین کھڑے ہوے تو ایسے نفس اور عقل کے ساتھ ہوگا کہ انکے ساتھ نماز مین داخل ہوے پھر جب نماز سے باہر ہو تو اپنے حال کی طرف حضور قلب سے رجوع کی لیں گو یا کہ وہ ہمیشہ نماز مین ہین سو یہ نماز کا ادب ہی۔ اور کہا گیا ہو کہ بعضے صوفیہ ایسے تھے کہ حفظ عددون سے کمال استغراق کے سبب نہو سکتا تھا یعنی وہ یہ نہ جانتے کہ کے رکعت پڑھین اور ایک

شخص اُنکے ساتھیون مین سے شمار کیا کرتا کہ کے رکعت پڑھین ۔ اور بعض نے کہا ہی
کہ نماز کی چار شاخ ہین حضور قلب محراب مین اور شہود عقل بادشاہ وہاب کے نزدیک
ہی اور خشوع قلب بلا اشتباہ ہو اور خضوع ارکان نگہداری کے ساتھ اسواسطے
کہ حضور قلب کے وقت پردے اُٹھ جاتے ہین اور شہود عقل کے وقت عتاب دور
ہوتا ہی اور حضور نفس کے وقت دروازے کشادہ ہوتے ہین اور ارکان کے خضوع کے
وقت ثواب حاصل ہوتا ہی تو جو شخص نماز مین بلا حضور قلب کھڑا ہو تو وہ نمازی
کھیلنے والا ہی اور جو شخص بلا شہود عقل نماز مین کھڑا ہو وہ نمازی بھولکڑ ہی اور جو
بلا خضوع نفس پڑھنے لگا وہ شخص نمازی خطاکار ہی اور جو بلا خشوع ارکان
پڑھتا ہو وہ نمازی جفاکار ہی اور جو ایسی نماز پڑھتا ہی جسکی تعریف کی گئی وہ مصلی
صاحب وفا ہی ۔ اور ہر آئینہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ
جب بندہ نماز فریضہ مین کھڑا ہوا اس حال سے کہ اللہ کی طرف اُسکا منھ اور کان
اور آنکھ ہو تو وہ نماز سے فارغ ہو کر پھرا تو گویا اپنے گناہ سے وہ ایسا پاک ہوا کہ
جیسے اُسدن کہ اپنی مان کے پیٹ سے پیدا ہوا اور ہر آئینہ اللہ تعالی منھ دھونے سے
اُسکا گناہ جو اُس سے ہوا اور اُسکے دونون ہاتھون کے دھونے سے اُسکے گناہ اور
اُسکے دونون پاؤن دھونے سے اُسکے گناہ دھوتا ہی اور دور کرتا ہی حتی کہ وہ نماز مین
اسطرح در آتا ہی کہ اُسکے ذمہ کوئی گناہ نہین ہی ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
سامنے چوری کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ کون چوری سب سے زیادہ بری اور خراب ہی
تو حاضرین نے عرض کی کہ اللہ اور رسول اُسکا دانا تر ہی پھر آپ نے فرمایا کہ سب
چوریون سے بدتر یہ ہی کہ آدمی اپنی نماز سے چوری کرے ۔ لوگون نے عرض کی کہ وہ
اپنی نماز سے کسطرح چوری کرتا ہی حضرت نے فرمایا کہ وہ نماز کا رکوع پورا نہین کرتا
اور نہ اُسکا سجدہ اور نہ اُسکا خشوع اور قرارت کو پورا کرتا ہی جو نماز مین ہی ۔ ابو عمر

بن علائی سے روایت ہو کہ وہ امامت کے لیے بڑہایا گیا تو اُسنے کہا کہ مین اسکی صلاحیت نہین رکھتا ہو جب اُس سے الحاح کی گئی اُسنے تکبیر تحریمہ باندھی پھر اُسے غش آگیا سو لوگون نے دوسرے کو امام بنایا پھر جب کہ اُسے ہوش آیا تو اُس سے سوال کیا گیا تو کہا جب مین نے کہا استوو العینی برابر صف کرو تو ہاتف نے مجھے آواز دی کہ آیا تو بعد کے ساتھ کبھی مستوی اور برابر ہوا ہو لیعنی باادب اور منقاد ہوا ہو۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ جب بندہ نے اچھی طرح وضو کیا اور نماز اسکی وقت پر پڑھی اور اُسکے رکوع و سجود اور مواقیت کی حفاظت کی تو نماز کہتی ہو کہ اللہ تیری حفاظت کرے جیسے کہ تو نے میری حفاظت کی ہو پھر وہ بلند ہوتی ہو کہ اُسکے لیے ایک نور ہوتا ہو یہان تک کہ وہ آسمان تک پہونچتی ہو اور یہان تک کہ وہ اللہ تعالی تک پہونچتی ہو پھر اپنے نمازی کے لیے شفاعت کرتی ہو اور جب بندہ نماز کو ضائع کرتا ہو تو اسکو نماز کہتی ہو کہ خدا تجھے ضائع کرے جیسا کہ تو نے مجھے ضائع کیا ہو پھر وہ اونچی چڑھتی ہو کہ اُسکے ساتھ تاریکی ہوتی ہو یہان تک کہ وہ آسمان تک پہونچتی ہو اور اُسکے لیے دروازہ بند ہوجاتا ہو پھر وہ لپیٹی جاتی ہو جس طرح کہ دہرا کپڑا لپیٹا جاتا ہو پھر وہ اُسکے نمازی کے منھ پر ماری جاتی ہو۔ اور ابو سلیمان دارانی نے کہا ہو کہ جب بندہ نماز مین کھڑا ہوا تو اللہ تعالی فرماتا ہو کہ اٹھا دو وہ پردے جو میرے اور میرے بندے کے درمیان ہین پھر جب وہ بندہ اللہ تعالی کی طرف سے دوسری جانب منھ پھیرتا ہو تو اللہ تعالی فرماتا ہو کہ ڈال دو وہ پردہ جو میرے اور اُسکے بیچ مین ہو اور میرے بندہ کو اور اُس چیز کو چھوڑ دو جو اُسنے اپنے نفس کے لیے پسند کی ہو۔ اور ابو بکر وراق نے کہا ہو کہ اکثر اوقات مین دو رکعت نماز پڑہتا ہون اور اُن سے مین منصرف اور اُلٹا پھر آتا ہون اور مجھے اللہ سے ایسی ہی حیا آتی ہو جیسے اُس

مرد کو شرم آتی ہی جو زنا سے اُلٹا پھر کے آتا ہی پھر قول اُسکا اُسکے نزدیک
بڑا ادب ہی اور ہر ایک انسان نماز کا ادب اُسی قدر جانتا ہی جسقدر کہ قرب
سے حصہ ہوتا ہی - اور موسیٰ بن جعفر سے پوچھا گیا کہ لوگون نے آپ کی نماز
آپ کے سامنے چلنے سے فاسد کر دی کہا کہ جسکے لیے مین نماز پڑھتا ہون وہ
وہ مجھ سے قریب تر اُس سے ہی جو میرے آگے سے گذرتا ہی - اور منقول ہی کہ حضرت
زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہم کی یہ حالت تھی کہ جب آپ نماز کے لیے
باہر نکلتے تو رنگ کے تغیر کے سبب پہچان نہ پڑتے تو آپ سے اسکی بابت دریافت کیا جاتا
آپ فرماتے کہ تم جانتے ہو کسکے سامنے مین جانے کا ارادہ کرتا ہون - اور عمار بن یاسر نے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ ہر آئینہ آپ نے فرمایا ہی کہ بندہ
کے لیے اُسکی نماز سے اُسی قدر لکھا جاتا ہی جو وہ سمجھتا ہی اور دوسرے الفاظ مین وارد
ہی تم مین سے بعضے وہ ہین جو پوری نماز پڑھتے ہین اور بعضے تم مین سے نماز آدھی
پڑھتے ہین اور چوتھائی اور پانچوان حصہ یہانتک کہ دسوین حصہ تک پہونچتے ہین
خواص کا قول ہی کہ آدمی کو چاہیے کہ نوافل کی نیت کرے تاکہ اُسکے فرائض کے نقصان بھی
پورے ہون اور اگر اُسکی نیت نہ کرے تو اُس سے کچھ محسوب نہوگا ہمین یہ روایت
پہونچی ہی کہ اللہ نوافل کو قبول نہین کرتا جبتک کہ نماز فریضہ کو ادا نہ کرے - اللہ
تعالیٰ فرماتا ہی تمھاری مثل اُس میرے بندہ کی ہی کہ قبل اسکے کہ قرض ادا کرے ہدیہ
اور تحفہ کا بھیجنا شروع کرے اور یہ بھی کہا ہی کہ خلق اللہ تعالیٰ سے دو خصلت کے
سبب منقطع اور علیحدہ ہوگئی ایک اُنمین سے یہ ہی کہ نوافل کو طلب کیا اور فرض کو ضائع کیا
اور دوسری یہ ہی کہ اُنھون نے ظاہر کے اعمال کیے اور اُنمین صدق اور نیک خواہی
کے ساتھ اپنے دلون کو نہ لگایا اور اللہ تعالیٰ نے انکار کیا ہی کہ کسی عامل سے کوئی عمل
قبول نہ کرے جبتک اُسمین صدق اور حق اُسکا سے نہو اور نماز مین آنکھ کا کھلا رکھنا

اس سے بہتر ہی کہ اُسکو بند کرے الا اُسوقت کہ اُسکا قصد نظر کی تفریق اور اِسکے
اِدھر اُدھر پھرنے پر ہو تو اُسوقت آنکھون کو بند کرے تاکہ خشوع کے لیے مدد ہو پھر
اگر جمائی نماز مین آوے تو جہان تک ہو سکے اپنے ہونٹھون کو ملا لے اور اپنی ٹھوڑی
کو اپنے سینہ سے نہ ملائے اور منہ دوسرے سے نماز مین مزاحم ہو۔ بعض نے کہا ہی کہ مزاحم
یعنی جس شخص کو دھکا دیا وہ مزاحم یعنی دھکا دینے والے کی نماز کا ثواب لیجائیگا اور
بعضون نے کہا ہی کہ جس شخص نے پہلی صف اس خوف سے چھوڑ دی کہ پہلی صف
والون کے لیے جگہ کی تنگی ہوگی اور وہ دوسری صف مین کھڑا ہوا تو اسکو اللہ تعالے
صف اول کے برابر ثواب دیگا اسلیے کہ صف اول والون کے ثواب
مین کمی کی ہی۔ اور روایت ہی کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نماز مین کھڑے
ہوتے تو انکے قلب کی جوش اور تڑپ ایک میل سے فاصلہ پر سنائی دیتی تھی اور
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے سینہ سے جوش کی آواز ایسی سنائی دیتی تھی جیسی دیگ سے آتی ہی جسے کہ
ہنڈیا کی جوش مین ہوتی ہی۔ اور بعضے سے پوچھا گیا کہ نماز کا فرض کیا ہی
جواب دیا کہ تعلقات کا توڑنا اور قصد کا جمع کرنا اور اللہ تعالی کے سامنے حضر
ہونا۔ اور حسن نے کہا ہی تیرے اوپر وہ کون امر تیرے دین سے ہی جو بزرگتر ہو
درحالیکہ تیرے اوپر نماز تیری خوار اور سبک ہو۔ اور منقول ہی کہ بعض انبیا کی طرف
اللہ تعالی نے وحی بھیجی اور کہا جب تو نماز مین مشغول ہو تو اپنے دل سے خشوع
اور اپنے بدن سے خضوع اور اپنی آنکھ سے آنسو میرے حوالہ کر اس وقت مین
قریب ہون اور ابو بکر شبلی نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو خواب مین دیکھا تو مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے کچھ وصیت فرمایئے آپ نے
فرمایا یا ابا بکر نماز اپنے ... ہو کر اسواسطے کہ مین نے اپنے پروردگار سے

وصیت طلب کی تو مجھے اُسنے نماز کی وصیت کی اور مجھے فرمایا کہ مین سب سے
زیادہ قریب اسوقت ہوتا ہون کہ تو نماز مین ہوتا ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما
نے کہا ہے کہ دو رکعتین فکر مین بہتر رات بھر کے قیام سے ہین۔ اور منقول ہے کہ
محمد بن یوسف فرماتے تھے حاتم اصم کو دیکھا کہ کھڑا ہوا لوگونکو وعظ کہتا تھا تو
اُس سے کہا کہ ای حاتم مین تجھے دیکھتا ہون کہ لوگون کو نصیحت کرتا ہے کیا تو
نماز اچھی پڑھتا ہے کہا ہان کہا کیونکر نماز پڑھتا ہے کہا کہ مین حکم کے ساتھ اُٹھتا ہون
اور چلتا مین خوف سے ہون اور داخل ہیبت سے ہوتا ہون اور عظمت کے ساتھ
اللہ اکبر کہتا ہون اور ترتیل سے قرارت کرتا ہون اور خشوع سے رکوع کرتا ہون اور
سجدہ سے تواضع اور تشہد کے لیے پورا بیٹھتا ہون اور سنت پر سلام پھیرتا ہون اور
اپنے پروردگار کے آگے سپرد کرتا ہون اور اُسکی حفاظت اپنی زندگی بھر کرتا ہون
اور ملامت کے ساتھ اپنے نفس کی طرف رجوع کرتا ہون اور اُسکا خوف مین
کرتا ہون کہ میری نماز وہ قبول نہ کرے اور امید قبول کی رکھتا ہون اِسس
خوف ورجا کے درمیان مین ہون اور جسنے مجھے علم سکھایا اُسکا شکریہ کرتا ہون
اور مین اُسکو علم سکھاتا ہون جو مجھ سے مانگتا ہے اور مین اپنے پروردگار کی حمد
کرتا ہون اسواسطے کہ مجھے اُسنے ہدایت کی ہے تو محمد بن یوسف نے کہا تجھ سا شخص
صلاحیت اِسکی رکھتا ہے کہ واعظ ہو۔ اور قول اللہ تعالے کا کہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ
وَاَنْتُمْ سُکَارٰی یعنی نماز کے قریب نہ جاؤ جبکہ تم نشہ مین ہو اِسمین متوالا
حب دنیا سے مراد ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ متوالا رنج اور غم خوارگی سے ہو۔
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے نماز دو رکعتین
پڑھین اور دنیا کی کوئی بات اُسکے نفس نے نہین کی تو اللہ تعالیٰ اُس کے
گناہ جو پہلے کیے ہون بخش دیتا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ نماز غربت اور سکنت

اور تواضع اور تضرع اور پشیمانی ہو اور تو اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور کہے
اللھم اللھم سو جو کوئی یہ نہیں کرتا ہو تو وہ نماز ناقص ہے۔ اور ہر آئینہ وارد ہو
ہو کہ مؤمن جسوقت نماز کے لیے وضو کرتا ہے تو اطراف زمین میں شیطان اُسکے
خوف کے سبب اُس سے دور بھاگتا ہو اسواسطے کہ اُسنے تیاری اسکی شروع
کی ہے کہ بادشاہ کے حضور میں آوے پھر جب وہ اللہ اکبر کہتا ہو تو شیطان
اُس سے چھپ جاتا ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ نمازی اور شیطان کے درمیان
حجاب ڈال دیا جاتا ہو کہ اُسکی طرف وہ نہیں دیکھتا ہو اور خداے جبار اُسکا
اپنے رُخ کے سامنے متوجہ کرلیتا ہو پھر جب اُسنے اللہ اکبر کہا تو اللہ تعالے
اُسکے قلب میں دیکھتا ہو پھر اگر اُسکے دل میں اللہ تعالیٰ سے بزرگتر کوئی نہیں
ہوتا تو فرماتا ہو کہ تو نے اللہ کی اپنے دل میں تصدیق کی جیسا کہ تو کہتا ہے
کہ اللہ اکبر۔ اور اُسکے دل سے نور شعاعیں پھیلاتا ہو کہ وہ عرش کے ملکوت کو
جا ملتا ہو اور اُس نور کے سبب اُسکو زمین و آسمان کے پردے کھل جاتے
ہیں اور اُس نور کے درمیان اُسکے لیے حسنات لکھے جاتے ہیں اور جب کہ
جاہل غافل نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہو تو اُسکو شیاطین گھیر لیتے ہیں جس طرح
کھیاں شہد کے نقطہ پر چاروں طرف سے آن گرتی ہیں پھر جب وہ اللہ اکبر کہتا
تو اللہ تعالیٰ اُسکے قلب میں دیکھتا ہو جب کہ اُسکے دل میں کوئی چیز بھی خدا
سے اُسکے نزدیک بڑی ہوتی ہے تو اُسکے لیے فرماتا ہو کہ تو جھوٹا ہو اللہ تعالے
تیرے دل میں سب سے بزرگتر نہیں ہو جیسا کہ تو کہتا ہو اُسوقت اُسکے دل میں
سے ایک دھواں اُٹھتا ہو جو آسمان کے برابر پہونچتا ہو اور وہ حجاب
اُسکے قلب کا ملکوت سے ہو جاتا ہو پھر یہ حجاب اُسکی ضلالت زیادہ کر دیتا
اور شیطان اُسکے قلب کو اپنا لقمہ بنا لیتا ہو پھر ہمیشہ اُسمیں پھونک مارتا ہے۔

رفضلہ ڈالتا ہے اور اُسکے طرف وسوسہ پہونچاتا ہو اور تزئین ماسوا کی دنیا وغیرہ سے کرتا ہے یہان تک کہ نہ اپنی نماز سے اُلٹا پھرتا ہو اور وہ نہین جانتا کہ اُسین کیا تھا اور حدیث مین وارد ہے کہ اگر شیاطین نبی آدم کے قلوب کے گرد نہ گھومتے تو البتہ وہ عالم ملکوت آسمانی کی طرف دیکھتے اور وہ قلوب صافی جنکا ادب اُنکے قالبون کے کمال ادب سے کامل ہو گیا ہو وہ آسمانی ہو جاتے ہین کہ تکبیر کے ساتھ ہی آسمان مین داخل ہوتے ہین جسطرح کہ وہ غا مین داخل ہوتا ہو اور اللہ تعالی نے آسمان کو شیاطین کے تصرف سے محفوظ و مصئون کیا ہے تو جو قلب آسمانی ہین اُنکی طرف شیاطین کو راستہ نہین ہو پھر اُسوقت ہو اجس نفسانی اُس مین باقی رہ جاتے ہین کہ وہ آسمان کے اندر قلعہ بند ہونے سے نہین قطع ہوتے جس طرح کہ تصرف شیطانی قطع ہو جاتا ہو اور جو قلوب کہ مراد (یہان مراد اصطلاحی ہے جو مرید کے مقابل ہو) ہین وہ درجہ بدرجہ تقریب کی وجہ سے چڑھتے ہین اور آسمانون کے طبقون مین عروج کرتے ہین اور آسمانی طبقات کے ہر طبقہ مین ظلمت نفس سے کسی قدر پیچھے رہتے اور ہٹتے جاتے ہین اور اُسکے اندازہ سے ہوا جس نفسانی کم ہوتے جاتے ہین یہان تک کہ وہ آسمانون سے گذر جاتا ہے اور عرش کے سامنے توقف کرتا ہو پس اُسوقت نور عرش کی روشنی سے ہوا جس نفسانی اور خطرات اُسکے بالکل زائل ہو جاتے ہین اور نفس کی تاریکیان قلب کے نور مین چھپ جاتی ہین جسطرح کہ رات اندر دن کے غائب ہو جاتی ہو اور اُسوقت مین آداب کے حقوق اچھی طرح ادا ہوتے ہین اور جسقدر ہمنے نماز کے ادب بیان کیے وہ بہت آداب ہین اُنہین سے تھوڑے اور معدود ہین اور شان نماز ہمارے وصف سے بہت زیادہ اور بڑھی ہوئی ہو اور ہمارے ذکر سے کامل تر ہے اور بہت اقوام نے غلطی کی

اور کہا ہو کہ نماز سے مقصود اللہ تعالی کا ذکر ہو اور جب ذکر حاصل ہوگا تو نماز کی
کیا حاجت ہو اور گمراہی کے راستوں پر وہ لوگ چلے اور خیالات باطل کیطرف
جھکے اور ان لوگوں نے آئین اور احکام کو محو و منسی کر دیا اور حلال و حرام کو
چھوڑ دیا اور دوسری قوموں نے آئین ایک اور طریق اختیار کیا جس سے نقصانات
حال تک پہونچایا جہاں کہ وہ گمراہی سے سلامت رہے اسواسطے کہ اُنھوں نے
فرائض کا اقرار کیا اور نوافل کی فضیلت سے انکار کیا اور تھوڑی راحت حال پر
فریفتہ ہو گئے اور نفل اعمال کو ترک کر دیا اور یہ نہ جانا کہ اللہ تعالی کے واسطے
ہر ایک صورت مین صورتوں سے اور ہر ایک حرکت مین حرکات سے اسرار اور
حکمتین ہین جو کسی چیز مین اذکار سے موجود نہین ہین تو احوال اور اعمال ایک روح
اور دو جسم ہین اور جبتک بندہ دنیا مین ہو اُسکے اعمال سے روگردانی مین طغیان اور
سرکشی ہو تو اعمال کو احوال کے سبب چھوڑ دیا حالانکہ احوال کا نشو و نما اعمال کے ساتھ ہو

انتالیسواں باب روزہ اور اُسکے حسن اثر کی فضیلت مین ہو

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہو کہ آپ نے فرمایا صبر نصف ایمان
ہو اور روزہ نصف صبر ہو اور کہا گیا ہو کہ بنی آدم کے اعمال مین کوئی چیز نہین ہو
مگر وہ ردّ مظالم اور تاوان مین جاتی ہو بجز روزہ کے اسواسطے کہ کوئی قصاص مین
دخل نہین پاتا اور اللہ تعالے قیامت کے دن فرمائیگا کہ یہ روزہ میرے واسطے ہو
تو کوئی شخص اُسمین سے کچھ قصاص مین نہ پائیگا اور حدیث مین وارد ہو کہ روزہ
میرے واسطے ہو اور مین اُسکی جزا ہوں بعض نے کہا ہو کہ اللہ تعالی نے اُسکو اپنی
ذات کی طرف مضاف اور منسوب کیا ہو اسواسطے کہ اُسمین اخلاق صمدیت سے
ایک خلق ہو۔ اور نیز اسواسطے کہ وہ اعمال باطنی سے ہو از قبیل ترک کہ اُسپر

اللہ کے سوا دوسرا کوئی مطلع نہیں ہوتا۔ اور اس قول اللہ تعالیٰ کی تفسیر مین
السّائحون سے صائمون مراد ہے اسواسطے کہ انھون نے بھوک پیاس مین اللہ تعالیٰ
کی طرف سیاحت اور سفر کیا ہے اور اس قول اللہ تعالیٰ مین اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ
اَجْرَہُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ کہا گیا ہے کہ صابرون صائمون ہین اسواسطے کہ صبر ایک اسم
ہمارے صوم سے ہے اور روزہ دار کے لیے فراغت تامہ دیجاتی ہے اور اُسکے لیے
تخمینہ اور اندازہ اجر کا کامل کیا جاتا ہے۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ اس قول
اللہ تعالیٰ مین فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَہُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَاءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ایک
وجہ منجلہ اور وجوہ کے یہ بھی ہے کہ اُنکا عمل صوم ہے۔ اور یحییٰ بن معاذ نے کہا ہے
جب کہ مرید زیادہ کھانے مین مبتلا ہوا پس ملائکہ شفقت سے کے سبب گریہ وبُکا کرتے
ہین اور جو کوئی کھانے کی حرص مین پھنستا ہے تو ہر آئینہ وہ شہوت کی آگ مین
جلایا گیا اور بنی آدم کے نفس مین شر کے ہزار عضو ہین جو سب کے سب شیطان کے
قبضہ مین ہین جس سے اُسکو تعلق ہے تو جسوقت اُسنے پیٹ کو خالی اور بھوکا
رکھا اور اُسکا گلا دبایا اور نفس اُسکا راضی ہوا تو تمام عضو خشک ہو جاتے ہین اور
بھوک کی آتش مین جلتے ہین اور شیطان اُسکے سایہ سے بھاگتا ہے اور جب اُسنے
پیٹ اپنا بھر لیا اور حلق اُسکا چھوڑ دیا تاکہ شہوات کے مزے خوب چکھے تو اُسکے
اعضا فربہ اور تازہ ہوتے ہین اور شیطان کو قوت ہوتی ہے اور سیری اور شکم پری
نفس مین ایک نہر ہے جسپر شیاطین وارد ہوتے ہین اور بھوک روح مین ایک نہر
جسپر ملائکہ وارد ہوتے ہین اور شیطان بھوکے سونے والے سے بھاگتا ہے پھر اُسکا کیا
حال ہوگا جبکہ وہ قائم ہو اور شیطان پیٹ قائم سے بخلگیر ہوتا ہے اور کیا اُسکا حال
ہوگا جبکہ وہ سوتا ہو سو مرید صادق کا نفس جبکہ کھانا پینا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ کی
طرف فریاد کرتا ہے۔ ایک شخص طیالسی کے پاس آیا اور وہ اسوقت سوکھی روٹی

کھا رہا تھا جسکو پانی مین بھگویا تھا نمک کے ساتھ جو نیم کوفتہ تھا اُس شخص نے آپ سے کہا کہ کیونکر اُسکی آپ خواہش کرتے ہین آپ نے کہا اُسے مین چھوڑ دیتا ہون یہان تک کہ اُسکی خواہش مجھے ہو۔ اور بعضون نے کہا ہی جس شخص نے اپنے کھانے پینے کے اندر اسراف اور حد سے تجاوز کیا اُسکی طرف خواری اور ذلت دنیا مین قبل از آخرت شتابی کرتی ہی۔ اور صوفیہ سے بعضون کہا ہی کہ بڑا دروازہ جنمین سے ہو کر اللہ تعالےٰ کے حضور مین آدمی پہونچتا ہی وہ غذا کا چھوڑ دینا ہی۔ اور بشیرؒ نے کہا ہی کہ بھوک دل کو صاف کرتی ہی اور ہوا یعنی خواہش نفسانی کو مار ڈالتی ہے اور علم دقیق اُسکا ورثہ ہی۔ اور ذوالنونؒ نے کہا ہے کہ مین نے کبھی نہین کھایا حتی کہ پیٹ بھر گیا اور کبھی نہین پانی پیا حتی کہ سیراب ہو گیا مگر یہ کہ معصیتِ الٰہی اور نافرمانی مین پڑ گیا یا یہ کہ کسی معصیت کا مین نے قصد کیا اور قاسم بن محمدؒ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہمارے اوپر ایک پورا اور آدھا مہینا آیا کرتا کہ ہمارے گھر مین آگ کو دخل نتھا نہ چراغ کے لیے نہ کسی دوسری چیز کے لیے۔ راوی نے کہا کہ مین نے کہا سبحان اللہ پھر کس چیز سے آپ زندہ رہتی تھین فرمایا کھجورون سے اور پانی سے اور ہمارے ہمسایہ مین انصار لوگ رہتے تھے جنکو اللہ جزاے خیر دے کہ اُنکے پاس شعار دودھ کے جانور تھے سو بسا اوقات وہ لوگ ہماری کسی قدر غمخواری کرتے تھے اور حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے باپ سے کہا کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ نے رزق کو وسعت دی ہے تو کاش آپ کھانا زیادہ اُس سے کھاتے جو آپ کھاتے ہین اور ایسا کپڑا پہنتے جو آپ کے اِس کپڑے سے ملائم ہوتا تو فرمایا کہ مین ہر آئینہ تجھ سے مخاصمت تیرے نفس کی طرف کرتا ہون کیا ایسا امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تھا اُسکو بار بار کہتے تھے تو حفصہؓ رو دین پھر فرمایا واللہ کہ مین اُس کے شدید

زندگی دُنیاوی مین شریک ہونگی شاید کہ اُسکے فراخ عیشی آخرت مین شریک ہون۔ اور بعضون نے کہا ہو کہ عمر بھر کے لیے مین نے کبھی آٹا نہین چھانا مگر یہ کہ مین نے اُسکی نافرمانی کی۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہو کہ تین دن بھی گیہون کی روٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین کھائی یہان تک کہ آپ نے وصال کیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ملکوت کا دروازہ ہمیشہ کھٹکھٹایا کرو کہ وہ تمھارے لیے کھل جائیگا لوگون نے کہا ہم کس طرح اُسکی مداومت کرین کہا بھوک سے اور پیاس سے اور تشنگی سے۔ اور منقول ہو کہ یحییٰ بن زکریا علیہما السلام پر ابلیس ظاہر ہوا اور اُسکے اوپر جال اور پھندے اور کتے دین تھین سو کہا یہ کیا چیز ہین کہا یہ شہوات ہین جنمین بنی آدم کو پھاندتا ہون کہا تو اُسمین میرے لیے بھی کوئی شہوت پاتا ہو کہا کہ نہین بجز اُسکے کہ تو نے ایک شب پیٹ بھر کھانا کھایا تھا تب ہم نے تجھے نماز اور ذکر سے گران اور الکسی کر دیا آپ نے کہا ضرور ہے کہ مین آیندہ کبھی پیٹ بھر کے کھانا نہ کھاؤن ابلیس نے کہا ضرور ہو کہ مین کبھی کسی کو نصیحت نہ کرون۔ اور شفیق کا قول ہو کہ عبادت ایک حرفہ ہو اور خلوت اُسکی دُکان ہو اور بھوک اُسکے اوزار ہین اور لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ جب معدہ تو بھرے تب فکرت سو جائیگی اور حکمت بہری ہوگی اور ہاتھ پانون عبادت سے باز رہینگے۔ اور حسن نے کہا ہو کہ دو لگاون مت دستر خوان پر اُٹھے کر دکہ یہ منافقون کے کھانے مین سے ہے اور بعضون نے کہا ہو کہ مین اللہ کے ساتھ پناہ ایسے زاہد تارک الدنیا سے مانگتا ہون جسکے معدہ کو انواع واقسام کی غذاؤن نے فاسد کر دیا ہو بس مرید کے لیے یہ بات مکروہ ہو کہ چار دن سے زیادہ متواتر کرے یعنی روزہ نہ رکھے اسواسطے کہ نفس اس حالت مین عادت کی طرف مائل ہو جائیگا اور شہوت مین اُسکو وسعت ہوگی۔

اور بعضون نے کہا ہو کہ دنیا تیرا پیٹ ہو تو جسقدر تیرا زہد پیٹ اپنے کے بابت ہو وہ تیرا زہد دُنیا کے بابت ہو اور رسول علیہ السلام نے فرمایا ہو کسی آدمی نے کوئی برتن ایسا نہین بھرا جو پیٹ سے بدتر ہو۔ بنی آدم کے لیے چند لقمے چھوٹے چھوٹے کافی ہین کہ اُسکی پیٹھ کو مضبوط رکھین پھر اگر ضروری ہو تو ایک تہائی کھانے کے لیے اور ایک تہائی پانی پینے کے لیے اور ایک تہائی سانس لینے کے لیے ہو۔ اور فتح موصلی نے کہا ہو مین تیس شیخ کی صحبت مین رہا ہر ایک نے علحدہ ہونے کے وقت مجھے وصیت کی کہ نوجوانون کی صحبت ترک اور کھانے مین قلت ہو

چالیسوان باب صوم اور فطار کے احوال صوفیہ کے اختلاف کے بیان مین ہو

مشائخ صوفیہ سے ایک جماعت ایسی تھی کہ ہمیشہ سفر اور حضر مین روزہ رکھتی تھی یہان تک کہ وہ اللہ تعالی سے جا ملی۔ اور ابو عبد اللہ بن جابر کا یہ معمول تھا کہ کچھ اوپر پچاس برس برابر روزے رکھے کہ نہ سفر مین افطار کرتے اور نہ حضر مین تو اُسکے یارون نے ایکدن کوشش کی اور اُسنے افطار کیا سو اسکے سبب وہ بہت دن بیمار رہا۔ پس جبکہ مرید اپنی صلاح قلب دوام صوم مین دیکھے تو چاہیے کہ ہمیشہ روزہ رکھے اور افطار کو ایک طرف چھوڑ دے کہ یہ ایک اُسکے لیے ایک اچھی کمک اُس بات کے لیے ہو جسکا وہ ارادہ رکھتا ہے۔

ابو موسی اشعری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ جس نے ہمیشہ روزے رکھے اُسپر دوزخ اس طرح تنگ ہو جاتا ہو اور نوی کا عقد انامل باندھا اس سے یہ مراد ہو کہ روزہ دار کے لیے دوزخ مین جگہ نہ ہوگی اور دن کا سونا صائم الدہر کے لیے مکروہ ہو اور اس بارے مین جو ابو قتادہ نے

روایت کی ہے وارد ہوا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سوال کیا گیا کہ صائم الدہر کی کیفیت کیا ہے اور اسکا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا
کہ نہ اُسنے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا اور قوم نے اُسکی یہ تاویل کی ہے کہ
صوم الدہر یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا یہ ہے کہ عیدین اور ایام تشریق میں افطار کرے
روزہ مکروہ ہے اور جوان ایام میں افطار کرے تو یہ وہ روزہ نہیں ہے جو مکروہ ہو لہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ اور بعضے اُنمیں سے وہ ہیں کہ ایکدن
روزہ رکھیں اور ایک دن افطار کریں اور ہر آئینہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ
روزون میں سے افضل روزہ میرے بھائی داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے کہ
وہ ایکدن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور اسکو صالحین سے
ایک قوم نے پسند کیا ہے تاکہ روزہ دار حال صبر اور حال شکر کے درمیان رہے۔
اور صوفیہ میں سے بعض وہ ہیں کہ دو دن روزہ رکھتے اور ایکدن افطار کرتے یا کہ
ایک دن روزہ رکھے اور دو دن افطار کرے اور اُنمیں سے بعضے وہ ہیں جو
دوشنبہ اور پنجشنبہ اور جمعہ کو روزہ رکھتے تھے اور منقول ہے کہ سہل بن عبداللہ
ہر ایک پندرہ دن میں ایک وقت کھانا کھاتے تھے اور رمضان شریف
میں ایک دفعہ کھانا کھاتے تھے اور اتباع سنت کے لیے خالص پانی سے افطار
کرتے تھے۔ اور جنید سے حکایت کی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے پھر جب اُسکے
پاس اُسکے بھائی آتے تو اُنکے ساتھ افطار کر لیتے اور فرماتے کہ مساعدت اخوان کا
فضل روزہ کے فضل سے کم نہیں ہے علاوہ اسکے کہ یہ افطار محتاج علم ہے کہ کبھی
اسکی خواہشمند حرص نفس ہوتی ہے نہ کہ نیت موافقت کی داعی ہو اور نیت کا
محض موافقت کے لیے خالص کرنا جب کہ حرص نفس موجود ہو سخت ہے۔ اور
میں نے اپنے شیخ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے مجھے ساٹھ برس ہوسے کہ میں نے کوئی چیز

نفس کی خواہش سے نہیں کی ہے جوابتدا آراور استدعا ہو بلکہ میرے سامنے
پیش ہوتی تھی تو مین اُسے اللہ تعالےٰ کے فضل اور نعمت اور اُسکے فعل سے
اعتقاد کرتا تھا پس مین حق کی موافقت اُسکے فعل مین کرتا تھا اور مذکور ہے کہ
ایکدن بھوک لگی اور حسب عادت موجود نہ ہوا کہ کھانا اُسکی طرف پیش کیا جاتا
کہا مین نے اُس مکان کا دروازہ کھولا جسمین کھانا تھا اور مین نے ایک انار لیا
تاکہ مین اُسے کھاؤن اس اثنا مین ایک بلی گھس آئی اور ایک مرغی اُسنے پکڑ لی
جو وہان تھی سو مین نے کہا کہ یہ میرے اوپر عقوبت ہے کہ جو مین نے انار کے لینے مین
تصرف کیا تھا۔ اور شیخ ابو مسعود رحمہ اللہ کو مین نے بارہا دیکھا کہ دن کو کھانا
کھا رہے تھے جس کسی وقت کھانا لایا گیا تو اُسمین سے کھا لیا اور معلوم ہوتا کہ اُسکا
کھانا اس لیے تھا کہ حق کے ساتھ موافقت کرے اسواسطے کہ اُسکا حال اللہ کے
ساتھ ترک اختیار کھانے اور پینے اور تمام تصرفات مین تھا اور اُسکا حال یہ تھا
کہ فعل حق کے ساتھ رہا اور ٹھہر رہتا تھا اور ہر آئینہ اُسکی یہ ہدایت تھی جسکی مثل
عزیز الوجود اور کمیاب ہے یہانتک کہ منقول ہے کہ وہ بہت بغیر کھائے رہتا تھا
اور کوئی اُسکے حال سے واقف نہ تھا اور اپنے نفس کے لیے وہ تصرف نہ کرتا
اور نہ کسی کے چیز کھانے کے لیے سبب پیدا کرتا اور اللہ کے فعل کا انتظار کرتا اس سبب سے
کہ اُسکے پاس رزق پہونچاتا اور کوئی اُسکے حال سے ایک مدت تک زمانہ سے
آگاہ نہ ہوتا پھر اللہ تعالیٰ نے اُسکے حال کو ظاہر کر دیا اور اُسکے لیے صحاب اور
تلامذہ مقرر کر دیے اور وہ لوگ کھانا تبکلف پکاتے اور اُسکے پاس حاضر لاتے
اور وہ اس باب مین فضل حق اور موافقت کو دیکھتا۔ مین نے اُس سے سنا ہے
کہ وہ کہتے تھے ہر روز مین صبح کو اُٹھتا اور جسچیز مجھے محبوب تھا وہ روزہ تھا اور
اللہ تعالےٰ میرے روزہ دوست پر اپنے فعل سے نقض کرتا تھا تو مین حق سے

اسکے فعل مین موافقت کیا کرتا اور بعض صالحین سے حکایت کی گئی ہے جو اہل واسط
شہر سے تھے کہ اُسنے بہت برس روزے رکھے اور وہ ہر روز آفتاب کے قبل
غروب روزہ کھولتا الا رمضان مین بعد غروب افطار کرتا۔ اور ابونصر سراج نے
کہ قوم نے اُسکو بُرا جانا مخالفت علم کے سبب سے یا یہ کہ روزہ نفل تھا اور اور
لوگون نے اُسکو مستحسن قرار دیا اسواسطے کہ روزہ دار کا ارادہ اس سے یہ تھا
کہ نفس کو بھوکا رکھنے سے تادیب کرے اور یہ روزہ کی رویت سے متمتع نہ ہوا اور
یہ سلسل ہے اور لائق تر یہ ہے کہ موافقت علم کے ساتھ روزہ کو جاری رکھے اور
اللہ تعالی نے فرمایا ہے ولا تبطلوا اعمالکم یعنی اپنے عمل کو باطل مت کرو مگر اس بعض
جو ہوتے ہین اُنکے لیے اُن اعمال مین جو کرتے ہین نیتین ہوتی ہین اس لیے وہ مخالف
نہین کیے جاتے اور صدق بالذات محمود ہے خواہ وہ کسی طرح ہو۔ اور صادق آدمی
اپنے وفاے عہد پر ثابت ہوتا ہے جاہے جسطرح چلے اور بعضون نے کہا ہے کہ جب
کسی صوفی کو دیکھو کہ وہ روزے نوافل رکھتا ہے تو اُسکو متہم کرو اسواسطے کہ اُسکے
ساتھ ہر آئینہ دُنیا سے کوئی چیز جمع ہوئی ہے۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ جب ایک
جماعت متوافق اشکال کے ہون اور اُنکے درمیان کوئی مرید ہو روزہ رکھنے پر
اُسکو برانگیختہ کرین پھر اگر اُسکی مساعدت نہ کرین تو اُسکے لیے کوشش افطار کی کرین
اور اُسکے لیے تکلیف کرین تاکہ اُسکے ساتھ موافقت اور ملائمت ہو اور اُسکی دل کو
اپنے احوال پر خیال نہ کرے اور اگر ایک جماعت شیخ کے ساتھ ہو تو اُسکے روزہ
کے ساتھ روزہ رکھین اور اُسکے افطار کے ساتھ افطار کرین مایستثنا اس شخص کے
جسکو شیخ دوسرا حکم دے۔ اور منقول ہے کہ بعض صوفیہ کا ایک جوان مرید تھا
جو ہر سون روزے رکھے ہوا اُسکی صحبت مین تھا تا یہ جوان اُسکی طرف نگاہ
کرے ہیچ اُس سے ادب حاصل کرے اور اُسکے روزہ کے ساتھ روزہ رکھے

اور ابو الحسن مکی سے حکایت کی گئی ہے کہ وہ روزہ صوم الدہر کے رکھا کرتا اور بصرہ
مین وہ مقیم تھا اور شب جمعہ کے سوا روٹی نہ کھاتا اور ایک مہینے مین اُسکی خوراک
چار دانگ ہوتی کہ اپنے ہاتھ سے پوست خرما ٹاٹ کرتا اور اُسکو بیچتا تھا۔ اور شیخ
ابو الحسن بن سالم کہتے ہین کہ مین اُسکو تسلیم نہین کرتا مگر یہ کہ وہ روزہ کھولتا اور
کھانا کھاتا ہو اور ابن سالم اُسے شہوت خفیہ کا متہم کرتے تھے اسواسطے کہ وہ لوگون
مین مشہور تھا اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ کوئی بندہ خالص للہ نہین ہو مگر جسنے
چاہا کہ وہ ایک غیر مشہور گوشہ مین رہے اور جسنے زیادہ کھانا کھایا زیادہ باتین کین
اور منقول ہو کہ ابو الحسن تنیسی اپنے اصحاب کے ساتھ حرم مین سات دن رہا جنمین
اُنھون نے کچھ نہین کھایا تو اُسکے اصحاب مین سے طہارت کے لیے ایک شخص باہر
نکلا اور ایک تربوز کا چھلکا دیکھا اُسے لیکر کھا گیا اُسوقت اُسے ایک شخص نے دیکھا
اور اُسکے پیچھے پیچھے آیا اور روٹیان لایا اور اُس گروہ کے سامنے رکھدین اُسوقت
شیخ نے کہا کہ تم مین سے کسنے یہ گناہ کیا یعنی جس سے ہمارا حال جانا گیا تو ایک نے
کہا کہ مین نے تربوز کا چھلکا پایا اور اُسے کھا گیا شیخ نے کہا کہ تو ہو اور تیرا گناہ اور
تیری روٹیان وہ بولا کہ مین اپنے گناہ سے تائب ہون تو کہا توبہ کے بعد کلام
نہین ہو اور حال یہ تھا کہ وہ ایام بیض کے روزہ کو دوست رکھتے تھے اور دو تیرھوین
اور چودھوین اور پندرھوین تاریخ کے ہین۔ روایت ہو کہ آدم علیہ السلام زمین پر
اُتارے گئے تو گناہ کے اثر سے اُنکا بدن سیاہ ہوگیا تھا پھر جب اللہ نے اُنکی توبہ
قبول کی تو اُنکو حکم دیا کہ روزے ایام بیض کے رکھے تب ہر ایک روزہ سے ایک تہائی
اُنکا جسم سفید ہو جاتا یہانتک کہ ایام بیض کے روزون سے اُنکا تمام بدن سفید
ہوگیا اور بعض صوفیہ شعبان کے نصف اول مین روزون کو اور اُسکے نصف اخیر مین
افطار کو دوست رکھتے تھے اور اگر شعبان کو رمضان سے ملا دے تو کچھ مضائقہ نہین

لیکن اگر روزے نہ رکھتا ہو تو رمضان کا استقبال ایک یا دو دن کے روزون سے نہ کرے اور بعض صوفیہ مکروہ جانتے تھے کہ تمام ماہ رجب روزہ رکھین اس سبب سے کہ رمضان کے ساتھ مشابہت مکروہ سمجھتے اور ذی الحجہ اور محرم کے عشرہ کو روزہ رکھنا مستحب ہے اور اشہر حرم یعنی رجب اور ذی القعدہ اور ذی الحجہ و محرم مین پنجشنبہ اور جمعہ اور شنبہ کا روزہ مستحب ہے۔ اور حدیث مین وارد ہے کہ جس نے شہر حرام سے تین دن جمعرات جمعہ ہفتہ روزہ رکھا تو وہ دوزخ سے سات سو برس کے برابر دور ہوا

اکتالیسوان باب روزہ کے آداب اور ضروریات کے بیان مین

روزہ مین صوفیہ کے آداب یہ ہین کہ ظاہر اور باطن کا ضبط اور حفظ و پاس ہے ور گناہون سے ہاتھ پاؤن وغیرہ اعضا کا روکنا ہے جسطرح نفس کو کھانے سے روکا جاتا ہے بعد ازان نفس کو روکنا کھانے کے، تمام انواع و اقسام سے ہے مین نے سُنا ہے کہ عراق کے بعض صالحین کا طریقہ اور اُسکے اصحاب کا یہ تھا اور جب کبھی قبل از وقت افطار اُنکو ملتا بطور فتوح کے اسکو طرح کرڈالتے اور روزہ نہ کھولتے مگر اُسی چیز سے جو افطار کے وقت اُنکو ملتا اور ادب کی یہ بات نہین ہے کہ مرید طعام مباح کو روک رکھے اور افطار حرام ناجائز کھانے سے کرے۔ ابو الدردا نے کہا ہے عجب لطف کی بات ہے کہ عقلمندون کا سونا اور اُنکا روزہ نہ رکھنا حمقا کے قیام اور روزون کو ضرر پہونچاتے ہین اور اہل یقین و تقویٰ کا ایک ذرہ مغرورون کے اعمال جو پہاڑون کے برابر ہین اُنسے افضل ہے اور روزہ کی فضیلت اور ادب سے یہ ہے کہ کھانے کو اس حد سے جو وہ کھایا کرتا تھا کم کردے جبکہ وہ روزہ سے نہ تھا ورنہ اگر کبھی دفعہ کے کھانے کو ایک دفعہ کے

کھانے مین جمع کردیا تو فی الواقع جسقدر کھانا فوت ہوا تھا اُسکو حاصل کرلیا
اور قوم کا مقصود روزہ سے نفس کا مغلوب کرنا ہے اور نفس کا وسعت پانے
سے روکنا اور کھانے سے اُسی قدر لینا جو ضرورت ہو اس وجہ سے کہ وہ
جانتے ہین کہ ضرورت پر اقتصار کرنا نفس کو تمام افعال اور اقوال سے
ضرورت کی طرف کھینچتا ہے اور نفس کی ذاتی بات ہے کہ جب وہ کسی چیز مین
اللہ تعالیٰ کے واسطے ضرورت پر مجبور کیا جاتا ہے تو اُسکے تمام احوال کی طرف
اثر پہونچتا ہے تو کھانے اور سونے سے اور قول و فعل سے ضرورت پر آرہتا ہے
اور یہ اللہ تعالیٰ کے لیے ایک بڑا باب ابواب خیر سے ہے کہ اسکی رعایت
اور جستجو واجب ہے اور علم ضرورت اور فائدہ ضرورت کے ساتھ کوئی شخص
مخصوص نہین ہے مگر وہ بندہ کہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُسکو اپنا قرب عطا
فرمائے اور اپنے پاس لاوے اور اُسکو برگزیدہ کرے اور اُسکی تربیت کرے
اور اپنے روزہ مین بی بی کے ساتھ لمس کرنے کے کھیل سے باز رہے اسواسطے
کہ وہ روزہ کے لیے زیادہ تر پاک اور صاف ہے اور سنت کے لیے استعمال
سحری کھانے کا کرے اور وہ روزہ گذرانے کے لیے دو معنی کی رو سے زیادہ تر
داعی اور مقتضی ہے ایک یہ کہ سنت کی برکت اُسپر عود کرتی ہے اور دوسرے یہ کہ
روزدن کو کھانا کھانے سے قوت پہونچتی ہے ۔ انس بن مالک نے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا روزون مین سحری
کھاؤ اسواسطے کہ سحری مین برکت ہے اور روزہ کھولنے مین سنت کی رو سے
عمل بہ عجلت کرے اور اگر روزہ دار چاہے کہ کھانا نہ کھائے مگر جب عشا ادا
کرلے اور ادا کرے مغرب اور عشا کا احیا نفل یا وظیفہ اور ذکر سے کرے تو پانی
سے روزہ کھولے یا کسی چیز کو کھالے اگر چھوہارے یا کہ چھوٹے ٹکڑے

اگر نفس تنازع کرتا ہو کہ عشائین کے درمیان صفائی وقت حاصل ہو
تو اسکی احیا مین بڑی فضیلت ہو ورنہ سنت کی وجہ سے پانی پر قناعت
کرے مجھے شیخ عالم ضیاء الدین عبدالوہاب بن علی نے بوساطت رواۃ
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو اپنے پروردگار سے حکایتاً ہو اللہ عزوجل نے
فرمایا ہو کہ مجھے اپنے بندون مین سے زیادہ محبوب تر ہے جو روزہ بہت
جلد افطار کرے۔ اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہو کہ لوگ ہمیشہ خیر کے
ساتھ ہین جب تک کہ روزہ کھولنے مین عجلت کرین اور افطار نماز سے پہلے کرنا
سنت ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی کے ایک گھونٹ یا
دودھ کی چاشنی سے یا چھوہارون سے روزہ کھولتے تھے۔ اور حدیث مین وارد
ہے کہ بہت سے روزہ دار ہین کہ روزون سے اُنکا حصہ بھوک اور پیاس ہے
بعضون نے کہا ہو کہ یہ وہ شخص ہے کہ دن مین بھوکا رہے اور حرام چیز سے
روزہ کھولے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ وہ شخص ہو کہ حلال کھانے سے
مُنھ بند کرے یعنی روزہ رکھے اور لوگون کے گوشت سے غیبت کے ساتھ
افطار کرے۔ سفیان نے کہا کہ جس شخص نے غیبت کی اُسکا روزہ فاسد ہوگیا
اور مجاہد سے منقول ہو کہ دو خصلتین ہین جو روزہ کو فاسد کرتی ہین غیبت
اور جھوٹ شیخ ابوطالب مکی نے کہا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کے سننے کو اور
گناہ کی بات کھنے کو حرام گناہون کے ساتھ جمع کیا اور یکجا کیا ہو۔ اور فرمایا
سماعون للکذب اکالون للسحت۔ اور حدیث مین وارد ہو کہ ہر آئینہ دو عورتون
نے زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین روزہ رکھا اور شام کے وقت
بھوک اور پیاس نے اُنکو رنج مین ڈالا حتےٰ کہ قریب تھا کہ وہ ہلاک ہو جائین

کہ اُن دونون نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آدمی بھیجا کہ روزہ کھولنے کے لیے اجازت مانگی تھین آپ نے اُنکے پاس ایک پیالہ بھیجا اور فرمایا کہ اُن دونون سے کہدو کہ اسمین قے کر ڈالو جو اُنھون نے کھایا ہو تو ایک نے اُنھین سے قے کی کہ اسمین نصف اُسکا خون تازہ تھا اور گوشت تازہ تھا اور اُسی کے مثل دوسری عورت نے قے کی یہانتک کہ اُسکو دونون نے بھر دیا تو لوگون نے اُس سے تعجب کیا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونون عورتون نے روزہ رکھا اُن چیزون سے جنکو اللہ تعالےٰ نے اُنکے لیے حلال کیا تھا اور دونون نے افطار اُن چیزون سے کیا جو اُنپر حلال نہین۔ اور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب تم سے کوئی روزہ دار ہو تو چاہیے کہ جماع نہ کرے اور نہ گالیان بکے پھر اگر کسی نے اُسکو گالی دی تو اُسکو کہنا چاہیے کہ مین روزہ دار ہون۔ اور حدیث مین ہو کہ روزہ ایک امانت ہو تو چاہیے کہ ہر ایک تم سے اُسکی حفاظت کرے۔ اور صوفی وہ ہے کہ رزق معلوم کی طرف توجہ نہ کرے اور نہ دریافت کرے کہ کب اُسکی طرف رزق پہونچایا جائیگا پھر جبکہ اللہ تعالیٰ اُس کے پاس رزق بھیجے تو اُسکو ادب کے ساتھ نوش کرے اُس حال مین کہ ہمیشہ مراقبہ اُسکے وقت پر رہے اور وہ اپنے افطار مین اس شخص سے افضل ہے جسکے لیے رزق تیار ہو پھر اگر اُسکے ساتھ روزہ بھی رکھے تو حقیقت مین کہ وہ فضل مین کامل تر ہو۔ رویم سے منقول ہو کہ کہا بغداد کے گلی کوچون مین ٹھیک دوپہر کے وقت چلا تو مجھے پیاس معلوم ہوئی سو مین ایک مکان کے دروازے پر گیا اور پانی پینے کو مانگا کہ یکایک ایک لڑکی باہر نکل آئی اور نئی صراحی اُسکے ہاتھ مین تھی جو ٹھنڈے پانی سے لبریز تھی تو جب مین نے اُسے ہاتھ سے لینا چاہا تو اُسنے کہا صوفی اور دن مین پانی پیے اور صراحی کو

زمین پر پٹک دیا اور اُلٹے پھر گئی ردیم نے کہا کہ مجھے شرم آئی اور مین نے عہد کیا کہ
مین کبھی بغیر روزہ کے نہ رہونگا اور جس گروہ نے ہمیشہ روزہ رکھنے کو مکروہ جانا ہے
تو وجہ اُنکے کراہت کی یہ ہے کہ ممکن ہے کہ جب نفس روزہ سے مالوف ہو جائے اور
اُسکی عادت پڑ جائے تو اُسپر افطار مشکل ہوگا اور اسیطرح افطار کی عادت سے
اُسکو روزہ مکروہ معلوم ہوگا پس وہ فضیلت اسی مین جانتے ہین کہ نفس کسی
عادت کی طرف مائل نہ ہو اور یہ دیکھا اور اعتقاد کیا کہ ایکدن کا افطار اور ایکدن
کا روزہ نفس پر سخت تر ہے اور فقرا کے ادب سے یہ ہے کہ جب ایک شخص کسی جماعت
مین ہو اور جماعت صحبت مین تو وہ روزہ بغیر اُنکی اجازت کے نہ رکھے اور
یہ اسواسطے ہے کہ جماعت کے قلوب اُسکی روزہ کشائی سے متعلق رہینگے حالانکہ
اُنکے لیے کھانا موجود نہین تو اگر جماعت کے اذن سے وہ روزہ رکھے اور اُنکو
کسی چیز کی فتوح ہووے تو اُنکو لازم نہین کہ روزہ دار کے لیے اُسکو رکھ چھوڑین
ساتھ اس علم کے کہ جماعت غیر روزہ دار اُسکے محتاج ہین اسواسطے کہ ہر آئنہ
اللہ تعالیٰ روزہ دار کے لیے رزق پہونچاتا ہے الا اُس حالت مین کہ روزہ دار
رفق اور مدارات کا اپنے ضعف کے سبب محتاج ہو یا کہ وہ ضعیف الجثہ اپنے
کبر سن وغیرہ کے باعث ہو اور اسیطرح روزہ دار کے لائق یہ بات نہین ہے کہ
وہ اپنا حصہ نے اور اُسکو رکھ چھوڑے اسواسطے کہ یہ بات اُسکے ضعف حال سے
ہے پھر اگر وہ ضعیف ہو کہ اپنے حال اور ضعف کا مقر و معترف ہو تو خیر رکھ چھوڑے
اور جو ہم نے بیان کیا ہے وہ اُن لوگون کے لیے ہے جنکے پاس کھانے کو نہین ہے اور
جو صوفی لوگ کہ خانقاہ مین رہتے ہون جنکے لیے کھانا موجود ہو تو اُنکے سزاوار
حال یہ ہے کہ روزہ رکھین اور اُنکو جماعت کی موافقت افطار مین لازم نہین ہے
اور یہ امر ایک جماعت کے اندر اُنمین سے جنکے پاس کھانا موجود ہے ظاہر

ہو جائیگا کہ اُنکے پاس دن کے وقت آئے اور اگر کھانے کو اُنکے پاس نہین ہی تو
اِس بارہ مین کہا گیا ہی کہ روزہ دارون کی مساعدت غیر روزہ دارون کے لیے بہتر
اِس سے ہی کہ موافقت کی خواہش بے روزہ لوگونکی طرف سے روزہ دارون کے
واسطے ہو اور قوم کا حکم صدق پر مبنی ہی اور مراد صدق سے یہ ہی کہ نیت او احوال
نفس کی تلاش اور جستجو کرے سو ہر ایک چیز جسمین نیت صحیح ہو روزہ پر یا افطار
اور موافقت ہو یا ترک موافقت ہی افضل ہی ولیکن سنت کے رو سے یہ بات ہی
کہ جسکو ایک وجہ موافق ہو جبکہ وہ روزہ دار ہو اور موافقت کے لیے افطار کرے
اور اگر روزہ دار ہو اور موافقت نہ کرے تو اُسکے لیے ایک وجہ ہی اُنہین سے وجہ
اُس شخص کی جو افطار کرے اور موافقت کرے تو وہ یہ ہی کہ ابو سعید خدری نے
کہا ہی کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُنکے اصحاب کے لیے کھانا تیار
کیا سو جب اُنکے پاس آیا تو قوم سے ایک شخص نے کہا کہ مین روزہ دار ہون
اُسپر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمکو تمھارے بھائی نے بلایا ہی
اور تمھارے لیے اپنے اوپر تکلیف اُٹھائی پھر تو کہتا ہی کہ مین روزہ سے ہون روزہ افطار کر
اور ایکدن قضا اُسکی جگہ کر اور اُن لوگونکی وجہ جو موافقت نہین کرتے یہ ہے کہ
حدیث مین آیا ہی کہ ہر آئنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھایا اور
بلال روزہ سے تھے رسول اللہ نے فرمایا ہم رزق کھاتے ہین اور بلال کا رزق
بہشت مین ہی پس جبکہ یہ معلوم ہوا کہ اس موقع پر ایک قطب ہی جو ایذا پاتا ہی
یا ایک فضل ہی جو اُس شخص کی موافقت سے حاصل ہونیوالا ہی جسکی موافقت
مغتنم ہی تو نیک نیتی سے افطار کرے نہ کہ طبیعت کے حکم سے اور اُسکے تقاضے
سے اور اگر یہ بات نہ پائی جائے تو سزاوار نہین ہی کہ حرص اور داعیہ نفس نیت کے
ساتھ اُسکے لاحق ہو اور چاہیے کہ روزہ اپنا پورا کرے اور کبھی ایسا ہوتا ہے

کہ داعیۂ نفس کی وجہ سے دعوت قبول کرتا ہو نہ اسواسطے کہ وہ اپنے لبنائی کے
حق کو ادا کرے۔ اور فقیر طالب حق کے حسن آداب سے یہ ہو کہ جب اُسنے
روزہ افطار کیا اور کھانا کھا لیا تو لبا اوقات وہ اپنے باطن کو اپنی ہیئت سے
متغیر اور اپنے نفس کو وظائف عبادت کے ادا کرنے سے باز رکھنے والا پاتا ہو تو
قلب متغیر کے مزاج کا تغیر دور کرنے کے ساتھ علاج کرے اور طعام کو رکعتوں سے جو
پڑھے اور آیتوں سے جو پڑھے یا اذکار اور سنتوں سے جو وہ کرے تحلیل کرے
اُسکو گلائے اسواسطے کہ حدیث مین آیا ہو کہ اپنے طعام کو ذکر سے گلاؤ۔ اور آداب
روزہ سے جو بہت ضرور ہو حتی الامکان اخفا اسکا ہو مگر اُس حالت مین کہ خلائق
کے سبب روزہ متمکن اور مستقل ہو تو پھر وہ پروا نہ کرے کہ روزہ ظاہر ہوا یا پوشیدہ رہا

بیالیسوان باب طعام اور اُن چیزون کے بیان مین ہے جو صلاح و فساد اُسمین ہو

صوفی کے عادات اُسکے حسن نیت اور صحت مقصد اور وفور علم اور اُسکے آداب
بجالانے سے عبادت ہو جاتے ہین اور صوفی کا وقت اللہ کے واسطے سب ہو جاتا
ہو اور وہ اپنی زندگی کو اللہ کے واسطے چاہتا ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے
نبی کو بطور امر کے فرمایا ہو قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین
یعنی کہو اے رسول ہر آئنہ میری نماز اور میری عبادت اور میری زندگی
اور میری موت اللہ کے واسطے ہو جو عالمین کا پروردگار ہو۔ سو صوفی پر عادت
کی باتین اُسکی حاجت کی جگہ اور اُسکی بشریت کی ضرورت سے پہونچتی ہین
اور اُسکی بیداری کا نور اور اُسکی نیک نیتی اُسکی عادت مین پوشیدہ
ہو جاتی ہین تو عادات روشن اور متشاکل العبادات ہو جاتی ہین اور سیوا ئے

حدیث مین وارد ہوا ہو کہ عالم کی نیند عبادت ہو اور سانس اُسکی تسبیح ہو باوجودیکہ نیند عین غفلت ہو لیکن ہر ایک چیز جسکے ساتھ عبادت کی استعانت ہو وہ عبادت ہے پس تناول طعام ایک بڑا گر ہو جو بہت علوم کا محتاج ہو اس وجہ سے کہ مصالح دینی اور دنیاوی کو مشتمل ہو اور اُسکے اثر کا تعلق قلب اور قالب سے ہو اور اُسکے ساتھ بدن کا قیام وقوام ہو کہ اسپر سنت الٰہی جاری ہو اور قالب قلب کی سواری ہے اور ان دونون سے دین اور دنیا کی آبادی ہو اور ہر آئنہ حدیث مین وارد ہو کہ جنت کی زمین ہموار ہو اُسکی روئیدگی تسبیح اور تقدیس ہو اور قالب بالانفراد حیوانات کی طبیعت پر ہو کہ اُس سے آبادی دین کے لیے استعانت کی جاتی ہو اور روح اور قلب فرشتون کی طبیعت پر ہو کہ اُن دونون سے آبادی دین آخرت مین مدد لیجاتی ہو اور ان دونون کے صلح سے جمع ہونے سے دونون جہان کی آبادی کے لیے مدد لیجاتی ہو اور اللہ تعالے نے آدمی کو اپنی لطیف حکمت سے خاص ترین جواہر جسمانیات اور روحانیات سے مرکب کیا ہو اور اُسکو خلاصۂ زمین وآسمان کا مستودع اور قرارگاہ بنایا ہو اور آدمی کے بدن کے قائم رہنے کے لیے عالم شہادت اور اُن چیزون کو جو اُسمین نباتات اور حیوانات سے ہو بنایا اللہ تعالی اُسنے فرمایا ہو تمھارے واسطے سب اُن چیزون کو جو زمین مین پیدا کیا ہو پھر طباع کو خلق کیا اور وہ حرارت اور رطوبت اور برودت اور یبوست ہو اور اُسکے واسطہ سے نباتات کی آفرینش کی اور نباتات کو حیوانات کے لیے قوام گردانا اور حیوانات کو آدمی کا مسخر ومنقاد کیا کہ اُنسے آدمی امور معاش کی استعانت اپنے بدن کے قوام کے لیے کرتا ہو سو طعام معدہ مین پہونچتا ہو اور معدہ مین چار طبیعتین ہین اور طعام مین چار طبیعت ہین پھر جبکہ مزاج بدن کا اعتدال التر چاہتا ہو تو معدہ کے طبائع سے ہر ایک طبیعت کو جو اُس کے مناسب ہو

طعام سے لیتا ہی پھر حرارت برودت کو اور رطوبت یبوست کو پکڑتی ہی اور مزاج
معتدل ہو جاتا ہی اور کجی سے امن اور حفظ رہتا ہی اور جب اللہ چاہتا ہے کہ
قالب کو فنا اور جسم کو خراب کرے تو ہر ایک طبیعت اپنے جنس کو ماکول سے لیتی ہے
اور اُسوقت طبائع مائل اور منحرف ہو جاتے ہین اور مزاج مین اضطراب پیدا
ہو جاتا ہی اور بدن سقیم بن جاتا ہی - یہ تقدیر خداے عزیز علیم کی ہی - وہب
بن منبہ سے روایت ہی کہا مین نے توریت مین آدم علیہ السلام کی صفت پائی
ہے کہ مین نے آدم کو پیدا کیا اور اُسکے بدن کو چار اشیاے رطب و یابس اور
بارد و حار سے مرکب کیا اور یہ اسواسطے کہ مین نے اُسکو مٹی سے بنایا اور وہ
خشک ہی اور اُسکی تری پانی سے ہی اور حرارت اُسکی نفس کی طرف سے اور
برودت اُسکی روح کی طرف سے ہے اور بدن مین اِس پیدائش کے بعد
چار انواع خلق سے پیدا کین وہ میرے حکم سے جسم کی اصل ہین اور اُنھین سے
اُسکا قوام ہی تو جسم نہین قائم رہ سکتا مگر اُنکے ساتھ اور اُنمین سے ایک دوسرے
بغیر قائم نہین رہ سکتے اُنمین سے قوت سودا اور قوت صفرا اور خون اور بلغم
پھر مین نے بعض اِس خلق کو بعض مین جگہ دی تو یبوست کا گھر قوت سودا
مین بنایا اور رطوبت کا گھر قوت صفرا مین اور حرارت کا مسکن خون مین اور برودت
کا مسکن بلغم مین کیا پس جو بدن کہ اُسمین یہ چار پیدایش جنکو مین نے اصل بنایا ہی
معتدل ہوئین تو اُنمین ان چارون مین سے ایک ایک چوتھائی ہوگی جو نہ گھٹے اور
نہ بڑھے اُسکی صحت کامل ہوگی اور اُسکی عمارت معتدل ہوگی پھر اگر اُنمین سے ایک
اُنسے زیادہ ہوگی تو پھر ایک ہزیمت دیگی اور اُنکے ساتھ میل اور جوہر کرے گی
اور اُسپر بیماری اُسکے گرد پیش سے داخل ہوگی جسقدر کہ اُس ایک کا غلبہ ہوگا
حتے کہ بدن اُنکی طاقتون سے ضعیف ہو جائیگا اور اُنکی مقدار سے عاجز ہوگا

پس طعام میں ضروری ترین امور سے یہ ہے کہ وہ حلال ہو اور ہر ایک شے جس کی
مذمت شرع نے نہ کی ہو وہ رخصۃً اور رحمۃً حلال اللہ تعالیٰ کی طرف اُس کے
بندوں کے لیے ہے اور اگر شرع کی طرف سے رخصت نہ ہوتی تو بڑی مشکل ہوتی
اور طلب حلال دشواری میں ڈالتی اور آداب صوفیہ سے یہ ہے کہ منعم یعنی اللہ تعالیٰ
کو نعمت پر دیکھے اور کھانے سے پہلے ہاتھ دھوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کھانے سے پہلے ہاتھ کا دھونا فقر کو دور کرتا ہے تو یہ عمل نفی فقر کا
موجب اسواسطے ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ کا دھونا ادب کا استعمال ادب کے
ساتھ ہے اور یہ ایک شکر نعمت سے ہے اور شکر زیادتی کو واجب کرتا ہے پس
ہاتھ کا دھونا نعمت کا کھینچنے والا فقر کا دور کرنے والا ٹھہرا۔ اور انس بن مالک نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے جو شخص چاہے کہ
اُسکے گھر کی خیر و برکت زیادہ ہو تو چاہیے کہ وضو کرے جب کہ غذا اُسکے سامنے
آئے پھر اللہ تعالیٰ کا نام لے پس اللہ تعالیٰ کا قول ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ
علیہ اُسکی تفسیر اللہ تعالیٰ کا نام لینا حیوانات کے ذبح کے وقت ہے اور امام شافعی
اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ نے اُسکے واجب ہونے میں اختلاف کیا ہے اور صوفی کا
فہم اس سے بعد از انکہ ظاہر تفسیر پر قائم ہو یہ ہے کہ وہ کھانے کو نہ کھائے مگر اُس وقت
کہ وہ مقرون بذکر ہو تو اُسنے فرض وقت اور اُسکے ادب کو ملا دیا اور اعتقاد کرتا
ہے کہ کھانا کھانا اور پانی پینا نتیجہ اسکا دیتا ہے کہ نفس کو اقامت اور اُسکی
ہوا کا اتباع ہو اور ذکر اللہ تعالیٰ کو اُسکی دوا اور تریاق سمجھتا ہے عائشہ رضی اللہ
عنہا نے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھ صحابہ کے
ساتھ کھانا کھا رہے تھے تو ایک اعرابی آیا اور دو لقموں میں وہ سب کھانا
نوش کر گیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اعرابی اگر بسم اللہ کہتا

تو یہ کھانا سب کو کفایت کرتا سو جب کوئی تم مین سے کھانا کھائے تو چاہیے
کہ بسم اللہ کہے اور اگر وہ بھول گیا بسم اللہ کہنا تو کہنا چاہیے بسم اللہ اولہ وآخرہ
اور مستحب ہر کہ پہلے لقمہ مین بسم اللہ کہے اور دوسرے لقمہ مین بسم اللہ الرحمن اور
تیسرے لقمہ مین تمام بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے اور تین سانس مین پانی پیے
پہلی سانس مین الحمد للہ کہے جب کہ پانی پی چکے اور دوسری مین الحمد للہ
رب العالمین اور تیسری مین الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم کہے اور جسطرح
معدہ کے لیے طبائع مقدر اور مقرر ہین جیسا کہ ہم نے اُنکا ذکر کیا جو طعام کے
طبائع کے موافق ہین تو اسی طرح قلب کے لیے بھی مزاج اور طبیعتین ہین مگر
اُنھین کے واسطے جو ارباب جستجو اور رعایت اور بیداری کے ہین کہ مزاج
قلب کا انحراف لقمہ سے پہچانا جاتا ہر کبھی تو لقمہ سے فضول کی طرف
جانسے حرارت تپش یعنی سبکی عقل کی پیدا ہوتی ہر اور کبھی قلب مین سستی
اور الکسی کی برودت وظیفۂ وقت سے باز رہنے کے ساتھ حادث ہوتی ہر اور
کبھی سہو اور غفلت کی رطوبت پیدا ہوتی ہر اور کبھی رنج اور غم کی یبوست
حظوظ دنیاوی کے سبب ظاہر ہوتی ہر سو یہ سب عارضے اور بیماریان ہین
جنکو بیدار دل آدمی تاڑ جاتا ہر اور ان عوارض سے قالب کے تغیر کو تغیر مزاج
قلب اعتدال سے جانتا ہر اور اعتدال جیسا کہ اُسکی خواہش قالب کے لیے
ضروری ہر تو قلب کے لیے ضرور تر اور اولی ہر اور قلب کی طرف انحراف کا راستہ
پانا اُس سے زیادہ سریع ہر کہ جو قالب کی طرف راستہ پاتا ہر اور انحراف کے
سبب سے وہ چیز ہر کہ اُس سے قلب بیمار ہو جاتا ہر پھر وہ مر جاتا ہر جیسے کہ
قالب مر جاتا ہر اور اللہ تعالےٰ کا اسم ایک دوا ہے نافع و آزمودہ ہر کہ وہ اعتدال
کو محفوظ رکھتا ہر اور یہ بیماری کو دور کرتا ہر اور صحت کو کھینچتا ہے

حکایت ہے کہ شیخ محمد غزالی جب طوس کی طرف پھرے تو انکے سامنے ایک مرد صالح کی تعریف بعض قریات مین کی گئی تو زیارت کے لیے اس کے پاس جانے کا ارادہ کیا اور اس سے ملاقات کی اسوقت وہ ایک جنگل مین بیٹھا تھا کہ زمین مین گیہون بوتا تھا سو جب اسنے شیخ محمد غزالی کو دیکھا تو اسکی طرف چلا اور اسکی طرف متوجہ ہوا اتنے مین ایک شخص اسکے اصحاب سے آیا اور اس سے بیج مانگا تاکہ شیخ کے عوض اس کام مین نیابت اسوقت تک کرے کہ وہ غزالی کے ساتھ مشغول ہے تو اسے منع کیا اور بیج اسے نہ دیا تو غزالی نے منع کرنے کا سبب پوچھا اسنے کہا کہ وجہ اسکی یہ ہے کہ مین اس بیج کو قلب حاضر سے بوتا ہون اور لسان ذاکر سے اس امید سے کہ اسمین برکت ہر ایک شخص کے واسطے ہو جو اسمین کچھ تناول کرے تو مین نہین چاہتا کہ اسکو سپرد اس شخص کے کرون کہ وہ زبان غیر ذاکر اور قلب غیر حاضر سے بوئے۔ اور بعض فقرا کھانے کے وقت قرآن کا کوئی سورہ شروع کرتے جس سے قلب کو حاضر کرتے تھے تاکہ اجزاے طعام انوار ذکر مین ڈوب جائین اور کوئی مکروہ اور تغیر مزاج قلب مین کھانے کے بعد نہ آئے۔ اور ہمارے شیخ ابو النجیب سہروردی کہا کرتے کہ مین کھانا کھاتا ہون اور مین نماز پڑھتا ہون اس سے اشارہ کھانے مین حضور قلب کیطرف کرتے اور اکثر اوقات ان مشاغل کو جو اسکے کھانے کے وقت ہوتے چھوڑ دیتے تاکہ اسکی ہمت اور قصد کھانے کے وقت متفرق نہ ہو اور کھانے مین ذکر اور حضور قلب کے لیے ایک بڑا اثر سمجھتے تھے جسکی فرد گذاشت کے لیے بس نہ تھی۔ اور کھانے کے وقت ذکر ان چیزون مین کرنا جنکو اللہ تعالے نے مہیا کیا ہے داخل ذکر مین کیا ہے اور وہ دانت جو کھانے مین مدد دیتے ہین سو انمین سے بعضے ٹکڑے جدا کرنے والے ہین اور بعضے

کاٹنے والے اور بعضے پیسنے والے ہیں اور وہ چیزیں کہ اللہ تعالیٰ نے پانی زبانیں شیرین منھ میں ہے تاکہ ذائقہ متغیر نہ ہو جیسا کہ آنکھ کا پانی نمکین بنایا ہے اُس چیز کے لیے کہ جو عزمایۂ ہے تاکہ وہ فاسد نہ ہو جائے اور یہ کہ کس طرح تری کو بنایا ہے جو زبان کے اطراف اور منھ میں سے پیدا ہوتی اور نکلتی ہے تاکہ اُسے چبانے اور نگلنے میں مدد پہنچے اور قوت ہاضمہ کو کیسا مسلط کھانے پر کیا ہے کہ اُسکو الگ الگ اور ٹکڑے ٹکڑے کرتی ہے جسکی مدد جگر سے متعلق ہے اور جگر آگ کی مثال ہے اور معدہ ہانڈی کے مانند ہے اور فساد جگر کے موافق قوت ہاضمہ کم ہوتی ہے اور غذا فاسد ہو جاتی ہے کہ وہ نہ علیحدہ ہوتی ہے اور دہرایک عضو تک پہونچتی ہے وہ غذا جو اسکا حصّہ ہے اور ایسے ہی سب اعضا کی تاثیر ہے جگر اور تلی اور گردون کی اور اُسکی شرح دراز ہے سو جو کوئی اسمین خوض کرنا اور عبرت حاصل کرنا چاہے تو چاہیے کہ تشریح اعضا کو مطالعہ کرے تاکہ وہ عجائب قدرت اللہ تعالےٰ سے دیکھے کہ اعضا مین سے ایک دوسرے کو مدد کرتے ہین اور بعض کا تعلق بعض سے غذا کی اصلاح مین ہے اور اُس سے اعضا کے لیے قوت کھنچتی ہے اور اُسکا منقسم ہونا خون اور ثقل کی طرف دیکھے اور دودھ بچہ کی غذا کے لیے ہن بین فرث ودم لبنا خالصًا سائغاللشاربین فتبارک اللہ احسن الخالقین یعنی سرگین اور خون کے درمیان سے شیر خالص جو آسانی سے پینے والونکے گلے سے نیچے اُتر جاتا ہے پس اللہ احسن الخالقین بڑا برکت والا ہے۔ تو اُن چیزون مین کھانے کی فکر کرنا اور لطیف حکمتون کا پہچاننا اور اُسکی قدر و منزلت کرنا داخل ذکر ہے اور اُس قسم کی چیزوں مین سے جو کھانے کی بیماری کو دور کرے جو مزاج قلب کو متغیر کرتی ہے یہ ہے کہ شروع طعام مین دعا کرے اور اللہ تعالےٰ سے سوال کرے کہ اس غذا کو طاعت کا

معین فرمائے اور اُسکی دُعا مین یہ ہو اللھم صل علی محمد و علی آل محمد وما رزقتنا مماتحب اجعلہ عونا لنا علی ماتحب وما زویت عنا مما تحب اجعلہ فراغا لنا فیما تحب

تینتالیسوان باب کھانے کے آداب مین

ان آداب مین سے یہ ہے کہ نمک کے ساتھ ابتدا اور اُسی کے ساتھ ختم کرے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آنحضرت نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے علی نمک سے اپنے طعام کی ابتدا کر اور نمک کے ساتھ ختم کر اسواسطے کہ نمک ستر بیماری کی شفا ہے۔ انمین سے جنون ہے اور جذام اور برص اور درد شکم اور ڈاڑھون کا درد ہے۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائین پانون کے انگوٹھے مین سانپ یا کژدم نے کاٹا حضرت نے فرمایا کہ میرے پاس وہ سفید چیز لاؤ جو خمیر مین ہوتی ہے تو ہم نمک آپ کے پاس لے گئے تو آپ نے اُسے ہتھیلی پر رکھا بعد ازان آپ نے اُمین سے تین بار چاٹا پھر بقیہ اُسکا کاٹی جگہ پر رکھا تو اُس سے تسکین ہوئی اور کھانے پر جمع ہونا مستحب ہے اور وہ سنت صوفیہ کے خانقاہ وغیرہ مین ہے۔ جابرؓ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہر کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی کے نزدیک محبوب ترین کھانا وہ ہے جسپر ہاتھون کی کثرت ہو۔ اور روایت ہے کہ عرض کی گئی یا رسول اللہ ہم کھاتے ہین اور پیٹ ہمارا نہین بھرتا آپ نے فرمایا شاید کہ تم لوگ اپنے کھانے پر الگ الگ بیٹھتے ہو اکٹھے ہو اور اللہ تعالی کے نام کا ذکر کرو اللہ تعالی تمھارے لیے اُسمین برکت دیگا۔ اور صوفیہ کی عادت سے ہے کہ دستر خوان پر کھانا کھاتے ہین اور وہ سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ انس بن مالک رض سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کبھی خوان پر کھانا کھایا اور نہ سکورہ مین لوگ پھر کس چیز پر کھانا کھاتے تھے تو کہا سفرہ یعنی دسترخوان پر اور لقمہ چھوٹا بنایا جائے اور کھانے کو اچھی طرح چبایا جائے اور اپنے سامنے نظر رکھے اور کھانے والون کا منھ نہ دیکھے اور اپنے بائین بانون کے اوپر بیٹھے اور داہنے پانون کو کھڑا رکھے اور تواضع کا بیٹھنا بیٹھے تکیہ نہ لگائے اور نہ متکبرانہ بیٹھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہی فرمائی ہے اس سے کہ آدمی تکیہ لگا کر کھانا کھائے۔ اور روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بکری ہدیہ بھیجی گئی تو آپ نے دو زانو بیٹھے ہوے کھا رہے تھے ایک اعرابی بولا کہ یہ کیا نشست ہے یارسول اللہ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے بندۂ مخلوق کیا ہے اور جبار وعنید یعنی متکبر سرکش اور حق سے پھرنے والا نہین بنایا اور کھانے کی ابتدا نہ کرے جب تک کہ مقدم یا شیخ ابتدا نہ کرے حذیفہؓ سے روایت ہے کہ ہم جب کبھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھتے تو ہم سے کوئی ہاتھ نہ رکھتا تا آنکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع کرتے اور داہنے ہاتھ سے کھائے۔ ابوہریرہؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے چاہیے کہ ہر ایک تم مین سے کھانا داہنے ہاتھ سے کھائے اور داہنے ہاتھ سے پانی پیے اور چاہیے کہ اپنے داہنے ہاتھ سے لے اور اپنے داہنے ہاتھ سے دے اسواسطے کہ شیطان ہر آئنہ اپنے بائین ہاتھ سے کھاتا ہے اور اپنے بائین ہاتھ سے پیتا ہے اور اپنے بائین ہاتھ سے لیتا ہے اور اپنے بائین ہاتھ سے دیتا ہے اور اگر کھانے کی چیز چھوارے ہون یا ایسی چیز جسمین گٹھلی ہو تو اسمین جو چیز پھینکی جاتی ہے اور جو چیز کھائی جاتی ہے طبق اور رکابی مین جمع نہ کرے اور نہ اپنے ہاتھ مین بلکہ اُسے اپنے

موقع سے اپنے ہاتھ کی پشت پر رکھے اور اُسکو پھینک دے اور زہد لیئے چوری ہوئی روٹی کی چوٹ سے نہ کھائے جو بیچ مین ہوتی ہے. عبداللہ بن عباسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہو کہ جب کھانا سامنے رکھا جائے تو اُسکے حاشیہ یعنی ارد گرد سے لو اور اُسکے درمیان چھوڑ دو اسواسطے کہ اُسکے بیچ مین برکت نازل ہوتی ہے ۔ اور طعام کو عیب نہ لگائے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہا کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کو ہرگز عیب نہ لگایا اگر چاہا تو اُسے کھایا نہین تو اُسے چھوڑ دیا اور جب لقمہ گر پڑے تو اُسے کھالے اسواسطے کہ ہر آئنہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جب تم مین سے کسی کا لقمہ گر پڑے تو چاہیئے کہ اُس سے دور کرے جو کچھ اُسے لگ گیا ہو اور اُسکو کھاجائے اور شیطان کے لیے نہ چھوڑ دے اور اپنی اُنگلیون کو چاٹ لے کہ ہر آئنہ جابرؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا جب تم مین سے کوئی کھانا کھائے تو چاہیئے کہ اپنی اُنگلیون کو چوس لے اسواسطے کہ وہ نہین جانتا کہ اُسکے کس کھانے مین برکت ہو اور ایسے ہی حضرت علیہ السلام نے حکم دیا کہ پیالہ کو اُنگلی سے صاف کرے اور وہ کھانے سے اُسکا لگن اور رکھتا ہے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ کو اُنگلیون سے صاف کرنے کا امر فرمایا ہے۔ اور کھانے مین پھونک نہ مارے اسواسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ کھانے کو پھونکنا برکت کو دور کرتا ہے اور عبداللہ بن عباسؓ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کبھی کھانے مین پھونکتے تھے اور نہ پینے کی چیزمین اور نہ آپ کبھی برتن مین سانس لیتے تھے پس یہ ادب سے نہین ہے اور سرکہ اور ساگ سبزی دسترخوان پر

سنت ہے۔ کہا گیا ہے کہ ملائکہ دستر خوان پر نازل ہوتے ہیں جب کہ اُس پر سبزی ہوتی ہے
ام سعد رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عائشہ
رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور میں اُنکے پاس تھی سو آپ نے فرمایا کہ ہے کچھ
صبح کی غذا اُسنے جواب دیا کہ ہمارے پاس روٹی اور چھوارے ہیں اور سرکہ ہے تو
حضرت علیہ السلام نے فرمایا سرکہ بہت اچھا لگاون ہے الہی سرکہ میں برکت دے
کہ وہ انبیا کا مجھ سے پہلے لگاون تھا اور جس گھر میں سرکہ ہو وہ محتاج نہ ہوگا اور
کھانے پر چپ نہ ہو کہ یہ عجمیوں کی سیرت ہے اور گوشت اور روٹی کو چھری سے نہ کاٹے
کہ اسمیں نہی اور ممانعت آئی ہے اور کھانے سے اپنے ہاتھ کو نہ روکے جب تک کہ
جماعت نہ کھا چکے کہ ہر آئنہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب دستر خوان پھیلایا جائے تو کوئی
شخص نہ اُٹھے جب تک کہ دستر خوان نہ اُٹھایا جائے اور نہ کوئی ہاتھ اپنا اُٹھائے
اگرچہ پیٹ بھر گیا ہو یہاں تک کہ قوم فارغ ہو جائے اور چاہیے کہ تعلل یعنی بہانہ
کھانے کا کرے اسواسطے کہ آدمی اپنے برابر پاس کے بیٹھنے والے سے شرماتا ہے اور
اپنا ہاتھ روک لیتا ہے اور قریب ہے کہ اُسکو کھانے کی حاجت ہو اور جب روٹی
رکھی جائے تو دوسری چیز کا انتظار نہ کرے اسواسطے کہ ہر آئنہ ابو موسیٰ اشعری رضی سے
روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روٹی کی تعظیم کرو
اسواسطے کہ اللہ تعالے نے تمھارے لیے برکات آسمان اور زمین اور چرند اور پرند
اور بنی آدم کو تسخیر اور تابع کر دیا ہے۔ اور حسن ادب اور ضروری سے یہ ہے کہ
کھانا نہ کھائے مگر جب کہ بھوک لگے اور کھانا کھانا بند کرے پہلے اس سے کہ
پیٹ بھرے کہ ہر آئنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ کوئی
آدمی نہیں جسنے برتن ایسا بھرا ہو جو اُسکے پیٹ سے بدتر ہو۔ اور صوفیہ کی عادت سے ہے

کہ خادم کو لقمہ دے جبکہ وہ مجلس مین قوم کے ساتھ نہ بیٹھا ہو اور وہ سنت ہے۔
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہا کہ حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہو کہ جب تم مین سے کسی کے پاس اُسکا خادم کھانا لائے تو اگر اُسکے
ساتھ نہ بیٹھے تو اُسکو ایک یا دو لقمے دے دے اسواسطے کہ وہ اُسکی گرمی اور
دھوئین کے پاس رہا ہے اور جب کھانے سے فارغ ہو تو اللہ تعالے کا شکر
ادا کرے۔ ابوسعیدؓ نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب
کھانا کھا چکتے تو کہتے الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین۔ اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے کھانا کھایا
اور کہا الحمد للہ الذی اطعمنی ہذا ورزقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ غفرلہ ما تقدم من ذنبہ
اور خلال کرے کہ ہر آئنہ روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تخللوا
فانہ نظافۃ والنظافۃ تدعوا الی الایمان والایمان مع صاحبہ فی الجنۃ یعنے رسول
علیہ السلام نے فرمایا خلال کرو تم اسواسطے کہ وہ نظافت ہو اور نظافت یعنی پاکی
ایمان کی طرف بلاتی ہو اور ایمان اپنے صاحب ایمان کے ساتھ بہشت مین ہے
ہو۔ اور ہاتھ اپنا دھوئے اسواسطے کہ ابوہریرہ نے کہا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہو کہ جو کوئی سوئے اور اُسکے ہاتھ مین چربی لگی ہو جسکو نہ دھویا ہو
تو اسکو اذیت کچھ پہونچے گی پس وہ ملامت نہ کرے گا مگر اپنے نفس کو۔ اور ایک
طشت مین ہاتھون کا دھونا سنت ہو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ طاسون کو لبریز کرو اور چھلکاؤ اور مجوس کی مخالفت کرو اور
آنکھون کا مسح ہاتھ کی تری سے مستحب ہو۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو جب تم وضو کرو تو اپنی آنکھون کو پانی پلاؤ یعنی تر کرو
اور اپنے ہاتھون کو نہ جھاڑو اسواسطے کہ وہ شیطان کے مورچھل ہین۔ ابوہریرہ سے

پوچھا گیا کہ وضو اور غیر وضو مین کہاں وضو مین اور غیر وضو مین اور ہاتھ کے دہونے
مین داہنے ہاتھ کے اندر اشنان اور صابون سے اور خلال مین جو کچھ دانتون سے
خلال کے ساتھ نکلے گلے کے نیچے نہ اُتارے لیکن جو کچھ زبان کے سہارے سے نکلے
اُسکا مضائقہ نہین ہی کہ نگل جائے اور کھانا کھانے مین تصنع اور بناوٹ سے پرہیز کرے
اور اُسکا کھانا جماعت کے اندر ایسا ہو جیسا کہ وہ تنہا کھائے اسواسطے کہ ریا اور
دکھلاوٹ ہر ایک شے پر داخل ہوتی ہی۔ بعض علما کے سامنے بعض عابد کا وصف
کیا گیا تو عالم نے اُسکی ثنا نہین کی اُس سے کہا گیا کہ آپ اُسمین نا جائز بات جانتے ہین
کہا ہان مین نے اُسے دیکھا کہ کھانے مین تصنع کرتا ہی اور جسنے کھانے مین تصنع کیا
تو عمل مین تصنع سے اُسپر ایمنی نہین کیجاتی یعنی ممکن ہی کہ عمل مین بھی تصنع کرے
اور اگر اکل حلال ہو تو کہنا چاہیے کہ کہے الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات وتنزل البرکات
اللہم صل علے محمد وعلے آل محمد اللہم اطعمنا طیبا واستعملنا صالحا اور اگر کھانا شبہہ
کا ہو تو کہے الحمد للہ علی کل حال اللہم صل علے محمد ولا تجعلہ عونا علی معصیتک اور چاہیے
کہ کثرت سے استغفار اور حزن کرے اور اکل شبہہ پر گریہ کرے اور ہنسے نہین
اسواسطے کہ جو شخص کھاتا ہی اور روتا ہی وہ مثل اُسکے نہین ہی جو کھائے اور
ہنسے اور کھانا کھانے کے بعد پڑھے قل ہو اللہ احد اور لایلاف قریش اور کسی قوم
کے پاس کھانا کھانے کے وقت نہ جائے اسواسطے کہ ہی آنکہ حدیث مین وارد ہوا ہی
کہ جو شخص ایسے کھانے کی طرف جائے جسکے لیے وہ نہ بلایا گیا ہو تو وہ شخص فاسق
ہوگیا اور حرام کھانا کھایا اور ہم نے دوسری لفظ سنی ہی دخل سارقا وخرج مغیرا یعنی
وہ سارق بنکر داخل ہوا اور مغیر یعنی لوٹیرا خارج ہوا الا اُس صورت مین کہ اسکا آنا
ایسی قوم کے پاس ہو جسے اُنکی فرحت اُسکے ساتھ کھانا کھانے سے ہو اور آدمی
کا اپنے مہمان کے ساتھ گھر کے دروازہ تک جانا مستحب ہی اور مہمان بلا اجازت

صاحب خانہ کے باہر نہ نکلے اور میزبان تکلف سے اجتناب کرے مگر اسوقت کہ اسکی نیت کھلانے زیادہ خرچ کرنے کی ہو اور یہ بات شرم اور تکلف سے نہ کرے اور جب ایک جماعت کے ساتھ کھانا کھائے تو بعد از فراغ کہے اگر نماز مغرب کے بعد ہو افطر عندکم الصائمون واکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملائکۃ یعنی روزہ دار تمھارے یہان روزہ افطار کرین اور ابرار لوگ تمھارا کھانا کھائین اور فرشتے تمھارے اوپر درود بھیجین۔ اور یہ بھی روایت ہی علیکم صلوۃ قوم ابرار لیسوا آثمین ولا فجار یصلون باللیل ویصومون بالنہار یعنی تمھارے اوپر درود ہو اُس قوم ابرار کا جو گنہگار نہین ہیں اور نہ فاجر ہین رات کو نماز پڑھتے ہین اور دن کو روزہ رکھتے ہین۔ بعضے صحابہ یہ کہا کرتے تھے اور ادب نے یہ بات ہی کہ جو اُسکے لیے کھانا پیش کیا جاوے اُسکا اُتحقار نہ کرے اور حقیر نہ سمجھے۔ اور بعض اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے کہ ہم نہین جانتے کہ انہین سے کون شخص زیادہ گنہگار ہی آیا وہ شخص جو حقارت اُسکی کرے جو اُسکے سامنے کھانا لایا جاوے یا وہ شخص جو حقارت اُس چیز کی کرے جو اُسکے پاس ہی کہ اُسے پیش کرے اور طعام مباہات ونمود کا کھانا مکروہ ہی اور جو کھانا کہ بیاہ شادی اور غمی مین بتکلف پکایا جاتا ہی اور جو کھانا نوحہ کرنے والون کے لیے تیار ہوتا ہی نہ کھایا جائے اور جو اہل ماتم ہی کے لیے تیار ہو اُسکا کھانا مضائقہ نہین ہی اور جو اُسکے قائم مقام ہو اور جب ایک شخص نے بھائی کے حال کو جانتا ہو کہ وہ خوش اس انبساط سے ہوتا ہی کسی چیز مین تصرف اُسکے کھانے مین کرے تو کچھ حرج نہین ہی کہ اُسکے کھانے مین سے بغیر اُسکی اجازت کے کھاوے اللہ تعالے نے فرمایا ہی او صدیقکم۔ روایت ہی کہ سفیان ثوری کے پاس ایک ... اُسکو موجود نہ پایا تو اُنھون نے دروازہ کھولا اور دسترخوان بچھایا اور کھانا کھایا پھر سفیان آیا اور خوش ہوا اور کہا تم نے سلف کے اخلاق یاد دلائے

کہ وہ ایسے ہی تھے اور جو شخص کھانے کے لیے بلایا گیا تو اجابت اُسکی سنت ہے
اور اسمین زیادہ والا ولیمہ ہے اور کبھی بعض لوگ دعوت سے غرور کے سبب تخلف
کرتے ہین اور یہ خطا ہے اور جو یہ بات بنا ہو تکبر کی ہو اور ریا سے تو وہ کمتر تکبر سے
ہے۔ روایت ہے کہ حسن بن علی کا ایک ایسی مساکین کی قوم پر گذر ہوا جو راستے پر
لوگون سے سوال کرتے ہین اور اُنھون نے زمین پر ٹکڑے روٹیون کے پھیلا رکھے تھے
اور آپ ایک خچر پر سوار تھے سو جب آپ اُنپر گذرے تو اُنسے سلام علیک کی اور
اُنھون نے وعلیکم السلام کہا اور عرض کی کہ اے فرزند آئیے صبح کا کھانا حاضر ہے آپ نے
فرمایا ہان اللہ تعالیٰ متکبرون کو دوست نہین رکھتا پھر اپنی ران کو پھیرا اور اپنی
سواری سے اُتر پڑے اور زمین پر اُنکے ساتھ بیٹھے اور آکر کھانے لگے پھر اُنکو سلام
کیا اور سوار ہو گئے اور کہا جاتا تھا کہ بھائیون کے ساتھ کھانا کھانا کمینے کے ساتھ
کھانا کھانے سے افضل ہے۔ روایت کیا کہ ہارون رشید نے ابی معاویہ نابینا کو
بلایا اور امر کیا کہ اسکے لیے کھانا لایا جاوے پھر جب وہ کھانا کھا چکے تو رشید نے
پانی اُسکے ہاتھون پر طشت مین گرایا پھر جب وہ فارغ ہو تو کہا یا ابا معاویہ تو جانتا ہے
کہ تیرے ہاتھ پر کس نے پانی ڈالا کہا نہین کہا کہ امیر المومنین نے کہا اے امیر المومنین
اسکے سوا نہین کہ تو نے علم کا اکرام وا عزاز وا جلال کیا ہے اللہ تعالیٰ تیرا جلال کرے
اور تیرا اکرام کرے جیسا کہ تو نے علم کا اکرام کیا

چوالیسوان باب صوفیہ کے آداب لباس اور اُنکی نیات اور اُسمین اُنکے مقاصد کے بیان مین

لباس نفس کی حاجات سے ہے اور اُسکی ضرورت گرمی اور سردی کے دور کرنے
کے لیے ہے جیسے کہ طعام حاجات نفس سے بھوک دور کرنے کے لیے ہے اور جیسا کہ

نفس طعام سے مقدار حاجت پر قانع نہیں ہو بلکہ زیادات اور خواہشیں طلب
کرتا ہے سو اسی طرح لباس بھی انواع واقسام کی پوشاک مانگتا ہو اور نفس کیلیے
اسمین طرح طرح کی خواہش اور ہوا ہوتی ہے پس صوفی نفس کو لباس مین
صریح علم کی متابعت کی طرف پھیرتا ہے بعضے صوفیہ سے کہا گیا تیرا لباس
پھٹا ہوا ہو کہا لیکن وجہ حلال سے ہے اور اُس سے کہا گیا ہو کہ وہ میلا ہو
کہا لیکن وہ طاہر اور پاک ہو تو صادق کی نظر اپنی پوشاک مین یہ ہو کہ وہ وجہ
حلال سے ہو اسواسطے کہ ہر آئنہ حدیث مین وارد ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جسنے ایک کپڑا دس درم کو خریدا اور اُسکی
قیمت مین ایک درم حرام کا ہے تو اللہ تعالےٰ اُس سے صرف اور عدل نہین
قبول کرتا یعنی نہ فرض نہ نفل پھر اسکے بعد نظر اسکی یہین ہو کہ وہ لباس پاک ہو
اسواسطے کہ طہارت کپڑے کی نماز کی صحت کی شرط ہو اور ان دو نظر کے سوا
اُسکی نظر یہین ہو کہ وہ گرمی اور سردی کو دفع کرتا ہو اسواسطے کہ وہ مصلحت نفس
کی ہے اور اسکے بعد جو نفس چاہتا ہو وہ سب فضول اور زیادت ہو اور نظر خلق
کی طرف ہے اور صادق کےلیے سزاوار نہین ہو کہ لباس پہنے مگر اللہ کے واسطے
اور وہ ستر عورت ہے یا اپنے نفس کےلیے کہ گرمی اور سردی دور ہو حکایت ہے
کہ سفیان ثوری رضی اللہ عنہ ایک روز باہر نکلے اور اسکے بدن مین کپڑا تھا جسکو
اُلٹا پہنا تھا سو اُس سے کہا گیا اور اُسکو علم اسکا نہ تھا پس اُسنے قصد کیا کہ اُسے
اُتارے اور سیدھا کرکے پہنے بعد ازان اُسکو ایسا ہی چھوڑ دیا اور کہا جب مین نے
پہنا تھا تو نیت کی تھی کہ مین اُسے اللہ کے واسطے پہنتا ہون اور اب مین اُسے
نہین بدلتا ہون مگر خلق کی نظر کے واسطے سو مین اُس سے پہلی نیت کو نہین
توڑتا اور صوفیہ طہارت اخلاق کے ساتھ مخصوص ہین اور انکو طہارت اخلاق

نہیں نصیب ہوئی مگر صلاحیت اور اہلیت اور استعداد کے ساتھ جسکو اللہ تعالیٰ نے اُنکے نفوس کے لیے مہیا کیا ہے اور اخلاق کی طہارت اور اُنکی معاونت میں ایک تناسب ہے جو ہیئت نفس کے سبب واقع ہے اور ہیئت نفس کا تناسب وہی مشار الیہ قول اللہ تعالےٰ کا ہے فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی یعنی پس جسوقت کہ مین نے اُسکو مستوی اور ہموار کیا اور اپنی روح مین نے اُسمین پھونکی پس تناسب وہی تسویہ ہے پس مناسب یہ ہے کہ لباس اُنکا مشاکل اور مشابہ اُنکے طعام کے ہو اور طعام اُنکا ہمشکل اُنکے کلام کے ہو اور اُنکا کلام ہمشکل سونے کے ہو اسواسطے کہ تناسب جو نفس مین واقع ہے علم کے ساتھ مقید ہے اور تشابہ اور تماثل احوال مین جو ہے اسکے ساتھ علم حکم کرتا ہے اور زبان حال کے متصوفہ کسی قدر التزام تناسب کا آمیزش ہوا کے ساتھ کرتے ہین اور اُنکے پاس جو کچھ واقفیت تناسب ہے وہ ایک تراوش اُنکے سلف کے حال کی ہے جو وجود تناسب مین تھی۔ ابو سلیمان دارانی نے کہا کہ ایک اُنمین سے تین درم کی عبا پہنتا ہے اور اُسکے پیٹ مین خواہش پانچ درم کی ہے اسکا انکار اسنے اسواسطے کیا کہ تناسب نہین ہے۔ پھر جب کوئی موٹا کپڑا پہنے تو سزاوار یہ ہے کہ اُسکی غذا بھی اُس کے جنس سے ہو اور جبکہ لباس اور طعام مختلف ہووے تو وہ دلیل انحراف کے وجود کی ہے۔ وجود ہوے سے جو دو طرف سے ایک طرف مین مخفی ہے یا وہ طرف لباس نہین ہے اس سبب سے کہ وہ نظر خلق کا مقام ہے یا کہ وہ طعام کے طرف مین ہے اسواسطے کہ حرص اور شرہ بافراط ہے اور یہ دونون وصف مرض مین جو دوا کے محتاج ہین پس چاہیے کہ حد اعتدال کی طرف عود کرے ابو سلیمان دارانی نے ایک کپڑا دُھلا ہوا پہنا تو اُس سے احمد نے کہا کاش تو اس سے اچھا کپڑا پہنتا تو کہا کاش میرا قلب ورتہذیب مین

ایسا ہوتا جیسا کہ میرا قمیص کپڑون مین ہے تو فقیر لوگ گدڑی پہنا کرتے اور بسا اوقات چیتھڑے گھورون کے اوپر سے اُٹھا لیتے اور اُنسے اپنے کپڑون مین پیوند لگاتے اور ہر آئنہ اہل صلاح کے ایک گروہ نے یہ کام کیا ہو اور یہ وہ لوگ تھے جن کے پاس کچھ مال نہ تھا تو اُسکی طرف رجوع کرتے تھے سو جیسے اُنکے پیوند گھورون کے چیتھڑون سے تھے گداگری سے اُنکے لقمے تھے۔ ابو عبداللہ رازی تیس برس فقر اور توکل پر قائم رہا اور جب کبھی فقرا کے لیے کھانا حاضر کرتا تو اُنکے ساتھ نہ کھاتا اس بارہ مین اُس سے کہا جاتا وہ کہتا کہ تم حق توکل کے ساتھ کھاتے ہو اور مین حق مسکنت کے ساتھ کھاتا ہون بعد اذان عشائین کے درمیان دروازون سے بھیک مانگنے کے لیے نکلتا اور یہ اس شخص کی شان ہے جو مال کی طرف رجوع نہ کرے اور زیر احسان کسی کے نہ ہو نقل ہے کہ خرقہ پوشون کی ایک جماعت بشر بن الحارث کے پاس گئی تو اُنسے آپنے کہا اے قوم خدا سے ڈرو اور اس لباس کو مت ظاہر کرو اسواسطے کہ تم اسکے باعث پہچانے جاتے ہو اور اُسکے لیے اکرام کیے جاتے ہو سو سب کے سب خاموش ہو رہے پھر ایک لڑکے نے اُنہین سے اُٹھکے کہا الحمد للہ الذی جعلنا ممن یعرف بہ و یکرم بہ یعنی شکر ہے اس اللہ کا جسنے ہمکو اُن لوگون سے گردانا جو اُس سے پہچانے جاتے ہین اور اُسکے لیے اکرام کیے جاتے ہین اور اللہ کی قسم ہر آئنہ یہی لباس غالب رہے گا تا آنکہ دین سب اللہ کے واسطے ہو تب بشر نے اُس سے کہا شاباش اے لڑکے مثل تیرے جو کوئی مرقع پہنے تھے تو ایک اُنہین کا تھا کہ زمانہ دراز تک نہ کوئی کپڑا اتر رکھتا تھا اور نہ مالک اُس کپڑے کے سوا کا تھا جسکو وہ پہنے ہوئے تھا اور روایت ہو کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے ایک کرتہ پہنا جو تین درم کو

خریدا تھا پھر انگلیون کے سرے سے اسکی آستین کاٹ ڈالین اور انھین سے
روایت ہی کہ عمر بن الخطاب سے کہا کہ اگر تو چاہے کہ اپنے صاحب سے ملے تو اپنے
قمیص مین پیوند لگا اور اپنا جوتا گانٹھ اور اپنی خواہش اور امید کو کم کر اور سیر شکمی سے
کم کھا اور جریری سے حکایت کی گئی راوی نے کہا کہ بغداد کی جامع مسجد مین ایک
شخص تھا کہ اسکو نہین پاتا مگر ایک کپڑے مین جاڑے ہون یا گرمی تو اس سے
دریافت کیا گیا کہ اسکا کیا سبب ہے تو اسنے کہا کہ مجھے حرص تھی کہ بہت سے کپڑے
پہنون سو ایک رات مین نے سپنے مین دیکھا جو سونے والا دیکھا کرتا ہو گویا کہ مین بہشت
مین داخل ہوا سو مین نے ایک جماعت کو اپنے یارون سے جو فقرا سے تھے کہ وہ ایک
دسترخوان پر بیٹھے تھے سو مین نے چاہا کہ انکے ساتھ مین بھی بیٹھون ناگاہ ایک فرشتون
کی ایک جماعت آن پہونچی میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اٹھا لیا اور مجھ سے کہا کہ یہ لوگ
ایک کپڑے والے ہین اور تیرے پاس دو کپڑے ہین تو انکے ساتھ مت بیٹھ
تب مین جاگا اور عہد کیا کہ مین ایک کپڑے کے سوا نہ پہنونگا یہان تک کہ اللہ تعالیٰ
سے ملون۔ اور کہا گیا ہی کہ ابو یزید مر گیا ور اس کرتہ کے سوا اور کچھ نہ چھوڑا جو اسکے
بدن مین تھا اور وہ مانگا ہوا تھا سو اسے اسکے مالک کو پھیر دیا اور یہ حکایت ہمکو
شیخ حماد ہمارے شیخ کے شیخ سے پہونچی ہے کہ اسنے بڑا زمانہ بسر کیا کہ وہ کپڑا نہ پہنتا تھا
مگر مستعار یہان تک کہ اپنے ذاتی ملک کی کوئی چیز نہین پہنی۔ اور ابو حفص حداد
نے کہا ہی جب تو کسی فقیر کی نیاسا رونی اسکے کپڑے مین دیکھے تو اسکے خیر کی امید نہ کر
اور نقل ہی ابن کرینی مرا اور وہ جنید کا استاد تھا اور اسکے بدن مین مرقعہ تھا
منقول ہی کہ انکی ایک آستین اور تیریز جامہ کا تیرہ رطل تھے (رطل نیم سیر) سو
کبھی ایک جماعت صالحین ایسے سخت لباس مین ہوتی ہی اور کبھی صالحین کی
ایک جماعت تکلف کرتی ہی کہ مرقعہ اور لباس فقرا کے سوا اور لباس نہین پہنتے اور آستین

نیت اُنکی اخفاے حال ہو یا اسکا خوف ہو کہ حق مرقع واجب طور سے ادا نہوگا منقول ہو کہ ابو حفص حداد نرم کپڑے پہنا کرتے اور اُنکا ایک گھر تھا جسمین ریت بچھی ہوئی تھی شاید کہ اُسکے اوپر سویا کرتا تھا بدون اسلیے کہ بچھونا ہوا اور صحابؓ صفہ سے ایکسا قوم تھی جو اس بات کو مکروہ جانتی تھی کہ اُنکے اور مٹی کے درمیان کوئی چیز حائل ہو اور ابی حفص کا نرم کپڑا پہننا علم اور نیت کے ساتھ ہوتا تھا کہ اللہ تعالی اُنکی صحبت سے ملے اور اسیطرح صادقین کا حال ہو. گر اُنھون نے نیت کے ساتھ نرم کپڑا پہنا ایک نیت سے جو اُنکے لیے آئین ہو پس اُنپر اعتراض نہ کیا جائے بدون اسکے سخت کپڑے اور مرقع کا پہننا تمام فقرا کے لیے لائق ہو اس نیت سے کہ دنیا اور اُسکی رونق چمک اور خوبی سے قلت کرے اور مرا ٓئنہ حدیث شریف مین وارد ہوا ہو کہ جس شخص نے خوش آیندہ کپڑا ترک کر دیا حال آنکہ وہ اُسکے پہننے پر قادر ہو تو اللہ تعالے اُسکو جنت کا لباس پہنائیگا ولیکن نرم کپڑے کا پہننا تو وہ لائق نہین ہو مگر اُس شخص کے لیے جو اس بارہ مین اپنے حال کا عالم ہو اور اپنے نفس کی صفات کا دیکھنے والا ہو شہوات پوشیدہ نفسانی کا جو یا ہو اللہ تعالی آئین حسن نیت کو قبول کرے پس نیت کے سبب اس مسئلہ مین بہت سی وجوہ ہین کہ جنکی شرح طویل ہے اور لوگون مین سے بعض ایسے بھی ہین کہ جو ایک کپڑا پہننے کا خاص قصد نہین کرتے نہ تنگی سختی سے نہ اُسکی نرمی سے بلکہ وہ ایسا کپڑا پہنتے ہین جو حق اُنکو پہنا دے تو وہ وقت کے حکم سے ہو اور یہ حسن ہے اور اس سے احسن ہے کہ وہ اپنے نفس کو اس بارہ مین ٹٹولے اور جو یاد کرے پھر اگر اس کپڑے مین جسکو اللہ تعالے نے اس کے پاس بھیجا ہو نفس کے لیے شر یا اُسکی شہوت پوشیدہ اظاہر دیکھے تو اُسے اُتار ڈالے الا اُسوقت کہ حال اسکا اللہ کے ساتھ ترک اختیار ہو پس اس صورت مین اُسے گنجائش نہین ہو الا اس بات کی کہ وہ اُسی کپڑے کو پہنے جو اللہ تعالے نے

اُسکے پاس بھیجا ہے۔ اور ہمارے شیخ ابوالنجیب سہروردی کا یہ حال تھا کہ آپ
کسی ہیئت کے مقید لباس میں نہ تھے بلکہ وہ کپڑا پہنتے تھے جو بلا قصد اور تکلف خفیا
کیف ما اتفق ملجاتا تھا اور وہ عمامہ دس دینار کا بھی پہنتے تھے اور ایک اٹھ کے
درم کا چھوٹا حصہ آٹھ جو کے برابر ہوتا تھا۔ اور شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ ایک ہیئت مخصوص
کا لباس پہنتے تھے اور طیلسان پہنتے تھے (ایک کپڑا ہے کہ کاندھے پر ڈالتے ہیں)
اور شیخ علی ہیتی فقیروں کا سیاہ لباس پہنتے تھے اور ابوبکر فراز زنجان میں (ملک
زنگ) اھادالناس کی طرح سخت پوستین پہنا کرتے اور ہر ایک کے لیے اُسکے
لباس اور ہیئت میں ایک نیت صالحہ ہے اور ان اقسام کی تفاوت کی شرح سے
اس کتاب میں طول ہوتا ہے اور شیخ ابومسعود رحمۃ اللہ کا حال اللہ تعالےٰ کے ساتھ
ترک اختیار تھا اور ہر آئنہ اُسکے لیے نرم کپڑے بھیجے جاتے تھے اور وہ اُسے پہنتے تھے
اور اُس سے ذکر کیا جاتا کہ بسا اوقات بعض آدمی کے دونوں انکا سبقت کرتا ہے
آپکی نسبت جو یہ کپڑا آپ پہنتے ہیں تو آپ نے کہتے کہ ہماری ملاقات نہیں ہوئی مگر
دو آدمیوں سے کسی ایک کی ایک وہ شخص جو ہم سے مطالبہ ظاہر حکم شرع کا کرتا ہے
تو ہم اس سے کہتے ہیں کہ آیا ہمارے کپڑے کو شرع مکروہ کرتی ہے تو اُسکو حرام کرتا
ہے تو وہ کہتا ہے کہ نہیں اور ایک وہ شخص ہے جو ہم سے مطالبہ اُس حقائق کے
ساتھ کرتا ہے جو ارباب عزیمہ کی قوم کے ہیں تو ہم اُس سے کہتے ہیں کہ کیا تو ہمارے
واسطے اس کپڑے میں جو ہم اُسے پہنتے ہیں کوئی اختیار ہے یا تو ہمارے پاس آئیں
خواہش اور شہوت دیکھتا ہے وہ کہتا ہے کہ نہیں اور کبھی لوگ نہیں وہ ہوتے ہیں
جو نرم کپڑوں کے پہننے کا مقدور رکھتے ہیں اور سخت کپڑے پہننا اسپنے لیے
مکروہ جانتا ہے چاہتا ہے کہ اللہ اُسکے لیے ایک ہیئت خاص پسند فرمائے پس وہ
اللہ تعالےٰ سے التجا اور اختیار کرتا ہے اور سوال کرتا ہے کہ وہ ایسے دکھلاوے لیبا لباس

جو اللہ تعالیٰ کے پسند ہو اور اُسکو لائق اور صالح اُسکے دین اور دنیا کے لیے کرے اس سبب سے کہ وہ ایک خاص لباس کا بعینہ صاحب غرض و ہوا نہیں ہے پس اللہ تعالیٰ اُسپر کشود کر دیتا ہو اور اُسکو ایک خاص لباس بتلا دیتا ہو اور معلوم کرا دیتا ہو تب وہ اس لباس کو اپنے اوپر لازم کر لیتا ہو پھر اُسکا لباس اللہ ہوتا ہو اور یہ اتم و اکمل ہو ان سب لباسون سے جنکا پہننا اللہ ہو اور بعضے وہ آدمی ہوتے ہین جنکا حصہ علم سے وافر ہوتا ہو اور منبسط اُس سے ہوتا ہو جسکا بسط اللہ اُسکو کرتا ہو تو وہ علم اور ایقان سے لباس پہنتا ہو اور پروا اسکی نہین کرتا کہ وہ کپڑا نرم ہو یا سخت ہو اور رُبا اوقات اُسنے نرم لباس پہنا اور اُسمین اُسکے نفس کے لیے اختیار ہو اور حظ ہے اور یہ حظ اُسمین موجب کی گناہ و کنارہ کا اُسکے لیے اور اُسکے اوپر کثیر ہوا اور اُسکو بخشا اور ہبہ کیا ہوا ہو گا کہ اُسکے ارادہ نفس سے اللہ تعالیٰ موافق ہے اور یہ شخص تزکیہ مین کامل اور طہارت مین تمام محبوب مراد ہو گا کہ اُسکی مراد محبوب کی طرف اللہ تعالیٰ مسارعت فرماتا ہو بغیر اسکے کہ یہان پر قدم کو لغزش ہو جو اکثر مدعیون کے لیے ہے یحییٰ بن معاذ رازی سے حکایت ہے کہ وہ صوف اور پرانے کپڑے ابتداے عمر مین پہنا کرتے تھے بعد ازان آخر عمر مین نرم کپڑے پہننے لگے یہ حال بایزید سے ذکر کیا گیا تو اُسنے کہا جب مسکین یحییٰ نے صبر اونٹے پر نہ کیا تو نونا تحفون پر صبر کرتا اور بعضے وہ لوگ ہین جنکو پہلے سے علم اُن چیزون کا ہوتا ہے جو لباس کی قسم سے اُسکے پاس جائیگا تو اُسکو وہی سمجھ کر پہنتا ہو اور صادقین کے اور جتنے احوال ہین مختلف انواع کے وہ سب مستحسن ہین قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا یعنی تو کہہ ہر کوئی کام اور برد ریقہ اپنے کے کرتا ہو پس رب تمہارا خوب جانتا ہو اُس شخص کو کہ وہ راہ کو پانے والا ہے اور سخت کپڑے کا پہننا بندہ کے لیے محبوب تر اور بہتر اور اسلم

یعنی معصون ہی اور آفات سے دور تر ہی۔ مسلم بن عبد الملک نے کہا ہی کہ عمرؓ بن عبد العزیز کے پاس مین گیا کہ مرض مین اُنکی عیادت کرون تو مین نے اُسکا کرتہ میلا دیکھا تو مین نے اُسکی بی بی فاطمہ سے کہا کہ امیر المومنین کے کپڑے دھلواؤ اُسنے کہا انشاء اللہ تعالے ایسا کرینگے کہا پھر مین عیادت کے واسطے گیا تو دیکھا کرتہ ویسا ہی میلا ہی پھر مین نے کہا اے فاطمہ کیا مین نے تجکو نہین حکم دیا اس بات کا کہ اُسے دھو ڈالو اُسنے جواب دیا کہ واللہ کوئی دوسرا کرتہ اسکے سوا نہین ہی۔ اور سالم نے کہا کہ عمر بن عبد العزیز ملائم ترین لوگون سے پہنتے تھے قبل اسکے کہ اُنکو خلافت سپرد کیجاوے پھر جب کہ خلافت اُسکے سپرد کی گئی اپنے سر کو دونون زانو ون کے درمیان مارا اور روئے پھر اُسنے پرانے کپڑے اور کمل موروثی منگائے اور پہنے منقول ہی کہ جب ابو الدرداءؓ نے انتقال کیا تو اُنکے کپڑے مین چالیس پیوند پائے اور اُسکی عطا چار ہزار تھے۔ اور زید بن وہب نے کہا علی ابن ابی طالب نے ایک قمیص رازی پہنا اور وہ ایسا تھا کہ جب اُسکی آستین کھینچی جاتی تو اُنگلیون کے سرے تک پہونچتی خارجیون نے اس سے عیب لگایا تب آپ نے فرمایا کیا تم مجھے عیب لگاتے ہو ایسے لباس پر جو غرور سے بہت دور ہی اور اس لائق ہی کہ مسلم میری اقتدا کرین۔ اور منقول ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ جب کسی آدمی پر دو بار یک کپڑے دیکھتے درہ مار کر اُسے اُٹھاتے اور کہتے یہ لباس عورات کے لیے چھوڑ دو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ آپ نے فرمایا ہی اپنے قلوب کو صوف کے لباس سے روشن کرو کہ ہر آئینہ وہ دنیا مین مذلت ہی اور آخرت مین نور ہی اور بچاؤ تم اپنے تئین اس سے کہ تم اپنے پیٹ کو لوگون کی تعریف و ثنا سے فاسد کرو۔ اور روایت ہی کہ ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتے کا جوڑا پہنا پھر اُنکی طرف دیکھا تو اُنکا حسن اچھا معلوم ہوا تو اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کیا آپ سے اس معاملہ مین پوچھا گیا آپ نے فرمایا کہ مین ڈرا اس سے

کہ میرا پروردگار مجھ سے مُنہ پھیر لے سو اُسکی مین نے تواضع اور فروتنی کی ضرورت ہی
کہ یہ جوڑا اچھا رات کو میرے گھر مین نہ رہے اس خوف سے کہ اللہ تعالیٰ کیطرف دشمنی
اُنکے سبب نہ ہو اور پھر انکو اُتار ڈالا اور اُنکو بھیجدیا اُس مسکین کیلیے جو اول اُسے
ملنے پھر حکم دیا اور آپکے لیے نعلین خریدی گئین جو پُرانی گھسی ہوئی تھین۔ اور روایت
ہو کہ ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوف پہنا ہو اور پُرانا گھسا ہوا جوتا
پہنا اور خراسون کے ساتھ کھانا کھایا اور جسوقت نفس محل آفات مین ہو تو
اُسکے پوشیدہ وسیلون اور مخفی شہوات اور چھپی ہوئی پر اطلاع پانا نہایت دشوار
ہو پس لائق و بہتر واسطے اولیٰ یہ ہو کہ جو امر کہ پلٹے اور چھوڑدے اُنکو جو شک
مین ڈالے اُسکی طرف جو شک نہین ڈالتین اور بندہ کے لیے نہین جائز ہو کہ
وسعت مین داخل ہو مگر جبکہ اُسکا علم وسعت کا مضبوط اور قوی اور نفس
زکی کامل ہو اور یہ جب ہو کہ نفس اپنی ہوا تیج کی غلبہ کے ساتھ غائب اور
پوشیدہ ہو جائے اور نیت خالص اور نصرت علم صریح واضح کے ساتھ راست
اور درست ہو جائے اور عزیمت کے لیے تو شین جیسا کہ میسر ہوا ہوتی ہین اور اُسکی
مراعات کرتی ہین رخصت کی طرف نزول کرنا نہین چاہتی ہین اس خوف سے
کہ فضیلت ترک کردینا اور دولتمند لباس دُنیا کے خوف ہوجاتے ہین۔ اور مروی ہے کہ
ہو کہ جس شخص کا لباس باریک ہو اُسکا دین باریک ہو اور بھی اس بارہ مین رخصت
دیجاتی ہے لیکن شخص کے لیے جو زہد کا التزام نہ کرے اور شرع کی رخصت پر ٹھہرے
اُنھون نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کہ آپ نے فرمایا ہو جنت مین وہ شخص داخل نہ ہوگا جسکے دل مین ایک ذرہ کے
وزن برابر غرور ہو تب ایک شخص نے کہا ہو کہ آدمی دوست رکھتا ہو کہ اُسکے بات کے
کپڑے اچھے ہوتے ہین اور جوتا اُسکا اچھا ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ مراد آنکہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو دوست رکھتا ہے تو یہ بات رخصت
اُس شخص کے حق میں ہے جو اُسے پہنے اور ہوائے نفس سے تمیز نہ اتخاذ کرے
اور نہ وہ اترائے لیکن جسنے کہ لباس اسواسطے پہنا کہ دنیا اور اسکے تکاثر سے
تفاخر کرے اور شیخی مارے تو مراد آنکہ اس کے حق میں وعید ہے۔ ابو ہریرہؓ نے
روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مومن کا پاجامہ
آدھی پنڈلی تک ہے اُس مقدار میں جو اُسکی پنڈلی اور ٹخنوں کے مابین ہے اور
جو ٹخنوں سے نیچا ہو تو وہ دوزخ میں ہے جس شخص نے اپنی ازار کو ازراہ فراخی سے
کھینچا قیامت کے دن خدائے تعالیٰ اُسکی طرف نہ دیکھیگا اس درمیان میں
ایک شخص اُن لوگوں سے تھا جو تم سے پہلے تھا وہ تکبر اور ناز سے اپنی چادر
پہنا کرتا جسوقت کہ اسکو چادر اُسکی اچھی معلوم ہوتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اُسکے
ساتھ زمین کو دھنسا دیا پس وہ زمین میں لوٹتا چلا جاویگا قیامت کے دن تک
اور احوال میں اختلاف ہوا کرتا ہے اور جس شخص کہ اسکا حال ساتھ صحت علم کے
ساتھ صحیح ہوا اسکی نیت ماکول و ملبوس اور تمام کاروبار میں صحیح ہوتی ہے اور
کل احوال میں وہ مستقیم رہتا ہے اور باطن کی استقامت سے جو اللہ تعالیٰ کے
ساتھ ہے راست اور مستحکم ہوتا ہے اور اُسکے موافق ہر ایک کا ظاہر اللہ
سے احسن التوفیق ہے مستقیم ہو سکتا ہے

پینتالیسواں باب قیام اللیل کی فضیلت کے ذکر میں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اذ یغشیکم النعاس امنۃ منہ وینزل علیکم من السماء ماء لیطہرکم بہ
ویذہب عنکم رجز الشیطان یعنی جب تمکو اونگھ نے گھیرے ڈر سے امن ہو
[illegible] اور اتارتا ہے تم پر آسمان سے پانی تاکہ اس سبب سے تمکو پاک کرے اور شیطان [illegible]

پلیدی تم سے لیجائے۔ یہ آیت مسلمانون کے حق مین جنگ بدر کے دن نازل
ہوئی جہان کہ وہ ایک ریت کے ٹیلے پر اُترے جسمین آدمیون کے قدم اور گھوڑون
کے سُم دھسے جاتے تھے اور اُنپر مشرکون نے بدر عظمی کے پانی تک سبقت کی
اور اُنپر وہ غالب ہو گئے اور مسلمان لوگ صبح کے وقت محدث اور جنب اُٹھے
اور اُنکو پیاس معلوم ہوئی اور شیطان نے اُنکو وسوسہ مین ڈالا کہ تمھارا زعم ہے
کہ تم حق پر ہو اور تمھارے درمیان نبی اللہ ہین حالانکہ مشرکین پانی پر غالب
اور قابض ہو گئے اور تم بے طہارت اور بغیر غسل کے نمازین پڑھ رہے ہو پھر تم
کیونکر اُمید فتحیابی کی تیر رکھتے ہو تب اللہ تعالیٰ نے آسمان سے مینھ برسایا جس سے
میدان جنگل بہہ نکلے پس مسلمانون نے اُس سے پانی پیا اور نہائے اور وضو کیے
اور گھوڑون کو پانی پلایا اور برتن اور مشکین بھر لین اور زمین سخت ہو گئی یہانتک کہ
قدم اُسپر ثابت ہوے اور یہی فرمایا اللہ تعالیٰ نے ویثبت بہ الاقدام اذ یوحی ربک
الی الملائکۃ انی معکم یعنی بسبب اُسکے پانون ٹھہرنے لگے اسواسطے کہ رب تیرے نے
فرشتون کو حکم کیا کہ مین تمھارے ساتھ ہون۔ اللہ تعالےٰ نے اُنکو فرشتون سے
مدد دی حتی کہ مشرکین پر وہ غالب ہو گئے اور قرآن کی ہر ایک آیت کے لیے
ایک ظاہر اور ایک باطن ہے اور حد ہے اور مطلع ہے اور اللہ تعالےٰ نے جسطرح
اونگھ کو اس واقعہ اور حادثہ مین صحابہ کے لیے رحمت اور امن بنا دیا تو وہ ایک
رحمت ہے جو تمام مومنین کو عام ہے اور اونگھ ایک قسم ہے اقسام عاجلہ سے
مریدون کے لیے ہے اور وہ ایک امن ہے اُنکے قلوب کے لیے اُن منازعات
سے جو نفس کرتا ہے اسواسطے کہ نفس نیند سے استراحت کرتا ہے اور ماندگی
کا شکوہ نہین رہتا اسواسطے کہ شکایت اور تعب مین قلب کی کدورت ہے
اور اُسکی استراحت نیند کے ساتھ بشرطیکہ علم اور اعتدال ہو قلب کی راحت ہے

باین وجہ کہ قلب اور نفس کے درمیان ایک موافقت مریدون سالک کے یہ
نفس کی طمانینت پر ہی سو ہر آئنہ کہا گیا ہے کہ سزاوار ہی کہ ایک تہائی رات
اور دن کی نیند ہو تاکہ بدن مضطرب نہ ہو پس آٹھ گھنٹے نیند کے لیے ہین دو گھنٹے
انھین مریدون مین گردانے اور چھ گھنٹے رات مین کرے اور ان دونو مین سے
ایک مین زیادہ کرے اور دوسرے مین کم کرے اُس قدر کہ رات کو طول اور
قصر جاڑے اور گرمی کے موسم مین ہو اور کبھی حسن ارادت اور صدق طلب سے
ایسا ہوتا ہی کہ نیند کو ایک تہائی کی مقدار سے کم کرے اور یہ کچھ نقصان
نہ پہونچائے جبکہ رفتہ رفتہ اُسکی عادت ہو جائے اور کبھی بیداری کی ثقالت
اور نیند کی قلت کو روح اور انس کا وجود اُٹھا لیتا ہے اسواسطے کہ نیند جس کی
طبیعت سرد تر ہے بدن اور دماغ کو نفع دیتی ہے اور گرمی اور خشکی سے جو دماغ
مین پیدا ہوتی ہے تسکین دیتی ہے پس اگر ایک تہائی سے کم کی جائے تو دماغ کو
ضرر پہونچاتی ہے اور اس سے اضطراب جسم کا خوف ہوتا ہے پس جس وقت کہ نیند
کے بابت راحت قلب اور اسکا انس ہو جاتا ہی تو اُسکا نقصان اور کمی ضرر
نہین کرتی اسواسطے کہ روح اور انس کی طبیعت سرد تر ہی جیسے کہ نیند کی طبیعت
سرد تر ہی اور کبھی طول شب کی مدت روح کے ہونے سے کم ہو جاتی ہے تو اُس وقت
روح کے سبب بڑے رات کے اوقات چھوٹے ہو جاتے ہین جیسا کہ مقولہ ہے کہ
سنۃ الوصل سنۃ وسنۃ الہجر سنۃ یعنی وصل کا برس ایک اونگھ ہی اور ہجر کا برس
قحط کا برس ہے پس اہل روح سے رات کم ہو جاتی ہے علی بن بکار سے منقول
ہے کہ اُسنے کہا کہ چالیس برس سے مجھے نہین غمگین کیا مگر طلوع فجر نے اور بعضون سے
سوال کیا گیا تمھارے اور رات کے کیسی بنی کہا کہ مین نے کبھی اُسکا انتظار نہ کیا کہ وہ
مجھے اپنی صورت دکھلاتی ہی بعد ازان وہ واپس پھر جاتی ہی اور حال اُنکا مین نے

اُنھین اندیشہ بھی نہین کیا - اور ابو سلیمان دارانی نے کہا رات والے اپنی رات مین
زیادہ مزے مین اُس سے رہتے ہین جو کھیل کود والے اپنے کھیل کود مین مزے پاتے
ہین اور بعضے صوفیہ نے کہا ہے دُنیا مین کوئی شی ایسی نہین ہے جو بہشتیون کی نعمت سے مشابہ
ہو الا وہ چیز جو لطف اور تودد کرنے والی حلاوت مناجات سے رات کو اپنے دلون مین
پاتے ہین پس مناجات کی حلاوت شب بیدارون کیلئے ایک اجر و ثواب دنیا کے اندر
ہے اور بعضے عارفین نے کہا ہے کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ صبح کے وقتات مین شب بیدارونکے دلونپر
نظر کرتا ہے پھر اُنکو نور سے بھر دیتا ہے سو وہ فائدے اُنکے قلوب پر نازل ہوتے ہین اور وہ دل روشن
اور منور ہو جاتے ہین پھر اُن کے قلوب سے غافلون کے قلوب پر پھیلتے ہین اور ہر آئینہ
حدیث مین وارد ہوا ہے کہ ہر آئینہ اللہ تعالےٰ نے اُن وحیون مین سے جو اپنے انبیا
کی طرف بھیجی وحی نازل کی کہ ہر آئینہ میرے ایسے بندے ہین جو مجھے دوست
رکھتے ہین اور مین اُنکو دوست رکھتا ہون اور وہ میرے مشتاق ہین اور مجھے اُنکا
اشتیاق ہے اور وہ مجھے یاد کرتے ہین اور مین اُنھین یاد کرتا ہون اور وہ میری طرف
دیکھتے ہین اور مین اُنکی طرف نظر کرتا ہون پھر اگر تو اُنکے طریقہ پر چلے تو مین تجھے
دوست رکھونگا اور جو تو اُس سے عدول کرے تو مین دشمن رکھونگا اُس نبی نے
کہا اے میرے پروردگار اُنکی علامت کیا ہے فرمایا وہ لوگ سایون کی نگہداشت
دن مین کرتے ہین جس طرح چرواہا بکری کی نگہداشت کرتا ہے اور وہ مشتاق
غروب آفتاب کے ہوتے ہین جیسے کہ پرندے اپنے آشیانون کے مشتاق ہوتے ہین
پھر جب کہ رات کو چھپا لیتی ہے اور تاریکی مخلوط ہو جاتی ہے اور ہر ایک دوست اپنے
دوست سے خلوت کرتا ہے تو وہ لوگ میری طرف اپنے قدمون کو کھڑا کرتے ہین
اور میری طرف اپنے چہرون کو بچھا دیتے ہین اور مجھ سے مناجات اور تملق
میرے کلام سے کرتے ہین اور میری خوشامد چاہتے ہین میری [illegible]

کرتے ہیں اور وہ اس اثنا میں چیخیں مارتے اور گریہ و بکا کرتے ہیں اور کبھی وہ آہ کش اور شاکی ہیں مجھے اپنے حشم کی قسم ہے جو میرے واسطے تحمل اور برداشت کرتے ہیں اور مجھے قسم ہے اپنے سمع کی جو وہ میری محبت سے شکایت کرتے ہیں اول ان چیزوں میں سے جو میں اُنکو عطا کرونگا یہ ہے کہ اُنکے قلوب میں اپنا نور نازل کرونگا تو وہ مجھ سے خبردار ہونگے جیسا کہ میں اُنسے خبردار ہوں اور دوسرے اگر ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ اُنکے درمیان ہیں اُنکے اوزان میں ہوں تو اُن کے لیے میں اُنکو تھوڑا سمجھوں اور تیسرے میں اپنی وجہ سے اُنپر اقبال کروں کیا تو دیکھتا ہے اس شخص کو جسکا اقبال میں اپنی وجہ سے کروں کیا کوئی شخص اس چیز کو جانتا ہے جسکا میں ارادہ رکھتا ہوں کہ اُسکو میں عطا کروں پس سچا مرید جب رات میں اپنے پروردگار کی مناجات میں تنہا اور خلوت نشین ہو تو اُس رات کے انوار اُسکے دن کے اجزا پر پھیل جاتے ہیں اور دن اُسکا اپنی رات کی حمایت میں آجاتا ہے اور یہ حالت اُسکے قلب کے نورانی ہونے سے ہوتی ہے دریں صورت اُسکے حرکات اور اُسکے کاروبار جو ان میں ہوتے ہیں اُس چشمۂ انوار سے صادر ہوتے ہیں جو رات سے اُسمیں جمع ہوتے ہیں اور اُسکا قالب ایک قبہ ہیں قباب حق سے ہوتا ہے جسکے سب حرکات راست اور درست ہوتے ہیں اُسکے سکنات سُو فر ہوتے ہیں اور ہر آئنہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جسنے رات کو نماز پڑھی اُسکا مُنھ دن میں حسین ہو گیا ہے اور جائز ہے کہ یہ بات رو و جسم سے ہوتی ہے ایک اُن دونوں میں سے یہ ہے کہ قندیل روشن چراغ سے ہوتی ہے تو جسوقت چراغ یقین روغن عمل ترب کی کثرت سے جگمگا اور روشن ہوتا ہے تو چراغ کی روشنی زیادہ ہوتی ہے اور قالب قندیل نور اور ضیا حاصل کرتا ہے سہل بن عبداللہ کہا کرتے تھے کہ یقین آتش ہے اور اقرار بتی ہے اور عمل روغن ہے اور ہر آئنہ اللہ تعالیٰ نے

فرمایا ہے سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود یعنی پہچان اُنکے منھون مین اُنکے سجدون کے اثر
سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح یعنی مثل اُسکے نور
کی مانند اس طاق کے ہے کہ اُسمین چراغ ہے پس نور یقین نور الٰہی سے قلب کے شیشہ
مین روشنی کو روغن عقل سے زیادہ کرتا ہے تو دل کا شیشہ چمکدار ستارہ کے مثال باقی رہجاتا
ہے اور شیشہ کے انوار قالب کے طاق پر منعکس ہو جاتے ہین اور یہی ہے کہ قلب نور کی آتش سے نرم
ہوجاتا ہے اور اسکی نرمی قالب مین سرایت کرتی ہے پس نرمی قلب سے قالب نرم ہو جاتا ہے
پس یہ دونون نسب اور قرب مشابہ اس نرمی کے وجود سے ہو جاتے ہین جو
اُن دونون مین عام ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تلین جلودہم وقلوبہم الی ذکر اللہ
یعنی پھر جلدین اُنکی اور دل اُن کے طرف ذکر اللہ کے نرم ہوتے ہین۔ جلدون
کو اللہ تعالیٰ نے نرمی کے ساتھ تعریف کی جیسا کہ قلوب کا وصف نرمی سے کیا
پس جب کہ قلب نور سے بھر گیا اور قالب اُس چیز سے جسمین انس و سرور
سے اثر کرتی ہے نرم ہوگیا تو اُسوقت زمان اور مکان نور قلب مین مندرج
ہوجاتا ہے اور اُسمین کلام اور آیات اور سورتین درآتی ہین اور زمین قالب
کی اپنے رب کے نور سے روشن ہوگی اِسواسطے کہ قلب آسمان ہوجائے گا
اور قالب زمین ہوگا اور تلاوت کلام اللہ کی لذت مناجات کے محل مین وجود کا نشان
مرتب جا لیتی ہے اور کلام مجید اُسکے سبب صفائے شہود کی مزاحمت مین سارے وجود
سے تائب ہو جاتا ہے تو اُسوقت نفس کے لیے کوئی حدیث نہین باقی رہتی ہے
اور کسی وسوسۂ نفسانی کی کوئی بھنبھناہٹ نہین سنائی دیتی اور ایسی حالت
مین قرآن کی تلاوت بلا وسوسہ اور حدیث نفس کے اول سے آخر تک متصور
ہوتی ہے اور یہ فضل عظیم ہے۔ دوسری وجہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
وجہ سے یہ ہے کہ جس شخص نے رات دن مین نماز پڑھی اُسکی صورت دن مین

حسین ہوگئی اُسکے یہ معنی ہین کہ اُسکے کامون کی صورتین کہ اُنکی طرف متوجہ ہوتی ہے حسن دار ہوجاتی ہین اور خداے کریم کی معونت اُسکے سب کار و بار مین پہونچتی ہو اور وہ مدد یافتہ اُسکے مصدر اور مورد مین ہوتا ہو اسواسطے صورت اُسکے مقاصد اور افعال کی درپا ہوجاتی ہو اور اُسکے اقوال سلک راستی و درستی مین منتظم ہوجاتے ہین اسواسطے اقوال قلب کی استقامت سے مستقیم ہوتے ہین

چھیالیسوان باب اُن اسباب کے ذکر مین ہو جو قیام شب اور آداب کے خواب کے مددگار ہین

ازانجملہ ایک یہ ہو کہ بندہ غروب آفتاب کے وقت تجدید وضو سے مشغولی رات کی کرتا ہو اور قبلہ رو ہو کر انتظار نماز مغرب کا منتظر بیٹھتا ہو اور انواع اقسام کے ذکر اس جلسہ مین کرتا ہو اور اذکار مین سے ادنی تسبیح و استغفار ہو اللہ تعالے نے اپنے نبی ایلئے فرمایا ہو واستغفر لذنبک وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار یعنی اپنے گناہ کی بخشش مانگ اور ساتھ تعریف اپنے رب کے شام اور صبح تسبیح پڑھ اور ازانجملہ یہ ہو کہ عشائین مین صلوٰۃ اور تلاوت یا ذکر کے ساتھ پیوند اور طالب کرے اور افضل انہین سے نماز ہو واسطے کہ ہر آئنہ اُسنے مغرب کو عشا سے ملادیا تو اُسکے باطن سے آثار اس کدورت کے جو دن کے اوقات مین لوگون کے دیکھنے اور ملاقات اور اُنکے کلام سننے سے پیدا ہوتے ہین سب دُھل جاتے ہین اسواسطے کہ یہ سب آفتین چیزین ہین جنکا اثر و خراش اُسکے دل مین ہوتا ہو جیسے کہ کسی طرف دیکھنا کدورت قلب مین اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہو جسکو وہ شخص ادراک کرتا ہے

جسکو صفائی قلب نصیب ہوتی ہے پس نظر کا اثر جو خلق کی طرف ہو چشم دل کیلئے
اس تنکے کی مثال ہے جو چشم ظاہری مین ہوتا ہے اور عشائین کے ملادینے سے
اس اثر کے جاتے رہنے کی اُمید کی جاتی ہے۔ اور ازانجملہ ایک یہ ہے کہ عشا کے بعد
بات کا کرنا چھوڑ دے اسواسطے کہ اُسوقت مین بات کرنی طراوت اس نور کی
دور کر دیتی ہے جو قلب مین عشائین کے ملانے سے پیدا ہوتی ہے اور قیام شب کا
روکتی ہے خصوصاً جب کہ وہ بیداری دل سے معرا ہو بعد ازان عشا کے بعد
تازہ وضو کرنا بھی قیام شب پر معین و مددگار ہوتا ہے۔ بعض فقرانے اپنے
شیخ کا جو خراسان مین تھا مجھ سے ذکر کیا کہ وہ رات کو تین بار غسل کرتا تھا
ایکبار عشا کے بعد اور ایکبار رات کے درمیان جبکہ سونے سے جاگے اور ایکبار
صبح سے قبل پس وضو اور غسل کے لیے عشا کے بعد قیام شب کی سہولت مین
اثر ظاہر ہوا اور اُسکے منجملہ یہ ہے کہ ذکر اور نماز مین کھڑے ہونے کی عادت کرے
یہانتک کہ نیند غالب ہو اسواسطے کہ اُسکا عادی ہونا جلد بیدار ہونے کا
معین و مددگار ہے الا اس صورت مین کہ اپنے نفس اور عادت پر اُسے اعتماد ہو
تو نیند کو بلاوے اور اپنی حرکت سمجھے کہ لیٹتے وقت جو دین اُٹھ کھڑا ہو وگر غلبہ
کی نیند وہی ہے جو مریدون اور طالبون کے لائق ہے اور اسی کے ساتھ محبون کی
توصیف کی گئی ہے کہتے ہین کہ نیند انکی ڈوبے ہوؤن کی نیند ہے اور کھانا اُن کا
بیمارون کا کھانا ہے اور کلام انکا ضرورتا ہے سو جو کوئی سو رہا نیند کے غلبہ سے
اُٹھا خاطر جمع قیام شب مین دل لگا چاہے تو وہ قیام شب کی توفیق دیا گیا ہے اور جب
نفس ملچایا اور نیند پر اُسنے بچھاونی ڈالی تو اُسمین وہ پانون پھیلاتا ہے اور جسوقت
کہ صدق عزیمت سے اُسنے جنبش کی اور وہ بستر مین نہین پانون پھیلاتا اور یہ تخفیف
نفس مین جو صدق عزیمت سے ہوتی ہے دمی نہ جاگے اور جدائی اور یہ بی

از خواب ہو کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہو تتجافی جنوبہم عن المضاجع یعنی وہ اپنی پسلیوں کو
بچھونے سے الگ کرتے ہین اسواسطے کہ ارادہ قیام شب کا اور صدق عزیمت پسلی
اور بچھونے کے درمیان دوری اور علیحدگی کر دیتی ہو اور ہر آئنہ کہا گیا ہو کہ نفس کیلیے
دو نظر ہین ایک نظر اُسکی نیچے کیطرف ہو تاکہ اقسام بدنی کو پڑائے اور ایک نظر اُسکے
اوپر کیطرف ہو تاکہ اقسام علوی روحانی کو تمام و کمال حاصل کرے تو اہل عزیمت اپنی
پسلیون کو خواب گاہون سے علیحدہ اور دور کرتے ہین اس سبب سے کہ اُنکی نظر اوپر
کیطرف اقسام علوی روحانی کے لیے ہو تو نفوس کو نیند سے اُنکا حق اور حصہ دیا
ہو اور اُسکو منع اُسکے حظ سے کیا ہو پس اس چیز کے سبب جو اُنمین مٹی اور پتھرین سے
مرکوز ہین نیچے کو بیٹھا جاتا ہو اور گدگدے بچھونے بچھانا چاہتا ہو اور نیند سے مزہ لینے کا
ارادہ کرتا ہو اللہ تعالے نے فرمایا ہو کہ ہو الذی خلقکم من تراب یعنی وہ ایسا ہے کہ
جسنے تم کو مٹی سے پیدا کیا ہو اور آدمی کے لیے ہر ایک اصل مین اپنی اصول خلقت سے
ایک طبیعت ہو جو اُسکو لازم ہو اور نیچے بیٹھنا مٹی کی صفت ہو اور سستی اور ٹھہرے
رہنا اور سور رہنا اُسکے سبب سے انسان مین ایک طبیعت ہو سوار باب ہمت وہ علما
ہین جنکے لیے اللہ تعالے نے علم کے ساتھ حکم کیا ہے اپنے اس قول مین امن ہو قانت
آناء اللیل ساجدا و قائما اس آیت تک قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون
ان لوگون کے لیے جو رات کو قیام کرتے ہین علم کے ساتھ حکم کیا ہو تو وہ اپنے علم کے
مقام ہونے سے ایسے ہین کہ نفوس کو اُنھون نے جنبش اُنکی قرارگاہ طبیعت سے
دی ہے اور ذات روحانی کی طرف نظر کرنے سے اُنکو ترقی اُنکے صنعت کی بلندیون
تک دی ہے اسواسطے اُن لوگون نے اپنی پسلیون کو خوابگاہون سے علیحدہ کیا اور
نا قبل سونے کھانے والے کی صنعت سے باہر نکل آنے اور اُسی کے منجملہ ایک
عادت کا بدلنا سو اگر تکیہ لگانے کی عادت ہو تو تکیہ کو ترک کرے اور اور

عالم

بچھونے کی عادت ہو تو بچھونے کو چھوڑ دے اور بعضے صوفیہ کا قول ہے کہ اگر میں گھر
میں شیطان کو دیکھوں تو وہ زیادہ بہتر مجھے مجرب اس سے ہے کہ میں تکیہ دیکھوں اسواسطے
کہ وہ مجھے سونے کی طرف بلاتا ہے اور عادت کے بدلنے کو تکیہ اور لحاف اور بچھونے میں
ایک تاثیر ہے اور بہتیرے انمیں سے نبی چھوڑی ہے، اور اللہ عالم اسکی نیت اور
عزیمت کا ہے اسکا ثواب اسکو سہولت مقصود کا دیتا ہے اور اسی کے منجملہ معدہ
کا کھانے سے سبک رکھنا ہے پھر جو کھانا کھاتا ہے وہ کھانے جبکہ ذکر الٰہی اور بیداری
اٹھنے سے نزدیک ہو تو قیام شب پر وہ کھانا مددگار ہوگا اسواسطے کہ ذکر سے
اسکا ذکر دور ہوتا ہے سو اگر کھانے کا ثقل معدہ میں پایا جاوے تو سزاوار ہے جانے
اسکا کہ اسکی گرانی شب پر زیادہ تر ہے تو جب تک ذکر اور تلاوت اور استغفار سے
کھانے کو گلا نہ دے نہ سووے بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ اگر میں اپنی غذا شب سے
ایک لقمہ کم کروں تو مجھے یہ بہت مرغوب ہے اس سے کہ میں رات بھر قیام کروں اور
احتیاط یہ ہے کہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لے اسواسطے کہ وہ نہیں جانتا کہ کیا حادثہ
آگے آوے اور پانی وضو کے لیے اور مسواک اپنے پاس موجود رکھے اور یہی حالت
نیت سووے کہ باوضو ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بندہ جب
سووے اور وضو سے ہو تو اسکی روح عرش پر عروج کرتی ہے اور اسکے خواب صادق
ہوتے ہیں اور جب بلا وضو سوتا ہے تو اسکے پہونچنے سے قاصر رہتی اور خواب اسکے خاطر
اضغاث و خیال ہوتے ہیں کہ وہ صادق نہیں ہوتے اور اگر مرید جب بچھونے
پر وجہ کے ساتھ سوئے اور اسکا وضو لمس سے ٹوٹ جاوے اور اس سے باوضو
سونے کا فائدہ نہ جاتا رہے گا جب تک کہ وہ لذت نفس کی لمس سے حاصل
نہ کرے اور بیدار دل کو معدوم نہ کرے پھر جس وقت کہ لذت حاصل کرنے میں
داخل ہو جاوے تو روح جیسی وہ صاحب جامع ہو جاتی ہے اسواسطے کہ اسکے

بے بہرہ ہونے کا موقع ہوتا ہے اور طہارت جو ثمر صدق خواب ہے وہ طہارت خراش ہوئی اور کدورت محبت دنیا سے اور نجاست بغض اور حسد و کینہ سے پاک صاف ہوتا ہے اور ہر آئنہ حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص اپنے بچھونے میں رہے کہ اُسوقت نہ کسی پر ظلم کی نیت ہو اور نہ کسی سے بغض ہو اُسکے جتنے گناہ ہیں بخشے جائینگے اور جب رذائل سے نفس پاک ہوا تو دل کا آئینہ روشن ہو جاتا ہے اور نیند میں لوح محفوظ کے مقابل ہوتا ہے اور اُسمین غیب کے عجائبات اور اخبار غرائب منقش ہوتے ہیں اور صدیقین میں بعضے وہ ہوتے ہیں جنکو خواب میں بات چیت اور مکالمہ و محادثہ ہوتا ہے پس اللہ تعالیٰ اُسکو امر کرتا ہے اور نہی کرتا ہے اور اُسکو خواب میں سمجھتا ہے اور اُسے پہچانتا ہے اور موضع و مورد اُن چیزوں کا جو اُسکے لیے خواب میں امر و نہی سے مفتوح ہوتا ہے ایسا ہی ہے جیسا کہ امر و نہی ظاہر کا ہے خدائے تعالیٰ کا گنہگار ہوتا جو اس امر و نہی پر عمل نہ کرے بلکہ یہ امر اور احکام و حقیقت میں زیادہ تاکید کے اور عظمت کے ہیں جو واسطے کہ مخالفات ظاہری کو توبہ محو و منسی کر دیتی ہے اور گناہ سے توبہ کرنیوالا ایسا ہی ہو جاتا ہے جیسے کہ اُسکا کوئی گناہ نہیں اور یہ دو امر خاص ہیں اور تعلق اس حال سے رکھتے ہیں جو اُسکے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہیں تو جب اُسمین خلل ڈالے تو اس بات سے ڈرے کہ اسکا طریق ارادت منقطع ہو جائے اور یہ اللہ کی جانب سے رجوع اور رجعة القہقری ہے اور دشمنی اور نحبت کے مقام کا اپنے اوپر واجب کرتا ہے پھر اگر بندہ بعض اوقات سستی اور فتور عزیمت میں مبتلا ہو جائے جو سوتے وقت بعد حدث تازہ وضو کرنے سے باز رکھے تو اپنے اعضا کو پانی سے مسح کر لے تاکہ مقدور سے وہ زمرہ غافلین سے باہر ہو جائے جسوقت کہ بیدار ہوشیار لوگوں کے فعل سے باز رہے اور اگر اسی طرح جاگنے کے بعد قیام سے الکسائے تو اُسمین کوشش کرے اور مسواک کرے اور اپنے اعضا کو پانی سے مسح کرے تاکہ وہ اُلٹ پلٹ اور بیداریوں میں

غافلین کے گروہ سے خارج ہو جائے سو یہ اُس شخص کے لیے بہت فضیلت ہے جسے نیند زیادہ آتی ہو اور قیام اُسکا تھوڑا ہو روایت ہو کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہر ایک شب کئی مرتبہ مسواک کیا کرتے جب کبھی آپ سوتے اور جب کبھی جاگتے اور سونے مین قبلہ رو ہوتے اور دو قسم ہے یا تو داہنے پہلو اور کروٹ پر رہے جسطرح کہ قبر مین میت رکھی جاتی ہے یا پیٹھ پر کہ منھ قبلہ کی جانب ہو جیسے میت کہ وہ سیدھی اور ڈھکا ہوا ہوتا ہے اور کہے باسمک اللہم وضعت جنبی وبک ارفعہ اللہم ان امسکت نفسی فاغفر لہا وارحمہا وان ارسلتہا فاحفظہا بما تحفظ بہ عبادک الصالحین اللہم انی اسلمت نفسی الیک ووجہت وجہی الیک وفوضت امری الیک والجأت ظہری الیک رہبۃ منہ ورغبۃ الیک لا ملجا ولا منجا منک الا الیک آمنت بکتابک الذی انزلت وبنبیک الذی ارسلت اللہم قنی عذابک یوم تبعث عبادک الحمد للہ الذی علا فقہر الحمد للہ الذی بطن فخبر الحمد للہ الذی ملک فقدر الحمد للہ الذی ہو یحیی الموتی وہو علی کل شیء قدیر اللہم انی اعوذ بک من غضبک وسوء عقابک وشر عبادک وشر الشیطان وشرکہ پھر پڑھے آیتیں سورۂ بقر کی چار اول اور پانچویں ان فی خلق السموات والارض اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور ان ربکم اللہ اور قل ادعوا اللہ اور اول سورۃ الحدید اور آخر سورۃ الحشر اور قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد اور معوذتین اور اُنکو اپنے دونوں ہاتھ پر دم کرے جن سے وہ اپنے منھ اور بدن کو ملے اور اُسپر اضافہ کرے جو پڑھ چکا ہے دس آیت اول سورۃ الکہف کی اور دس اُسکے آخر کی تو اور اچھا ہے اور کہے اللہم ایقظنی فی احب الساعات الیک واستعملنی باحب الاعمال الیک التی تقربنی الیک زلفی وتبعدنی من سخطک بعدا اسالک فتعطینی واستغفرک فتغفرلی وادعوک

تستجیب لی اللهم لاتؤمنی مکرک ولاتولنی غیرک ولاترفع عنی سترک ولاتنسنی ذکرک ولاتجعلنی من الغافلین۔ حدیث مین آیا کہ جس شخص نے یہ کلمات کہے تو اللہ تعالے اُسکے پاس تین فرشتے بھیجتا ہے کہ وہ نماز کے واسطے اُسے جگاتے ہین پھر اگر اُسنے نماز پڑھی تو اُسکی دُعا پر آمین کہتے ہین اور اگر وہ نہین اُٹھتا تو اُنٹے ہوا مین عبادت کرتے ہین اور اُنکی عبادت کا ثواب اُس شخص کے نام لکھا جاتا ہے اور تسبیح وتحمید وتکبیر کہے اُنمین سے ہر ایک مین تیس بار اور سو عدد کو پورا اُس سے کرے لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

سینتالیسواں باب نیند سے جاگنے اور رات کو عمل کرنیکے بیان مین ہے

جبکہ مؤذن مغرب کی اذان سے فارغ ہو تو دو خفیف رکعتین اذان اور اقامت کے درمیان پڑھے اور علما یہ دو رکعت گھر مین پڑھا کرتے ہین اُنمین عجلت کرتے ہین قبل اسکے کہ جماعت کے لیے گھر سے باہر نکلین تاکہ وہ لوگ گمان نہ کرین کہ وہ دو رکعت سنت مؤکدہ ہین اور اُنکی اقتدا اس گمان سے کرنے لگین کہ وہ سنتین ہین اور جبکہ مغرب کی نماز پڑھے تو بعد مغرب سنت کی دو رکعت پڑھے اُنمین جلدی کرے کہ وہ دو سنت فرض کے ساتھ بلند ہوتی ہین اُنمین قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھے پھر ملائکہ شب اور کرام کاتبین پر سلام کرے اور کہے مرحبا بملائکۃ اللیل مرحبا بالملکین الکریمین الکاتبین کتبا فی صحیفتی انی اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ واشہد ان الجنۃ حق والنار حق والحوض

حق والشفاعة حق والصراط حق والمیزان حق وشهدان الساعة آتیة لاریب فیها
وان اللہ یبعث من فی القبور اللہم اودعک ہذہ الشہادۃ لیوم حاجتی الیہا اللہم
احفظ بہا وزری واغفر بہا ذنبی وثقل بہا میزانی واوجب لی بہا امانی وتجاوز
عنی یا ارحم الراحمین پھر اگر دونون عشائین یعنی مغرب اور عشا مین مواصلت اپنی
مسجد جماعت کے اندر کرے تو یہ جامع اعتکاف اور مواصلت عشائین مین
ہے اور اگر یہ راے ہو کہ اپنے گھر واپس جائے اور عشائین مین مواصلت اپنے
گھر مین کرے اُسکے دین کے لیے اسلم ہے اور اخلاص کے قریب تر ہے اور ارادہ
کے لیے جامع تر ہے تو ویسا ہی کرے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سوال کیا گیا کہ اس آیت کے معنی کیا ہین تتجافی جنوبہم عن المضاجع تو آپ نے
فرمایا کہ وہ نماز عشائین کے درمیان کی ہین اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے
کہ اپنے ذمہ گردانو نماز عشائین کے درمیان کی کہ یہ دن بھر کے لغویات کو دور
کرتی ہین اور اُسکے آخر کو سنوارتی ہین اور عشائین کے درمیان دو رکعتین سورۂ
بروج اور طارق سے پڑھے پھر اُن دو رکعت کے بعد دو رکعت اور پڑھے جسکی
پہلی رکعت مین دس آیت اول سورۂ البقر کی اور دو آیت والہکم الہ واحد آخر
آیتون تک اور پندرہ مرتبہ قل ہو اللہ احد اور دوسری رکعت مین آیۃ الکرسی
اور آمن الرسول اور پندرہ مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے اور پچھلی دو رکعتون مین
سورۃ الزمر و واقعہ پڑھے اور اُسکے بعد جو نماز چاہے وہ پڑھے پھر اگر چاہے تو
اُسوقت نماز مین اپنے حزب سے کچھ پڑھے اور چاہے تو بیس خفیف رکعت پڑھے
سورۂ اخلاص اور فاتحہ سے پڑھے اور جو عشائین مین مواصلت دوام سے
کرے جنکو وہ تواتر سے اچھا ہے اور ان دو رکعتون مین قیام کو قرآن سے طول دے
کہ قرآن پڑھنے کی جگہ یا حزب پڑھے یا ایسی آیت کو پڑھے جسمین دعا ہے

اور تلاوت جیسے کہ مکرر پڑھے ربنا علیک توکلنا والیک انبنا والیک المصیر یا
کوئی اور آیت ہو جو اُسکے معنی میں ہو تو یہ تلاوت اور نماز اور دعا کو جامع
ہوگی کہ اُسمین جمعیت قصد اور ظفر بالفضل ہو پھر بعد ازان چار رکعت عشا
کے قبل پڑھے اور بعد اُسکے دو رکعتین پھر اپنے گھر پلٹ آوے یا اپنے کسی خلوت
کے مکان مین اور چار رکعت اور پڑھے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم چار رکعت اپنے گھر مین جا کر بیٹھنے سے پہلے پڑھا کرتے تھے اور ان چار رکعت
مین سورہ لقمان اور یسین اور حم دخان اور تبارک الذی پڑھے اور چاہے تو
تخفیف اُسمین کرے تو اُسمین پڑھے آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور اول سورۃ الحدید
اور آخر سورۃ الحشر اور چار رکعت کے بعد گیارہ رکعت نماز پڑھے جنمین تین سو
آیت قرآن شریف کی از ابتدا والسماء والطارق آخر قرآن تک پڑھے کہ اسمین
تین سو آیت ہین۔ اسیطرح شیخ ابو طالب رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہو اور چاہے تو
اسقدر اس سے تھوڑی رکعتون مین پڑھے اور جو سورۃ الملک سے آخر قرآن
تک پڑھے اور وہ ہزار آیت ہین تو بڑی خیر کثیر ہے اور جو قرآن حفظ نہ ہو تو
ہر ایک رکعت مین پانچ مرتبہ قل ہو اللہ احد دس مرتبہ تک یا زیادہ اُس سے
پڑھے اور تہجد کے آخر تک وتر کی تاخیر نہ کرے الا اُسوقت کہ اپنے نفس پر اعتماد
رکھتا ہو کہ اُسکی عادت تہجد کے لیے جاگنے کی ہے اور اس صورت مین وتر کی
تاخیر آخر تہجد تک افضل ہے۔ اور ہر آئنہ بعضے علما ایسے تھے کہ جب سونے سے پہلے
وتر پڑھتے پھر تہجد پڑھنے کو کھڑے ہوتے تو ایک رکعت پڑھتے اور اپنے وتر کو
ساتھ اُس رکعت کے شفع کر لیتے تھے پھر جسقدر چاہتے نفل پڑھتے اور اُسکے
آخر مین وتر پڑھتے اور اگر وتر اول شب پڑھے تو بعد وتر کے دو رکعت مین بیٹھکر
اذا زلزلت و الہکم التکاثر پڑھے اور کہا گیا ہے کہ دو رکعت کا بیٹھکر پڑھنا بمنزلہ ایک

رکعت ایسکے ہے جو کھڑے ہوکر پڑھے جیسے وتر کا شفع ہوتا ہو حتےٰ کہ جب تہجد کا ارادہ
کرے تو اُسے ادا کرے اور آخر تہجد مین وتر پڑھے اور ان دو رکعتون کی نیت نفل
کی ہی نیت ہو اور نہ دوسری اور بہت سے آدمیون کو مین نے دیکھا ہے کہ وہ
اُنکی نیت کی چگونگی مین گفتگو کیا کرتے ہین اور جو ہر شب مسبحات یعنی پانچ سورتین
سورۂ حدید۔ سورۂ حشر۔ سورۂ صف۔ سورۂ جمعہ۔ سورۂ تغابن پڑھے اور
اُنکے ساتھ سورۂ اعلےٰ کو ملائے تو چھ صورتین ہو جائینگی کہ ہر آئمہ علیہم السلام ان سورتون
کو پڑھا کرتے تھے اور اُنکے برکات کی امید رکھتے تھے سو جب کہ سونے سے اُٹھے
تو حسن ادب سے جاگنے کے وقت یہ ہے کہ اپنے باطن کو اللہ کی طرف لیجائے
اور اپنی فکر تمام اللہ کی طرف پھیرے قبل اسکے کہ فکر کو کسی شے مین ماسوی اللہ سے
لگائے اور زبان ذکر مین مشغول ہو اسواسطے کہ صادق ایک بچہ کی مثال ہے
جو ایک شے کا حریص اور شیفتہ ہو جب وہ سوتا ہے تو اُسی شے کی محبت پر سوتا ہے
اور جب وہ جاگتا تو اُسی چیز کو مانگتا ہے جسکا دیوانہ ہو اور اسی حرص اور
حل پر موت اور قیام حشر تک ہوگا تو چاہیے کہ انسان نظر کرے اور غور سے
دیکھے جب وہ نیند سے اُٹھے کہ اُسکا ارادہ کیا ہے اسواسطے کہ اسیطرح قبر سے
اُٹھنے کے وقت ہوگا اگر اُسکا ارادہ اللہ ہے تو اُسکا وہی ارادہ ہو وگرنہ
ارادہ اُسکا غیر اللہ ہو اور بندہ جب نیند سے جاگتا تو اُسکا باطن طہارت
فطرت کی طرف راجع اور عائد ہو تو چاہیے کہ باطن کو نہ چھوڑے کہ غیر ذکر اللہ
کے متغیر ہو جب تک کہ اُسکا نور فطرت جسپر وہ جاگا ہو نہ جاتا رہے اور وہ
اپنے پروردگار کی طرف اپنے باطن کے ساتھ قرار کرے اس خوف سے
کہ مبادا ذکر اغیار ہو اور جسقدر اس معتاد کے ساتھ باطن وفا کرے
اُسی قدر طریق انوار اور رہ گذار نفحات الٓہی کے صاف اور برگزیدہ ہونگے

پس سزاوار یہ ہے کہ اُسکی طرف رات کے حصوں مین مائل اور متوجہ ہو اور جناب
قربت اُسکی امیدگاہ اور مرجع ہو جائے اور زبان سے کہے الحمد للہ الذی احیانا
بعد ما اماتنا والیہ النشور اور سورۂ آل عمران کے آخر کی دس آیتین پڑھے اسکے
بعد پاک پانی کا قصد کرے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وینزل علیکم من السماء ماء لیطہرکم
ہ اور آسمان سے اوپر تمھارے پانی نازل کرتا ہے تاکہ تم کو ساتھ اُس پانی کے
پاک کرے اور حق عز وجل نے فرمایا ہے انزل من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرہا
یعنی اللہ تعالےٰ نے آسمان سے پانی نازل کیا ساتھ انداز اپنے کے جنگل
جاری ہو گئے۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پانی قرآن ہے
اور جنگل قلوب ہین سو وہ اپنے اندازہ سے جاری ہو گئے اور اُٹھا لیا اُس
پانی مین سے جسقدر اُنکی وسعت اور سمائی ہوئی اور پانی مطہر ہے اور قرآن مطہر ہے
اور قرآن پاک کرنے کے لائق تر ہے پانی تو اُسکے قائم مقام دوسری چیز ہو جاتی
ہے اور قرآن اور علم کے قائم مقام دوسری کوئی چیز نہین ہوتی اور اُنکے
نائب مناب کوئی چیز نہین اور پاک پانی ظاہر کو پاک کرتا ہے اور علم و قرآن
دونون باطن کو پاک کرتے ہین اور شیطان کی نجاست کو دور کرتے ہین کیونکہ
سونیند غفلت ہے اور وہ آثار طبع سے ہے اور سزاوار ہے یہ بات کہ وہ پلیدی
شیطان سے ہو اس وجہ سے کہ اُنہین غفلت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے
اور یہ اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ روے زمین سے ایک مٹھی بھر
مٹی لائی جائے پس وہ مٹی زمین کی جلد تھی اور جلد کا ظاہر بشرہ ہے اور
باطن اُسکا ادمت ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ مین ایک بشر مٹی سے پیدا
کرنے والا ہون پس بشرہ اور بشر اُسکے ظاہر اور صورت سے عبارت ہے
اور ادمتہ اُسکے باطن اور آدمیت سے عبارت ہے اور آدمیت اخلاق حمیدہ کا

مجھے ہے اور مٹی ابلیس کے قدم تلے کی اڑی ہوئی تھی اور اسی سبب سے ظلمت اور تاریکی حاصل کی اور یہ ظلمت آدمی کی طینت میں خمیر اور معجون ہو گئی اور اُس سے صفات مذمومہ اور اخلاق ردیہ ہیں اور اُس سے غفلت اور سہو ہے پس ہرگاہ کہ پانی کو استعمال کیا اور قرآن کو پڑھا تو اُنکے دو مطہر اور پاک کرنے والی چیزوں کو لایا اور اُس سے پلیدی شیطان دور ہوتی ہے اور اثر اُسکے رو ندنے کا جاتا ہے اور اُنکے لیے علم کے ساتھ اور احاطہ اجل سے نکلنے کا حکم کرتا ہے پس طہور اور پاکیزہ کا استعمال میں لانا امر شرعی ہے کہ اُنہیں قلب کے روشن کرنے کی تاثیر ہے اُس نیند کے مقابلہ میں جو ایسا حکم طبعی ہے کہ اُسکی تاثیر قلب کو تکدر اور گندلا کرنی ہے اسواسطے اُس کا نور اُسکی ظلمت کو دور کرتا ہے اور اسی واسطے بعضے علما نے آگ کی گرم کی ہوئی چیز سے وضو کو جائز رکھا ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے نماز میں قہقہہ لگانے سے وضو کرنے کا حکم دیا ہے اس وجہ سے کہ اُسکو حکم طبعی قرار دیا ہے جو گناہ کو کھینچتا ہے اور گناہ شیطان کی ناپاکی ہے اور پانی شیطان کی ناپاکی کو دور کرتا ہے یہان تک کہ بعضے علما غیبت اور جھوٹ کی وجہ سے وضو کرتے تھے اور غصہ کے وقت اس سبب سے کہ نفس غلبہ اور ظہور کرتا ہے اور شیطان ایسے موقعوں میں تصرف کرتا ہے اور اگر محافظ پاسبان مراقب محاسب جب کبھی نفس کسی مباح چیزوں میں خواہ وہ کلام ہو یا ملاقات لوگوں کی یا اُسکے سوا دوسری چیزوں کی طرف جائے منجملہ اُن چیزوں کے جو حفظ عزیمت کے کھو دینے کے باعث ہو جیسے کہ اُن باتوں میں غور کرنا جسکا کچھ حاصل نہیں ہر فعل میں ہو یا قول میں اور اُسکے پیچھے تازہ وضو کرے تو قلب پر طہارت اور نزاہت پر ثابت اور قائم ہو جائے گا اور البتہ وضو

صفائی چشم باطن سے اِس پلک کی مثال مین جانے گا جو ہمیشہ اپنی ہلکی
ہلکی حرکت سے بینائی کو روشن کرتی ہے اور اُسکو نہین جانتے مگر وہی لوگ
جو عالم ربانی ہیں فکر کر اُن چیزون مین جنپر مین نے آگہی کی ہے تو اسکی برکت
اور اثر حاصل کرے گا اور اگر وہ غسل کر ڈالے اُسوقت مین کہ یہ نئے حادثات
اور عوارض پیش آوین اور نیند سے جاگے تو وہ غسل زیادہ تر قلب کی
تنویر مین مؤثر ہوگا اور ہر آئینہ سزاوار زیادہ ہوگا کہ بندہ ہر ایک نماز
فریضہ کے لیے غسل کرے اِس حالت مین کہ وہ اپنے مسائل کو آمین صرف
کرنے والا ہو کہ مناجات الٰہی اور سرگوشی مین مستعد اور سرگرم ہو اور توبہ اور
صدق انابت سے غسل باطن کو تازہ اور مجدد کرے اور ہر آئینہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے منیبین الیہ واتقوہ واقیموا الصلوٰۃ انابت اور رجوع کو
مقدم کیا ہے اسکے لیے کہ وہ نماز مین داخل ہو مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت
اور علم خفیفہ سے جو آسان اور سہل ہے یہ بات ہے کہ حرج اور تنگی کو دور کر دیا اور وضو
سے غسل کا معاوضہ کر دیا اور مفروضات کو ایک وضو سے ادا کرنا جائز
کر دیا تاکہ گروہ اُمت سے حرج دور ہو اور جو لوگ کہ خواص اور اہل عزیمت
ہین اُنکے لیے اُنکے باطنون سے بہت کچھ مطالبے ہین کہ اُنپر اولیٰ کے ساتھ
حکم کرتے ہین اور اُنکو طریق اعلیٰ کے جانے پر مضطرب کرتے ہین پھر مستحب
کہ نماز مین کھڑا ہو اور تہجد کو شروع کرنا چاہے تو کہے اللہ اکبر کبیراً او الحمد للہ
کثیراً وسبحان اللہ بکرۃً واصیلاً اور کہے سبحان اللہ والحمد للہ یہ کلمات
دس مرتبہ کہے اور کہے اللہ اکبر ذو الملک والملکوت والجبروت والکبریاء
والعظمۃ والجلال والقدرۃ اللّٰھم لک الحمد انت نور السمٰوات والارض ولک
الحمد انت بہاء السمٰوات والارض ولک الحمد انت قیوم السمٰوات والارض

ولک الحمد انت رب السمٰوات والارض ومن فیہن ومن علیہن انت الحق ومنک الحق ولقاؤک حق والجنۃ حق والنار حق والنبیون حق ومحمد علیہ السلام حق اللہم لک اسلمت وبک آمنت وعلیک توکلت وبک خاصمت والیک حاکمت فاغفر لی ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت انت المقدم وانت المؤخر لا الٰہ الا انت اللہم آت نفسی تقوٰہا وزکہا انت خیر من زکٰہا انت ولیہا ومولاہا اللہم اہدنی لاحسن الاخلاق لا یہدی لاحسنہا الا انت واصرف عنی سیئہا لا یصرف عنی سیئہا الا انت اسالک مسئلۃ البائس المسکین وادعوک دعاء الفقیر الذلیل فلا تجعلنی بدعائک رب شقیا وکن لی رؤفا رحیما یا خیر المسئولین ویا اکرم المعطین - پھر دو رکعت نماز تحیۃ الوضو کی پڑھے پہلی رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد آیت ولو انہم اذ ظلموا انفسہم اور دوسری رکعت مین ومن یعمل سوءا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما اور دو رکعت کے بعد استغفار چند مرتبہ پڑھے بعد ازان نماز دو ہلکی رکعتون سے شروع کرے چاہے تو ان دونون مین آیۃ الکرسی اور آمن الرسول پڑھے اور چاہے سوا اُسکے اور کچھ پڑھے بعد اُسکے دو رکعت دراز نماز کی ادا کرے اسیطرح حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی کہ آپ اِس طرح نماز تہجد پڑھا کرتے پھر دو رکعت دراز نماز کی جو پہلے سے چھوٹی ہون پڑھے اور اسیطرح درجہ بدرجہ اُترتا چلا آئے یہان تک کہ بارہ یا آٹھ رکعت نماز پڑھے یا اسپر بڑھائے اسواسطے کہ اِسمین بہت فضیلت ہی اور اللہ تعالیٰ دانا تر ہی

اڑتالیسوان باب قیام شب کی تقسیم مین ہے

اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہی والذین یبیتون لربہم سجدا وقیاما یعنی اور وہ لوگ کہ

گذارتے ہین رات کو واسطے رب اپنے کے سجدہ کرتے ہوے اور کھڑے اور
بعضے علمانے فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون کی تفسیر
مین کہا ہے کہ عمل اُنکا قیام شب تھا اور بعضے علمانے آیت استعینوا بالصبر
کی تفسیر مین کہا ہے کہ صلوٰۃ سے مراد صلوٰۃ لیل ہے جو مجاہدہ نفس اور مصابرت
دشمن پر ہے اور حدیث مین آیا ہے علیکم بقیام اللیل فانہ مرضاۃ لربکم یعنی اپنے
اوپر قیام شب کو لازم کرو اسواسطے کہ وہ تمھارے رب کو پسندیدہ ہے اور وہ
آداب اور قاعدہ ہے صالحین کا جو تم سے پہلے تھے اور گناہون سے باز
رکھنے کا آلہ ہے اور معاصی کا تباہ کرنے والا ہے اور مکر شیطانی کا دفع کرنیوالا
اور بدن سے دُکھ کا نکالنے والا ہے۔ اور صالحین کی ایک جماعت ایسی تھی
کہ وہ ساری رات قیام کرتی تھی یہان تک کہ چالیس تابعین سے نقل
کی گئی ہے کہ وہ صبح کی نماز عشا کے وضو سے پڑھا کرتے تھے اُنھین مین سے
سعید بن مسیب اور فضیل بن عیاض اور وہیب بن الورد اور ابوسلیمان دارانی
اور علی بن بکار اور حبیب عجمی اور کہمس بن المنہال اور ابو حازم اور محمد بن المنکدر
اور ابو حنیفہ رحمہم اللہ اور اُنکے سوا ہین جنکو شیخ ابوطالب مکی نے اپنی کتاب
قوۃ القلوب مین شمار کیا اور اُنکے نام اور اُنکے نسب لکھے ہین۔ پھر جو شخص
اس سے عاجز ہو تو اُسکو دو ثلث یا ایک ثلث شب مستحب ہے اور استحباب
اقل مرتبہ رات کا ایک چھٹا حصہ ہے اور یا یہ ہو کہ پہلے تہائی رات مین
سوئے اور آدھی رات قیام کرے اور پچھلا چھٹا حصہ رات کا رہا اسمین
سو رہے یا کہ اول نصف شب سو رہے اور شب کی ایک تہائی مین قیام کرے
اور ایک چھٹا حصہ رات کا جو رہے اُسمین سو رہے۔ اور روایت ہے کہ
داؤد علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار مین چاہتا ہون کہ تیری

عبادت کرون سوئین کس وقت قیام کرون تو اللہ تعالےٰ نے اُسکو وحی بھیجی
کہ اے داؤد نہ رات کے اول مین قیام کر اور نہ اُسکے آخر مین اسواسطے کہ
جس شخص نے اُسکے اول مین قیام کیا تو اُسکے آخر مین سو رہا اور جو آخر مین
کھڑا ہوا وہ اول مین رہ گیا ولیکن رات کے وسط مین قیام کر تاکہ تو مجھ سے
خلوت رکھے اور مین تیرے ساتھ خلوت رکھون اور میرے سامنے اپنی
حاجتین پیش کر اور دو نیندون کے درمیان قیام ہو ورنہ اول شب سے
نفس غلبہ کرے گا اور نوافل پڑھے پھر جب نیند غالب ہو تو سو رہے پھر
جب جاگے تو وضو کرے اور اُسکے لیے دو قیام ہونگے اور دو نیند ہونگی
اور یہ امر اُسکے اس فعل سے جو کر رہا ہی افضل ہوگا اور نماز اُسوقت نہ پڑھے
کہ اُسے نیند آرہی ہو جو نماز اور تلاوت سے اُسکو فارغ اور بے فکر کر دے
اُسوقت کہ وہ سمجھے جو وہ کہتا ہی۔ اور ہر آئنہ حدیث مین وارد ہوا ہی کہ
سختی مین تمام رات آپ کو نہ ڈالو۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے عرض کی گئی کہ فلانی عورت رات کو نماز پڑھتی ہی پھر جب اُسپر نیند
غلبہ کرتی ہی تو وہ ایک رسی مین لٹک جاتی ہی سو جناب رسول اللہ نے اس
فعل سے باز رکھا اور فرمایا کہ چاہیے کہ رات کو تم مین سے جو کوئی نماز پڑھے
تو جسقدر کہ آسان اور سہل ہو اور جب اُسپر نیند غالب ہو تو چاہیے کہ سو رہے
اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ اس دین مین بہت شدت اور سختی نہ کھینچ
اسواسطے کہ وہ مضبوط ہی اور جو کوئی اسمین سختی کھینچتا ہی تو اُسپر غالب آتا ہی
اور اللہ کی عبادت کو مبغوض اپنے نفس کا نہ کرو اور طالب کے لائق یہ
بات نہین ہی اور نہین سزاوار ہی کہ طلوع فجر ہوا اور وہ پڑا سوتا ہو مگر یہ کہ
ہر آئنہ رات مین اُسکے قیام مین طول ہوا تو اُسمین وہ معذور رہتا ہی اسکے علاوہ

کہ جب وہ فجر سے پہلے ایک ساعت جاگے ساتھ اسکے کہ تھوڑا قیام اسکا رات میں ہوا تو یہ افضل اس سے ہے کہ قیام طویل کیا اور فجر نکلنے کے بعد سوتا رہا پس اگر فجر سے جاگا استغفار اور تسبیح کثرت سے پڑھے اور اس ساعت کو غنیمت سمجھے اور جب پہلی رات میں نماز پڑھے تو ہر دو رکعت بعد تھوڑا بیٹھے اور تسبیح اور استغفار کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے کیونکہ اس سے وہ قیام پر راحت اور قوت پائے گا۔ اور کہا آئینہ بعض صالحین کہا کرتے کہ یہ پہلی نیند ہے سو اگر میں جاگوں بعد ازاں دوسری نیند سوؤں تو اللہ تعالے میری آنکھ کو نہ سولائے۔ اور مجھ سے بعض فقرا نے اپنے شیخ کی حکایت کی کہ وہ اپنے یاروں کو رات میں ایک نیند لینے کا اور رات دن میں ایک دفعہ کھانا کھانے کا امر کیا کرتا۔ اور ہر آئینہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ رات کو اٹھ اگرچہ اسی قدر ہو کہ جتنے میں بکری کا دودھ دوہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ مقدار چار رکعت اور دو رکعت کے برابر ہے۔ اور بعضوں نے اس آیت کی تفسیر میں توتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء کہا کہ مراد ملک سے قیام لیل ہے اور جو شخص کسل اور فتور عزیمت کے سبب یا استحقار کے باعث قیام شب سے محروم رہا اسواسطے کہ اسکو شمار اور اعتداد میں کم رکھا یا اپنے حال پر فریفتہ اور مغتون ہو تو سزاوار ہے کہ اسپر گریہ کیا جائے اسواسطے کہ حقیقت میں خیر و برکت کا ایک بڑا راستہ اس سے قطع کیا گیا اور کبھی ارباب احوال سے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ مقام قرب اسکا ماد ہوا اور ایسی چیز پاتا ہے فراخی عیش سے کہ داعیہ شوق میں موجب فتور ہے اور وہ دیکھتا ہے کہ قیام شب ایک وقوف مقام شوق میں ہے اور اس میں

بہت لوگ مدعیوں میں سے مغالطہ میں پڑتے ہیں اور ہلاک ہوتے ہیں
اور جسکے لیے یہ امر ہو تو اُسکو چاہیے کہ اِس بات کو جانے کہ ہمیشہ کیلئے
اُس حالت شوق کا رہنا متعذر رہی اور آدمی کو قصور اور سستی! اندگی اور
شبہہ پیش آتا ہی اور حال آنکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
حال سے بڑھکر کوئی حالت نہیں ہی کہ آپ نے قیام شب سے کبھی
بے پروائی نہیں کی اور آپ کھڑے رہے یہانتک کہ آپ کے دونوں
پانوں ورم کر آئے اور اِس مسئلہ میں بعضے محبت کرنے والے کہتے ہیں کہ
مرآئنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فعل بحکم تشریع کیا ہی یعنی جسطرح
مویشی کو پانی کے گھاٹ پر لاتے اور پلاتے ہیں اسطرح آپ بھی نفس کو عبادت
کے بعد واپس لانے تھے تو ہم کہتے ہیں کہ نہیں کیا ہوا ہی اور ہمارا کیا حال ہی
جو ہم اُسکی تشریع اور سستیانے کا اتباع اور تقلید نہ کریں اور یہ ایک بہت
باریک بات ہی پس اب تجھے معلوم ہوگا کہ ترک قیام میں فضیلت کا دیکھنا
اور حضرت قرب میں جگہ پانے کا دعوے کرنا اور سونے اور جاگنے کو ایکے
اوپر برابر کردینا امتلا اور ابتلاے حالی سے ہی اور بندہ کا مقید ہونا حال
سے ہے اور بندہ میں حال کے واسطے نفس کا حاکم گردانا اور حال کیوجہ
سے حکم کا مل جانا اور اصحاب قوت میں حال حکم نہیں کرتا اور حال کو
اعمال کی صورتوں میں ڈھالاتے ہیں اِس صورت میں، وہ لوگ حال میں
تصرف کرنے والے ہیں نہ یہ کہ حال انہیں تصرف کرنے والا ہو اور بندہ کو
یہ امر جان لینا چاہیے۔ اسواسطے کہ بعضے صحیح لوگوں سے جو کچھ غفلت
نہ رکھتے تھے بعض کو دیکھا ہی جو ... رہے ہیں بعد ازاں ہم کو تائید الٰہی
سے منکشف ہوا کہ یہ امر وقوف اور قصور ہی۔ ایک شخص نے حسن رضی اللہ عنہ

کہا کہ اے ابا سعید میں تندرست رات بسر کرتا ہوں اور قیام شب کو دوست
رکھتا ہوں اور وضو کے لیے پانی کو اپنے پاس رکھتا ہوں میرا کیا حال ہے
کہ میں قیام شب نہیں کرتا آپ نے فرمایا کہ تیرے گناہوں نے تجھے قید
کر رکھا ہے تو چاہیے کہ بندہ اپنے دن میں اُن گناہوں سے بچے جو رات کو
قید اُسے کرتے ہیں۔ اور ثوری رحمہ اللہ نے کہا کہ میں سات مہینے ایک
گناہ کے سبب جو میں نے کیا تھا قیام شب سے محروم رہا اُنسے سوال کیا گیا
کہ وہ کیا گناہ تھا کہا میں نے ایک شخص کو روتا ہوا دیکھا تو اپنے دل میں کہا
کہ یہ شخص ریاکار ہے۔ اور بعضے صوفیہ نے کہا ہے کہ میں زمین دبرہ پر گذرا
اور وہ اُسوقت رو رہا تھا میں نے کہا کہ تیرا کیا حال ہے آیا تیرے کسی شخص کی
کنبے قبیلہ سے خبر وفات آئی ہے تو اُس نے کہا کہ اُس سے بھی سخت تر پھر میں نے
کہا کہ کیا درد ہے جو الم پہونچاتا ہے کہا کہ اس سے بھی سخت تر پھر پوچھا میں نے
کہ وہ کیا ہے کہا کہ میرا دروازہ بند ہے اور پردہ میرا لٹکا ہوا ہے اور میں نے اپنا
ایک رات کا وظیفہ نہیں پڑھا اور یہ نہیں ہے مگر کسی ایک گناہ کے سبب سے
جسکو میں نے کیا ہے۔ اور علما سے بعضوں نے کہا ہے کہ احتلام ایک عذاب
گناہ کا ہے اور یہ صحیح ہے اسواسطے کہ مرید اگر غفلت اپنی حسن تحفظ سے اور اپنے حال
کے علم سے اسکی قدرت اور اختیار رکھتا ہے کہ احتلام کا سد باب کرے
اور احتلام نہیں راہ پاتا مگر اُس شخص کی طرف جو اپنے حال سے ناواقف
اور جاہل ہو یا اپنے حکم وقت اور ادب حال کو اُسنے معطل چھوڑ دیا ہو جسکا
حسن تحفظ اور رعایت ادب حال کا قیام کامل ہوا ہو تو کوئی ایسی
گناہ سے جو موجب احتلام ہو تکیہ پر سر رکھتا ہے جبکہ وہ تکیہ چھوڑ دیتا ہے
سبب ترمیم ہو۔ اور جو شخص کہ یہ گناہ اُسکا نہ ہوا ہو اور اُسکے لیے

یہ نیت ہو کہ قیام پر اسکو مدد پہونچے وہ کبھی سونے کے لیے تیاری کرتا ہے اور تکیہ سر رکھتا ہے۔ اور یہ کبھی بعض آدمیوں کی نسبت گناہ ہوتا ہے پس ہر گاہ کہ مقدار صلاحیت اسکی رکھتی ہے کہ وہ ایک گناہ ہے جو احتلام کی کشش کرتا ہے تو اُسپر قیاس احوال گناہوں کا کر کہ وہ مخصوص اُنکے ارباب سے ہیں اور اُنکو اصحاب اُنکے پہچانتے ہیں۔ اور جب کہ وہ عالم صاحب کی نیت ہو جو مداخل اور مخارج کو جانتا اور پہچانتا ہے تو وہ انواع و اقسام کے رفق و مدارات کے ساتھ مثل بستر مجامعت اور تکیہ زنی کے رعایت کیا جاتا ہے اور احتلام وغیرہ اپنے فعل پر مواخذہ اور معذب نہیں کیا جاتا۔ اور بہت سے سونیوالے ہیں جو قیام شب کرنے والے پر سبقت لیجاتے ہیں اِس سبب سے کہ اُنکو علم وافر اور نیت اُنکی نیک ہے۔ اور حدیث میں وارد ہے کہ جب بندہ سوتا ہے تو شیطان اُسکے سر پر تین گرہ لگا دیتا ہے پس اگر وہ اُٹھ بیٹھا اور اللہ تعالے کا ذکر کیا تو اُسکی ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر اُس نے وضو کیا تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور اگر دو رکعت نماز پڑھی تو سب گرہیں کھل جاتی ہیں اور وہ صبح کو خوش دل پاک نفس اُٹھتا ہے ورنہ کاہل اور آلودہ نفس صبح کرتا ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ اگر کوئی شخص سوتا رہے تو شیطان اُس کے کان میں بول کرتا ہے اور جو چیزیں کہ قیام شب کی مخل ہوتی ہیں وہ کثرت اہتمام اُمور دُنیا اور کثرت اشتغال دُنیوی اور اعضا و جوارح کا ماندہ ہونا اور کھانے سے امتلا اور بات چیت اور بیہودہ کلام اور شور و غل کی کثرت اور خواب چاشت کا چھوڑ دینا ہے۔ اور صاحب توفیق وہ شخص ہے کہ اپنے وقت کو غنیمت سمجھے اور اپنے درد اور اپنی دوا جانے اور فروگذاشت نکرے نہ وہ خود مہمل ہو جائے

انچاسوان باب دِن کے استقبال ورآئین ادب اور عمل کے بیان مین ہر

اللہ تعالےٰ نے پیغمبر علیہ السلام کو حکم دیا کہ نماز کو دن کے دونون طرف مین قائم رکھو مفسرین نے اسپر اجماع اور اتفاق کیا ہر کہ احد الطرفین سے فجر مراد ہر اور نماز فجر کا حکم دیا ہر اور دوسری طرف مین بعضون نے اختلاف کیا ہر ایک قوم نے کہا کہ مراد اِس سے مغرب ہر اور دوسری قوم نے کہا نماز عشا ہر اور ایک قوم کا قول ہر کہ نماز فجر و ظہر ایک طرف ہر اور نماز عصر و مغرب ایک طرف ہر اور زلفا من اللیل نماز عشا ہر بعد ازان اللہ تعالےٰ نے نماز کی بڑی برکت اور اُسکے فائدہ اور ثمرہ سے خبر دی ہے اور فرمایا کہ نیکیان برائیون کو لیجاتی اور دور کرتی ہین یعنی پانچون وقت کی نمازین گناہون کو دور کرتی ہین اور روایت ہے کہ ابوالبشر کعب بن عمرو انصاری کھجورین بیچا کرتے تھے سو ایک عورت آئی جو کھجورین خریدا چاہتی تھی سو اُس سے کہا کہ یہ کھجورین اچھی نہین ہین اور اس سے اچھی میرے گھر مین ہین کیا تجھے اُنکی خواہش ہر عورت نے کہا کہ ہان سو وہ اُسے اپنے گھر لے گئے اور اُس سے لپٹ گئے اور اُسکی چوما چاٹی کی عورت نے اُنسے کہا کہ خدا سے ڈر تو اُسے چھوڑ دیا اور پشیمان ہوئے اُسکے بعد وہ نبی علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ کیا آپ فرماتے ہین اس شخص کے حق مین جسنے غیر عورت سے بڑی خواہش کی اور جو کچھ کہ عورتون کے ساتھ مرد کرتے ہین اُسمین سے کوئی بات باقی نہ رکھی بلکہ اُسکا ارتکاب کیا بجز اس کے کہ اُس سے مجامعت نہین کی عمر بن الخطاب نے کہا ہر آئینہ اللہ تعالےٰ نے تیرے اوپر پردہ کیا اگر تو نے اپنے نفس پر پردہ کیا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے اُسے کچھ جواب نہ دیا اور فرمایا میرے پروردگار کے حکم کا منتظر رہ اور
عصر کی نماز کا وقت آگیا اور حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عصر کی نماز
پڑھی پھر جبکہ آپ فارغ ہوئے تو جبرئیل علیہ السلام یہ آیت لائے اقم الصلوٰۃ
طرفی النہار وزلفا من اللیل ان الحسنات یذہبن السیات حضرت نبی علیہ السلام
نے فرمایا کہ کہان ہی ابو البشر اُسنے کہا مین حاضر ہون یا رسول اللہ آپنے فرمایا
کہ تو ہمارے ساتھ اِس نماز مین موجود تھا عرض کی ہان حاضر تھا آپ نے
فرمایا جاؤ کہ یہ نماز کفارہ اِس عمل کی ہی جو تونے کیا تھا حضرت عمر رضنے کہا یہ
خاص حکم اُسکے لیے ہے یا ہمارے لیے عام حکم ہے تو آپ نے فرمایا بلکہ عام سب
لیے ہے۔ سو بندہ فجر کی نماز کے واسطے پوری طہارت کرکے صبح نکلنے سے پہلے
تیار ہووے اور فجر کا تجدید شہادت سے استقبال کرے جیسا کہ ہم نے اول
شب مین ذکر کیا ہی بعد ازان اذان دے اگر موذن کی اجابت نہ کی ہو اُسکے بعد
دو رکعت فجر کی ادا کرے پہلی رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد قل یا ایہا الکافرون
اور دوسری رکعت مین قل ہو اللہ احد پڑھے اور جو چاہے تو پہلی مین قولوا
آمنا باللہ وما انزل الآیۃ سورہ بقر کی اور دوسری مین ربنا آمنا بما انزلت واتبعنا
الرسول پڑھے بعد ازان استغفار اور تسبیح پڑھے جسقدر تعداد مین اُسے آسان
معلوم ہو اور اگر اِس کلمہ استغفر اللہ لذنبی سبحان اللہ وبحمدہ پر اقتصار کرے تو
اُسکا مقصود تسبیح اور استغفار کا حاصل ہوگیا اُسکے بعد کہے اللہم صل علی محمد
وعلی آل محمد اللہم انی اسالک رحمۃ من عندک تہدی بہا قلبی وتجمع بہا شملی وتلم بہا
شعثی وترد بہا الفتی وتصلح بہا دینی وتحفظ بہا غائبی وترفع بہا شاہدی وتزکی بہا
عملی وتبیض بہا وجہی وتلقنی بہا رشدی وتعصمنی بہا من کل سوء اللہم اعطنی
ایمانا وتقوی ویقینا لیس بعدہ کفر ورحمۃ انال بہا شرف کرامتک فی الدنیا والآخرۃ

اللھم انی اسالک الفوز عند القضاء ومنازل الشہداء وعیش السعداء والنصر علی الاعداء ومرافقۃ الانبیاء اللھم انی انزل بک حاجتی وان قصر رائی وضعف عملی وافتقرت الی رحمتک واسالک یا قاضی الامور ویا شافی الصدور کما تجیر بین البحور ان تجیرنی من عذاب السعیر ومن دعوۃ الثبور ومن فتنۃ القبور اللھم ما قصر عنہ رائی وضعف فیہ عملی ولم تبلغہ نیتی وامنیتی من خیر وعدتہ احدا من عبادک وخیر انت معطیہ احدا من خلقک فانا راغب الیک فیہ اسالک ایاہ یا رب العالمین اللھم اجعلنا ھادین مھدیین غیر ضالین ولا مضلین حربا لاعدائک وسلما لاولیائک نحب بحبک الناس ونعادی بعداوتک من خالفک من خلقک اللھم ھذا الدعاء منی ومنک الاجابۃ وھذا الجھد وعلیک التکلان انا للہ وانا الیہ راجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ذی الحبل الشدید والامر الشدید اسالک الامن یوم الوعید والجنۃ یوم الخلود مع المقربین الشھود والرکع السجود والموفین بالعھود انک رحیم ودود وانک تفعل ما ترید سبحان من تعطف العز وقال بہ سبحان من لبس المجد وتکرم بہ سبحان الذی لا ینبغی التسبیح الا لہ سبحان ذی الفضل والنعم سبحان ذی الجود والکرم سبحان الذی احصی کل شیء بعلمہ اللھم اجعل لی نورا فی قلبی ونورا فی قبری ونورا فی سمعی ونورا فی بصری ونورا فی شعری ونورا فی بشری ونورا فی لحمی ونورا فی دمی ونورا فی عظامی ونورا من بین یدی ونورا من خلفی ونورا عن یمینی ونورا عن شمالی ونورا من فوقی ونورا من تحتی اللھم زدنی نورا واعطنی نورا واجعل لی نورا۔ اور اس دعا میں بڑا اثر ہے اور میں نے کسی کو نہیں دیکھا جسکا یہ وظیفہ ہو مگر یہ کہ اُسکے پاس خیر ظاہر اور برکت ہے اور وہ وصیت صادقین سے ہے جو بعض نے بعض کو اُسکے حفظ اور محافظت کے لیے کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

منقول ہی کہ آپ اُسے نماز فجر کے فرض اور سنت کے درمیان پڑھا کرتے تھے
پھر مسجد مین جماعت کی نماز کا قصد فرماتے اور گھر سے باہر نکلنے کے وقت کہتے
وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک
سلطانا نصیرا اور راستہ مین کہتے اللھم انی اسالک بحق السائلین علیک وبحق
ممشای ہذا الیک لم اخرج اشرا ولا بطرا ولا ریاء ولا سمعۃ خرجت اتقاء سخطک و
ابتغاء مرضاتک اسالک ان تنقذنی من النار وان تغفر لی ذنوبی انہ لا یغفر
الذنوب الا انت۔ ابو سعید خدری سنے روایت کی ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص اسکو پڑھے جبکہ وہ نماز کے لیے باہر نکلے
اللہ ستر ہزار فرشتے اُسپر تعینات کرتا ہے کہ وہ اُسکے لیے استغفار کرتے ہین
اور اللہ تعالے اپنے وجہ کریم کے ساتھ اُسکا اقبال کرتا ہی یہان تک کہ وہ
اپنی نماز کو ختم کرے اور جب مسجد مین داخل ہو یا نماز کے لیے سجادہ پر آوے تو کہے
بسم اللہ والحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ اللھم اغفر لی ذنوبی وفتح
لی ابواب رحمتک اور داہنا پاؤن دخول کے وقت اور بایان پاؤن مسجد
یا سجادہ سے باہر نکلتے وقت رکھے کہ صوفی کا سجادہ بمنزلہ گھر اور مسجد کے
ہے پھر صبح کی نماز جماعت سے پڑھے اور جب سلام پھیرے تو کہے لا الہ الا اللہ
وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو
علی کل شئی قدیر لا الہ الا اللہ وحدہ صدق وعدہ ونصر عبدہ واعز جندہ و
ھزم الاحزاب وحدہ لا الہ الا اللہ اہل النعمۃ والفضل والثناء الحسن لا الہ الا اللہ
ولا نعبد الا ایاہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون۔ اور یہ دعا پڑھے
ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم ننانوے اسم آخر تک پھر جب اس سے
فارغ ہو تو کہے اللھم صل علی محمد عبدک ونبیک ورسولک النبی الامی

علی آل محمد صلوٰۃ تکون لک رضاء ولحقہ اداء واعطہ الوسیلۃ والمقام المحمود
الذی وعدتہ واجزہ عنا ما ہو اہلہ واجزہ عنی افضل ما جازیت نبیا عن امتہ
وصل علی جمیع اخوانہ من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین اللہم
صل علی محمد فی الاولین وصل علی محمد فی الآخرین وصل علی محمد الی یوم الدین
اللہم صل علی روح محمد فی الارواح وصل علی جسد محمد فی الاجساد واجعل
شرائف صلواتک ونوامی برکاتک ورأفتک ورحمتک وتحیتک وصلواتک
علی محمد عبدک ونبیک ورسولک اللہم انت السلام ومنک السلام والیک
یعود السلام فحینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام تبارکت یا ذوالجلال
والاکرام اللہم انی اصبحت لا استطیع دفع ما اکرہ ولا املک نفع ما ارجو واصبح الامر
بید غیری واصبحت مرتہنا بعملی فلا فقیر افقر منی اللہم لا تشمت بی عدوی ولا تسوء بی
صدیقی ولا تجعل مصیبتی فی دینی ولا تجعل الدنیا اکبر ہمی ولا تسلط علی من لا یرحمنی
اللہم ہذا خلق جدید فافتحہ علی بطاعتک واختمہ لی بمغفرتک ورضوانک
وارزقنی فیہ حسنۃ تقبلہا منی وزکہا وضعفہا وما عملت فیہ من سیئۃ فاغفرہا لی
انک غفور رحیم ودود رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم
نبیا اللہم اسألک خیر ہذا الیوم وخیر ما فیہ واعوذ بک من شرہ وشر ما فیہ واعوذ
بک من شر طوارق اللیل والنہار ومن بغتات الامور وفجاءۃ الاقدار ومن شر
کل طارق یطرق الا طارقا یطرق منک بخیر یا رحمن الدنیا والآخرۃ ورحیمہما
واعوذ بک ان اذل او اذل او اضل او افعل او اظلم او اظلم او اجہل
او یجہل علی عز جارک وجل ثناؤک وتقدست اسماؤک وعظمت نعماؤک
اعوذ بک من شر ما یلج فی الارض وما یخرج منہا وما ینزل من السماء وما یعرج
فیہا اعوذ بک من حدۃ الحرص وشدۃ الطمع وسورۃ الغضب وسنۃ الغفلۃ

وتعاطى بكلفة اللهم انى اعوذ بك من مباهاة المكثرين والازراء على
المقلين وان انصر ظالما او اخذل مظلوما وان اقول فى العلم بغير علم او
اعمل فى الدين بغير يقين اعوذ بك ان اشرك بك وانا اعلم واستغفرك
لما لا اعلم اعوذ بعفوك من عقابك واعوذ برضاك من سخطك واعوذ بك
منك لا احصى ثناء عليك انت كما اثنيت على نفسك اللهم انت
ربى لا اله الا انت خلقتنى وانا عبدك وانا على عهدك ووعدك ما استطعت
اعوذ بك من شر ما صنعت ابوء لك بنعمتك على وابوء بذنبى فاغفر لى
فانه لا يغفر الذنوب الا انت اللهم اجعل اول يومنا هذا صلاحا واخره نجاحا
واوسطه فلاحا اللهم اجعل اوله رحمة واوسطه نعمة واخره تكرمة ومغفرة اصبحنا واصبح
الملك لله والعظمة والكبرياء لله والجبروت والسلطان لله والليل والنهار
وما سكن فيهما لله الواحد القهار اصبحنا على فطرة الاسلام وكلمة الاخلاص
وعلى دين نبينا محمد صلى الله عليه وسلم وملة ابينا ابراهيم حنيفا مسلما وما كان
من المشركين اللهم انا نسألك بان لك الحمد لا اله الا انت الحنان المنان
بديع السموات والارض ذو الجلال والاكرام انت الاحد الصمد الذى لم يلد
ولم يولد ولم يكن له كفوا احد يا حى يا قيوم يا حى حين لا حى فى ديمومة ملكه
وبقائه يا حى محيى الموتى يا حى مميت الاحياء ووارث الارض والسماء اللهم
انى اسألك بحق بسم الله الرحمن الرحيم وباسمك بسم الله الذى لا اله الا هو
الحى القيوم الذى لا تأخذه سنة ولا نوم اللهم انى اسألك باسمك الاعلى
الاجل الاعز الاكرم الذى اذا دعيت به اجبت واذا سئلت به اعطيت
يا نور النور يا مدبر الامور يا عالم ما فى الصدور يا سميع اقرب مجيب
الدعاء يا لطيفا لما يشاء يا رءوف يا رحيم يا كبير يا عظيم يا الله يا رحمن

یا ذا الجلال والاکرام انت اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم وعنت الوجوہ للحی
القیوم ویا الٰہی والٰہ کل شیء الٰہا واحدا لا الہ الا انت اللھم انی اسالک
باسمک یا اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ الذی لا الہ الا ھو رب العرش العظیم
فتعالی اللہ الملک الحق لا الہ الا ھو رب العرش الکریم انت الاول و
الآخر والظاھر والباطن وسعت کل شیء رحمۃ وعلما کھیعص حم عسق الر
المر یا واحد یا قہار یا عزیز یا جبار یا احد یا صمد یا ودود یا غفور ربنا اللہ
الذی لا الہ الا ھو عالم الغیب والشھادۃ ھو الرحمن الرحیم لا الہ الا انت
سبحانک انی کنت من الظالمین اللھم اعوذ بک باسمک المکنون المخزون
المنزل السلام المطھر الطاھر القدوس المقدس یا دھر یا دیھور یا دیھار یا
ابد یا ازل یا من لم یزل ولا یزول ھو یا ھو لا الہ الا ھو یا من لا ھو الا ھو یا من
لا یعلم ما ھو الا ھو یا کان یا کینان یا روح یا کائن قبل کون کل کائن بعد
کل کون یا مکون لکل کون اھیا اشراھیا ادونای اصباؤت یا تجلی عز اسم
الامیر فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش
العظیم لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت
علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت
علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید اللھم انی اعوذ بک من علم لا ینفع
وقلب لا یخشع ودعاء لا یسمع اللھم انی اعوذ بک من فتنۃ الدجال وعذاب القبر
ومن فتنۃ المحیا والممات اللھم انی اعوذ بک من شر ما علمت ومن شر ما لا اعلم
واعوذ بک من شر سمعی وبصری ولسانی وقلبی اللھم انی اعوذ بک من القسوۃ
والغفلۃ والذل والمسکنۃ واعوذ بک من الفقر والکفر والفسوق والشقاق
والنفاق وسوء الاخلاق وضیق الارزاق والسمعۃ والریاء واعوذ بک من الصمم

والبکم والجنون والجذام والبرص وسائر الاسقام اللهم انی اعوذ بک من
زوال نعمتک ومن تحول عافیتک ومن فجاءة نقمتک ومن جمیع سخطک اللهم
انی اسألک الصلوٰة علی محمد وعلی آله واسألک من الخیر کله عاجله وآجله
ما علمت منه ومالم اعلم واسألک الجنة وما قرب الیها من قول وعمل واعوذ بک
من النار وما قرب الیها من قول وعمل واسألک ما سألک به عبدک ونبیک
محمد صلی الله علیه وسلم واستعیذک بما استعاذک منه عبدک ونبیک محمد صلی الله
علیه وسلم واسألک ما قضیت لی من امران تجعل عاقبته رشدا برحمتک یا
ارحم الراحمین یا حی یا قیوم برحمتک استغیث لاتکلنی الی نفسی طرفة عین و
اصلح لی شانی کله یا نور السموات والارض یا جمال السموات والارض یا عماد السموات
والارض یا بدیع السموات والارض یا ذا الجلال والاکرام یا صریخ المستصرخین
یا غوث المستغیثین یا منتهی رغبة الراغبین ویا مفرج عن المکروبین والمروح
عن المغمومین ومجیب دعوة المضطرین وکاشف السوء وارحم الراحمین اله العالمین
منزول بک کل حاجة یا ارحم الراحمین اللهم استر عوراتی وآمن روعاتی و
اقلنی عثراتی اللهم احفظنی من بین یدی ومن خلفی وعن یمینی وعن شمالی و
من فوقی واعوذ بک ان اغتال من تحتی اللهم صعنت حقوقی رضاک ضعفی
وخذ الی الخیر بناصیتی واجعل الاسلام منتهی رضائی اللهم انی ضعیف فقونی اللهم
انی ذلیل فاعزلی اللهم انی فقیر فاغننی برحمتک یا ارحم الراحمین اللهم انت تعلم سری
وعلانیتی فاقبل معذرتی وتعلم حاجتی فاعطنی سوالی وتعلم ما فی نفسی فاغفرلی
ذنوبی اللهم انی اسألک ایمانا یباشر قلبی ویقینا صادقا حتی اعلم انه لن یصیبنی الا
ما کتبت لی والرضا بما قسمت لی یا ذا الجلال والاکرام یا هادی المضلین ویا
راحم المذنبین ومقیل عثرة العاثرین ارحم عبدک ذا الخطر العظیم والمسلمین کلهم

اجمعین واجعلنا مع الاحیاء والمرزوقین الذین انعمت علیہم من النبیین والصدیقین
والشہداء والصالحین آمین یا رب العالمین اللہم عالم الخفیات رفیع الدرجات
ینزل الروح من امرک علی من تشاء من عبادک غافر الذنب وقابل التوب شدید
العقاب ذی الطول لا الٰہ الا انت والیک المصیر یا من لا یشغلہ شان عن شان
ولا یشغلہ سمع عن سمع ولا تشتبہ علیہ الاصوات ویا من لا تغلطہ المسائل ولا تختلف
علیہ اللغات ویا من لا یتبرم بالحاح الملحین اذقنی برد عفوک وحلاوۃ رحمتک
اللہم انی اسئلک قلبا سلیما ولسانا صادقا وعملا متقبلا اسئلک من خیر ما تعلم
واعوذ بک من شر ما تعلم واستغفرک لما تعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللہم
انی اسئلک ایمانا لا یرتد ونعیما لا ینفد وقرۃ عین الابد ومرافقۃ نبیک محمد واسئلک
حبک وحب من احبک وحب عمل یقرب الی حبک اللہم بعلمک وقدرتک
علی خلقک احینی ما کانت الحیوۃ خیرا لی وتوفنی ما کانت الوفاۃ خیرا لی اسئلک
خشیتک فی الغیب والشہادۃ وکلمۃ العدل فی الرضا والغضب والقصد فی الغنی
والفقر ولذۃ النظر الی وجہک والشوق الی لقائک واعوذ بک من ضراء مضرۃ
وفتنۃ مضلۃ اللہم اقسم من خشیتک ما تحول بہ بینی وبین معصیتک ومن طاعتک
ما تبلغنی جنتک ومن الیقین ما تہون بہ علینا مصائب الدنیا اللہم ارزقنا حزن
خوف الوعید وسرور رجاء الموعود حتی نجد لذۃ ما نطلب وخوف ما منہ نہرب
اللہم البس وجوہنا منک الحیاء واملا قلوبنا بک فرحا واسکن فی نفوسنا عظمتک
[illegible] وذلل جوارحنا لخدمتک واجعلک احب الینا مما سواک واجعلنا
نخشی لک ممن سواک نسألک تمام النعمۃ بتمام التوبۃ ودوام العافیۃ بدوام
العصمۃ واداء الشکر بحسن العبادۃ اللہم انی اسئلک برکۃ الحیوۃ وخیر الحیوۃ و
اعوذ بک من شر الحیوۃ وشر الوفاۃ واسئلک خیر ما بینہما احینی حیوۃ السعداء

الا یہ کہ انتقال اپنا اُسکے گوشہ کی طرف دین اپنے کے لیے سلم اور محفوظ تر دیکھے
تاکہ بات کرنے اور کسی شیٔ کیطرف متوجہ ہونے کا محتاج نہ ہو اسواسطے کہ
خاموشی اسوقت میں اور ترک کلام کا ایک اثر ظاہر ہے کہ اہل معاملہ اور
ارباب قلوب اُسکو جانتے ہیں اور پیغمبر علیہ السلام خلق کو اپنے عمل کیطرف
بلاتے تھے پھر سورۂ فاتحہ اور اول سورۃ البقر المفلحون تک اور دو آیتیں والٰہکم
الٰہ واحد اور آیۃ الکرسی اور دو آیتیں اُسکے بعد کی اور آمن الرسول اور آیت
اُس سے پہلے کی اور شہد اللہ اور قل اللہم مالک الملک اور ان ربکم اللہ الذی
خلق السموات والارض کو المحسنین تک اور لقد جاءکم رسول آخر تک اور
قل ادعوا اللہ دو آیت اور آخر سورۃ الکہف کو ان الذین آمنوا اور ذوالنون
اذ ذہب مغاضباً سے تا آخر دو آیتیں اور دو آیت فسبحان اللہ حین تمسون و حین
تصبحون اور سبحان ربک رب العزت تا آخر سورۂ والصافات اور لقد صدق
اور اول سورۂ الحدید تا بذات الصدور اور آخر سورۂ حشر لو انزلنا کو پڑھے
بعد ازان تینتیس ۳۳ بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ و تینتیس بار اللہ اکبر اور
اسی سیکڑہ کو پورا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ سے کرے جب اس سے فارغ
ہو قرآن کی تلاوت حفظ یا کلام اللہ سے کرے یا اوراذکار سے شتغال کرے ہمیشہ
برابر اسیطرح بلا فتور اور قصور اور غنودگی کے کیا کرے اسواسطے کہ سونا
اسوقت قطعاً مکروہ ہے پس اگر نیند غالب ہو تو چاہیے کہ سنی پڑھے اور
قبلہ رخ کرے اور قیام سے نیند نہ جائے تو چند قدم قبلہ کیطرف چلے اور
اسیطرح آنے لگے قدموں سے پیچھے ہوتے اور پشت قبلہ کیطرف نہ کرے یہ ہمیشہ
کہ دوام استقبال قبلہ ور ترک کلام و خواب اور دوام ذکر میں سوقت
بڑا اثر اور برکت بڑی ہے جبکہ ہمنے الحمد للہ دیکھا پایا اور ہم بھی تیسر

با بین کو کرتے ہین اور اسکا اثر اس شخص کے حق مین جو اذکار کے درمیان قلب
اور زبان سے جمع کرتا ہے اکثر اور اظہر ہے اور یہ وقت اول نہار ہے اور دن آغاز
کا مقام ہے پھر جبکہ اُسکا دل اس رعایت سے مستحکم ہو جائیگا تو اُسکی جڑ
بنیاد مضبوط ہوگی اور تمام دن کے اوقات اس بنیاد پر مبنی ہونگے پھر جبکہ طلوع
آفتاب قریب ہو تو مسبعات عشر پڑھنا شروع کرے اور وہ خضر علیہ السلام کی
تعلیم ہے جو ابراہیم تیمی کو اُنھون نے سکھلایا تھا اور ذکر کیا کہ اُسنے یہ مسبعات عشر
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا جب اُسپر مداومت کرے تو تمام
اذکار اور دعوات متفرقہ کو جمع کر لیا کرے اور مسبعات عشر دس چیزین سات
سات بار ہین سورہ فاتحہ اور معوذتین اور قل ہو اللہ احد اور قل یا ایہا الکافرون
اور آیۃ الکرسی اور سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اور درود حضرت نبی
اور آل نبی پر اور استغفار کرے اپنے نفس اور والدین اور مومنین اور مومنات
کے لیے اور سات دفعہ کہے اللھم افعل بی وبھم عاجلا وآجلا فی الدین والدنیا
والآخرۃ ما انت لہ اہل ولا تفعل بنا یا مولانا ما نحن لہ اہل انک غفور حلیم جواد کریم
رؤف رحیم۔ اور روایت ہے کہ جب ابراہیم تیمی نے اسکو پڑھا بعد ازان کہ حضرت
خضر سے سیکھا تو خواب مین دیکھا کہ وہ بہشت مین داخل ہوا اور فرشتون اور انبیا علیہم السلام
کو دیکھا اور بہشت کے طعام سے کھایا اور منقول ہے کہ وہ چار مہینے بغیر کھائے رہا
اور بعض نے کہا ہے کہ یہ شاید اسواسطے تھا کہ اُسنے جنت کا کھانا کھایا تھا پھر جبکہ
مسبعات سے فارغ ہو تو تسبیح اور استغفار اور تلاوت کی طرف آئے یہانتک کہ
ایک نیزہ کے برابر آفتاب بلند ہو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے
کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ہر آئینہ جو مین ایک مجلس مین بیٹھون جسمین فجر کی نماز سے
طلوع آفتاب تک ذکر اللہ کرون تو وہ مجھے محبوب تر اس سے ہے کہ چار غلام آزاد

کردن بعد ازان دو رکعت نماز ادا قبل اسکے کرے کہ اپنی نشستگاہ سے پھرے
اسواسطے کہ ہر آئنہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ دو رکعت
نماز پڑھا کرتے تھے اور ان دو رکعت سے فائدہ اُسوقت کی رعایت کا ظاہر ہوتا
ہے اور جب دو رکعتین ارادہ کو جمع اور فہم کو حاضر اور جو پڑھتا ہے اسکو سوچ سمجھ
کر پڑھ چکے تو اپنے باطن مین اثر اور نور اور روح و انس پاتا ہے جب کہ وہ
صادق ہو اور جو شخص کہ اسکو برکت سے ثواب فوری اپنے اس عمل کا ملے تو
واجب ہے کہ ان دو رکعتون مین سے پہلی رکعت مین آیۃ الکرسی اور دوسری مین
آمن الرسول اور اللہ نور السموات والارض آخر آیت تک پڑھے اور ان
دو رکعت مین نیت اُسکی شکر الٰہی اور اسکی نعمتون پر ہو جو اُسکے دن اور رات مین
ہو نجین پھر دو رکعت اور پڑھے جنمین معوذتین ایک ایک رکعت مین ایک
سورت پڑھے اور یہ نماز اُسکی اس لیے ہے تاکہ وہ اپنے دن اور رات کے شر سے
پناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مانگے اور ان دو رکعتون کے بعد کلمات استعاذہ اور
پناہ مانگنے کا ذکر کرے اور کہے اعوذ بکلمات اللہ التامۃ من شر السامۃ
والہامۃ و اعوذ بکلمات اللہ التامۃ من شر عذابک و شر عبادک و اعوذ بکلمات
وکلمتک التامۃ من شر ما یجری باللیل والنہار ان ربی اللہ لا الٰہ الا ہو علیہ توکلت
وہو رب العرش العظیم اور پہلی دو رکعت کے بعد اللہم انی اصبحت لا استطیع دفع ما اکرہ
ولا املک نفع ما ارجو و اصبحت مرتہنا بعملی و اصبح امری بید غیری فلا فقیر افقر
اللہم لا تشمت بی عدوی ولا تسئی بی صدیقی ولا تجعل مصیبتی فی دینی ولا تجعل
الدنیا اکبر ہمی ولا مبلغ علمی ولا تسلط علی من لا یرحمنی اللہم اعوذ بک من الذنوب
التی تزیل النعم و اعوذ بک من الذنوب التی توجب النقم بعد ازان دو رکعت
اور پڑھے اس نیت سے کہ ہر ایک عمل جو وہ اپنے دن اور رات مین کرے

اسکے واسطے استخارہ ہوا اور یہ استخارہ مطلق دعا کے معنی مین ہوتا ہی وگرنہ استخارہ
جسکے بابت احادیث وارد ہوئی ہین وہ ہی جسکو ہر ایک امر کے پہلے جو وہ کرتا ہی
پڑھتا ہی اور ان دو رکعتون مین پڑھے قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد اور
دعا استخارہ پڑھے جیسے کہ اسکا ذکر اس باب کے سوا دوسری جگہ گذرا ہی اور کہے
کہ ہر قول اور عمل جسکو مین آج چاہتا ہون اسمین خیر عطا کر۔ پھر دو رکعت اور پڑھے
پہلی رکعت مین سورۃ الواقعہ اور دوسری رکعت مین سورۃ الاعلےٰ اسکے بعد کہے
اللہم صل علےٰ محمد وعلےٰ آل محمد واجعل حبک احب الاشیاء الی وخشیتک اخوف
الاشیاء عندی واقطع عنی حاجات الدنیا بالشوق الی لقائک واذا اقررت اعین
اہل الدنیا بدنیاہم فاقرر عینی بعبادتک واجعل طاعتک فی کل شیء منی یا ارحم
الراحمین۔ پھر دو رکعت اور پڑھے جنمین اپنے وظیفہ سے کچھ پڑھے جو قرآن سے ہو
پھر اسکے بعد اگر خالی ہو کہ اُسے دُنیا کا کوئی شغل نہ ہو تو اُسے چاہیے کہ نفل انواع
عمل کے اندر نماز اور تلاوت اور ذکر دوپہر تک ادا کرے اور اگر اُن لوگون سے
ہو جسے دُنیا کا شغل ہو خواہ اپنے نفس کے لیے یا اپنے عیال کے لیے تو چاہیے کہ
اپنی حاجت اور مہمات کا امضا کرے بعد اسکے کہ دو رکعت نماز گھر سے باہر نکلنے
کے لیے پڑھے اور اسیطرح ہمیشہ کرنا چاہیے کہ گھر کی طرف سے باہر نہ نکلے مگر
بعد اسکے کہ دو رکعت نماز پڑھ لے تاکہ اللہ تعالیٰ اُسکو باہر جانے کی برائی سے
بچائے اور گھر مین نہ آوے الا جبکہ دو رکعت نماز ادا کرلے تاکہ اللہ تعالیٰ اُسکو اندر
آنے کی برائی سے حفاظت کرے بعد ازان کہ گھر والون کو زوجہ وغیرہ سے سلام
کرے اور جب گھر مین کوئی نہ ہو تب بھی سلام کرے اور کہے السلام علےٰ عباد اللہ
الصالحین المومنین اور اگر خالی ہو تو بہتر ہی کہ وہ اُس وقت تک نماز چاشت
پڑھے اور اگر اُسپر قضا ہو تو ایک یا دو دن کی یا زیادہ کی نماز پڑھے وگرنہ

رکعتین لانبی لانبی پڑھے اور قرآن آمین پڑھتے اسواسطے کہ ہر آئینہ بعض سلف سے وہ تھے جو نماز مین قرآن ایک دن رات مین ختم کرتے تھے وگرنہ چند رکعہ خفیفہ سورۂ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد کے ساتھ اور دوسری آیات قرآن کے پڑھے جنمین دعا ہو جیسے یہ آیت ربنا علیک توکلنا والیک انبنا والیک المصیر اور مثل اس آیت کے ہر ایک رکعت مین پڑھے خواہ ایک مرتبہ پڑھے خواہ اسے دہرائے جسقدر کہ چاہے اور طالب کے حق مین یہ اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس نماز جسکا ہمنے ذکر بعد طلوع آفتاب کیا ہے اور نماز چاشت کے درمیان سو رکعت پڑھے اور صالحین سے بعضے وے تھے جنکا ورد رات دن مین سو رکعت ورد دوسو اور پانسو رکعت اور ہزار رکعت تک تھا اور جسکو دنیا کا کوئی شغل نہ ہو اور اسنے دنیا کو اہل دنیا پر چھوڑ دیا ہو تو اسکی کیا آرزو ہے اور کیا شان ہے کہ بیفائدہ وقت گذرانے اور اللہ تعالے کی خدمت اور عبادت مین عیش نہ کرے سہل بن عبد اللہ تستری نے کہا ہے کہ اس بندہ کا دل اللہ تعالی کے ساتھ پورا مشغول نہین ہوتا درحالیکہ اسکو دنیا مین حاجت ہو پھر جبکہ آفتاب بلند اور صبح کی نماز سے ظہر تک وقت آدھا جائے جس طرح کہ عصر ظہر اور مغرب کے درمیان تنصیف کرتا ہے تو نماز چاشت پڑھے کہ نماز چاشت کے لیے یہ وقت افضل اوقات ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز چاشت کا وہ وقت ہے کہ بچے آفتاب کی گرمی سے ماں کے بلانے مین سوئے اور بعض نے کہا کہ چاشت کو سو ادا کرین کہ آفتاب کی گرمی سے پانون کو لپٹنا آجائے اور نماز چاشت کی کمتر دو رکعت مین اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ہین اور ہر دو رکعت کے بعد اپنے نفس کے لیے دعا کرے اور تسبیح اور استغفار پڑھے پھر اسکے بعد اگر یہان کوئی حق موجب ہے اسکو ادا کرے جیسے زیارت یا بیمار کی پرسی یا اہل جاوے

وگرنہ علی الدوام اللہ تعالےٰ کے لیے کام کرے بدون اسکے ظاہر و باطن اور
قلب و قالب میں سستی آوے وگرنہ باطن مین عمل کرے اور اُسکی ترتیب یہ ہے
کہ وہ پڑھے جبتک کہ انشراح خاطر ہو اور نفس اُسکا اجابت کرے - پھر اگر
تھک جائے تو نماز سے تلاوت کی طرف تنزل کرے اسواسطے کہ صرف تلاوت
نفس پر نماز سے سبک تر ہے پھر اگر تلاوت سے بھی تھک جائے ذکر اللہ تعالےٰ
بالقلب و باللسان کرے اسواسطے کہ وہ قرأت سے سبکتر ہے پھر اگر ذکر سے بھی
تھک جائے تو ذکر لسان چھوڑ دے اور اپنے قلب پر مراقبہ کو لازم کرے اور
مراقبہ قلب کا علم اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھنے سے ہے سو جبتک یہ علم اسکے قلب کے
ساتھ ہے تو وہ مراقبہ ہے اور مراقبہ عین ذکر ہے اور اُس سے افضل ہے پھر اگر اس سے
بھی عاجز ہو اور اُسکے وسوسے ہانک بیجا مین اور حدیث نفس اُس کے
باطن مین ہجوم کرین تو چاہیے کہ سو رہے اسواسطے کہ نیند مین سلامتی ہے وگرنہ
کثرت حدیث نفس کی قلب کو سخت کر دیتی ہے جس طرح کہ کثرت کلام کی دل کو
سخت کرے اسواسطے کہ وہ کلام بغیر زبان کے ہے سو اس سے پرہیز کرے
سہل بن عبد اللہ نے کہا بدترین گناہ حدیث نفس ہے اور طالب اپنے باطن کا
اعتبار اسیقدر رجا رہتا ہے جسقدر کہ ظاہر کا اعتبار رجا رہتا ہے اسواسطے کہ وہ
نفس کی حدیث اور اُن چیزون کے سبب سے جو اُسے متخیل ہوتی ہین اُن
چیزون کے یاد کرنے سے جو گذر گئین اور دیکھین اور سُنین مثل ایک دوسرے
شخص کے اپنے باطن مین ہے پس مراقبہ و رعایت سے باطن کو ایسے ہی
مقید کرے جس طرح کہ ظاہر کو عمل اور روح ذکر سے مقید کرتا ہے اور جائز ہے
اُس طالب کے لیے جو جیحہ ہو کہ نماز چاشت کی استواے روز تک سو رکعتین
اور پڑھے اور اسکی کم سے کم بیس رکعتین ہین جنکو خفیف پڑھے یا کہ ہر دو رکعت مین

ایک حصّہ قرآن کا یا زیادہ یا کم اور بعد از فراغ نماز چاشت اور بعد از فراغ
دوسری رکعات کے سونا بہتر ہے۔ سفیان نے کہا ہے کہ اس قوم کو اچنبھے کی بات
معلوم ہوتی تھی جبکہ وہ فارغ ہوتے تو وہ سو جاتے اس غرض سے کہ طلب سلامت
کریں اور اس سونے میں بہت سے فوائد ہیں از انجملہ ایک یہ ہے کہ وہ قیام شب کا
معین اور مددگار ہے اور ایک یہ کہ نفس آرام پاتا ہے اور قالب باقی دن اور اُسکے
عمل کے لیے مصفا ہوتا ہے اور نفس جب آرام پا چکتا ہے تو وہ پھر تازہ دم کام
میں ہوتا ہے سو دن کی نیند سے جاگنے کے بعد نفس باطن میں اور ہی فرحت
اور شوق کو پیدا کرتا ہے جیسا کہ صبح کے وقت نہانا پس طالب صادق کیلیے
دن میں دو دن ہوتے ہیں جنکو اللہ تعالےٰ کی خدمت اور عمل میں کوشش
کرنے کے لیے غنیمت جانتا ہے اور سزاوار ہے کہ قیلولہ سے ایک ساعت پہلے
زوال سے جاگے تاکہ وضو اور طہارت سے قبل از استواء و زوال تیار ہو رہے
اس طرح کہ وقت استواء قبلہ رو ذکر کرتا ہوا یا تسبیح یا تلاوت کرتا ہوا و قال
اللہ تعالےٰ واقم الصلوٰۃ طرفی النہار وقال فسبح بحمد ربک قبل
طلوع الشمس و قبل غروبہا یعنی اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اور نماز کو دن کے
دونوں طرف میں قائم کر اور فرمایا کہ پس اپنے رب کی حمد کی تسبیح کر پیشتر اس سے
کہ آفتاب طلوع کرے اور قبل اسکے کہ آفتاب غروب ہو بعضے مفسرین کا
قول ہے کہ قبل طلوع شمس نماز صبح ہے اور قبل از غروب آفتاب نماز عصر ہے
اور من اناء اللیل فسبح سے مراد نماز عشا کے آخر ہے اور اطراف النہار سے مراد
ظہر اور مغرب ہے اسواسطے کہ ظہر دن کی طرف اول کے آخر میں نماز ہے اور دوسری
طرف کا آخر غروب آفتاب ہے اور اُسمیں نماز مغرب ہے تو ظہر طرف اول کے اول
ہوئی اور مغرب طرف آخر کے آخر پس طرف آخر کا استقبال بیداری اور ذکر سے

کرے جسطرح کہ طرف اول کا استقبال کیا اور رہی آئندہ خواب روز اور قیلولہ کی طرف از سر نو عود کیا جیسے کہ خواب شب کی طرف کیا تھا اور اول زوال مین سنت اور فرض سے پہلے چار رکعت ایک سلام سے پڑھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے اور یہ نماز زوال ہی جسکا وقت قبل از ظہر اُسکے اول اوقات مین ہی اور بندہ کو حاجت اسکی ہی کہ اول وقت کی اس نماز سے رعایت کرے جسیا کہ کراہت استوا آفتاب کا وقت گذر گیا ہو قبل از موذن وقت کو جان لے تب نماز زوال پڑھنا شروع کرے اور اذان اس حال مین سنے کہ اِس نماز کو ادھیا چکا ہو بعدہ نماز ظہر کے لیے مستعد ہو پھر اگر اپنے باطن مین اُسکو کدورت معلوم ہو اِس ملاقات اور صحبت سے جسکا اتفاق پڑا ہو تو اللہ تعالے سے استغفار کرے اور اُسکی طرف تضرع اور زاری کرے اور ظہر کی نماز شروع نہ کرے مگر اُسوقت کہ باطن کو پھر اپنے حال پر صفائی سے نہ پائے اسواسطے کہ جو لوگ حلاوت مناجات کا ذائقہ پانے والے ہین اُنکے لیے ضرور ہے کہ نماز مین صفائی اُنس حاصل کرین اور تھوڑے مباح مین جانے سے مکدر ہو جاتے ہین اور اُس سے اُنکے باطنو نپر ایک بستگی اور کدورت آجاتی ہی اور کبھی یہ بات صرف اختلاط اور صحبت اہل اور اولاد سے ہو جاتی ہی باوجودیکہ اس مخالطت اور مجالست کو عبادت ٹھیرایا ہی ولیکن حسنات ابرار کے سیات مقربین ہین تو نماز مین کھڑا نہ ہو لا جب کہ یہ بستگی در اور کدورت زائل ہو اور اِس بستگی کا رفع ہونا اس طریق سے ہے کہ انابت اور استغفار اور تضرع الی اللہ تعالی صدق سے کرے اور یہ جو کدورت کہ اہل اور اولاد کی مجالست سے پیدا ہوتی ہی اُسکی دوا یہ ہے کہ جب اُنکے ساتھ بیٹھے تو اُنکی طرف میلان تام نہ کرے اور قلب آئین

چوری کی نظر سے اللہ تعالےٰ کی طرف ناظر رہے سو یہ نظرات اس مجالست کی
کفارہ ہو جاتی ہین مگر جبکہ قوی الحال ہو کہ اُسکو خلق محجوب حق سے نہ کرے
اور اس صورت مین بستگی اُسکے باطن مین نہ آئے گی پس جب وہ داخل ہوا
نماز مین نہ پایا اُسکو اور پایا باطن اور قلب اپنے کو اسواسطے کہ خوش ہوا نفس
اسکا طرف مجالست کے خوش ہوگا نفس اُسکا پھرنے والا طرف روح قلب کے
اسواسطے کہ مجالست اور مخالفت کرتا تھا اور آنکھ ظاہر کی دیکھتی ہو خلق کو اور
آنکھ قلب کی دیکھتی ہو حضرت الٰہی کو پس اس صورت مین بستگی اسکے باطن
مین نہ آئے گی۔ اور نماز زوال جسکا ہم نے ذکر کیا بستگی کو کھول دیتی ہو اور
باطن کو ظُہر کی نماز کے لیے آمادہ کرتی ہو پس نماز زوال مین بقدر سورۂ بقر کے
بڑے دنون مین پڑھے اور چھوٹے دنون مین جو اُس سے قلیل ہو اللہ تعالےٰ
نے فرمایا ہو وعشیا وحین تظہرون اور وہی اظہار ہو پھر اگر سنت کے بعد فرض کیلئے
جماعت کے لکھڑے ہونے کا انتظار کرے اور وہ دُعا جو نماز فجر کے فرض و سنت
کے درمیان کی ہو پڑھے تو اچھا ہو اور اسیطرح وہ ہو جو وارد ہوا کہ رسول اللہ
صلعم نے اُسکے ساتھ فجر کی نماز مین دُعا کی پھر جب کہ ظُہر کی نماز سے فارغ ہو
تو سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی پڑھے اور سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر تینتیس ۳۳
تینتیس ۳۳ بار پڑھے جیسا کہ ہم نے اسکا وصف پہلے کیا ہو اور اگر اُن تمام آیات کو
جنکا فجر کی نماز کے بعد ہمنے ذکر کیا ہو اور دعاؤن پر بھی اندازہ کیا جائے تو یہ
خیر کثیر اور فضل عظیم ہوگا اور جسکو ہمت بلند و عزیمت صادق ہو کسی چیز کو اُسکے لیئے
کے سِوے زیادہ نہیں اُچھا جانتا جز اِن ظُہر اور عصر کے درمیان کے وقت کو زندہ
اور آباد کرے جسطرح کہ عشائین کے بعد اُس ترتیب کے موافق جسکا ہم نے
ذکر نماز اور تلاوت اور ذکر اور مراقبہ سے کیا ہو اور جو ہمیشہ شب بیدار ہو تو

وہ بڑے دنوں میں ظہر و عصر کے درمیان تھوڑا سو رہے اور جو ظہر عصر کے درمیان کے وقت کو دو رکعت سے زندہ کرے جنمیں ایک چوتھائی قرآن پڑھے یا کہ اُسکو چار رکعت میں پڑھے تو وہ بہت ہی اچھا ہو اور جو ارادہ اُسکا کرے کہ اُسوقت کو بڑے دنوں میں سو رکعتوں سے زندہ کرے تو یہ ممکن ہو یا بیس رکعتوں سے جسمیں قل ہو اللہ احد ہزار مرتبہ پڑھے کہ ہر ایک رکعت میں پچاس ہوئیں اور زوال سے پہلے مسواک کرے جبکہ وہ روزہ دار ہو اور روزہ نہ ہو تو جسوقت منہ کے مزہ میں فرق آوے اور حدیث میں ہے کہ مسواک منہ کی پاک کرنے والی ہو پروردگار کی پسندیدہ ہو اور فرضوں کے ادا کرنے کے وقت مستحب ہو۔ بعض علما کا قول ہو کہ نماز جو مسواک کرنے کے ساتھ ہو اسکو بغیر مسواک کی ہوئی نماز پر ستر درجہ فضیلت ہو اور بعض کا قول ہو کہ یہ خبر وارد ہو اور جو چاہے کہ ظہر عصر کے درمیان اپنی نماز میں بیس رکعت میں ہر ایک رکعت کے اندر ایک آیت یا بعض آیت پڑھے تو پہلی رکعت میں پڑھے ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار بعد ازان دوسری رکعت میں ربنا افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین بعد ازان ربنا لا تواخذنا آخر سورہ تک بعد ازان ربنا لا تزغ قلوبنا الآیة بعد ازان ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان الآیة بعد ازان ربنا بما انزلت بعد ازان انت ولینا فاغفر لنا بعد ازان فاطر السموات والارض انت ولیی بعد ازان ربنا انک تعلم ما نخفی وما نعلن الآیة بعد ازان وقل رب زدنی علما بعد ازان لا الہ الا انت سبحانک بعد ازان رب لا تذرنی فردا بعد ازان وقل رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین بعد ازان ربنا ھب لنا من ازواجنا بعد ازان رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل

ذاحد

صالحا ترضاه وادخلني برحمتك في عبادك الصالحين بعد ازان يعلم خائنة
الاعين وما تخفي الصدور بعد ازان رب اوزعني ان اشكر نعمتك التي انعمت
علي الآیہ سورۃ الاحقاف سے بعد ازان ربنا عليك توكلنا بعد ازان رب
اغفر لي ولوالدي ولمن دخل بيتي مومنا وللمومنين والمومنات ولا تزد الظالمين
الا تبارا جب کبھی نماز پڑھے تو چاہیے ان آیات سے پڑھے اور نماز مین ان
آیات کی پاس اور حفظ سے جو دل وزبان کی موافقت سے ہو قریب ہے کہ
بندہ مقام احسان تک پہونچ جاے اور اگر کسی ایک آیت کو ان آیات مین سے
ظہر یا عصر مین دہراوے تو وہ تمام وقت اپنے مولا سے سرگوشی کرنیوالا ہوگا
اور دعا مانگنے والا اور تلاوت کرنے والا اور نماز پڑھنے والا ہوگا اور عمل مین
کوشش اور دن کے اجزا مین پوری لذت وحلاوت کا حاصل ہے زحمت
کرنا نہین راست آویگا مگر اس بندہ کے لیے جسکا دل کمال تقوی اور کمال
زہد فی الدنیا سے پاک اور صاف ہو اور اس سے ہوی کی متابعت لے گئی
ہو اور جبتک کسی ایک شخص مین تقوی اور زہد اور ہوی سے بقیہ موجود
ہو تب تک عمل مین اسکی فرحت دائمی نہ ہوگی بلکہ ایک وقت خوش ہوگا
اور ایک وقت غمناک ہوگا اور نوبت آمین نشاط اور کسل کی ہوگی بہ سبب
کہ کسی قدر ہوی کی متابعت باقی ہے کیونکہ اسکا تقوی ناقص ہے یا محبت
دنیا کی اسمین ہے اور جب کہ زہد اور تقوی اسمین تمام اور پختہ ہوگیا تو جوارح
کا عمل ترک بھی ہوگیا تو وہ عمل قلب سے فتور مین نہ پڑیگا پس بندہ کو چاہیے
کہ ہمیشہ اسے راستہ ملے اور عمل اسکو کوشش مزہ دار معلوم ہو تو چاہیے کہ جہت
ارادہ ہوی کو گم اختہ کرے اور ہوی ور احت نفس کبھی زائل نہین ہوتی
اور انکی مقاومت دور ہو جاتی ہے اور نبی علیہ السلام ... وجود ہوی سے

پناہ نہین مانگی مگر اُسکی طاعت اور متابعت سے پناہ مانگی ہو اور فرمایا
اعوذ بک من ہوی متبع اور نہ پناہ مانگی وجود شح سے اسواسطے کہ وہ طبیعت
نفس کی ہو مگر اُسکی طاعت سے پناہ مانگی اور فرمایا شح مطاع اور متابعت
ہوی کے دقیقے اور باریکیان اُسیقدر ظاہر ہوتی ہین جسقدر کہ قلب مین
صفائی اور حال مین علو اور بلندی ہو اسواسطے کہ بندہ کبھی ہوی کا تابع
ہوتا ہو اس طرح پر کہ خلق کی صحبت اور اُنکی بات چیت سے خوش اور اچھی معلوم
ہوتی ہو یا کہ اُنکی طرف دیکھنا بھلا معلوم ہوتا ہو اور کبھی ہوی کا تابع اس طرح
پر ہوتا ہو کہ وہ سونے اور کھانے پینے مین اعتدال سے تجاوز کرتا ہو اور اسکے
سوا اور چیزون مین جو اقسام ہوی سے ہین جسکی تمیت کیجاتی ہو اور یہ شخص
اُس شغل کا ہو جسکے لیے دنیا کے سوا اور کوئی شغل نہین ہو - بعد ازان عصر کے
قبل چار رکعتین پڑھے پھر اگر اُسکو تازہ وضو کرنا ہر ایک فرض کے واسطے
ممکن ہو تو یہ اتم و اکمل ہو اور اگر غسل کر لیا کرے تو اور بھی افضل ہو کیونکہ
یہ سب باتین ایسی ہین کہ باطن کی نورانی اور نماز کے تکمیل کرنے مین اُنکا اثر
ظاہر ہو اور عصر کے پہلے چار رکعتون مین اذا زلزلت و والعادیات و القارعہ
اور الہٰکم التکاثر پڑھے اور عصر کی نماز ادا کرے اور بعض چاہتے ہین اُس کے اندر
والسماء ذات البروج کو داخل قرأت کرے اور مین نے سُنا ہو کہ سورۃ البروج
کا عصر کی نماز مین پڑھنا دُنبلون سے محفوظ رہنے کا موجب ہے اور عصر کی نماز
کے بعد پڑھے جو جو ہم نے آیات اور دُعا اور دوسری چیزون سے لکھی ہین جو اُسے
آسان معلوم ہو پڑھے اور جب عصر کی نماز پڑھ چکا نماز کے نوافل کا وقت گیا
ذکرون کا اور تلاوت کا وقت باقی ہو اور اُس سے افضل اس شخص کی مجالست
اور صحبت ہو جو اُسکو دُنیا سے بے رغبت کرے اور اُسکا کلام تقوی و نیکی کو

راست اور درست کرے یعنی وہ علما جو دنیا سے بے رغبت ہین اور اُن باتون کے
ساتھ کلام کرنے والے ہین جو مریدون کی عزیمت اور آہنگ کو تقوی دیتے ہین
پھر جبکہ کہنے والے اور سننے والے کی نیت صحیح ہوئی تو یہ صحبت اور ہمنشینی اس سے
افضل ہو کہ آدمی تنہا رہے اور ذکر اذکار کی مداومت کرے اور اگر یہ صحبت موجود
نہ ہوا ور متعذر ہو تو پھر چاہیے کہ انواع اقسام کے اذکار کا ورد وزائد رکھے اور
اگر اسوقت اپنے حوائج اور امور معاش کے لیے اُسکا باہر جانا ہو تو یہ اولیٰ اور
افضل اس سے ہو کہ وہ صبح کے وقت باہر جائے اور گھر سے باہر نہ نکلے مگر یہ کہ
باوضو ہوا ور علما کی ایک جماعت نے نماز عصر کے بعد تحیت طہارت کی نماز کو مکروہ
رکھا ہو اور مشائخین اور صالحین نے اُسکی اجازت دی اور جب کبھی اپنے
گھر سے نکلے تو کہے بسم اللہ ما شاء اللہ حسبی اللہ لا قوۃ الا باللہ اللہم الیک خرجت و
انت اخرجتنی اور چاہیے کہ سورہ فاتحہ اور معوذتین پڑھے اور ہر روز جسقدر
ہو سکے صدقہ دینا ترک نہ کرے اگرچہ ایک چھوارا ہو یا ایک لقمہ ہو اسلیے کہ
تھوڑا حسن نیت کے ساتھ بہت ہو۔ اور روایت ہو کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے
سائل کو ایک انگور نقط دیا ہو۔ و فرمایا کہ ہر آئینہ اسمین بہت سے ذرون کا وزن
ہے اور حدیث مین آیا ہو کہ ہر ایک شخص قیامت کے دن اپنے صدقہ کے
زیر سایہ ہے اور بندہ اس ذکر سے از عصر تا بمغرب سو مرتبہ پڑھے لا الہ الا اللہ
وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر اور جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے منقول ہو کہ جس شخص نے ہر روز سو مرتبہ اسکو کہا تو اُس کے لیے
دس بندہ کے آزاد کرنے کا ثواب ہوگا اور اُسکے لیے سو نیکیان لکھی جاوینگی اور
اُس سے سو برائیان مٹائی جاوینگی اور اسکو شیطان سے حفظ اُس دن مین ہوگا
تا آنکہ وہ شام کرے اور کوئی اُس سے افضل عمل نہ کریگا مگر وہ کوئی کہ اس سے

زیادہ پڑھنے گا اور دو سو مرتبہ لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین اسواسطے کہ ہر آئینہ وارد ہوا ہی کہ جس شخص نے اپنے دن بھر مین دو سو مرتبہ کہا لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین تو کسی نے اپنے دن مین عمل نہین کیا کہ افضل اُسکے عمل سے ہو اور سو مرتبہ تیسرے سبحان اللہ والحمد للہ آخر تک اور سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ اور سو مرتبہ لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین اور سو مرتبہ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد اور سو مرتبہ استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واسالہ التوبۃ اور سو مرتبہ ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ اور مغرب کے بعضے فقرا کو مین نے دیکھا ہی کہ اُنکے پاس تسبیح تھی جسمین ہزار دانے تھے اور ایک ہتھیلی مین رکھتا تھا مذکور ہوا کہ اُسکا وظیفہ تھا کہ ہر روز اُسکو بارہ مرتبہ انواع ذکر کے ساتھ پھیرتا تھا۔ اور بعضے صحابہ سے منقول ہے کہ یہ ورد جناب رسول اللہ علیہ السلام کا ایک رات دن کے اندر تھا اور بعضے تابعین سے منقول ہے کہ آپ کا ورد تسبیح سے تیس ہزار ایکدن رات مین تھا اور چاہیے کہ سو بار ایک دن رات مین اس تسبیح کو پڑھے سبحان اللہ العلی الدیان سبحان اللہ الشدید الارکان سبحان من یذھب باللیل ویاتی بالنھار سبحان من لا یشغلہ شان عن الشان سبحان الحنان المنان سبحان المسبح فی کل مکان۔ روایت ہی کہ بعضے بدال سمندر کے کنارے سو رہے تو اس تسبیح کو اُسنے رات کو سوتے ہوے سنا کہ کون ہی جسکی آواز مین سنتا ہون اور اُسکے شخص کو نہین دیکھتا سو اُسنے کہا کہ مین فرشتون مین سے ایک فرشتہ ہون جو اس دریا پر موکل ہون اللہ تعالی کی تقدیس اس تسبیح کے ساتھ کرتا ہون جب سے کہ مین پیدا ہون مین نے کہا کہ تیرا نام کیا ہی تو کہا مہلہائیل ہی پھر مین نے کہا اس تسبیح کا ثواب کیا ہے جواب دیا کہ جس نے اُسے سو بار کہا تو وہ نہین مرے گا یہان تک کہ

وہ اپنی نشستگاہ جنت سے دیکھے یا اُسکو دکھلائی جائے روایت ہے کہ
عثمان رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر حضرت رسول اللہ علیہ السلام
سے دریافت کی کہ مقالید السموات والارض آپ نے فرمایا کہ تمنے مجھ سے ایسی
بڑی چیز کی نسبت سوال کیا جسکو تمھارے سوا کسی دوسرے نے نہیں
پوچھا اور وہ یہ ہی لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وسبحان اللہ والحمد للہ ولا حول ولا
قوۃ الا باللہ عز وجل واستغفر اللہ الاول والآخر والظاہر والباطن لہ الملک
ولہ الحمد بیدہ الخیر وہو علی کل شی قدیر۔ جسنے دس مرتبہ صبح کے وقت اور
شام کے وقت کہا اُسے چھ خصلتیں عطا کیجاتی ہیں تو پہلی خصلت یہ ہے
کہ وہ شیطان اور اُسکے لشکر سے محفوظ و مصون رہتا ہی اور دوسرے
یہ ہی کہ اُسے اجر کا ایک خزانہ دیا جاتا ہی تیسرے یہ کہ اُسکا درجہ بہشت
مین بلند کیا جاتا ہی چوتھے یہ کہ اللہ تعالی اُسکو حوران کشادہ چشم سے
متزوج کرتا ہی پانچوین یہ کہ بارہ فرشتے اُسکے لیے طلب آمرزش کرتے ہیں
چھٹے یہ کہ اُسکے لیے اجر اتنا ہی ہوتا ہی جیسے کہ کسی نے حج اور عمرہ کیا ور
یہ بھی کہے اور صبح کے وقت اللہم انت خلقتنی وانت تہدینی وانت تطعمنی وانت
تسقینی وانت تمیتنی وانت تحیینی انت ربی لا رب لی سواک ولا الہ الا انت
وحدک لا شریک لک اور کہے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ ماشاء اللہ وکل نعمۃ
من اللہ ماشاء اللہ الخیر کلہ بید اللہ ماشاء اللہ لا یصرف السوء الا اللہ اور کہے
حسبی اللہ لا الہ الا ہو علیہ توکلت وہو رب العرش العظیم بعد ازان وضو اور نماز
کے شب کا استقبال کرنے کو تیار ہو اور مسبعات غروب سے پہلے پڑھے
برابر تسبیح اور استغفار مین ہو اور غروب کے وقت بھی پڑھے سورہ والشمس
واللیل اور معوذتین اور استقبال شب مثل استقبال روز کے کرے اللہ

نے فرمایا ہو وھو الذی جعل اللیل والنھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا
سو جیسے کہ شب پیچھے دن کے آتی ہو اور دن کے پیچھے رات تو یہ سزاوار ہے
کہ ذکر اور شکر سے ایک کو دوسرے کے پیچھے لاوے کہ انکے درمیان کوئی چیز
نہ ہو جس طرح کہ دن اور رات کے درمیان کوئی شئ حائل نہین ہوتی اور
ذکر کل اعمال قلب ہین اور شکر اعمال جوارح ہین اللہ تعالے نے فرمایا ہو
اعملوا ال داود شکرا یعنی اے آل داود شکر کرو اور اللہ تعالی توفیق دینے والا
اور مدد کرنے والا ہو

اکیاونوان باب شیخ کے ساتھ آداب مرید کے بیان مین ہے

مریدون کا ادب شیخون کے ساتھ حضرات صوفیہ کے نزدیک ضروری آداب
سے ہے اور پیشین قوم کو اقتدا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے
صحابہ علیہم الرضوان کی ہو اور ہر آئنہ اللہ تعالے نے فرمایا ہو یا ایہا الذین امنوا
لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم یعنی اے ایمان والو
پیشدستی مت کرو روبرو اللہ اور اسکے رسول کے اور اللہ سے ڈرتے رہو تحقیق
اللہ سننے والا جاننے والا ہو عبد اللہ بن زبیر سے روایت ہو کہ کہا ایک گروہ
بنی تمیم کا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ابو بکر نے کہا کہ
قعقاع بن معبد کو امیر کرو اور عمر نے کہا بلکہ اقرع بن حابس کو امیر اس گروہ کا
ابو بکر نے کہا تم نے نہین ارادہ کیا مگر میرے خلاف کا اور عمر نے کہا کہ مین نے
تیرے خلاف کا ارادہ نہین کیا سو وہ باہم جھگڑنے لگے حتی کہ ان دونون کی
آوازین بلند ہوئین تب اللہ تعالے نے نازل فرمائی آیت یا ایہا الذین آمنوا
آخر آیۃ تک ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لا تقدموا کے معنی ہین لا تتکلموا

بین یدی کلامہ یعنی آپکے کلام کے سامنے مت کلام کرو۔ جابرؓ نے کہا کہ لوگ
قربانی قبل حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کر لیا کرتے تھے سو وہ تقدیم
قربانی سے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کیے گئے اور بعضون نے
کہا ایک قوم کے لوگ تھے جو کہا کرتے کہ اس امر اور اُس امر مین یہ نازل
کیا جاتا سو اللہ تعالے نے اسکو مکروہ جانا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا
کہ اپنے نبیؐ کے روزہ رکھنے سے پہلے روزہ مت رکھو اور کلبی نے کہا کہ رسولؐ
صلے اللہ علیہ وسلم پر قول اور فعل سے سبقت کرو تاکہ وہ فرمان وہ تمھارا ہووے
اور اسیطرح مرید کا ادب شیخ کے ساتھ یہ ہو کہ وہ مسلوب الاختیار ہو کہ نہ وہ اپنے
نفس مین تصرف کرتا ہو اور نہ اپنے مال مین مگر شیخ کی طرف رجوع اور اُسکے
امر کے ساتھ کرے اور ہم آئندہ اس بات کو ہمنے باب مشیخت مین پورا لکھا ہی
اور بعض نے کہا لا تقدموا لا تمشوا بین یدی رسول اللہ یعنی تقدم اور سبقت مت
کرو اپنے رسول اللہ کے سامنے اور آگے مت چلو۔ اور ابو الدرداء نے روایت
کی کہا مین ابی بکر کے آگے چلتا تھا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
تو اُس شخص کے آگے چلتا ہے جو تجھ سے دُنیا اور آخرت مین بہتر ہی اور بعض نے
کہا یہ آیت اُن اقوام کے حق مین نازل ہوئی ہی جو مجلس رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مین حاضر ہوتے پھر جب کہ رسول علیہ السلام سے سوال کیا جاتا تو وہ
لوگ سننے مین غور کرتے اور قول و فتوے کے ساتھ سبقت کرتے تو وہ لوگ اس سے
نہی کیے گئے اور اسیطرح مرید کا ادب شیخ کی مجلس مین یہ سزاوار ہے کہ
خاموشی کو لازم پکڑے اور اُسکے سامنے بغیر کلام [illegible] جب کہ
شیخ سے حکم چاہے اور شیخ سے اس باب مین اُسکے لیے گنجائش پاوے اور مرید
کی شان مین شیخ کے سامنے اس شخص کی مثال ہے کہ جو دریا کے کنارے

بیٹھا ہوا انتظار رزق کا کر رہا ہے جو اُسکی طرف بھیجا جائے اور استماع کی طرف تاک
رکھیں اور جو کلام شیخ کے طریق سے نصیب ہو وہ اُسکی ارادت اور طلب کو متحقق
کرتا ہے اور فضل الٰہی سے جو اُس سے مزید ہو اور قوت کی طرف نظر رکھنا اُسکے مقام
طلب اور افزون خواہی سے اس مقام کی طرف اشارہ کرتا اور [illegible] ایک
شے کا اثبات اپنے نفس کے واسطے ہوا اور یہ مرید کا گناہ ہے اور سزاوار یہ ہے کہ اُسکی
نگہداشت مبہم اپنے حال کی طرف ہو جسکا انکشاف [illegible] شیخ [illegible]
کے ساتھ ہو باوجودیکہ مرید صادق شیخ کی حضوری میں زبانی سوال کا محتاج نہ ہو لیکن
شیخ اسکو جو چاہے وہ ابتدا کہے اسواسطے کہ شیخ چاہتا ہے [illegible] حق کے
ساتھ کہے اور صادقین کی موجودگی میں اپنے قلب کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلند
کرتا ہے اور اُنکے لیے باران رحمت طلب کرتا اور انکو پلانا چاہتا ہے سو اُس کی
زبان اور اُس کا دل دونوں اُن طالبوں کے احوال سے جو محتاج
اُس کے ہیں کہ جس کے ساتھ اُس پر کشود ہو ضرورت وقت کی طرف
ماخوذ اور مسخر ہیں اس واسطے کہ شیخ طالب کی نگاہ اور [illegible] اپنے
قول کی طرف جانتا ہے اور اپنے قول کو طالب کی طرف سے شمار میں لانا
اور اعتبار اس کا کرنا سمجھتا ہے اور قول تخم کی مثال ہے جو
زمین میں پڑتا ہے سو جب کہ تخم خراب ہوتا ہے تو وہ نہیں جمتا اور
کلمہ کی خرابی اور فساد اس سبب سے ہوتا ہے کہ اُس میں ہوائے نفس کو دخل
ہوتا ہے پس شیخ کلام کے تخم کو ہوا کے شائبہ سے پاک صاف
کرتا ہے اور اُسے اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے
مدد اور راستی مانگتا ہے اُس کے بعد بات کہتا ہے لہذا کلام اُس کا
حق کے ساتھ حق سے حق کے واسطے ہوتا ہے اسی واسطے

تھی اور بڑی آواز اسکی تھی سو جب وہ کسی آدمی سے بات کرتا تو بلند آواز
سے کہتا اور اکثر اوقات حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کیا کرتا تو اسکی
آواز سے آپکو اذیت پہونچا کرتی تو اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی تاکہ اسکو
اور دوسروں کو تادیب کرے - حدیث میں ہے عبد اللہ بن زبیر سے کہ اقرع
بن حابس حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ابو بکرؓ نے کہا کہ اسے اپنی
قوم پر سردار بنائیے تو عمرؓ نے کہا کہ اسے سردار نہ بنائیے یا رسول اللہ سو دونوں
نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے باہم مکالمہ کیا یہانتک کہ
ان دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں تو ابو بکرؓ نے عمرؓ سے کہا کہ تو نے ارادہ نہیں
کیا مگر میرے خلاف کا اور عمرؓ نے کہا کہ تو نے ارادہ نہیں کیا مگر میرے خلاف
کا تو اللہ تعالے نے یہ آیت نازل کی اسکے بعد عمرؓ جب کبھی حضرت نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے سامنے بات کرتے تو انکا کلام سنائی نہ دیتا یہانتک کہ انسے
پوچھا جاتا اور بعضوں نے کہا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابو بکرؓ نے
قسم کھائی کہ نبی علیہ السلام کے آگے کلام نہ کرینگے مگر اس شخص کی طرح
جو بھید سر آہستہ کہتا ہے پس اسیطرح سزاوار ہے کہ مرید شیخ کے
ساتھ ہو آواز کی بلندی سے اور کثرت کلام اور ہنسی سے گستاخی نہ کرے
ہاں مگر جبکہ شیخ اسکو محتاج کرے پس آواز کا بلند کرنا وقار کے پردے اٹھاتا
ہے اور جب وقار دل میں قرار پاتا ہے تو زبان کہنے سے بند ہو جاتی ہے اور
بعض وقت بعض مریدوں کا باطن شیخ کی حرمت اور وقار سے اس درجہ
اثر پذیر ہے کہ مرید کو یہ طاقت نہیں ہوتی کہ شیخ کی طرف نظر بھر دیکھے اور
کبھی مجھے تپ آتی اور میرے دیکھنے کو میرے چچا اور میرے شیخ ابو النجیب
سہروردی رحمۃ اللہ آتے تھے تو میرے بدن سے حرمت کے سبب پسینا

پکارا کرتا اور مین چاہتا تھا کہ پسینا آوے تاکہ بخار کم ہو جاوے سو مین جب کہ
شیخ رحمہ اللہ تعالے آتے تو یہ حالت اپنی پاتا اور اُنکے قدوم مین برکت اور
شفا ہوتی تھی اور مین ایکدن خالی گھر مین تھا اور یہان ایک مندیل تھی
جو شیخ نے مجھے عطا فرمائی تھی اور شیخ اُس سے عمامہ باندھتے تھے سو اتفاقاً
میرا پانوٗن اُسپر پڑ گیا اس سے میرا باطن رنجیدہ ہوا اور اُس سے مجھے
خوف پیدا ہوا کہ شیخ کی مندیل پر پانوٗن پڑ گیا اور میرے باطن سے وہ
احترام پیدا ہوا کہ اُسکی برکت کی نسبت مجھے امید ہے۔ ابن عطا نے اس آیت
کے معنی مین لا ترفعوا اصواتکم کہا ہے کہ یہ ایک زجر اور جھڑکی ادنیٰ خطرے
تاکہ اس سے زیادہ ترک حرمت کی طرف قدم نہ بڑھائے۔ اور آئین سہل کا
یہ قول ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے خطاب نہ کرو الا اس طور
پر کہ تم استفہام اور استفسار کرتے ہو۔ اور ابو بکر بن طاہر نے کہا ہے کہ رسول
علیہ السلام سے ابتدا الخطاب نہ کرو اور اُسکو جواب نہ دو مگر حد حرمت تک
ولا تجہروا بالقول کجہر بعضکم لبعض یعنی خطاب مین آپکے ساتھ درشتی
نہ کرو اور آپ کو آپ کے نام سے نہ پکارو کہ یا محمد یا احمد جیسے تم مین سے
ایک دوسرے کو پکارتا ہے بلکہ اُسکی بزرگی اور حرمت کرو اور آپ سے کہو
یا نبی اللہ یا رسول اللہ اور اسی قبیل سے شیخ کے لیے مرید کا خطاب ہے اور
جب کہ وقار دل مین ساکن ہوا تو وہ زبان کو کیفیت اُسکی سکھلا دیتا ہے
اور ہرگاہ کہ نفوس اولاد و ازواج کی محبت کا شیفتہ ہو جاوئے اور نفوس و
طبائع کی خواہشین متمکن ہو جائین تو زبان سے عجیب عبارتین نکلتی ہیں اس
مثال مین کہ وہ نفوس اپنے وقت کی محبت اور تعبیت مین ہون تو نفس کی
شیفتگی اور اُسکی ہوا ان عبارات کو بناتی ہے سو جب کہ قلب حرمت او

پیغمبر کے سامنے اپنی آواز کو بلند نہ کرونگا تب اللہ تعالےٰ نے یہ آیت
اتاری ان الذین یغضون اصواتہم عند رسول اللہ یعنی وہ لوگ کہ بات
کرنے میں آواز پست اور آہستہ پیغمبر علیہ السلام کے سامنے تعظیم اور حرمت
کے سبب رکھتے ہیں۔ انس نے کہا کہ ہم ایک شخص کو اہل جنت سے دیکھتے
تھے وہ ہمارے سامنے چلتا تھا پھر جبکہ مسیلمہ کی لڑائی میں مقام ہوا
اور تھا تو ثابت نے مسلمانوں میں سے بعض شکستگی دیکھی اور انہیں
سے ایک گروہ بھاگ گیا تو کہا افسوس ہے ان لوگوں پر اور یہ کیا کرتے ہیں
اور ثابت نے سالم بن حذیفہ سے کہا کہ کیا ہم دشمنان خدا سے مثل اسکے
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں لڑتے تھے پھر وہ
دونوں پاؤں گاڑ کر کھڑے ہو گئے اور برابر دشمنوں سے لڑا کیے یہانتک کہ
دونوں قتل ہو گئے اور ثابت شہید ہوئے جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے انسے وعدہ کیا تھا اور اسوقت ایک زرہ انکے بدن میں تھی
ایک شخص نے صحابہ سے انکے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور اس سے
کہا کہ فلانے شخص مسلمان نے میری زرہ اتاری اور لشکر کے گوشہ میں اسے لیگیا
اسکے پاس گھوڑا کودنے والا اور لات چلانے والا ہے اور میری زرہ پر
سنگین رکھی ہے تو خالد بن ولید کے پاس جا اور اسکو خبر دے تاکہ وہ واپس
لے میری زرہ اور ابوبکر خلیفہ رسول اللہ علیہ السلام کے پاس جا اور
اسے کہہ کہ میرے اوپر قرضہ ہے تاکہ وہ میری طرف سے قرض ادا کرے
اور فلان شخص میرے غلاموں سے آزاد ہے پس اس شخص نے خالد کو اطلاع
دی تو اسنے زرہ اور گھوڑے کو اسی وصف کا پایا تو اس سے زرہ پھیر لی
اور خالد نے اس خواب کی خبر دی ابوبکر نے اسکی وصیت جاری کی۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہا نے کہا میں ایسی وصیت نہیں جانتا ہوں جو
وصیت کرنے والے کی موت کے بعد جاری کی گئی ہو مگر یہ وصیت بس یہ
کرامت ہو جو ثابت کے لیئے ظاہر ہوئی اس سبب سے کہ تقوے نے اسکا اچھا تھا
اور ادب اُسکا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خوب تھا تو مرید
صادق کو چاہیئے کہ اُس سے عبرت پکڑے اور جانے کہ شیخ اُسکے پاس اللہ اور
اُسکے رسول کی طرف سے یادگار ہو اور وہ شخص جسنے شیخ پر اعتماد کیا وہ جانے
کہ شیخ ایک عوض اُس شخص کا ہو کہ اگر وہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں
ہوتا اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتماد رکھتا اور قوم کو واجب
ادب یہ قائم کیا اللہ تعالے نے اُنکے حال سے خبر دی اور اُنکی تعریف کی
اولئک الذین امتحن اللہ قلوبہم للتقوی یعنی اللہ تعالے نے اُنکے دلوں کو آزمایا
اور اُن کو خالص اور کھرا کیا ہو جسطرح کہ سونا آگ سے آزمایا جاتا ہو اور
خالص اُسمین کا نکلتا ہو اور جسطرح کہ زبان ترجمان دل کی ہو اور قالب کے مؤدب
ہونے سے لفظ مہذب ہوتے ہیں اسیطرح سزاوار ہو کہ مرید شیخ کے ساتھ ہو
ابو عثمان کا قول ہو کہ ادب بزرگوں کے ساتھ اور اولیا سے بزرگ کی صحبت
میں صاحب ادب کو درجات بلند تک اور دنیا و عقبی کی خیر و برکت کو پہونچاتا
ہو کیا تو نہیں دیکھتا اللہ تعالے کے قول کی طرف ولو انہم صبروا حتی تخرج
الیہم لکان خیرا لہم یعنی اگر وہ صبر کرتے یہانتک کہ تو انکی طرف نکلتا تو البتہ
اُنکے لیے بہتر ہوتا۔ اور اُن باتوں سے جو اُنکو اللہ تعالے نے سکھایا یہ قول
حق سبحانہ وتعالے کا ہو ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرہم لا یعقلون
یعنی ہر آئینہ وہ لوگ جو تجھے پردے کے پیچھے سے پکارتے ہیں انمیں سے
اکثر کم عقل ہیں اور یہ حال بنی تمیم کے گروہ کا تھا کہ وہ آئے جناب رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اور اُنھون نے پکارا اے محمد ہماری طرف آ
اسواسطے کہ ہماری مدح زینت ہے اور مذمت ہماری عیب ہے کہا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے سُنا اور آپ اُنکی طرف نکلے اور یہ اُسوقت فرماتے تھے

انما ذلکم اللہ الذی ذمہ شین ومدحہ زین یعنی کہ بات یون ہے کہ یہ شان اللہ کی ہے
کہ بُرائی اُسکی عیب ہے اور تعریف اُسکی زینت ہے یہ قصہ طویل ہے اور وہ لوگ اپنے
شعرا اور خطیبون کو ساتھ لائے تھے تب انپر حسان بن ثابت اور نوجوانان مہاجر
وانصار خطبے کے ساتھ غالب آئے اور اس قصہ مین مرید کے لیے ادب ہے
جب کہ وہ شیخ کے پاس آئے اور اُسکے سامنے ہو اور جلدی کو ترک کرے اور
مرید ٹھہرا رہے یہان تک کہ شیخ اپنی خلوت کی جگہ سے باہر آئے۔ مین نے سُنا ہے
کہ شیخ عبد القادر رحمہ اللہ کے پاس جب کوئی فقیر زائر آتا اور اُس فقیر کی خبر
دیجاتی تو آپ باہر آتے اور دروازہ کا ایک پٹ کھولتے اور فقیر سے مصافحہ
کرتے اور اُسکو سلام کرتے اور اُسکے ساتھ نہ بیٹھتے اور اپنی خلوتگاہ کیطرف
رجوع کرتے اور جب کوئی اُن لوگون میں سے آتا جو گروہ فقرا سے نہ ہوتا تو آپ باہر
آتے اور اُسکے پاس بیٹھتے اور اپنی خلوت گاہ کو پلٹ جاتے تو بعضے فقرا کے
دل مین انکار مخطور ہوا اس سبب سے کہ فقیر کے لیے آپ باہر نہین آتے اور
غیر فقیر کیلیے باہر آتے ہین سو جو بات کہ اس فقیر کے دل مین مخطور ہوئی تھی
شیخ تک اُسکی خبر پہونچی تو آپ نے فرمایا کہ فقیر ہمارا رابطہ ہے یعنی ایسی چیز
جسکے ساتھ بندش ہوئے اُسکے ساتھ پیوستگی اور ربط قلبی ہے اور وہ اہل ہے اور
اُس سے اجنبیت اور بیگانگی نہین ہے اسواسطے کہ ہم اُسکے ساتھ موافقت خلو
پر اکتفا کرتے ہین اور ظاہر کی ملاقات پر اس سے اسقدر پر قانع ہین لیکن
جو شخص کہ غیر جنس ہے تو وہ عادت اور ظاہر پر وقوف اور قیام کیے

ہو سکے ہے سو جبکہ اُنہا سے وفا سے حق ظاہر نہین کیا جاتا تو وہ
متوحش ہوتا ہے پس مرید کا حق ہے کہ شیخ کے ساتھ ادب سے ظاہر اور باطن
کو آباد رکھے ابو منصور مغربی سے لوگون نے سوال کیا کہ کسقدر ابا عثمان
کی صحبت مین آپ رہے کہا مین اُسکی خدمت مین رہا ہون نہ اُسکی صحبت
مین اسواسطے کہ صحبت بھائیون اور برابر کے آدمیون سے ہوتی ہے اور
مشائخ کے ساتھ خدمت ہوتی ہے۔ اور مرید کو سزاوار ہے کہ جب کبھی اُسکے
شیخ کے حال سے مشکل پیش آوے تو وہ موسیٰ علیہ السلام کا قصہ جو خضر
خضر علیہ السلام کے ساتھ ہوا یاد کرے کہ خضر کیونکر کام کرتے تھے جنکو موسیٰ
انکار کرتے تھے اور جب اُسے خضر نے خبر دی جو اُنمین سر تھا تو موسیٰ اُسکے
انکار سے رجوع کر لیتے تھے تو مرید اُسکا انکار کرے اسواسطے کہ شیخ سے
جو کچھ دیکھتا اور پاتا ہے اُسکی حقیقت کا علم اُسکو کم ہے اور شیخ کے لیے ہر ایک
چیز مین عذر ہے علم اور حکمت کی زبان سے جو اُسکو حاصل ہے۔ اصحاب جنید نے
ایک مسئلہ جنید سے پوچھا اور اُسکا جنید نے جواب دیا انمین معارضہ کیا
جنید نے کہا کہ اگر میرا ایمان اور ایقان نہین ہے تو مجھ سے علیحدگی اختیار کرو اور
بعضے مشائخ نے کہا ہے کہ جس نے حرمت اس شخص کی جس سے ادب پایا
قدر اور عظمت نہین کی وہ اس ادب کی برکت سے محروم رہا اور بعض کا مقولہ
ہے کہ جس شخص نے کہ اپنے اُستاد سے کہا کہ نہین وہ کبھی فلاح اور نجات
نہ پاویگا حضرت ابی ہریرہ رض سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ جب مین بات کو ترک کردون تو تم بھی ترک کرو اور جب
مین تم سے بات کہون تو وہ مجھ سے حاصل کرو اسواسطے کہ جو لوگ تم سے
پہلے تھے وہ اسی وجہ سے ہلاک اور تباہ ہوے کہ سوالات بہت کیا کرتے تھے

اور اپنے انبیا سے اخلاق کرتے تھے۔ جنید علیہ رحمۃ نے کہا ابی حفص
نیشاپوری کے ساتھ مین نے ایک آدمی دیکھا جو بہت خاموش رہا کرتا اور
بات نہ کرتا تو مین نے انکے یاروں سے کہا کہ یہ کون شخص ہے تو مجھ سے کہا گیا
کہ یہ ایک انسان ہے جو ابی حفص کے ساتھ رہا کرتا ہے اور ہماری خدمت
کیا کرتا ہے اُسکے پاس ہزار درم تھے اسپر خرچ کیے اور ہزار درم اور قرض لیے
وہ بھی اسپر خرچ کیے ابو حفص نے روا نہ رکھا کہ ایک کلمہ سے ہی آپس
ساتھ بات ہو۔ اور ابو یزید بسطامی نے کہا کہ مین ابا علی سندی کی صحبت
مین رہا سو مین اُسکو وہ چیزین تلقین کرتا تھا جنکے ساتھ وہ اپنے فرض کو
قائم کرے اور وہ مجھے صرف توحید اور حقائق تعلیم کرتا تھا۔ اور ابو عثمان نے کہا
کہ مین ابو حفص کی صحبت مین رہا جبکہ مین نوجوان تھا سو مجھے اپنے پاس سے
نکال دیا اور کہا میرے پاس مت بیٹھ پس اُسکے کلام کی مکافات نہ کی
کہ مین اُسکی طرف پیٹھ پھیروں اور پھر اپنے پیچھے کی طرف چلتا ہوا اور میرا منھ اُسکے
سامنے تھا یہاں تک کہ مین اُس سے غائب ہو گیا اور مین نے اپنے دل مین
یہ ٹھان لیا کہ اُسکے دروازہ پر مین اپنے لیے ایک کنواں کھودوں اور اُسمین
اُتروں اور بیٹھ رہوں اور اُسکے اندر سے مین باہر نہ نکلوں مگر اُسکی اجازت
سے پھر جبکہ مجھ سے یہ امر دیکھا تو مجھے قربت دی اور مجھے قبول کیا اور اپنے
خاص یاروں سے گردانا یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا اللہ اُسپر رحم
کرے۔ اور صوفیہ کے آداب ظاہری سے یہ ہے کہ مرید شیخ کے ہوتے ہوے
اپنا سجادہ نہ بچھائے مگر جب کہ نماز کا وقت ہو اسواسطے کہ مرید کی شان سے
یہ ہے کہ خدمت کے لیے اور باتوں سے انقطاع کرے اور سجادہ کے
بچھانے مین آسایش اور ناز کا ایک اشارہ ہے اور سماع مین شیخ کے

ہوتے ہوئے جنبش نہ کرے الا اُسوقت کہ وہ حد تمیز سے خارج ہو جاوے
اور شیخ کی ہیبت مرید کے سماع کو کھل کھیلنے سے باز رکھتی ہو اور اُسکو اپنے
بس مین رکھتی ہے اور مرید کا استغراق شیخ کی طرف نظر کرنے اور جو فضل حق
اُسپر وارد ہوتا ہو اُسکے دیکھنے مین سماع کے سُننے سے زیادہ گوارا ہے اور
ادب سے یہ بات ہو کہ شیخ سے کوئی چیز اپنے حال سے نہ چھپاوے اور نہ وہ چیز
کہ عطیہ حق اُسکو ملے اور جو کرامت اور اجابت اسکے لیے ظاہر ہو اُسے پوشیدہ
نہ کرے اور شیخ سے اپنے حال کو جو اللہ تعالے اُسکی طرف سے جانتا ہو ظاہر
کردے اور جو بات کہ اُسکے ظاہر کرنے مین شرماتا ہو اُسکا ذکر ایما اور اشارہ سے
کرے اسواسطے کہ مرید کا ضمیر جب کسی چیز مین پیچیدہ ہو جاتا ہو جسے شیخ پر
صراحتہ یا اشارۃ ظاہر نہ کرے تو اُس سے مرید کے باطن مین ایک گرہ راست
کے اندر پڑجاتی ہو اور شیخ سے کہدینے مین وہ گرہ کھل جاتی ہو اور دور ہو جاتی ہو
اور ادب سے یہ ہو کہ شیخ کی صحبت مین نہ جاوے مگر اسوقت کہ اُسے معلوم ہو جاے
کہ شیخ اُسکی تادیب اور تہذیب کے لیے مستعد ہو اور شیخ زیادہ دوسروں سے اُسکی
تادیب مین راست اور درست تر ہے اور جب مرید کی نگاہ دوسرے شیخ کی
طرف جائے تو اُسکی صحبت مصفا نہین ہوتی اور قول شیخ کا اُسمین نفوذ نہین
کرتا اور اُسکا باطن حال شیخ کی سرایت کے لیے قابلیت نہین رکھتا اسواسطے کہ
مرید نے جب شیخ کو مشیخت مین یکتا یقین کیا تو اُسکے فضل اور الوہیت کو جانا
اور اُسکی محبت زیادہ ہوگئی اور محبت اور الفت مرید اور شیخ کے درمیان واسطہ ہو
اور قوت محبت کے اندازہ کے موافق حال کی سرایت ہوتی ہو اسواسطے کہ
محبت علامت تعارف کی ہو اور تعارف علامت جنسیت کی ہو اور جنسیت
مرید کے لیے حال بعض حال شیخ کی کھینچنے والی ہو ابو امامہ نے جناب رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جسنے ایک آیت
کلام مجید کی کسی بندہ کو سکھلائی تو وہ اُسکا مولا ہے سزاوار ہے کہ اُسکو شرمندہ
نکرے اور نہ اُسپر فوقیت دے اور جسنے یہ کام کیا ہے اُسنے اسلام کے
دستون مین سے ایک دستہ کو توڑ ڈالا - اور منجملہ ادب کے یہ ہے کہ جزئیات و
کلیات مین شیخ کے خطرات کی رعایت کرے اور شیخ کی کراہت کو حقیر نہ جانے
تا کہ حرکات اُسکے شیخ کے حسن خلق اور اُسکے کمال حلم اور مدارات کے اعتماد سے
جاری رہین - ابراہیم بن شیبان نے کہا کہ ہم ابا عبداللہ مغربی کی صحبت مین
رہتے تھے اور ہم اُسوقت جوان تھے اور ہمارے ساتھ وہ جنگل اور بیابانون
مین سفر کرتا تھا اور اُسکے ساتھ ایک شیخ مسن حسن نام تھا اور ستر برس اُسکی
صحبت مین رہا سو جب کبھی ہم مین سے کوئی خطا کرتا اور اُسپر شیخ کا حال
متغیر اور ناخوش ہوتا تو ہم اسی ضعیف مسن کے ساتھ شفاعت کراتے یہان تک کہ
شیخ کا التفات مثل سابق ہو جاتا اور شیخ کے ساتھ مرید کا یہی ادب ہے کہ
اپنے وقائع اور کشف پر بدون رجوع شیخ کے استقلال اور اعتماد نہ کرے
اسواسطے کہ شیخ کا علم وسیع تر ہے اور اُسکا باب مفتوح الی اللہ بزرگتر ہے
پس اگر واقعہ مرید کا اللہ تعالے کی طرف سے ہوگا تو شیخ اُسکے موافق ہوگا
اور اُسکا امضا اور اجرا مرید کے لیے کریگا اور جو بات من عند اللہ ہوگی اُسمین
اختلاف نہ کریگا اور اگر اُسمین کچھ شبہہ ہو تو شبہہ واقعہ کا شیخ کے طریق سے
زائل ہو جائے گا اور مرید کو واقعات اور کشفون کی صحت کا علم حاصل ہوگا
اسواسطے کہ مرید کے واقعہ مین شاید اُس ارادہ کی آمیزش ہو جو اُسکے نفس مین
اُسوقت پائی جاتی ہے اور واقعہ کے ساتھ ارادہ نفس مل جاتے خواب
مین ہو یا بیداری مین ہو اور اسمین ایک سر عجیب ہے اور مرید نفس کی مرید

ر کے شیخ کے ساتھ مین قائم نہین ہوتا اور جبکہ اسنے شیخ کے سامنے اس
بیان کردیا تو ارادہ نفس کا جو مرید کے اندر مخفی ہے تو شیخ کے حق مین اسکا اخفا غلو
ہے یعنی وہ عیان ہے پھر اگر منجانب حق ہے تو وہ طریق شیخ سے مبرہن ہوجائیگا
اور اگر اسکا واقعہ ہوائے نفس کی اخفائی طرف منجر ہے تو وہ زائل ہوجائیگا
اور صحن خاطر مرید پاک اور صاف ہوجائیگا اور اسکا بار شیخ اٹھالیتا ہے
اسواسطے کہ اسکے حال مین قوت ہے اور جناب باری مین اسکی باریابی کی صحت
اور اسکی معرفت کمال پہ ہے۔ اور ادب شیخ سے یہ ہے کہ جب مرید شیخ کے
ساتھ کلام کرے خواہ وہ دین کا کام ہو یا دنیا کا تو چاہیے کہ مکالمہ شیخ پر سبقت
کرنے مین عجلت نہ کرے اور نہ اسپر ناگواری کے ساتھ غلبہ کرے یہانتک کہ
اسکو معلوم ہوجائے کہ شیخ کا حال کیا ہے آیا وہ اسکے لیے آمادہ اور اسکے کلام
کی سماعت کے لیے فارغ ہے پس جس طرح کہ دعا کے لیے اوقات اور آداب
اور شرائط ہوتے ہین اسواسطے کہ دعا ایک مخاطبت اللہ تعالے کے لیے ہوتی
ہے اسیطرح شیخ کے ساتھ کلام کرنے کے بھی آداب اور شرطین ہین اور وہ
یہ ہے کہ وہ بھی اللہ تعالے سے ہے اور اللہ تعالے سے قبل اسکے کہ شیخ سے
کلام کرے توفیق اسکی مانگے جو ادب ہے اسکے محبوب و مرغوب ہے اور اسمین
شک نہین کہ حق سبحانہ تعالے نے اسپر متنبہ کردیا ہے جبکہ جناب رسول
صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ آپ کے ساتھ اس طریق سے خطاب کیا
کرو اور فرمایا ہے کہ یا ایہا الذین آمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی
نجواکم صدقۃ یعنی اے ایمان والو جسوقت چپکے کی بات کہو رسول اللہ سے
تو پہلے چپکے کی بات کہنے سے خیرات۔ عبداللہ بن عباسؓ نے اس آیت کی
شان نزول لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے سوال کرنا

ور مانگنا شروع کیا اور کثرت سے حتی کہ آپ پر دشوار کر دیا اور بہت سوال
سے مانگتے تھے تو خدا تعالے نے انکو ادب سکھایا اور اس امر سے انکو علحدہ
کیا اور حکم انکو دیا کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی اور بات
چیت نہ کریں جب تک کہ پہلے خیرات اور صدقہ نہ دیدیں اور بعضوں نے
کہا ہے کہ دولتمند لوگ نبی علیہ السلام کے پاس آیا کرتے اور مجلس میں فقرا
پر غلبہ کرتے یہاں تک کہ اُن کا طول حدیث اور سرگوشی آپ کو کروہ معلوم
ہوئی تو اللہ تعالے نے حکم صدقے کا کلام کرنے کے وقت نازل کیا جب
دولتمندوں نے یہ دیکھا تو آپ کی بات چیت سے باز رہے اسواسطے کہ
جو لوگ مفلس تھے انکے پاس کچھ مال نہ تھا کہ خیرات کرتے اور جو لوگ کہ
ذی مقدور تھے تو انھوں نے بخل کیا اور باز رہے تب یہ امر اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دشوار معلوم ہوا اور آیت رخصت نازل
ہوئی اور فرمایا کہ اأشفقتم ان تقدموا بین یدی نجوٰکم صدقات یعنی کیا تم
ڈر گئے کہ قدم پہلے بھیجو کی بات کہنے سے خیرات۔ اور بعضوں نے کہا ہے
کہ ہرگز تہ صدقہ کا حکم اللہ تعالے نے دیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
کسی نے بجز علی ابن ابی طالب کے سرگوشی نہیں کی سو دینار پیش کیے
اور اسے صدقہ میں دیا اور علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کتاب اللہ میں ایک
آیت ہے جس پر کسی نے مجھ سے پہلے نہیں کیا اور نہ میرے پیچھے کوئی اُس پر
عمل کرے گا اور روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے حضرت
علی کو بلایا اور فرمایا کہ صدقہ میں تیری کیا رائے ہے جس قدر دینار ہوں
علی نے کہا کہ اسکی طاقت لوگوں کو نہ ہوگی فرمایا کہ پھر کس قدر علی نے کہا
کہ ایک دانہ جو کا اسپر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ ہر آئنہ تو بڑا زاہد واندک خوار ہے بعد ازان آیت رخصت اُتری اور وہ آیت منسوخ ہوئی اور جو خبر کہ اُسپر اللہ تعالے نے حکم صدقہ کا دیا اور جو کچھ کہ حسن ادب اور مفید لفظا در احترام سے تھا وہ منسوخ نہین ہوا اور فائدہ باقی ہے۔ عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مین نے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ ہم مین سے وہ شخص نہین ہے جو ہمارے بڑے کی بزرگی نکرے اور ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے عالم کے حق کو نہ پہچانے پس علما کا احترام توفیق اور ہدایت ہے اور اُسکا ترک کرنا خسارت اور سرکشی ہے

باونوان باب شیخ کے آداب اور اس چیز کے بیان مین جسکا وہ برتاؤ یارون و شاگردون کیساتھ کرے

آداب ضروری سے یہ ہے کہ شیخ صادق قومی بھائیون پر فوقیت رکھنے کے ساتھ پیش نہ آوے اور نہ اسواسطے کہ اُنکے باطنون کو اس چاہت سے کہ میری تبعیت کرین میٹھی باتون اور لطف مدارا سے اپنی طرف کھینچے بلکہ جب وہ خیال کرے کہ اللہ تعالے اُسکے پاس مریدون اور ہدایت خواہون کو بھیجتا ہے جو حسن ظن اور صدق ارادت اُسکے ساتھ رکھتے ہین تو اُس سے ڈرنا چاہیے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ اللہ کی طرف سے امتحان اور آزمایش ہو اور حال یہ ہے کہ نفس کی سرشت مین داخل ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ خلق مین اُسکی قبولیت اور اُسکی شہرت ہو اور اصل یہ ہے کہ خمول اور گوشہ نشینی مین سلامت اور امن ہے پس ہر گاہ کہ مقدر اپنے وقت پر پہونچا اور بندہ اپنے حال پر متمکن اور قرار گرفتہ ہوا اور اُسنے اللہ تعالے کے اُسکے قیافہ سے جان لیا

کہ وہ مریدون کی تعلیم اور ارشاد کے لیے مقصود اور مراد ہو تو اُسوقت اُن لوگون سے کلام ناصحانہ مشفقانہ کرے جیسا کہ باپ بیٹے سے کرتا ہو جو اُسکے دین اور دنیا کے لیے نافع ہو اور جو مرید اور طالب کہ اللہ تعالیٰ اُسکی طرف بھیجے اللہ تعالےٰ اُسکے معنی مین رجوع کرتا ہو اور بہایت اِسکو آرزومند کرتا ہو کہ تولی اِسکی اِس معاملہ مین کرے اور اُسکے ساتھ بات چیت کرے اور شیخ کو چاہیے کہ مرید سے ایک کلمہ بھی نہ کہے مگر جبکہ اُسکا دل اللہ تعالےٰ کی طرف ناظر اور اُسکے ساتھ یاری طلب قول صواب کا ہدایت مین ہو۔ مین نے اپنے شیخ ابو النجیب سہروردی رحمہ اللہ سے اپنے بعض یارون کو وصیت کرتے ہوے سُنا ہو کہ وہ کہتے تھے کہ فقرا مین سے کسی کے سات بات مت کر الا اُسوقت جو تیرا صافی تر ہو اور یہ ایک با وصیت نافع ہے اسواسطے کہ کلمہ سچے مرید کے کان مین ایسا ہی واقع ہوتا ہو کہ جیسے تخم زمین مین گرتا ہو اور ہم ذکر کر چکے ہین کہ خراب تخم ضایع اور تباہ ہوتا ہو اور کلام کا تخم ہوی سے خراب ہو جاتا ہو اور ہوی کا ایک قطرہ علم کے ایک دریا کو گندلا کر دیتا ہو سو جب کہ اہل صدق وارادت سے کلام کرے تو چاہیے کہ قلب اللہ تعالےٰ سے اسیطرح مدد مانگے جیسے کہ زبان قلب سے مدد مانگتی ہو اور جس طرح کہ زبان ترجمان قلب دل ہو دل اُسکا ترجمان حق بندہ کے پاس ہو تب وہ ناظر الی اللہ ہو گا اِس طرح پر کہ اُن سے سُنے اور جو کچھ وارد ہو اُسکو تلقی اور قبول کرے اور امین امانت کو ادا کرے اُسکے بعد شیخ کو سزاوار ہو کہ مرید کے احوال کا اعتبار کرے اور غور سے اُسکو دیکھے اور نور ایمان اور قوت علم اور معرفت سے اُنہین اُن چیزون کو دریافت کرے جو اُسکی صلاحیت اور استعداد سے ہوا سواسطے کہ بعض مرید ایسے ہوتے مین جو صلاحیت اِسکی رکھتے ہین کہ فقط عبادت اور

جسمانی اعمال کریں اور ابرار کا طریق چلیں اور بعضے مرید ایسے ہوتے ہیں
جنمیں صلاحیت قرب کی ہوتی ہے اور اس قابل ہوتے ہیں کہ مقربین کی
راہ چلیں جو معاملہ قلوب اور معاملات سینہ کے سبب درجۂ مرادگی منظور
نظر ہیں اور ہر ایک گروہ کے لیے ابرار اور مقربین سے ہدایتیں اور نہایتیں
ہیں سو شیخ باطنون پر آگاہی رکھنے والا ہے وہ ہر ایک شخص کو
جانتا ہے اور اسکو جانتا ہے جسکی اُسے صلاحیت ہے اور
یہ تعجب کی بات ہے کہ جنگلی گنوار آدمی جانتا ہے کہ زمین کیسی اور درخت
کس طرح لگاتے ہیں اور ہر ایک پودا و زمین کو پہچانتا ہے اور ہر ایک پیشہ ور
اپنے پیشہ کے فائدہ و نقصان کو سمجھتا ہے حتی کہ ایک عورت روئی پہچانتا
اور اُسکا کاتنا اور موٹا و باریک سب باتیں جانتی ہے اور شیخ مرید کے
حال کو نہ جانے اور نہ اُس چیز کو جسکے قابل وہ ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ آپ لوگون سے اُنکی عقل کے موافق بات چیت
کرتے تھے اور ہر ایک شخص کو اس کام کا حکم دیتے تھے جسکے قابل وہ ہوتا تھا
تو بعضے انمیں سے وہ تھے جنکو خرچ اور انفاق کا امر فرماتے اور بعضے وہ تھے جنکو بخل
اور کم خرچ کرنے کا حکم دیتے اور بعضے وہ تھے جنکو کسب اور پیدا کرنے کا اور
بعض کو ترک کسب کا حکم دیتے جیسے صحاب صفہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لوگون کے اوضاع و اطوار جانتے تھے اور جو چیزین کہ اُنکے قابل تھین
البتہ درجۂ دعوت مین آپ سب کی دعوت فرماتے اسواسطے کہ آپ اسی واسطے
پیدا ہوے اور بھیجے گئے تھے کہ حجت کو ثابت کرین اور دلیل کو واضح کرین عام
دعوت کرتے اور دعوت سے مخصوص اُسکو نہین کرتے جسمین ہدایت کا تفرس کرتے
اور وہ شخص جسمین یہ نکرتے ایک شخص کا ادب یہ ہے کہ اسکے واسطے خلوت خاص مجہ

اور وقت خاص ہو جسمین گنجائش خلق کی مزاحمت کی نہ ہو تاکہ جلوت مین
فائدہ خلوت کا دے اور اپنے نفس مین دعویٰ قوت کا نہ کرے جسپر گمان ہو
کہ ہمیشہ خلق سے ملنا جلنا اور اُنسے بات چیت کرنا مجھے نقصان نہ کرے گا
اور اُس سے امید نہین کرتا اور وہ خلوت کا محتاج نہین ہو اسواسطے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ کمال آپکو حال مین تھا راتون کو قیام فرماتے تھے
اور نمازین پڑھا کرتے اور اُسپر مداومت فرمایا کرتے تھے اور بہا اوقات کئے ستقنین
آپ خلوت رکھتے تھے وجہ یہ ہو کہ انسان کی طبیعت سیاست سے مستغنی نہین ہے
قلیل ہو یا کثیر لطیف ہو یا کثیف اور بہت سے مغرور اور فریفتہ لوگون نے قناعت
تھوڑی سی خوشدلی پر کرلی اُسکو سرمایہ اپنا گردانا اور اپنے قلب کی طبیعت پر ڈھوکا کھا گئے
اور میل جول اور ملاقات محبت مین پانون اپنے ڈھیلا دیے لینے نفس کو بیہودہ
لوگون کا ٹھکانا بنادیا ایک لقمہ کے سبب جو اُسکے پاس کھاتے ہین اور اس
مہربانی کے باعث جو اُس سے پاتے ہین سو اُسکا قصد وہ شخص کرے جس کا
قصد دین نہ ہو اور نہ اُسکی آرزو ہو کہ پرہیزگار متقیون کی راہ چلے بس وہ خود بھی
فتنہ مین پڑتا ہو اور لوگونکو بھی فتنہ مین ڈالتا ہو سو وہ قصور کے موقعون مین
رہا اور فتور کے دائرہ مین گر پڑا تو شیخ اللہ تعالےٰ کی مدد چاہنے اور اُسکے سامنے
دل سے تضرع وزاری کرنے سے مستغنی نہین ہوتا اگر وہ اپنے قالب اور قلب کے
ساتھ مستغنی نہین ہو تو اُسکے لیے ہر کلمہ مین رجوع الی اللہ ہوگی اور ہر ایک
تنبس مین اللہ تعالےٰ کے سامنے خضوع ہوگی اور یہ جو فتنہ مغرورین کے
سر پر آتا ہو جو مدعی قوت کے ہین اور بات چیت اور میل جول مین پانون پھیلاتے
ہین اُسکی صرف وجہ یہی ہو کہ صفات نفس کی معرفت اُنکو کم ہو اور تھوڑی بخشش
پر وہ لوگ فریفتہ ہوگئے۔ اور شیخون سے ادب کم پایا ہو۔ جنید علیہ الرحمۃ نے

اپنے یاروں سے کہا کرتے کہ اگر مین یہ جانتا کہ دو رکعت نماز نفل تمھارے ساتھ
صحبت رکھنے سے افضل ہے تو مین تمھارے پاس نہ بیٹھتا پھر اگر فضیلت
خلوت مین دیکھے تو خلوت مین جا بیٹھے اور اگر صحبت مین افضل دیکھے تو یارون کے
ساتھ بیٹھے تب صحبت اسکی خلوت کی حمایت مین ہوگی اور صحبت اسکی خلوت سے
اُسکے بڑھکر ہوگی اور یہین سرا در بھید ہی اور یہ اسواسطے ہی کہ آدمی کے اندر ترکیب
مختلف ہی کہ اسمین تغایر اور تضاد ہی اس وجہ سے کہ پہلے ہم بیان کر چکے ہین کہ
وہ سفلی اور علوی کے درمیان آمد و رفت رکھنے والا ہی اور اس تغایر کے سبب
جو اسمین ہی ایک حصہ سستی کا صبر سے ہی جو مصروفیت حق پر ہوا اور اسیواسطے
ہر ایک عامل کے لیے ایک سستی ہوتی ہی اور یہ سستی کبھی صورت عمل مین
اور کبھی عمل مین مزہ نہ ملنے سے ہوتی ہی اور اگر صورت عمل مین نہ ہو تو سستی
کے وقت مین مریدون اور سالکون کے لیے تضییع اوقات اور نفس کی راحت
اور بیکاری اور تعلل کی طرف میلان ہوتا ہی اور جو شخص کہ مشیخت کے مرتبہ کو
پہونچ گیا ہی تو حصہ اسکی سستی کا خلق کی طرف راجع ہوا تو خلق اُسکی کاہلی کے
حصہ سے فلاح پاتی ہی اور اُسکی کاہلی کا حصہ ایسا ضائع نہین ہوتا ہی جیسا کہ
مریدون کا حصہ کاہلی کا ضائع ہوتا ہی سو مرید کاہلی سے قوت شدت اور حدت
طلب سے اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ ہونے کی طرف عود کرتا ہی اور شیخ اپنی
کاہلی کے حصہ کے ساتھ نفع خلق سے فضیلت حاصل کرتا ہی اور اپنے اوطان
خلوت اور خاص حال کی طرف عود کرتا ہی اپنے نفس مستریح سے بیشتر اس سے
کہ فقیر اپنی تیزی ارادت کے سبب اپنی کاہلی سے عود کرے اور اُس وقت
شیخ خلق سے خلوت کی طرف کاہلی سے پھرتا ہی فارغ البال لیے قلب کے ساتھ
جو تشنہ اور پر نور ہے اور اُسی روح کے ساتھ جو اغیار کی قید کی ضیق سے

ہزا دہو اور اپنے شغف کی حدت سے دار القرار کی طرف آنیوالی ہو۔ اور شیخ کے
وظائف سے یہ ہو کہ اہل ارادت وطلب کے ساتھ نیک خلق ہو اور اپنی ان باتون
سے جو کہ مشایخ کے لیے تعظیم اور تبجیل اور استقبال تواضع سے واجب ہین
نیچے اتر آئی۔ رقی نے حکایت کی ہو کہ مصر مین تھا مین اور مسجد مین فقرا کی
ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی کہ اس اثنا مین رقاق آیا اور ایک ستون کے پاس
کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا سو ہم نے کہا کہ اُدھر شیخ نماز سے فارغ ہو اور ادھر
ہم اُٹھین اور اُسکو سلام کرین سو جب وہ فارغ ہوا تو ہماری طرف آیا اور
ہمین سلام کیا اُسپر ہم نے کہا کہ ہم اُسکے لیے شیخ سے زیادہ اولی تھے تو شیخ نے
کہا کہ اللہ نے میرے قلب کو اسکے ساتھ کبھی عذاب مین نہین ڈالا یعنی مین کبھی
اسکا مقید نہین ہوا کہ میرا احترام ہو اور اُسکا کوئی قصد کرے اور مشایخ کے
آداب سے یہ ہو کہ مریدون کے حال کی طرف اُنکے ساتھ ملاطفت اور خوش طبعی
سے نزول کرے۔ بعضے صوفیہ نے کہا ہو کہ جب تم کسی فقیر کو دیکھو تو نرمی کے
ساتھ ملاقات کرو اور علم کے ساتھ مت ملاقات کرو اسواسطے کہ نرمی اُسکو انس
کرتی ہو اور علم وبحث اُسکو وحشت دلاتی ہو تو جب شیخ یہ برتاؤ نرمی سے کریگا
تو مرید رفتہ رفتہ اُسکی برکت سے علم کے نفع کو پہونچے اور ترقی کرے گا تب صریح
علم کے ساتھ تعامل کرے۔ اور شیخ کے ادب سے یہ ہو کہ یارون پر مہربان رہے
اور صحت اور مرض مین اُنکی حاجت روائی کرے اور اُنکے حقوق کا ترک اس
اعتماد پر نہ کرے کہ وہ صاحب ارادت وصدق ہین۔ بعضون نے کہا ہو کہ اپنے
بھائی کا حق مودۃ جو تیرے اور اُسکے درمیان مین ہو ضائع مت کرو اور
جریری سے روایت ہو کہا مین جب کہ حج سے اُلٹا پھرا تو جنید سے مین نے
ابتدا کی اور اُسے سلام کیا اور باتین کین تاکہ وہ ملاقات کے لیے تکلیف نہ کرین

پھر مین اپنے گھر آیا سو جب مین صبح کی نماز پڑھ چکا اور اُٹھا پھر تو کیا دیکھتا ہون کہ جنید میرے پیچھے پیچھے ہے سو مین نے کہا کہ یا سیدی مین نے اسی واسطے آپ سے اوّل ملاقات کی اور سلام کیا تا کہ آپ یہان تک آنے کی تکلیف نہ اُٹھائین آپ نے فرمایا کہ یا ابا محمد یہ تیرا حق ہی اور یہ تیرا فضل ہی۔ اور مشائخ کے آداب سے یہ ہی کہ جب کسی طالب مسترشد سے مخالفت اور قہر نفس مین اور صدق عزیمت کے اعتقاد مین ضعف پائین تو چاہیے کہ اُسکے ساتھ ملایمت کرین اور حد رخصت پر اُسے ٹھہرا دین کہ ٹہین بہت خیر ہی اور جبتک بندہ رخصت کی چار دیواری سے درنہ گذرے تو وہ آزاد ہی بعد از ان قائم ہوا اور فقیرون سے ملا اور لزوم رخصت مین مشتاق ہوگیا تو نرمی اُسکے ساتھ عزیمت کے مقامات تک چڑھایا جائے۔ ابو سعید بن الاعرابی نے کہا کہ ایک جوان تھا جو ابراہیم صانع سے مشہور تھا اور اُسکا باپ دولتمند تھا سو وہ صوفیہ کیطرف پلٹ آیا اور ابو احمد قلانسی کے ساتھ ہم صحبت ہوا پھر اکثر اوقات کچھ روپیہ پیسہ ابو احمد کے ہاتھ لگ جاتا تو وہ اُسکے لیے تلی چپاتیان اور بھنا ہوا گوشت اور حلوا خرید کرتا اور اُسکو دے دیتا اور کہتا کہ یہ خارج دُنیا سے ہوا ہی اور جس اُسنے نعمت نے پھر عود کی تو واجب ہی کہ ہم اُسکے ساتھ نرمی کرین اور اُسکو دوسرون پر ترجیح دین۔ اور مشائخ کے آداب سے یہ ہی کہ مال مرید اور اُسکی خدمت اور مدارات سے جو بوجہ من الوجوہ ہو منزہ اور مبرا رہے سو جبکہ وہ اللہ تعالےٰ کے واسطے آیا ہی تو اُسکا نفع اور ارشاد بھی خالصاً للہ تعالیٰ ہو پھر کیسا مرید کے لیے افضل صدقات سے ہاتھ بڑھائے اور جس اُسنے حدیث مین وارد ہی کہ کسی صدقہ دینے والے نے کوئی صدقہ افضل علم سے نہین دیا جسکو وہ لوگون مین پھیلاتا ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ سے

فرمایا ہے تنبیہ کے لیے کہ جو اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو خالص ہو اور آمیزش سے
بچانے کے لیے اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَّلَا شُكُورًا یعنی ہم کھانا
تمکو واسطے اللہ تعالیٰ کے کھلاتے ہیں اور تم سے بدلا اور شکر کا ارادہ نہیں رکھتے ہیں
پس شیخ کے لائق نہیں ہے کہ اسکے صدقہ پر کوئی جزا طلب کرے مگر اُس صورت
میں کہ شیخ کو کسی چیز میں اس سے علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسپر ورود
ہو کہ مرید سے رفق اور قبول کرے یا کوئی صلاح ہو جو شیخ کے لیے مرید کے
حق میں اُس سے اللہ تعالیٰ دکھلائے پس ایسی حالت میں مرید کے مال سے
متمتع ہونا اور اُسکی خدمت سے نفع لینا ایک مصلحت کی وجہ سے ہوگا جو
جو مرید شیخ کی جانب سے بلا شائبہ عود کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے يُؤْتِكُمْ
اُجُورَكُمْ وَلَا يَسْئَلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ اِنْ يَّسْئَلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ یعنی
دیگا تمکو نیگ تمھارے اور نہ مانگے گا تم سے مال تمھارے یعنی تمام مال لیگا
اگر تمام مال تم سے مانگے اور اُسمیں مبالغہ کرے تو تم بخیلی کرو اور تمکو تمھارے
دل کی خفگیوں سے باہر نکالے . قتادہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جان لیا ہے
کہ مال کے نکلنے میں کینوں کا نکالنا ہے اور یہ تادیب منجانب اللہ کریم ہے اور
ادب وہی ادب اللہ کا ہے جعفر خلال نے کہا ایک شخص جنید کے پاس آیا
اور اُسنے ارادہ کیا کہ اپنا کل مال خارج کر دے اور فقر پر اُنکے ساتھ بیٹھے تو
تو جنید نے اُس سے کہا کل مال اپنا مت نکال اپنے بقدر کفایت ایک معین
اپنے پاس رکھ چھوڑ اور فاضل مال نکال ڈال اور رکھے ہوے مال سے
اپنی قوت کر اور حلال کی طلب میں کوشش کر جو تیرے پاس ہے وہ سب
مت خارج کر سوا اسکے کہ تو اپنے اوپر ایمن اس سے نہیں ہے کہ تجھ سے تیرا
نفس مطالبہ کرے گا . اور حضرت نبی علیہ السلام جب ارادہ کرتے کہ

کوئی کام کریں تو آپ ثابت اور قائم ہو جاتے تھے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ شیخ کو مرید کا حال معلوم ہو جاتا ہے کہ جب وہ کسی شے سے علیحدہ ہو جائے تو اُسکو حال سے وہ حاصل ہوتا ہے جسکے سبب وہ مال کی طرف نہیں جھانکتا ا اُسوقت اُسکو جائز ہے کہ مرید کو مال سے علیحدہ ہونے کے لیے وسعت دے جیسا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر کو وسعت دی اور اُنسے اُنکا تمام مال قبول فرمالیا۔ اور شیخ کے آداب سے یہ ہے کہ جب مرید سے کوئی امر مکروہ دیکھے یا اُسکے حال سے کسی طرح کی کجروی معلوم ہو گی یا اُس سے کوئی دعوی کیا یا دیکھا کہ اُس میں عجب اور پندار آگیا ہے تو چاہیے کہ مکروہ کی اُس سے تصریح نکرے بلکہ اور یاروں سے کلام کرے اور اس مکروہ کی طرف اشارہ کرے جو جانتا ہے اور مجملا برائی کی وجہ کو ظاہر کر دے تو اِس سے فائدہ سب کو حاصل ہو گا کیونکہ یہ مدارات سے قریب تر ہے اور تالیف قلوب کے اثر میں زیادہ تر ہے اور جبکہ مریدوں سے خدمت میں کوتاہی دیکھے جو اُسپر لازم تھی تو اُسکی تقصیر کو برداشت اور اُسے معاف کرے اور خدمت پر اُسے ملایمت اور رفق سے برانگیختہ کرے اور اُسی کی طرف جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں اشارہ کیا جو عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت نبی علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ کسقدر خادم سے عفو کروں آپ نے فرمایا ہر روز ستر مرتبہ۔ اور اخلاق مشائخ حسن اقتدا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مہذب اور آراستہ ہیں اور یہ حضرات سب لوگوں سے زیادہ تر حق دار ہیں کہ اُسکی سنت کا احیا کریں خواہ کوئی امر ہو یا مستحب ہو یا انکار کیا ہو یا واجب کیا ہو۔ اور تمام ضروری آداب سے یہ ہے کہ مریدوں کے اسرار کی حفاظت اُن چیزوں میں جنکو مرید شیخ پر ظاہر کرتے ہیں اور رویا بخشش اور طرح کی

جو اُنکو عطا ہوتی ہین اسواسطے کہ سر مرید اُسکے رب اور شیخ سے آگے نہین بڑھتا بعد ازان شیخ نفس مرید مین اُن چیزون کو حقیر گردانے جو اپنی خلوت مین پاتا ہو خواہ وہ کشف ہو یا کوئی خطاب کا سماع ہو یا کوئی چیز خوارق عادات سے ہو اور اُسکو جتلا دے کہ اُن چیزون مین سے کسی چیز پر ٹھہر جانا اللہ سے باز رکھتا ہے اور باب ترقی کو بند کر دیتا ہو بلکہ اُسکو سمجھا دے کہ یہ ایک نعمت ہے اُسکا تو شکر ہو اور اُس سے اور بہت نعمتین ہین جو شمار مین نہین آتین اور مرید کو یہ بھی جتلا دے کہ شان مرید طلب منعم ہو نہ کہ طلب نعمت ہے تاکہ اُسکا سر محفوظ اُسکے نفس اور اُسکے شیخ کے نزدیک رہے اور سر اُسکا افشا نہ ہو اس واسطے کہ افشا اسرار کا تنگی سینہ سے ہو اور تنگی سینہ افشائے سر کی موجب ہو کہ اُسکے ساتھ عورات اور مردان ضعیف العقل متصف ہین اور افشائے سر کا سبب یہ ہے کہ انسان کے لیے دو قوتین ہین ایک آخذہ یعنی لینے والی اور ایک معطیہ یعنی دینے والی اور یہ دونون قوتین اپنے اپنے فعل مختص کی شایق ہوتی ہین اور اگر اللہ تعالےٰ قوت معطیہ کو مؤکل اور متعین اُسکے لیے نہ کرتا کہ جو کچھ اُسکے پاس ہے ظاہر کر دے تو اسرار ظاہری نہ ہوتے پس کامل العقل کا یہ کام ہو کہ جب کبھی تو ایک فعل کو چاہتی ہو اُسکو مقید اور بند کرتا ہو اور اُسکو عقل کے ساتھ وزن کرتا ہے تاکہ اُسکو اُسکے محل اور موقع پر رکھے تو مشایخ کا حال اُس سے جلیل تر ہو کہ اسرار کو افشا کرین اسواسطے کہ عقول اُنکی متین اور رزین ہین اور مرید کو سزاوار ہے کہ اپنے راز کو افشا سے محفوظ رکھے اس واسطے کہ اُس کی صحت اور سلامت اِس مین ہے اور حق سبحانہ تعالےٰ کی تائید جو اُس کے لیے ہے سچے مریدون کو اُن کی آمد رفت کے مقامون مین تدارک اور خبر گیری کرتی ہے

باب ترسٹھوان صحبت کی حقیقت اور اُسکے بیان مین جو کچھ خیر اور شر سے اُسمین ہے

صحبت کا اقتضا کرنے والا وجود جنسیت ہے. اور کبھی اوصاف عام تر بھی اسکے
داعی ہوتے مین اور کبھی اوصاف خاص تر سو اوصاف اعم کا اقتضا ایسا ہے
جیسا کہ جنس بشر سے ایک شخص دوسرے شخص کی طرف میل کرتا ہو اور اوصاف
اخص کا اقتضا جیسا کہ اہل معصیت سے ایک دوسرے کا مائل ہوتا ہو پس جب کہ
یہ قاعدہ کلیہ معلوم ہو چکا اور یہ تحقیق ہو کہ صحبت کی طرف کھینچنے والا وجود جنسیت ہے
کبھی اوصاف اعم سے اور کبھی اوصاف اخص سے تو انسان کو اپنے نفس کو ٹٹولنا
چاہیئے جبکہ وہ کسی شخص کی صحبت کی طرف مائل ہو اور اُس بات کو دیکھے جس کے
سبب وہ اُس شخص کی طرف راغب ہوتا ہو اور جس شخص کی طرف کہ نفس مائل
ہوتا ہو اُسکے احوال کا شرع کی ترازو مین وزن کرے اور اُنکو تولے پھر اگر اُسکے
احوال کو راست اور درست دیکھے تو چاہیئے کہ حسن حال کی وجہ سے اُسکی مباشرت
اور مبادرت کرے اسواسطے کہ اللہ تعالےٰ نے اُسکا آئینہ روشن اُسکے بھائی کے
آئینہ مین بنا دیا ہو کہ حسن حال کا جمال اُسکے لیے جلوہ کرے اور اگر اُس کے
افعال کو راست اور درست نہین دیکھتا تو چاہیئے کہ ملامت اور اتہام کے
ساتھ اپنے نفس کی طرف رجوع کرے اسواسطے کہ اُسکے بھائی کے آئینہ مین
اُسکے حال کا بھونڈا پن اُسکو کھل گیا اس صورت مین لائق ہو کہ اُس سے
ایسا بھاگے جیسا کہ وہ شیر سے بھاگتا ہو اسواسطے کہ وہ دونون جب آپسمین
مل بیٹھین گے تو اور زیادہ تاریکی اور کجروی ہوگی بعد ازان اپنی مصاحبت کے
جسکی طرف اُسکو میل ہو حسن و حال دیکھ لے اور اپنے نفس کے لیے حسن حال کو

حکم کرے تو اُسکو اپنے بھائی کے آئینہ مین نظارا کیسے بھر جاننا چاہیے کہ وصف اعم
کا میل اُنکی سرشت مین مرکوز ہے اور میل اُسکے طریق کے ساتھ واقع ہے اور اُسکے لیے
اُسکی رو سے احکام ہین اور نفس کے لیے اُسکے سبب سے سکون اور میلان ہے
تو جو میل کہ وصف اعم کی وجہ سے ہے اُسکو وصف خاص کے میل کا فائدہ
دور اور مسلوب کر دیتا ہے اور دونون ہم نشینون کی باہم ایسی طبعی خوشی اور
راحت اور دل کی لذتین اور مزے ہوتے ہین کہ اُنمین اور خالص محبت للہ مین
کوئی فرق نہین بتلا سکتا مگر وہ علما کہ زاہد ہین اور کبھی مرید صادق اہل صلاح مین
اُس سے زیادہ بگڑ جاتا ہے جسقدر کہ اہل فساد مین بگڑتا ہے اور اُسکی وجہ یہ ہے
کہ اہل فساد کا جو طریق ہے اُسکا فساد سمجھ پڑتا ہے اور اُس سے پرہیز کیا جاتا ہے
اور جو اہل صلاح ہین اُنکی صلاح سے دھوکا ہو جاتا ہے تو اُنکی طرف صلاحیت
کی جنسیت سے مائل ہوتا ہے بعد ازان اُنکے درمیان لذات اور راحات طبعی اور
جبلی حاصل ہوتے ہین جو اُنکے اور حقیقت صحبت للہ کے حاجب اور حائل
ہوتے ہین تو اُنکے طریق سے طلب مین فتور اور حصول مقصود سے مخالفت
پیدا ہوتی ہے اور چاہیے کہ مرد صادق اِس دقیقہ اور باریک نکتہ سے آگاہ
ہووے اور صحبت سے جو قسم کہ صداقت پاک تر ہو اختیار کرے اور جو کہ اُسمین کدورہ
مقصود ہو اُسے چھوڑ دے۔ اور بعض اہل تصوف نے کہا ہے کہ نہین تو سنتا کوئی خبر
دیکھ اگر اِس شخص سے جسکو تو جانتا ہے نفع اٹھاتا ہے اور دوستی قوت کے باعث ایک
زیادتی اِس باعث سے صحبت کا اثر لیا ہے اور دوستی و تنہائی اور گوشہ نشینی
مین فضیلت سمجھتے تھے مثل ابراہیم ادہم اور داؤد طائی اور فضیل بن عیاض اور
سلیمان الخواص اِس سے جنکی نیت نیکی ہے کہ لوگون نے اُس سے کہا کہ ابراہیم
بن ادہم آیا ہوا ہے تو اُس سے ملاقات نہ کرے گا اُسنے جواب دیا کہ اگر

نقصان بہم پہونچانے والے سے ملوں تو یہ مجھے اس سے زیادہ مرغوب ہے کہ
ابراہیم بن ادہم سے ملوں کہا یہ اسواسطے ہے کہ میں جب اُسے دیکھوں تو
اُسکے لیے اپنے کلام کو آراستہ کرونگا اور اپنے نفس کو اُسکے حسن احوال کے
ظاہر کرنے سے ظاہر اور غالب کرونگا اور یہیں فتنہ ہوا۔ یہ ایک عالم اپنے
نفس اور اخلاق نفس کا کلام ہو اور یہ امر دو مصاحبوں کے درمیان ضرور
ہونے والا ہے مگر وہ شخص جسکو اللہ تعالےٰ محفوظ اور مصؤن رکھے۔ ابو سعید
خدری سے روایت ہے کہ کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو قریب ہے
کہ بہترین مال مسلم بکریاں ہوں کہ اُنکے ساتھ وہ پہاڑ کی گھاٹیوں میں لگا پھرتا
ہے اور اُن مقامات میں جہاں جہاں پانی گرتا ہو بھاگتا ہو اپنے دین کے ساتھ
فتنوں سے پھرتا ہو۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے خلیل ابراہیمؑ سے خبر دینے کے لیے
فرمایا ہو واعتزلکم وما تدعون من دون اللہ وادعو ربی یعنی تم سے کونا پکڑتا ہوں
اور اُنسے کہ جنکو تم پکارتے ہو اور میں تو اپنے رب کو پکارتا ہوں حضرت
خلیل اللہ نے عزلت سے اپنی قوم پر قوت اور بہشتی طلب کی ہو۔ بعضوں کا
یہ قول ہے کہ عزلت دو نوع ہو فریضہ ہو اور فضیلت ہو سو فریضہ تو عزلت
اور اہل شر سے ہے اور فضیلت عزلت فضول اور اہل فضول سے ہے اور
جائز ہے کہ کہا جائے کہ خلوت غیر عزلت ہے پس خلوت اغیار سے ہو اور عزلت
نفس سے ہے اور اُن چیزوں سے جسکی طرف نفس بلاتا ہو اور جو اللہ تعالےٰ
کی طرف سے باز رکھے پس خلوت کثیر الوجود ہو اور عزلت قلیل الوجود ہے
ابو بکر وراق نے کہا ہو کہ فتنہ نہیں پیدا ہوا ہو الا خلط اور میل جول سے شروع
آدم علیہ السلام سے آج کے دن تک اور سلامت وہی شخص رہا جس نے
اختلاط سے گوشہ گیری کی اور بعضوں نے کہا ہو کہ سلامت کے دس اجزا میں

تو جزو خاموشی مین ہین اور ایک جزو عزلت مین ہے اور بعضون نے کہا ہے
کہ خلوت اصل ہے اور خلط وصحبت عارض تو چاہیے کہ اصل کو لازم پکڑ لے
اور مخالطت نہ کرے مگر بقدر حاجت کے اور جب مخالطت کرے تو نہ
مخالطت کرے مگر جمعہ کے ساتھ اور جب مخالطت کرے تو خاموشی اختیار
کرے اسواسطے کہ وہ اصل ہے اور کلام عارضی ہے اور تکلم نہ کرے مگر حجت کے
ساتھ اسواسطے کہ صحبت کا خطرہ بہت ہے اور اسمین بندہ زیادہ علم کا محتاج
ہے اور اخبار و آثار اختلاط اور صحبت سے پرہیز کرنے کے بابت بہت ہین
اور کتابین اُس سے مملو اور مشحون ہین اور اُسمین جو اخبار ہین اُنکو ایک
حدیث نے جمع کیا ہے جو عبداللہ بن مسعود نے روایت کی ہے کہا کہ جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لیاتین علی الناس زمان لایسلم لذی
دین دینہ الامن فر بدینہ من قریۃ الی قریۃ ومن شاہق الی شاہق ومن حجر
الی حجر کالثعلب الذی یروغ قالوا ومتی ذلک یارسول اللہ قال اذا لم تنل
المعیشۃ الا بمعاصی اللہ فاذا کان ذلک الزمان حلت العزوبۃ قالوا وکیف
ذلک یارسول اللہ وقد امرتنا بالتزوج قال انہ اذا کان ذلک الزمان کان
ہلاک الرجل علے یدابویہ فان لم یکن لہ ابوان فعلے ید زوجتہ وولدہ فان لم یکن
لہ زوجۃ ولا ولد فعلے ید قرابۃ قالوا وکیف ذلک یارسول اللہ قال یعیرونہ بضیق
المعیشۃ فیتکلف مالا یطیق حتی یوردہ من موارد الہلکۃ یعنی البتہ آدمیون پر
ایک زمانہ آویگا کہ نہین سلامت رہے گا کسی دین والے کا دین مگر وہ شخص
کہ بسبب دین اپنے کے ایک گانون سے دوسرے گانون کی طرف بھاگے گا
اور ایک بلندی سے دوسری بلندی کی طرف اور ایک سوراخ سے دوسرے
سوراخ کی طرف مانند لومڑی کے کہ وہ بھاگتی ہے کہا لوگون نے کہ یا

رسول اللہ یہ کب ہوگا فرمایا کہ جسوقت نہ پہونچے روزی مگر ساتھ گناہ اور [illegible]
کے پس جسوقت یہ زمانہ ہووے تو عزوبت یعنی بے نکاح رہنا حلال ہو
بولے کہ کیونکر ہووے یہ بات یا رسول اللہ حالانکہ آپنے ساتھ تزوج کرنے
کے ہمکو حکم کیا ہے فرمایا کہ جسوقت یہ زمانہ ہوگا موت مرد کی اوپر ہاتھ ماں باپ
کے ہوگی اور اگر اُسکے ماں باپ نہ ہونگے تو اوپر ہاتھ زوجہ اور اولاد کے
ہوگی اور اگر اُسکی زوجہ اور اولاد نہ ہوگی تو اوپر ہاتھ قرابت اُسکے کے ہوگی
بولے کسطرح یا رسول اللہ فرمایا ساتھ تنگی روزی کے شرمندہ کرینگے تو وہ جس
چیز کی طاقت نہیں رکھتا ہے اُسکی تکلیف اُٹھاویگا یہانتک کہ وہ اپنے تئیں
محل ہلاکت میں ڈالدیگا اور اہل سلف نے جنہوں نے صحبت اور برادری
فی اللہ کے اندر رغبت کی ہے اور اُنکی راے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل
ایمان پر اس بات کا احسان رکھا ہے اس حیثیت سے کہ انکو بھائی بنا دیا
اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف
بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا یعنی اور یاد کرو اللہ کی نعمت تم پر جو
کہ تم دشمن تھے پھر تمہارے دلوں میں الفت دی پس صبح کو تم ساتھ نعمت
اُسکی کے بھائی ہو گئے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ہو الذی ایدک
بنصرہ وبالمومنین والف بین قلوبہم لو انفقت ما فی الارض [illegible]
ولکن اللہ الف بینہم یعنی اللہ وہ ہے کہ جسنے [illegible] اور مومنوں
تیری مدد کی اور اُنکے دلوں میں الفت دی [illegible]
نہ تو الفت اُنکے دلوں میں ڈالتا لیکن اللہ [illegible]
پیدا کردی۔ اور سعید بن مسیب [illegible]
اور اخوت فی اللہ [illegible] اور اختیار کیا ہے [illegible]

نہ وہ باطن کے مسامع کھولتی ہے اور انسان اس سے حوادث اور عوارض کا
علم حاصل کرتا ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ آفات کا بڑا جاننے والا وہ ہے جو انسے
زیادہ تر آفات میں پڑا ہو اور علم محکم سے باطن سخت اور مستحکم ہو جاتا ہے
اور آفات کی رات کو چلنے کے باعث سے صدق متمکن ہو جاتا ہے پھر اس سے
خاص پانا ایمان کی بدولت ہے اور صحبت اور اخوت کے طریق سے ایک
دوسرے کی مدد اور معاونت باہم ہوتی ہے اور لشکر دل قوی ہو جاتا ہے
اور ارواح آنس کی خوشبو لینے کے سبب آرام پاتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں
اور رفیق اعلیٰ کی طرف توجہ کرنے میں متفق ہو جاتے ہیں اور ظاہر میں انکی
مثال آوازون کی ہے کہ جب وہ جمع ہو جائیں تو اجرام سماوی کو پھاڑ ڈالتے
ہیں اور جب آواز تنہا ہو تو مقام مقصود تک نہیں پہونچتی۔ حدیث میں
جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے وارد ہے کہ مومن اپنے بھائی کے
ساتھ کثیر ہے اور اللہ تعالے نے خبر دیتے ہوے اُس شخص سے جسکا کوئی
دوست نہیں فرمایا ہے فما لنا من شافعین ولا صدیق حمیم یعنی پس کوئی نہیں
ہماری شفاعت کرنے والا اور نہ کوئی دوست محبت رکھنے والا۔ اور حمیم کی
اصل ہمیم ہے مگر یہ کہ ہاے ہوز حاے حطی کے ساتھ بدل کی ہے اسواسطے کہ
اُن دونون کا مخرج قریب ہے اسواسطے کہ وہ دونون حروف حلق سے ہیں
یہ ہمیم اہتمام سے ماخوذ ہے یعنی اپنے بھائی کے کام کا اہتمام کرنا ہے
سواسطے کہ دوست کی مہم میں اہتمام اور کوشش کرنی حقیقت صداقت
ہے اور عمر رضنے کہا ہے کہ جب دیکھے تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے دوستی اور
محبت دیکھے تو چاہیئے کہ اُسکے ساتھ اعتصام کرے اسواسطے کہ یہ بات کمتر
ہوتی ہے اور کہنے والے نے کہا ہے ع واذا صفا لک من زمانک واحد

فهو المراد واین ذاک الواحد؛ یعنی سے یار صادق جب زمانے میں تجھے ملجائے ایک؛ ہو وہی مقصود لیکن ہو کہاں وہ ہاے ایک؛ اور اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی فرمایا ہو داؤد کیا حال ہو کہ مین تجھے تنہا گوشہ گزین دیکھتا ہون داؤد نے کہا الٰہی خلق کو تیرے سبب سے مین نے دشمن کیا پھر اُسکی طرف وحی بھیجی کہ اے داؤد بیدار ہوشیار اپنے نفس کے لیے طلبگار رہا یُون کا ہو اور جو کوئی دوست کہ تجھ سے موافقت میری خوشی پر نہ کرے اُسکی صحبت تو مت رکھ اسواسطے کہ وہ دشمن ہے تیرے قلب کو سخت اور تیرے تئین مجھ سے دور کر دیگا اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ دوست زیادہ تم مین سے طرف اللہ کے وہ لوگ ہین جو اُلفت کرتے ہین اور اُلفت کیے جاتے ہین پس مومن آلف اور مالوف یعنی اُلفت کرنے والا اور اُلفت کیا گیا ہو اور اسمین ایک نکتہ ہو اور وہ یہ ہو کہ یہ بات نہین ہو کہ جو شخص عزلت کو اختیار کرے اور وحدت کو اللہ کے واسطے تو اُس سے یہ وصف زائل ہو جاتا ہو تو وہ آلف اور مالوف نہین ہوتا اسواسطے کہ یہ اشارہ منجانب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خلق جبلی کی طرف ہو اور یہ خلق ہر ایک اُس شخص مین جو معرفت مین اور یقین مین اکمل اور عقل مین گرانمایہ اور اہلیت واستعداد مین اتم ہو کمال کو پہونچتا ہو اور اس صفت سے زیادہ بہرہ ور آدمیون سے انبیا تھے اُنکے بعد اولیا اور سب سے اکمل اور اتم اسمین ہمارے نبی صلوات اللہ علیہ ہین اور ہر ایک شخص جو انبیا سے تھا اُلفت مین پورا زیادہ تھا اُسی کے توابع زیادہ تھے اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنمین سب سے زیادہ اُلفت کی تھی اور اُن سب سے زیادہ اُنکے توابع ہین اور آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ نکاح باہم کرو اور

بہت کثرت سے تم ہوجاؤ اسواسطے کہ مین تمھارے ساتھ قیامت کے دن
اُمتون کا بڑھانے والا ہون اور ہرآئینہ اللہ تعالےٰ نے اس وصف پر
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو آگاہ فرمایا ہے اور کہا کہ اگر تو ہوتا سخت
خو سخت دل کا تیرے پاس سے البتہ لوگ بھاگ جاتے اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے باوجود اس وصف کے عزلت اور وحدت کو طلب کیا اور
ہرایک شخص جسمین یہ وصف زیادہ قوی اور اکمل ہے تو اسمین عزلت کی
طلب ابتدا مین اکثر ہوتی ہے اور اسی وجہ سے جناب رسول اللہ کو شروع
شروع مین خلوت مرغوب تھی اور غار حرا مین آپ خلوت رکھتے تھے اور بہت
راتون کو اسمین عبادت کیا کرتے اور عزلت کی طلب آپ کے اس وصف کو
زائل نہین کرتی تھی کہ آپ آلف اور مالوف تھے اور ایک قوم نے اس مین
غلطی کی جنکا یہ ظن ہے کہ عزلت اس وصف کو سلب کرتی ہے اور عزلت کو
اس فضیلت کے حاصل کرنے کے واسطے ترک کردیا اور یہ خطا ہے اور طلب
عزلت کا سر اس شخص کے لیے جسمین یہ وصف ہو انبیا اور اولیا سے اتم و
اکمل ہے جسکو ہمنے باب کے آغاز مین بیان کیا ہے کہ ہرآئینہ انسان مین وصف
اعم کے سبب میل اپنی جنس کی طرف ہے پھر جب کہ زیرک اُستادون کا رنے
اُسکو دریافت کرلیا تو اللہ تعالےٰ نے خلوت اور عزلت اُنکو الہام کی اس لیے
کہ نفس کا تصفیہ اس میلان سے ہوجائے جو وصف اعم کے سبب ہے تاکہ طبائع
اُسمین میل طبعی سے تالف روحانی پر ترقی کرین پھر جب کہ حق تصفیہ ادا ہوا تو
ارواح نے جبلی الفت اولی کے ساتھ اپنی جنس کی طرف بلند پروازی کی اور
اللہ تعالےٰ نے اُنکو خلق اور اسکی صحبت کی طرف پاک اور صاف اُٹھا کر پھیرا اور
نفوس ظاہر انوار ارواح سے روشن ہوگئے اور صفت جبلی جو الفت تھی تکمیل تھی

الفت اور مالوف مین ظاہر ہوئی اس سبب سے عزلت اہم امور سے اُس شخص کے نزدیک ہوگئی جو الفت کرے اور الفت کیا جائے اور سب دلیلون سے بڑی دلیل اسپر کہ ہر آئنہ جس شخص نے عزلت اور گوشہ نشینی کی الفت اور مالوف ہو تا کہ غلطی اُس شخص سے جسنے اسمین غلطی کی اور عزلت کی مطلق اُسنے مذمت کی بغیر اس بات کے جانے کہ صحبت اور عزلت کی حقیقت کیا ہے اور عزلت اپنے وقت مین اور صحبت اپنے وقت مین ہو جائے یہ ہو جو محمدؒ بن حنیفہ علیہ الرحمہ نے کہا ہو لیس بحکیم من لم یعاشر بالمعروف من لا یجد من معاشرتہ بداً حتے یجعل اللہ لہ منہ فرجا یعنی نہین ہو حکیم عقلمند وہ شخص کہ ساتھ امر معروف کے زندگی بسر کرے اُس شخص سے کہ جسکی صحبت سے چارہ نہ ہووے یہان تک کہ اللہ تعالےٰ اُسکے لیے اُس سے کشادگی دیوے اور بشر بن حارث کہا کرتے تھے کہ جب بندہ طاعت الٰہی مین قاصر ہو تو اللہ تعالےٰ دور کر دیتا ہو اُس شخص کو جو اُس سے انوس ہوتا ہو تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ صادقین کے لیے انیس مہیا کر دیتا ہو از روے مہربانی کے جو منجانب اللہ تعالےٰ اُنکے ہے اور بندہ کو ثواب دینے کے لیے جو فوراً اس دُنیا مین اُسے حاصل ہو۔ اور انیس کبھی تو مفید ہوتا ہے جیسے مشائخ اور کبھی وہ مستفید ہوتا ہو جیسے مریدیں جو شخص کہ عزلت اور خلوت مین صحیح ہے وہ بغیر انیس کے نہین چھوڑا جاتا پھر اگر وہ قاصر ہے تو اللہ تعالےٰ اُسکو انوس ایسے شخص سے کر دیتا ہو جس کے ساتھ وہ اپنے حال کی تکمیل کرلے اور اگر وہ غیر قاصر ہے تو اُسکے لیے اللہ تعالےٰ ایسا شخص پہونچا دیتا ہو مریدون سے جو اُسکے ساتھ انس کرے اور یہ انس وہ ہو جسمین وہ میل نہین ہو جو وصف اثم کے ساتھ ہوتا ہو بلکہ وہ اللہ کے ساتھ اور اللہ کی طرف سے اور اللہ مین ہوتا ہو۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہر محبت کرنے والے آپسمین اللہ کے واسطے اوپر سرخ یاقوت کے ستونون کے ہین ستونون کے سر مین ستر ہزار بالاخانہ ہین اور اوپر جنتیون کے جھانکتے ہونگے اُنکا حُسن اور جمال جنتیون کو روشن کرے گا جیسا کہ سورج دنیا والون کو روشن کرتا ہے کہین گے جنتی یعنی فرشتون کو کہ ہمین پاس دوستی کرنیوالون کے کہ اللہ تعالےٰ کے واسطے کرتے ہین لے چلو تاکہ ہم اُنکو دیکھین پس جسوقت وہ جنتیون پر نظر کرینگے حسن و جمال انکا جنتیون کو روشن کر دیگا جیسا کہ سورج دُنیا والون کو روشن کر دیتا ہے اُنکا لباس سندس سبز سے ہے اُنکی پیشانی پر لکھا ہوا ہے کہ یہ لوگ اللہ کے واسطے محبت رکھنے والے ہین اور ابوادریس خولانی نے معاذ سے کہا کہ مین تجھے محبوب فی اللہ رکھتا ہون تو اُس سے کہا بشارت تجھے ہو بشارت تجھے ہو کہ ہر آئنہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے آدمیون سے ایک گروہ کے لیے قیامت کے دن عرش کے اردگرد کرسیان بچھائی جائینگی جنکے مُنھ ایسے ہونگے جیسے چودھوین رات کو چاند ہوتا ہے لوگ گھبرائین گے اور وہ نہ گھبرائین گے اور لوگ ڈرین گے اور وہ نہ ڈرین گے اور یہ لوگ وہ اولیا اللہ ہونگے کہ نہ اُنکو خوف ہوگا اور نہ وہ محزون ہونگے سو آپ سے سوال کیا لوگون نے کہ وہ کون ہین یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ باہم محبت اللہ عز و جل مین کرنیوالے ہین عبادہ بن صامت نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے فرمایا کہ اللہ عز و جل نے فرمایا ہے کہ میری محبت اُن لوگون کے لیے ثابت اور متحقق ہوئی ہے جو باہم میرے واسطے محبت کرتے ہین اور باہم ملاقات میرے لیے کرتے ہین اور باہم بذل اور صدقہ میرے لیے کرتے ہین

سعید بن مسیب سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ آگاہ ہو مین خبر دیتا ہون اُس چیز سے جو نماز اور صدقہ سے بھی بڑھکر ہی لوگون نے کہا کہ وہ کیا ہی فرمایا اصلاح ذات البین یعنی دو شخصون کے درمیان باہم صلح کرانی اور بچو تم بغض سے کسواسطے کہ وہ حالقہ ہی یعنی محبت کو دور کرنے والا ہی۔ اور ابو مسلم نے کہا کہ مین نے ابوہریرہ رض کو کہتے سنا ہی ایک حدیث کو اور حدیث مین تحذیر اور تخویف بغض سے ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگون سے علیحدہ ہوکر کنارہ کشی اُنکی دشمنی اور بدگمانی کے سبب کرے اور یہ خطا ہی اور جو شخص کہ ارادہ اس بات کا کرے کہ وہ لوگون سے علیحدہ اور تنہا رہے کہ وہ اپنے نفس کو دشمن رکھتا ہی اور اُن باتون کو جان کر جو اُسکے نفس آفات ہین اور اپنے نفس پر خوف رکھتا ہو اپنے نفس سے اور خلق پر کہ اپنی شر سے اُن پر آن پڑے کہ جو شخص کہ اُسکی خلوت اس وصف سے ہو تو اس وعید کے تحت مین داخل نہین ہے اور حالقہ کے ساتھ اشارہ یہ ہے کہ بغض دین کے لیے دشمن ہی اسواسطے کہ وہ مومنین اور مسلمین کی طرف دشمنی کی نظر سے دیکھتا ہی۔ خالد بن معدان سے روایت ہی کہ اللہ تعالے کے واسطے ایک فرشتہ ہی کہ آدھا آگ سے اور آدھا برف سے بنا ہوا ہی اور اُسکی یہ دعا ہی اللهم کما الفت بین ھذا الثلج وھذہ النار فلا الثلج یطفی النار ولا النار تذیب الثلج الف بین قلوب عبادک الصالحین اور کیونکر قلوب صالحین الوف باہم نہ ہون حالانکہ اُنکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے وقت عزیز مین قاب قوسین پر ایسے وقت مین جسکے اندر گنجایش کسی شی کی نہ تھی اس وجہ سے کہ صالحین کا حال لطیف ہی اُنکو ایسے مقام بزرگ پر نہین پایا اور کہا السلام علینا

عہ اے اللہ جیسے تو نے برف اور آگ کے بیچ الفت کی نہ تو برف آگ کو بجھاتی ہے اور نہ آگ برف کو پگھلاتی ہے ایسے ہی نیک بندون کے دلون مین الفت پیدا فرما ۱۲ محمد مرتضیٰ عفا اللہ عنہ

وعلے عباد اللہ الصالحین کہ وہ مجتمع ہین ہر چند کہ وہ متفرق ہون اور صحبت اُنکی لازم ہے اور عزیمت اُنکی دُنیا و آخرت مین تو اصل اور باہمی آمیزش مین جازم اور قطعی ہے۔ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اگر ایک آدمی دن کو روزہ رکھتا اور رات کو نماز مین کھڑا رہتا ہو اور صدقہ دیتا ہو اور مجاہدہ کرتا ہو اور حب فی اللہ اُسکو حاصل نہ ہو اور نہ بغض فی اللہ ہو تو یہ سبب کچھ اُسے نفع نہین دیگا۔ ابو بکر طمانی نے کہا ہے کہ صحبت رکھو اللہ تعالے کے ساتھ پھر اگر تمھین اسکی طاقت نہ ہو جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھتا ہے اُس کے ساتھ صحبت رکھو تاکہ اُن کی صحبت کی برکت تم کو اللہ تعالے کی صحبت تک پہونچا دے علی بن سہل کا قول ہے کہ انس باللہ تعالے یہ ہے کہ خلق سے متوحش ہو مگر اُس شخص سے کہ وہ اولیاء اللہ سے ہو اس واسطے کہ اہل ولایت اللہ سے انس کرنا بعینہ انس باللہ ہے اور ہر آئنہ کہنے والے نے نظم مین آگاہ کر دیا اس حقیقت پر جو معانی صحبت اور خلوت اور اُن کے فائدون کو جامع ہے اور اُس بات کو جس سے پرہیز کرنا چاہیے اور یہ اُسکا قول ہے

ابیات

وحدۃ الانسان خیر	من جلیس السوء عندہ
وجلیس الخیر فیہ خیر	من قعود المرأ وحدہ

ترجمہ

بہتر انسان کی ہے تنہائی	ہمنشین سے جو بد ہو اسکے پاس
اور بہتر ہے ہمنشین بہتر	نہ کہ بیٹھا ہے اکیلا اُداس

باب چونوان صحبت اور اخوت فی اللہ کے حقوق ادا کرنے کے بیان مین ہے

اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہو وتعاونوا علی البر والتقویٰ یعنی اور آپسمین مدد کرو تم اوپر نیکی اور پرہیزگاری کے اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہو وتواصوا بالحق وتواصوا بالمرحمہ یعنی اور تقید کرتے ہین سچا رہنے کا اور تقید کرتے ہین رحم کھانے کا اور صحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف مین اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہو اشداء علی الکفار رحماء بینھم یعنے زورآور ہین کافرون پر نرم دل آپسمین اور کل یہ آیتین منجانب اللہ تعالےٰ کے بندون کے لیے آداب حقوق صحبت پر موجب تنبیہ اور آگاہی ہین پس شخص کہ اُسنے صحبت اور اخوت اختیار کی تو اوّل ادب اُسکا یہ ہو کہ وہ اپنے نفس اور اپنے یار کو اللہ تعالےٰ کے سپرد سوال اور دعا اور تضرع سے کردے اور صحبت مین برکت مانگے اسواسطے کہ وہ شخص اس سے اپنے نفس پر یا تو ایک دروازہ جنت کا کھولتا ہو یا ایک دروازہ دوزخ کا پس اگر اللہ تعالےٰ اُن دونون مین خیر کا دروازہ کھولے تو وہ ایک دروازہ جنت کا ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو جتنے دوست ہین اُسدن دشمن ہونگے مگر جو ڈر والے اور بعضون نے کہا ہو کہ ایک کو اُن دو مین سے جو اخوت فی اللہ رکھتے ہون کہا جائیگا کہ جنت مین داخل ہو تو وہ اپنے بھائی کے مکان سے سوال کریگا سو اگر وہ مکان اُسکے مکان سے کم درجہ کا ہوگا تو وہ جنت مین نہین داخل ہوگا جب تک کہ اُسکے بھائی کو مکان اُسکے مکان کے مثال عطا نہ ہوگا پھر اگر اُس سے کہا جائیگا کہ تیرے عمل برابر اُسکے عمل کے نہ تھے

تو وہ کہے گا کہ مین اپنے لیے اور اُسکے لیے عمل کرتا تھا تو وہ اپنے بھائی کیلیے
جسقدر مانگا جائیگا وہ دیگا اور اُسکا بھائی اُسکے درجہ تک بلند کیا
جائے گا اور اللہ تعالے اُن دونون پر صحبت شر کا دروازہ کھولے تو
ایک دروازہ دوزخ کا ہوگا اللہ تعالے نے فرمایا ہو ویوم یعض الظالم علی یدیہ
یقول یالیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا یا ویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا یعنی
اور جس دن کاٹ کاٹ کھائے گا گنہگار اپنے ہاتھ کہے گا کسی طرح مین نے
پکڑی ہوتی رسول اللہ کے ساتھ راہ اے خرابی میری کہین نہ پکڑی ہوتی
مین نے فلانے کے ساتھ دوستی۔ اگرچہ یہ آیت قصۂ مشہورہ مین نازل ہوئی
ہے مگر اللہ تعالے نے اُسکے ساتھ اپنے بندون کو آگاہ کر دیا ہو پرہیز کرنے پر
ایک دوست سے جو اللہ سے قطع کرائے اور یہین بلا نیت اختیار صحبت اور
اخوت سے جو حسب اتفاق ہو۔ اور ابتداے کام مین شان اُن لوگونکی
جو غافل اور جاہل ہین نیات اور مقاصد اور نفع اور نقصانون سے ثابت
ہوجاتی ہے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے ایک کلام مین
کہا ہو اور انسانون کو نہین پکارتے ہین مگر انسان بس صحبت سے فساد
کی بھی اُمید ہو اور صحبت کی بھی اُمید ہے اور یہ اُسکا راستہ نہین ہو کسطرح
اُسکے شروع مین نہ ڈالے اور اس معاملہ مین کام استوار اس طرح ہوتا ہو
کہ اللہ تعالے کی طرف کثرت سے التجا کرے اور صدق اختیار اور سوال
برکت اور خیر کا یہین کرے اور نماز استخارہ کی پڑھے بعد ازان یہ ہے کہ صحبت
اور اخوت کا اختیار کرنا بھی ایک عمل ہو اور ہر ایک عمل نیت اور حسن خاتمہ
کا محتاج ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو ایک حدیث طولانی
کہ سات آدمی ہین جنکو اللہ تعالے سایۂ عنایت فرمائیگا سوا نہین سے

نصیحت
شروع کردن

دو وہ شخص ہین جنھون نے اللہ تعالےٰ کے لیے محبت باہم کی اور اسی پر انھون نے اپنی زندگی بسر کی اور اُسی پر مرے اشارہ اس بات کی طرف ہو کہ اخوت اور صحبت کی شرط حسن خاتمہ ہے تاکہ اُنکے لیے مواخات کا ثواب لکھا جائے اور جب کہ مواخات فاسد ہوگئی اس طرح پر کہ جو حقوق اُسمین ہین اُن کو ضایع کر دیا تو عمل سرے سے فاسد ہوگیا بعضون نے کہا ہے کہ شیطان نے حسد کسی دو معاونون کا نیکی پر نہین کیا جتنا کہ حسد اُسنے دو شخصون پر کیا جو فی اللہ تعالےٰ بھائی بن گئے اور دونون نے اُسمین باہمدگر محبت کی سو واسطے کہ شیطان بالذات کوشش کرتا ہو اور اپنی ذریات کو فساد اُنکے درمیان ڈالنے پر برانگیختہ کرتا ہو۔ اور فضیل کہا کرتا جب کبھی غیبت واقع ہوئی تو اُٹھ گئی برادری اور برادری فی اللہ تعالےٰ مواجہہ ہو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اخوانا علےٰ سرر متقابلین یعنی بھائی ہین اور تختون کے سامنے بیٹھے ہوسے ہین اور جب ایک نے دوسرے کے لیے برائی دل مین ٹھانی یا کوئی چیز اس سے مکروہ دیکھی اور اُسے مطلع اسپر نہین کیا تاکہ یہ اسکو زائل کرے یا اُس سے دور کرنے کے لیے سبب پیدا کرے تو وہ مواجہہ اور مقابل اسکے نہین ہوا بلکہ پیٹھ پھیر لی۔ جنید علیہ الرحمۃ نے کہا جو دو شخص کہ باہم فی اللہ اخوت اُنھون نے کی اور ایک اُنہین کا دوسرے سے متوحش ہوا تو یہ بات نہین ہو مگر کسی علت سے جو اُن دونون مین کسی ایک مین ہوگی پس مواخاۃ فی اللہ صاف تر آب زلال سے ہے اور جو اللہ کے واسطے ہو تو اللہ اس مین صفائی کا مطالبہ کرنے والا ہو اور جو چیز صاف ہو تو برابر رہے گی اور صل اسکی دوام صفا مین عدم مخالفت ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا ہو کہ اپنے بھائی سے لڑائی جھگڑا مت کر اور اُس سے خوش طبعی نہ کر اور نہ ایسا

وعدہ کرچکے تو خلاف کرے۔ ابوسعید خراز نے کہا مین صوفیون کے ساتھ پچاس برس رہا کبھی میرے اور اُنکے درمیان خلاف نہین پڑا سو اُن سے سوال کیا گیا کہ یہ کیونکر ہوا کہا اسواسطے کہ مین اُنکے ساتھ اپنے نفس پر قائم رہتا تھا۔ ابوعمر دمشقی رامی نے کہا کہ مین نے ابوعبداللہ ابن الجلا کو کہتے سُنا ہو اور اُسوقت کسی شخص نے اُس سے سوال کیا تھا کہ خلق سے مین کس طرح صحبت رکھون تو جواب دیا کہ اگر تو اُنسے نیکی نہ کرے تو اُنکو ایذا بھی مت دے اور اگر تو انھین خوش نہ کرے تو اُنسے برائی نہ کر اور اُسی عبداللہ نے اسناد مذکورہ کے ساتھ کہا ہو کہ اپنے بھائی کا حق تلف نہ کر جو تیرے اور اُسکے درمیان مودت اور صداقت سے ہے اسواسطے کہ حق تعالےٰ نے ہر ایک مومن کیلیے حقوق مقرر کیے ہین جنکو ضائع بجز اُسکے کوئی نہین کرتا جو رعایت اُن حقوق الٰہی کی نہین کرتا کہ اُسپر ہین اور حقوق صحبت سے یہ ہو کہ جب فرقت اور جدائی واقع ہوجائے تو اپنے بھائی کا ذکر نہ کرے مگر خیر کے ساتھ حکایت ہو کہ ایک صوفی کی بی بی تھی اور اُسکی ایک بات کہ وہ اُسے معلوم تھی سو اُس صوفی سے بی بی کا حال پوچھنے کے لیے کہا جاتا تو وہ کہتا کہ مرد کے لائق یہ نہین کہ اپنے اہل کے حق مین خیر کے سوا کہے پھر اُس سے الگ ہوگیا اور اُسکو طلاق دے دی پھر اُس سے اُس ماجرا کی خبر چاہی تو کہا ایک عورت ہو جو مجھ سے علیحدہ ہوگئی اور مجھ سے وہ کسی چیز مین شریک نہین ہی مین کیونکر اُسکا ذکر کرون اور یہ تخلق باخلاق اللہ تعالےٰ سے ہے کہ وہ سبحانہ ہر آئنہ بھلی بات کو ظاہر اور بری بات کو پوشیدہ کرتا ہو اور جب ایک بھائی سے ایسی بات معلوم ہو جو موجب قطع ہو تو آیا اُس سے بغض رکھے یا نہین اسمین قول مختلف ہی ابوذر کا قول ہو کہ جب اُس حالت سے جسپر وہ تھا

بدل گیا تو اُس سے بغض کرے جیسے کہ اُس سے محبت کی تھی اور دوسرے
کا قول ہو کہ بھائی سے صحبت کے بعد بغض نہ کرے مگر اُسکے عمل سے بغض رکھے
اللہ تعالے نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہو کہ پس اگر تیری نافرمانی
کریں تو کہدے کہ مین بری اس عمل سے ہون جو تم کرتے ہو اور یہ نہیں کہا کہ
مین تم سے بری ہون - اور منقول ہو کہ ایک جوان ہمیشہ ابی درداء کی مجلس میں
آیا کرتا - اور ابو درداء اُسکو اوروں پر ممتاز رکھتا تھا پھر وہ جوان ایک گناہ کبیرہ
مین مبتلا ہوگیا اور ابو درداء تک وہ بات پہونچی سو اُس سے کہا گیا کاش تو
اِس سے بُعد رکھتا اور اِس سے ہجر رکھتا کہا سبحان اللہ یار کسی چیز کے سبب
جو اُس سے ہو جائے ترک نہیں کیا جاتا - بعضون نے کہا ہو کہ صداقت ایک
لحمہ یعنی قرابت ہو جیسے نسب کی قرابت ہوتی ہو اور ایک بار ایک حکیم سے سوال
کیا گیا کہ تیرے نزدیک محبوب تر تیرا بھائی ہو یا تیرا دوست ہو تو اُسنے جواب دیا
کہ مین اپنے بھائی کو محبوب اُسوقت رکھتا ہون جب کہ وہ میرا دوست ہوا ور
خلاف مفارقت ظاہری اور باطنی مین ہو ولیکن ملازمت باطنی جب کہ ظاہر کی
مفارقت ہو تو وہ مختلف شخاص کے اختلاف سے ہوتی ہو اور یہین قول
بالاطلاق نہیں کیا جاتا بغیر اسکے کہ یہین تفصیل ہو اسواسطے کہ آدمیون سے
بعض وہ شخص رکھتا ہو جسکا تغیر اللہ سے پھر جاتا ہو اور سابقہ کی برائی کا
حکم ظاہر ہوتا ہو تو اُسکا بغض واجب ہو اور آئین موافقت حق کی ہو اور
آدمیون مین بعض ایسا ہو کہ اُسکا تغیر اور بدل جانا ایک لغزش سے سبب ہو
ہوگئی اور سابک کا ہی ہو جو آن پڑی جسکے عود اور رجوع کی امید ہو تو سزاوار
نہین ہو کہ اُس سے بغض ہو مگر اُسکے کام کا حالت حاضر مین بغض رکھے
دوستی کی آنکھ سے دیکھے ایسی حالت سے کہ وہ منتظر رہے کہ اُسے کشادگی نصیب

اور صلح کی جگہ پھر وہ معاودت کرے اسواسطے کہ حدیث مین وارد ہوا ہی کہ
نبی علیہ السلام نے جب کہ قوم نے ایک شخص کو جسنے فعل فاحشہ کیا گالیان
دین فرمایا کہ ٹھہرو اور اپنے اس قول سے اُنکو زجر کیا اور اپنے بھائی پر تم مددگار
شیطان کے مت ہو۔ اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ اپنے بھائی سے قطع نہ کرو اور مت
اس سے ہجر کر اُسکے گناہ کے سبب جو وہ گناہ کرے اسواسطے کہ وہ آج کے دن
ارتکاب اُسکا کرتا ہی اور کل صبح اُسکو چھوڑ دیتا ہی۔ اور حدیث مین ہی کہ ڈرو تم
عالم کی لغزش اور گناہ سے اور اُس سے قطع نہ کرو اور اُسکی بازگشت کا انتظار
کرو۔ اور روایت ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سوال اپنے بھائی سے کیا کہ اُس سے
مواخات کی تھی اور شام کی طرف گیا تھا تو اُسکا حال اُس شخص سے استفسار
کیا جو اُسکے پاس آیا تھا سو فرمایا کہ میرے بھائی نے کیا کیا اُسنے آپ سے کہا کہ
تیرا بھائی شیطان ہی آپ نے فرمایا کہ اُسے ایسا مت کہہ اُسنے کہا کہ وہ کبائر مین
آلودہ ہو گیا ہی یہان تک کہ شراب خواری مین پڑ گیا پھر آپ نے کہا کہ جب تو
شام کو جانے کا ارادہ کرے تو مجھے خبر دینا راوی نے کہا کہ پھر آپ نے اُس کو لکھا

حم تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب
پھر اُسکے نیچے عتاب اُسپر کیا اور اُسے معزول کیا سو جب اُسنے خط پڑھا تو رویا
اور کہا سچا ہی اللہ تعالے اور عمرؓ نے نصیحت اور خیر خواہی کی پھر اُسنے توبہ کی
اور کبیرہ سے رجوع اور بازگشت کی۔ اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے ابن عمر کو دیکھا کہ داہنے اور بائین پھر کر دیکھتا تھا تو آپ نے پوچھا اُسنے
کہا یا رسول اللہ ایک مرد سے مین نے مواخات کی ہی سو مین تلاش کرتا ہون
اور اُسے نہین دیکھتا تب آپ نے فرمایا یا عبد اللہ جب تو کسی سے مواخات
کرے تو اُسکا نام پوچھ لے اور اُسکے باپ کا نام دریافت کرلے اور اُسکا گھر

پھر اگر وہ بیمار پڑے تو اُسکی عیادت کرا ور اگر وہ کسی کام مین مشغول ہو تو اُسکی
اعانت کر۔ اور ابن عباسؓ کہا کرتے کہ کسی مرد نے میری مجلس تک بغیر کسی حاجت
کے جو اسکو ہو آمد و رفت نہین کی کہ مین نے دُنیا مین اُسکی مکافات جان لی
اور سعید بن العاص الجلیسی کہا کرتے کہ تین باتین میرے ذمہ واجب ہین
جب کوئی میرے پاس آوے تو اُسکو مرحبا کہتا ہون اور جب وہ بات
کرے تو مین اُسکی طرف مُنھ کر لیتا ہون اور جب وہ بیٹھے تو اُسکے لیے وسعت
جگہ مین دیتا ہون اور خلوص محبت للہ تعالے کی علامت یہ ہو کہ اُس محبت
مین شاید کوئی فائدہ دُنیا کا نرمی اور احسان سے نہ ہو اسواسطے کہ جو محبت
معلول اور کسی سبب سے ہوتی ہو تو وہ سبب کے زوال سے زائل ہو جاتی ہو
اور جو شخص اُسکی دوستی مین سند اور وجہ کسی علت کی نہ ہو تو وہ دوام خلت
کے ساتھ مستحکم ہوتی ہو اور حب فی اللہ کی شرط سے یہ ہو کہ بھائی پر خرچ
کر ڈالے اسقدر جو دین و دنیا سے اُسکے مقدور مین ہو اللہ تعالے نے فرمایا ہو
یحبون من ہاجر الیہم ولا یجدون فی صدورہم حاجۃ مما اوتو ویوثرون علی انفسہم
ولو کان بہم خصاصۃ یعنی محبت رکھتے ہین اُس سے جو وطن چھوڑا دے اُنکے
پاس اور نہین پائے اپنے دل مین غرض اُس چیز سے جو اُنکو ملا اور اوّل
رکھتے ہین اُنکو اپنی جان سے اور اگرچہ ہو اپنے اوپر بھوک۔ پس قول تعالے
کا کہ لا یجدون فی صدورہم حاجۃ مما اوتوا یعنے وہ حسد نہین کرتے اپنے بھائیون
سے اُسکے مال پر اور یہ دو وصف ساتھ اُن دونون کے صفائی محبت کی ظاہر
کر دیتے ہین ایک یہ ہو کہ حسد کا دور ہونا کسی شے پر جو امر دین و دنیا سے
اور دوسرا اسقدر پھر خرچ کر ڈالنا۔ اور حدیث مین وارد ہے کہ جناب
سید البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہو کہ المرأ علی دین خلیلہ یعنی آدمی

اپنے دوست کے دین پر ہے اور تیرے لیے بھلائی صحبت مین اُس شخص کی نہین ہے جو تیرے واسطے مثل اسکے نہین دیکھتا جو اپنے واسطے دیکھتا ہے ۔ اور ابو معاویہ اسود کہا کرتا میرے بھائی سب مجھسے اچھے ہین لوگون نے کہا کہ یہ کس طرح اُسنے کہا وہ سب میرے لیے اپنے اوپر فضل دیکھتے ہین اور جس شخص نے مجھے اپنے نفس پر فضیلت دی تو وہ مجھ سے بہتر ہے اور بعض صوفیہ نے اُسے نظم کیا ہے نظم

تذلل لمن ان تذللت لہ		یرےٰ ذاک للفضل لا للبلہ	
وجانب صداقۃ من لم یزل		علی الاصدقاء یری الفضل لہ	

ترجمہ

خوار ہو اسکے لیے جو خاک پا تو اسکا ہو		اسکو سمجھے فضل کے باعث نہ بیتقلی کے تہ
اور الگ دامن جھٹک کر اُس سے ہو جو دائما		دوستونپر اپنا دیکھے فضل بیفضلی کے ساتھ

باب پچیسواں صحبت اور اخوت کے آداب کے بیان مین ہے

ابو حفص سے لوگون نے سوال کیا کہ آداب فقراء کے صحبت مین کیا ہین تو کہا مشائخ کو حرمت اور عزت کا حفظ اور بھائیون کے ساتھ حسن معاشرت اور چھوٹون کو نصیحت کرنا اور ان لوگونکی صحبت کا ترک کرنا جو انکے طبقہ مین نہین ہین اور ایثار اور خرچ کو لازم اپنے اوپر کرنا اور ذخیرہ جمع کرنے سے کنارہ کشی اور دین و دنیا کے کام مین مدد دینی اور اُنکے ادب سے بھائیون کی لغزش سے انجان ہونا اور جسمین نصیحت واجب ہو اسمین نصیحت کا کرنا اور اپنے یار کی عیب پوشی اور اُس عیب کی اُسے اطلاع دینی جو اسمین جانتا ہو ۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اللہ رحم اُس شخص پر کرے

جس نے مجھے میرے عیب پر رہبری کی اور یہ ایک ایسا امر ہو کہ اسمین
نیکی اور مصلحت کلی ایک شخص کے لیے اُس شخص سے ہے جو اُسکو متنبہ اُسکے
عیبون پر کرتا ہو۔ جعفر بن برقان نے کہا کہ مجھ سے میمون بن مہران نے کہا
کہ جو مین مکروہ جانتا ہون وہ مجھ سے میرے منھ پر کہو اسواسطے کہ آدمی
اپنے بھائی کو نصیحت نہین کرتا یہان تک کہ اُس سے منھ در منھ وہ بات
کہے جسکو وہ مکروہ جانتا ہو اسواسطے کہ مرد صادق اُس شخص کو دوست
رکھتا ہو جو اُس سے سچ کہے اور جھوٹا آدمی ناصح کو دوست نہین رکھتا ہو
جو اُس سے سچ کہے فرمایا ہو ولیکن تم نصیحت کرنے والون کو دوست نہین
رکھتے ہو اور نصیحت وہ ہو جو کہ پوشیدگی مین ہو۔ اور آداب صوفیہ سے یہ ہے
کہ بھائیون کی خدمت مین کھڑا ہو اور جو اذیت اُنسے پہونچے شکوہ سہے کہ
اُس سے فقیر کا جوہر کھلتا اور ظاہر ہوتا ہو۔ روایت ہو کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنہ نے حکم دیا کہ پرنالہ جو عباس بن عبد المطلب کے گھر مین اُس راستہ
کی طرف تھا جو صفا اور مروہ کے درمیان ہو تو عباس رض نے اُس سے کہا
اُکھاڑ ڈالا تو نے جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے
رکھا تھا تو کہا کہ اب اُسکو اُسی جگہ تیرے ہاتھ کے سوا دوسرا نہ رکھے گا اور
تیرے لیے سیڑھی عمر کے کاندھے کے سوا نہ ہوگی پھر اُسکو اپنے کاندھے پر
کھڑا کیا اور اُسنے اُسے اُسکی جگہ پر رکھدیا اور اُنکے ادب سے یہ ہو کہ وہ لوگ
اپنے نفس کے لیے کوئی ملک نہین سمجھتے تھے کہ جسکے ساتھ اُنکو خصوصیت ہو
ابراہیم بن شیبان رض نے کہا کہ ہم کسی ایسے شخص کے ساتھ ہی نہین رہے جو
یہ بات کہے کہ میری جوتی۔ اور احمد بن قلانسی نے بیان کیا کہ مین ایکدن
بصرہ مین فقرا کی ایک قوم کے پاس پہونچا تو اُنھون نے میرا اکرام کیا اور

سیری تعظیم کی سو مین نے ایک روز اُنھین سے کسی کو کہا کہ میرا پاجامہ کہان ہے اور اُنکی آنکھون سے مین گر گیا اور ابراہیم بن ادہم کا یہ حال تھا کہ جب کوئی شخص اُسکی صحبت مین آتا تو وہ تین ۳ چیزون کی شرط کر لیتے یہ کہ خدمت اور اذان اُسکے لیے ہو اور یہ کہ تصرف اُسکا اُن تمام چیزون مین جو اللہ اُنپر مفتوح کرے اُنکے تصرف کی مثال ہو سو ایک شخص نے اُسکے یارون سے کہا مین اسپر نہین قدرت رکھتا تو ابراہیم نے کہا کہ تیرے صدق نے مجھے تعجب مین ڈالا۔ اور ابراہیم ابن ادہم باغون کی حفاظت کیا کرتا اور کھیت کاٹا کرتا اور اپنے یارون پر خرچ کرتا۔ اور اہل سلف کے اخلاق سے تھا کہ جو کوئی اپنے بھائی کے مال سے کسی چیز کی احتیاج رکھتا تو بغیر مشورہ اُسکے استعمال مین لاتا اللہ تعالے نے فرمایا ہے وامرہم شوریٰ بینہم یعنی مشاع و مشترک ہے کہ وہ سب آپس مین برابر ہین اور اُنکے ادب سے ہے کہ جب اُنکو کوئی بار گران معلوم ہو تو وہ اپنے نفوس کو متہم اور قصوروار ٹھہرا لیتے تھے اور اُسکی دوا کرنے مین اپنے باطن سے سبب پیدا کرتے تھے اسواسطے کہ اس قسم کی بات پر دل کا لپٹ جانا یار کے لیے ایک غیر جمیل کام ہے۔ ابوبکر کتانی نے کہا کہ میرے ساتھ ایک شخص رہا اور میرے دل پر وہ گران تھا سو مین نے اُسے ایک چیز اس نیت سے دی کہ اُسکا ثقل میرے قلب سے دور ہو اور دور نہ ہوا پھر مین نے اُس سے ایک دن خلوت کی اور اُس سے کہا کہ تو اپنا پانون میرے رخسارے پر رکھ اُسنے انکار کیا تو مین نے اُس سے کہا کہ اس سے چارہ نہین ہے تو اُسنے یہ کام کیا سو وقت وہ بات میرے باطن سے جاتی رہی جو اپنے باطن مین پاتا تھا۔ رقی نے کہا کہ شام سے مین نے حجاز کا ارادہ کیا تا کہ اس حکایت کو کتانی سے

دریافت کرون۔ اور اُنکے ادب سے ہے کہ جسکے فضل کو جانتے ہون اُسکو مقدم کرین اور مجلس مین اُسکے لیے وسعت دین اور جگہ اُس کو دین۔ روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک چھوٹے چبوترے پر بیٹھے ہوے تھے کہ اُسمین ایک گروہ اہل بدر کا آیا اور کوئی جگہ بیٹھنے کی نہ پائی جہان وہ بیٹھین تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگونکو اُٹھایا جو اہل بدر سے نہ تھے پھر انکی جگہ بدری بیٹھے تو یہ امر اُنکو بڑا معلوم ہوا تب اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی وَاِذَا قِیلَ انشُزُوا فَانشُزُوا الآیہ۔ یعنی جب کہا جائے کہ اُٹھو تو اُٹھ کھڑے ہو تم۔ اور حکایت ہے کہ علی بن بندار صوفی ابی عبد اللہ بن حنیف کے پاس زیارت کے لیے آیا سو وہ دونون چلے پھر اُس سے عبد اللہ نے کہا کہ آگے بڑھیے تو کہا کس عذر سے کہا اس وجہ سے کہ تم جنید سے ملے ہو اور مین نہین ملا۔ اور اُنکے ادب سے ترک صحبت اُس شخص کا ہے جسکے ارادہ مین کوئی شی دُنیا کی فضولیات سے ہو اللہ تعالے نے فرمایا فَاَعرِض عَمَّن تَوَلّٰی عَن ذِکرِنَا وَلَم یُرِدِ اِلَّا الحَیٰوۃَ الدُّنیَا یعنی پس ای محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس شخص سے منھ پھیر لے جس نے ہمارے ذکر سے منھ پھیر لیا اور نہین ارادہ کیا مگر زندگی دُنیا کا۔ اور اُنکے ادب سے ہے بھائیون کا انصاف دینا اور انصاف کے مطالبہ کا چھوڑ دینا۔ ابو عثمان حیری کا قول ہے کہ حق صحبت یہ ہے کہ اپنے مال سے تو اپنے بھائی کو صاحب وسعت و مقدور کر اور اُسکے مال مین طمع نہ کر اور اُسکا انصاف اپنے نفس سے کر اور ان سے انصاف مستطلب کر اور اُسکا پیرو ہو اور اُسکی طمع نہ کر کہ وہ میرا پیرو ہو اور جب تجھے اُس سے پہونچے اُسے بہت کچھ جان اور جو تجھ سے اُسکو پہونچے اُسکو تھوڑا سمجھ

اور اُنکے ادب سے یہ ہو کہ صحبت مین نرمی جانب کی ہوا ور نفس کا غلبہ و صولت
کے ساتھ ترک کرے۔ ابو علی رودباری نے کہا ہو کہ صولت اور حملہ اُس شخص پر
جو تجھ سے اونچا ہو شوخی اور بیحیائی ہو اور اپنے برابر والے پر بے ادبی ہے
اور اپنے سے نیچے پر عجز ہو۔ اور اُنکے ادب سے یہ ہو کہ اُنکے کلام مین ایسا نہ کہے
کہ اگر ایسا ہوتو ایسا نہ ہوگا اور کاش کہ ایسا ہوتا اور قریب ہو کہ ایسا ہو سو اسلیے
کہ اگر فقرا لوگ ان تقدیرات کو اُسپر عیب و اعتراض خیال کرتے ہین۔ اور اُنکے
ادب سے صحبت مین مفارقت سے پرہیز اور ملازمت پر حرص کرتا ہو۔ ذکر ہو
کہ ایک شخص ایک شخص کا یار رہا پھر جدائی کا ارادہ کیا اور اپنے یار سے اذن
چاہا اُسنے جواب دیا کہ اس شرط سے کہ تو یار کسی کا نہ ہوالا جبکہ وہ ہم سے زیادہ
ہو اور اگر کوئی ہم سے زیادہ نہ ہوتو اسکا یار بھی مت ہو اسواسطے کہ تو اوّل
ہمارا یار رہا ہو اُسپر اُسنے کہا کہ میرے دل سے جدائی کی نیت جاتی رہی اور اُنکے
ادب سے چھوٹوں پر مہربانی ہو نقل ہو کہ ابراہیم بن ادہم کھیت کاٹنے کا
کام کرتا تھا اور یارون کو کھلایا کرتا اور وہ سب رات کو آپ کے پاس جمع
ہوا کرتے اور وہ سب روزہ دار ہوتے اور بسا اوقات ایسا ہوتا کہ بسببِ رزق
کام مین پیچھے رہجاتا تو ایک رات یارون نے کہا آؤ ہم افطاری کھالین اُسکی
افطاری رکھ چھوڑین تا کہ بعد ازین وہ جلد آجایا کرے پھر اُن لوگون نے
روزہ کھولا اور کھانا کھایا اور سب سو رہے پھر ابراہیم پلٹ کر آیا اور ان کو
سوتا پایا تو کہا غریب مسکین ہین شاید اُنکے لیے کھانا کچھ نہ تھا پھر تھوڑا سا آٹا
اُسنے گوندھا اور اُسے پکایا تب وہ لوگ جاگے اور وہ اُسوقت آگ پھونک
رہا تھا اس حالت سے کہ داڑھی اُسکی مٹی پر رکھی ہوئی تھی سو اُن لوگون نے
اُس سے کہا اُسکی بابت جو حال تھا تو ابراہیم نے کہا کہ مین نے کہا شاید

قائم کرنے کے لیے ہو۔ اور اُنکے ادب سے صحبت مین رعایت اعتدال کی قبض
و بسط کے درمیان ہی شافعی علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ آپ نے کہا انقباض
لوگون سے اُنکی عداوت کو حاصل کرتی ہی اور اُنکے ساتھ انبساط کرنا بدہمنشینونکو
کھینچتی ہے تو منقبض اور منبسط کے بین بین رہو۔ اور اُنکے ادب سے بھائیون کا
ستر عورت کرنا ہی جیسے علیہ السلام نے فرمایا اپنے یارون سے کہ تم کیا کرتے ہو جب
تم اپنے کسی بھائی کو سوتا ہوا پاؤ کہ اُسکا کپڑا ہوا نے کھول دیا ہو اُن لوگون نے
جواب دیا کہ ہم اُسے چھپاتے اور ڈھک دیتے ہین آپ نے فرمایا کہ تم اسکا کشف
عورت کرتے ہو اُن لوگون نے کہا سبحان اللہ یہ کون کرتا ہی فرمایا ایک تم مین سے
ایک کلمہ اپنے بھائی کے حق مین سنتا ہی پھر اُسپر زیادہ کرتا ہی اور اُسے بڑھا کر
اُسکو شائع اور مشتہر کرتا ہی۔ اور اُنکے ادب سے ہی بھائی کے لیے غائبانہ آمرزش کا
طلب کرنا اور اُنکے لیے اللہ تعالے کے ساتھ جد و جہد کرنا تاکہ مکروہات اُن سے
دور ہون۔ حکایت ہے کہ دو بھائی سے ایک ہوی مین مبتلا ہوا سو اپنے
بھائی پر اظہار اسکا کیا کہ مین ہوی مین مبتلا ہو گیا۔ اگر تو چاہے کہ میرے ساتھ للہ عقد
محبت نہ باندھے تو یہ کر اُسنے جواب دیا کہ مین تو ایسا نہین ہون کہ تیری خطا کے
سبب برادری کی گانٹھ کو کھول دون اور اپنے اللہ کے درمیان عہد و پیمان
کر لیا کہ وہ نہ کھاے اور نہ پیے یہان تک اُسکو اللہ اُس اُسکی ہوی سے بری
و تندرست کر دے اور چالیس دن کچھ نہ کھایا جب کبھی اُسکو اُسکی ہوی سے
سوال کرتا تو وہ کہتا کہ نہین زائل ہوے ایک چلہ کے بعد اُسنے اُسے خبر دی کہ وہ
ہوی دور ہو گئی پھر اُسنے کھانا کھایا اور پانی پیا۔ اور اُنکے ادب سے یہ ہی کہ وہ اپنے
یار کو مدارات کی طرف حاجت مند نہین کرتے اور نہ وہ عذر خواہی کے محتاج
ہوتے ہین اور نہ یار کے سبب تکلیف کرتے ہین جو اُسپر دشوار ہو بلکہ وہ یار کے لیے

اس طرح ہوتے ہین کہ دوست یار کی مراد کو اپنی مراد پر اختیار کرتے ہین۔ علی بن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ سب دوستون سے بدتر وہ ہے جو تجھے مدارات کا حاجتمند
کرے یا عذرخواہی کے سبب تجھے ملتجی کرے یا اُسکے لیے تو تکلف کرے۔ جعفر صادقؓ کا قول
ہے کہ میرے اوپر زیادہ بھاری بھائیون مین سے وہ ہے جو میرے لیے تکلف کرے
اور اُن سے مین تحفظ اور بچاؤ کرتا ہون اور انمین سب سے ہلکا میرے قلب پر
وہ ہے کہ مین اُسکے ساتھ ایسا ہون جیسا کہ اکیلا رہتا ہون۔ پس آداب صحبت اور
حقوق اخوت بہت کچھ ہین اور اُسمین جو حکایات ہین اُنکا نقل کرنا طول ہے
اور ہم نے شیخ ابو طالب مکی علیہ الرحمہ کی کتاب مین اس بارہ مین بہت کچھ حکایتین
دیکھی ہین۔ بیشک اُنھون نے اپنی کتاب مین ہر ایک بات ایسی لکھی ہے جو
عمدہ ہے اور سب کا حاصل یہ ہے کہ بندہ کے لیے یہ بات سزاوار ہے کہ وہ اپنے
مولا کا ہو رہے اور جو چاہے وہ اپنے مولے کے واسطے چاہے نہ اپنے نفس
کے لیے چاہے اور جب کسی شخص کے ساتھی ہو تو اسکی صحبت اُسکے ساتھ
اللہ تعالی کے واسطے ہو اور اُسکی صحبت اللہ تعالی کے لیے اختیار کرے
تو ہر ایک چیز مین اُسکے لیے کوشش کرے کہ عند اللہ اُسکی قربت زیادہ ہو اور
جو شخص حقوق اللہ تعالی پر قائم ہو تو اللہ تعالی اُسکو علم معرفت نفس و
اُسکے عیوب کا روزی فرمائے گا اور اُسکو محاسن اخلاق اور محاسن آداب
سے نوازے گا اور اُسکی توفیق دیگا کہ ادائے حقوق بصیرت کے ساتھ کرے اُسمین
کمی اُسکو نقصان نہ کرے اُس سے کوئی چیز چھوٹ نہ جائے جس کی طرف اُس کو
حاجت ہو خواہ اُنمین جو حقوق حق کی طرف رجوع کرے خواہ اُنمین جو حقوق
خلق کی طرف عائد ہون۔ سو جبکہ تعصب نہ رہا وہ خبث نفس اور اُس کے
عدم تزکیہ اور بقیہ صفت نفس سے باقی رہتا ہے یا نفس تیرے ساتھ ہا

تو وہ کبھی افراط اور کبھی تفریط سے ظلم کرے گا اور واجب سے تجاوز کر جائے گا
ان باتوں میں جو حق اور خلق کیطرف رجوع کرتی ہیں اور حکایات اور نصائح اور
آداب اور انکا سُننا زیادہ تاثیر نفس میں نہیں کرتا اور وہ ایک کنوئیں کی مثال
ہو جائے گا جسمیں اوپر سے پانی اُلٹا جائے اور اُسمیں نہ ٹھہرے اور نہ اُس سے
نفع حاصل ہو اور جب تو زہد دنیا اور تقویٰ کو پکڑے تو اُسمیں سے آب حیات
زیر کو اُٹھے گا اور فقیہ و عالم ہو جائیگا اور حقوق کو ادا کریگا اور واجب آداب پر
قائم ہوگا اللہ کی توفیق سے جو پاک اور بلند ہے

باب چھپنواں معرفت نفس اور اُس سے جو مکاشفات صوفیہ ہوتے ہیں اُنکے بیان میں ہے

عبد اللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اور وہ صادق اور مصدوق تھے کہ ہر آئنہ تم میں سے ایک کی پیدائش
اسکی ماں کے پیٹ میں نطفہ چالیس دن جمع کرتی ہے پھر اسیطرح علقہ پھر اسیطرح
وہ مضغہ ہوتا ہے بعد ازاں اللہ تعالے اسکی طرف چار کلمے کے ساتھ بھیجتا ہے
تب اسکا عمل اور اجل اور رزق اور شقی یا سعید لکھا جاتا ہے اسکے بعد اس میں
روح پھونکی جاتی ہے۔ اور ہر آئنہ ایک شخص دوزخیوں کے عمل کرتا ہے حتے کہ
اُس کے اور دوزخ کے درمیان تفاوت نہیں رہتا الا بقدر
ایک گز کے پھر اُس پر کتاب یعنے نوشتہ تقدیر سبقت کرتی ہے تو وہ
اہل بہشت کے عمل کرنے لگتا ہے اور بہشت میں داخل ہوتا ہے اور
ایک شخص اہل جنت کے عمل کرتا ہے یہان تک کہ اُس کے اور بہشت
کے درمیان تفاوت نہیں رہتا الا بقدر ایک گز کے پھر اُس پر

کتاب یعنی نوشتہ تقدیر سبقت کرتا ہے اور وہ دوزخیوں کے کام کرنے لگتا ہے اور دوزخ میں داخل ہوتا ہے اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین یعنی ہم نے پیدا کیا آدمی کو ستی ہوئی یعنی کھنچی مٹی سے پھر رکھا اُسکو ایک بوند ٹھیراؤ میں یعنی مضبوط جگہ میں واسطے ٹھہرنے اسکے آئین بیان تک کہ وہ اپنی حد یا بان کو پہونچ جاوے بعد ازاں اُسکے تقلبات اور اُلٹ پلٹ کا ذکر کر دیا فرمایا ثم انشاناہ خلقا آخر یعنی پھر بنایا ہم نے اُسکو پیدائش دوسری بعضوں نے کہا ہے کہ یہ انشا یعنی بنانا روح کا اسمیں پھونکنا ہے۔ اور تو جان لے کہ روح میں کلام کرنا سخت اور مشکل الصباح ہے اور اُس سے چپ رہنا اہل عقل کی راہ ہے اور تحقیق اللہ تعالےٰ نے شان روح کو بہت بڑا بنایا ہے اور خلق پر قلت علم کا فرمان لکھ دیا جیسے کہ فرمایا وما اوتیتم من العلم الا قلیلا یعنی اور نہیں دیئے گئے ہو تم علم سے مگر تھوڑا اور ہر آئینہ اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام میں خبر بنی آدم کے اکرام سے دی ہے اور فرمایا ولقد کرمنا بنی آدم یعنی البتہ ہم نے بزرگ کیا اولاد آدم کو۔ اور روایت ہے کہ ہر آئینہ جب اللہ تعالےٰ نے بنی آدم اور اُسکی اولاد کو پیدا کیا تو فرشتوں نے کہا اے پروردگار تو نے انکو پیدا کیا جو کھائینگے اور پئینگے اور نکاح کرینگے تو اُنکے لیے دُنیا کر اور ہمارے لیے آخرت۔ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ میں نہیں کرونگا اُس شخص کی اولاد کو جسے میں نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اُس شخص کے مانند کہ جسکو میں نے کہا کہ ہو جا سو وہ ہو گیا سو باوجود اس رفعت اور اس برگزیدگی کے جو اللہ جل شانہ نے اُسکو فرشتوں پر دی جب روح سے خبر دی تو علم کے تھوڑے ہونے سے خبر دی اور فرمایا ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی الآیۃ یعنی تجھسے

حال روح سے لوگ پوچھتے ہیں تو کہدے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے
اور تم نہیں دیئے گئے علم سے مگر قلیل۔ ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ یہود نے نبی
علیہ السلام سے کہا کہ ہمیں خبر دے کہ روح کیا چیز ہے اور روح کیونکر عذاب
دیجائیگی جو بدن کے اندر ہے اور اسکے سوا نہیں کہ روح امر الٰہی ہے اور حال
یہ تھا کہ اسکے حق میں آپ کی طرف کچھ حکم نازل نہیں ہوا سو آپ نے انکو جواب
نہیں دیا پھر جبرئیلؑ آپ کے پاس یہ آیت لائے جہاں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم حکم الٰہی اور اسکی وحی سے روح اور اسکی ماہیت کے بتلانے سے خاموش
رہے اور حال آنکہ جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام معدن علم اور چشمہ حکمت تھے
تو کیونکر غیر کی خوض میں آتے چلے اور کسطرح اسکی طرف اشارت کرے ناچار جب کہ
نفوس انسانیہ نے جو فضولوں کی طرف جانے کے شائق اور معقول کی طرف شائق اور
اپنی وضع سے اُن تمام چیزوں کی طرف متحرک ہیں جنمیں سکون کا اسکو حکم دیا
گیا اور اپنی حرص سے ہر ایک تحقیق اور نمایش کی طرف بڑھنے چڑھنے والے
ہیں تقاضا کیا اور روح کے سر دراز چراگاہ میں نظر کی عنان چھوڑ دی اور
سر تقاضاء ہیبت روح کی گہرے پانی میں گھس گئی تو آوارہ تیہ و دشت
ہو گئی اور انکی رائیں اور خیالات انہیں انواع و اقسام کی ہو گئیں اور کوئی
اختلاف ارباب نقل و عقل کو کسی چیز میں ایسا نہیں پایا گیا جیسا کہ ان کو
اختلافات روح کی ماہیت میں ہے اور جو نفوس اپنے عجز کے معترف ہوتے ہیں تو
ذات پر کھڑے رہتے تو یہ بات اُنکے لیے بہتر اور اولیٰ ہوتی۔ یہ قول
ان لوگوں کے جو شرع کے ساتھ متقید نہیں ہیں تو کلام مجید اُنکے ذکر سے خالی
اور منزہ ہے اسواسطے کہ وہ ایسے اقوال ہیں جنکو عقول نے ظاہر کیا کہ وہ
سیدھی راہ سے بھٹک گئے ہیں اور فساد پر مخلوق ہیں اور انکو راہ پانیکا

اور متابعت انبیا کی برکت سے نہین پہونچا سو وہ ایسے ہی ہین کہ اللہ تعالےٰ
نے فرمایا ہی کانت اعینہم فی غطاء عن ذکری وکانوا لایستطیعون سمعا وقالوا
قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ وفی اذاننا وقر ومن بیننا وبینک حجاب۔ یعنی تھین
آنکھین اُنکی پردہ مین میرے ذکر سے اور وہ سُننے کی طاقت نہین رکھتے تھے
اور کہا اُنھون نے کہ دل ہمارے غلاف مین ہین اُس چیز سے کہ تم ہمین اُسکی طرف
بلاتے ہو اور کانون مین ہمارے بوجھ ہے اور درمیان ہمارے اور درمیان
تیرے پردہ ہی۔ پھر ہرگاہ انبیا سے محجوب رہے تو نہین سُنا اور جب نہین
سُنا تو سیدھی راہ نہ پائی تو پھر جہالتون پر وہ مصر ہوے اور عقلون کے
ساتھ مراد سے محجوب اور محروم رہے۔ اور عقل ایک حجت اللہ تعالےٰ کی
ہے کہ اُس سے کسی قوم کو اللہ ہدایت دیتا ہی اور کسی دوسری قوم کو اُس سے
گمراہ کر دیتا ہی تو ہم اُنکے اقوال روح کی بابت نقل نہین کرتے اور نہ وہ اختلاف
اُنکا جو اُن لوگون نے آپس مین کیا ہی ہان جن لوگون نے کہ شریعت سے ہتنا
اور اعتصام کیا ہی اور روح کے بابت کلام کیا تو ایک گروہ اُنہین سے
وہ ہے جنھون نے استدلال اور بحث سے کیا اور ایک وہ گروہ ہی جنھون نے
ذوق اور وجد سے کیا ہی نہ کہ استعمال فکر سے حتی کہ ہمین مشائخ صوفیہ نے
بھی کلام کیا ہی اور اس سے خاموشی اولیٰ ہی اور ادب نبی علیہ السلام کے
ساتھ مؤدب ہونا ہی۔ اور جنید نے کہا ہی کہ روح ایک شئی ہی کہ اس کو
اللہ تعالےٰ نے اپنے علم سے برگزیدہ اور اختیار کیا ہی اور تعبیر اُس سے
جائز نہین ہی جو موجود سے زیادہ ہو کہ ہم صادقین کے اقوال و افعال کو
بہت مجمل بناتے ہین اور روا ہی کہ ہمین کلام اُنکا بمنزلۂ تاویل کے کلام
اللہ تعالےٰ کے واسطے ہو اور اُن آیات منزلہ کے موافق کہ اُنکی تفسیر حرام

ورنہ تاویل اُسکی جائز ہو سواسطے کہ تفسیر میں قول کی وسعت نہیں ہے مگر
اُس طرح کہ منقول ہو رہی تاویل سو اُسکی طرف عقول نے ہاتھ بڑھایا اور زبان
میں ڈالے ہیں اور وہ بیان اُن باتوں کا ہے جنکا احتمال معنی آیت غیر قطعی
رکھتی ہے اور جب حال ایسا ہو تو ہمنا قول کے لیے ایک وجہ اور محمل ہے
اور عبد اللہ نباجی نے کہا ہو کہ روح ایک جسم ہے جو لطیف تر ہو اِس سے اور
بزرگتر اِس سے ہے اور موجود ہے زیادہ ساتھ اُس سے تعبیر میں آتی
اور وہ اگرچہ عبارت اور تعبیر سے ... ہے حکم اُسپر کیا ہو کہ وہ جسم ہو گو کہ یا
اُس سے تعبیر اسنے کیا اور ابن عطاء نے کہا کہ اللہ نے ارواح کو جسموں سے پہلے
پیدا کیا ہے اس قول الٰہی کے مطابق ولقد خلقناکم یعنی اور ہم نے تمہیں پیدا کیا
پھر ہم نے تم کو یعنی ارواح کو ثم صورناکم یعنی پھر تمکو صورت دی یعنی جسد دئے اور
بعض علما نے کہا ہو کہ روح لطیف قائم کثیف میں ہے جیسے بصر کہ وہ لطیف
قائم کثیف میں ہو اور اس قول میں بحث ہو اور بعضے علما نے کہا ہو کہ روح
ایک عبارت ہو اور قائم اشیاء کے ساتھ وہی حق ہو اور یہ بات بھی کہنا مگر
یہ کہ احیاء کے معنی پر محمول ہو سواسطے کہ بعضے علما نے کہا ہو کہ حیات صفت
جلانے والے کی ہے جیسے کہ پیدا کرنے والے کی صفت ہو اور اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہو کہ قل الروح من امر ربی یعنی کہو روح میرے رب کا امر ہو اور
امر اُسکا کلام اُسکا ہو اور کلام اُسکا مخلوق نہیں ہو یعنی زندہ اُسکے
قول سے زندہ ہو گیا کہ زندہ ہوا اور اِس معنی سے روح معنی حیات میں ثابت
آتی ہو پس بعضے قول وہ ہیں جو اسپر دلالت کرتے ہیں کہ قائل اُن کا
قدم روح کا اعتقاد رکھتا ہو اور بعضے قول ایسے ہیں جو اُسکی دلیل میں ہیں کہ وہ
حدوث روح کا معتقد ہے اور جبکہ لوگوں نے اس روح میں اختلاف کیا

جسکا سوال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تھا سو ایک قوم نے
کہ وہ جبرئیل ہے اور حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منقول
ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جسکے ستر ہزار منھ
ہیں اور اُسکے ہر ایک منھ میں ستر ہزار زبانیں ہیں اور اُسکی ہر ایک زبان میں
ستر ہزار لغتیں ہیں کہ ان سب لغات سے وہ اللہ تعالےٰ کی تسبیح کرتا ہے اور
ہر ایک تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے جو روز قیامت تک فرشتوں کے
ساتھ اُڑتا ہے۔ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ روح
ایک پیدائش ہے اللہ تعالےٰ کی پیدائش سے کہ اُنکی صورتیں اولاد آدم
کی صورت پر ہیں اور آسمان سے کوئی فرشتہ نہیں اترتا مگر یہ کہ اُسکے ساتھ
ایک روح ہوتی ہے۔ اور ابو صالح کا قول ہے کہ روح انسان کی صورت کے
مانند ہے اور انسان نہیں ہے اور مجاہد نے کہا کہ وہ بنی آدم کی صورت پر ہیں
اُنکے ہاتھ اور پاؤں ہیں اور سر ہے کہ کھانا کھاتے ہیں اور وہ ملائکہ نہیں
ہیں۔ اور سعید بن جبیر نے کہا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے عرش کے سوا کوئی پیدائش
روح سے بزرگتر نہیں پیدا کی اور اگر وہ چاہے کہ ساتوں آسمانوں اور زمینوں
کو ایک لقمہ میں نگل جائے تو وہ ایسا کر جائیگی اُسکی پیدائش کی صورت
ملائکہ کی صورت پر ہے اور اُسکے منھ کی صورت آدمیوں کی صورت پر ہے
روز قیامت عرش کے داہنی طرف کھڑی ہوگی اور ملائکہ اُسکے ساتھ
ملا ایک صف میں ہونگے اور وہ اُنمیں سے ہوگی جو اہل توحید کیلئے
شفاعت کرینگے اور اگر اُسکے اور فرشتوں کے درمیان نور کا پردہ نہ ہوتا
تو اہل آسمان اُسکے نور سے جل جاتے سو یہ اقوال نہیں ہیں مگر نقل اور
[illegible] والوں کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

یہ پوچھتے ہیں اور جب کہ روح جسکا سوال کیا گیا تھا امر منقول سے ہو تو
وہ اُس روح کے سوا ہے جو بدن میں ہے اور اس اعتبار سے گفتگو اس روح
میں جاری ہوگی اور آیتِ کلام ممنوع نہیں ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ
روح ایک لطیفہ ہے جو اللہ کی طرف سے آیت امکن موجود کرتا ہے کہ اس سے
زیادہ اُسکی تعبیر نہیں کیجاتی کہ وہ موجود دوسرے کے ایجاد سے ہے اور بعضے
علما کے قول سے روح امر حق سے نہیں نکلی ہے اسواسطے کہ اگر وہ کن سے نکلی
ہوتی تو ذلت ثابت ہوتی تو سوال کیا گیا کہ پھر کس چیز سے نکلی ہے اُسکا جواب دیا
کہ حق سبحانہ تعالے کے جمال اور جلال کے درمیان لا لحظہ اشارہ کے ساتھ نکلی ہے
اُسکو تحفہ سلام کے ساتھ مخصوص کیا اور اپنے کلام سے اُسکو حیات
دی پس وہ ندامت کن سے آزاد ہو رہا ہے۔ اور ابو سعید خراز سے لوگوں نے
سوال کیا کہ آیا روح مخلوق ہے کہا ہاں اور اگر یہ نہ ہوتا تو ربوبیت کا اقرار نکرتی
جبکہ اُسنے کہا بلی اور یہ روح وہ ہے جسکے ساتھ بدن قائم ہے اور اسی کے سبب
وہ اسم حیات کا مستحق ہوا اور روح کے ساتھ عقل ثابت ہوئی اور روح سے
حجت قائم ہوئی اور روح نہ ہوتی تو عقل معطل ہوتی کہ اسپر نہ حجت ہوتی اور نہ اسکے
لیے حجت ہوتی۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ جوہر مخلوق ہے مگر وہ سب مخلوقات
سے لطیف تر اور سب جواہر سے انور اور صافی تر ہے اور اسکے ساتھ غائب
چیزیں دکھلائی دیتی ہیں اور اسی کے باعث اہل حقائق کو کشف ہوتا ہے
اور جب روح مرافقت سے محجوب ہوئی ہو تو جوارح بے ادبی کرتے ہیں
اور اسی واسطے روح تجلی اور استتار اور قابض اور نازع کے درمیان میں
ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ دنیا اور آخرت ارواح کے نزدیک برابر ہیں
اور بعضوں نے کہا ہے کہ ارواح کے بہت اقسام ہیں ایک ارواح اور ارواح ہیں کہ

برزخ مین گشت اور جولان کرتے ہین اور وہ دُنیا اور ملائکہ کے احوال کو دیکھتی ہین
اور جن باتون کا آسمان مین احوال آدمیون سے ذکر ہوتا ہو اُسکو سُنتے ہین اور
ایک وہ ارواح ہین جو عرش کے نیچے ہین اور ایک وہ ارواح ہین جو بہشت
تک اُڑتے ہین اور جہان تک وہ چاہین بقدر کہ ایام حیات مین اُن کے
چلنے پھرنے کی تعداد ہے۔ اور سعید بن مسیب نے سلمان سے روایت کی ہے
کہ کہا مومنین کے ارواح زمین کے برزخ مین آسمان اور زمین کے درمیان جہان
چاہین وہان جاتے ہین یہان تک کہ وہ اپنے بدن مین پھیری جائین۔ اور منقول
ہوا ہی کہ جسوقت ارواح پر دوستون مین سے کوئی میت وارد ہو تو وہ ملاقات
کرتے ہین اور باہم بات چیت اور ایک دوسرے سے سوال کرتے ہین اور اللہ تعالیٰ
نے ملائکہ کے ساتھ تعینات کیے ہین کہ اُنپر اعمال زندہ لوگون کے عرض کرتے
ہین یہان تک مردون پر وہ چیزین ظاہر کی جاتی ہین جس کے ساتھ زندون کو
دُنیا مین گناہون کے سبب عذاب کیا جاتا ہی تو کہتے ہین کہ ہم اُنکی مغفرت
اُسکی عذر کرنے کی معذرت کرتے ہین اسواسطے کہ کوئی نہین جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ
عذر اُسکے سامنے ہو۔ اور حدیث مین نبی علیہ السلام سے وارد ہوا ہی کہ دوشنبہ
اور پنجشنبہ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے اعمال پیش کیے جاتے ہین اور انبیا اور ماں
باپ کے سامنے جمعہ کے روز تو وہ اُنکے حسنات سے خوش ہوتے ہین اور اُنکے
چہرون کی سپیدی اور روشنی بڑھ جاتی ہی پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے
مردون کو اذیت نہ دو اور دوسری حدیث مین ہی تمھارے اعمال تمھارے
بھائیون اور اقارب کے سامنے پیش کیے جاتے ہین جو مر گئے ہین پھر اگر
اچھے ہین تو وہ خوش ہوتے ہین اور اگر بُرے ہین اور کچھ ہو تو کہتے ہین
الٰہی مت اُنکو موت دے جب تک کہ تو اُنکو ہدایت کرے جیسے کہ تو نے

بجسم کو ہدایت کی ہی اور یہ اخبار اور آثار اس بات پر دال ہین کہ ارواح اعیان
ہین جسم ہین اور یہ جسمانی اور اعراض نہین ہین۔ دو اصلی سے سوال کیا
لوگون نے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس وجہ سے تمام خلق مین
جلیل تر تھے کہا اسواسطے کہ آپکی روح اول پیدا کی گئی اور پھر آپکے نبی کئے گئین
استقرار مین صحبت اور بیعت واقع ہوئی کیا تم نہین دیکھتے کہ آپ فرمایا کرتے
ہین نبی تھا اور اسوقت آدم روح اور جسد کے درمیان تھے یعنی نہ روح
تھی اور نہ بدن تھا۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ روح نور سے پیدا کی گئی
ہی اور ابلیس آتش عزت سے اور اسی واسطے اسنے کہا تھا کہ تو نے مجھے
آگ سے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہی اور اسنے یہ نہ جانا کہ نور بہتر آگ سے
ہی پھر بعضون نے علما سے کہا ہی کہ اللہ تعالے نے علم کو روح کے ساتھ مقرون
کیا سو وہ اپنی ذات لطافت کے سبب علم کے ساتھ نمو پاتی ہی جیسے کہ غذا کے
ساتھ بدن نمو پاتا اور بڑھتا ہی اور یہ علم الہی ہی اسواسطے کہ خلق کا علم
قلیل ہی کہ اسکی ذات تک نہین پہنچا اور متکلمین اسلام کے نزدیک مذہب مختار یہ ہی
کہ انسانیت اور حیوانیت دونون عرض ہین جو انسان مین پیدا ہوے ہین اور ان
دونون کو موت معدوم کر دیتی ہی اور روح جنبش حیات ہی کہ بدن اس کے
وجود سے زندہ ہوا اور فنا مستلزم اسکے دوبارہ جسم مین آنے سے زندہ ہوگا
اور بعض متکلمین ہلا اس طرف گئے ہین کہ وہ جسم لطیف ہین کہ اجسام کثیفہ کے
ساتھ باہم ایسے گھل مل گئے ہین جیسے پانی سبز شاخ مین گھل مل جاتا ہی اور
یہ مذہب مختار ابو المعالی جوینی کا ہی اور بات سے آنحضرت سے اس طرف مائل
ہوئے ہین لہ وہ عرض ہی الا آنکہ اور اخبار اس طرح سے کبیر دیا جو دلالت
کرتے ہین کہ وہ جسم ہے اس وجہ سے کہ اسکے حق مین چڑھنے اور اترنے

جو نہ دیکھائی ہو جاتی ہے جیسے کہ نظر آفتاب کی شعاع میں خیرہ ہو جاتی ہے اور جبکہ
متکلمین نے دیکھا کہ اُسے کہا جاتا ہے کہ موجودات کا اسمیں انحصار ہے یعنی قدیم
اور جسم و جوہر اور عرض پھر روح انہیں سے کیا ہے تو ایک گروہ نے اختیار کیا
کہ وہ عرض ہے اور ایک گروہ نے کہا کہ وہ جسم لطیف ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا
اور ایک گروہ کا مختار یہ ہے کہ وہ قدیم ہے اسواسطے کہ وہ امر ہے اور امر کلام
ہے اور کلام قدیم ہے پس اس باب میں جسکی یہ سبیل ہے کہنے سے خاموشی
بہت ہی اچھی بات ہے۔ اور شیخ ابوطالب مکی کا قول جو اُسکی کتاب میں ہے اس
بات پر دال ہے کہ شیخ اسکی طرف مائل ہے کہ ارواح اعیان جسمیہ ہیں اور اسی طرح
نفوس کا حال ہے اس طرح کہ شیخ بیان کرتا ہے کہ روح خیر کی حرکت کرتی ہے اور
اسکی حرکت سے قلب میں ایک نور ظاہر ہوتا ہے جسکو فرشتہ دیکھتا ہے تو وہ خیر کا
اُسکی بابت الہام کرتا ہے اور شر کی داعیہ حرکت کرتی ہے اور اُسکی حرکت سے
قلب میں ایک تاریکی ظاہر ہوتی ہے تو اس تاریکی کو شیطان دیکھتا ہے اور
اُسوقت وہ اغوا اور بہکانے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور جہاں کہیں میں نے
مشائخ کے اقوال کو پایا وہ اشارہ روح کی طرف کرتے ہیں۔ میں اُس بات کے
بیان اس باب میں کرتا ہوں اسی بنا پر جو میں نے تاویل سے ذکر کی ہے
یہ کہ میں اُسکو قطعی نہیں کرتا ہوں اسواسطے کہ اس مسئلے میں مجھے سکوت اور
سکوت کی طرف میلان ہے تو میں کہتا ہوں واللہ بہتر جانتا ہے کہ روح
انسانی علوی آسمانی عالم امر سے ہے اور روح حیوانی کہ بشری ہے عالم خلق
سے ہے اور روح حیوانی بشری روح علوی کی محل اور مورد ہے اور روح
حیوانی جسمانی لطیف ہے جو قوت حس و حرکت اُسکے حامل ہے اور قلب سے
نکلتی ہے اور یہاں قلب سے مراد وہ پارہ گوشت ہے جسکی شکل مشہور

اور بدن کے بائین طرف رکھا ہوا ہے اور وہ پھڑکنے والی رگون سے سوا خون
مین پھیلتی ہے اور یہ روح سب حیوانات کو حاصل ہے اور اُسی سے حواس کی
قوتین اُبھتی اور بہتی ہین اور یہ وہ ہے کہ قوام اُسکا غالبًا سنت الٰہی کی اجرا
سے غذا کے ساتھ ہوتا ہے اور اسمین علم طب کے ساتھ اعتدال مزاج اخلاط
سے تصرف کیا جاتا ہے اور روح انسانی علوی جو اس روح پر وارد ہوتی ہے
تو یہ روح روح حیوانی کے جنس اور روح حیوانات سے جدا ہو گئی اور
ایک صفت دوسری اُسمین پیدا ہو گئی کہ وہ نفس ناطقہ الہامی کی بنگئی
اللہ تعالے نے فرمایا ہے ونفس وما سوّاہا فالہمہا فجورہا وتقویٰہا یعنی قسم
نفس کی اور جسنے اُسکو برابر کیا پھر اُسکو الہام کیا بدکاری اُسکی کا اور پرہیزگاری
اُسکی کا پس اُسکا تسویہ اس طرح کیا کہ اسپر روح انسانی کو وارد کیا اور روح
حیوانات کی جنس سے اُسکو علیحدہ کردیا پس روح علوی کہ نفس اسی قسم
کی تکوین سے پیدا ہوا اور نفس یہ ہے کہ روح حیوانی آدمی کی ہے اسکا پیدا ہونا
روح سے عالم امر مین ایسا ہی ہے جیسا کہ عالم خلق مین حوا کا آدم سے پیدا
ہونا اور ان دونون مین عشق اور نسبت ایسا ہی ہوگیا جیسا کہ آدم اور حوا
مین ہو گیا تھا اور اُن دونون مین ہر ایک کا یہ حال ہو گیا کہ اپنے ساتھی کی
مفارقت سے مرجاتا ہے اللہ تعالے نے فرمایا ہے وجعل منہا زوجہا لیسکن الیہا
یعنی بنائی اُس سے زوجہ اُسکی تاکہ وہ مقرون اُسکے آرام پاوے سو آدم نے
حوا سے سکون اور آرام پایا اور روح انسانی علوی نے روح حیوانی سے
سکون حاصل کیا اور اُسکو نفس بنادیا اور روح نے جو نفس سے ساتھ
سکون کیا تو قلب پیدا ہو گیا اور اس قلب سے مراد وہ لطیفہ ہے جسکا محل
پارۂ گوشت ہے اور یہ پارۂ گوشت عالم خلق سے ہے اور یہ لطیفہ عالم امر سے ہے

اور قلب کا روح اور نفس سے عالم امر مین پیدا ہونا ایسا ہی کہ اولاد کا آدمؑ
و حواؑ سے عالم خلق مین پیدا ہونا اور اگر مساکنہ اور بود و باش ان دونون زوج
مین نہ ہوتی جنمین سے ایک نفس ہی تو قلب کی پیدائش نہ ہوتی سو قلوب مین
سے ایک قلب باپ کی طرف جو روح علوی ہی تانک جھانک کرنے والا
و رشتہ سے اُسکی طرف مائل ہی اور پھر وہ قلب مؤید ہی جسکا ذکر جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین کیا ہی کہ اُسکو حذیفہ نے روایت
کیا فرمایا کہ قلوب صنعت مین چار ہین ایک قلب وہ ہے کہ مثل زمین سکے
پاک ہو جسمین کوئی نبات اور سبزہ نہ ہو بجز اسکے کہ اسمین ایک چراغ روشن
ہے تو یہ قلب مومن کا ہی اور ایک قلب سیاہ اُلٹا ہی اور یہ قلب کافر کا ہی
اور ایک قلب لپٹا ہوا اپنے غلاف مین ہے سو یہ قلب منافق کا ہی اور ایک
قلب مصفح اور پہلو دار ہی جسمین ایمان اور نفاق ہو پس ایمان کی مثل اسمین مثل
ساگ کے ہے جسمین پاک پانی جمع ہو اور مثل نفاق کی اسمین مثل گھاؤ کی ہے
جسمین ریم اور زرداب جمع ہو سو جو مادہ اُن دونون مین سے غالب اس پر ہو
اسی کے ساتھ حکم اُسپر کیا جائے گا اور قلب معکوس اپنی مان کی طرف جو نفس امارہ
ہے جھکتا ہی اور قلوب مین سے ایک قلب ہی جو اُسکی طرف میل کرنے مین
متردد ہی اور میل قلب کے موافق اُسکا حکم سعادت اور شقاوت سے ہوتا
ہے اور عقل روح علوی کا جوہر اور اُسکی زبان ہی اور وہ روح علوی پر راہنما
ہے اور اُسکی تدبیر قلب مؤید اور نفس زکی مطمئنہ کے لیے مثل اُس تدبیر کے
ہے جو باپ کہ نیک اولاد کے لیے اور شوہر زوجہ صالحہ کے لیے کرتا ہی اور اُسکی
تدبیر قلب واژدن اور نفس امارہ کے لیے مثل اُس تدبیر کے ہی جو باپ
اولاد سرکش کے لیے اور شوہر بُری زوجہ کے لیے کرتا ہی پس قلب ایک

وجہ سے انکار رکھتا ہی اور اُس سے مُنھ پھیرتا ہی اور دوسری وجہ سے کہ ان دونون کی تدبیر کی طرف منجذب اور کشیدہ ہوتا ہی اسواسطے کہ اُن دونون سے کوئی چارہ اُسکو نہین ہی۔ اور رقول قائلین کا ادراُنکا اختلاف محل عقل کا دماغ ہی اور بعض کے نزدیک محل اُسکا قلب ہی یہ کلام اُنکا ہے جو اُسکی حقیقت کے ادراک سے قاصر ہین اور اُنکا اختلاف اس باب مین اس سبب سے ہے کہ ایک طرح پر استقرار عقل نہین ہی کبھی وہ منجذب نیکی کی طرف اور کبھی سرکشی کی طرف ہی اور قلب اور دماغ کے لیے نسبت نیک اور سرکش کی طرف ہی پھر جسوقت تدبیر سرکش مین دکھی گئی تو کہدیا کہ مسکن اُسکا دماغ ہے اور جب تدبیر نیک مین دکھی گئی تو کہدیا کہ مسکن اُسکا قلب ہے اور روح علوی اس قصد اور کوشش مین رہتی ہی کہ اپنے مولا کیطرف آرزومندی اور مہربانی اور اکوان سے ایک ہو کر ترقی کرے اور اکوان اور موجودات مین قلب بھی ہی اور نفس بھی ہی پس جبکہ روح ترقی کرتی ہی تو قلب اُسکی طرف آرزومندی کرتا ہی اُس قسم کی جو ایک پسر نیک مہربان کو اپنے باپ کی طرف ہوتی ہی اور نفس مشتاق قلب کا جو اُسکا بیٹا ہے اِس طرح ہوتا ہی جیسے کہ والدہ اپنے بیٹے کی مشتاق ہوتی ہی اور جبکہ نفس مشتاق ہوتا ہی تو وہ زمین سے اونچا ہوتا ہی اور اُسکی رگین عالم سفلی پر گوندنے والی ایک سو اور الگ ہوجاتی ہین اور اُسکی ہوا کا بساط لپیٹا جاتا اور مادہ اُسکا قطع ہوتا ہی اور رغبت دُنیا سے جاتی رہتی ہی اور دھو کے جگہ سے دور ہوجاتا ہی اور عالم جاودانی کی طرف رجوع ہوتا ہی اور کبھی نفس جو کہ والدہ ہی اپنی وضع جبلی سے زمین کیطرف رجوع کرتا ہی اسواسطے کہ وہ روح حیوانی جنس سے پیدا ہوا ہی اور طبائع یعنی ارکان عالم سفلی کیطرف

اُسکے میلان کی نسبت اور استناد ہو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہو ولو شئنا لرفعناہ بہا
ولکنہ اخلد الی الارض واتبع ہواہ یعنی اور اگر ہم چاہتے تو ہم اُسکو اُٹھا لیتے ساتھ
اُسکے لیکن وہ طرف زمین کے ٹھہرا اور اپنی خواہش کی تابعداری کی پھر جسوقت
نفس زمین کی طرف ٹھہر گیا جو مادر ہو تو اسکی طرف قلب معکوس ایسا منجذب ہو
جیسا کہ لڑکا جو بہت مائل والدہ کجرو ناقص کیطرف ہو جو والد کامل مستقیم
کیطرف نہ جھکے اور روح بیٹے کیطرف جو قلب ہو منجذب ہوتی ہو اُس خلقی
سیرت کے سبب جو والد کو اپنے بیٹے کیطرف انجذاب ہوتا ہو پھر اُسوقت
وہ تکلف اس حقیقت قیام بحق ہونے سے کرتا ہو اور ان دونوں انجذاب مین
حکم سعادت اور شقاوت کا ظاہر ہوتا ہو یہ تقدیر اللہ تعالےٰ عزیز علیم کی ہو
اور داؤد علیہ السلام کے اخبار مین وارد ہوا ہو کہ اُنے اپنے بیٹے سلیمان علیہ السلام
سے پوچھا کہ موضع عقل تجھ سے کہان ہو کہا قلب اسواسطے کہ وہ قالب روح ہو
اور روح قالب حیات ہو اور ابو سعید قرشی کا قول ہو کہ روح دو روحین ہین
روح حیات اور روح ممات تو جب وہ دونون جمع ہو جائین تو جسم عقل ہوتا ہو
اور روح ممات وہ ہو کہ جب وہ جسد سے نکلجائے تو زندہ مردہ ہوتا جاتا ہو
اور روح حیات وہ ہو جس سے مجاری انفاس اور قوت اکل و شرب مُعیر ہوتا
ہین اور بعضے علمانے کہا ہو کہ روح ایک نسیم طیب ہو کہ اُس سے حیات ہو اور
نفس گرم ہوا ہو کہ اُس سے حرکات مذموم اور شہوات ہوتے ہین اور محاورہ مین
کہا جاتا ہو کہ فلان گرم سر ہو اور جب فصل کو ہم نے بیان کیا اُسین ماہیت
نفس سے آگاہی ہوتی ہے اور اشارہ مشائخ ماہیت نفس مین اُن چیزونکی
طرف ہو جو اُسکے آثار سے ظاہر ہوتے ہین یعنی افعال قبیحہ اور اخلاق مذمومہ
اور وہ ایسے ہین جنکا علاج اُنکے ازالہ اور تبدیل کا حسن ریاضت سے

کیا جاتا ہے اور افعال ردی زائل اور اخلاق ردی مبدل ہوجاتے ہین سعید
ابن ابی ہلالؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی
یہ آیت پڑھتے قد افلح من زکیہا۔ تو آپ ٹھہرتے اور کہتے اللہم آت نفسی تقویہا
انت ولیہا ومولاہا وزکہا انت خیر من زکیہا یعنی اے بار خدا دے میرے
نفس کو اُسکا تقوےٰ کہ تو اُسکا ولی ہے اور مولا اُسکا اور اُسکو پاک کر کہ تو بہتر ہے
اُس سے کہ جو اُسکو پاک کرے۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ نفس لطیفہ ہے جو قالب
مین رکھا گیا ہے اُسی سے اخلاق اور صفات مذمومہ ہین جیسا کہ روح ایک لطیفہ
ہے جو قلب مین رکھا گیا ہے اُسی سے اخلاق اور صفات محمودہ ہین جس طرح کہ
آنکھ دیکھنے کی جگہ اور کان سُننے کی جگہ اور ناک سونگھنے کی جگہ اور منھ چکھنے کی جگہ
ہے اسیطرح نفس اوصاف مذمومہ کی جگہ اور روح اوصاف محمودہ کی جگہ ہے
اور نفس کے تمام اخلاق اور صفات دو اصل سے ہین ایک طیش اور دوسرا
شرہ اور طیش یعنی سبکساری اُسکی اُسکے جہل سے ہے اور شرہ اُسکا اُسکے حرص سے
اور نفس کی تشبیہ طیش مین ایک گول کرہ کے ساتھ دی گئی ہے جو ایک
مکان صاف ہموار ہو کہ اپنی جبلت اور وضع کے سبب ہمیشہ متحرک رہتا ہے
اور نفس اپنے حرص مین پروانہ سے تشبیہ دیا گیا ہے جو اپنے تئین چراغ کی
روشنی پر ڈالتا ہے اور تھوڑی روشنی پر قناعت نہین کرتا ہے بغیر اس کے
کہ روشنی کے جرم پر جا پڑے اسکی موت ہے ٹوٹ کر گر پڑے سو طیش سے جلدی
اور کم صبری موجود ہوتی ہے اور صبر جوہر عقل ہے اور طیش صفت نفس کی
اور اُسکے ہوس اور راحت کے اوپر نہین غالب آتا مگر صبر واسطے
مقام [illegible] ہی کرتی ہے اور شرہ سے طمع اور حرص ظاہر ہوتی ہے اور
دونون [illegible] مین ظاہر ہوئین جب کہ اُسنے خلد دیکھا [illegible]

اور درخت کے کھانے پر حرص کی اور صفات نفس کے لیے اصول اُسکی
پیدائش کے اصل سے ہین اسواسطے کہ وہ مٹی سے مخلوق ہے اور اُسکے لیے
اُسکے موافق وصف ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ ضعف کا وصف آدمی مین
تراب یعنی خاک سے ہے اور بخل کا وصف اُسمین طین یعنی گل سے ہے اور
شہوت کا وصف اُسمین حما مسنون یعنی سڑی ہوئی چکنی مٹی سے ہے اور جہل کا
وصف اُسمین صلصال یعنی کھنکھناتی مٹی سے ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ
قول الٰہی جو کالفخار ہے سو یہ وصف اُسمین کچھ شیطنت سے ہے اسواسطے کہ
آگ فخار یعنی سفال مین ہوتی ہے سو اس سے مکر اور حیلہ اور حسد ہے پس
جس شخص نے نفس کے اصول اور اُسکی شرطین جان لین تو وہ سمجھ گیا کہ اُسکو
ان چیزون پر کوئی قدرت نہین ہے مگر وہ مدد اُسکے بنانے والے اور پیدا
کرنے والے سے طلب کرے سو عبد انسانیت کے ساتھ متحقق نہین ہوتا
مگر بعد از ان کہ حیوانیت جو اُسمین ہے اُسکے داعیون اور خواہشون کا علاج
علم اور عدل سے کرے اور وہ رعایت دونون طرف افراط اور تفریط کی ہے
اُسکے بعد انسانیت اور معنی انسانیت اُسکی اُسکے ساتھ قوی ہوتے ہین اور
صفات شیطنت کہ جو اُسمین ہین اور اخلاق مذمومہ کو ادراک کرے اور
کمال انسانیت کو جانے اور علم و عدل اُسکے متقاضی ہون کہ اپنے نفس کے لیے
اسیر راضی نہ ہو اور اُسکو وہ اخلاق منکشف ہوتے ہین جن کے ساتھ
تنازع ربوبیت کا کبر وغیرہ اور خود بینی اور عجب غیر سے کرتا ہے اور نظر دقیق
سے کہ بندگی خالص اُسمین ہے کہ ربوبیت کی منازعت کو ترک کرے اور
اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قدیم میں نفس کا ذکر تین اوصاف سے کیا ہے
طمانینت کے ساتھ فرمایا یا ایتہا النفس المطمئنۃ اور اسکا لوامہ نام رکھا فرمایا

ولا اقسم بالنفس اللوامہ اور امارہ سے موسوم کیا فرمایا ان النفس لامارۃ بالسوء اور حالانکہ
وہ ایک ہی نفس ہے اور اُسکے صفات متغایر اور جدا گانہ ہین پھر جسوقت کہ قلب سکینہ یعنی آرام
اور آہستگی سے مملو ہوا تو نفس کو خلعت طمانینت کا دیا گیا اسواسطے کہ سکینہ مین زیادتی ایمان
ہے اور سین قلب کی ترقی مقام روح تک ہے اس وجہ سے کہ حظ الیقین اُسکو عطا کیا گیا اور جب
قلب محل روح کیطرف متوجہ ہوا تو نفس محل قلب کیطرف متوجہ ہوا اور اسمین اُسکی طمانینت
ہوا اور جب وہ اپنی جبلی قرارگاہ اور اپنی طبعی خواہشون سے اکھڑ کر مقر طمانینت کو دیکھتا ہوا
چلا تو لوامہ ہے اسواسطے کہ وہ اپنے نفس کے ملامت کے ساتھ رجوع ہوا کیونکہ طمانینت کے
محل کا اُسے معائنہ اور اُسکا علم ہو گیا اور نیز اپنی کشش کو دیکھا اور جانا اپنے
اس محل کی طرف جس مین وہ امارہ بالسوء یعنے برائی کا
حکم دینے والا تھا اور جب وہ اپنے محل پر ٹھہرا
تو نور علم و معرفت اُسکو نہین ڈھکتا تو پھر اپنی ظلمت سے بدی کا فرمان دہ ہوتا
ہے پس نفس اور روح کا باہم مقابلہ ہوتا ہے سو کبھی قلب کی مالک و داعی
روح ہوتی ہے اور کبھی مقتضیات نفس اُسکے قابض ہو جاتے ہین اور لطیفہ
سر کا سو اُسکی طرف قوم صوفیہ نے اشارہ کیا ہے اور قوم کے کلام مین دیکھا ہے
کہ بعض نے اُنمین سے سر کو قلب کے بعد اور روح کے قبل رکھا ہے اور بعض نے
اُسکو روح کے بعد اور اُس سے اعلے اور الطف گردانا ہے اور وہ اسکے
قائل ہوئے ہین کہ سر محل مشاہدہ ہے اور روح محل محبت ہے اور قلب
محل معرفت ہے اور سر جسکی طرف قوم نے اشارہ کیا کلام اللہ مین اُسکا
ذکر نہین ہے اور کلام اللہ مین جسکا ذکر ہے وہ روح ہے اور نفس اور انواع
اُسکے صفات کے ہین اور فواد ہے اور عقل ہے اور ہم نے کہین کلام اللہ تعالے
مین ذکر سر کا اس معنے کے مناسب نہین پایا جسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور

جو قول نہین اُسکے اندر ہم نے اختلاف دیکھا اور ایک قوم نے جسکا اشارہ
کیا ہے کہ سر کم درجہ روح سے ہے اور ایک قوم نے کہ وہ روح سے لطیف تر
ہے سو ہم کہتے ہین اور اللہ تعالے دانا تر ہو کہ وہ چیز جسکا نام سر رکھا کوئی
شے مستقل بنفسہ نہین ہو جسکا وجود اور ذات روح اور نفس کی مثال ہو
اور اسی قدر ہو کہ جب نفس صافی اور پاک ہوا تو روح ظلمت نفس کی قید
سے آزاد ہو گئی اور مقامات قرب کی طرف اُسنے عروج شروع کیا اور سوقت
قلب روح کی طرف جھانکتا تاکتا ہوا اپنی جگہ اور قرارگاہ سے اکھڑا اور ایک
وصف زائد اپنے وصف پر حاصل کیا اور اس وصف کے پانے والون پر
قلب کے لیے ایک طرہ اور ہوا اسواسطے کہ اُسکو قلب سے صافی تر دیکھا
اور اُسکا نام سر رکھا اور ہر گاہ قلب کے لیے ایک وصف بالاتر اُس کے
وصف پر حاصل ہوا اس سبب سے کہ روح کی طرف اُسکی نگاہ لگی ہوئی ہو
تو روح نے ایک وصف زائد اپنے عروج مین حاصل کیا اور اُس کے
پانے والون کی روح پر ایک طرہ ادا ہوا تو اُسکا نام سر رکھا اور جسکو قوم نے
یہ گمان کیا کہ لطیف تر روح سے ہے وہ روح ہو ایک ایسے وصف کے
ساتھ متصف ہو جو خاص تر اُس سے ہے جو اُنھون نے مقرر و معہود کی ہو
اور جس چیز کو سر قبل الروح کے ساتھ موسوم کیا وہ قلب ہو کہ وصف غیر معہود
کے ساتھ موصوف ہو گیا اور ایسی ایسی ترقی مین روح اور قلب کے نفس کو
ترقی محل قلب تک ہوتی ہو اور اپنے وصف کی کینچلی ڈال دیتا ہے پھر
وہ نفس مطمئنہ ہو جاتا ہو کہ بیشتر سے زیادہ مرادات قلب چاہتا ہو اسواسطے کہ
قلب ایسا ہو گیا کہ ارادہ اُس چیز کا کرتا ہے جسکو اُسکا مولا ارادہ کرتا ہو اور
حال یہ ہے کہ وہ حول اور قوت اور ارادہ اور اختیار سے بیزار ہو گیا اور

اُسوقت خالص عبودیت کا مزہ چکھیگا اسواسطے کہ وہ اپنی ارادت اور اختیارات سے آزاد ہوگیا۔ اور عقل زبان روح کی اور ترجمان بصیرت کی ہے اور بصیرت روح کے لیے قلب کے مثال اور عقل زبان کے موافق ہے اور ہر آئنہ حدیث مین جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا اول سب چیزون سے جو اللہ تعالے نے پیدا کین عقل ہے پھر اُسے کہا کہ آگے آتو وہ آگے آئی پھر اُسے فرمایا کہ اُلٹی پھر جا تو وہ اُلٹی پھر گئی بعدازان فرمایا اُسے کہ بیٹھ جا وہ بیٹھ گئی ازان بعد اُسے کہا کہ بول تو وہ بول اُٹھی بعد ازان فرمایا کہ چپ ہو تو وہ چپ ہوگئی اُس پر فرمایا کہ مجھے اپنی عزت اور جلال اور عظمت اور کبریا اور سلطان وجبروت کی قسم ہے کہ مین نے کوئی خلق نہین پیدا کی جو تجھ سے زیادہ مجھے محبوب ہو اور نہ تجھ سے بڑھکر کوئی میرے نزدیک اکرم ہے تجھ سے ہی مین پہچانا جاؤنگا اور تیرے ساتھ مین حمد کیا جاؤنگا اور تیرے ساتھ اطاعت کیا جاؤنگا اور تیرے ساتھ لونگا اور تیرے ساتھ عطا کرونگا اور تجھ ہی پر عتاب اور تیرے لیے ثواب اور تیرے ہی اوپر عذاب کرونگا اور مین نے کسی چیز کے ساتھ جو صبر سے افضل ہو کرام تیرا نہین کیا۔ و حضرت نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کسی ایک شخص کا اسلام تم کو خوش نہ کرے یہان تک کہ تم جانو اُس چیز کو کہ جس نے اُسکی عقل نے گرہ بند کیا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ مین نے کہا کیا آدمی اپنے اعمال کی جزا تو پائین گے تو فرمایا ای عائشہ نہین عمل طاقت الٰہی مین مگر وہ شخص کہ ہر آئنہ وہ صاحب عقل ہوا پس اپنی عقول کے موافق آدمی عمل کرتے ہین اور اپنے اعمال کے مقدار پر انکو جزا ملتی ہے اور حضرت علیہ السلام نے

فرمایا کہ بیشک ایک شخص مسجد کو جاتا ہے اور پھر نماز پڑھتا ہے اور اُسکی نماز مچھر کے پر کے برابر نہیں ہوتی اور ایک شخص مسجد میں آتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اور اُسکی نماز کوہ اُحد کے برابر ہوتی ہے جبکہ وہ عقلاً دونوں میں احسن ہو۔ لوگوں نے پوچھا کہ عقلاً کیونکر دونوں میں احسن ہو فرمایا کہ پارسا تر محارم الٰہی سے اور حریص تر اسباب خیر پر دونوں میں ہو اور اگرچہ عمل اور نوافل میں کمتر ہو۔ اور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہر آئینہ اللہ تعالے نے عقل کو اپنے بندوں میں تقسیم جدا جدا کیا اسواسطے کہ دو آدمی کے عمل اور نیکی و روزہ و نماز برابر ہوتے ہیں مگر وہ دونوں عقل میں متفاوت ہیں جیسے ایک ذرہ کوہ احد کے مقابل ہو۔

اور وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ کہا میں ستر کتاب میں پاتا ہوں کہ تمام جسقدر کہ سب آدمیوں کو شروع دنیا سے اخیر تک عقل دی گئی ہے وہ مقابل عقل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایسی ہے جیسی صورت ایک ذرہ ریگ کی جو دنیا کے تمام ریگ کے درمیان ہو۔ اور لوگوں نے عقل کی ماہیت میں اختلاف کیا ہے اور اُسمیں کلام بڑھتا ہے اور ہم اقوال کا نقل کرنا نہیں اختیار کرتے اور وہ ہماری غرض ہے سو قوم نے کہا ہے کہ عقل علوم سے ہے اسواسطے کہ تمام علوم سے جو خالی ہو عقل کے ساتھ موصوف نہیں ہوتا اور عقل تمام علوم سے نہیں ہے اسواسطے کہ بڑے علوم سے جو خالی ہو وہ عقل سے موصوف ہوتا ہے اور اُنھوں نے کہا ہے کہ وہ علوم نظریہ سے نہیں ہے اسواسطے کہ ابتدا نظر کی شرط سے کمال عقل مقدم ہے تو وہ اسوقت علوم ضروری بدیہی سے ہوا اور نہ وہ تمام ضروری ہے اسواسطے کہ مختل الحواس عاقل ہے اور حال آنکہ علوم ضروریہ کے بعض مدارک اُسمیں نہیں ہیں۔ اور بعض علما نے کہا ہے کہ عقل اقسام علوم سے نہیں ہے اسواسطے کہ اگر اُنمیں سے ہوتی تو یہ حکم واجب ہوتا

کہ جو شخص ذکر استخارہ اور جواز سے غافل ہو حالانکہ ہم دیکھتے ہین عاقل کو کہ
اکثر اوقات غافل ہوتا ہی اور علمانے کہا ہی کہ یہ عقل ایک صفت ہے
جسکے ساتھ دریافت علوم کے لیے مہیا ہوتا ہی۔ اور حارث بن اسد محاسبی
سے جو ایک شیخ اجل ہے منقول ہے کہ عقل سرشت اور طبیعت ہی جس سے
دریافت علوم کے لیے آدمی مہیا ہوتا ہی اور اس بنا پر وہ بات ثابت
ہوتی ہی جسکو اول ذکر عقل مین ذکر کیا ہی کہ وہ زبان روح ہی اسواسطے
کہ روح امر اللہ ہی اور وہ متحمل اُس امانت کی ہی جس کے اُٹھانے سے آسمانون
اور زمینون نے انکار کیا ہی اور اُسی سے نور عقل اُبلتا اور بہتا ہی اور نور عقل
مین علوم متشکل اور متصور ہوتے ہین پس عقل علوم کے لیے بمنزلہ لوح مکتوب
کے ہے اور وہ اپنی صفت سے کبھی منکوس اور سرنگون ہی کہ نفس کیطرف
جھانکتی ہے اور کبھی راست قائم ہی سو جو شخص کہ اُسمین عقل اُلٹی سرنگون
نفس کیطرف ہی تو اُسکو اجزاے کون مین پراگندہ کردیتی ہی اور حسن اعتدال
اسکے سبب معدوم کرتا ہی اور راہ راست نہین پاتا اور جو شخص جسمین عقل قائم
اور مستقیم ہوی تو عقل تائید اُس بصیرت سے کرتی ہی جو روح کے لیے مثل
قلب کے ہے اور مکون آفریدگار کی طرف سیدھا راستہ پاتا ہی بعد ازان خالق
سے مخلوق کو پہچانتا ہی اس کیفیت سے کہ اقسام معرفت کو کمون اور کون
سے پورا کرتا ہی تو یہ عقل عقل ہدایت ہی پھر جس طرح کہ اللہ تعالے نے اسکا
اقبال کسی ایک امر مین چاہا اسیطرح اُسکو راہنما ہوئی کہ اقبال اُس کے
سامنے کرے اور جس چیز کو کہ اللہ تعہ نے مکروہ کیا تو اُس سے پیٹھ پھیرنے پر
راہنما ہوئی پھر وہ ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی چاہی ہوئی باتون کا اتباع کرے گا
اور اُس کے غضب کی باتون سے پرہیز کرے گا اور جب تک عقل مستقیم

ہوگی اور بصیرت کے ساتھ تائید کریگی راہنمائی اُسکی رشد اور سیدھی راہ پر ہوگی اور گمراہی سے اُسکو باز رکھے گی۔ بعضے علما نے کہا ہو کہ عقل دو قسم ہو ایک قسم وہ ہو کہ اُس سے اپنے دنیا کے امر کو دیکھتا ہو اور ایک قسم وہ ہے کہ جس سے اپنے امر آخرت کو دیکھتا ہو۔ اور مذکور ہو کہ عقل اول نور روح سے ہے اور عقل ثانی نور ہدایت سے سو عقل اول تمام اولاد آدمؑ مین موجود ہے اور عقل ثانی موحدین مین موجود ہو اور مشرکین سے مفقود ہو۔ اور کہتے ہین کہ عقل کو عقل اسواسطے کہتے ہین کہ جہل ظلمت اور تاریکی ہو سو جب نور اُس ظلمت مین اُسکی بینائی پر غالب ہوگا ظلمت جاتی رہے گی پھر وہ دیکھے گا اور جہل کے لیے اشکل ہوجائیگا۔ اور بعضون نے کہا ہو کہ عقل ایمان جوہر ہو اُسکا مسکن قلب مین ہے اور محل اُسکے عمل کا سینہ مین دل کے دونون آنکھ کے بیچ مین ہے اور بعضے جسکو ذکر کیا ہو کہ عقل زبان روح ہو اور وہ عقل واحد ہو دو قسم کی نہین ہے لیکن جب کہ وہ قائم اور سیدھی ہو تو بصیرت کے ساتھ تائید پاتی ہے اور معتدل ہوجاتی ہو اور اشیا کو اُنکے مواضع پر رکھتی ہو اور یہ عقل وہی عقل ہو جو نور شرع سے روشنی لینے والی ہو اسواسطے کہ اُسکے قیام اور اعتدال نے اُسی نور شرع سے روشنی لینے کی ہدایت کی ہو اسواسطے کہ شرع حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر وارد ہوئی ہو اور یہ اسواسطے ہے کہ آپ کی روح کو حضرت الوہیت سے قُرب ہو اور مکاشفہ اُس کی بصیرت کا جو روح کو ہے قدرت الٰہی اور اُسکے آیات سے بمنزلہ قلب کے ہے اور اُسکی عقل کی استقامت تائید بصیرت کے ساتھ ہے پس بصیرت اُس علوم کی محیط ہو جنکو عقل بالاستیعاب حاصل کرتی ہو اور اُن علوم کے جنکے استیعاب سے عقل کا ٹھکانہ تنگ ہے اسواسطے کہ بصیرت استمداد اُن کلمات اللہ

سے کرتی ہے کہ اُن کے تمام ہونے سے پہلے دریا کے دریا تمام ہو جاتے ہین
او عقل ترجمان دل ہے کہ بصیرت کا ایک حصہ اُسکی طرف پہونچاتی ہے جسطرح
کہ قلب بعضی چیزین اپنے مین گی زبان تک پہونچاتا ہے اور اُنھین سے
بعضی چیزین زبان کے سواکو اپنے واسطے اختیار اور پسند کرلیتا ہے اور اسی
بات کے سبب جو شخص کہ صرف عقل پر ٹھہر اور جم گیا بغیر اس کے کہ نور شرع
سے اُسنے روشنی حاصل کی ہو تو علوم کائنات ملک سے بہرہ مند ہوا اور ملک
ظاہر کائنات ہے اور جس کسی نے نور شرع سے اپنی عقل کو روشن کیا تو وہ بصیرت
سے مؤید ہوا اور ملکوت پر مطلع ہوا اور ملکوت باطن کائنات ہے جس کے
مکاشفہ سے ارباب بصایر وعقول مختص ہین نہ وہ لوگ جو بصیرت بغیر محض
عقول پر جمے ہوے ہین اور ہر آئنہ بعض علمانے کہا ہے کہ عقل دو ہین
ایک عقل ہدایت کی کہ قلب مین اُس کا مسکن ہے اور یہ اہل ایمان صاحب
یقین کے حصہ مین ہے اور سینہ مین دل کے دونون آنکھون کے بیچ مین
اُسکا مقام عمل ہے اور دوسری عقل کا دماغ مین مسکن ہے اور اُسکا مقام
عمل سینہ مین دل کے دونون آنکھون کے بیچ مین ہے تو پہلی عقل سے امر آخرت
کی تدبیر کرتا ہے اور دوسری عقل سے امر دُنیا کی تدبیر کرتا ہے اور جسکو ہم نے
بیان کیا ہے کہ وہ عقل واحد ہے جب وہ بصیرتون سے تائید یافتہ ہوتی ہے
تو دونون امر کی تدبیر کرتی ہے اور جب وہ تنہا ہوتی ایک امر کی تدبیر کرتی ہے
اور وہ صحیح تر اور روشن تر ہے اور ہمنے شروع باب مین اُسکی تدبیر سے جو
نفس مطمئنہ اور امارہ کے لیے ہے وہ بات ذکر کر دی ہے جسکے باعث انسان اس امر سے
آگاہ ہو جاتا ہے کہ وہ عقل واحد ہے کبھی بصیرت کے ساتھ مؤید ہے اور
کبھی اپنے وصف کے ساتھ متفرد ہے اور اللہ تعالیٰ صواب کا ملہم ہے

باب ستاونواں خطروں کی شناخت اور اُنکی تفصیل اور تمیز میں ہے

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ بنی آدم میں کچھ شیطان کا اور کسی قدر فرشتہ کا حصّہ ہے سو شیطان کا حصّہ یہ ہو کہ وہ شر کا وعدہ کرتا ہو اور حق کو جھٹلاتا ہے اور فرشتہ کا یہ حصّہ ہے کہ وہ خیر کا وعدہ اور حق کی تصدیق کرتا ہو سو جس شخص نے اسکو پایا تو اُسکو جاننا چاہیے کہ یہ منجانب اللہ ہے پھر اُسکو شکر الٰہی ادا کرنا چاہیے اور جسنے دوسرے حصّہ کو پایا تو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شیطان سے پناہ مانگے ازان بعد آپ نے یہ آیت پڑھی الشیطان یعدکم الفقر و یامرکم بالفحشاء یعنی شیطان تم سے فقر اور محتاجی کا وعدہ کرتا ہو اور تمکو بُرے کاموں کیلئے حکم کرتا ہو اور ان دونوں حصوں کی شناخت اور تمیز خواطر کی طرف وہی شخص جھانک تاک رکھتا ہو جو طالب مرید ہو اُسکی طرف ایسا آرزومند ہوتا ہے جیسا کہ پیاسا پانی کی طرف گردن اونچی کرکے دیکھتا ہو وجہ اسکی یہ ہو کہ وہ اسکی بُرائی اور خطر اور فلاح اور صلاح و فساد سے واقف ہو اور یہ شخص ایک ایسا بندہ ہوتا ہو کہ صفائی الیقین اور عطیۂ اہل الیقین کی بہرہ مندی سے مقصود مراد ہو اور زیادہ اسکا نظارہ مقربین کے لیے ہو اور جن لوگوں نے مقربین کی راہ چلنی شروع کی ہے اور جبکہ ابرار کی راہ چلنے لگے ہیں پھر بھی کبھی اسکی طرف کسی قدر دیکھتے ہیں اسواسطے کہ تشوق اور آنکھ اُٹھا اُٹھاکر اُسکی طرف دیکھنا اُسیقدر ہوتا ہو جسقدر ہمت اور طلب اور ارادہ اور خط منجانب اللہ الکریم ہوتا ہو اور جبکہ کوئی عام مومنین اور مسلمین کے مقام پر ہوا اور وہ

شناخت یقین کی نہین جھانکتا اور نہ وہ خطرات کی تمیز کا اہتمام کرتا ہے۔ اور خواطر سے بعضے وہ ہین جو اللہ تعالے کے قاصد بندہ کی طرف ہین جیسے کہ بعض مومنین نے کہا ہے کہ میرے واسطے ایک قلب ہے اگر مین اُسکی نافرمانی کرون تو اللہ کی نافرمانی کرون اور یہ حال اُس بندہ کا ہے جس کا قلب مستقیم ہوگیا ہے اور قلب کی استقامت نفس کی طمانیت کے سبب ہے اور نفس کی طمانیت مین شیطان کی یاس ہے اسواسطے کہ نفس جب کبھی جنبش کرتا ہے تو قلب کی صفائی مین کدورت آجاتی ہے اور جب قلب مکدر ہو تو شیطان کو طمع ہوئی اور اُس سے قریب ہوگیا اسواسطے کہ قلب کی صفائی تذکرہ اور رعایت سے محصور ہے اور ذکر کے لیے ایک نور ہے کہ اُس سے شیطان پرہیز ایسا ہی کرتا ہے کہ جیسے ہم مین سے کوئی دوزخ سے بچتا ہے۔ اور حدیث مین وارد ہے کہ ہر آئینہ شیطان بنی آدمؑ کے قلب پر سینہ رکھے ہوے ہے پھر جبکہ اللہ تعالے کا ذکر ہوتا ہے تو وہ منھ پھیر لیتا ہے اور پیچھے کو ہٹتا ہے اور جسوقت وہ غافل ہوتا ہے اُسکے قلب کو لقمہ بنا لیتا ہے پھر اُس سے باتین کرتا اور آرزومند بناتا ہے اور اللہ تعالے نے فرمایا ہے ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فہو لہ قرین یعنے جو کوئی خداوند رحمٰن سے منھ پھیرے تو ہم اُسپر شیطان مقرر کرین اور وہ واسطے اُسکے ہمنشین ہے اور اللہ تعالے نے فرمایا ہے ان الذین اتقوا اذا مسہم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ہم مبصرون یعنی تحقیق وہ لوگ کہ ڈرتے ہین جسوقت اُنکو چھوے پھیری والا شیطان سے تو وہ ذکر کرتے ہین پس اچانک وہ دیکھنے والے ہوجاتے ہین۔ تو تقویٰ اور پرہیزگاری کے ساتھ خالص ذکر کا وجود ہے اور اسی سے ذکر کا دروازہ کھلتا ہے اور ہمیشہ بندہ پرہیز کرتا ہے تاکہ کروہات سے اعضا اور جوارح

سنبھلے رہین بعدازان فضول اور غیر مقصود باتون سے اُنکو محفوظ رکھتا ہے پھر
اُسکے اقوال اور افعال ضرورتًا ہونگے ازان بعد اُسکا تقوی باطن کیطرف
منتقل ہوتا ہو اور باطن پاک ہو جاتا ہو اور مکروہات سے نگاہ رکھتا ہو
بعدازان فضولیات سے حتےٰ کہ حدیث نفس سے مصؤن رہتا ہو سہل بن
عبداللہ نے کہا ہو گناہون مین سب سے بدتر حدیث نفس ہو اور حدیث
نفس کی سماعت کو گناہ سمجھتا ہو اور اُس سے پرہیز کرتا ہو اور جب فی کریہ
یہ اتقا ہوگا تو قلب اُسوقت روشن اس طرح ہوگا کہ آسمان کے بیچ مین ستارے
چمکتے ہین اور قلب ایک آسمان محفوظ ہو جائیگا جو ذکر کے ستارون سے
مزین ہوگا اور جب ایسا ہوگا تو شیطان کو دوری ہوگی اور ایسے بندہ کے
حق مین خواطر شیطانی اور اُسکے نوازل اور رادات کمتر ہونگے اور خطرات
نفسانی اُسکے لیے البتہ رہینگے اور اُسے احتیاج اُسکی ہوگی کہ اُنسے پرہیز اور
اُنکو علم سے تمیز کرے اسواسطے کہ بعضے اُنین سے خواطر ہین جنکا اجر نقصان تک
نہین پہونچاتا جیسے کہ نفس کے تقاضے اپنی حاجات کے لیے ہوتے ہین
اور اُسکی حاجتین حقوق اور حظوظ کے اندر تقسیم ہوتی ہین اور اُس وقت
تمیز متعین ہوتی ہو اور نفس پر اہتمام مطالبات حظوظ سے ہوتا ہو اللہ تعالی
نے فرمایا ہو اے ایمان والو اگر آوے تمھارے پاس فاسق خبر لے کر تو تم
تحقیق کر لو یعنی ثابت رہو اور اس آیت کے نزول کا سبب ولید بن عقبہ
ہے جب کہ اُسنے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی مصطلق
کے پاس بھیجا تھا سو اُنپر جھوٹ طوفان لگایا اور اُنکو کفر و عصیان سے
منسوب کیا یہان تک کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکی لڑائی
کا ارادہ کر لیا ازان بعد خالد کو اُنکے پاس بھیجا تو آپنے مغرب اور عشا کی اذان

سنی اور وہ باتین دیکھین جو ولید بن عقبہ کے جھوٹ طوفان پر دلالت کرتی تھین تو اللہ تعالے نے اس بارہ مین یہ آیت نازل فرمائی پس ظاہر آیت اور سبب اُسکے نزول کا ظاہر ہے اور یہ ماجرا منجانب اللہ اُسکے بندون کو تنبیہ کا باعث ہوگیا کہ ثابت وقرار امور پر کرین۔ اس آیت مین سہل نے کہا ہے کہ فاسق سے معنی بڑا جھوٹا اور جھوٹ نفس کی صفت ہی اسواسطے کہ بہت چیزین یاد سے لکھتا اور آراستہ کرتا ہی جو اپنے حقائق پر نہین ہوتین سو اُنکے منظور ہونے اور اُنکے القا کے وقت ثبات واستقرار متعین ہو جاتا ہی سو بندہ خطرۂ نفس کو ایک خبر گردان لیتا ہی جو موجب ثبات و استقرار کے ہوتے ہین اور طبیعت اُسکو لغزش مین نہین ڈالتی اور فرحت ہمین عجلت کرتی ہی۔ اور ہر آئنہ بعضے علماے صوفیہ نے کہا ہی کہ ادنی ادب یہ ہی کہ جہل کے وقت تو متوقف ہو اور آخر ادب یہ ہی کہ شبہہ کے وقت ٹھہرے اور شبہہ کے وقت ادب سے یہ ہی کہ خاطر کو محرک انفس اور آفریدگار اور باری اور پیدا کرنے والے کے ساتھ اُتارے اور فقر وفاقہ کا اظہار اُسکے سامنے اور جہل کا اعتراف اور معرفت اور معونت کی طلب اس سے کرے اسواسطے کہ جب وہ اس ادب کو کام مین لائے گا تو اُسکی فریاد سنی جائے گی اور اُسکی مدد کیجائے گی اور اُسپر یہ بات کھلجائے گی کہ آیا یہ خطرہ طلب حظ نفس کے لیے ہے یا طلب حق کے لیے پھر اگر حق کیلیے ہو تو اُسکو روان کرے اور جو حظ کے لیے ہو تو اُسکو دور کرے اور یہ توقف اُسوقت ہے کہ اُسکو ظاہر علم سے نہ کھلے اسواسطے کہ باطن علم کی احتیاج اُسیوقت ہوتی ہے جب کہ ظاہر علم مین دلیل ہاتھ نہ آوے اور بعد بعضے آدمی ایسے ہوتے ہین کہ اُسکی صحبت مین وسعت اُسکے سوا نہین ہوتی

اگر یہ کہ حق پر بجز حظ کے ٹھہرے اور جو خاطر حظ کا امضا اور اجرا کرے تو یہ اسکے حال کا گناہ ہے اور اس سے استغفار کرتا ہے جس طرح کہ گناہوں سے وہ مغفرت چاہتا ہے اور بعضے آدمی ایسے ہوتے ہین جو حظ اٹھانے مین داخل ہوتے ہین اور اسکے خطرہ کو جاری اس سبب سے کرتے ہین کہ منجانب اللہ انکو مزید علم ہوتا ہے اور وہ علم وسعت ایسے بندہ کے لیے حاصل ہوتا ہے جس کو وسعت مین اذن ہوتا ہے اور اذن کا عالم ہے سو وہ خطرہ حظ کو امضا کرتا ہے اور شخص مراد اسکے ساتھ بنا اپنے امر کا ہے جسکے ساتھ اسکو بخوبی کرتا ہے اور اس کے لائق وہ ہے جو عالم اسکی زیادتی اور نقصان کا عالم اپنے حال کا اور علم حال اور علم قیام کا پکا مضبوط ہو کہ اسکے حال پر دوسرے کو قیاس نہ کیا جائے گا اور نہ انمین کوئی تقلید سے داخل ہوتا ہے اسواسطے کہ وہ ایک امر خاص ہے اور جب اس بندہ کی یہ شان ہو کہ خطرات نفسانی کی تمیز اس مقام مین کرے جہان نوازل شیطانی سے آزاد ہو تو خواطر حق اور خواطر ملکی اسکے پاس کثرت سے ہوتے ہین اور چار خواطر اسکے حق مین تین ہو جاتے ہین اور خطرۂ شیطانی ساقط ہو جاتا ہے مگر شاذ و نادر اسواسطے کہ نفس سے اسکا مکان تنگ ہے اسواسطے کہ اتساع نفس کے طریق سے شیطان داخل ہوتا ہے اور نفس کا اتساع اس سبب سے ہوتا ہے کہ ہوئی کا اتباع کرے اور زمین مین رہے اور جسنے حق اور حظ مین تمیز کرنے کے لیے نفس پر تنگ و رزی کی تو نفس اسکا تنگ ہوگا اور شیطان کا محل ساقط اور دور ہو جائے گا مگر شاذ و نادر اسواسطے کہ آزمائش اسکے اوپر داخل ہوتی ہے اسکے بعد جو لوگ کہ مرادین اور مقام مقربین کے متعلقین ہین انمین سے بعضے وہ ہین کہ جب انکا قلب آسمان مزین بزینت النجم ذکر ہو گیا تو اسکا قلب آسمانی ہو جاتا ہے

گر اپنے باطن اور معنی حقیقت کے ساتھ ترقی اور عروج طبقات آسمانی مین کرتا
چلا جاتا ہے اور جس قدر قلب ترقی کرے نفس مطمئنہ زار و نزار ہو اور اُسکے
خطرات دور ہون حتےکہ اپنے عروج باطن سے آسمانون سے تجاوز کر جاتا ہو
جس طرح کہ یہ مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ظاہر اور قالب سے
حاصل تھا اور جب کہ عروج کمال کو پہونچا تو اُس سے خطرات نفس منقطع
ہو جاتے ہین اسواسطے کہ وہ انوار قرب مین مستور رہوتا ہے اور نفس اُس سے
دور ہو جاتا ہے اور اُسوقت خواطر حق بھی اُس سے منقطع ہو جاتے ہین اسواسطے کہ
خاطر رسُول ہین اور رسالت دور کے لیے ہوتی ہے اور یہ قریب ہے اور جس
حالت کا ہم نے وصف کیا ہے خود بخود ہی تنزل کرتی جاتی ہے اور دوام
اُسکو نہین ہوتا بلکہ وہ اپنے ہبوط اور تنزل مین مطالبات نفس اور اُسکے
درجون تک پلیٹ جاتا ہے اور پھر خواطر حق اور خواطر ملکی اُسکی طرف رجوع
کرتے ہین اور یہ اسواسطے ہے کہ خواطر وجود کو چاہتے ہین اور جو حالت کہ
اُسکی طرف ہمنے اشارہ کیا تھا وہ اور حال ہے اور سمین کوئی خاطر نہین ہے
اور خاطر حق مکان قرب کی وجہ سے دور ہوگئی اور خاطر نفس اسواسطے دور ہوگئی
کہ نفس خود دور ہو گیا اور خاطر اُس سے پھر جاتی ہے جیسے کہ جبرئیل شب معراج
مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر گئے چنانچہ کہا کہ اگر مین انگلی
بھر نزدیک ہون تو مین جلجاؤن - محمد بن علی ترمذیؒ نے کہا ہے کہ محدث اور
متکلم دونون جب کہ اپنے اپنے درجہ مین ثابت اور متحقق ہو جاتے ہین تو
حدیث نفس سے نہین ڈرتے سو جس طرح سے کہ نبوت القائے شیطان سے
محفوظ ہے اسیطرح مکالمہ اور محادثہ کا محل القائے نفس اور اُسکے فتنہ سے
محفوظ اور حق وسکینہ کے ساتھ قرین ہے اسواسطے کہ سکینہ متکلم اور محدث کا

اُسکے نفس کے ساتھ حجاب ہے۔ اور شیخ ابو محمد بن عبد اللہ بصری سے بصرہ کے
مقام میں مین نے سُنا ہو کہ وہ کہتے تھے کہ خاطر چار ہین ایک خاطر من النفس
اور ایک خاطر من الحق اور ایک خاطر من الشیطان اور ایک خاطر من الملک
سو جو کہ خاطر من النفس ہو وہ زمین یعنی تحت قلوب سے محسوس ہوتی ہو اور
جو من الحق ہو وہ فوق قلب سے ہو اور جو خاطر من الملک ہو تو وہ قلب کے
دست راست سے ہے اور جو کہ من الشیطان ہو وہ قلب کے دست چپ سے ہے
اور جو بات اُسنے بیان کی ہو اُس بندہ کیلیے صحیح ہو جسنے اپنے نفس کو
تقوے اور زہد سے گلا دیا ہو اور وجود اُسکا صافی اور ظاہر و باطن اُسکا
مستقیم ہو تو اُسکا دل ایک جلا دیے آئینہ کے مثال ہو کہ اُسکے کسی طرف
سے شیطان نہین آتا مگر یہ کہ وہ اُسے دیکھ لیتا ہو اور جب کہ قلب سیاہ ہو گیا
اور زنگ اُسپر چڑھ گیا تو وہ شیطان کو نہین دیکھتا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے
حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو کہ بندہ جب گناہ کرتا
ہے تو ایک سیاہ نشان اُسکے قلب مین گرتا ہو پھر اگر اُسکو کھینچ لے اور توبہ
و استغفار کرے تو اُسکا دل صاف اور صیقل ہو جاے اور اگر پھر گناہ کرے
تو اُسمین زیادتی ہو حتے کہ اُسکے دل پر وہ نقطہ سیاہ گھیر لیتا ہو اللہ تعالے نے
فرمایا ہو کلا بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون یعنی یون نہین بلکہ چڑھ گیا اُنکے دلون پر
اُس چیز سے کہ وہ کرتے تھے بعضے عارفین سے مین نے سُنا ہو کہ وہ ایکبار بات
کہتا تھا جو اُسے کشف ہوئی تھی، اور کہا کہ جو حدیث انسان کے باطن مین ہے
اور جو خیال کہ اُسمین عارض ہو اور دل اور صفائی ذکر مین مقام کرے وہ
دل سے ہے نہ نفس سے اور یہ خلاف اُسکے ہے جو کہ مقرر ہو چکی ہو سو مین نے
اُسکا سوال اُس سے کیا پس اُسنے بیان کیا کہ قلب اور نفس کے درمیان

قریب کی نرم باتیں ہیں اور بات چیت اور تالف و تودد ہے اور جب کبھی نفس کسی چیز میں اپنے ہونے کے سبب قول و فعل سے کہتا ہے تو قلب پر اُسکا اثر اُس سے پڑتا ہے اور وہ مکدر ہوتا ہے اور جب کہ بندہ مطالبات نفس کے مواقع سے پلٹتا اور عود کرتا ہے اور اللہ کے واسطے اپنے ذکر اور محل مناجات و خدمت کیطرف متوجہ ہوتا ہے تو قلب نفس سے عتاب اور خطاب کے ساتھ پیش آتا ہے اور نفس سے کچھ کچھ اُسکے فعل اور قول کا تذکرہ کرتا ہے جیسے کہ نفس پر کوئی ملامت کرے اور اُسپر عتاب اُس سے کرے سو ہر گاہ کہ خاطر اول فعل اور اُسکا آغاز ہے تو اُسکی معرفت بندہ کا ضروری کام ہے اسواسطے کہ افعال جتنے ہیں سب خواطر سے پیدا ہوتے ہیں یہانتک کہ بعضے علما اس طرف گئے ہیں کہ علم مفروض اُسکی طلب ہے اسواسطے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے طلب کرنا علم کا فرض سب مسلمانوں پر ہے وہ علم خواطر ہے کہا سبب اسکا یہ ہے کہ وہ اول فعل ہے اور اُسکے فساد سے فساد فعل ہے اور مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے کہ یہ قول توجہ کے قابل نہیں ہے اسواسطے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکو سب مسلمانوں پر واجب کر دیا ہے اور سب مسلمان ایسے صاحب طبیعت اور معرفت نہیں ہیں کہ علم کے سبب خواطر کو پہچانیں مگر طالب جانتا ہے کہ خواطر تخم کے مثال ہیں سو انمیں سے بعض وہ ہیں جو تخم سعادت ہیں اور بعضے وہ ہیں جو شقاوت کے تخم ہیں۔ اور خواطر کی اشتباہ کا سبب چار چیزوں میں سے ایک ہو گا کہ اُسکا یا تو ان نہیں ہے یا تو ضعف یقین ہے یا علم کی قلت نفس کے صفات اور اخلاق کی معرفت میں ہے یا کہ ہوئے کی متابعت تقویٰ کے حد نورانی سے ہے یا کہ دُنیا کی محبت اُسکے جاہ و مال کی اور رفعت منزلت کی خواہش خلق اللہ کے نزدیک سے ہے سو جو کوئی ان چار چیزوں سے بچا رہا

وہ فرشتہ اور شیطان کے نوازل اور لغزش مین تمیز کرے گا اور جو انمین مبتلا ہو گیا
اُسکو جانے گا اور نہ اُسکو طلب کرے گا اور بعضے خواطر کا ظاہر ہونا اور بعضے
ن نہ ظاہر ہونا اس وجہ سے ہے کہ ان چارون اسباب سے بعضے موجود
ہوتے ہین اور بعضے نہین ہوتے اور تمیز خواطر مین جو زیادہ تر راست اور
ست ہو اُسکی معرفت مشکل سے حاصل ہوتی ہو اور اُسکا میسّر آنا نزدیک
مین ہو الا بعد اُسکے کہ زہد و تقویٰ مین درجۂ غایت کو پہونچا ہو۔ اور مشائخ
کا اُسپر اتفاق ہو کہ جسکا لقمہ حرام کا ہو وہ الہام اور وسوسہ مین فرق نہین کر
ور ابو علی دقاق کا قول ہو کہ جسکی قوت معلوم و معین ہو وہ الہام اور وسوسہ
مین فرق نہین کر سکتا۔ اور یہ قول علی الاطلاق صحیح نہین ہو مگر ایک قید کے
ساتھ اور وہ یہ ہو کہ بعض معلوم سے وہ ہو کہ حق سبحانہ و تعالےٰ نے ایک بندہ
کے لیے مقسوم کیا کہ اذن سے اُسکے حاصل کر لینے مین سبقت کرتا ہو اور اُسکو
کھاتا پیتا ہو اور ایسا رزق معلوم تمیز خواطر کا حجاب نہین ہوتا اور یہ اُسی کے
حق مین کہا جاتا ہو جو رزق معلوم مین اُسکے اختیار و ارادے سے آتا ہو اسواسطے کہ
اپنے اختیار کے موضع سے محتجب ہوتا ہو اور جسکی طرف ہمنے اشارہ کیا ہو اُسکے
ارادہ سے یہ شخص علحدہ ہے اسواسطے کہ معلوم اُسکا حجاب نہین ہوتا اور بعض
نفسانی اور وسوسۂ شیطانی کے درمیان فرق کیا ہو اور کہا ہو کہ نفس خواہش اور
الحاح کرتا ہو اور وہ برابر رہتا ہو یہان تک کہ اپنی مراد کو پہونچ جاوے اور
شیطان جب ایک گناہ کی طرف بلاتا ہو اور اُسکی اجابت نہ ہوئی تو وہ دوسرا
وسوسہ دیتا ہو اسواسطے کہ اُسکی غرض کسی تخصیص مین نہین ہو بلکہ اُسکی مراد فقط
گمراہ کرنا ہو خواہ کسی طرح ممکن ہو اور مشائخ نے دو خاطر مین کلام کیا ہو جب کہ
وہ دونون من الحق ہون کہ ان دونون مین سے کس کا اتباع کیا جائے۔ جنید کا

قول ہے کہ خاطر اوّل کا اسواسطے کہ جب وہ باقی رہا تو اہل خاطر تامل کیطرف راجح ہوگا اور یہ شرط علم ہے۔ اور ابن عطا کا قول ہے کہ دوسرا خاطر زیادہ قوی ہے اسواسطے کہ وہ قوت میں اول سے زیادہ ہے۔ اور ابو عبداللہ بن خفیف نے کہا ہے کہ وہ دونون برابر ہین اسواسطے کہ وہ دونون خاطر من الحق ہین پس انمین سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہین ہے۔ صوفیہ نے کہا ہے کہ واردات خواطر سے عام تر ہے اسواسطے کہ خواطر مختص ایک قسم کے خطاب یا مطالبہ سے ہین اور واردات کبھی خواطر ہوتے ہین اور کبھی وارد سرور وارد حزن اور وارد قبض اور وارد بسط ہوتے ہین۔ اور بعض نے کہا ہے کہ خاطر حق کا اقبال نور توحید سے کیا جاتا ہے اور خاطر ملک کا نور معرفت سے اور نور ایمان سے نفس باز رکھا جائے اور نور اسلام سے اور دشمن یعنی ابلیس کی خاطر ردکیجاتی ہے اور جو شخص حقائق زہد کے ادراک سے قاصر رہے اسکو خواطر کی تمیز کرنے کیطرف تاک لگانے تو پہلے خاطر کا وزن شرع کی ترازو مین کرے سو جو چیز اُن مین سے نفل یا فرض ہو اسکا امضا اور اجرا کرے اور جو اُن مین حرام یا مکروہ ہو اسکی نفی کرے پھر اگر دو خاطر نظر علم مین برابر پلہ کے ہون تو انمین سے مخالفت ہوی نفس کے قریب تر ہو اسکا نفاذ کرے اسواسطے کہ نفس کی ہوی اُن دونون مین سے ایک مین کبھی مخفی ہوتی ہے اور غالب شان نفس سے کجروی اور ادنی کی طرف میلان ہوتا ہے اور کبھو خاطر نشاط نفس سے نازل ہوتی ہے اور بندہ کا یہ گمان ہوتا ہے کہ وہ جنبش دل سے ہے اور کبھو قلب سے نفس کے ساتھ سکون کرنے سے نفاق پیدا ہوتا ہے کہ بعضے انمین سے کہتے ہین تیس برس کا عرصہ ہوا کہ ایک ساعت میرا قلب نفس کے ساتھ سکون پذیر نہین ہوا سو نفس کے ساتھ سکون قلب سے ایسے خواطر ظاہر ہوتے

ور مشتبہ بخواطر حق ضعیف العلم پر ہوتے ہین اسی واسطے نفاق قلب کو اور اُن
اطر کو جو اُس سے پیدا ہوتے ہین نہین پاتے اور نہین جانتے ہین الا وہی علما
و راسخ فی العلم ہین اور اکثر جو دقیقین کہ اہل دل پر اور اُن لوگون پر جو یقین
در بیداری اور حال سے بہرہ مند ہین نازل ہوتی ہین اِس قبیل سے ہین اور
سبب اسکا یہ ہو کہ اُنکو نفس اور قلب کا علم کم ہو اور ہوی کا ایک حصۂ اُنہین
باقی ہو اور بندہ کو سزاوار ہو کہ اس بات کو قطعی جانے کہ جب تک تصرف ہو اُسپر
ہوے کا باقی ہو اگرچہ وہ باریک اور قلیل ہو پھر بھی بقیہ اشتباہ خواطر کا اُسکے
موافق باقی رہتا ہو ازان بعد کبھی کبھی تمیز خواطر مین وہ شخص جو کم علم ہو غلطی کرتا
ہے اور اُسکا مواخذہ اُسپر نہین ہوتا جب تک کہ شرع سے اُسپر مطالبہ نہ ہو
ور کبھی اسکے ساتھ یعنی غلطی کرنے والے سے مسامحت اور درگذر نہین ہوتی
س وجہ سے کہ اُنپر خفاے باریک کا تمیز مین کشف ہوا اور باوجود علم کے
ن لوگون نے پھر استعجال اور قلت تثبت کی۔ اور بعضے علما نے ذکر کیا ہے کہ
صہ ملک اور حصۂ شیطان نفس اور روح کی حرکت سے پائے گئے ہین اور
ہر آئنہ جب نفس جنبش کرتا ہو تو اُسکے جوہر سے ایک ظلمت گر پڑتی ہو جو قلب
مین برے ارادہ کا نقطہ اور نشان پیدا کرتا ہو سو شیطان قلب کو دیکھتا ہو
ر اغوا و وسوسہ سے اقبال کرتا ہو اور مذکور ہو کہ نفس کی حرکت یا تو ہوے
ہوتی ہے اور وہ حظ نفس دنیاوی ہے یا امنیۃ یعنی آرزو و مراد ہو اور
یا جہل غریزی اور جبلی ہے یا حرکت اور سکون کا دعوی اور وہ آفت عقل
و نحوست قلب ہو اور یہ تین وارد نہین ہوتے مگر تین سے یعنی جہل سے یا
غفلت سے یا طلب فضول سے یہ ان تینون مین سے وہ چیز نہین ہے جسکی
نفی واجب ہے جو خلاف امر یا مطابق نہی کے ہو اور اُنھین مین سے وہ بھی ہے

کہ نفی اسکی فضیلت ہی جب کہ وہ مباحات کے ساتھ وارد ہو اور بعضون نے
ذکر کیا ہی کہ جب روح حرکت کرتی ہی تو اُسکے جوہر سے ایک نور ساطع کر
ہی جس سے ایک ہمت حالیہ قلب مین ظاہر ہوتی ہی جو تین معانی سے
ایک وہ ہوتی ہی یا تو ایک فرض جسکے ساتھ وہ مامور ہو یا ایک فضل
جسکے طرف مدعو ہو یا مباح جسکی طرف اُسکی صلاح راجع ہو۔ اور یہ کلام اسپر
دال ہی کہ روح اور نفس کی دو حرکتین موجب دونون لمہ اور نازل کے ہین
اور میرے نزدیک آیندہ خداے تعالےٰ دانا تر ہی کہ دونون نوازل روح
نفس کی حرکت پر متقدم ہین سو روح کی حرکت لمہ ملک سے ہی اور ہمت عالیہ
حرکت روح سے اور یہ حرکت جو روح کی ہی وہ لمہ ملک کی برکت سے ہی
اور نفس کی حرکت لمہ شیطان سے اور نفس کی حرکت سے ہمیشہ دنی ہی او
وہ لمہ شیطان کی شامت سے ہے تو جب دو لمہ وارد ہوتے ہین تو دو حرکتیں
ظاہر ہوتی ہین اور اُس سے سر عطا اور ابتلا کا بخشندہ کریم اور آزمایندہ
حکیم سے ظاہر ہوتا ہی اور کبھی یہ دونون لمہ متدارک علی سبیل البدل ہوتے
ہین اور اُنمین سے ایک کا اثر دوسرے سے مٹ جاتا ہی اور جو شخص کہ
بیدار صاحب فطانت ہی اُسپر باب الشر فی ذاتہ اُن آثار کے وجود کے
دیکھنے سے مفتوح ہوتا ہی اور ہمیشہ اپنے حال کا تلاشی اور دونون لمہ کا
ناظر رہتا ہی۔ اور بعضون نے ذکر کیا ہی کہ پانچوان خاطر بھی ہی اور وہ خاطر
عقل ہی جو چارون خواطر کے درمیان متوسط ہی اور نفس اور دشمن یعنی
شیطان کے درمیان رہتی ہی تا کہ تمیز موجود رہے اور بندہ پر حجت کا اثبات
ہوتا ہی کہ بندہ وجود عقل کے ساتھ کسی شے مین داخل ہوا سواسطے کہ اگر
عقل جاتی رہے تو عقاب اور عتاب ساقط ہو جانے اور وہ کبھی ملک اور

روح کے ساتھ بھی ہوتی ہے تاکہ فعل آزادانہ واقع اور ثواب کا مستوجب
ہو۔ اور چھٹی خاطر بھی مذکور ہے اور وہ خاطر یقین ہے اور وہ روح ایمان
اور مزید علم ہے اور بعید نہیں ہے کہ یہ کہا جائے کہ چھٹی خاطر جو خاطر یقین
ہے اسکا حاصل اُسی کی طرف راجع ہے جو خاطر حق سے وارد ہوتی ہے اور
خاطر عقل کی اصل کبھی خاطر ملک سے ہوتی ہے اور کبھی خاطر نفس سے اور
عقل سے کوئی خاطر مستقل نہیں ہے اسواسطے کہ عقل جیساکہ ہمنے ذکر کیا
سرشت ہے جسکے ساتھ ادراک علوم کے لیے آمادہ ہوتا ہے اور اُسی کے
ساتھ کبھی دواعی نفس اور کبھی دواعی ملک اور کبھی دواعی روح اور کبھی
دواعی شیطان کیطرف کھینچنے کو آمادہ ہوتا ہے سو اس بنا پر خاطرین چار
سے زیادہ نہیں ہوتین اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دو لمّہ
کے سوا نہین ذکر کیا اور یہ دو لمہ ہی اصل ہین اور دوسرے دو خاطر اُنپر
متفرع ہوئی ہین اسواسطے کہ لمہ ملک جب روح کو حرکت دیتا ہے اور روح
ہمت صالحہ سے جنبش مین آتی ہے تو وہ اپنے اہتزاز سے کہ ہمت صالحہ
کے ساتھ ہوتا ہے خطا پر قرب کے نزدیک ہوتی ہے اور اُسوقت خواطر من الحق
اُسپر وارد ہوتے ہین اور قرب کے ساتھ متحقق ہوا تو فنا کے ساتھ متحقق
ہوگا اور تب خواطر ربانیہ کے ساتھ قیام و ثبوت اُسکو ہوگا جیساکہ پہلے ہمنے
اُنکے موضع قرب کے لیے بیان کیا ہے سو خواطر حق کی اصل لمہ ملک ہے اور لمہ
شیطان جب نفس کو حرکت دیتا ہے تو اپنے مرکز کیطرف سرشت اور طبع سے میل
کرتا ہے اور اُس سے اِس حرکت کے سبب ایسے خواطر ظاہر ہوتے ہین جو اُسکی
سرشت اور طبیعت اور ہوائے لیے مناسب اور موافق ہون تو خواطر نفس نتیجہ لمہ
شیطان ہے پس اُنکی اصل دو لمہ ہین اور دوسرے دو لمہ اُس سے پیدا ہوتے ہین

اور خاطر یقین اور عقل اُن دونون مین مندرج ہین واللہ اعلم

باب اٹھاونوان حال و مقام اور اُن دونونکے فرق کے بیان مین ہے

حال اور مقام کے اندر اشتباہ کثرت سے ہین اور مشائخ کے اشارات اسمین مختلف ہین۔ ور اشتباہ اس وجہ سے ہو کہ فی نفسہا اُن دونون مین بہت تشابہ اور تداخل ہو سو ایک شئ بعضون کی راے مین حال ہو اور دوسرے کے نزدیک وہ مقام ہو اور دونون روایت صحیح ہین اسواسطے کہ ایک کا تداخل دوسرے مین موجود ہو اور ضرور ہو کہ ایک ضابطہ اور قاعدہ بیان کیا جاے اُسپر دونون مین فرق ہو جاے علاوہ اُسکے کہ لفظ اور تعبیر اُنکے فرق کو تبلاتی ہے سو حال کی وجہ تسمیہ یہ ہو کہ اُسکو تحول اور گردش ہو اور مقام کی وجہ تسمیہ یہ ہو کہ وہ ثابت اور مستقر ہو۔ اور کبھی ایک شئ بعینہ حال ہوتی ہو پھر وہی مقام ہوجاتی ہو جیسے کہ بندہ کے باطن سے داعیہ محاسبہ پیدا ہوا پھر بسبب غلبہ صفات نفس بہت زائل ہوجاتا ہو اور پھر وہ عود کرتا اور پھر وہ زائل ہوجاتا ہو اور اس طرح برابر محاسبہ کا حال بندہ کے لیے متغاہر حال کا ہوتا ہو پھر صفات نفس کے ظہور سے وہ حال بدل جاتا ہو یہان تک کہ خدا کریم کی مدد اسکا تدارک کرتی ہو اور حال محاسبہ غالب آتا ہو اور نفس مقہور ہوجاتا ہو اور محاسبہ اُسکا انضباط اور تملک کرلیتا ہو پھر محاسبہ اس بندہ کا وطن اور مستقر اور مقام ہوتا ہو اور وہ مقام محاسبہ مین رہتا ہو بعد اسکے کہ اُسکا حال محاسبہ تھا۔ بعد ازان حال مراقبہ اُسپر نازل ہوتا ہو سو جسکے محاسبہ اُسکا مقام ہو تو مراقبہ اُسکے لیے حال ہوتا ہو۔ بعد ازان مراقبہ کا حال مدلتا رہتا ہو اس سبب سے کہ بندہ کے باطن مین سہو اور غفلت نوبت

آتے ہین حتے کہ سہو اور غفلت کا ہلکا بادل پراگندہ اور دور ہو اور اللہ تعالےٰ
اپنے بندہ کا تدارک مددگاری سے فرمائے تب مراقبہ مقام ہو جاتا ہے بعد ازان
کہ وہ حال تھا اور محاسبہ کے مقام مین قرار نہین پکڑتا تاوقتیکہ اسوقت کہ حال مراقبہ
کا نازل نہ ہو اور نہ وہ مراقبہ کے مقام مین قرار لیتا ہے الا جب کہ حال مشاہدہ
نازل ہو سو جب کہ بندہ حال مشاہدہ کے نزول سے مشرف و حظا ہوتا ہے تو
مراقبہ اُسکا قرار حاصل کرتا ہے اور اُسکا مقام ہو جاتا ہے اور نازل مشاہدہ سے
بھی حال ہوتا ہے جو استتار سے بدلتا ہے اور تجلی سے ظاہر ہوتا ہے بعد ازان وہ
مقام ہو جاتا ہے اور آفتاب اسکا استتار کے گرہن سے چھوٹ جاتا ہے پھر مشاہدہ
کے مقام مین بہت کچھ احوال اور زیادات و ترقیات ہین جو ایک حال سے
دوسرے حال تک ہوتے ہین کہ اُس سے اعلےٰ درجہ کا ہے جیسے کہ فنا کے
ساتھ متحقق ہونا اور بقا کی طرف پہونچنا اور عین الیقین سے حق الیقین کو ترقی
کرنا اور حق الیقین ایک نازل ہے جو قلب کے پردون کو پھاڑ ڈالتا ہے اور یہ
مشاہدہ کی فرع اعلیٰ درجہ کی ہے۔ اور ہر آئینہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا ہے اللھم انی اسالک ایمانا یباشر قلبی یعنے بارخدا مین تجھ سے سوال
کرتا ہون ایمان کہ دل میرے مین عمل کرے سہل بن عبداللہ نے کہا ہے کہ قلب مین
دو جوف ہین انمین سے ایک باطن ہے اور اُسمین سمع اور بصر ہے اور وہ قلب کا
قلب اور سویدا ہے اور دوسرا جوف ظاہر قلب ہے اور اُسمین عقل ہے اور عقل
کی مثل قلب مین جیسے آنکھ مین نظر ہے اور وہ ایک موضع خاص اُسکی صیقل کا
ہے جس طرح کی صیقل کہ آنکھ کی سیاہی مین ہوتی ہے اور اُسی مین سے شعاعین
نکلتی ہین جو مرئیات کو گھیر لیتی ہین سو اسیطرح عقل کی نظر سے علوم کی
شعاعین نکلتی ہین جو معلومات کو محیط ہوتی ہین اور یہ حالت جو پردہاے قلب کو

پچاڑ ڈالتی ہی اور اُسکے سویدا تک پہونچتی ہی اور وہ حق الیقین ہی تمام عطیات سے انور اور کل احوال سے گران بہار اور اشرف ہی اور اُس حال کی نسبت مشاہدہ سے ایسی ہی جیسے پکی اینٹ کی نسبت خاک سے ہی اسواسطے کہ وہ پہلے خاک ہوتی ہی بعد اُسکے گل اور مٹی بعد ازان کچی اینٹ پس ازان پکی اینٹ پس مشاہدہ ہی اول اور اصل ہی کہ اُس سے فنا ہوتی ہی بعد ازان بقا جیسے کچی اینٹ بعد ازان یہ حالت اور وہ سب فروع سے آخر ہی اور ہرگاہ یہ حالت سب احوال کی اصل تھی اور وہ اشرف احوال ہی اور وہ محض موہبت ہی جسکا اکتساب اور استحصال نہین ہوتا تو جسقدر مواہب بندہ کے نوازل سے ہین وہ احوال سے موسوم ہوے اسواسطے کہ وہ بندہ کے مقدور کسب سے باہر ہین تو اس قول کا اطلاق ہوا اور مشایخ کی زبانون پر متداول ہوا کہ مقامات مکاسب ہین اور احوال مواہب ہین اور جس ترتیب پر کہ ہم نے اُسپر دفع کیا سب اہب ہین اسواسطے کہ مکاسب مواہب سے ڈھکے ہوے ہین تو احوال مواجید ہین اور مقامات رستے مواجید کے ہین مگر کسب مقامات مین ظاہر ہوا اور مواہب مبطون اور مخفی ہوگئے اور احوال مین کسب چھپ گیا اور مواہب ظاہر ہوگئے تو احوال مواہب سماوی علویہ ہین اور مقامات اُنکے رستے ہین اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہی کہ مجھ سے آسمانون کے رستے پوچھے اسواسطے کہ مَین اُنکا شناسا تر زمین کے رستون سے ہون اشارہ مقامات اور احوال کی طرف ہی پس آسمانون کے رستے تو یہ ہین اور زہد وغیرہ جو مقامات ہین اسواسطے کہ جو شخص ان رستون کا سالک ہی اُسکا دل آسمانی ہوجاتا ہی اور وہ رستے آسمانون اور برکات کے نزول گاہ ہین اور اُن احوال کے ساتھ وہی متحقق ہوتا ہی جسکا قلب آسمانی ہو بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ

حال ذکر خفی ہے اور یہ اشارہ اسی کیطرف ہے جسکا ہمنے ذکر کیا ہے۔ اور عراق
مین مشائخ سے مین نے سنا ہے کہ وہ کہتے ہین حال وہ چیز ہے جو من اللہ ہے
تو جو چیزین کہ اکتساب اور اعمال کی راہ سے ہون تو وہ کہتے ہین کہ یہ بندہ
کیطرف سے ہے پس جب کہ مریدون کو مواہب اور مواجید سے کوئی شے
ظاہر ہوئی تو کہنے لگے کہ یہ من اللہ ہے اور اسکا حال نام رکھا یہ اشارہ اُنکی
طرف سے ہے کہ حال موہبت اور عطیہ ہے اور بعض مشائخ خراسان نے کہا ہے
کہ احوال مواریث اعمال ہین۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ احوال بجلیون کے مثل
ہین پھر اگر ٹھہرا اور باقی رہا تو حدیث نفس ہے اور یہ قریب استقامت علے الاطلاق
نہین ہے ہان بعضے احوال مین یہ ہوتا ہے اسواسطے کہ وہ راہ پاتے ہین
بعد ازان نفس اُنکو اُچک لیجاتا ہے ولیکن علی الاطلاق سو ایسا نہین ہے اور
احوال نفس سے امتزاج اور اختلاط نہین کرتے جس تیل پانی سے نہین ملتا
اور بعضے اس طرف گئے ہین کہ احوال نہین ہوتے الا اُسوقت کہ دائم اور قائم
رہین اور اگر دائم و قائم نہ رہین تو وہ لوائح اور طوالع اور بوادر ہین اور یہ سب
مقدمات احوال ہین احوال نہین ہین۔ اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہے
کہ آیا بندہ کے لیے جائز ہے کہ وہ کسی ایک مقام کی طرف انتقال کرے
غیر اپنے مقام کے جسمین وہ ہے قبل اسکے کہ اپنے مقام کے حکم کو مستحکم کرے
بعضون نے کہا کہ یہ سزاوار نہین ہے کہ قبل اسکے کہ وہ اپنے مقام کے حکم کو
مستحکم کرے انتقال اس مقام سے کرے جسمین وہ ہے اور بعضون نے کہا ہے
نہ وہ مقام جسمین وہ ہے کامل نہین ہوتا الا بعد اسکے کہ وہ اس مقام پر ترقی
کرے جو اُس سے بالاتر ہے سو وہ اپنے مقام عالی سے ادنیٰ مقام کیطرف
نظر کرتا ہے پھر اپنے مقام کے اثر کو مستحکم کرتا ہے اور اولے یہ ہے کہ آئندہ

خدائے تعالیٰ دانا تر ہو کہ ایک شخص کو اپنے مقام مین ایک حال عطا کیا جائے
جسکے مقام اعلیٰ سے ہے جسپر عنقریب ہے کہ وہ ترقی کرے گا تو اُس حال کے
وجدان سے اپنے اُس مقام سے امر کو مستقیم کرتا ہو جسمین وہ ہو اور یہین
حق اسیطرح تصرف کرتا ہو اور کوئی چیز بندہ کی طرف نہین بڑھائی جاتی
کہ وہ ترقی کرتا ہو یا نہین ترقی کرتا ہو اسواسطے کہ بندہ احوال کے ساتھ
مقامات پر ترقی کرتا ہو اور احوال مین مواہب ہین جو ترقی اُن مقامات
پر کرتے ہین جنمین کسب مُنھ سے ملا ہوا ہو اور بندہ پر نہین ظاہر ہوتا کوئی
حال اِس مقام سے جو اعلےٰ اِس مقام سے ہو جسمین یہ ہو مگر یہ ہو البتہ اُسکی
ترقی اُسکی طرف نزدیک ہو جاتی ہو پس ہمیشہ بندہ مقامات پر ترقی زائد
احوال سے کرتا ہو سو اس بنیاد پر جسکا ہمنے ذکر کیا ہو تداخل مقامات اور
احوال کا توبہ تک واضح ہوتا ہو اور کوئی فضیلت نہین معلوم ہوتی مگر یہ کہ
اُسمین ایک حال اور ایک مقام ہو اور زہد مین حال ہو اور ایک مقام
ہو اور توکل مین ایک حال ہو اور ایک مقام ہو اور رضا مین ایک حال
ہے اور ایک مقام ہو۔ ابو عثمان حیری کا قول ہو کہ چالیس برس سے
اللہ تعالےٰ نے مجھے کسی حال مین نہین قائم کیا کہ اُس سے مجھے کراہت ہوئی
ہو آپ نے اشارہ رضا کی طرف کیا ہو اور اُس کے حال روشن ہوتا ہے پھر
مقام ہو جاتا ہو اور محبت مین حال ہو اور مقام ہو اور ہمیشہ بندہ حال
توبہ کی راہ پانے سے رجوع کرتا ہو یہان تک کہ وہ توبہ کرے اور حال
توبہ کا راہ پانا اول انزجار اور آزردہ ہونے سے ہو۔ بعضے صوفیہ کا قول ہو
کہ زجر ایک جوش دل مین ہو جسکو ساکن نہین کرتا الا انتباہ جو غفلت سے
ہو اور اُسکو بیداری کی طرف پھیرتا ہو اور جب وہ جاگتا ہو صواب کو نظر لیتے

دیکھتا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ زجر ایک روشنی قلب مین ہی جس سے وہ
اپنے قصد کی خطا کو دیکھتا ہے اور مقدمہ توبہ مین زجر تین وجہ سے ہے
ایک زجر طریق العلم سے ہی اور ایک زجر طریق عقل سے ہے اور ایک زجر
طریق ایمان سے ہے اور تائب پر حال زجر نازل ہوتا ہی اور وہ اللہ تعالی
کیطرف سے ایک عطیہ ہی کہ اُسکو توبہ کی طرف کھینچتا ہی اور ہمیشہ بندہ مین
ہوائے نفس کا ظہور ہوتا ہی کہ اُسکو حال توبہ و زجر کے آثار مٹاتے ہین
تا آنکہ وہ حال مستقر اور مقام ہو جاتا ہی اور اسیطرح زہد مین کہ بندہ ہمیشہ
نازل حال کے ساتھ زہد کرتا ہی یہان تک کہ لذت ترک اشتغال دُنیا اُسکو
دکھلاتا ہی اور اُسکے دُنیا کیطرف متوجہ ہونے کو قبیح کرتا ہی بعد ازان اُسکے
حال کا اثر حرص و شرہ نفس کی دلالت سے جو دنیا کی طرف ہے اور دنیا کے
موجودہ اشیا کے دیکھنے سے محو کر دیتا ہی تا آنکہ بندے کریم کی امداد اُسکا
تدارک کرے تب وہ زہد کرتا ہی اور زہد اُسکا مستقر ہو جاتا ہی اور زہد
اُسکا مقام ہو اور حال توکل کا نازلہ ہمیشہ اُسکے دل کے دروازہ کو کھٹکھٹاتا
رہتا ہے حتے کہ وہ متوکل ہو جاتا ہی اور ایسا ہی حال رضا کا ہی یہان تک کہ رضا
پر بندہ مطمئن اور یہ اُسکا مقام ہو جاتا ہی۔ اور یہان ایک لطیفہ ہے وہ
یہ کہ مقام رضا و توکل ثابت ہوتا اور حکم اُسکے بقا کا کیا جاتا ہی حالانکہ داعیہ
طبیع موجود ہے اور حال رضا کی بقا کا حکم داعیہ طبیع کے ساتھ نہین کیا جاتا
ہے اور یہ مثل ایک کراہت کی ہے جسکو طبیعت کے حکم سے راضی پاتا
ہے مگر علم اُسکا رضا کے مقام مین حکم طبیعت کو چھپا لیتا ہی اور طبیعت کے
حکم کا ظہور کراہیت کے وجود مین جو علم کے ساتھ پوشیدہ ہے اُسکو رضا
کے مقام سے خارج نہین کرتا لیکن حال رضا کم کرتا ہے اسواسطے کہ

حال جب مجرد موہبت ہو گیا تو داعیہ طبع کو اُسنے جلا دیا سو کہا جاتا ہے
کہ وہ کیونکر رضا مین صاحب مقام ہوگا اور اُسمین صاحب حال نہین ہے
اور حال مقدمہ مقام کا ہے اور مقام ثابت اور قائم تر ہے ہم کہتے ہین کہ
جب مقام کسب بندہ سے آلودہ ہو گیا تو وجود طبع کا اُسمین احتمال ہے اور
ہرگاہ حال موہبت من اللہ ہے تو وہ طبیعت کی آمیزش سے پاک ہے
تو حال رضا حنت تر ہے اور مقام رضا قوی تر متمکن ہے اور مقامات کیلئے
ضرور ہے کہ احوال زائد ہون پس کوئی مقام نہین ہے الا بعد سابقہ حال کے
اور نہ مقامات کے لیے تفرد اور یگانگی بدون سابقہ احوال کے ہے۔ اور یہ ہے
احوال سو اُنکا یہ حال ہے کہ بعضے اُنہین سے وہ ہین جو مقام ہو جاتے ہین
اور بعضے ایسے ہین جو مقام نہین ہوتے اور سر اسمین یہ ہے جو ہم نے
ذکر کیا ہے کہ کسب مقام مین ظاہر ہے اور موہبت اُسمین پوشیدہ اور حال
مین موہبت ظاہر اور کسب باطن ہے اور ہرگاہ کہ احوال مین موہبت
غالب ہے تو وہ مقید نہین اور احوال اس درجہ کو پہونچتا ہے کہ اسکیلیے
انتہا نہین ہے اور احوال سینہ کا لطف یہ ہے کہ وہ مقام ہو جائے اور مقدورات
حق غیر متناہی اور اُسکے مواہب غیر متناہی ہین اور اسی واسطے بعض حضرات
نے کہا ہے کہ اگر مین روحانیت عیسیٰ اور مکالمہ موسیٰ اور خلت ابراہیم
علیہم السلام عطا کیا جاتا تو مین اسکے سوا اور کچھ مانگتا اسواسطے کہ عطیات الٰہی
بے شمار ہین اور یہ انبیا کے احوال ہین اور اولیا کو عطا نہین ہوتے مگر یہ
ایک اشارہ کہنے والے کی طرف سے ہمیشہ کی تاک جھانک اور طلبگاری
اور عدم قناعت کی طرف ہے اُس مرتبہ کے ساتھ جسمین وہ حق تعالےٰ
کے امر سے ہے اسواسطے کہ سرور پیغمبران صلوات اللہ علیہ وسلامہ نے

سے بے قناعتی پر آگاہ کر دیا اور طلب اور خواہش نزول برکت مزید کا دروازہ اپنے اس قول سے کھٹکھٹایا ہے جس کسی دن کہ مین اُسمین ترقی علم نہ کرون تو میرے لیے اُس دن کی صبح مین برکت نہین دی گئی اور آپ اس دعا مین صلی اللہ علیہ وسلم اللھم ما قصر عنہ رایی وضعف فیہ عملی ولم تبلغہ منیتی وامنیتی من خیر وعدتہ احدا من عبادک او خیر انت معطیہ احدا من خلقک فانا ارغب الیک اسالک ایاہ اور جان لینا چاہیے کہ مواہب بے شمار ہین اور احوال مواہب ہین اور وہ سلے ہوے اُن کلمات الٰہی سے ہین جو سمندر کو اپنے تمام ہونے سے پہلے تمام کر دے اور ریگ بیابان کے اعداد اُسکے اعداد سے پہلے تمام ہون اور اللہ تعالے نعمت دینے والا اور عطا کرنیوالا ہے

باب اُنسٹھوان مقامات کیطرف بطور اختصار و ایجاز کے اشارات مین ہے

انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا نبی علیہ السلام کے پاس ایک شخص آیا اور کہا یا رسول اللہ مین ایک شخص دراز لسان ہون اور اکثر اپنی اہل خانہ پر زبان درازی کرتا ہون تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو استغفار سے کہان ہے اسواسطے کہ مین اللہ سے ایک دن ایک رات مین سو بار استغفار کرتا ہون۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری حدیث مین روایت ہے کہ مین اللہ سے استغفار اور اسکی طرف توبہ ہر روز سو دفعہ کرتا ہون۔ اور ابو بردہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر آئینہ میرے قلب پر بادل چھا جاتا ہے سو مین اللہ سے دن بھر مین استغفار کرتا ہون اور اللہ تعالے نے فرمایا ہے وتوبوا الی اللہ جمیعا ایہا المومنون لعلکم تفلحون۔ یعنی رجوع کرو تم

طرف اللہ تعالےٰ کے سب اے مومنو شاید کہ تم فائدہ کو پہونچو۔ اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ان اللہ یحب التوابین یعنی البتہ اللہ تعالےٰ توبہ کرنے والون کو دوست رکھتا ہے اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا یعنی اے ایمان والو توبہ کرو تم طرف اللہ تعالےٰ کے توبہ خالص۔ توبہ اصل کل مقام کی اور قوام ہر مقام اور کنجی ہر حال کی ہے اور وہ اول سب مقامات سے ہے اور وہ زمین کی مثال دیوار کے لیے ہے سو جسکے پاس زمین نہین ہے تو اُسکے پاس دیوار نہین ہے اور جسکے پاس توبہ نہین ہے اُسکو نہ کوئی حال ہے اور نہ کوئی مقام ہے اور مین نے بقدر اپنے علم اور مقدار وسعت اور جہد کے تمام مقامات اور احوال اور اُنکے ثمرات کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ تین چیزین اُنکو جامع ہین بعد ازان کہ ایمان اور اُسکے عقود و شروط کی صحت ہو سو وہ ایمان سمیت چار ہین پھر اُنکو ولادت معنوی حقیقی کے افادہ مین اُن چار طبائع کے مطابق پایا جنکو اللہ تعالےٰ نے اپنی سنت جاری کے ساتھ ولادت طبعی کیلئے مفید بنایا اور جو کوئی ان چارون کے حقائق سے متحقق ہوگا وہ آسمانون کے ملکوت مین داخل ہو اور مکاشفہ قدر اور آیات کا اُسے حاصل ہو اور اُسکو ایک ذوق اور فہم کلمات آلہی کا ہوگا جو نازل ہوئے ہین اور تمام احوال اور مقامات سے بہرہ ور ہوگا سو وہ سب تمام و کمال انھین چارون سے ظاہر اور انھین سے موجود و موکد ہوئے ہین سو ایمان کے بعد اُن تینون مین سے ایک تو یہ نصوح ہے اور دوم زہد دنیا اور سوم مقام عبودیت کی تحقیق دوام عمل کے ساتھ اللہ کے واسطے ظاہر مین اور باطن مین اُن اعمال سے جو دلی اور جسمانی ہوں بدون اسکے کہ کسیطرح کا فتور اور قصور ہو بعد اس کے ان چارون کی تکمیل کیلئے یہ استعانت دوسری چار چیزون سے کی جاسکے

جن سے اُنکی تمامی اور قوام ہے اور وہ یہ ہین قلت کلام اور قلت طعام اور قلت مقام اور لوگون سے علیحدہ رہنا اور علماے زاہد اور مشائخ نے اسپر اتفاق کیا ہے کہ ان چارون سے مقامات مستقر اور احوال مستقیم ہوتے ہین اور اُنھین کے ذریعہ سے بتائید الہی اور اُسکے حسن توفیق سے ابدال ہوگئے اور بیان واضح کے ساتھ ہم کہتے ہین کہ تمام مقامات اُنھین کی صحت کے اندر مندرج ہین اور جو اُن سے کامیاب ہوا وہ سب مقامات مین کامیاب ہوا اُنمین سے اول بعد ایمان کے توبہ ہے اور وہ اپنی صحت کی ابتدا مین احوال کی محتاج ہے اور جب وہ صحیح ہوگئی تو مقامات اور احوال پر مشتمل ہوگی اور اُسکے آغاز مین وجدان زاجر کا ہونا ضرور ہے اور وجدان زاجر کا ایک حال ہے اسواسطے کہ وہ ایک بخشش اللہ تعالے کی طرف سے اس بنا پر کہ یہ بات ثابت ہے کہ احوال مواہب اور عطیات ہین اور حال زجر توبہ کی کنجی اور اُسکا مبدا ہے۔ ایک شخص نے بشر حافی سے کہا کیا ہے کہ مین تجھے اندوہگین دیکھتا ہون کہا سبب یہ ہے کہ مین گمراہ مطلوب ہون رستہ مین نے مفقود اور گم کردیا اور مین اسکا مطلوب ہون اور جو یہ ظاہر ہوتا کہ مقصد کی طرف رستہ کہان ہے تو مین طلب کرتا مگر غفلت کی غنودگی نے آن لیا اور مجھے اُس سے رہائی نہین مگر یہ کہ مین جر کیا جاؤن اور مجھ پر زجر کا اثر پڑے۔ اور اصمعی نے کہا مین نے ایک اعرابی کو بصرہ مین دیکھا کہ وہ آنکھون کی بیماری کا شاکی تھا اور پانی آنکھین سے بہتا تھا سو مین نے اُس سے کہا کیون اپنی آنکھین نہین پونچھتا تو کہا اسواسطے کہ طبیب نے مجھے زجر کیا ہے اور خیر اُس شخص مین نہین ہے جو منزجر ہو نیس باطن مین زاجر حال ہے کہ اللہ تعالے عطا کرتا ہے اور تائب کو اُسکی موجودگی سے چارہ نہین ہے پھر انزجار کے بعد بندہ انتباہ کا حال پاتا ہے۔ بعضے علمانے

کہا ہے کہ جسنے حوادث کے مطالعہ کو اپنے ذمہ لازم کر لیا تو وہ آگاہ ہوا۔ ابویزید
علامہ رحمہ نے کہا ہے کہ علامت انتباہ کی پانچ ہین جب وہ اپنے نفس کو یاد
کرے تو محتاجی اور درویشی کرے اور جب وہ اپنے گناہون کو یاد کرے تو
استغفار کرے اور جب دنیا یاد آوے تو عبرت حاصل کرے اور جب
آخرت کو یاد کرے تو خوش ہو اور جب مولے یاد آوے تو افتخار کرے۔
اور بعض علمانے کہا ہے کہ انتباہ اور بیداری دلالتہائے خیر کا آغاز ہے
جبکہ بندہ اپنے خواب غفلت سے چونکے تو یہ چوکاہٹ اُسکو بیداری تک
پہونچاتی ہے اور جب وہ بیدار ہوا تو اُسکو بیداری طلب سیدھے طریق
پر لازم کرتی ہے پھر وہ طلب کرتا ہے اور جبکہ اُسنے طلب کی جانا جاتا ہے
کہ غیر سبیل حق پر ہے پھر وہ حق کو طلب کرتا ہے اور در توبہ کی جانب پھرتا ہے
بعدازان اُسکے انتباہ سے حال بیداری عطا ہوتا ہے فارس کا قول ہے کہ
سب احوال ادنی اور اکمل مین بیداری اور اعتبار ہے۔ اور بعضون نے کہا ہے
کہ بیداری حفظ طریق کی بعد مشاہدہ سبیل نجات کے ظاہر ہوتی ہے۔ اور بعض نے
کہا جب بیداری پوری اور صحیح ہوگئی تو بیدار آدمی طریق توبہ کی
ابتدا مین ہوگا۔ اور بعضون کا قول ہے کہ بیداری مولی کی طرف سے ڈرنے
والون کے قلوب کے لیے ایک قصد ہے جو اُنکو توبہ کی طلب پر راہ دکھلاتا
ہے پھر جب کہ اُسکی بیداری کامل ہوئی تو اُسکے ذریعہ سے وہ مقام
توبہ کو پہونچتا ہے سو یہ تین احوال ہین کہ مقدم توبہ ہین بعدازان توبہ اپنی
استقامت مین محاسبہ کی محتاج ہے اور توبہ مستقیم بغیر محاسبہ کے نہین
ہوتی۔ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اپنے
نفوس کا محاسبہ کرو قبل اسکے کہ تم سے حساب لیا جائے اور اُنکا وزن کرو

قبل اسکے کہ تم وزن کیے جاؤ اور اللہ تعالےٰ کے سامنے بڑے جائزہ کیلئے آراستہ رہو جبدن کہ تم عرض کیے جاؤ گے کوئی پوشیدہ بات تم سے چھپی نہ رہے گی پس محاسبہ حفظ انفاس اور ضبط حواس اور رعایت اوقات اور ایثار مہمات کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور بندہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسپر رات دن میں پانچ نمازیں اپنی رحمت سے واجب کی ہیں اس وجہ سے کہ حق سبحانہ وتعالےٰ اپنے بندہ کو جانتا ہے اور بندہ پر غفلت غالب ہے تاکہ ہوئی اُسکو اپنا غلام نہ بنائے اور دنیا اُسکو بردہ اپنا نہ کرے پس پانچوں وقت کی نماز ایک زنجیر ہے کہ نفوس کو حق عبودیت کے ادا کیلئے مقامات عبودیت کی طرف کھینچتی ہے اور بندہ حسن محاسبہ سے نگہداشت اپنے نفس کی ایک نماز سے دوسری نماز تک کرتا ہے اور شیطان کے راستوں کو حسن محاسبہ اور رعایت سے بند کرتا ہے اور نماز میں کبھی داخل نہو مگر جبکہ حسن توبہ اور استغفار کے ساتھ دل سے گرہ کو نہ کھولے ہواسطے کہ ہر ایک کلمہ اور ہر ایک حرکت جو خلاف شرع ہو ایک نکتہ سیاہی کا قلب میں پیدا کرتا ہے اور اسپر ایک گرہ لگتی ہے اور متلاشی محاسب باطن کو نماز کے لیے آمادہ ضبط اعضا وجوارح رکھتا ہے اور مقام محاسبہ کی تحقیق کرتا ہے سو اُسوقت اُسکی نماز میں نور ہوگا جو اُسکے وقت کے اجزا پر دوسری نماز تک چمکتا رہے گا پھر ہمیشہ اُسکی نماز خوب روشن اُسکے وقت کے نور سے رہتی ہے اور اُسکا وقت منور معمور اُسکی نماز کے نور سے رہتا ہے اور ایک محاسبہ کرنے والا نمازوں کو ایک کاغذ میں لکھا کرتا اور ہر ایک دو وقتہ نماز کے درمیان سفید جگہ چھوڑ دیتا اور جب کبھی کوئی نہا کلمہ رغیبت کی دوسرے امر سے سرزد ہوتی تو ایک خط کھینچ دیا کرتا او

جب کبھی کوئی کلام یا حرکت بے معنی کا ارتکاب کرتا تو سہین ایک نقطہ سفید جگہ
مین لگا دیتا تاکہ اپنے گناہ اور اپنے حرکات لایعنی سے عبرت حاصل کرے
اور اُس محاسبہ کے ذریعہ سے گذرگاہ شیطان اور راستے نفس امارہ کے بوجہ
مقام صدق جو اُسے حُسن اعتقاد مین اور بباعث حرص سے جو اسے مقام
عباد کی تحقیق پر تھے تنگ کرتا تھا اور یہ مقام محاسبہ اور نگہداشت کا ہے کہ
ضرورت صحت توبہ سے واجب ہوتا ہے۔ جنید کا قول ہے کہ جس شخص کی نگہداشت
اچھی ہوئی اُسکی ولایت ہمیشہ کو رہی۔ اور واسطی سے پوچھا کہ اعمال سے
کونسا عمل افضل ہے کہا اس او محاسبہ کی نگہداشت ظاہر مین اور مراقبہ کی
باطن مین ہے اور ایک دوسرے سے کمال کو پہونچتا ہے اور ان دونون سے
توبہ مستقیم ہوتی ہے اور مراقبہ اور نگہداشت دو حال شریف ہین اور وہ دونون
مقام شریف ہوجاتے ہین کہ وہ صحیح مقام توبہ کی صحت سے ہوتے ہین اور
توبہ مستقیم کامل اُنکے ذریعہ سے ہوجاتی ہے پس محاسبہ اور مراقبہ اور رعایت
مقام توبہ کی ضرورت سے ہے حسن فارسی نے کہا کہ مین نے جریری کو سُنا
ہے کہ لکھتا تھا ہمارا یہ امر دو فصل پر مبنی ہے اور وہ یہ ہے کہ تو اللہ تعالے کے
واسطے اپنے نفس پر مراقبہ کو لازم پکڑے اور علم تیرے ظاہر پر قائم ہو۔ اور جس نے
کہا ہے کہ مراقبہ مراعات اور نگہداشت سر کی ملاحظہ حق کے لیے ہر ایک نظر اور
لفظ مین ہے اللہ تعالے نے فرمایا ہے اَمَن ھو قائم علی کل نفس بما کسبت یعنی کیا
اچھا وہ شخص کہ جو قائم ہے ہر نفس کے ساتھ اُس چیز کے کہ اُسنے کمایا اور یہی
علم قیام ہے اور اسی سے علم حال اور معرفت زیادت و نقصان پورا ہوتا ہے
اور وہ یہ ہے کہ بندہ معیار اپنے حال کی جانے جو اُسکے اور اللہ کے درمیان
ہے اور یہ سب کچھ صحت توبہ کے لازم ہے اور صحت توبہ اُنکی لازم ہے اسواسطے کہ

خواطر عزائم اور قصدوں کے مقدمات ہین اور عزائم اعمال کے مقدمات ہین
اسواسطے کہ خواطر ثبوت اور تحقق ارادہ قلب ہے اور قلب اعضا کا حاکم ہے
اور اعضا جنبش نہین کرتے مگر اُسوقت کہ قلب ارادہ کے ساتھ جنبش کرے
اور مراقبہ سے خاطر ردی کے ادے منقطع ہوتے ہین تو مراقبہ کی تکمیل سے توبہ
کی تکمیل ہوگئی اسواسطے کہ جب خواطر کو روکا تو وہ اعضا و جوارح کے احتیاج کو
کافی ہو اسواسطے کہ مراقبہ سے مکروہات کے ارادہ کی رگین قلب سے جڑ تک
اکھڑ جاتی ہین اور محاسبہ سے تدارک اُسکا ہوتا ہو جو مراقبہ سے اُچٹ کر گرتا ہو
ابو عثمان سے منقول ہو کہ وہ کہتا تھا جو چیزین انسان کو اس طریق مین لازم ہین
ہم نہین افضل محاسبہ اور مراقبہ اور عمل کی سیاست علم سے ہے اور ہرگاہ توبہ
صحیح ہوئی تو انابت یعنی رجوع الی اللہ صحیح ہوگی۔ ابراہیم ابن ادہم نے کہا
ہے جب کہ بندہ اپنی توبہ مین سچا ہوتا ہو تو وہ منیب ہو جاتا ہو اسواسطے کہ
انابت دوسرا درجہ توبہ کا ہو۔ اور ابو سعید قرشی نے کہا ہو کہ منیب وہ
شخص ہے کہ جو بازگشت کرنے والا اللہ کی طرف ہر ایک شئے سے ہو کہ اُسکو
اللہ تعالے سے غافل کرے اور بعض علما نے کہا ہو کہ انابت رجوع اور بازگشت
اُس سے اُسی کیطرف ہے نہ کسی دوسری شئے سے جو اُسکے غیر ہو پس جس شخص نے
اُسکے غیر سے اُسکی طرف رجوع کی تو اُسنے انابت کے طرفین سے ایک
طرف کو تباہ اور ضائع کیا اور فی الحقیقت منیب وہ شخص ہو جسکا مرجع اُسکے
ماسوا نہین اُسکی طرف اُسکی رجوع سے پھرتا ہو بعد ازان اُسکی رجوع کی رجوع
سے رجوع کرتا ہو سو ایک پیکر باقی رہ جاتا ہو جسکا کوئی وصف اللہ تعالے
کے سامنے قائم نہین عین جمع مین مستغرق ہو اور نفس کی مخالفت اور
عیوب افعال کی دید اور مجاہدہ یہ سب رعایت اور مراقبہ کی تحقیق سے

متحقق ہوتے ہین آبو سلیمان نے کہا ہر کہ مین نے اپنے نفس سے کوئی نہین اچھا جانا
کہ اُس سے اُمید ثواب رکھون ابوعبداللہ سنجری نے کہا جسنے کوئی چیز اپنے
احوال سے حال ارادت مین اچھی جانی اُسپر ارادت اُسکی فاسد اور تباہ ہوگئی
مگر یہ کہ وہ رجوع اُسکی ابتدا کی طرف کرے اور اپنے نفس کو دوبارہ ریاضت
اور مجاہدہ مین ڈالے اور جس شخص نے اپنے نفس کو ان باتوں مین جو اسکے نفع اور
نقصان کی ہون میزان صدق مین نہین تولا تو وہ مردون کے درجہ کو نہین پہونچا
اور افعال کے عیبون کو دیکھنا صحت انابت کی ضرورت سے ہر اُس حال مین
کہ وہ مقام توبہ کی تحقیق مین ہے اور توبہ کی استقامت بغیر صدق مجاہدہ کے
نہین اور نہ مجاہدہ مین بندہ صادق ہر مگر جب اُسکو صبر حاصل ہو۔ اور
فضالہ ابن عبید نے روایت کی ہر کہا مین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو سُنا کہ فرماتے تھے مجاہدہ وہ ہر جس نے جہاد اپنے نفس پر کیا اور
یہ نہین پورا ہوتا مگر صبر سے اور فضل سب صبرون مین صبر علی اللہ ہر کہ ہمت
اور ارادہ کو اُسپر روکے اور دل سے اُسکے لیے صدق مراقبہ کرے اور
خطرات کے مادون کو بیخ و بُن سے اکھیڑ ڈالے اور صبر منقسم فرض اور فضل مین ہے
سو فرض مثل اسکے کہ صبر ادا ے مفترضات پر اور صبر محرمات سے ہو اور جو
صبر کہ فضل ہر ازان جملہ صبر علی الفقر ہر اور صبر جو وقت صدمہ دل اور جفاے
مصائب ودرد و ترک شکوہ کے ہو اور صبر اخفاے فقر پر اور صبر اخفاے
عطا و کرامات اور مشاہدہ قدرا ور آیات پر ہے اور وجوہ صبر فرضًا اور فضلًا
بہت ہین اور خلق اللہ سے بہت لوگ ایسے ہین جو اُن اقسام کے صبر کے ساتھ
قائم رہتے ہین اور صبر علی اللہ سے صحت مراقبہ اور نگہداشت اور نفی خواطر
کے لزوم کے ساتھ تنگ آتے ہین تو اب حقیقت صبر کی توبہ مین ایسی ہی موجود ہر

جیسے توبہ مین مراقبہ حاصل ہو اور صبر اہل الیقین کے بزرگ ترین مقامات
سے ہے اور حقیقت توبہ مین داخل ہو۔ بعضے علمانے کہا ہو کہ کون شی افضل
صبر سے ہو اور آئندہ اسکا ذکر اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام مین کچھ اوپر نوّے جگہ
فرمایا ہو اور کسی شی کا ذکر اس عدد کے ساتھ نہین کیا اور صحت توبہ حاوی
تمام صبر کو ساتھ اُسکے شرف کے ہے اور صبر مین سے ایک صبر نعمت پر ہو
اور وہ یہ ہو کہ نعمت کو معصیت آلہی مین صرف نہ کرے اور یہ بھی صحت توبہ مین
داخل ہو۔ اور سہل بن عبداللہ کہا کرتے کہ صبر عافیت صبر علی البلاء سے
سخت تر ہو۔ اور بعضے صحابہ سے مروی ہو کہ ہم سختی اور گزند مین آزمائے گئے
تو ہم نے صبر کیا اور ہم نفع کے ساتھ امتحان کیے گئے تو ہم نے صبر نہ کیا اور صبر
کے اندر نگہداشت راست رائے کی ہو جو رضا و غضب مین ہو اور صبر لوگون
کی تعریف سے اور صبر گمنامی پر اور تواضع اور مذلت زہد مین داخل ہین
اگرچہ توبہ مین داخل نہ ہون۔ اور صبر کی حقیقت نفس کی طمانینت سے ظاہر
ہوتی ہو اور طمانینت اُسکی اُسکے تزکیہ سے ہے اور تزکیہ اُسکا توبہ سے ہے
سو جب نفس توبہ نصوح سے پاک ہوا تو اُسکی طبعی بدخوئی زائل ہوگئی اور
بے صبری اور انکار و سرکشی کی طلب نفس کی بدخوئی سے ہو اور توبہ نصوح
نفس کو ملائم کرتی ہے اور اُسکو تعنت اور کج خلقی سے نرمی کی طرف
نکال لاتی ہو اسواسطے کہ محاسبہ اور مراقبہ سے نفس صفائی پاتا ہو اور اُسکی
آتش جو متابعت نفس سے بھڑکتی ہے بجھ جاتی ہے اور نفس اپنی طمانینت کے
ساتھ محل رضا اور مقام رضا کو پہونچتا ہو اور قضا و قدر کے مقام جریان
مین تسلی اور اطمینان پاتا ہو۔ ابو عبداللہ بناحی نے کہا ہو کہ اللہ کے بندے
ایسے بہت ہین جو صبر کرنے سے شرماتے ہین اور مقدرات آلہی کے مواقع کو

جب سے لیتے ہین۔ اور عمر بن عبدالعزیز کہا کرتے کہ صبح مجھے ہوئی اور مجھے کوئی خوشی بجز مواقع قضا کے نہین ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا ابن عباس سے جب کہ اُسے وصیت کرتے تھے کہ اللہ کے واسطے یقین کے ساتھ رضا مین عمل کر پھر اگر یہ نہ ہو تو صبر مین بڑی خیریت اور بھلائی ہے۔ اور حدیث مین وارد ہے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ بہتر بخشش جو آدمی کو عطا کی گئی وہ رضامندی اُسپر ہے جو اللہ تعالے نے اُسکی قسمت مین رکھا ہے سو فضیلت رضا مین اخبار اور آثار اور حکایات اس قدر ہین کہ شمار مین نہین آتے اور رضا توبہ خالص کا ثمرہ ہے اور کوئی بندہ رضا سے نہین پھرتا الا جو کہ توبہ نصوح سے پھر جائے تو اب توبہ نصوح مین حال صبر اور مقام صبر اور حال رضا و مقام رضا سب جمع ہین اور خوف و رجا دو مقام مقامات اہل یقین سے شریف ہین اور وہ دونون توبہ نصوح کی نسبت مین ہین اسواسطے کہ اُسکے خوف نے توبہ پر اُسے برانگیختہ کیا ہے اور اگر اُس کا خوف نہ ہوتا تو وہ توبہ نہ کرتا اور اگر اُسکی رجا نہ ہوتی تو وہ خوف نہ کرتا پس رجا اور خوف قلب مومن مین ایک دوسرے کو لازم ہین اور تائب مستقیم کے لیے خوف و رجا دونون معتدل ہو جاتے ہین۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس آئے اور وہ حالت نزع مین تھا آپ نے فرمایا تو اپنے تئین کیسا پاتا ہے کہا کہ مین اپنے تئین پاتا ہون کہ اپنے گناہون سے ڈرتا ہون اور اپنے پروردگار کی رحمت کی امید رکھتا ہون تو آپ نے فرمایا کہ اس موقع پر کسی بندہ کے قلب مین یہ دونون خوف و رجا جمع نہین ہوتے مگر یہ کہ اللہ تعالے نے اُسے عطا کیا جسکی اُمید اُسنے کی اور اُس کو پناہ دی اُن چیزون سے کہ جن سے

وہ ڈرتا ہے اور اس قول اللہ تعالیٰ کی تفسیر مین آیا ہے ولا تلقوا بایدیکم
الی التهلکة کہ وہ بندہ ہے جو گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے بعد ازان کہے کہ مین
ہلاک ہو گیا کوئی عمل مجھے فائدہ نہین کرتا پس تائب نے خوف کیا پھر
توبہ کی اور مغفرت اور بخشش کی رجا اور امید کی اور تائب تائب نہین ہوتا
مگر اسوقت کہ وہ ڈرتا اور اُمید کرتا ہو اسکے بعد تائب نے جبکہ عضا و جوارح
کو مکروہات سے روکا اور اللہ کی نعمتون سے طاعت الٰہی پر مدد مانگی تو
حقیقت مین اُسنے نعمت الٰہی کا شکر ادا کیا اسواسطے کہ ہر ایک عضو عضا
سے ایک نعمت ہے اور شکر اُسکا معصیت سے اُسکا روکنا اور طاعت
مین اُسکا استعمال کرنا ہے اور نعمت کا شکر گزار کون ہے جو تائب مستقیم سے
بڑھکر ہو سو جبکہ مقام توبہ مین یہ سب مقامات جمع ہو گئے تو مقام توبہ مین
حال زجر اور حال انتباہ اور حال تیقظ اور مخالفت نفس اور تقوے اور
مجاہدہ اور عیوب افعال کی دید و انابت و صبر و رضا و محاسبہ و مراقبہ
اور رعایت و شکر و خوف و رجا سب فراہم آ گئے اور جب کہ توبہ نصوح
صحیح ہو گئی اور نفس پاکیزہ ہو گیا تو آئینہ دل روشن ہوا اور دُنیا کی بُرائی
اُسمین ظاہر ہو گئی تو زہد حاصل ہوگا اور زہد مین توکل متحقق ہوگا اسواسطے
کہ موجود مین بے رغبتی اُسی وقت ہوتی ہے جب کہ اُسے اعتماد اشیائے
موعودہ پر ہو اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے ساتھ قرار پاوے وریہ عین
توکل ہے اور جس قدر کہ بندہ مین بقیہ کل مقامات کا تحقق بعد توبہ رہ گیا
تو دُنیا کے زہد سے اُسکا تدارک ہو جاتا ہے اور وہ چار چیزون مین کی
تیسری چیز ہے۔ عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے کہا آئے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے سو زیارت شروع فاطمہ رضی اللہ عنہا سے

کی سو دیکھا اُسے کہ گھر مین ایک پردہ لٹکا یا تھا اور کنگن ہاتھون مین تھے جب آپ نے یہ دیکھا تو اُلٹے پھر آئے اور گھر کے اندر نہ گئے پھر آپ بیٹھے اور زمین کریدنے لگے اور فرماتے تھے مجھے دُنیا سے کیا کام ہو مجھے دنیا سے کیا کام؟ سو فاطمہ رضہ نے دیکھا کہ آپ اُلٹے پردہ کے سبب واپس چلے گئے تب وہ پردہ اور کنگن سے کر بلال رضہ کے ہاتھون بھیجا اور اُس سے کہا لے جا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ سے عرض کر کہ مین نے اُسے صدقہ کیا اور جہان آپ چاہین وہان رکھین سو بلال رضہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر آئے اور عرض کی کہ فاطمہ رضہ نے کہا ہو مین نے اسے صدقہ کیا جہان آپ چاہین اُسے رکھین اُسپر حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بابی وامی قد فعلت بابی وامی قد فعلت اذہب فبعہ یعنی مجھے مان باپ کی قسم ہو کہ بیشک اُسنے خیرات کی ہو جا اور اُسے بیچ ڈال اور بعضون نے کہا ہو اس آیت کی تفسیر مین انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لہا لنبلوہم ایہم احسن عملا یعنی البتہ ہم نے کیا جو کچھ اوپر زمین کے ہے وہ زمین کے واسطے زینت ہو البتہ ہم انکو آزماتے ہین کہ کون اُنمین کا اچھے عمل کا ہے مراد اس سے دُنیا مین زہد یعنے بے رغبتی ہے۔ امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے لوگون نے سوال کیا کہ زہد کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ تو پروا اسکی نہ کرے کہ دُنیا کو جسنے کھایا وہ مومن تھا یا کافر تھا۔ اور شبلی رح سے زہد کا سوال کیا تو کہا افسوس پر پشہ کی کیا مقدار ہو جسمین کوئی زہد کرے۔ اور ابو بکر واسطی نے کہا کب تک گھور سے کے چھوڑنے کے ساتھ تو حملہ کرے گا اور کب تک روگردانی کا ارادہ ان چیزون سے ہے گا جنکا وزن اللہ تعالیٰ کے نزدیک پر پشہ کے برابر نہین ہے پس جب کہ بندہ کا زہد صحیح ہوا تو توکل بھی اسکا صحیح ہو گیا سو واسطے کہ اُسکے

بعد توکل نے اُسے قادر کردیا ہے اُسپر کہ موجود اشیا مین وہ رغبت کم کرے پس
جو شخص کہ توبہ مین مستقیم ہوا اور دنیا مین اُسنے بے رغبتی کی اور ان دونون مقامات
کو ثابت اور متحقق کیا تو اُسنے تمام مقامات کو پورا حاصل کیا اور وہین متمکن
اور اُنکے ساتھ متحقق ہوا اور توبہ کے مراقبہ کے ساتھ ترتیب اور ایک کا دوسرے
کے ساتھ ارتباط یہ ہے کہ بندہ توبہ کرے پھر توبہ مین مستقیم ہوجائے یہانتک کہ
اسکے ذمہ بائین طرف کا فرشتہ کچھ نہ لکھے بعد ازان جب کہ معصیت سے جوارح
کو پاک کرچکے تو اُس سے ترقی اُسپر کرے کہ جوارح کو لایعنی باتون سے پاک کرے
اور اُسوقت نہ کوئی کلمہ فضول کہے اور نہ کوئی کام فضول کرے ازان بعد
رعایت اور محاسبہ کے لیے ظاہر سے باطن کی طرف جاوے اور مراقبہ باطن
پر غالب آوے اور وہ یہ ہے کہ اپنے باطن سے گناہ کے خطرے اُسکے
بعد خطرات فضول کے دور کرنے کا علم قیام توبہ کے ساتھ متحقق ہوتا ہے
پھر جب کہ رعایت خطرات پر متمکن ہوا تو ارکان وجوارح کی مخالفت سے
محفوظ رہا اور توبہ اسکی مستقیم ہوئی - خدائے تعالےٰ نے اپنے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو فرمایا ہے کہ فاستقم کما امرت یعنی تو مستقیم ہو جیسا کہ تو حکم کیا گیا ہے
اور جسنے ساتھ تیرے توبہ کی اللہ تعالےٰ نے نبی علیہ السلام کو توبہ مین مقام
کا حکم دیا اُنکے لیے اور اُنکے پیرون اور اُنکی اُمت کے لیے حکم دیا - اور بعضون
نے کہا ہے کہ مرید مرید نہین ہوتا تا آنکہ بائین طرف کا فرشتہ بیس سال اُسکے
ذمہ کوئی چیز نہ لکھے اور اُس سے وجود عصمت لازم نہین آتا مگر سچا توبہ
کرنے والا شاذ ونادر جب کسی گناہ مین مبتلا ہوجائے تو اُسکے باطن سے
گناہ کا نشان تھوڑی دیر مین مٹ جاتا ہے اسواسطے کہ اُسپر ندامت اُسکے
باطن مین موجود ہے اور ندامت توبہ ہے تو بائین طرف کا فرشتہ کوئی چیز

اُسکے ذمہ نہین لکھتا اور جب کہ توبہ نصوح کی اور پھر دنیا کی طرف اُس نے بے رغبتی کی یہان تک کہ صبح کو رات کے لیے کچھ اہتمام نہین کرتا اور نہ رات کے وقت صبح کی فکر کرتا ہو اور نہ اُسکی رائے ہے کہ کبھی ذخیرہ جمع کرے اور نہ کسی ارادہ کا تعلق اُسے دوسرے دن کے لیے ہو تو ہر آئنہ اُسنے اس زہد اور فقر کا اجتماع کر دیا اور زہد فقر سے افضل ہے اور وہ فقر سے زیادہ اور بیش ہو اسواسطے کہ فقیر مجبورًا کوئی شی نہین رکھتا اور زاہد مختارانہ تارک ہر شی کا ہو اور زہد اُسکا توکل کو اُسکے ثابت کرتا ہو اور توکل اُسکا اُسکی رضا ثابت کرتا ہو اور رضا اُسکے صبر کو اور صبر اُسکا حبس نفس اور صدق مجاہدہ کو ثابت کرتا ہو اور اللہ کے لیے حبس نفس اُسکے خوف کو اور خوف اُس کا اُسکی رجا کو متحقق کرتا ہو اور زہد و توبہ سے کل مقامات جمع ہو جاتے ہین اور جب کہ زہد و توبہ ایمان کی صحت اور اُسکے عقود و شروط کے ساتھ یکجا ہوئی تو یہ تینون حاجتمند چوتھی چیز کے ہونگے جسکے ساتھ ان سب کی تکمیل ہو اور وہ دوام عمل ہے اسواسطے کہ احوال عالیہ سے بعض ان تین سے منکشف ہوتے ہین اور بعض احوال کا میسر آنا چوتھی کے وجود پر جو دوام عمل ہے منحصر ہے اور بہت سے زاہد جو زہد کے ساتھ متحقق اور توبہ مین مستقیم ہین اکثر احوال عالیہ سے بھٹک گئے ہین اس سبب سے کہ وہ اس چوتھی سے بھٹک گئے اور دُنیا مین زہد سے کوئی مقصود اسکے سوا نہین ہو کہ نہایت فراغ حاصل ہو جس سے مدد دوام عمل للہ کی طلب کیجاتی ہے اور عمل للہ یہ ہے کہ بندہ ہمیشہ ذکر کرے یا تلاوت کرے یا نماز یا مراقبہ کرتا رہے کہ اس سے کوئی شی بجز واجب شرعی علیحدہ نہ کرے یا کوئی ضرورت نیسی [illegible] طبعی جس سے چارہ نہین پھر جبکہ عمل الہی قلب پر استیلا پاوے اس شغل

کے ساتھ کہ اُسکی طرف حکم شرعی پہونچا دیا ہو تو باطن اُسکا عمل سے پراگندہ
نہ ہوگا پھر جبکہ زہد و تقوے کے ساتھ متمسک دوام عمل سے ہوگا تو مرآتِ
فضل اور وہ چیز جو عبودیت مین مقرون بعد کرے مکمل ہو گئی - ابوبکر
دراق نے کہا ہو کہ جو شخص عبودیت کے سایہ نیچے سے نکلجائے اُسکے ساتھ
معاملہ وہ کیا جائے جو غلام گریزپا سے کیا جاتا ہو - اور سہل بن عبداللہ تستری
سے سوال کیا گیا کہ وہ کونسی منزلت ہو کہ بندہ اُسکے ساتھ قیام کرے
تو عبودیت کے مقام مین کھڑا ہو کہا جب کہ تدبیر اور اختیار کو چھوڑ دے
جب کہ بندہ توبہ اور زہد اور دوام عمل اللہ کے ساتھ متحقق ہو تو اُسکا وقت
سو جو وقت آیندہ سے مستغنے کر دیتا ہو اور وہ اُس مقام کو پہونچتا ہو جسمین
تدبیر اور اختیار کا ترک ہو بعد ازان اِس درجہ کو پہونچتا ہو کہ وہ اختیار کا
مالک ہو اور اختیار اُسکا اختیار اللہ تعالے سے ہو جاتا ہو کہ ہوائے اُسکی
زائل ہو گئی اور مادۂ جہل اُسکے باطن سے دور اور علم اُسکو بوفور ہو گیا یحیے
بن معاذ رازی نے کہا ہو جب تک کہ بندہ تعرف اور عرفان مین متکلف ہوتا
ہے اُسے کہا جاتا ہو کہ با اختیار نہ ہو یہان تک کہ وہ عارف ہو جائے اور جب
اُسے معرفت کا حصول ہوا اور وہ خود عارف ہو گیا تو اُسسے کہا جاتا ہے کہ
چاہے تو ما صاحب اختیار ہو اور چاہے بے اختیار ہو اسواسطے کہ تو اگر صاحب
اختیار ہوگا تو ہمارے اختیار سے مختار ہوا اور جو ترک اختیار کیا تو ہمارے
اختیار سے تو نے ترک اختیار کیا پس درحقیقت تو اختیار اور ترک اختیار مین
ہمارے ساتھ ہو اور بندہ اس مقام عالی اور اس نادر الوجود حال کے ساتھ
بوغایت اور نہایت ہے اور وہ یہ ہو کہ ترک تدبیر اور اختیار سے نکل جانے
کے بعد مالک اختیار ہو جائے متحقق نہین ہوتا مگر اُس حالت مین کہ ان

چارون کو جنکا ہم نے بیان کیا ہی خوب مضبوط اور مستحکم نہ کرے اسواسطے کہ
ترک تدبیر فنا ہی اور تدبیر واختیار کا مالک ہونا اللہ تعالی اکی طرف سے
اپنے بندہ کے لیے ہے اور اُسکو اختیار کی طرف بغیر تصرف باعث ہے
اور وہی مقام بقا ہی اور وہ نکل آنا اس وجود سے ہے جو بندہ کے ساتھ تھا
اور اُس وجود کیطرف چلے آنا جو حق کے ساتھ ہوجاتا ہی اور یہ وہ بندہ ہے
جسمین ایک ذرہ بھی کج روی سے باقی نہ رہا اور عبودیت مین اُسکا ظاہر
اور باطن مستقیم ہوگیا اور علم وعمل نے اُسکے ظاہر اور باطن کو آباد کردیا اور
بارگاہ قرب الٰہی مین اللہ عز وجل کے سامنے بالذات متوطن ہوگیا اور
حالت اُسکی یہ کہ عجز وافتقار مین بچہ مارے ہوے ہی اور اس قول رسول
مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متحقق ہی لاتکلنی الی نفسی طرفۃ عین
فاہلک ولاالی احد من خلقک فاضیع اکلأنی کلاءۃ الولید ولاتخل عنی یعنی
مت سونپ تو مجھے طرف نفس میرے کے ایک پلک مارنے تک تو مین ہلاک
ہوجاؤن اور نہ طرف کسی کے خلق اپنی سے بس ضائع ہون نگاہ رکھ
مجھے جس طرح بچے کو نگاہ رکھتے ہین اور مجھے اکیلا مت چھوڑ ـ

ساٹھوان باب اشارات مشائخ کے بیان مین جو ترتیب وار مقامات مین ہی حضرات صوفیہ کا قول توبہ مین

ردیم نے کہا ہی کہ توبہ کے معنی یہ ہین کہ توبہ سے توبہ کرے بعضون نے کہا
ہے کہ معنی اسکے قول رابعہ ہے استغفر اللہ العظیم من قلۃ صدقی فی قولی
استغفر اللہ یعنی بخشش مانگتا ہون اللہ بزرگ سے کمی صدق اپنے سے
قول بیچ مین بخشش مانگتا ہون اللہ سے حسن مغازلی سے سوال توبہ سے کیا گیا

تو کہا کہ تم مجھ سے سوال توبۂ انابت کی بابت کرتے ہو یا توبۂ استجابت سے
اسپر سائل نے کہا کہ توبۂ انابت کیا چیز ہو تو کہا یہ ہو کہ اللہ عزوجل سے تو ڈرے
اس وجہ سے کہ تیرے اوپر اُسکو بہت بڑی قدرت ہو کہا پھر توبۂ استجابت
کیا ہو کہا وہ ہو کہ تو اللہ سے شرمائے اس وجہ سے کہ اُسکو تجھ سے قرب ہے
اور یہ توبۂ استجابت جسکا ذکر اُسنے کیا جب کہ بندہ اُسکے ساتھ متحقق ہو تو وہ
بسا اوقات اپنی نماز میں ہر ایک خطرہ سے جو اللہ تعالے کے سوا نازل ہوتا
ہو اس سے توبہ اور استغفار اللہ تعالے کے ساتھ کرتا ہو اور یہ توبہ استجابت
اہل قرب کی باطنون کے لیے لازم ہو جیسا کہ کہا گیا ہے مصرع

وجودک ذنب لایقاس بہ ذنب

ترجمہ

ہستی تری گناہ ہو ایسا کہ اُسکے ساتھ	ہوتا نہین قیاس کسی بے گناہ کا

ذوالنون نے کہا ہو کہ عوام کی توبہ گناہون سے ہو اور خواص کی غفلت سے
اور انبیا کی توبہ اُس سے کہ وہ اپنے تئین اورون کے مراتب پر پہونچنے کے
عجز سے جسکو وہ پہونچتے ہین۔ ابو محمد سہل سے سوال کیا گیا کہ ایسے شخص کے
حق مین آپ کیا کہتے ہین جسنے ایک چیز سے توبہ کی اور اُسکو چھوڑ دیا بعد اُسکے
وہ شے اُسکے دل مین مخطور ہوئی تا وہ اُسکو دیکھتا ہو یا اُسکو سنتا ہو اور حلاوت
اُسکی پاتا ہو فرمایا کہ حلاوت طبیعت بشری ہو اور طبیعت سے چارہ نہین ہے
اور اُسکے لیے کوئی حیلہ اُسکے سوا نہین ہو کہ وہ اپنے قلب کو اپنے مالک کیطرف
شکوہ کے ساتھ رفع کرے اور اُسکو اپنے قلب کے ساتھ انکار کرے اور اپنے
نفس پر انکار لازم کرے اور اُس سے علیحدہ نہو اور اللہ تعالے سے دُعا
مانگے کہ اُسکو بھلا دے دوسری چیز اُسکے ذکر اور طاعت کے سوا جو ہو کہا اور اگر

ایک لمحہ انکار سے غافل ہوا تو مجھے ڈر ہے کہ وہ محفوظ نہ رہے اور حلاوت کا عمل اُسکے قلب مین ہو لیکن حلاوت پانے پر وہ قلب پر انکار لازم کرے اور غمگین ہو تو نہ اُس شخص کو ضرر نہ پہونچائے گا۔ اور یہ جو سہل نے کہا ہر ایک طالب صادق کے لیے جو اپنی توبہ کی صحت چاہتا ہے کافی اور وافی ہے اور جو عارف کہ قوی حال ہے وہ اپنے باطن سے حلاوت کے دور کرنے پر متمکن ہے اور یہ اسپر آسان ہے اور اُسکی سہولت کے اسباب عارف کے لیے انواع و اقسام کے ہین اور حال یہ ہے کہ جسکے قلب مین خاص اللہ کی محبت کی حلاوت بیٹھ گئی جو صفائی مشاہدہ اور یقین خالص سے ہے تو پھر کونسی حلاوت ہے جو اُسکے قلب مین باقی رہے گی اور ہوی کا مزہ اسی پر ہے کہ حب الٰہی کا مزہ نہین ہے اور توبہ کی بابت سوال ہوا تو کہا کہ توبہ بازگشت ہر یک شی سے ہے جسکو علم نے برا کہا اُس شی کی طرف جسکی علم نے تعریف کی اور یہ ایسا وصف ہے جو ظاہر اور باطن کو شامل ہے اس شخص کے لیے جو علم سر سے گشت دیا گیا اسواسطے کہ علم کے ساتھ جہل کو بقا نہین جس طرح کہ آفتاب نکلنے پر رات کو بقا نہین ہے اور یہ تعریف جمیع اقسام توبہ کو وصف خاص و عام کے ساتھ حاوی ہے اور یہ علم علم ظاہر و باطن کا ہے اسواسطے کہ ظاہر اور باطن توبہ کے اوصاف خاص و عام کے پاک اور منزہ ہوجاتا ہے۔ اور ابو حسن نوری نے کہا ہے کہ توبہ یہ ہے کہ ہر ایک شی ماسوے اللہ سے توبہ اور بازگشت کرے

قول اُنکا ورع مین

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اصل تمھارے دین کی

ورع اور پرہیزگاری ہو۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہر پر وضو کیا اور جبکہ آپ وضو سے فارغ ہوئے تو بقیہ پانی نہر میں ڈال دیا اور فرمایا اللہ عزوجل یہ اُس قوم کو پہونچائے جو اُنکو نفع دے۔ عمر ابن الخطاب نے کہا ہو کہ جسنے تقویٰ اختیار کیا اور ورع و پرہیز کی ترازو میں وزن کیا اُسکے سزاوار نہیں ہے کہ صاحب دُنیا کے لیے مذلت اُٹھالے۔ معروف کرخی نے کہا ہو کہ تو اپنی زبان کو مدح سے محفوظ رکھ جس طرح کہ مذمت سے بچائے رکھتا ہو حرث بن اسد محاسبی سے منقول ہو کہ ہر آئینہ اُسکے درمیان کی اُنگلی کے کنارہ پر ایک رگ تھی کہ جب وہ ایسے کھانے کیطرف اپنا ہاتھ بڑھاتے جسمیں شبہہ ہو تو یہ رگ اُسکی پھڑکتی تھی شبلی سے سوال ہوا کہ ورع کیا ہو تو کہا کہ ورع یہ ہو کہ تو اس سے پرہیز کرے کہ تیرا دل ایک لمحہ کے لیے اللہ کیطرف متفرق اور جدا ہو۔ ابو سلیمان دارانی نے کہا ہو کہ ورع اول زہد ہو جیسا کہ قناعت ایک سرا رضا کا ہو۔ اور یحییٰ بن معاذ نے کہا ہو کہ ورع یہ ہے کہ بلا تاویل علم کی حد پر متوقف اور ٹھٹکا ہوا رہے۔ خواص سے پوچھا ورع کیا ہو کہا یہ ہو کہ بندہ کچھ نہ کہے بغیر حق کے خواہ راضی ہو یا غصہ میں ہو اور اُس کا اہتمام اُس کے ساتھ ہو جس سے اللہ تعالے راضی ہو اور ابن الجلا کہتے تھے کہ میں اُس شخص کو جانتا ہوں جو تیس برس مکہ میں رہا اور زمزم کے پانی سے نہیں پیا مگر وہی پانی جسے اپنے ڈول رسی سے کھینچا اور نہ اُس کھانے سے کھایا جو مصر سے لایا گیا اور خواص کا قول ہو کہ ورع خوف کی دلیل ہو اور خوف معرفت کی دلیل ہو اور معرفت دلیل قربت ہے

قول اُنکا زہد مین

جنید نے کہا زہد یہ ہو کہ ہاتھ املاک سے اور دل تلاش سے خالی ہو۔ اور شبلی سے زہد کا سوال کیا گیا کہ وہ کیا ہو کہا زہد حقیقت مین کوئی شے نہین ہو اسواسطے کہ یا تو زہد اُس چیز مین کرے گا جو اُسکے پاس نہین ہے سو یہ زہد خود نہین ہو یا اُسمین زہد کرے جو اُسکے پاس ہے سو وہ کس طرح اُسمین زہد کرے حالانکہ وہ شے اُسکے ساتھ ہو اور اُسکے پاس ہو پس زہد نہین ہو مگر منع نفس اور بذل و مواسات کہ اُن اقسام کی طرف اشارہ کرتا ہو جنیر اقلام نے سبقت کی ہو اور یہ قول اگر جاری ہوتا تو اجتہاد و کسب کے قاعدہ کو ڈھا دیتا ہو لیکن اس سے مقصود شبلی کا یہ ہو کہ زہد کا استحقار اُن لوگون کی آنکھون مین کرے جو زہد کو بڑی معتدبہ چیز جانتے ہین تاکہ اُسپر مغرور اور مفتون نہ ہو جائین جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم ایک شخص کو دیکھو جسکو دنیا مین زہد اور گویائی عطا فرمائی ہو تو اُس سے قربت کرو اسواسطے کہ وہ حکمت کو پہونچا ہو اور حقیقت مین اہل دین کو اللہ عزوجل نے قصۂ قارون مین علما فرمایا ہو اور کہا اللہ تعالے نے وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ یعنی اور کہا علم والون نے افسوس ہے تم پر کہ ثواب اللہ تعالے کا بہتر ہو۔ اسمین بعضون نے کہا ہو کہ وہ لوگ زاہد ہین اور سہل بن عبد اللہ نے کہا ہو کہ عقل کے لیے ہزار اسم ہین اور ہر ایک اسم کے لیے اُسمین سے ہزار اسم ہین اور ہر ایک اسم کا اُسمین سے اول ترک دنیا ہو۔ اور اس آیت کی تفسیر مین ہو وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا یعنی اور گردانا ہم نے انکو امام ہدایت کرتے ہین ساتھ حکم ہمارے کے

ب اُنھون نے صبر کیا۔ کہا ہی کہ دنیا سے۔ اور حدیث مین آیا ہی کہ علما
پیغمبرون کے امانت دار ہین جب کہ وہ دنیا مین در نہ آئین پھر اگر دُنیا
مین داخل ہوئے تو اُنسے اپنے دین پر حذر کرو۔ اور حدیث مین ہی کہ ہمیشہ
لا اله الا الله بندون سے خشم الٰہی کو دور کرتا ہی جب تک کہ وہ پروا اُس چیز
کی نہین کرتے جو دنیا سے اُنکو نقصان ہوا ہی اور جسوقت وہ ایسا کرین اور
لا اله الا الله کہین اللہ تعالٰے فرماتا ہی کہ تم جھوٹے ہو اُسکے ساتھ تم سچے نہین ہو۔ اور سہل نے
کہا ہی کہ اعمال حسنہ کل زاہد کے پلہ اور موازین مین ہین اور زہد کا ثواب انکے لیے فاضلات
مین ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ جو شخص زاہد دُنیا کے اسم سے موسوم ہوا تو وہ ہزار اسم محمود سے
موسوم ہوا اور جو راغب دُنیا کے نام سے موسوم ہوا تو ہزار اسم مذموم سے موسوم ہوا۔ اور سری سقطی
نے کہا ہی کہ زہد حظوظ نفسانی کا ترک دنیا و ما فیہا سب چیزون سے ہی اور اسمین
سب شامل ہین جو حظوظ مالی اور جاہی ہین اور حب منزلت جو لوگون کے
نزدیک ہی اور تعریف اور ثنا کا چاہنا بھی اسمین داخل ہی اور شبلی سے پوچھا
کہ زہد کیا ہی کہا کہ زہد غفلت ہی اسواسطے کہ دنیا کوئی شی نہین ہی اور لاشی مین
زہد ایک غفلت ہی۔ اور بعضے علما نے کہا ہی کہ جب صوفیہ نے دُنیا کی
حقارت دیکھی تو زہد دُنیا کے اندر زہد ان لوگون نے کیا اسواسطے کہ اُن کے
نزدیک دنیا ایک ذلیل چیز ہی۔ اور میرے نزدیک دنیا مین زہد اُسکے
سوا اور چیز ہی اور وہ زہد در زہد اسکے سوا نہین ہی کہ آدمی اختیار سے زہد
مین نکل جاوے اسواسطے کہ زاہد نے زہد کو اختیار کیا اور اُسکا ارادہ کیا
اور اُسے منسوب کہ مستند اُنکے علم کی طرف ہے اور علم اُسکا قاصر ہی پس جبکہ
وہ بزرگ ارادت کے مقام مین قائم ہوا اور اپنے اختیار سے نکل آیا تب
اللہ تعالٰے اُسکو مکاشفہ اپنی مراد کا عطا فرماتا ہی پھر وہ دنیا کو مراد حق سے

ترک کر دیتا ہے نہ اپنے نفس کی مراد سے سو اُس وقت اللہ تعالےٰ کے ساتھ اُس
زہد ہوگا یا وہ جانتا ہے کہ اللہ کی مراد اُس سے یہ ہے کہ کسی شئے کے ساتھ دنیا
سے متلبس اور آلودہ ہو سو جس شئے مین اللہ تعالےٰ کے ساتھ داخل ہے اُس سے
زہد اُسکا شکست نہین ہوتا سو اُسکا دخول کسی چیز مین دنیا سے اللہ کے
ساتھ اور اُسکے حکم سے زہد در زہد ہے اور زاہد جو ہے اُسکے نزدیک وجود
دنیا برابر ہے اگر ترک اُسے کیا تو اُسکو اللہ کے ساتھ ترک کیا اور جو اُسے
اختیار کیا تو اللہ تعالےٰ کے ساتھ اختیار کیا اور وہ زہد در زہد ہے اور ہم نے
بعضے عارفون کو دیکھا ایسے شخص کو جو اس مقام مین قائم ہین۔ اور زہد مین
اِس مقام سے بلند ایک اور مقام ہے اور وہ ایسے شخص کے لیے ہے کہ
حق تعالےٰ اختیار اُسکا اُسے واپس دیتا ہے اس وجہ سے کہ مقام بقا مین
علم اُسکا وسیع ہے اور نفس مین اُسکے طہارت ہے سو وہ زہد ثالث کرتا ہے
اور دنیا کو چھوڑتا ہے بعد ازان کہ دنیا کی خوبی اپنے قبضہ مین لاتا ہے اور اعادہ
موہوب سپرد ہوتا ہے اور اس مقام مین دنیا کا ترک اُسکے اختیار سے ہے
اور اختیار اُسکا اختیار حق سے ہے کبھی ہر آئینہ وہ کبھی ایک وقت ترک
اختیار کرتا ہے اس نظر سے کہ انبیا اور صالحین کی تقلید اور پیروی کرے
اور اُسکی یہ رائے ہوتی ہے کہ اختیار دنیا مقام زہد در زہد مین نرمی دینا
ہے جو اُسکے مبذول حال اسواسطے ہوتی ہے کہ وہ ضعفا کے موقع پر قوی
کے قدم سے جو انبیا اور صدیقین ہین اور وہ ترک مواسات وافق حق سے
حق کے ساتھ واسطے حق کے کرتا ہے اور کبھی اُسکو اپنے اختیار سے شامل اور
متناول ہو جاتا ہے اس غرض سے کہ نفس کے ساتھ ملایمت ایک تدبیر حق
سے کرے جسمین ظلم صریح اُسکی سیاست کرے۔ اور یہ مقام تقصیر نہ کرنے کا

یہی عارفون کے لیے ہی جنھون نے اللہ کے ساتھ تیسرا زہد کیا ہی جیسا کہ
دوسرا زہد اللہ کے ساتھ کیا جیسا کہ اول اُنھون نے اللہ کے ساتھ زہد کیا

قول اُنکا صبر مین

بعض نے کہا ہی کہ صبر انتظار کشود منجانب اللہ ہی اور وہ اعلی اور فضل
خدمت ہی اور بعضے صوفیہ نے کہا ہی کہ صبر کے یہ معنی ہین کہ صبر مین تو صبر
رہے یعنی کشود کا اُسمین مطالعہ اور انتظار تو نہ کرے۔ اللہ تعالی نے فرمایا ہی
والصابرین فی الباساء والضراء وحین الباس اولئک الذین صدقوا و
اولئک ہم المتقون۔ یعنی اور صبر کرنے والے خوف اور نقصان مین اور
وقت لڑائی کے یہ وہ لوگ ہین کہ سچے ہین اور یہی لوگ پرہیزگار ہین
اور بعضے کہتے ہین کہ ہر ایک شی کا ایک جوہر ہی اور انسان کا جوہر عقل
ہی اور عقل کا جوہر صبر ہی اور صبر نفس کی گوشمال ہی اور گوشمال سے وہ
ملائم ہوتا ہی اور صبر صابر کے اندر بجائے انفاس کے جاری ہی اسواسطے کہ
وہ صبر کا محتاج ہی ہر ایک چیز سے جو ممنوع اور مکروہ ہو اور مذموم ظاہر مین
سویا باطن مین ہو اور علم رہنمائی کرتا ہی اور صبر لقبول پیش آتا ہی اور علم کی
دلالت بلا قبول صبر فائدہ نہین دیتی اور جس شخص کا تحافظ ظاہر اور باطن
مین علم ہو تو یہ درجہ کمال کو نہین پہونچتا مگر اسوقت کہ صبر اُسکا قرارگاہ اور
مسکن ہو۔ اور علم اور صبر دونون ایک دوسرے کو لازم ہین جیسے روح اور بدن
کہ اُنمین سے ایک کو دوسرے کے بغیر استقلال نہین ہی اور اُن دونون کا
مصدر رشتہ عقلی ہے اور وہ دونون باہم قریب ہمدگر ہین کہ دونون کا
مصدر متحد ہے اور صبر کے ساتھ نفس سے مشقت لیتا ہی اور علم سے روح کو

ترقی ہوتی ہے اور وہ دونون برزخ اور نفارق روح اور نفس کے درمیان مین
تاکہ ہر واحد اُنمین سے اپنی اپنی قرارگاہ مین قرار پاوے اور اُسمین عدل
صریح اور اعتدال صحیح ہے اور ایک دوسرے کے علیحدہ ہونے یعنی علم اور
صبر سے میل اور قبول ایک کا دوسرے پر یعنی روح اور نفس کا ہونا
اسکا بیان دقیق اور باریک ہے اور شرف صبر کے اندر قول اللہ تعالے کا
تجھے کافی ہے انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب یعنی البتہ اللہ تعالے دے گا
صبر کرنے والون کو اجر اُنکا بغیر حساب کہ جو حساب مین نہ آسکے ہر ایک مزدور
کی مزدوری حساب سے ہے اور صبر کرنے والون کا اجر بغیر حساب کے ہے۔
اللہ تعالے نے اپنے نبی علیہ السلام کو فرمایا ہے واصبر وما صبرک الا باللہ یعنی
اور صبر کر اور نہین ہے صبر تیرا مگر اللہ کے ساتھ۔ صبر کو اپنے نفس کے ساتھ
منسوب کیا اسواسطے کہ منزلت اسکی شریف ہے اور نعمت کی تکمیل سے ساتھ
کہتے ہین کہ ایک شخص شبلی کے پاس آکر کھڑا ہوا اور کہا وہ کونسا صبر ہے جو
صابرین پر سخت تر ہے آپ نے کہا صبر فی اللہ اُسنے کہا کہ نہین کہا صبر للہ
تو کہا نہین پھر آپ نے کہا کہ صبر مع اللہ اُسنے کہا کہ نہین تو شبلی غصہ ہوا اور
کہا تعجب ہے وہ کون شے ہے اُس شخص نے کہا کہ صبر عن اللہ ہے راوی کہتا ہے
کہ شبلی نے ایک چیخ ماری اور قریب تھا کہ روح اُسکی تلف ہو جاتی۔ ور
میرے نزدیک صبر عن اللہ کے معنی مین وجہ ہے اور اسکیلیے کہ وہ صابرین
پر سخت تر صبر ہے ایک وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ صبر عن اللہ خاص بخاص
مقامات مشاہدہ مین ہوتا ہے کہ شان بندہ اپنے مولی سے بوجہ حیا اور
علامات کے بازگشت کرتا ہے اور اُسکی بصیرت تجلیات اور گرزش مین بند
اور پوشیدہ ہو جاتی ہے اور فروتنی و زاری بجفا کے بیان مین غائب

جاتی ہے اسواسطے کہ تجلی کا امر عظیم اُسے محسوس و مدرک ہوتا ہے اور یہ سخت ترین صبر ہے اسواسطے کہ وہ اہل حال کا دوام و استمرار حق جلال کے دا کرنے کے لیے چاہتا اور دوست رکھتا ہے اور روح اس امر کو دوست رکھتی ہے کہ اپنی بصیرت کو نور جمال کی روشنی و لمعان سے سرگین کرے اور اس طرح کہ نفس عموم حال صبر کے لیے نزاع کرتا ہے تو روح اس صبر میں نزاع کرتی ہے اس لیے صبر عن اللہ تعالے سخت تر ہو گیا۔ اور ابو الحسن بن سالم نے کہا ہے کہ صاحب صبر تین ہیں متصبر اور صابر اور صبار سو متصبر وہ ہے جسنے فی اللہ صبر کیا اور ایکبار صبر کرتا ہے اور ایکبار ناشکیبائی کرتا ہے اور صابر وہ ہے جو فی اللہ اور للہ صبر کرے اور ناشکیبائی نہ کرے مگر اُس سے توقع شکوہ کی اس سے ہوتی ہے اور کبھی ناشکیبائی ممکن ہے اور صبار وہ ہے جو فی اللہ اور للہ صبر کرے اور یہ وہ ہے کہ اگر تمام بلایات اسپر ڈالی جائیں تو ناشکیبائی نہ کرے اور وجود حقیقت کی جہت سے متغیر نہ ہو اور نہ رسم اور خلقت کی جہت سے متغیر ہو اور اسمیں اشارہ اسکا ظہور حکم علم کا اُمین ہے باوجودیکہ صفت علم کا بھی ظہور ہے اور شبلی علیہ الرحمۃ ان دو بیتوں کے ساتھ مثل کہتا تھا شعر

ان صوت المحب من الم الشوق	وخوف الفراق یورث ضرا
صابر الصبر فاستغاث به الصبر	فصاح المحب بالصبر صبرا

ترجمہ

آواز دوست ہر چہ ز بیم فراق بود	یا از اشتیاق رسید ہر از آن ماں جود و
صبر سے کہ می برد مدد ہم ز صبر جست	خود کہ زد لبصبر دش سوخت ہیچو عود

جعفر صادق رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے نے انبیا کو صبر کا حکم دیا اور

بڑا حصہ اسکا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص کیا سو سب
کر اسکا صبر باللہ گردانا صبر بنفسہ ور فرمایا و ماصبرک الا باللہ یعنی اور نہین ہی
صبر تیرا مگر اللہ کے ساتھ اور سری سے پوچھا گیا کہ صبر کیا ہی سو اُس نے بیان
اور کلام اُسمین کرنا شروع کیا کہ اس اثنا مین ایک بچھو اُسکے پانون پر چلا
اور اپنا ڈنک اُسکے مارتا تھا تو اُس سے کہا گیا کہ اُسے کسو اسطے نہین دو
کرتا کہا مین اللہ تعالے سے شرماتا ہون کہ ایک حال مین کلام کرون اور
اُسکے خلاف کرون جو کچھ کر رہا ہون فرغانی سے روایت ہی کہ وہ کہتا تھا
مین نے جنید رحمہ اللہ سے سُنا ہی کہ وہ کہتا تھا ہر آئنہ اللہ تعالے نے
مومنون کا اکرام ایمان سے اور ایمان کا اکرام عقل سے اور عقل کا اکرام صبر سے
کیا ہی پس ایمان زینت مومن کی ہی اور عقل زینت ایمان کی اور صبر زینت
عقل کی ہے اور ابراہیم خواص رحمہ اللہ کی یہ ابیات پڑھین **نظم**

صبرت علے بعض الاذی خوف کلہ	ودافعت عن نفسی لنفسی فعزت
وجرعتھا المکروہ حتے تدربت	ولولم اجرعھا اذا لا شمازت
الارب ذل ساق للنفس عزۃ	ویارب نفس بالتذلل عزت
ساصبر جھدی ان فی الصبر عزۃ	وارضی بدنیای وان ہی قلت

ترجمہ از مترجم فارسی

شدہ صبری کہ بر بعضے ز خوف کل من کردم	ز رنجی کان بنفس خود ز خود پیوستہ میراندم
قدح گز رنج بود آنرا بجور دم تا بیار اید	خرد و اپس اگر او را از خوردن فروری خواندم
بسے عزت ز ناکس کان بیارد نفس را خوارے	بسے خواری ز نا اہلان کزان عزت ہمی ماندم
گشم از دست خود جز آنکہ او بر خود ہمی خواند	شود خشک ہمان جستم آز آنکہ آن ہمہ خیط ہی
شکیبائی کنم من زانکہ اندر صبر عز دارم	ز اندک کار از دنیا شدم چہ دریابم

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کہا ہے جو نعمت کہ اللہ نے اپنے بندہ کو عطا کی
اُس کے بعد اُس نے سلب کی اور معاوضہ اُس نعمت کا جو سلب کر لی صبر دیا
مگر یہ کہ جو چیز عوض میں دی بہتر اُس سے ہے کہ جو چیز اُس سے سلب کر لی
اور سمنون کی ابیات پڑھیں

نظم

عت من حالیہ سے دابو ثا	زمانا اذا اجرے عزالیہ احلتما
فلم عمزۃ قد جرے عقنے کو سہا	محر عتہا من تحجر صبری اکو شا
رعت صبری وتحققت صبروفۃ	وقلت لنفسی الصبر اد فاہلکی اُسا
نطوث لوان الشم ذا حمن خطبہا	لساحت ولم تدرک لہا الکف طمسا

ترجمہ از مترجم فارسی

ماہی کہ از دو حال بخوردم زنیک بد	از روزگار ناخوش کاسیب کہ دہر
بد لہا کند سیاہ و منم مے خورم ازان	چون از بحار صبر دمادم ہمی رسد
شد سیر من ز صبر و محبت شدہ نحات	راضی شدی بصبر و با مرگ اے حسد
سیب ہائے دہر بکوہ ار رسد ازان	این نیست ہیچ جائی نشاید چنان شود

قول اُنکا فقر میں

ابن الجلار نے کہا کہ فقر یہ ہی کہ تیرے واسطے کچھ نہ ہو جب کہ تیرے واسطے کچھ ہو تو
تیرے واسطے نہو یہانتک کہ تو دوسرے کو دیدے۔ اور کتانی نے کہا ہی کہ جب افتقار
اللہ تعالی کیطرف صحیح ہوا تو غنا باللہ بھی صحیح ہوا اسواسطے کہ یہ دونوں حال ہیں کہ ایک
دوسرے کے بغیر پورا نہیں ہوتا۔ اور نوری نے کہا ہے فقر کی صفت یہ ہی کہ عدم کے وقت
ساکن ہو اور وجود کے وقت بذل و ایثار ہو اور دوسرے نے کہا ہی کہ اضطراب موجود
ہونے کے وقت ہو اور دراج نے کہا ہی کہ میں نے اپنے اُستاد کی تھیلی ٹٹولی کہ سرمہ دانی

چاہتا تھا اور مین ایک چاندی کا ٹکڑا پایا مین حیران ہوا جب وہ آیا تو مین نے
اُس سے کہا کہ مین نے آپکی تھیلی مین یہ چاندی کا ٹکڑا پایا ہی راوی کہتا ہے
کہ میری رائے ہوئی کہ اُسے واپس کر دون بعد ازان اُسنے کہا کہ اُسسے روٹی
اور کوئی چیز خرید لے پھر مین نے کہا کہ تجھے اپنے معبود کی قسم ہی کہ بتلا اس چاندی
کے ٹکڑے کا معاملہ کیا ہی تو اُسنے کہا کہ اللہ تعالے نے مجھے دنیا سے اسکے سوا
چاندی سونا کچھ نہین دیا تو مین نے چاہا کہ مین وصیت کر جاؤن کہ وہ میرے
کفن مین باندھ دیا جائے کہ اُسے مین اللہ تعالے کو اُلٹا پھیر دون - ابراہیم خواص
نے کہا کہ فقر شرف کی ردا ہی اور مرسلین کا لباس اور صالحین کی چادر ہے اور
سہل بن عبد اللہ سے پوچھا گیا کہ فقیر صادق کون ہی تو کہا کہ نہ وہ سوال کرے
اور نہ رد کرے اور نہ روکے اور ابو علی رودباری رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ مجھ سے
زقاق نے پوچھا اور کہا اے ابا علی فقرا نے کسواسطے حاجت کے وقت بلغہ او
کفاف کو ترک کر دیا کہا مین نے یہ جواب دیا کہ اسواسطے کہ یہ لوگ بخشنے والے کے
ساتھ بخششون سے مستغنی ہین کہا ہان مگر میرے دل مین ایک بات آئی ہے مین نے کہا
اُس سے لاؤ مجھے اس سے فائدہ پہونچا جو تیری سمجھ مین آئی ہی کہا اسواسطے کہ
وہ ایک ایسی قوم ہی کہ موجودگی انکو نافع نہین ہی جبکہ اللہ انکا فاقہ ہی اور
فاقہ اُنکو مضر نہین ہی جبکہ اللہ اُنکا موجود ہی - اور بعضے صوفیہ نے کہا ہے
کہ فقر حاجت کا ٹھہرنا اور حاجت کا مٹانا ما سوی اللہ سے ہی اور مسوحی نے
کہا ہی کہ فقیر وہ ہی کہ نعمتین اُسکو غنی نہ کر دین اور نعمتین اُسکو محتاج نہ کر دین
اور یحیی بن معاذ نے کہا ہی کہ فقیر کی حقیقت یہ ہے کہ وہ مستغنی نہ ہو مگر اللہ کے
ساتھ اور اُسکا نشان یہ ہی کہ اسباب کل معدوم ہون - اور ابو بکر طوسی نے
کہا ہی کہ ایک مدت مین اسپر جا رہا کہ سوال اس شخص کا ہو جسکو ہمارے

اصحاب نے اس فقر کے واسطے سب اشیا پر اختیار کیا ہو تو کسی نے مجھے ایسا جواب نہ دیا کہ جو مجھے قانع کر دے یہاں تک کہ نصیر بن حمامی سے مین نے سوال کیا تو اُسنے مجھ سے کہا کہ یہ اسواسطے ہو کہ وہ پہلی منزل منازل توحید سے ہے سو مین نے اسپر قناعت کی۔ اور ابن الجلا سے فقر کی بابت سوال کیا گیا تو خاموش رہا یہانتک کہ اُسنے نماز پڑھی اور پھر واپس آیا بعد ازان کہا کہ مین خاموش نہین ہوا مگر ایک درہم کے سبب جو میرے پاس تھا سو مین گیا اور اُسے مین نے خرچ کر ڈالا اور اوشد تعالے سے شرمایا کہ فقر مین کلام کرون اور حال آنکہ میرے پاس یہ موجود ہو پھر بیٹھا اور کلام کیا ابو بکر ابن طاہر نے کہا کہ حکم فقیر سے یہ ہو کہ اُسے کوئی رغبت نہ ہو پھر اگر ہو لیکن کوئی چارہ نہین ہو تو اسکی رغبت اُسکی کفایت سے متجاوز نہ ہو خارس نے کہا کہ مین نے ایک فقیر سے ایکبار کہا جب کہ مین نے اُسپر نشان بھوک اور تکلیف کا دیکھا کہ کس واسطے تو سوال نہین کرتا تا لوگ تجھے کھانا کھلا ئین تو کہا مجھے خوف ہے کہ اُنسے سوال کرون اور مجھے نہ دین تو اُنکو فلاح نہ ہو گی

اور بعضے صوفیہ کی یہ ابیات پڑھین ؎

قالوا غدا العید ماذا انت لابسه	فقلت خلعة ساق عبده الجرعا
فقر وصبر هما ثوبان تحتهما	قلب یرے ربه الاعیاد والجمعا
احرے الملابس ان تلقے الحبیب به	یوم التزاور فی الثوب الذی خلعا
الدهر لی ماتم ان رغبت یا اسلے	والعید ما دمت لی مرے ومستمعا

ترجمہ

کہا کل عید کا دن ہو تری پوشاک کیا ہو گی	کہا مین نے کہ وہ خلعت جو اپنے بندہ کو بھیجا
وہ دو جامے ہین فقر اور صبر کے اور انکے نیچے ہو	دل ایسا ہو جو اپنے رب کو دیکھے عید اور جمعا

لباس عید وہ ہو محبوب سے وصلت تجھے ہووے	بروز وصل وہ جامہ ہو جو خلعت تجھے بخشا
زمانہ مجکو ماتم ہو اگر تو مجھ سے غائب ہو	سب مجھے عید سگھڑی جس دم سنا تجھے تجھے دیکھا

قول اُنکا شکر مین

بعض صوفیہ نے کہا ہو کہ شکر یہ ہو کہ منعم کے دیکھنے کے سبب نعمت سے غائب ہو اور یحییٰ بن معاذ رازی نے کہا کہ تو شاکر نہین ہو جب تک کہ تو شکر کرے اور انتہائے شکر تحیر ہو اور یہ اسواسطے کہ ایک شکر ایک نعمت من جانب اللہ ہے کہ اُسپر شکر واجب ہو اور داؤد علیہ السلام کے اخبار مین وارد ہو کہ الٰہی مین تیرا شکر کس طرح ادا کرون اور مجھے تیرے شکر کی طاقت نہین ہے مگر ایک دوسری نعمت کے ساتھ جو تیری نعمتون سے ہو پس اللہ نے اُسکو وحی بھیجی کہ جب تو نے یہ جان لیا تو میرا شکر تو نے کیا اور شکر کے معنی نعمت مین کشف اور اظہار ہو اور محاورہ مین کہا جاتا ہو شکر وکشر جبکہ دانتون کو کھولا اور اُسے ظاہر کیا پس نعمتون کا پھیلانا اور اُسکا ذکر کرنا اور زبان سے اُسکا گنا شکر ہو اور شکر کا باطن یہ ہو کہ تو نعمتون سے طاعت پر مدد طلب کرے اور معصیت پر اُس سے استعانت نہ کرے تو یہ شکر نعمت ہو اور مین نے اپنے شیخ رحمہ اللہ تعالے سے سُنا ہو کہ بعض صوفیہ کے یہ ابیات پڑھتے تھے

اولیتنی نعما ابوح بشکرہا	وکفیتنی کل الامور باسرہا
فلاشکرنک ما حییت وان امت	فلتشکرنک اعظمی فی قبرہا

ترجمہ

عطا کین نعمتیں تو نے مین کرتا شکر ہون اُسکا	اور اُسپر کام جتنے ہین مرے تو شکو ہو کرتا
مین زندہ جب تلک ہون شکر کرتا ہون جو مر جاؤن	تو میری ہڈیان مرقد مین شکر ادا کرین تیرا

حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو پہلے پہل بہشت میں قیامت
کے روز وہ بلائے جائینگے جو اللہ تعالےٰ کی حمد وصفت رنج اور راحت میں
کرتے ہیں اور یہ بھی فرمایا ہو جو بلامین پھنسا اور اُسنے صبر کیا اور جو نعمتین
دیا گیا اور شکر کیا اور مظلوم ہوا اور بخشا اور معاف کیا اور ظلم کیا تو مغفرت مانگی
تو لوگون نے سوال کیا کہ آخر اُسکا انجام کیا ہوگا آپ نے فرمایا اُن لوگونکو مین و
امان ملیگا اور وہ ہدایت یافتہ ہین۔ جنید نے کہا کہ شکر کا فرض یہ ہو کہ اُسکا
اقرار نعمتون کے ساتھ دل اور زبان سے کرے۔ اور حدیث مین بہترین ذکر
لا الٰہ الا اللہ اور فضل دعا الحمد للہ ہو اور بعضون نے اس آیت کی تفسیر مین
کہا ہے واسبغ علیکم نعمتہ ظاہرۃ وباطنۃ کہا ظاہر کی نعمتین عافیتین اور
دولتمندی ہے اور باطنی امتحانات اور مفلسی ہو کہ یہ آخروی نعمتین ہین اسواسطے
کہ اُس سے جزا تک کا مستوجب ہوجاتا ہو اور حقیقت شکر یہ ہے کہ جو
اُسکے لیے مقدر کیا گیا اُسکو نعمت تصور کرے بجز اسکے کہ دین مین اُس کے
مضر ہو اسواسطے کہ اللہ تعالےٰ نے بندہ کے لیے نہین مقدر کرتا مگر یہ کہ وہ ایک
نعمت اُسکے حق مین ہوتی ہو یا وہ عاجلہ ہو جسکو جانتا اور سمجھتا ہو یا کہ آجلہ
ہو ان چیزون کی وجہ سے جو اسکے لیے کروہات سے مقدر ہوئین سو وہ یا
ایک درجہ اُسکے لیے ہوگا یا پاک کرنا یا گناہونکا کفارہ ہوگا اور جبکہ یہ معلوم ہوا
کہ اُسکا مالک اُسکے لیے زیادہ نصیحت کرنیوالا اور اُسکی مصلحتون کا جاننیوالا
زیادہ تر اُسکے نفس سے ہے اور جو اُسکی طرف سے ہو نعمتین ہین تو ہر آئنہ اُسنے شکر ادا کیا

قول اُنکا خوف مین

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ صلی حکمت خوف الٰہی ہے

اور آپ سے یہ بھی روایت ہے کہ فرمایا داؤد علیہ السلام نفس کی عیادت بیمار بنکر
کرتے تھے حالانکہ مرض اسکو کوئی نہ تھا مگر اللہ تعالےٰ کا خوف اور اس سے
شرم وحیا تھی۔ ابو عمرو الدمشقی نے کہا ہے کہ خائف وہ شخص ہے جو اپنے نفس سے
خائف تر شیطان سے ہو اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ خائف وہ نہیں جو
روئے اور اپنی آنکھوں سے آنسو پونچھے مگر خائف وہ ہے جو ان چیزوں سے
ڈرے کہ انکے سبب عذاب اسیر ہوگا۔ بعضے حضرات نے کہا ہے کہ خائف
وہ ہے جو غیر اللہ سے نہ ڈرے، اسکے معنی کیے گئے ہیں کہ وہ اپنے نفس کے لیے
خوف نہ کرے اسکے سوا خوف کی وجہ نہیں کہ اسکی بزرگی اور جلال کا
ہے اور اپنے نفس کے لیے خوف عقوبت کا ہے۔ اور سہل نے کہا ہے کہ
خوف نر ہے اور رجا مادہ ہے یعنی انسے حقائق ایمان پیدا ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے ولقد وصینا الذین اوتوا الکتاب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللہ یعنی
اور ہم نے وصیت کی ہے اہل کتاب کو تم سے پہلے اور خاص تمکو کہ اللہ تعالیٰ
سے ڈرو۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت قطب قرآن کی ہے اسواسطے کہ
ہر ایک کا مدار اسی پر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ خائفین کے لیے وہ سب
چیزیں جمع کردی ہیں جو سب مومنین کے لیے جدا اور متفرق کی ہیں اور
وہ ہدیٰ رحمت علم رضوان ہے سو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ہدی ورحمۃ
للذین ہم لربہم یرہبون یعنی ہدایت اور رحمت واسطے ان لوگوں کے ہے
جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور فرمایا انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء
یعنی البتہ اللہ تعالےٰ سے بندوں میں اسکے عالم ڈرتے ہیں اور فرمایا
رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ذلک لمن خشی ربہ یعنی راضی ہے اللہ انسے اور راضی
ہیں وہ اللہ سے یہ انکے لیے ہے جو ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے

بازو درست اور ٹھیک ہوں تو پرند درست اور مستوی ہوتا ہے اور اپنی پرواز
میں پورا ہوتا ہے ابو عبد اللہ حنیف نے کہا ہے کہ رجا راحت قلوب اسلئے ہے
کہ کرم متوقع کو دیکھے مترجم نے کہا کہ اگر مومن کا خوف اور رجا وزن کیا جائے
تو وہ دونوں برابر اور معتدل ہونگے اور خوف و رجا ایمان کے دو بازوؤں
کے مثال ہیں اور کوئی خائف نہیں مگر وہ ضرور امیدوار ہے اور کوئی امیدوار
نہیں الا یہ کہ وہ خائف ہوگا کہ موجب خوف ایمان ہے اور ایمان سے رجا ہے
اور موجب رجا ایمان ہے اور ایمان سے خوف ہے اور اسی واسطے لقمان سے
روایت ہے کہ اُسنے اپنے بیٹے سے کہا اللہ تعالیٰ سے ڈر ایسا ڈرنا کہ اُسمیں
ایمنی کبھی کرے نہ ہو اور اُس خوف سے رجا رکھ پھر کس طرح اُسکی طاقت تجھے
ہو حالانکہ میرے پیے ایک قلب ہے کیا تجھے نہیں معلوم ہوا کہ مومن کے
دو قلب ہوتے ہیں ایک سے ڈرتا اور دوسرے سے اُمید کرتا ہے اور یہ
اسواسطے کہ وہ دونوں حکم ایمان سے ہیں

قول اُنکا توکل میں

سری نے کہا کہ توکل حول اور قوت سے بری ہونا ہے اور جنید نے کہا کہ توکل یہ ہے
کہ تو اللہ کے واسطے ہو جیسا کہ تو نہیں تھا تو اللہ تیرے واسطے ہوگا جیسا کہ
وہ ہمیشہ تھا۔ اور سہل کا مقولہ ہے کہ کل مقامات کے لیے رو اور پشت ہے
بجز توکل کے کہ وہ رو ہے سب پشت نہیں۔ [illegible] توکل عبارت
کا ارادہ [illegible] اور اللہ تعالیٰ توکل والوں کو دوست [illegible]
فرماتا ہے اور کہا اور اللہ پر توکل کرو اگر تم ایمان والے ہو اور فرمایا اللہ پر
چاہیے کہ ایمان والے توکل کریں اور اپنے نبی علیہ السلام کو فرمایا و

توکل زندہ پر کہ جو نہیں مرتا اور ذوالنون نے کہا کہ توکل نام ہے ترک تدبیر
نفس کا اور حول و قوت سے علیحدہ ہونے کا۔ اور ابوبکر زقاق نے کہا توکل عیش کا
لوٹا دینا ہے ایک دن تک اور صبح کے ارادہ کا دور کرنا ہے۔ اور ابوبکر واسطی
کا قول ہے اصل توکل فاقہ اور ہمیدستی کا شوق ہے اور توکل سے اپنی آمانی
آمال میں علیحدہ نہ ہو اور اپنے دل کے ساتھ اپنے توکل کی طرف عمر بھر میں ایک
لحظہ نہ التفات کرے۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہے جس نے ارادہ کیا اسکا کہ وہ حق توکل
کے ساتھ اٹھے تو چاہیے کہ اپنے نفس کے لیے ایک قبر کھودے جسمیں اسکو دفن
کرے اور دنیا اور اہل دنیا سبکو بھول جائے اسواسطے کہ حقیقت توکل وہ ہے کہ کوئی
خلق سے اسکے کمال پر قائم نہیں ہوتا اور سہل نے کہا ہے کہ اول مقامات توکل
یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالےٰ کے سامنے رہے جیسے میت غسال کے سامنے کہ اسکو
الٹتا ہے جب کہ وہ چاہتا ہے اور اسمیں کوئی حرکت اور تدبیر نہیں ہوتی۔ اور
حمدون قصار نے کہا ہے کہ توکل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ اعتصام کرے
اور سہل نے یہی کہا ہے کہ علم سب ایک باب تعبد کا ہے اور تعبد سب ایک
باب ورع ہے اور ورع سب ایک باب زہد کا ہے اور زہد سب ایک باب
توکل سے ہے۔ اور کہا تقوے اور یقین ایک ترازو کے دو پلڑہ کے مثال
ہیں اور توکل اس ترازو کی زبان ہے کہ اسی سے زیادتی اور نقصان پہچانے
جاتے ہیں اور میرے دل میں یہ آتا ہے کہ توکل بقدر علم کے ہے کہ اسے علم و کمال
پس جو شخص معرفت میں کامل تر ہو اسی قدر وہ توکل میں قائم و اتم ہوگا
اور جو شخص کہ اسکا توکل کامل ہو وہ دیت و وکیل میں رویت توکل سے
غائب اور غافل ہو جائے گا بعد ازاں قوت معرفت کو مفید یہ امر ہے کہ علم کا
بہت برا حصہ باطن میں ہو اور سب تخصص عدل و وزن کی رو سے

مقسوم لہم کے مطالبے میں مقرر ہوئے ہیں اسواسطے کہ نظر الی غیر اللہ اس سبب ہے
کہ اُسکے نفس میں جہل ہے اور جب کبھی کوئی خیر معلوم کرے تو توکل میں اُسکے
شکست لائے اُسکے تتمہ نفس سے سمجھتا ہے تو توکل کا نقصان نفس کے ظہور سے ظاہر
ہوتا ہے اور کمال اُسکا نفس کی غیبت سے ثابت ہوتا ہے اور اقویا کے لیے
کچھ شمار اور آمادگی توکل کی تصحیح میں نہیں ہے ہاں اُنکا یہ شغل ہے سواد قلب
کی تقویت نفس کو غائب کرتے ہیں پھر جب کہ نفس غائب ہوگیا تو جہل بھی
منقطع ہوگیا پس توکل صحیح ہوا اور بندہ اُسکی طرف نظر نہیں ڈالتا اور جب
کبھی نفس سے یقین متحرک ہوا تو اُنکے ضمیر پر اس قول الٰہی کا اسرار ان اللہ
یعلم ما یدعون من دونہ من شئی یعنی خداوند تعالیٰ جانتا ہے اُس چیز کو کہ سوا اسکے
وہ پکارتے ہیں دوسری چیز کو وارد ہوتا ہے پس وجود حق اعیان و اکوان پر
غلبہ کرتا ہے اور کون و خلق کو اللہ کے ساتھ بلا استقلال فی نفسہ کے دیکھنا
ہے اور اُسوقت توکل اضطراری ہو جاتا ہے اور اسباب و وسائط کے ہونے
سے متوکل کے توکل میں کوئی جرح قدح نہیں ہوتی جیسے کہ اُن لوگوں کے
توکل میں جو ضعیف فی التوکل ہیں اسواسطے کہ وہ اسباب کو مردہ جانتا ہے
جنکی زندگی بجز توکل کے نہیں ہے اور یہ توکل خاص اہل معرفت کا ہے

قول اُنکا رضا میں

حرثؒ نے کہا کہ رضا سکون قلب تحت حکم کے جریان کے نیچے ہے۔ اور ذوالنونؒ نے
کہا کہ رضا سرور دل بمرور قضا ہے۔ اور سفیان نے رابعہ کے سامنے کہا
اللہم ارض عنا یعنی اے خدایا تو ہم سے راضی ہو تو رابعہؒ نے کہا کیا تو شرماتا
نہیں اس بات سے کہ رضا اور خوشنودی اُسکی تو چاہتا ہے جس سے تو راضی

خوشنود نہیں ہے سو بعض حاضر باشوں نے اُنسے سوال کیا کہ بندہ کب
راضی باللہ تعالےٰ سے ہوتا ہے تو جواب دیا کہ جب اُسکی خوشی مصیبت مین
ایسی ہو کہ نعمت مین اُسکو خوشی ہوتی ہے۔ اور سہل نے کہا ہے کہ جب رضا
رضوان سے ملجائے تو طمانیت حاصل ہو جائے پس مژدہ اُنکو ہو اور
نیک بازگشت ہو۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ ایمان کا مزہ اُسی شخص نے چکھا جو اللہ سے راضی رب جان کو ہوا اور
حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر آئینہ اللہ تعالےٰ راحت اور خوشی کو اپنی حکمت سے
رضا اور یقین مین اور رنج و غم کو شک اور غصہ مین گردانتا ہے۔ اور جنید
نے کہا کہ رضا صحت اس علم کی ہے جو قلب تک واصل ہے اور جب قلب
نے حقیقت علم سے مباشرت کی تو اُسکو رضا تک پہونچادیا اور رضا و محبت
خوف و رجا کے مثال نہین ہین اسواسطے کہ وہ دونون حال ہین جو بندہ سے
دُنیا اور آخرت مین بھی نہین چھوٹتے کیونکہ وہ جنت مین رضا اور محبت سے مستغنی
نہین۔ اور ابن عطا نے کہا ہے کہ رضا بندہ کے قلب کا سکون اللہ کے
اختیار قدیم سے ہے اسواسطے کہ اُسنے افضل بات اُسکے لیے پسند کی تو
چاہیے کہ اُس سے راضی ہوا اور معنی رضا ترک قسم ہے اور ابو تراب نے
کہا ہے وہ شخص جو جسکے دل مین کچھ بھی دنیا کی قدر ہے رضاے الٰہی
تو نہین پہونچ سکتا۔ اور سری نے کہا اخلاق مقربین پانچ ہین اللہ سے
راضی ہونا اُس چیز مین جسکو نفس دوست رکھے اور مکروہ جانے اور
اللہ کے لیے محبت ہے انس دوستداری کے ساتھ جو اُسکے جانب سے ہو
اور اللہ سے شرم اور اس سے مانوس ہونا اور ما سوی اللہ سے توحش
اور دور ہونا۔ اور فضیل نے کہا راضی اپنی منزلت سے کسی چیز کی

تمنا اور آرزو نہین کرتا۔ اور ابن شمعونؒ نے کہا ہو کہ رضا حق کے ساتھ ہے
اور رضا حق کے لیے ہو اور رضا حق سے ہو سو رضا حق کے ساتھ اُسکی تدبیر
اور اختیار سے ہو اور رضا حق کی اُسکی تقسیم و عطا کے رو سے ہو اور رضا حق
کے لیے اُس کی خدائی اور پروردگاری سے ہو۔ ابو سعید سے
سوال کیا گیا کہ آیا جائز ہو یہ بات کہ بندہ راضی خشمگین ہو کہا کہ ہان جائز ہو
کہ بندہ راضی اپنے رب سے ہو اور خشمگین اپنے نفس پر اور ہر ایک قاطع پر
جو اُسکو اللہ سے قطع کرے۔ اور حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے
لوگون نے کہا کہ ابا ذر کہتا ہو کہ فقر مجھے زیادہ محبوب غنا سے اور بیماری محبوب
صحت سے ہو۔ آپ نے فرمایا اللہ ابا ذر پر رحم کرے مگر مین یہ کہتا ہون کہ جسنے
توکل اللہ کے حسن اختیار پر کیا جو اُسکے لیے ہو تو وہ تمنا دوسری حالت کی
نہین کرتا ہو بجز اُس حالت کے جو اُسکے لیے اللہ نے اختیار کی۔ اور علی
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو کوئی رضا کے بساط پر بیٹھا تو ہمیشہ کبھی اللہ کی طرف سے
اسکو کوئی امر مکروہ نہ پہونچیگا اور جو کوئی سوال کے فرش پر بیٹھا تو وہ اللہ سے
کسی حال مین راضی نہ ہوا اور یحییٰ کا یہ مقولہ ہو کل امر ان دو قاعدون کلیہ
کیطرف راجع ہوتے ہین ایک فعل اُسکی طرف سے تیرے ساتھ ہو اور ایک
فعل تیری طرف سے اُسکے لیے ہو تو چاہیے کہ راضی اُس کام مین ہو جو اُسنے
کیا اور خالص اس عمل مین جو تو کرے۔ اور بعضون نے کہا ہو کہ راضی وہ ہو جو کہ
دُنیا کی فوت شدہ چیزون پر نادم نہ ہو اور نہ اُسکا افسوس کرے۔ اور یحییٰ
بن معاذ سے سوال کیا گیا کہ بندہ رضا کے مقام تک کب پہونچتا ہو کہا جب کہ
اُسنے اپنے نفس کو چار اصول پر اُن چیزون مین قائم کر لیا ہو جنمین اُس کی
معاملت کیجائے وہ کہے کہ اگر تو عطا کرے تو مین اسکو قبول کرتا ہون اور اگر

تو روکے تو راضی ہوں اور اگر تو مجھے چھوڑ دے میں تیری بندگی کروں اور جو تو مجھے بلائے تو میں اسکی اجابت کروں۔ اور شبلی رحمہ اللہ نے کہا جنید کے سامنے لا حول ولا قوۃ الا باللہ تو جنید نے کہا یہ تیری تنگی سینہ سے ہے شبلی نے کہا کہ آپ نے صحیح کہا۔ کہا تنگی سینہ رضا بالقضا کے ترک سے ہے اور یہی واسطے جنید رحمہ اللہ نے اس سے کہا تا کہ اُسے اصل رضا پر آگاہی ہو اور یہ اسواسطے کہ رضا قلب کے انشراح اور کشادگی سے حاصل ہوتی ہے اور قلب کا انشراح نور یقین سے ہوتا ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ یعنی بھلا وہ شخص کہ کھولا اللہ تعالےٰ نے سینہ اُسکا واسطے اسلام کے بس وہ اوپر نور کے رب اپنے سے ہے۔ پھر جب کہ باطن نور یقین سے متمکن اور جلاے گرفتہ ہوگیا تو سینہ کشادہ ہوا اور چشم دل کی کھل گئی اور حسن تدبیر سے اللہ تعالےٰ کو معلوم کیا تو خشم اور تنگدلی کو دور کرتا ہے اسواسطے کہ سینہ کی کشادگی حلاوت دوستی کو متضمن ہے اور فعل محبوب محبت صادق کے نزدیک موقع رضا پر ہے کیونکہ محبت کی رائے ہے کہ فعل محبوب کا مراد اور اختیار اُسکا ہے سو وہ اختیار محبوب کی رویت کی لذت میں اپنے نفس کے اختیار سے فانی ہو جاتا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے مصرع

ہر اک فعل محبوب محبوب ہے

اٹھوان باب احوال اور شرح احوال کے بیان میں ہے

انس ابن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی علیہ السلام سے روایت کی ہے فرمایا تین چیزیں جسمیں ہوتی ہیں۔ یہ چیزیں جس میں ہوتی ہیں تو اُسنے ایمان کی حلاوت پائی ایک وہ شخص کہ اللہ اور رسول اللہ کا اُسکو محبوب تر اُنکے ماسوا سے ہو اور دوسرا

وہ شخص جسنے ایک بندہ کو دوست رکھا اور یہ دوستداری نہیں ہے مگر اللہ کے
واسطے اور تیسرا وہ شخص جو کروہ اس بات کو جانے کہ کفر کی طرف عود کرے
بعد ازان کہ اُسکو اللہ نے خلاص اُس سے کردیا جیسے کہ وہ کروہ اس بات کو
جانتا ہو کہ وہ آتش دوزخ مین ڈالا جاوے۔ عرباض بن ساریہ سے روایت ہے
کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے اللھم اجعل حبک احب
الی من نفسی وسمعی وبصری واہلی ومالی ومن الماء البارد یعنی بارخدایا تو کر محبت
اپنی دوست زیادہ طرف میرے میرے نفس اور میرے کانوں اور میری آنکھون
اور میرے اہل اور میرے مال سے اور پانی ٹھنڈے سے پس گویا حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حب خالص کی طلب کی۔ اور حب خالص یہ ہے
کہ وہ اللہ تعالے کو تکلیف مین دوست رکھے اور یہ اس لیے کہ بندہ کبھی ایک
حال مین قائم شروط حال کے ساتھ بحکم علم ہوتا ہی اور سرشت اُسکو متقاضی ہو
علم کے ساتھ ہی مثلاً وہ راضی ہو اور سرشت اُسکو کروہ جانے اور علم کے ساتھ
نظر انتہا کی جانب ہو اور سرشت کے ساتھ نظر نافرمانی کی طرف ہو پس اللہ تعالے
اور اُسکے رسول کو حکم ایمان سے دوست رکھتا ہی اور نبی اور بنیآدم کو حکم طبیعت
سے دوست رکھتا ہی اور محبت کے لیے وجوہ ہین اور انسان مین محبت کے
اسباب انواع اقسام کے ہین منجملہ انھین سے ایک محبت روح کی ہی اور محبت
قلب کی اور محبت نفس کی ہی اور محبت عقل کی ہی اور حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم جسمین اہل اور مال اور ماء بارد کا ذکر ہے اُسکے معنی نسبت نفس سے اور محبت نفس
کی بیخ کنی عرفت کی ہی تاکہ اللہ تعالے کی محبت غالب ہو اور اللہ تعالی کو اپنے
دل اور روح اور عقل سے دوست رکھے یہانتک کہ سب کی محبت مین
کبھی انقلاب ہو اور سرشت مین محبوب تر آب سرد سے ہو اور یہ سب جہانی

اص کے لیے ہوتی ہے جسکے سبب اور جسکے نور سے طبیعت اور سرشت کی
پوشیدہ ہو جاتی ہے اور یہ حب ذات مشاہدہ سے ہوتی ہے جو روح کی
لت اور خلوص سے مقامات قرب کیطرف ہوتی ہے۔ واسطے اُنے اس
ت مین یحبهم ویحبونه کہا ہے کہ جیسے وہ بذاتہ اُنکو دوست رکھتا ہے اسیطرح
ات کو اسکی دوست رکھتے ہین سواے ضمیر راجع ذات کیطرف ہے نہ کہ
وت اور صفات کی جانب ہے۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ محب کی شرط یہ ہے کہ
سے محبت کے سکرات لاحق ہون پس اگر ایسا نہ ہو تو اسکی محبت اسمین حقیقۃً
ین ہے سو اب محبت دو قسم کی ٹھہری ایک محبت عام اور ایک محبت خاص
محبت عام کی تفسیر امتثال امر سے ہوئی ہے اور بسا اوقات حب معدن علم
سے اور نعمت سے ہوتی ہے اور اس محبت کا مخرج صفات سے ہے اور مشائخ
ں ایک جماعت نے حب کو مقامات مین بیان کیا ہے تو لنظر اس حب عام کیطر
ہوگی جسمین بندہ کے کسب کو دخل ہے اور حب خاص وہ حب ذات مطالعہ روح
سے ہے اور یہ وہ حب ہے جسمین سکرات ہوتی ہے اور وہ اللہ کریم کیطرف سے
یک احسان اپنے بندہ کے لیے ہے اور اللہ کا کرم اُسکو برگزیدہ کرتا ہے اور یہ حب
حوال سے ہے اسواسطے کہ محض موہبت ہے جسمین کسب کو دخل نہین ہے
ور وہ قول نبی علیہ السلام سے سمجھی گئی ہے کہ فرمایا محبوب تر مجھے ٹھنڈے پانی سے
ہے کیونکہ وہ ایک کلام ہے وجدان روح سے جو حب ذات سے لذت پاتی ہے
ور یہ حب روح ہے اور جو حب کہ مطالعہ صفات سے ظاہر ہوتی ہے اور ایمان
کے مطالعہ سے نکلتی ہے قالب اس روح کی ہے اور ہرگاہ اُنکی یہ محبت صحیح ہوئی
تو اللہ تعالے نے اُنکی خبر اپنے قول سے دی اذلۃ علی المومنین یعنی وہ لوگ
مومنون کے واسطے عاجز ہین اسواسطے کہ محب اپنے اور اپنے محبوب کے

محبوب کے واسطے عاجزی کرتا ہی اور یہ پڑھتا ہی شعر

لعینین تقدمے الف و ستقی	و ذکرم الف للحبیب المکرم

ترجمہ

فدا ایکسے کے ہون ہزار اور بجائین	ہزار ایک پیارے کے خاطر مکرم

اور یہی حب خالص اصل احوال سینہ اور اسکی موجب ہی اور وہ احوال کے
درمیان ایسی ہی کہ توبہ مقامات مین ہی سو جسکی توبہ صحیح کامل ہوئی وہ تمام
مقامات کے ساتھ زہد و رضا و توکل سے متحقق ہوا جنکا بیان ہم پہلے لکھ چکے ہین
اور جو شخص کہ اسکی یہ محبت صحیح ہوئی وہ تمام احوال فنا اور بقا اور صحو و محو و
غیر انکے سے بھی متحقق ہوا اور توبہ اس حب کیلیے بدن کے مثال ہی اسواسطے کہ وہ اس
حب عام پر مشتمل ہی جو اس حب کے لیے بدن کے مانند ہی اور جسنے محبوبون کی راہ لی اور
وہ طریق محبت طریق خاص ہے اسکا تکملہ انہی مین ہوجاتا ہی اور اسکے لیے حب خاص کی
راحت حب عام کے قالب کے ساتھ ایک جا جمع ہوجاتی ہی جسپر توبہ نصوح کی مشتمل ہی اور
اطوار مقامات مین تقلب اور گردش نہین کرتا اسواسطے کہ اطوار مقامات مین
بدلتے رہنا اور انہین سے ایک حالت سے دوسری حالت مین ترقی کرنا
طریقہ محبین کا ہی اور رب نے طریق مجاہدہ اس آیت سے اختیار کیا والذین جاہدوا
فینا لنہدینہم سبلنا یعنی اور جن لوگون نے کوشش کی ہمارے راستہ مین البتہ
ہم انکو اپنا راستہ دکھاوینگے اور اس قول اللہ تعالے سے ویہدی الیہ من ینیب
یعنی اور ہدایت کرتا ہی طرف اپنے جو رجوع ہووے ۔ تو تمنے ثابت کردیا ہی
کہ انابت اور بازگشت کا کسب حق محب مین ہدایت کا سبب ہی اور محبوب کے
حال مین بہ صراحت اجتبا اور برگزیدگی کی فرمائی جو سبب کا معلوم نہین ہی
اور جناب اللہ تعالی نے فرمایا اللہ یجتبی الیہ من یشاء یعنی اللہ تعالے قبول کرتا ہی

رت اپنے جسکو چاہتا ہی سو جسنے محبوبین کے راستہ کو قبول کیا اطوار مقامات
ن بساط کو طی کیا اور انہین صفائی اور خلوص اطوار مقامات کے اپنے پورے
معت کے ساتھ مندرج ہوتے ہین اور مقامات اس کو نہ مقید کرتے ہین
محبوس کرتے ہین اور وہ اُن کو مقید اور محبوس کرتا ہے
ترجمہ کہ وہ اُن سے ترقی کرتا ہی اور اُنکی صفائی اور خلوص کو باہر نکال
لیتا ہی اسواسطے کہ جب حب خالص کے انوار اُسپر چمکنے لگے صفات و نفو
س کے ملبوسات کو اُتار ڈالا اور مقامات جتنے ہین سب نفوست اور صفات
منافیہ کے صاف کرنیوالے ہین پس زہد کی صفائی رغبت سے کرتا ہی اور توکل اسکی
صفائی کم اعتمادی سے کرتا ہی جو نفس کے جہل سے پیدا ہوتی ہی اور رضا اسکی
صفائی رگ منازعت کے پھڑکنے سے کرتی ہی اور یہ منازعت اسواسطے ہی
نفس مین جمود اور افسردگی باقی رہے جب تک کہ محبت خاص کے آفتاب
چمکین ظلمت اور افسردگی اسکی باقی رہے پس جسکو حب خالص کے ساتھ
تحقق ہوا اُسکا نفس ملائم اور نرم ہو جاتا ہی اور اُسکی افسردگی جاتی رہتی ہی
وکیا زاہد اُس سے رغبت کو ادا کرے گا درحالیکہ رغبت حب نے اُس کی
بت کو جلا دیا اور توکل اُس سے کیا صفائی کرے گا درحالیکہ دیدار دوست کی
ٹکی چشم دل مین کھبا ہوا ہی اور رضا انہین عروق منازعت کو کیا سکون
گی درحالیکہ منازعت اُسکی طرف سے ہو جسکی کلیت مسلم نہین۔ رُند باری
کہا ہی کہ جب تک تو اپنی کلیت سے خارج نہ ہوگا محبت کی حد مین داخل
نہ ہوگا اور ابو یزید نے کہا ہی کہ جس شخص کو اسکی محبت نے قتل کیا ہو تو اُسکا
خونبہا یہ ہی کہ وہ اُسکو دیکھ لے اور جس شخص کو اُسکے حبیب نے قتل کیا ہو
تو اُسکا خونبہا یہ ہی کہ اُسکو اپنا ندیم بنالے اُسکی خبر مجھے دی ابو زرعہ بن

ابی عبدالرحمٰن سے اُسنے کہا کہ مین نے احمد بن علی بن جعفر سے سُنا ہو کہ وہ کہتے
مین سنے حسین بن علویہ سے سُنا کہ وہ کہتا تھا کہ ابو یزید نے اِسکو کہا ہو تو اب
اطوار مقامات مین اُلٹا پلٹنا عام محبون کے لیے ہو اور بساط اطوار کا طے کر
خاص محبون کے لیے ہو اور وہ محبوب ہین جنکے ارادون اور ہمتون سے مقامات
بچھڑ گئے ہین اور اکثر مقامات طبقات آسمانی کے مدارج پر ہوتے ہین اور وہ مو
اُس کسی کے ہین جو اپنے بقایا کے دامنون مین اُلجھکر گرتے ہین ابراہیم خواص
بعض بزرگون نے کہا کہ تصوف نے آپ کو کہان تک پہونچا دیا ہو تو کہا توکل تک
پھر کہا تو اپنے باطن کی آبادی مین سعی کرتا ہو تجھے فنا توکل مین معاینہ وکیل سے
کہان ہو سو نفس جب اپنی صفت کے ساتھ جنبش کرتا ہو کہ دائرۂ زہد سے باہر
پھاند جاوے تو زاہد اُسے دائرہ کیطرف اپنے زہد سے پھیر لاتا ہو اور متوکل جبکہ
اُسکا نفس جنبش کرے وہ اپنے توکل سے پھیر لاتا ہو اور صاحب رضا اپنی رضا
کے ذریعہ سے اِسکو پھیرتا ہو اور نفس سے یہ حرکات بسبب بقایاے وجود کے
جو سیاست علمی کی محتاج ہین اور ہین دور سے ہوائے قرب کا لینا ہے اور
وہ حق عبودیت کا علم کے اندازہ سے ادا کرنا اور اُسکے موافق اجتہاد اور کسب
کرنا ہو اور جسنے طریق خاص کو اختیار کیا بقایا سے رہائی پانے کا طریق انوار فضل
مین چھپنے کے ساتھ پہچان لیا اور جسنے نور قرب کے جلے اُس نسیم رحمت کے ساتھ
قریب تر ہے جو ہمیشہ قائم رہنے والی ہو اور گردش اور تغیر و تبدل سے محفوظ ہے
اُسکو نہ کوئی طلب خمد اور دیج کرتی ہو اور نہ کوئی اُسے وحشت مین ڈالتی ہو
پس زہد اور توکل و رضا اُسمین موجود ہو اور وہ نہین ہین بجز اسی معنی کے اعتبار
سے کہ خواہ وہ کسی طرح منقلب ہو وہ زاہد ہو اگرچہ راغب ہو اسواسطے کہ وہ
حق کے ساتھ ہو نہ اپنے نفس کے ساتھ اور اگر التفات اسکا اسباب کی طرف

دیکھا جائے وہ متوکل ہے اور اگر اُس سے کراہت پائی جاوے تو وہ راضی ہے اسواسطے کہ کراہت اُسکی اُسکے نفس کے لیے ہے اور نفس اُسکا حق کے لیے ہے اور حق کے ساتھ اُسکی کراہت ہے اُسکا نفس اُسکو اُلٹا پھیر دیا گیا کہ دواعی اور صفات نفس کے ساتھ اور پاک اور بخشیدہ فرستادہ لطف اُسکے ساتھ کیا ہو اور درد اُسکا اُسکی عین دوا اور امراض و علل اُسکے عین شفا ہوگئے اور طلب الٰہی اُسکے لیے قائم مقام ہر طالب کے زہد و توکل و رضا سے ہوئی یا ہوگیا مطلوب من اللہ اُسکا بجاے ہر مطلوب کے جو زہد ہے اور توکل اور رضا ہے رابعہ نے کہا کہ جو اللہ کا محب اور دوست ہے اُسکی گریہ وزاری نہین ٹھہرتی تا آنکہ وہ اپنے محبوب کے ساتھ سکون نہ پاوے - اور ابو عبداللہ قرشی نے کہا ہے کہ حقیقت محبت کی یہ ہے کہ تو اپنے محبوب کو سب کچھ اپنا بخشے اور تجھ سے تیرے واسطے کوئی شئ باقی نہ رہے - اور ابو الحسین وراق نے کہا ہے سرور اللہ کے ساتھ شدت محبت کے سبب سے اُسکے لیے ہے اور محبت دل مین آگ ہے جو ہر ناپاک شئ کو جلا دیتی ہے - اور یحیٰے ابن معاذ نے کہا محبون کا صبر زاہدون کے صبر سے سخت تر ہے بڑے اچنبھے کی بات ہے انسان اپنے حبیب سے کیونکر صبر کرے اور بعضون نے کہا کہ جسنے اللہ کی محبت کا دعوےٰ کیا بدون اسکے کہ وہ محرمات اور منہیات سے پرہیز کرے اور بچے تو وہ بڑا جھوٹا ہے اور جسنے بہشت کی محبت کا دعویٰ کیا بدون اسکے کہ اپنے ملک کو خرچ نہ کر ڈالا ہو تو بڑا جھوٹا ہے اور جسنے حب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ بلا حب فقر کیا ہو وہ بڑا جھوٹا ہے

اور رابعہ یہ ابیات پڑھا کرتی تھین نظم

تعصے الالہ وانت تظہر حبہ	ہذا لعمری فی الفعال بدیع
لو کان حبک صادقا لاطعتہ	ان المحب لمن یحب مطیع

ترجمہ

معصیت اللہ کی اور تو اُسکے حب کا دم بھرے ۔ یہ قسم اپنی مجھے فی الحال ہیں ہونا درات
گر محبت ہوتی سچی تیری حکم اُسکو مانتا ۔ دوست تابعدار ہے محبوب کا دن اور رات

اور ہر گاہ محبت احوال کے لیے توبہ کے مثال مقامات کے لیے ہے پس جو حال کا دعوے کرے اُسکی محبت معتبر ہے اور جو دعوی محبت کا کرے اُسکی توبہ معتبر ہے اسواسطے کہ توبہ روح حب کی قالب ہے اور یہ روح جو ہے اُسکا قیام اُسی قالب کے ساتھ ہے اور احوال اعراض ہیں جنکا قوام جوہر روح سے ہے اور سمنون نے کہا ہے کہ اللہ کے دوست لے گئے شرف دنیا اور آخرت کو اسواسطے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ المرء مع من احب یعنی آدمی اُس شی کے ساتھ ہے جسکو وہ چاہتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہیں۔ اور ابو یعقوب سوسی نے کہا ہے کہ محبت صحیح نہیں ہے تا آنکہ تو دیدہ محبت سے دید محبت کو فنا سے علم محبت اسیطرح کہ اُسکا محبوب غائب ہو اور یہ شخص محبت کے ساتھ ہو سو جب کہ محب اس نسبت کی طرف خارج ہو تو وہ محب بغیر محبت ہو جنید سے سوال ہوا کہ محبت کیا ہے فرمایا صفات محبوب کا بدل کے طور پر صفات محب میں آجانا بعضون نے کہا ہے کہ یہ اُس بنیاد پر ہے قول اللہ تعالیٰ کی فاذا احببتہ کنت لہ سمعا و بصرا یعنی جس وقت میں اُسے محبوب رکھتا ہوں تو میں اُسکا سمع بن جاتا ہوں اور اُسکی بصر بنجاتا ہوں اور یہ اسواسطے ہے کہ ہر آئنہ جب محبت صافی اور کامل ہوگئی تو وہ ہمیشہ اپنے وصف کو اپنے محبوب کیطرف جذب کرتی ہے اور جب وہ اپنی غایت حد کو پہنچ گئی تو وہ توقف کرتی ہے ورابطہ بیچ ادراک ہونے کے جدا ہو اور وصف محبت کا کمال محب سے ازالہ سوانح کر دیتا ہے اور صفات محبوب

وصف محبت کے کمال سے اُن عوائق کو جو صدق حب مین خارج ہین محب
مخلص پر مہربانی اور اُسکے قاصر رہنے پر نظر شفقت بعدازان کہ اُسکی سعی
انتہا کی پہونچ گئی کرکے کھینچ لیتی ہین پس محب محبوب سے کسب صفات کے
فائدے لیکر پلٹتا ہی اور اُسوقت یہ کہتا ہی

مین محبوب ہون اور محبوب مین	دو روح اک بدن مین ہم آگئے یہان
جب دیکھے مجھے تو مین دیکھون اُسے	جو مین اُسکو دیکھون تو وہ مجکو وہان

اور یہ جو ہم نے بیان کیا حقیقت ہی قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی
تخلقوا باخلاق اللہ اسواسطے کہ وہ اپنی نزاہت نفس اور بکمال تزکیہ سے
محبت کے لیے قابل اور مستعد ہوتا ہی اور محبت ایک عطیہ ہی جو تزکیے کے متما
معلل نہین ہی مگر سنت الٰہی یہیں جاری ہی کہ وہ اپنے احباب کے نفوس کو
اپنی حسن توفیق اور تائید سے پاک اور صاف کرتی رہے اور جب نفس کو
نزاہت اور طہارت بخشی گئی بعدازان روح اُسکی نے جاذبۂ محبت کے ساتھ
کھینچا تو اُسکو صفات واخلاق کے خلعتون سے مخلع اور محلی کیا جاتا ہے اور یہ
اُسکے نزدیک ایک مرتبہ وصول مین ہوتا ہی سو کبھی اُسکے باطن سے شوق
اُن اشیا کی طرف اُٹھتا ہی جو اُسکے علاوہ ہین اسواسطے کہ عطایا ے الٰہی
غیر متناہی ہین اور کبھی اُنھین عطیات سے پہلے مطمئن ہو جاتا ہی تو یہ وصول
اُسکا ایسا ہوتا ہی جو اُسکے آتش شوق کو ساکن کر دیتا ہی اور اسی شوق کا باعث
یہ ہی کہ صفات وہی محققہ محب کے نزدیک مرتبہ وصول پر استقرار پاتے ہین
اور اگر شوق باعث نہ ہوتا اُسکے قدمون واپس آتا اور نفس کے صفات ظاہر
ہوتے جو کہ انسان اور اُسکے قلب کے درمیان حائل ہین اور جسنے کہ وصول سے
اُن چیزون کے سوا گمان کیا جو ہم نے بیان کین یا اس قدر سے علاوہ اُسکے

خیال مین آیا تو وہ مذہب نصاریٰ کا لاہوت و ناسوت مین معترض ہو اور
مشائخ کے اشارات استغراق اور فنا مین سب کے سب مقام محبت کی تحقیق
کیطرف راجع ہین جو نور یقین کی استیلا اور خلاصہ ذکر قلب اور تحقیق حق
الیقین بزوال کچھ بقایا اور لوث وجودی ارتقاے صفات نفس سے ہین
اور جب محبت ٹھیک اور صحیح ہو گئی تو سیر احوال اور توابع اسکے مترتب
ہو گئے۔ شبلی سے پوچھا کہ محبت کیا ہو تو جواب دیا کہ ایک شراب ہو جسمین
سوزش ہو اگر حواس مین ٹھہر گئی اور نفوس قرار پکڑ گئے تو اسکو نیست اور
لاشی کر دیتی ہو۔ اور بعضون نے کہا ہو کہ محبت کا ایک ظاہر اور ایک باطن
ہو ظاہر اُسکا رضاے محبوب کی پیروی ہو اور اُسکا باطن یہ ہے کہ
سب چیزون سے محبوب کا دلدادہ ہو اور اُسمین کسی چیز کا بقیہ غیر محبوب
یا نفس سے نہ رہے

بعض احوال سینہ سے محبت مین شوق ہو

اور کوئی محب نہین جو ہمیشہ مشتاق نہ ہو اسواسطے کہ امر حق کی نہایت نہین ہے
سو کوئی حال نہین ہو جسکو محب پہونچا مگر یہ کہ وہ جانتا ہو کہ اُس کے ماورا
اور حال زیادہ اوفیٰ و اتم ہو شعر

حسن بی لحسنک لا لذا امد	ینتہی الیہ و لا لذا امد

ترجمہ

حزن میرا حسن تیرا دونون ہین یکتا نگے	انتہا اسکی نہین تو انتہا اسکی نہین

بعد ازان یہ شوق جو اُسے پیدا ہوا اُسکا حاصل کیا ہوا نہین ہو اور اسکے سوا
نہین ہو کہ وہ ایک عطیہ ہو کہ اُسکے ساتھ اللہ تعالےٰ نے محبون کو مخصوص کیا ہو

احمد ابن ابی الحواری نے بیان کیا کہ مین ابی سلیمان دارانی کے پاس گیا اور اُسے
مین نے دیکھا کہ وہ رو رہا ہی مین نے کہا کیون تو روتا ہی اللہ تیرے اوپر رحم کرے
تو کہا واو اے احمد جب یہ رات اندھیرا چھاتی ہی تو اہل محبت کے قدم بچھ جاتے
ہین اور انکے اشک رخسارون پر ڈھلکتے ہین اور خدائے جلیل جل جلالہٗ اُنکے
نزدیک ہوتا ہی یہ کہتا ہوا کہ مجھے اپنی آنکھون کی قسم ہی جسنے میری باتون سے
لذت پائی اور میری مناجات سے راحت حاصل کی اور مین اُنسے خلوتون
مین واقف ہون اُنکے نالۂ وزاری سُنتا ہون اور اُنکی گریہ کو دیکھتا ہون°
اے جبرئیلؑ اُن لوگون مین منادی کردے یہ کیا رونا ہے جو مین تمھارے اندر
دیکھتا ہون آیا کسی مخبر نے تمھین خبر دی کہ ایک محبوب اپنے دوستون کو
آگ مین جلادے گا کیونکر سب مجھے بھلا معلوم ہو کہ مین ایسی قوم کو عذاب مین
ڈالونگا کہ رات اُنپر سیاہی چھائے تو وہ میری خوشامد بہت کرتے ہین سو مین
اپنی قسم کھاتا ہون کہ جب وہ قیامت کے دن میرے پاس آئینگے تو اُنکے
لیے روشنی اپنی صورت سے کردونگا اور اُنکے لیے اپنا باغ قدس مباح کردونگا
اور یہ ایک قوم کا حال محبین سے ہی جو شوق کے مقام مین پڑاؤ ڈالے ہوے
ہین اور شوق محبت سے ہی جیسے کہ زہد توبہ سے ہی جب توبہ نے قرار پکڑا تو
زہد کا ظہور ہوا اور جب محبت قائم ہوئی تو شوق پیدا ہوا - واسطی نے اس
قول الٰہی مین لکھا ہی وعجلت الیک رب لترضیٰ یعنی اور مین جلدی آیا تیری
طرف اے رب کہ تو راضی ہو - کہا اپنے شوق سے اور پیچھے آنے والون کے استحقار
سے کہا وہ لوگ میرے پیچھے ہین اُسکے شوق سے ہی جو اللہ تعالےٰ سے بات چیت
کرنے مین اور توریت کی لوحون کو پھینک دیا اس وجہ سے کہ جو وقت اُسکا تھا
وہ ہو چکا تھا - اور ابو عثمان نے کہا ہی کہ شوق ثمرہ محبت کا ہی سو جو کوئی

اللہ تعالے کو چاہتا ہی وہ مشتاق اُسکی لقا کا ہوتا ہی اور اسی کا یہ بیان
قول اللہ تعالے مین ہی فان اجل اللہ لات مشتاقون کے تقرب کے لیے
اسکے معنی یہ ہین کہ مین جانتا ہون کہ اے آدمیو تمھارا شوق میری طرف
غالب ہی اور مین نے تمھاری ملاقات کے لیے ایک مدت خاص مقرر کی
ہی اور عنقریب تمھارا وصول اُسکے لیے ہوگا جسکے مشتاق تم ہو۔ ذوالنون
نے کہا ہی کہ شوق درجات مین سب سے اعلےٰ اور مقامات مین سب سے بالا ہی
اور جب انسان اُسکو پہونچتا ہی تو موت کو تاخیر مین شمار کرتا ہی اسواسطے کہ
اُسے شوق اپنے رب کا ہی اور امید اُسکی ہی کہ اُسے دیکھے اور ملاقات
کرے۔ اور میرے نزدیک یہ ہی کہ شوق جو محبون مین اُن مراتب کا ہی
جسکی اُمید وہ دُنیا مین رکھتے ہین اُس شوق کے علاوہ ہی جسکے ساتھ
وہ مرنے کے بعد توقع رکھتے ہین اور اللہ تعالے اپنے اہل مودت کو مکاشفہ
اُن عطیات کا کر دیتا ہی جنکو وہ علم سے پاتے ہین اور اُنکو جب ذوق سے
طلب کرتے ہین تو اسیطرح اُنکا شوق ہوتا ہی کہ علم ذوق ہو جائے اور
مقام شوق کی ضرورت سے نہین ہی کہ موت کی تاخیر سمجھتے ہین اور اکثر صحیح تو
اُنہین سے لذت حیات کے ساتھ اللہ تعالے کے واسطے حاصل کرتے ہین
جیسا کہ حق تعالے نے اپنے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا قل ان صلاتی
ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین۔ یعنی کہہ اے رسول کہ میری نماز اور
میری عبادت اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہی جو پروردگار
عالمین کا ہی سو جسکی زندگی اللہ کے واسطے ہو اُسے حق تعالے لذت مناجات
اور محبت کی بخشتا ہی اسکی آنکھ خدمت سے سیر ہو جاتی ہی بعد ازان دنیا وی
عطیات سے وہ کشف کرا دیتا ہی جو مقام شوق مین متحقق ہوسکتے ہین اور

شوق کے علاوہ جو وجد الموت ہوتا ہے۔ اور بعض حضرات صوفیہ نے مقام
شوق کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ شوق تو غائب کے لیے ہوتا ہے اور حبیب حبیب سے
کب غائب ہوتا ہے تاکہ وہ مشتاق ہو اور اسی واسطے انطاکی سے سوال کیا گیا
کہ شوق کیا ہے تو اُسنے جواب دیا کہ مشتاق غائب ہی کے لیے ہوتا ہے اور میں
غائب اُس سے نہیں ہوں جب سے میں نے اُسے پایا ہے۔ اور شوق کا انکار
علے الاطلاق سو میں اسکی وجہ نہیں دیکھتا اسواسطے کہ عطیات اور بخشائش الٰہی
کے مراتب جو نشانات قرب سے ہیں جسوقت غیر متناہی ہوں تو کیونکر محب سے
شوق کا انکار ہو سکتا ہے اسواسطے کہ جو مرتبہ اُسنے قرب کا پایا اُسکی نسبت
غیر غائب اور غیر مشتاق ہے مگر وہ مشتاق اُن مراتب کا ہے جنکو نشانات قرب
سے نہیں پایا تو کیونکر شوق کا حال ممنوع ہو اور حقیقت حال ایسی ہے۔ اور
دوسری وجہ یہ کہ انسان کے لیے ایسے امور سے چارہ نہیں ہے جنکو حکم حال
اُسکی بشریت اور طبیعت اور اُسکے قائم نہ رہنے کی جگہ اُس حد علم پر جسکو
مقتضی حکم حال ہو پھیر لائے اور اُن امور کی موجودگی آتش شوق کو مشتعل
کرتی ہے اور ہم شوق سے مقصود نہیں رکھتے مگر ایک مطالبہ جو باطن سے
ادنیٰ اور اعلےٰ کی جانب نشانات قرب سے اُٹھتا ہے اور یہ مطالبہ اور یہ
ننگ سب محبوں میں ہے پس اب شوق موجود ہے اُسکے انکار کی کوئی وجہ
نہیں ہے۔ اور مرآمدؔ ایک قوم سے کہا ہے کہ شوق مشاہدہ اور ملاقات کا
نت ہے شوق بعد اور مفارقت سے ہے تو جدائی کی حالت میں مشتاق
ملاقات ہو گا اور ملاقات اور مشاہدہ کی حالت میں وہ مشتاق فضل اور
احسانات کا محبوب سے ہو گا اور یہی میری راے اور یہی میرا مختار ہے
ابن فارس نے کہا ہے کہ مشتاقوں کے دل نور اللہ سے منور ہیں پھر جب کہ وہ

دل اشتیاق کے سبب حرکت مین آتے ہین تو وہ نور مشرق اور مغرب کے
سطح درمیانی کو روشن کر دیتا ہی تب اللہ تعالے انکو فرشتون پر ظاہر اور
ہیش کرتا ہی اور فرماتا ہی یہ لوگ ہین جو میری طرف انکو اشتیاق رہتا ہے
مین تمھین گواہ کرتا ہون کہ ہر آئنہ مجھے انکا شوق ہی۔ اور ابو یزید نے کہا ہی
کہ اگر اللہ اہل جنت کو اپنی رویت سے محجوب کرے تو وہ جنت سے استغاثہ
ایسا ہی کرینگے جس طرح اہل دوزخ دوزخ سے کرینگے۔ ابن عطا سے پوچھا کہ
شوق کیا ہی کہا شوق جگر کا جلانا اور دلون کا شعلہ زن کرنا اور قرب کے بعد
کلیجون کا کاٹنا ہی۔ بعضے حضرات صوفیہ سے لوگون نے پوچھا کہ آیا شوق
اعلے اور بالاتر ہی یا کہ محبت۔ جواب دیا کہ محبت اسواسطے کہ شوق اس سے
پیدا ہوتا ہی اور کوئی صاحب شوق نہین الا وہی جس پر محبت نے غلبہ کیا ہو
پس محبت اصل ہی اور شوق فرع ہی۔ اور نصیر آبادی نے کہا ہی تمام خلق کے
لیے مقام شوق کا ہی نہ مقام اشتیاق کا اور جو کوئی اشتیاق کے حال مین داخل
ہوا تو وہ اسمین حیران رہا جتے کہ اسکا نہ کوئی نشان دکھہ پڑتا ہی اور نہ قرار
پایا جاتا ہی اور اسی سے انس ہی۔ اور جنید سے سوال ہوا تھا کہ انس
کیا چیز ہے اسکا جواب آپ نے دیا کہ باوجود ہیبت کے حشمت کا اٹھنا اور
دور ہونا ہی۔ اور ذوالنون سے پوچھا کہ انس کیا ہی تو کہا وہ محب کا انبساط اور
کھل کھیلنا محبوب کے ساتھ ہی۔ بعضون نے کہا اسکے معنی قول حضرت
ابراہیم خلیل اللہ کا ہی ارنی کیف تحیی الموتے یعنی دکھا مجھے کس طرح تو مردہ کو
زندہ کرتا ہی اور قول موسی ارنی انظر الیک یعنی دکھا مجھے اپنے تئین کہ تیری
طرف دیکھون اور رودیم کے ابیات پڑھے شعر

تشغلت قلبی بالذیک فلا	یغنک طول الحیوۃ عن ذکرا

آنستنی منک بالوداد فقد	اوحشتنی من جمیع ذا البشر
ذکرک لی مونس یعارضنی	یوعدنی عنک منک بالظفر
وحیثما کنت یا ہدے ہمی	فانت منی بموضع النظر

ترجمہ از مترجم فارسی

دلم را مشتغل کردی بدانچہ ای دوست تو داری	دلم ہرگز نگردو زان تفکرت خود ز ہشیاری
انیس خود مرا کردی ز راہ دوستی و انگہ	ربائی از ہمہ عالم زہی راہی بدشواری
شدہ مونس اذکرت ہمہ عرضہ دہر از من	کند وعدہ بپیروزی تو از تو دہر یاری
منزہ از مکانی تو ولیکن چون ہمی بینم	بجائے دیدہ از من تو باشی ز نکوکاری

اور روایت ہی کہ مطرف بن شخیر کو عمر بن عبدالعزیز نے لکھا کہ سزاوار ہے تیرا انس اللہ کے ساتھ اور انقطاع تیرا اُسکے ساتھ ہو اسواسطے کہ اللہ کے بہت بندے ہین کہ اُنھون نے اللہ تعالےٰ کے ساتھ اُنس حاصل کیا ہی اور وہ اپنی تنہائی اور عزلت مین بہت زیادہ مانوس لوگون سے تھے جنکو کثرت مین اُنکے ساتھ اُنس تھا اور اُن چیزون سے بہت متوحش تھے جن سے اور لوگ بہت مانوس ہین اور اُن باتون سے نہایت درجہ وہ مانوس تھے جن سے اور لوگ متوحش تھے۔ واسطی نے کہا محل انس کو نہین پہونچتا وہ شخص جو تمام موجودات سے متوحش نہ ہوگیا ہو۔ اور ابوالحسین وراق نے کہا ہی اللہ کے ساتھ اُنس نہین ہوتا الاجب کہ اُسکے ساتھ تعظیم ہو اسواسطے کہ ہر ایک جسکے ساتھ مانوس ہوگا اُسکی تعظیم تیرے قلب سے ساقط ہو جائیگی مگر اللہ تعالےٰ اجل شانہ کی تعظیم اِس واسطے کہ تو اُس سے اُنس زیادہ نہین کرے گا مگر یہ کہ تجھے زیادہ ہیبت اور تعظیم ہو گی۔ رابعہ نے کہا ہر مطیع مستانس ہی اور پڑھا نظم

اُنکے ماسوا کے ساتھ

ولقد جعلتک فی الفؤاد محدثی	وابحت جسمی من اراد جلوسی
فالجسم منی للجلیس موانس	وحبیب قلبی فی الفؤاد انیسی

ترجمہ از مترجم فارسی

سخن گوینده اندر دل ہمیشہ من ترا دائم	وا اہل مجلس خود را ہمین نفسی بنشینا رم
الیف جسم من باشد کرا در ہمنشین گردد	ولیکن دوست دل خود را ہمین جان نہ پندارم

اور مالک ابن دینار نے کہا ہو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ مخلوق کی بات چیت سے مانوس نہین ہوا تو اُسکا علم تھوڑا اور قلب اُسکا اندھا ہو اور عمر اپنی ضائع کی بعضے صوفیہ سے پوچھا گیا کہ کون تیرے پاس کون ہو کہا اللہ تعالے میرے پاس ہو اور جو اللہ سے مانوس ہوا وہ متوحش نہین ہوا۔ اور خراز نے کہا ہو کہ اُنس یہ ہو کہ ارواح اپنے محبوب کے ساتھ قرب کے مجالس مین گفتگو کرین۔ اور بعضے عارفون نے محبان واصل کی صفت اس طرح کی ہو کہا کہ محبت اُنکے لیے ہر لحظہ دوام اقبال کے ساتھ تازہ ہوگئی ہو اور اُنکو حقائق سکون نے جو اُسکے ساتھ ہو اپنی پناہ مین لے لیا یہان تک کہ اُنکے دل نالان ہوگئے اور اُنکی روحین شوق کے مارے آرزومند ہوگئین اور یہ محبت اور شوق اُنکا ایک اشارہ حق سے اُنکی طرف حقیقت قرب سے تھا کہ وہ وجدانات ہین سو وجدانات کے سبب اُنکی سب آرزوئین جاتی رہین اور اُمیدین اُنکی سب منقطع ہوگئین ان نعمتون کے سبب جو حق کی طرف سے اُنکے لیے ثابت ہوئی تھین اور اگر حق تعالے تمام انبیا کو حکم دیتا کہ اُنکے لیے سوال کرین تو وہ بعضی چیزین اُنہین سے نہ مانگتے جو اُنکے لیے اللہ تعالے نے وحدانیت قدیمہ اور دوام ازلیہ اور علم سابقہ مین آمادہ اور مہیا کی ہین اور اُسکی معرفت اور اُنکی فراغ ہمت اور [illegible] شئون کی

اُسمین مقدر اُنکے لیے تھی تو اُسکے بندگان عام اُنپر حسد کرتے اگر اُنکے قلوب سے تمام ہموم دور ہوتے اور اُسکے معنی مین یہ ابیات پڑھتے شعر

كانت لقلبي اهواء مفرقة	فاستجمعت اذ رأتك النفس اهوائي
فصار يحسدني من كنت احسده	فصرت مولى الورى اذ صرت مولائي
تركت الناس دنياهم ودينهم	شغلا بذكرك يا ديني ودنيائي

ترجمہ فارسی

این دل دیوانہ را بود ہست ہوای بیشمار	چون ترا دیدم فراہم گشت جملہ اندر کنار
نیست شدہ است حاصل مرا آنکس کہ بر دو جہان	چون تو ام مولا شدی عالم مرا شد بندہ وار
دین و دنیا را بہر مردمان بگذاشتم	مشتغل من ذکرت زین دنیا و دین باتو قرار

اور کبھی اُنس سے ہوتا ہی اُنس طاعت خدا اور اُسکے ذکر اور اُسکے کلام کی تلاوت اور تمام ابواب جو قربات کے ہین۔ اور اسقدر اُنس ایک نعمت اللہ تعالی کیطرف سے ہے مگر یہ وہ حال اُنس نہین ہی جو محبوبین کے لیے ہوتا ہی اور اُنس ایک حال شریف ہی جو بعد قرب دید صفائی اور طہارت باطن سے اور بکمال تقوے و قطع اسباب و علائق اور سلب خطرات اور ہوا جس سے ہوتا ہی اور اُسکی حقیقت میرے نزدیک وجود کی صفائی اور رفت اور سیاہی عظمت کی بھاری روشنی سے ہے اور روح کا پھیلنا فتوح کے میدانون مین ہی اور اُسکے لیے نفس استقلال ہی جو قلب پر مشتمل ہی پس اُنس دل کو استقلال کے ساتھ ہیبت سے منع کرتا ہی اور ہیبت مین روح کا جمع ہونا اور ٹھہر جانا محل نفس مین ہی اور جسکا ہم نے بیان کیا وہ صفت کیا اُنس ذات سے ہی اور ہیبت ذوات لقا کے مقام پر اُسوقت ہوتی ہی کہ گذرگاہ وطن سے عبور کر جائے اور وہ دو نون اُنس و ہیبت کے سوا ہین جو وجود فنا سے جاتے رہتے ہین اسواسطے کہ ہیبت اور

اُنس جو قبل از فنا ہین وہ صفات جلال و جمال کے مطالعہ سے ظاہر ہوے ہین
اور یہ مقام تلوین کا ہی اور جو ہم نے ذکر کیا ہی کہ بعد فنا کے ہی وہ مقام تمکین اور
بقا مین مطالعۂ ذات سے ہی اور اُنس سے نفس مطمئنہ کا خضوع اور ہیبت سے اُسکا
خشوع ہی اور خضوع و خشوع دونون قریب ہین ایک فرق لطیف کے ساتھ
جو پایا ہے روح مدرک ہوتا ہی دونون جدا جدا ہوتے ہین۔ اور بعض احوال
سے قرب ہی اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے فرمایا ہی
واسجد واقترب یعنی اور تو سجدہ کر اور تو نزدیک ہو اور تحقیق حدیث مین آیا ہی
کہ سب سے زیادہ قریب بندہ اپنے رب سے سجدہ مین ہوتا ہی اسواسطے کہ
سجدہ کرنے والا جب کہ اُسے سجدہ کا مزہ چکھایا جائے قربت حاصل کرتا ہے
کیونکہ وہ سجدہ کرتا ہی اور اپنے سجدہ سے بساط کون و مکان کو طے اور نور دیدہ کرتا
ہی خواہ وہ پیدا ہوگیا ہو یا آیندہ پیدا ہووے اور رداے عظمت کے کنارے پر
سجدہ کرتا ہی اور وہ قریب ہوتا ہی۔ بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ ہر آن مین حضوری
پاتا ہون سو مین کہتا ہون یا اللہ خداوند یا رب پھر اُسے مین اپنے اوپر گران تر
پہاڑون سے پاتا ہون سوال کیا گیا کہ یہ کس سبب سے جواب دیا کہ سبب یہ ہی کہ
ندا اور پکار پردہ کے پیچھے سے ہوتی ہی اور آیا تم نے کسی ہمنشین کو دیکھا ہی کہ وہ
اپنے ہمنشین کو پکارے اور یہ بجز اشارات اور ملاحظات اور سرگوشی اور ملاطفات
کے نہین اور یہ مرتبہ جسکا قائل نے وصف کیا ہی مقام عزیز ہی جسمین قرب
متحقق ہی مگر یہ کہ وہ مشعر محویت اور مشیر سُکر ہی جو اس شخص کے لیے ہوتا ہی جسکا
نفس غائب اسکی روح کے نور مین ہو جاتا ہی اسواسطے کہ سُکر اُسکا غائب اور
محویت اُسکی قوی ہی پھر جب کہ ہوش مین آیا تو روح نفس سے اور نفس روح
سے خلاص پاتا ہی اور بندہ سے ہر ایک اپنے محل و مقام کیطرف عود کرتا ہی

بنرِ نفسِ مطمئنہ کی خواہش سے جو اپنے مقام عبادت اور محلِ عبودیت کیطرف راجع
ہو اقصد و یارب کرتا ہے اور روح اپنے مقرِ شہود اور کمال حال کے ساتھ
قرار سے مستقل معنی ہے اور یہ کامل اور قریب تر اول قسم ہے اسواسطے کہ حق تعالیٰ
نے استقلال روح بالفتوح سے امداد کیا اور رسم عبودیت کو قائم کیا اس طرح کہ
نفس میں اعتدال کا تغیر آیا اور ہمیشہ قرب کا حصہ نصیب روح کو اس سبب سے
بنا ہے کہ رسم عبودیت نفس کیطرف قائم رہتی ہے - اور جنید نے کہا کہ بیشک اللہ
تعالیٰ اپنے بندوں کے قلوب سے نزدیک اس قدر ہوتا ہے جس قدر کہ بندوں
کے قلوب کو اپنے سے قریب دیکھتا ہے پس دیکھو کس قدر قریب تر ہے قلب سے
ہوتا ہے اور ابو یعقوب سوسی نے کہا ہے کہ جب تک بندہ قرب کے ساتھ ہوگا
وہ قریب نہ ہوگا یہان تک کہ وہ قرب کے دیکھنے سے غائب ہو جائے جب کہ
لوقیہ قرب سے قرب کے سبب جاتا رہے تو یہ قرب ہے اور ایک نے صوفیہ میں
سے یہ ابیات کہے ہیں

تحققتک فی السر فناجاک لسانی	فاجتمعنا لمعان وافترقنا لمعانی
فان یک غیبک التعظیم عن لحظ عیانی	فلقد صیرک الوجد من الاحشاء دانی

ترجمہ

بسی تنہا در سر خود کردم درست انگہ زبان
با تو ہم راز آمدہ است زان شد مراد در دل نشان
پریشان گاہ جمع و ہر دو را معنی ست لیکن
گر جلال و عظمت پوشیدہ دارد از عیان
جمہ گرداند ترا بر من ز رگ جانم قریب
زان تفرق زین فراہم این معانی را بدان

ذوالنون نے کہا ہی کہ اللہ تعالےٰ سے کوئی زیادہ قربت مین نہین بڑھا مگر یہ کہ
ہیبت اُسکی زیادہ ہوئی۔ اور سہل نے کہا کہ مقامات قرب سے ادنیٰ مقام حیا ہی
اور نصیر آبادی نے کہا ہی کہ اتباع سنت سے تو معرفت کو پہونچے گا اور ادائے
فرائض سے تو قرب حاصل کرے گا اور نوافل کے روزمرہ سے محبّت کو اور
بعضے احوال سے حیا ہی اور حیا وصف عام پر ہی اور وصف خاص پر بھی سو
وصف عام سو وہ یہ ہی کہ جسکا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین
حکم دیا ہی استحیوا من اللہ حق الحیاء یعنی اللہ تعالےٰ سے شرماؤ جو حق شرم کرنے
کا ہی حاضرین نے کہا ہم شرماتے ہین یا رسول اللہ آپ نے فرمایا یہ نہین ہے
مگر جو شخص اللہ سے حیا کرے تو چاہیے کہ سر کو نگاہ رکھے اور جو کچھ فراہم کرے
اور شکم کو نگاہ رکھے اور جو کچھ جمع کرے اور موت اور بوسیدگی کو یاد کرے اور
آخرت کا ارادہ کرے تو دنیا کی زینت کو چھوڑ دے سو جس کسی نے یہ عمل کیا
تو اُسنے اللہ سے حیا کی جو اُسکا حق ہی اور یہ حیا مقامات مین سے ہے اور
حیائے خاص احوال سے ہی اور یہ وہ ہی جو عثمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہی
کہا مین اندھیرے گھر مین غسل کرتا ہون اور اللہ سے حیا کے سبب لپٹا
جاتا ہون۔ ابو العباس مؤدب نے کہا کہ مجھ سے سریؔ نے کہا کہ مین جو تجھ سے
کہتا ہون اُسے یاد رکھ کہ حیا اور اُنس قلب کے آس پاس گھومتے ہین سو اگر
اُسمین زہد اور ورع دیکھتے ہین تو اُترتے ہین نہین تو چل دیتے ہین اور
حیا روح کا سر جھکانا ہی بزرگی جلال کی بزرگداشت کے لیے اور اُنس
روح کا لذت حاصل کرنا کمال جمال کے ساتھ ہے پھر جب وہ دونون
جمع ہو گئے تو وہ منتہائے آرزو ہے اور انتہائی عطا ہی اور شیخ الاسلام
نے یہ اشعار پڑھے

اشتاقہ فاذا بدی اطرقت من اجلالہ	لا خیفۃ بل ہیبۃ وصیانۃ لجمالہ
الموت فی ادبارہ والعیش فی اقبالہ	واصد عنہ اذا بدا وارومُ طیف خیالہ

ترجمہ

مشتاق میں تھا وہ کھلا عظمت سے سکا سر جُھکا	ڈر کچھ نہ تھا ہیبت مگر اور حفظ میں سکا جمال
جانے میں اُسکے موت ہے آنے میں اُسکے زندگی	مُنھ پھیرلوں جب وہ کھلے اور ڈھونڈوں اسکا خیال

بعضے حکما نے کہا ہے کہ جسنے حیا میں کلام کیا اور اللہ سے وہ حیا نہیں کرتا اُن باتوں میں جن کے اندر گفتگو کرتا ہے تو وہ مستدرج ہے اور قریب عذاب کے ہے۔ اور ذوالنون نے کہا ہے کہ حیا قلب میں ہیبت کا موجود ہونا ہے اُس شئے کی عظمت کے ساتھ جو پہلے تیری طرف سے میرے پروردگار کی طرف سبقت کر گئی ہے۔ اور ابن عطا نے کہا ہے علم اکبر ہیبت اور حیا ہے سو جب اُس سے ہیبت اور حیا جاتی رہی تو اُسمیں خیر نہیں۔ اور ابو سلیمان کا قول ہے کہ بندوں نے چار درجوں پر عمل کیا ہے خوف پر اور رجا پر اور تعظیم پر اور حیا پر اور درجہ میں شریف تر سب سے وہ ہے جس نے حیا پر عمل کیا اِس بنا پر کہ اُس کو یقین ہے کہ ہر آئنہ اللہ تعالے ہر حال میں اُسکو دیکھتا ہے شرماتے ہوئے زیادہ اُس سے کہ گنہگار لوگ اپنے گناہوں سے شرماتے ہوں۔ اور بعضے صوفیہ نے کہا ہے کہ شرمانے والوں کے دلوں پر غالب ہمیشہ اجلال اور تعظیم غالب ہے جبکہ اللہ تعالے اُنکی طرف دیکھتا ہے

اور بعضے احوال سے اتصال ہے

نوری نے کہا کہ اتصال مکاشفات قلوب اور مشاہدات اسرار ہے اور بعضے صوفیہ نے کہا ہے کہ اتصال وصول سر مقام ذہول تک ہے اور بعضوں نے کہا اتصال یہ ہے

سو اُنمیں سے جو شخص اللہ کو بطریق افعال پاتا ہی اور وہ رتبہ تجلی مین ہی تو
سکا اور غیر کا فعل فانی ہوجاتا ہی اسواسطے کہ وہ فعل اللہ کے ساتھ قائم
ہے اور اُس حالت مین تدبیر اور اختیار سے خارج ہوجاتا ہی اور یہ ایک مرتبہ
وصول مین ہی اور بعضے اُنمین سے وہ ہین جو مقام ہیبت اور اُنس مین
ترقی کرتے ہین اُن باتون کے سبب کہ جسکے ساتھ کشف قلب اُنکا ہوتا ہی
یعنی جلال اور جمال سے اور یہ تجلی بطریق صفات ہی اور وہ ایک رتبہ
وصول مین ہی اور اُنمین سے بعضے وہ ہین جو مقام فنا کو ترقی کرتے ہین
اُس حالت سے کہ انوار یقین و مشاہدہ جسکے باطن کو مشتمل ہین اور وہ اپنے
وجود مین اُسکے شہود مین غائب ہی اور یہ ایک قسم کی تجلی ذات ہی اُن لوگون
کے لیے جو خاص مقربین سے ہین اور یہ مقام ایک مرتبہ وصول ہی ہے
اور اسکے اوپر حق الیقین ہی اور دنیا مین اُس سے خواص کے لیے ایک
چشمہ زدن ہی اور وہ نور مشاہدہ کا سریان کلیہ بندہ مین ہی یہان تک کہ
اُس کے لیے روح قلب اور نفس حتی کہ قالب اُسکو بہرہ ور ہوتا ہی اور یہ
اعلی مرتبہ وصول کا ہی اور جب کہ حقائق متحقق ہون تو بندہ اُن احوال
شریفہ کے ساتھ جانتا ہی کہ وہ پہلی منزل مین دروازہ ہی پھر وصول
مین افسوس کہ طریق وصول کی منزلین عمر آخرت ابدی مین کبھی قطع
نہین ہوسکین پھر کس طرح دنیا کی چھوٹی عمر مین قطع ہون

اور اُنہین احوال سے قبض اور بسط ہین

اور وہ دونون احوال شریفہ ہین اللہ تعالے نے فرمایا ہی واللہ یقبض و
یبسط اور اُن دونون احوال مین مشایخ نے کلام کیا ہی اور اشارات اُنکے ساتھ

بتلایا ہی جو علامات قبض و بسط کے ہین اور اُنکی حقیقتون سے مین کشف نہین
پاتا۔ اِسواسطے کہ اُنھون نے اشارہ پر اکتفا کی ہی اور اشارہ اہل کو وقت نفع
کرتا ہی اور مین چاہتا ہون کہ اُنمین پورا کلام کرون شاید کہ طالب اُسکی طرف
شائق ہو اور تفصیل قول کی آمین چاہتا ہو اور اللہ بہتر دانا ہی۔ اور جاننا چاہیے
کہ قبض اور بسط کے لیے ایک موسم خاص اور وقت لازمی ہی کہ نہ اُسکے پہلے
وہ ہوتے ہین اور نہ اُسکے بعد ہوتے ہین اور اُن دونون کا وقت اور موسم
محبت خاص کے اوائل حال مین ہوتا ہی اور نہ اُسکی نہایت مین اور نہ حال
محبت خاص سے پہلے ہوتا ہی سو جو کوئی محبت عامہ کے مقام مین ہو جو بحکم
ایمان ثابت ہی اُسکے لیے قبض ہی نہ بسط صرف خوف اور رجا ہوتا ہی اور کبھی
حال قبض اور حال بسط کے مشابہ پاتا ہی اور اُسکو قبض اور بسط خیال کرتا ہی
حالانکہ یہ وہ نہین ہی اور یہ اُسکے سوا نہین کہ وہ ایک ہم و رنج ہی جو اُسکو
عارض ہو جاتا ہی سو اُسکو قبض تصور کرتا ہی اور ایک جنبش نفسانی اور نشاط
طبعی ہی جسکو وہ بسط گمان کرتا ہی اور ہم و نشاط دونون محل نفس سے صادر
ہوتے ہین اور اُسکے جوہر سے اسواسطے کہ صفات نفس کے باقی ہین اور
جب تک صفت امارہ کی جو اُین ہی نفس مین باقی ہی اُس سے اہتزاز
اور نشاط پیدا ہوتا ہی اور ہم سوزش آتش نفس کی اور نشاط ایک بلندی
موج نفس کی ہے جب کہ دریاے طبیعت متلاطم ہو اور جبکہ محبت عامہ کے
حال سے محبت خاص کے اوائل کو ترقی کرے تو وہ صاحب حال اور صاحب
قلب اور صاحب نفس لوامہ ہو جائیگا اور اُسوقت نوبت اُسمین
قبض و بسط آئیگا اسواسطے کہ وہ رتبۂ ایمان سے رتبۂ ایقان و حال محبت
خاص کو ترقی کر گیا سو کبھی حق اُسکو قبض کرتا ہی اور کبھی بسط کرتا ہی۔ واسطی نے

کہا ہو کہ وہ قبض کرنا اس چیز سے تجھے ہے جو تیرے واسطے ہو اور بسط تجھے
اُس چیز مین دینا ہو جو اُسکے لیے ہے اور نوری نے کہا قبض تجکو میرے ساتھ
کرتا ہو اور بسط تیرا اپنے واسطے کرتا ہو اور جاننا چاہیے کہ وجود قبض صفت
نفس کے ظہور اور غلبہ سے ہو اور ظہور بسط ظہور صفت اور غلبۂ قلب سے ہے
اور نفس جب تک لوامہ ہو تب تلک وہ کبھی مغلوب ہو اور کبھی غالب ہے
اور قبض و بسط اُسکے اعتبار سے اُس سے ہوتا ہو اور صاحب قلب حجاب
نورانی کے نیچے ہے اسواسطے کہ قلب اُسکا موجود ہو جس طرح صاحب نفس
حجاب ظلمانی کے نیچے اپنے نفس کے وجود سے ہو پھر جب کہ وہ قلب سے
ترقی کرے اور اُسکے حجاب سے نکلے تو اُسکو حال نہ مقید کرتا ہو اور نہ اُسمین
تصرف کرتا ہو سو وہ اب قبض و بسط کے تصرف سے باہر ہو جاتا ہے سو
نہ قبض مین ہوتا ہو اور نہ بسط مین جب تک کہ وہ وجود نورانی سے کہ وہ
قلب ہو آزاد اور قریب کے ساتھ متحقق بلا حجاب نفس و قلب ہو پھر
جبکہ فنا و بقا سے وجود کی طرف پلٹے تو وہ وجود نورانی کی طرف جو قلب ہے پلٹیگا
سو اُسوقت قبض و بسط بھی عود کرے گا اور جب تک فنا اور بقا کے ساتھ
رہا ہو تو نہ قبض ہو اور نہ بسط ہو فارس نے کہا اول قبض و بسط ہو بعد
اُسکے نہ قبض ہو اور نہ بسط ہو اسواسطے کہ قبض و بسط وجود مین واقع ہوتا ہے
مگر فنا اور بقا کے ساتھ سو نہین ہو پھر قبض کبھی عقوبت افراد بسط کے لیے
ہوتا ہے اور نہ اسواسطے کہ وارد منجانب اللہ قلب پر وارد ہوتا ہے تو
قلب راحت اور فرحت اور بشارت سے مملو ہو جاتا ہو سو اس حالت
مین نفس استراق سمع کرتا یعنی چوری سے کان لگاکر سُنتا ہو اور اپنا حصہ
لیتا ہو اور جب وارد قلبی کا اثر نفس کو پہنچتا ہو تو وہ بالطبع طغیان اور

بسط مین افراط کرتا ہی یہانتک کہ بسط نشاط کے ہم شکل ہوجاتا ہی اور اگر
نفس کی تادیب اور تعدیل کی جاوے اور کبھی طغیان سے اور کبھی عصیان سے
نفس جاری نہ ہو تو صاحب قلب کو قبض نہ ہو اور ہمیشہ روح اور انس
اسکو حاصل رہے اور اعتدال جو قبض کا سد باب کرتا ہی اس قول الٰہی
سے اخذ کیا گیا ہی لکیلا تاسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما اتاکم یعنی تاکہ افسوس نہ کرو
تم اوپر اُس چیز کے کہ جو ہاتھ نہ آوے اور تاکہ خوش نہ ہو تم ساتھ اُس چیز کے کہ
تمکو اُسنے دی سو وارد فرح کا جبتک کہ روح اور قلب پر موقوف ہے وہ
کثافت اور تیرگی نہین قبول کرتا اور نہ صاحب فرح قبض کا مستوجب ہی
علی الخصوص جب کہ فرح مین لطافت اُس وارد سے آجاوے جو الوار
اور ہیبت الی اللہ ہی اور جب اللہ تعالے کو ملجا و ماوا کرنے کی التجا نکی
تو نفس تاک لگاتا ہی اور اپنا حصہ فرحت سے پاتا ہی اور وہ فرح اُس چیز
کے باعث ہی جس شے سے مانعت اور نہی آئی ہی تو بعض اوقات قبض اُسکے
سبب ہوتا ہی اور یہ گناہ لطیف ہی جو سبب قبض ہی اور نفس کے اُسکے
حرکات اور صفات سے بہت کو دبیا نذہین جو باعث قبض ہین اور یہ
خوف و رجا کو نہ صاحب قبض و بسط اور نہ صاحب انس و ہیبت
نیست و نابود کرتا ہی اسواسطے کہ وہ دونون ضرورت ایمان سے ہین پس
وہ معدوم نہین ہوتے اور قبض و بسط صاحب ایمان کے سامنے معدوم
ہوجاتے ہین اس سبب سے کہ خطر قلب سے ناقص ہی اور صاحب فنا
و بقا اور قرب کے سامنے معدوم اسواسطے ہوتے ہین کہ وہ قلب سے
خاص ہین اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ باطن پر قبض اور بسط وارد ہوتا ہی
اور سبب اُسکا معلوم نہین ہوتا اور قبض و بسط کا سبب مخفی نہین ہی

حیلے بغیر

مگر ایسے شخص پر جو کم بہرہ اُس علم سے ہو کہ علم حال اور علم مقام سے محکم ہو اور جسنے علم حال و مقام کو مضبوط و مستحکم کر لیا ہو اُسپر قبض و بسط کا سبب پوشیدہ نہیں اور بسا اوقات قبض و بسط کا سبب اُسپر مشتبہ ہو جاتا ہو جس طرح کہ ہم قبض سے اور نشاط بسط سے مشتبہ ہوا اور اُسکا علم مخصوص اُسی کیلئے ہے جسکا قلب مستقیم ہو اور جسنے قبض و بسط کو معدوم کر دیا اور اُس سے آگے ترقی کر گیا تو اُسکا نفس مطمئنہ ہو کہ اُسکے جوہر سے وہ آگ نہیں نکلتی جو موجب قبض ہو اور نہ اُسکا دریاے طبیعت باد ہوی سے متلاطم ہوتا ہو تا آنکہ بسط اُس سے ظاہر ہو اور بسا اوقات ایسے شخص کے لیے قبض و بسط فی نفسہ ہوتا ہو نہ من نفسہ سو اُسکا نفس مطمئنہ قلب کی طبیعت رکھتا ہو سو قبض و بسط اُسکے نفس مطمئنہ مین جاری رہتا ہو اور حال آنکہ اُسکے قلب کو نہ قبض ہو اور نہ بسط ہی سو اسطے کہ قلب کا حال یہ ہو کہ نور روح کی شعاعون سے متحصن ہو اور قرب کی آرام گاہ مین قرار گرفتہ ہو سو اُسکو قبض ہو نہ بسط ہو

اور بعض احوال سے فنا اور بقا ہے

ہر آئنہ علماے صوفیہ نے کہا ہو کہ فنا یہ ہو کہ اُس سے حظوظ فنا ہو جاوین پس کسی چیز مین اُسکو حظ نہ ہو بلکہ تمام اشیا سے وہ فنا ہو جاتا ہو اُس چیز کے شغل کے سبب جسمین وہ فنا ہو گیا ہو - اور عامر بن عبد اللہ نے کہا ہو کہ مین نہین پروا کرتا ہون جو عورت کو مین نے دیکھا یا کہ دیوار کو دیکھا اور اُس چیز مین محفوظ ہے جسمین وہ اللہ کے واسطے قائم ہو اور تمام مخالفتون سے رخ پھیرے ہوے ہو اور بقا اُسکے پیچھے ہے اور وہ یہ ہو کہ وہ اُس شے سے فنا ہو جاے جو اُسکے واسطے ہو اور اُس شے کے لیے باقی رہے جو اللہ تعالے کے واسطے ہے اور بعضون نے کہا ہو کہ باقی یہ ہو کہ کل اشیا اُس کے لیے

شئ واحد ہو جائین سو اُسکے تمام حرکات موافقت حق کے اندر بغیر مخالفت اُسکے
ہون اور وہ مخالفات سے فانی اور موافقات سے باقی ہو۔ اور میرے نزدیک
یہ جسکا ذکر اس قائل نے کیا ہی وہ توبہ نصوح کی صحت کا مقام ہی اور فنا
وبقاسے کسی بات مین نہین ہی اور اشارہ بفناسے وہ ہی جو عبد اللہ بن عمرؓ سے
روایت ہے کہ اُسکو کسی شخص نے طواف کی حالت مین سلام کیا اور اُس نے
جواب سلام نہ دیا تو بعض اصحاب سے اُسکی شکایت کی تو آپ نے جواب دیا
کہ ہم اُس مکان مین اللہ تعالےٰ کو دیکھتے تھے۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ
فنا اشیا سے غائب ہوتا ہی جیسے کہ فنا موسیٰ کی تھی جب کہ اُسکے پروردگار
نے پہاڑ پر تجلی فرمائی۔ اور خراز نے کہا ہی کہ فنا حق کے ساتھ معدوم اور
متلاشی ہونا ہی اور بقا حضور مع الحق ہی۔ اور جنید نے کہا ہی کہ فنا عاجز ہونا
کل کا تیرے اوصاف سے اور سب کا اشتغال تجھ سے بالکلیہ ہے۔ اور
ابراہیم ابن شیبان نے کہا ہی کہ علم فنا اور بقا اخلاص وحدانیت اور صحت
عبودیت پر دور اور گردش کرتا ہی اور جو چیز اسکے سوا ہی وہ مغالطون اور الحاد
کے قبیل سے ہے۔ اور خراز سے پوچھا گیا کہ فانی کی علامت کیا ہی جواب دیا
کہ جو فنا کا دعویٰ کرے اُسکی علامت یہ ہی کہ اُسکا حظ بجز اللہ تعالےٰ کے
دنیا اور آخرت سے جاتا رہے۔ اور ابو سعید خراز نے کہا ہی کہ اہل فنا جو ہین
اُنکی صحت فنا مین یہ ہی کہ علم بقا اُنکے ساتھ ہو اور اہل بقا کی پہچان صحت کی
یہ ہے کہ علم فنا اُنکے ساتھ ہو اور جاننا چاہیے کہ مشائخ کے اقوال فنا اور
بقا مین بہت ہین سو اُنمین سے بعض اشارات فنا و مخالفات اور بقا سے
موافقات کے جانب ہین اور یہ وہ ہی کہ جسکو توبہ نصوح مقتضی ہی اور وہ
ثابت وجود نفا توبہ کے ساتھ ہی اور اُنمین سے بعضے اس طرف اشارہ

کرتے ہین کہ رغبت اور حرص اور امل زائل ہو اور یہ وہ ہے جسکو زہد مقتضی ہے
اور اُنمین سے اشارہ اس طرف کرتے ہین کہ اوصاف مذمومہ فانی ہوجاین
اور اوصاف محمودہ باقی رہین اور یہ وہ ہے جسکو تزکیہ نفس مقتضی ہے اور بعضے
اُنمین سے ایسے ہین کہ وہ فناے مطلق کی حقیقت کی طرف اشارہ ہین اور یہ
جس قدر اشارات ہین اُنمین سے ہر ایک مین معنی فنامین وجہ لیے گئے ہین
فناے مطلق وہ ہے کہ جو امر حق سبحانہ وتعالےٰ سے بندہ پر مستولی ہو جائے سو
حق سبحانہ وتعالےٰ کا ہونا بندہ کے ہونے پر غالب آجائے اور وہ فناے ظاہر
اور فناے باطن پر منقسم ہے اور ان جملہ فناے ظاہر یہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالےٰ
تجلی بطریق افعال کرے اور بندہ سے اُسکے اختیار وارادہ کو سلب کرلے
اور اُسوقت اپنے نفس نہ آپ سے غیر کیلیے کوئی فعل نہ دیکھے مگر حق کے ساتھ
پھر اُسکو معاملہ مین اللہ تعالےٰ کے ساتھ اُسکے موافق پکڑے حتی کہ مین نے سُنا ہے
کہ بعضے وہ لوگ جو اس مقام مین فنا سے قائم ہین بہت روز اس طرح
گذرانتے تھے کہ وہ نہ کھانا کھاتے تھے اور نہ پانی پیتے تھے یہانتک کہ اُسکے لیے فعل حق آہین
تہنارہ جاتے اور اُسکے لیے اللہ تعالےٰ اُس شخص کو پہونچاتا ہے جسکو کھلائے اور پلائے جسطرح چاہے
اور پسند کرے اور یہ مجھے ایسی جان کی قسم فنا ہے اسواسطے کہ وہ اپنے نفس
سے فنا ہوچکا ہے اور غیر سے بھی کہ اُسکی نظر اللہ تعالےٰ کے فعل کیطرف ہے
اس وجہ سے کہ غیر اللہ کا فعل فانی ہے۔ اور فناے باطن یہ ہے کہ کبھی
مکاشفہ صفات کا اور کبھی مشاہدہ آثار عظمت ذات کا ہو سو اُس کے
باطن پر امر حق مستولی ہو جائے یہان تک کہ اُسکے لیے کوئی خطرہ نفسانی
اور وسوسہ شیطانی باقی نہ رہے اور فنا کی ضرورت سے نہین ہے کہ اُسکا
احساس جاتا رہے اور کبھی بعض اشخاص کے لیے غیبت احساس کی بھی

اتفاق ہو جاتا ہے اور یہ ضرورت فنا سے علی الاطلاق نہین ہے۔ اور مین نے
شیخ ابو محمد بن عبد اللہ بصری سے سوال کیا اور کہا اُس سے آیا بقا سے
خیالات سر مین اور وجود و سوا اس کا شرک خفی سے ہے۔ اور میرے نزدیک
یہ بات تھی کہ یہ شرک خفی سے ہے سو اُسنے کہا یہ مقام فنا مین ہوتا ہے اور
اُسنے یہ بیان نہین کیا کہ وہ شرک خفی سے ہے یا نہین یہ ایک حکایت مسلم
بن یسار کی بیان کی کہ وہ نماز مین تھے اور اُس وقت جامع مسجد کا ایک
ستون گر پڑا اور اُسکے شدت صدمہ سے اہل بازار گھبرا اُٹھے اور مسجد مین
داخل ہوسے تو آپ کو نماز کے اندر دیکھا اور ستون اور اُس کے گر جانے سے
اُسکو حس نہین ہوئی سو یہ استغراق اور فنا سے باطن ہے بعد ازان اُسکا ظرف
وسیع ہو جاتا ہے یہان تک کہ شاید وہ فنا کے ساتھ متحقق ہو جاتا ہے اور
اُسکے معنی یہ ہین کہ روحاً اور قلباً اور جو قول اور فعل سے اُسپر جاری ہوتے ہین
وہ غائب نہین ہوتا۔ اور اقسام فنا سے یہ ہے کہ ہر ایک قول اور فعل مین
مرجع اُسکا اللہ کی طرف ہو اور حکم کا منتظر اپنے کلیات امور مین ہوتا ہے تا کہ
وہ سب اشیا مین باللہ ہو نہ بنفسہ سو اختیار کا ترک کرنے والا فعل حق کا
منتظر فانی ہے اور حکم حق کا صاحب انتظار اپنے کلیات امور مین راجع
الی اللہ اپنے باطن سے حرمات مین فانی ہے اور جو شخص کہ اُسکے اختیار کا
مالک اُسکو اللہ تعالے نے کیا ہو اور اُسکو تصرف مین آزاد اور مطلق کر دیا
اختیار کرے جس طرح چاہے اور ارادہ کرے نہ وہ منتظر فعل کا ہے اور
نہ وہ منتظر اذن حکم کا ہو وہ باقی ہے اور باقی اُس مقام مین ہے کہ نہ حق فنا
اُسکا خلق سے ہے اور نہ خلق اُسے حاجب حق سے ہے اور فانی حق کے ساتھ
محجوب خلق سے ہے اور فنا سے ظاہر ارباب قلوب اور احوال کے لیئے ہے

محرمات

فنائے باطن اُسکے لیے ہی جو احوال کی قید اور بیڑی سے رہا اور باللہ ہو گیا نہ بالاحوال اور قلب سے خارج ہو گیا اور وہ اپنے مقلب کے ساتھ ہو گیا نہ یہ کہ اپنے قلب کے ساتھ ہوا

باسٹھواں باب اُن کلمات کی شرح میں ہی جو اصطلاح صوفیہ سے بعض احوال کے مشیر ہین

جابر رضی سے حضرت نبی علیہ السلام سے روایت کی فرمایا کہ معادن تقویٰ سے علم کا بھی حاصل کرنا ہی یہان تک کہ تو جان لے علم اُن چیزون کا جنکو تو نہین جانتا اور جو جان چکا ہی اُسمین نقص قلت زیادت کی ہی۔ اور یہی بات ہی کہ آدمی نامعلوم چیزون کے جاننے مین زہد اور کم رغبتی یہ کرتا ہی کہ جو علم حاصل کیا اُس سے انتفاع کم حاصل کرتا ہی۔ ہر آئینہ مشائخ صوفیہ نے بنیاد تقوے کو مضبوط اور مستحکم کیا اور علم کو اللہ تعالے کے لیے سیکھا اور اپنے تقوے کے موقع کے لیے عمل اُن چیزون پر کیا جنکو اُنھون نے علم جانا پس اللہ تعالے نے وہ چیزین اُنکو تعلیم کین غرائب علوم اور اشارات دقیق سے جو وہ نہین جانتے تھے اور اللہ تعالے کے کلام سے غرائب علوم اور عجائب اسرار استنباط کیے اور اُنکے قدم کو علم مین راسخ کر دیا۔ ابو سعید خراز نے کہا ہی کہ کلام اللہ کا اول فہم یہ ہی کہ اُس کلام پاک پر عمل کرے اسواسطے کہ علم اور فہم اور استنباط اُسی مین ہی اور آغاز فہم کا یہ ہی کہ کان اُسپر رکھے دور اُس سکا ہی

قول پاک بلند کو شانہ ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السمع وہو شہید یعنی البتہ اس مقدمہ مین نصیحت ہی واسطے اُس شخص کے جو کہ دل رکھے یا کان رکھے متوجہ ہو کر۔ اور ابو بکر واسطی نے کہا ہی کہ علما سے راسخ

علم مین وہ لوگ ہین جو اپنی ارواح کے ساتھ غیب الغیب اور سر السر مین ثابت قدم اور استوار ہوگئے ہین کیونکہ اُنکو واقف کردیا اُن علوم سے جن سے اُنھین واقف کردیا اور اُن سے ارادہ اُن مقتضاے آیات کا کیا جو اُنکے غیر سے نہین کیا اور وہ لوگ دریاے علم مین فہم کے ساتھ گھس گئے تاکہ ترقی حاصل کرین اُسوقت فہم سے اُنھین وہ ذخیرے خزائن کے جو ہر ایک حرف اور آیت کی تہ مین تھے اور عجائب نص مکتون ہوے تب اُنھون نے درّ و جواہر نکالے اور حکمت کے ساتھ اُنھون نے کلام کیا اور البتہ حدیث مین وارد ہی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بروایت ابی ہریرہ کہ آپنے فرمایا ہی کہ ہر آئنہ بعضے ایسے علم ہین جیسے درمکنون کہ اُسکو کوئی بجز علماے باللہ کے نہین جانتا ہیر جب کہ اُسکے ساتھ کلام کیا تو اسکا انکار نہین کرتا مگر وہ شخص جو مغرور باللہ ہی۔ قرشی سے مسموع ہی کہ وہ کہتا تھا کہ وہ علم اسرار اللہ تعالے کے ہین کہ اللہ تعالے نے انبیا اور اولیا اور سماوات کبری کو عنایت فرماے ہین بدون اسکے کہ وہ کسی سے سنین اور یا کسی سے پڑھین اور یہ اُن اسرار سے ہین کہ بجز چند خواص کے اور کوئی مطلع نہین ہوا۔ اور ابو سعید خراز کا قول ہی کہ عارفین باللہ کے لیے بہت خزانے ہین جنمین امانت بہت علوم غریبہ اور اخبار عجیبہ رکھے ہین کہ اُنھین لسان ابدیت سے تکلم کرتے ہین اور اُسے بعبارت ازلیت خبر دیتے ہین اور وہ علم مجہول سے ہے سو اُسکا یہ قول کہ بزبان ابدیہ اور عبارت ازلیہ اشارہ اسکی طرف ہی کہ وہ وہ لوگ اللہ کے ساتھ نطق اور کلام کرتے ہین اور ہر آئنہ اللہ تعالے نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے فرمایا ہی بی ینطق اور وہ علم لدنی ہے کہ اللہ تعالے نے اُسکی نسبت خضر کے حق مین فرمایا ہی آتیناہ رحمۃ من عندنا

وعلمناه من لدنا علما۔ یعنی ہمنے اُسکو اپنے پاس رحمت دی اور ہم نے
اُسکو اپنے پاس سے علم سکھایا۔ سو بعض اُنہین سے جنکو اُنکی زبانون
نے کلمات سے مستعمل کیا تاکہ ایک دوسرے کو سمجھا دین اور اُنکی
طرف سے ایک اشارہ اُن احوال کی طرف ہے جن کو وہ پاتے ہین
اور ایسے معاملات دلی مین جنکو وہ جانتے ہین اُنکا قول ہے۔ جمع و
تفرقہ بعضون کا قول ہے کہ جمع اور تفرقہ کی اصل اللہ تعالے کا یہ قول ہے
شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو سو یہ جمع ہے بعد ازان تفریق کی اور فرمایا والملائکۃ
واولوا العلم اور قول اللہ تعالے کا آمنا باللہ جمع ہے اور یہ تفریق اپنے
اس قول سے وما انزل الینا اور جمع اصل ہے اور تفرقہ فرع ہے پس جتنے
جمع بلا تفرقہ ہین وہ زندقہ اور الحاد ہین اور جس قدر تفرقہ بلا جمع ہین
وہ تعطیل ہین اور جنید نے کہا ہے کہ قرب بالوجد جمع ہے اور غیبت اُسکی
بشریت مین تفرقہ ہے اور بعضے کہتے ہین کہ جمع اُنکی معرفت مین اور فرق
اُسکا احوال مین ہے اور جمع وہ اتصال ہے کہ صاحب جمع اُسکو نہین
مشاہدہ کرتا مگر حق پھر جب کہ اُسکے غیر کو دیکھا تو جمع نہین اور تفرقہ تو
اُسکا جسے مباینہ سے جانا اور عبارات صوفیہ اُسمین بہت ہین۔ اور
مقصود یہ ہے کہ ان حضرات نے جمع کے ساتھ اشارہ تجرید توحید کی طرف
کیا ہے اور تفرقہ کے ساتھ اشارہ اکتساب کیطرف کیا ہے بنا بران کوئی جمع نہین مگر
تفرقہ کے ساتھ اور کہتے ہین فلان عین جمع مین ہے کہ اُس سے عنوان ہوا کرتے ہین کہ
استیلا مراقبہ حق کا اُسکے باطن پر ہو پھر جبکہ اسنے اپنے اعمال سے کسی چیز کیطرف
رجوع کی تو تفرقہ کیطرف رجوع کی پس صاحب جمع کی صحت تفرقہ کے ساتھ ہے اور تفرقہ کی صحت
جمع کے ساتھ ہے سو یہ جو ہے اُسکا حاصل اُسکی طرف راجع ہے کہ جمع علم باللہ سے اور

اور تفرقہ علم بامر اللہ سے ہے اور ان دونوں سے چارہ نہیں ہے۔ مزین نے
کہا ہے کہ جمع عین فنا باللہ ہے اور تفرقہ عبودیت ہے کہ اُسکا بعض متصل
بعض ہے اور ہر آئینہ قوم نے غلطی کی اور اُنھوں نے دعوے کیا کہ وہ
عین جمع میں ہیں اور صرف توحید کی طرف اشارہ کیا اور اکتساب کو معطل
کر دیا اور وہ لوگ زندیق ہو گئے اور جمع حکم روح ہے اور تفرقہ حکم قالب ہے
اور جب تک کہ یہ ترکیب باقی ہے تو جمع اور تفرقہ سے گریز نہیں ہے اور واسطی
نے کہا ہے کہ جب تو اپنے نفس کی طرف نظر کرے تفرقہ میں تو پڑ گیا اور جب
اپنے رب کی طرف دیکھے جمع میں تو ہے اور جب تو اپنے غیر سے قائم ہے تو
فانی ہے بلا جمع اور بلا تفرقہ کے۔ اور بعضوں نے کہا ہے جمع اُنکی بذاتہ ہے اور تفرقہ
اُسکا فی صفاتہ ہے اور کبھی وہ جمع اور تفرقہ سے یہ مراد لیتے ہیں کہ جب اُسنے
اپنے نفس کے لیے کسب ثابت کیا اور اپنے اعمال کیطرف نظر کی تو وہ تفرقہ
میں ہے اور جب کہ اشیا کو حق کے ساتھ ثابت کیا تو جمع میں ہے اور تمامی اشارات
اس بات کی خبر دیتے ہیں کہ کون تفرقہ ڈالتا ہے اور کمون جمع کرتا ہے سو جس نے
کمون کو یکتا کر لیا تو اُسنے جمع کی اور جسنے کون کیطرف نظر کی تو وہ تفرقہ میں
پڑا تو تفرقہ عبودیت ہے اور جمع توحید ہے پھر جب کہ اپنی طاعت کو ثابت کسب
کیا تو صاحب تفرقہ ہو گیا اور جو اثبات کہ اُسکا باللہ کیا تو ثابت جمع ہوا اور
جب فنا کے ساتھ متحقق ہوا تو وہ جمع الجمع ہے اور [illegible] ہے۔ کہا جاتا ہے کہ دنیا
کا دیکھنا تفرقہ ہے اور صفات کا دیکھنا جمع ہے اور ذات کا جمع الجمع ہے۔
بعض صوفیہ سے لوگوں نے حال موسیٰ علیہ السلام کا پوچھا جب کہ وقت کلام
حق تو کہنا [illegible] سے فنا ہو گیا سو موسیٰ کو موسیٰ سے خبر نہ تھی [illegible]
تکلم اور کلام کرنے والا اور کلام [illegible] کیا وہ آیا اور دیکھ کر موسیٰ کو طاقت

گریز

سکی تھی کہ بار خطاب کو اُٹھاتا اور جواب دیتا اگر وہ اسکی نہ سماعت کرتا اور
سکے معنی یہ ہین کہ اللہ تعالے نے اسکو ایک قوت بخشی تھی اُس قوت سے
اُسنے سُنا اور جو یہ قوت نہ ہوتی تو سماعت پر قادر نہ ہوتا اور قائل نے مثال
دیگر یہ ابیات پڑھے نظم

بدا لہ من بعد ما اندمل الہوی	برق تعلق موہنا لمعانہ
یبدو کحاشیۃ الرداء ودونہ	صعب الذری متمنع ارکانہ
فبدا لینظر کیف لاح فلم یطق	نظرا الیہ وردہ اشجانہ
فالنار ما اشتملت علیہ ضلوعہ	والماء ما سمحت بہ اجفانہ

ترجمہ از مترجم فارسی

برقست بشکل آن نہ کہ آن ماہ روی بود	از اختر سوے خود من آن مہ جبیان نمود
یا گوشہ رداست کہ آن دلربای من	زان دست کی بر بند شوخ ہمی ربود
پیدا شدہ است تا من ناظر شوم بر او	لیک آن دہان عشق شدہ است در میان دو
وجہ آنکہ ہر دو پہلو بروے شد و کہیم	آب آنکہ نوک مژگان ہر دم برین عدو

اور بعض اُنکا قول تجلی اور استتار ہے

جنید نے کہا کہ وہ تادیب اور تہذیب اور تذویب ہے سو تادیب موقع استتار
کا ہے اور وہ عوام کے لیے ہے اور تہذیب خواص کے لیے ہے اور وہ تجلی ہے اور
رحمت یعنی گداز اولیا کے لیے ہے اور جو مشاہدہ ہے اور استتار اور تجلی مین
حاصل اشارات کا صفات نفس کے ظہور کی طرف راجع ہے اور وہی ہین سے
استتار ہے اور وہ صفات نفس کی غیبت کی طرف اشارہ کمال قوت صفات
قلب کے ساتھ ہے اور اسی مین سے تجلی ہے پھر تجلی کبھی بطریق افنا ہوتی ہے

اور کبھی بطریق صفات اور کبھی بطریق ذات ہوتی ہے اور حق تعالے نے
رحمت کے سبب موضع استتار کا خواص اور غیر خواص پر باقی رکھا ہے
پس خواص کے لیے تو اس وجہ سے کہ وہ لوگ اُسکے ساتھ منازل نفس
کیطرف رجوع کرتے ہیں اور غیر خواص کے لیے اس وجہ سے کہ اگر وہ
استتار نہ ہوتے تو انسے اور لوگ انتفاع حاصل کرتے سوا اسکے کہ
اُنکو جمع الجمع میں استغراق اور اُنکا بر ذکر اللہ واحد قہار کے لیے ہوتا ہے۔
بعضے صوفیہ نے کہا ہے کہ تجلی حق کی علامت اسرار کے لیے یہ ہے کہ شہود
اس طرح نہ ہو کہ اُسپر تعبیر مسلط ہو اور اُسپر فہم حاوی ہو جائے سو جس نے
تعبیر کیا یا کہ فہم کیا تو وہ صاحب استدلال ہے نہ کہ ناظر اجلال۔ اور بعضے صوفیہ
نے کہا ہے کہ تجلی پردہ ہائے بشریت کا اُٹھنا ہے نہ یہ کہ ذات حق عز وجل کے
ساتھ متلون ہو اور استتار یہ ہے کہ بشریت تیرے اور شہود غیب کے درمیان حائل ہو

اور بعضے اُنمیں سے تجرید اور تفرید ہے

ایک اشارہ اُنمیں سے تجرید اور تفرید ہے اور وہ یہ ہے کہ بندہ اغراض سے
مجرد اور خالی ہو جائے اُن باتوں میں جن کو وہ کرتا ہے نہیں کرتا اُسکو جب
وہ کرتا ہے کہ دنیا و آخرت کے اغراض پر اُسکی نظر ہو بلکہ جو کچھ اُسے حق
عظمت سے کشف ہوا اُسکو بردہ کی عبودیت اور انقیاد کے اپنی کوشش
کے موافق ادا کرتا ہے اور تفرید یہ ہے کہ اپنے نفس کو اُن کاموں کے اندر
نہ دیکھے جو وہ کرتا ہے بلکہ وہ احسان الٰہی اپنے اوپر دیکھتا ہے پس تجرید اغیار
کی نفی سے ہے اور تجرید اپنے نفس کی نفی سے اور استغراق نفس سے جو
نعمت الٰہی کے اندر بصورت مرتبہ ہوتا ہے اور کسب سے غیبت ہوتی ہے

اور بعضے انمین سے وجد اور تواجد اور وجود ہے

سو وجد وہ ہے جو باطن پر اللہ کی طرف سے وارد ہو کہ اُسے کسب کرے خوشی سے یا رنج سے اور اُسکو متغیر صورت مین کر دیتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف تاک لگاتا ہے اور وہ ایک فرحت ہے کہ اُس سے مغلوب بصفات نفس خود ہوتا ہے اور اُس سے اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھتا ہے۔ اور تواجد وجد کا ذکر اور فکر کے ساتھ کشش کرتا ہے۔ اور وجود وجد کے سولخ کا وسیع ہونا اس سبب سے ہے کہ وجدان کی فضا مین نکل جاتا ہے تو وجد وجدان کے ساتھ نہین ہے اور عیان کے ساتھ خبر نہین ہے تو وجد عرضیہ زوال کے ساتھ ہے اور وجود ثابت مثل ثبوت جبال ہے اور البتہ کہا گیا ہے نظم

قد کان یطربنی وجدی فافقدنی	عن رویۃ الوجد من فی الوجد موجود
والوجد یطرب من فی الوجد راحتہ	والوجد عند حضور الحق مفقود

ترجمہ از مترجم فارسی

خوشا حالی که در وجد ست لیکن دانند مہ وجود	خلاصم این نفس از آنکه بہار وجدان میبود
از وجد طرب را که بود از روح در وجد است	فا ما در حضور حق شود آن وجد ز مفقود

اور بعضے شرح اُن کلمات سے غلبہ ہے

غلبہ وجد متلاحق ہے پس وجد بجلی کی مثال ظاہر ہوتا ہے اور غلبہ مثل اُسکے ہے کہ تجلی متواتر لاحق ہو اور تواتر اُسکا تمیز نہ ہوسکے سو وجد جلد منقطع ہو جاتا ہے اور غلبہ اسرار کے سے حصن حصین ہو کر باقی رہتا ہے

اور بعضے اُنھیں سے مسامرہ ہے

اور وہ ارواح کا تفرد ہے جب کہ وہ سرگوشی چھپ کر کرتی ہے اور سر السر میں اُسکی نرم نرم باتیں ہیں اپنے لطیف ادراک سے جو قلب کے لیے ہے اس وجہ سے کہ روح اُس کے ساتھ متفرد ہے سو روح اُس سے بغیر قلب کے لذت یاب ہوتی ہے

اور بعضے اُن اشارات سے سکر اور صحو [illegible]

سکر سلطان حال کا استیلا ہے اور صحو ترتیب افعال اور تہذیب اقوال کی طرف رجوع کرنا ہے۔ محمد بن حنیف کا قول ہے کہ سکر جوش قلب کا ہے جب کہ ذکر محبوب کے معارضات ہوں۔ اور واسطی نے کہا ہے کہ وجد کے مقامات چار ہیں ذہول پھر ترب پھر سکر پھر صحو جیسے کسی ایک شخص نے دریا کو سنا پھر اُسکے قریب ہوا پھر اُسکے اندر گھسا پھر اُسکو لہروں نے اپنے اندر لے لیا سو بنا بر اُسکے جب شخص پر یہ کیفیت حال کا اثر باقی ہے تو اُسپر اثر سکر کا ہے اور جو شخص کہ اُسکی ہر ایک شے اپنی قرارگاہ پر آگئی تو وہ صاحی ہے پس سکر اہل قلوب کے لیے ہے اور صحو اُنکے لیے جنکو غیب کے حقائق کشف ہوئے ہیں

اور بعضے اُنھیں سے محو اور اثبات ہے

محو وصاف اوصاف نفس کے دور ہونے سے ہے اور اثبات اُس چیز کے باعث سے ہے کہ [illegible] سے پیدا ہو دو جن لائے جاتے ہیں۔ یا کہ محو رسم اعمال کا خود فنی ہونا اس تعریف سے ہے جو اپنے نفس اور افعال نفس پر ہے

اور اثبات اعمال کا ثابت کرنا اس شے کے ساتھ ہے کہ حق نے اسکے لیے
وجود پیدا کیا تو وہ بالحق ہے نہ بنفسہ اور حق اسکو ثابت از سر نو کر دیتا ہے
بعد ازاں کہ اسکو اوصاف اسکے سے محو کر دیا اور مٹا دیا ہے۔ ابن عطا نے
کہا ہے کہ ان سے اوصاف مٹاتا ہے اور ان سے اسرار ثابت کرتا ہے

ذکر بعضے انمیں سے علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین ہے

سو علم الیقین وہ ہے جو نظر اور استدلال کے طریق سے ہو اور عین الیقین وہ ہے
جو بطریق کشف اور نوال کے ہو اور حق الیقین وہ ہے کہ ناظم وصال سے
درد دے منفصل آب و گل کی لوث سے با تحقیق ہو گیا۔ فارس کا قول
ہے کہ علم الیقین وہ ہے جسمیں اضطراب نہ ہو اور عین الیقین وہ علم ہے جسمیں
اللہ تعالے نے اسرار کو امانت رکھا ہو اور علم جب صفت یقین سے
علیحدہ ہوا تو وہ علم بالشبہہ ہوگا اور جب اسکے ساتھ یقین منضم ہو گیا تو
وہ علم بلا شبہہ ہے اور حق الیقین حقیقت اس شے کی ہے جسکا اشارہ علم الیقین اور
عین الیقین سے کیا ہے۔ اور جنید رحمہ نے کہا حق الیقین وہ ہے کہ بندہ اسکے
ساتھ متحقق ہو۔ اور وہ یہ ہے کہ مشاہدہ غیوب ایسی ہی کرے کہ مرئیات کا
مشاہدہ مشاہدہ عیان سے کرتا ہے اور غیب پر حکم کرتا ہے اور اسسے سچی
خبر دیتا ہے جیسا کہ صدیق رضی نے خبر دی جب کہ جواب اسنے درجناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بات کا کہ تو نے اپنے عیال کے لیے
کیا باقی رکھا تو کہا اللہ کو اور اسکے رسول کو۔ اور بعضے صوفیہ نے
کہا ہے کہ علم الیقین حال تفرقہ ہے اور عین الیقین حال جمع اور حق الیقین جمع الجمع بان توحید ہے
اور بعضوں کا مقولہ ہے کہ یقین کے لیے اسم ہے اور رسم ہے اور علم ہے اور عین ہے

اور حق ہے سو اسم اور رسم عوام کے لیے ہے اور علم الیقین اولیا کے لیے اور عین الیقین خواص اولیا کے لیے اور حق الیقین انبیا علیہم السلام کے لیے اور حقیقت حق الیقین کے ساتھ مختص ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

اور بعض اُن اشارات سے یہ وقت ہے

اور وقت سے مراد وہ چیز ہے جو بندہ پر غالب ہو اور اغلب اُسمین کا جو بندہ پر ہو وقت ہے اسواسطے کہ وہ تلوار کی مثال ہے کہ وہ روان اُس کے حکم سے ہوتا ہے اور قطع کرتا ہے اور کبھی وقت سے مراد وہ چیز ہے جو بندہ پر ہجوم لاتی ہے اور اُسکے سر پر ناگاہ آتی ہے اُسکے کسب سے نہین ہوتی اور اُسمین تصرف کرتی ہے سو وہ اپنے حکم کے ساتھ ہوتی ہے محاورہ مین ہے کہ فلان شخص حکم وقت مین ہے یعنی وہ اُن چیزون سے لیا گیا ہے جو اُس سے ہے اُس چیز کے ساتھ جو حق کے لیے ہے

اور اُنہین سے غلبیت و شہود ہے

پس شہود حضور ہے کبھی صفت مراقبہ اور کبھی وصف مشاہدہ سے ہوتا ہے سو جب تک بندہ شہود اور رعایت کے ساتھ موصوف ہے وہ حاضر ہے اور جب اُس سے حال مشاہدہ اور مراقبہ کا جاتا رہا تو دائرۂ حضور سے خارج ہو گیا اور وہ غائب ہے اور کبھی غلبیت کے ساتھ وہ بھی معتبر ہوتی ہے جو غیبت کہ اشیا سے بالحق ہوتی ہے اور اس معنی سے حاصل اسکا راجع فنا کیطرف ہے

اور اُنہین سے ذوق اور شرب اور ری ہے

پس ذوق ایمان ہے اور شرب علم ہے اور ری حال ہے سو ذوق ارباب

ہدایت کے لیے ہے اور شرب اہل طوالع اور لوائح اور لوامع کے لیے اور
ے ارباب احوال کے لیے ہے اور یہ اسواسطے کہ احوال یہ ہین جو ٹھہرتے
ہین جبکہ وہ نہ ٹھہرین تو یہ حال نہین ہے اور وہ لوامع اور طوالع ہین اور
بعضون نے کہا حال نہین ٹھہرتا اسواسطے کہ وہ گذرتا رہتا ہے اور اگر ٹھہر گیا تو وہ مقام ہے

اور انھین سے محاضرہ مکاشفہ مشاہدہ ہے

محاضرہ ارباب تلوین کے لیے ہے اور مشاہدہ ارباب تمکین کے لیے اور
مکاشفہ اُن دونون کے درمیان ہے یہان تک کہ وہ مستقر ہو پس مشاہدہ
و محاضرہ اہل علم کے لیے اور مکاشفہ اہل عین کے لیے اور مشاہدہ اہل حق
کے لیے یعنی حق الیقین کیلئے

اور بعض انھین سے طوارق اور بوادی اور بادہ اور مواقع اور قاقح اور طوالع اور لوامع اور لوائح ہے

اور یہ تمام الفاظ قریب المعنی ہین اور ممکن ہے کہ انمین قول بشرح اور بسط سے
کیا جائے اور اُسکا حاصل معنی واحد کی طرف راجع ہو اور عبارت مین
تکثیر ہو سو اسمین کچھ فائدہ نہ ہوا اور مراد یہ ہے کہ یہ سب اشیا مبادی الحال
در اُسکے مقدمات ہین اور جب حال صحیح ہوا تو وہ سب اسما اور اُنکے
معانی کا استیعاب کریگا

اور انھین سے تلوین اور تکوین ہے

سو تلوین اہل قلوب کے لیے ہے اسواسطے کہ وہ پردہائے قلوب کے نیچے ہین

اور قلوب کے لیے صفات کیطرف رسیدگی ہو اور صفات کے لیے تعدد
تقدیر تعدد اپنے درجات کے لیے تو دریافت ہوا کہ ارباب قلوب کے لیے
تقدیر تعدد صفات کے تلونات ہین' و قلوب اور ارباب قلوب کے لیے
تجاوز عالم صفات سے نہین ہو ولیکن ارباب تمکین سو وہ احوال
کے لیے زہد کون سے باہر نکل گئے اور پردہاے قلوب کو چاک کردیا
اور اُنکی روحون نے نور ذات کے سطوح سے مباشرت کی تو تلوین اُنسے
سے اُٹھ گئی کہ ذات مین تغیر نہین ہو کیونکہ ذات اُسکے حلول حوادث اور
تغیرات سے بزرگ و برتر ہو پس ہرگاہ مواطن قرب کیطرف تجلی ذات
کے نشانات سے گئی تو اُنسے تلوین مرتفع ہوگیا اور اسوقت تکوین
اُنکے نفوس مین ہو اسواسطے کہ وہ نفوس محل قلوب مین اُنکی طہارت
اور قدس کے موضع کے سبب ہین اور تلوین جو نفوس مین واقع ہوتی
ہے تو اُسکا صاحب تلوین حال تمکین سے خارج نہین ہوتا اسواسطے
کہ تلوین کا نفس مین جاری رہنا اسواسطے ہو کہ رسم انسانیت باقی
رہے اور ثبوت قدم تمکین مین حق الحقیقت کا کشف انہو اور تمکین سے
غرض یہ نہین ہے کہ بندہ کے لیے تغیر نہ ہو اسواسطے کہ وہ بشر ہو بلکہ
ہمارا مقصد تمکین سے یہ ہو کہ جو کچھ اُسکے ساتھ حقیقت سے مکشوف ہوا تو وہ چیز
اُس سے کبھی کبھی رہتا ہو اور نہ وہ کم ہوتا ہو بلکہ زیادہ ہوتا ہو اور صاحب
تلوین کے حق مین نقصان درجات کا ہوتا ہو جب کہ اُسکے صفات نفس ظاہر
ہوتے ہین اور حقیقت اُس سے بعض احوال مین غائب ہوجاتی ہو اور اسکا
ثبوت قرارگاہ ایمان کے ہوتا ہو اور تلوین انکے حال و ندہ نہین ہوتی ہو اور
منجملہ اُنکے نفس ہو اور کہتے ہین کہ نفس منتہی کے لیے ہو اور وقت مبتدی کیلیے

اور حال متوسط کے لیے ہے تو گویا یہ اشارہ اُنکی طرف ہے اس بات کا ہی
مبتدی کو ایک طارق منجانب اللہ تعالیٰ آتا ہی کہ اُسکو استقرار نہیں ہے
اور متوسط صاحب حال ہی کہ اُسپر حال غالب ہی اور منتہی صاحب نفس
متمکن حال سے ہی کہ اُسپر حال نوبت بنوبت غیبت اور حضور سے نہیں آتا
اور ہوا جبہ اور احوال مقرون اُسکے انفاس سے ہوتے ہین مقیم کہ نوبت بنوبت
نہین آتے اور یہ سب احوال ارباب احوال کے لیے ہین اور آنکے واسطے
ذوق اور شرب ہی اور اللہ اُنکی برکت سے نفع دے آمین

ترسٹھواں باب کسی قدر ہدایات اور نہایات اور اُنکی صحت کے بیان مین ہے

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ آپ منبر پر کہتے تھے کہ مین نے
سنا ہی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے انما الاعمال
بالنیات وانما لکل امری مانوی فمن کانت ہجرتہ الی اللہ ورسولہ فہجرتہ الی اللہ
ورسولہ ومن کانت ہجرتہ الی دنیا یصیبہا او الی امراۃ ینکحہا فہجرتہ الی ما ہاجر
الیہ یعنی البتہ عمل ساتھ نیتوں کے ہین اور البتہ واسطے ہر آدمی کے وہ ہی کہ
جو نیت کرے پس جو شخص کہ ہجرت اُسکی طرف اللہ اور اُسکے رسول کے
ہو وے پس ہجرت اُسکی طرف اللہ اور اُسکے رسول کے ہے اور جو کوئی کہ ہجرت
اُسکی طرف دنیا کے ہی اُسکو پہونچ رہے گا یا طرف عورت کے کہ اُس سے نکاح
کرے پس ہجرت اُسکی طرف اُس چیز کے ہی کہ جسکی طرف اُسنے ہجرت کی پس نیت
اول عمل ہی اور اُسی کے موافق عمل ہوتا ہی اور مرید کے لیے سب سے زیادہ
ضروری ابتدا سے امر مین طریق قوم کے اندر یہ ہی کہ وہ طریق صوفیہ مین

داخل ہو اور اُنکے لباس سے محلی ہو اور اُنکے ہی زُمرہ مین اللہ تعالی کے واسطے
نشست کرے اسواسطے کہ دخول اُسکا اُنکے طریق مین ہجرت اُسکے حال و
وقت کی ہی۔ اور البتہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ مہاجر وہ ہی جس نے ہجرت
اُس چیز سے کی جس سے اللہ نے اُسکو باز رکھا۔ اور ہر آئینہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی
ومن یخرج من بیتہ مہاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ یعنی
اور جو شخص نکلتا ہی اپنے گھر سے طرف اللہ اور اُسکے رسول کے ہجرت کرتا ہوا پھر
اُسکو پالیوے موت تو البتہ ثواب اُسکا اوپر اللہ تعالے کے واقع ہی۔ پس مرید کو
سزاوار ہے کہ وہ طریق قوم کی طرف اللہ تعالے کے واسطے نکلے اسواسطے کہ
اگر وہ درجہ نہایات قوم تک پہونچ گیا تو قوم مین شامل و لاحق ہوگیا اور اگر
اُسکو موت آپہونچی قبل اسکے کہ نہایات قوم کو پہونچے تو اُسکا اجر اللہ پر ہی اور
جس شخص کی ابتدا مستحکم ہوگی تو اُسکی نہایت بھی اتم واکمل ہوگی۔ جنید سے
منقول ہی کہ وہ کہتا تھا کہ اکثر عوائق اور حوائل اور موانع فساد ابتدا سے ہوتے
ہین پس مرید اس طریق کے سلوک کے شروع مین اسکا محتاج ہی نیت اور
استحکام نیت کا کہ اُنکو دواعی ہوا سے پاک اور منزہ کرے اور ہر چیز کہ جسمین
نفس کے لیے حظ عاجل ہو حتی کہ اُسکا خروج خالص اللہ تعالے کے واسطے
ہو۔ اور سالم بن عبداللہ نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ جان اے عمر کہ اللہ کی
مدد بندہ کے لیے بقدر نیت کے ہے سو جسکی نیت تمام ہوئی اللہ کی مدد اُسکے لیے
کامل ہوئی اور جس کی نیت قاصر ہوئی تو اُس سے مدد الہی اُسکے موافق
قاصر ہوئی۔ اور بعض صالحین نے اپنے کسی بھائی کو لکھا ہی کہ نیت کو لیے اعمال مین
خالص کر تھوڑا عمل بھی تجھے کافی ہوگا اور جو نیت کی طرف بندہ سیدھی
راہ نہ چلا اُسکے ساتھ وہ شخص ہو جو اُسے حسن نیت تعلیم کرے سہل بن عبداللہ تستری

...نے کہا ہی کہ اول اُن امور سے جنکا امر مبتدی مرید کو دیا جاتا ہی وہ یہ ہے کہ
حرکات مذمومہ سے بیزار اور پاک ہو بعد ازان حرکات محمودہ کی طرف نقل
کرتا ہی بعد ازان تفرد حکم اللہ تعالے کے لیے ہی بعد ازان توقف رشاد مین پھر نجات
ہے پھر بیان پھر تقرب پھر مناجات پھر موالات ہی اور رضا و تسلیم اُسکی مراد
ہوتی ہی اور تفویض و توکل اُسکا حال بعد ازان اللہ تعالے اُسے معرفت عطا
کرتا ہی اور اُسکا مقام اللہ کے نزدیک ہوتا ہی مقام اُن لوگون کا جو کہ حول
اور قوت سے بری اور بیزار ہین اور یہ مقام عرش اُٹھانے والون کا ہی اور بعد
اُسکے کوئی مقام نہین ہی یہ کلام سہل سے ہی جسمین اُسنے سب باتین جمع کردین
جو اول اور آخر مین ہوتی ہین اور جب مرید نے صدق اخلاص سے اپنا متابعت
کیا تو وہ مردون کے درجہ کو پہونچ گیا اور اُسکے صدق اور اخلاص کو کوئی چیز
ثابت اور متحقق نہین کرتی جیسے کہ متابعت امر شرع کی کرتی ہی اور قطع نظر
اُسکے جو خلق سے ہو اس لیے کہ جتنی آفتین کہ اہل ہدایت کے سر پر آتی ہین
وہ اس وجہ سے آتی ہین کہ نظر اُنکی خلق کی طرف ہوتی ہی اور ہمکو جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے پہونچا ہی کہ آپ نے فرمایا آدمی کا ایمان کامل نہین
ہوتا جتنے کہ آدمی اُسکے نزدیک مثل اباعر یعنی بکری کی مینگنی کے ہو جائین
پھر وہ اپنے نفس کی طرف رجوع کرے اور وہ اُسکو کمترین کمترینان دیکھے
اشارہ خلق سے قطع نظر کی طرف اور اُنسے خارج ہونے کی طرف ہی اور یہ کہ
اپنی عادتون کا مقید ہونا ترک کرے ۔ احمد بن خضرویہ کا مقولہ ہے کہ
جو شخص چاہے کہ اللہ اُسکے ساتھ ہر ایک حال مین رہے تو چاہیے کہ
صدق کو لازم پکڑے اسواسطے کہ اللہ تعالے صادقین کے ساتھ ہے
اور حدیث مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہی کہ صدق

نکوئی کی طرف ہدایت کرتا ہی اور ضرور ہی مرید کے لیے کہ وہ مال اور جاہ سے
باہر ہوا ور خلق سے خارج اس طرح کہ اُنسے قطع نظر کرے یہان تک کہ
اُسکی بنیاد مضبوط ہو جائے پھر وہ ہوی کی باریکیون سے واقف ہوگا
اور نفس کے شہوات سے جو مخفی ہین اور سب سے نافع تر مرید کے لیے
معرفت نفس ہی اور وہ شخص واجب حق معرفت نفس پر قائم نہین ہو سکتا
جسکو دنیا مین حاجت فضول اور زیادات کے طلب کی ہی یا کہ اسیر ہوی کا
بقیہ ہی۔ زہیر بن اسلم نے کہا ہی۔ دو خصلت ہین جو تیرے کام کو پورا کرینگی
ایک یہ کہ صبح کو اُٹھے تو اللہ کی معصیت کا قصد نہ کر اور جب تجھے شام
آئے تو اللہ کی معصیت کا ارادہ نہ کر پس جب کہ زہد اور تقوی محکم اور استوار
ہو گیا تو اُسکے لیے نفس منکشف ہو جائیگا اور اُسکے حجابون سے نکل جائیگا
اور اُسکے طریق حرکت اور اُسکے شہوات پوشیدہ اور مکر وحیلہ سے اُس کے
واقف ہو جائیگا اور جسنے صدق سے تمسک کیا تو اُسنے عروۃ الوثقی
سے تمسک کیا۔ ذوالنون نے کہا ہی کہ اللہ تعالے کے لیے اُسکی زمین مین البتہ
ایک ایسا تلوار ہی کہ کسی شی پر نہین رکھا کہ اُسنے قطع کر ڈالا اور وہ صدق ہی اور
صدق کے معنی مین منقول ہی کہ ایک عابد بنی اسرائیل سے تھا کہ جسکو ایک
ملکہ نے اپنے لیے چاہا تھا تو اُسنے کہا کہ علیحدہ مجھے پانی کی طرف لے چلو تا کہ مین
غسل کر کے پاک صاف ہو جاؤن بعد ازان محل مین ایک موضع پر سے
چڑھانے لگی تو اُسنے اپنے تئین وہان سے گرا دیا اُسوقت اللہ تعالی نے
فرشتہ ہوا کو وحی بھیجی کہ میرے بندہ کو لینا راوی کہتا ہی کہ اُسنے تھام لیا اور
زمین پر آہستہ سے رکھ دیا سو ابلیس سے کہا گیا کہ تو اُسے اغوا کر سکتا ہی اُسنے
کہا کہ میرے لیے غلبہ اُس شخص پر نہین ہی جسنے ہوی اپنے کی مخالفت کی

اور اپنے نفس کو اللہ کے واسطے بدل کر دیا۔ اور مرید کے لیے سزاوار ہی کہ اسکو
ہر شے مین نیت اللہ کے واسطے ہو یہان تک کہ اُسکے کھانے اور پینے مین اور
لباس پہننے مین اور نہ پہنے مگر اللہ کے واسطے اور نہ کھائے مگر اللہ کے لیے
اور نہ پیے مگر اللہ کے لیے اور نہ سوئے مگر اللہ کے لیے اسواسطے کہ یہ سب باتین
بانیت کی ہین جنکو نفس پر داخل کیا ہی سو جب وہ اللہ کے واسطے ہوئین تو
نفس معصیت کی طلب نہ کریگا اور اُن باتون کی اجابت کرے گا جو اُس سے
منجلہ معاملات اور اخلاص اللہ کے واسطے چاہا جائے گا اور جبکہ کسی شے مین
رفق نفس سے داخل ہو مگر نہ اللہ کے واسطے بلا نیت صالحہ تو یہ اُسپر وبال
ہوگا۔ اور حدیث مین وارد ہی کہ جو شخص اللہ کے واسطے خوشبو لگالے تو وہ
قیامت کے دن آئے گا اور اُسکی خوشبو معطر زیادہ مشک خالص سے ہوگی
اور جسنے خوشبو غیر اللہ عزوجل کے لیے لگائی وہ قیامت کے دن ایسا آئے گا
کہ اسکی بو مردار سے بدتر بو مین ہوگی۔ اور کہا گیا ہی کہ انس کہا کرتے خوشبو لگاؤ
کہ وہ مشک سے کفایت کرتا ہی اسلیے کہ ثابت مجھ سے مصافحہ کرتے اور میرے
ہاتھون کو بوسہ دیتا ہی اور وہ لوگ نجات کے لیے اچھا لباس پہنتے تھے کہ اُسکے
ساتھ تقرب الی اللہ اپنی نیت کے ساتھ کرتے تھے پس مرید کو سزاوار ہے
اپنے تمام احوال اور اعمال اور اقوال کا تفقد اور تجسس کرے اور اپنے نفس
سے مسامحت اسکی نہ کرے کہ ایک حرکت سے متحرک ہو یا ایک کلمہ سے
تکلم ہو مگر اللہ تعالےٰ کے واسطے۔ اور ہم نے اپنے شیخ کے اصحاب سے اُن
لوگون کو دیکھا ہی جو ہر ایک لقمہ کے وقت نیت کرتے تھے اور اپنی زبان
سے بھی کھانے والا کہتا تھا کہ یہ لقمہ اللہ تعالےٰ کے واسطے ہے، اور قول سے
نفع نہین ملتا جب تک کہ نیت قلب مین نہ ہو اسواسطے کہ نیت عمل قلب ہی

اور زبان فقط ترجمان ہو سو جب تک اُسکو عزمیت قلب اللہ تعالے کے لیے مشتمل نہ ہوگی نیت نہ ہوگی۔ اور ایک مرد نے اپنی عورت کو پکارا اور وہ اپنے بالون کو سنوارتا تھا اور کہا مدری لاؤ اور مدری ایک چوب ہے سُرمہ کی سلائی کے مثال کہ سر کے بال اُس سے درست کرتے ہین عورتنے کہا کہ کیا مدری اور آئینہ لاؤن تو مرد خاموش رہا بعد ازان اُسنے کہا کہ ہان پھر اُس سے سامع نے کہا کہ تو خاموش ہو رہا اور آئینہ سے توقف کیا ازان بعد تونے کہا ہان تو اس مرد نے کہا کہ مین نے اس عورت سے بہ نیت کہا تھا کہ مدری لاؤ سو جب اُسنے کہا اور آئینہ تو مجھے آئینہ کے لیے نیت نہ تھی سو مین ٹھہر گیا یہان تک کہ اللہ تعالے نے میرے لیے نیت کو مہیا کیا تو مین نے کہدیا کہ ہان۔ اور ہر ایک مبتدی جو اپنی ہدایت کی اساس کو یار آشنا اور دوستون کی جدائی سے مضبوط نہین کرتا اور وحدت کے ساتھ تمسک نہین کرتا اُسکی ہدایت استقرار اور قیام نہین پاتی۔ اور ہر آئینہ کہا گیا ہو کہ قلت صدق سے ہمنشینون کی کثرت ہو اور سب سے زیادہ نافع خاموشی ہو اور یہ کہ کان اُسکے لوگون کے کلام کو راہ نہ دین اسواسطے کہ اقوال مختلفہ سے باطن اُسکا متغیر اور متاثر ہوتا ہو اور جو شخص کہ اپنا کمال زہد دنیا مین اور اپنا تمسک حقائق تقوی کے ساتھ نہین جانتا تو کبھی اُسکو معرفت اُسکی نہ ہوگی سو اسطے کہ عدم معرفت اُسکی کشود خیر اُسپر نہین کرتی اور مبتدیون کے باطن موم کی مثال ہین کہ ہر ایک نقش کو قبول کر لیتا ہو اور بسا اوقات مبتدی لوگونکی طرف صرف دیکھنے سے نقصان اُٹھاتا ہو اور فضول نظر اور فضول مشی سے بھی متضرر ہوتا ہو تو چاہیے کہ سب چیزون سے ضرورت پر توقف کرے اور ضرورت کو دیکھے حتے کہ اگر بعضے راستہ پر چلے تو وہ کوشش کرے کہ نظر اُسکی

اُس طریق کی طرف ہو جسپر وہ چلتا ہو نہ داہنی طرف دیکھے اور نہ بائین طرف
نظر کرے بعد ازان اپنے تئین اُس جگہ سے بچائے جسکی طرف لوگونکی نظر پڑتی ہو
اور وہ معلوم کرین اُس سے کہ رعایت کی جائے اور احتراز ہو اسواسطے کہ
لوگون کا اُس سے اس بات کا جان لینا اُسکے لیے مضر تر اُسکے فعل سے ہو اور
شئی فضول کو حقیر نہ جانے اسواسطے کہ ہر ایک شئے قول اور فعل و نظر اور سمع
سے جو کچھ ہو اور حد ضرورت سے خارج ہو تو وہ منجر بہ فضول ہوگی بعد ازان
وہ صول کے تضییع کو پہونچے گی۔ (سفیان کا قول ہو) کہ وجہ اسکی کہ تضییع
اصول سے لوگ وصول سے محروم رہے یہ ہو کہ جو شخص قول اور فعل مین
ضرورت کا پابند نہ ہو وہ اسپر قادر نہین ہو کہ مقدار حاجت پر طعام اور شراب
اور خواب سے توقف کرے اور جب کہ آدمی ضرورت سے آگے بڑھا تو اسکے
قلب کی عزیمتین گر پڑتی ہین اور ایک عزیمت دوسری عزیمت کے بعد تحلیل
ہو جاتی ہو سہل بن عبد اللہ نے کہا ہو کہ جس شخص نے اللہ کی عبادت اختیار
نہین کی وہ خلق کی عبادت اضطرارًا کرتا ہو اور بندہ پر رخصت اور وسعت کے
رحمت
ابواب کشادہ ہو جاتے ہین اور دوسرے مرنے والون کے ساتھ خود بھی
مرجاتا ہو اور مبتدی کو سزاوار نہین ہو کہ ایک کسی کو ارباب دنیا سے جانے
پہچانے اسواسطے کہ انکی جان پہچان اسکے لیے زہر قاتل ہو اور حدیث مین
وارد ہو کہ دنیا مبغوض الٰہی ہو سو جس کسی نے ایک رسی بھی اسکی پکڑی
تو وہ دوزخ کی طرف کھینچ لے جاتی ہو اور کوئی رسی اسکی رسیون سے
نہین ہو مگر یہ کہ مثل اسکے اولاد اور طالبین اور محبین کے سو جس کسی نے
انکو جان پہچان لیا تو انکی طرف منجذب ہوا چاہیے یا انکار کرے اور
مبتدی کو چاہیے کہ اُن فقیرون کی مجالست سے بھی احتراز کرے جو

قیام لیل اور صیام نہار کے قائل نہین ہین اسواسطے کہ اُسپر اُن لوگون سے
وہ چیز پہونچتی ہی جو بدتر اُس سے ہی جو کہ اہل دنیا کی مجالست سے
پہونچتی ہی اور اکثر اوقات وہ فقرا اسکی طرف اشارہ کرتے ہین کہ اعمال
متعبدین کا شغل ہی اور ارباب احوال اس سے ترقی کر گئے ہین اور
فقیر کو سزاوار ہی کہ فرائض رمضان کے روزون پر کرے فقط اور نہین
سزاوار ہی کہ اس کلام کو بالکل اپنے کان مین جگہ دے کہ ہمنے امتحان کیا
اور آزمایا ہی سب کلامون کو اور ہم فقرا اور صالحین کی صحبت مین بیٹھے
ہین اور ہم نے دیکھا ہی کہ جو لوگ یہ قول کہتے ہین اور فرائض بدون
سنن و نوافل کے پڑھتے تھے وہ قصور کرتے ہین حالانکہ وہ اپنے احوال
مین صحیح ہین پس بندہ پر ہر ایک فرض اور نفل کی پابندی واجب ہے
اور اُسی سے اُسکا قدم آغاز مین قائم ہوگا اور خصوصًا روز جمعہ کی رعایت
کرے اور اُسکو اللہ تعالے کے واسطے خالص گردانے کہ جسمین اپنے
نفس کے احوال اور مآرب سے نہ ملائے اور صبح ہی جامع مسجد آفتاب
نکلنے سے پہلے غسل جمعہ کے بعد جاوے اور اگر غسل قریب وقت نماز کے
بحالت امکان کرے تو اور اچھا ہی۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی کہ اے ابوہریرہ جمعہ کے لیے غسل کر اگرچہ رات کی غذا کے بدلے
پانی خریدے اور کوئی شے نہین ہی مگر یہ کہ ہر آئینہ اسے اللہ تعالے نے حکم
دیا ہی کہ وہ جمعہ کے لیے غسل [illegible] اسلیے کہ غسل جمعہ
کفارہ اُن گناہون کا ہی جو دو جمعہ کے مابین وقوع مین آئے اور نماز
تفرج اور دنیا [illegible] اور تمام لوازم کے ذکرون سے [illegible]
[illegible] آئے صلوٰۃ جمعہ تک مشغول رہے اور جامع مسجد [illegible]

یہان تک کہ فرض عصر کو ادا کرے اور بقیہ دن کو تسبیح اور استغفار اور درود شریف کے شغل مین گزارنے اسواسطے کہ وہ اُسکی برکت تمام ہفتہ مین دیکھے گا حتے کہ اُسکا ثمرہ بروز جمعہ دیکھے گا - اور البتہ بعض صادقین سے ایسے تھے کہ اپنے احوال اور اقوال اور افعال کو ہفتہ بھر منضبط کرتے تھے اسواسطے کہ روز جمعہ ہر ایک صادق کے لیے روز ترقی ہے اور جو کچھ روز جمعہ کو پاتا ہے وہ ایک معیار اور بانگی ہوتی ہے جسکے ساتھ تمام ہفتہ گذشتہ کا اعتبار ہوتا ہے اسواسطے کہ جب ہفتہ سلیم ہو تو روز جمعہ اسمین زیادہ انوار و برکات کا ہوتا ہے اور جو روز جمعہ ظلمت اور زحمت نفس اور قلب انشراح پاتا ہے سو جب کہ ہفتہ مین تضییع کی تو اُسکو جانتا اور اعتبار کرتا ہے اور قطعاً پوشاک آدمیون کے لیے پہننے سے پرہیز کرے جو کپڑون سے بڑھ چڑھ کر ہون یا پوشاک منقشین کی جو زاہدون کا سا ہو تاکہ بچشم زاہد اُسکو دیکھین سو اعلےٰ درجہ کے لباس مین آدمیون کے لیے ہوتی ہے اور سخت لباس کے پہننے مین رہا ہے سو پوشاک نہ پہنے مگر اللہ تعالےٰ کے واسطے - ہمین یہ خبر پہونچی ہے کہ سفیان نے ایکبار اُلٹا قمیص پہنا اور اُسے علم اُسکا نہ ہوا حتی کہ دن چڑھ گیا اور اُسکو بعضون نے آگاہ کیا تو اُسنے چاہا کہ اُسے اُتارے اور تغ اُسکا بدلے پھر رُک گیا اور کہا اُسے مین نے بہ نیت اللہ پہنا ہے سو مین اُسے نہین بدلتا کہ بہ نیت الناس لیے پہنون تو چاہیے کہ بندہ اُسکو جانے اور اُس سے عبرت پکڑے اور مبتدی کے لیے یہ ضرور ہے کہ اُسکو تلاوت قرآن سے ایک بہرہ ہو اور جو حفظ اُسے کرے تو چاہیے کہ قرآن سے یاد کرے اگر سبع یعنے ساتوین حصہ سے تمامی تک تھوڑا یا بہت جیسے ممکن ہو اور اُس شخص کا قول ساقط نہ کرے جو کہے کہ ذکر واحد کی ملازمت تلاوت قرآن سے فضل ہے

منضبط

اللہ

اسواسطے کہ بندہ تلاوت قرآن سے نماز کے اندر اور باہر وہ تمام چیزین اللہ تعالےٰ
کی توفیق سے پاتا ہی جنکی وہ تمنا رکھتا ہے۔ اور بعض مشائخ نے جو یہ قاعدہ
اختیار کیا ہی کہ مرید ہمیشہ ذکر واحد کو کیا کرے سو اسواسطے کہ اُسکا ارادہ جمع
اسمین ہو جاے اور جس شخص نے کہ تلاوت کو خلوت مین لازم اپنے ذمہ کرلیا
اور تنہائی کے ساتھ پابندی کی اُسے تلاوت اور نماز کامل تر اُس سے فائدہ
دے گی جو ذکر واحد دیتا ہی پھر جب کہ بعض وقت تھک جائے تو نفس کو
ذکر پر کاربند کرے اور ذکر کی طرف تلاوت سے اُتارے اسواسطے کہ وہ
نفس پر سبک تر ہی اور یہ اوار ہی اسکا جان لینا کہ اعتبار قلب کے ساتھ ہی
[illegible] عمل تلاوت اور نماز اور ذکر سے ہین کہ انمین قلب اور لسان دونون
جمع نہ ہون تو کسی شمار اور قدر مین نہین ہین اسواسطے کہ وہ عمل ناقص ہی اور
وساوس شیطانی اور حدیث نفس کو حقیر نہ جانے اسواسطے کہ وہ مضر ہی اور مرض
سخت ہی پس چاہیے کہ نفس سے مطالبہ اسکا کرے کہ اُسکی تلاوت مین معنی
قرآن کے بجاے حدیث نفس کے اُسکے باطن سے گذرانے سو جس طرح کہ تلاوت
لسان پر ہو جسکے ساتھ وہ مشغول ہی اور اُسے دوسرے کلام سے نہین ملاتا
اسے چاہیے کہ معنی قرآن قلب مین ہو کہ اُسکو حدیث نفس سے نہ ملاوے اور
اگر عجمی ناخواندہ ہو کہ معنی قرآن نہین جانتا تو مراقبہ جلیہ باطن کا کرے اور
باطن اسکو مطالعہ نظر اللہ میں [illegible] جسکی طرف ہو مشغول ہو جاے اسکے کہ
[illegible] اسواسطے کہ وہ اُسپر کیفیت سے [illegible] ارباب مشاہدہ سے
ہو [illegible] جب قرآن کو سنتے ہین تو وہ آخر
کی [illegible] بھول سکے [illegible]
[illegible] کریگا اُس سے

ثبات اُسکے قدم کا ہو سہل کا قول ہو کہ جسقدر التجا اور افتقار اللہ کیطرف لازم
کریگا اُسیقدر بلا کو پہچانے گا اور جسقدر کہ معرفت بلا اُسکو ہوگی اُسیقدر نیازمندی
اللہ کیطرف ہوگی پس دوام افتقار اللہ تعالےٰ کیطرف اصل ہر ایک خیر کی ہو
اور ہر ایک علم باریک کی کنجی بطریق قوم مین ہو اور یہ افتقار کل انفاس کے ساتھ
کسی حرکت کو ہاتھ مین نہ لائے اور نہ کسی کلمہ کے ساتھ مشتغل ہو بغیر اسکے کہ افتقار
الی اللہ نہین ہو اور ہر ایک کلمہ اور حرکت جو خالی اللہ تعالی کی رجوع اور افتقار سے
ہو وہ قطعاً خیر کا نتیجہ نہ دیگا اسکو ہمنے جانا ہو اور اسکو تحقیق کیا ہو - اور سہل نے
کہا ہو کہ جسنے ایک دم سے دوسرے دم تک بغیر ذکر کے انتقال کیا تو شک نہین
کہ اُسنے حال اپنا ضائع کیا اور جسنے اپنے حال کو ضائع کیا اقل درجہ اُسکا جو اُسکے
سر آئے دخول اُسکا اُن باتون مین ہو جو مقصود نہین اور ترک اُسکا اُن باتون کیلئے ہو
جو کہ مقصود ہین - اور ہمین یہ روایت پہونچی ہو کہ حسان بن سنان نے ایکدن کہا تھا
کہ یہ کس کا گھر ہو پھر اپنے نفس کیطرف اُسنے رجوع کی اور کہا مجھ سے اور اس سوال سے
کیا واسطہ ہو اور یہ نہین ہو مگر ایک ایسا کلمہ جو میری مراد نہین ہو مگر اس وجہ سے
کہ میرے نفس کو استیلا اور ادب کی قلت ہو اور اپنے نفس کو قسم دلائی کہ ایک سال
روزہ کفارہ اس کلمہ کا رکھے سو صدق کے سبب اُن مراتب کو حاصل کیا جن کو
حاصل کیا اور عزیمتون کی قوت سے جو مردون کی عزیمتین ہین پہونچے اُن مدارج کو
جنکو وہ پہونچے - جنید سے مروی ہو کہ اگر ایک صادق اقبال علی اللہ ہزار سال کرے
[illegible] اُسکے سامنے متوجہ رہے اور بعد ازان ایک لحظہ اُس سے منھ پھیر لے تو جسقدر کہ اُس سے فوت ہو
[illegible] وہ اُس سے ہو کہ جسکا اُسنے حاصل کیا [illegible]
[illegible]
[illegible]

احیاناً مائل حظ نفس کیطرف ہو اور اسکی علامت یہ ہر کہ حلاوت بعض طاعت مین پاوے اور بعض مین نہ پاوے اور جب وہ ذکر مین مشغول ہو تو روح نورانی ہو جاوے اور جب حظوظ نفس مین مشغول ہو تو اذکار سے محجوب ہو جائے۔ اور صدیق وہ کہ ظاہر اسکا مستقیم ہو اور باطن اسکا عبادت آلہی کرتا ہو تلوین احوال سے کہ اسکو اللہ اور اذکار سے نہ کھانا اور نہ سونا اور نہ پینا اور نہ طعام محجوب کرے اور صدیق اپنے نفس کو اللہ کے واسطے چاہتا ہو اور صدیقیت سب احوال سے قریب تر نبوت کے ہر۔ (ابو یزید نے کہا) آخر نہایات صدیقین اول درجات انبیا ہر۔ اور جاننا چاہیے کہ جو ارباب مقامات ہین اُنکے ظاہر اور باطن اللہ کے واسطے مستقیم ہو گئے ہین اور اُنکے ارواح ظلمات نفوس سے رہا ہو گئے ہین اور بساط قرب پر وہ چلتے ہین اور اُنکے نفوس با انقیاد اطاعت اور صالحہ قلوب چاہتے ہین اور اجابت ہر ایک چیز کی وہ کرنے والے ہین جسکی اجابت قلوب کی کرتے ہین اُنکے ارواح مقام علے سے متعلق ہین جنمین آتش ہوی منطفی ہو چکی ہر اور اُن کے باطنون مین علم صریح خمیر ہو گیا اور آخرت اُنپر منکشف ہو گئی جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابی بکر رضی اللہ عنہ کے حق مین فرمایا ہر جو چاہے کہ ایک میّت کو دیکھے جو روے زمین پر چلتا ہو تو چاہیے کہ ابی بکر کو دیکھے یہ اشارہ رسول مقبول علیہ السلام سے اسکی طرف ہر جو مکشوف اُسے علم صریح سے ہوا جبکہ عوام مومنین نہین پہونچے مگر جب کہ مر جائین جبکہ کہا جائے گا فکشفنا عنک غطائک فبصرک الیوم حدید اور ارباب نہایات کی ہوی مر گئین اور اُنکی روحین آزاد ہو گئین۔ اور یحیٰ بن معاذ نے کہا جب کہ اُنسے عارف کی نسبت سوال کیا گیا تھا کہ ایک آدمی اُنکے ساتھ ہر اُنسے جدا یعنی غائب ہین خلق کے ساتھ اور قلب مین حق کے ساتھ ہے اور ایکبار کہا کہ عبد کان فبان یعنی ایک بندہ تھا سو جدا ہو گیا۔ پس

ارباب نہایات جو ہین وہ اللہ تعالے کے نزدیک اپنی حقیقت کے ساتھ مین
باخبر مین پڑے ہوئے اجل مسمیٰ کی توقیت سے ہین اللہ تعالے نے اُنکو اپنی
خلق کے لیئے لشکر سے گردانا ہے انہین سے وہ ہدایت کرتا ہے اور اُنہین سے وہ ارشاد فرماتا ہے اور انہین سے
وہ اہل ارادت کو جذب کرتا ہے کلام اُسکا دوامی ہے اور نظر اُنکی دوامی ظاہر اُن کا
حکم کے ساتھ محفوظ ہے اور باطن اُنکا علم سے معمور ہے۔ ذوالنون نے کہا ہے
کہ عارف کی علامتین تین ہین ایک یہ کہ نور اُسکی معرفت کا اُسکے نور ورع کو
منطفی نہین کرتا اور باطن مین علم سے اعتقاد کرے جو حکم سے ظاہر مین اُسپر
منقوض اور شکست ہو گیا اور کثرت نعمت الٰہی اور کرامت الٰہی اُس عارف کو
محرمات الٰہی کی پردہ دری پر برانگیختہ نہین کرتی سو ارباب نہایات جسقدر نعمت
مین زیادہ ہوئے اُسی قدر عبودیت مین زیادہ ہوے اور جسقدر دنیا مین بڑھے
قرب مین بھی بڑھے اور جس قدر جاہ و رفعت مین ترقی یاب ہوے تواضع
اور خواری مین ترقی کی اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یعنی وہ مومنین
کے ساتھ عاجزی کرنے والے ہین اور کافرون پر غلبہ کرنے والے ہین۔ اور
جسقدر کسی خواہش کو نفوس کی خواہشون سے پہونچے سکر صافی کا اُنسے
استخراج کیا کہ وہ کبھی شہوات کو حاصل کرتے ہین کہ نفوس کے ساتھ ترقی کرین
اسواسطے کہ نفس اُنکے ساتھ ایک بچے کی مثل ہے کہ ایک شئے کے ساتھ لطف
کیا جاتا ہے اور اُسکے لیے ایک تحفہ مین دیجاتی ہے اسواسطے کہ وہ مقہور
زیر سیاست ہے مرحوم ہے اور ملطوف بہ ہے اور کبھی وہ شہوات سے نفوس کو باز
رکھتے ہین تاکہ پیروی انبیا کی کرین اور شہوات دنیویہ سے قلت کو اختیار
کرین۔ یحییٰ بن معاذ کا قول ہے کہ دنیا ایک عروس ہے کہ مشاطہ اُسکی اُسکو
طلب کرتی ہے اور جو زاہد ہین ہے اُسکا منھ کالا کرتا ہے اور اُسکے بالون کو

اکھیڑتا ہو اور اُسکے کپڑون کو پھاڑتا ہو اور جو عارف باللہ ہو وہ اپنے شبہہ سے
مشغول ہے اور اُسکی طرف التفات نہین کرتا۔ اور جاننا چاہیے کہ منتہی
باوجود اپنے کمال حال کے بھی وہ سیاست نفس اور منع شہوات اور کثرت
صیام اور قیام لیل اور انواع بر کی احتفاظ سے مستغنی نہین ہوتا اور ایک خلق
نے یہین غلطی کی ہو اور اُنھون نے خیال کیا ہو کہ منتہی زیادات اور نوافل سے
مستغنی ہو اور کچھ اُسکے قلب پر مواخذہ نہین ہو اگر قدرت اور شہوات مین دست
درازی کرے اور یہ ایک خطا ہو نہ اِس حیثیت سے کہ عارف کو اُسکی معرفت
سے محجوب کرتی ہے لیکن مقام ترقی اور مزید سے ٹھہرا دیتی ہو اور ایک قوم
نے جب دیکھا کہ یہ اشیا اُنہین بفسادت اثر نہین کرتی ہین اور نہ وہ محجوب
حجاب ہین تو اُنکی طرف مائل ہوئی اور اُنہین دست درازی کی اور اداے فرائض
پر قناعت کی، اور کھانے اور پینے مین وسعت دی اور یہ انبساط اُنسے ایک
بقیہ سکر احوال سے ہو اور مقید ہونا نور حال سے اور بالکل خالص نہ ہونا
نور حق کی طرف ہو اور جو کوئی نور حال سے رہا ہو کر نور حق کو پہونچا اُس سے
بقایاے سکر دور ہو جاتے ہین اور نفس اُسکا مقام عبودیت پر توقف کرتا ہے
جیسے کوئی ایک شخص عام مومنین سے کہ وہ تقرب صلوٰۃ اور صوم اور انواع بر سے
کرتا ہو یہان تک کہ راستہ سے کنکر پتھر ہٹاتا ہو اور کچھ استکبار اور انکار
اُس سے نہین کرتا کہ عوام مومنون کی صورتون مین عود کرے باین وجہ کہ
اظہار ارادت کا ہر ایک نیکی اور وسیلہ سے کرے اور وہ شہوات کے ساتھ
کبھی موافقت کرتا ہو اگر نفس شہوات کے ساتھ [illegible] کرے جو نہایت مطیع
اور [illegible] ہو اور اُسکو شہوات سے کبھی منع
کرتا [illegible] اُسکو [illegible] فرق اعتبار [illegible]

کیونکہ اگر وہ حد اعتدال سے تجاوز کرے عطا سے مراد ہے ایک وقت اور
اُسے ایک وقت منع کرے تو اُسکی طبیعت تباہ اور فاسد ہو جائے سو اسطے کہ
جبلت کے نزع سے سیاست علم کے مساہمت کا گریز ہے اور جب تک جبلت
باقی ہے سیاست علم سے اُسکو چارہ نہیں ہے اور یہ باب غامض ہے کہ منتہی جب
اُس سے نہایات مین خارج و داخل ہو چکتے ہین اور میل واقع ہوتا ہے
اور اُس سے باب ترقی مسدود ہو جاتا ہے پس منتہی لینے اور چھوڑنے مین
خاصیہ اختیار کا مالک ہے اور اُسے چارہ نہیں ہے اس سے کہ اعمال اور حظوظ
کو لے یا چھوڑ دے سو اعمال مین اخذ اور ترک ناگزیر ہے کبھی وہ اعمال کرتا ہے
جیسے صادقین سے ایک شخص کرتا ہو اور کبھی وہ اعمال کی مستی کو ترک کرتا ہے
تاکہ نفس کے ساتھ نرمی کرے اور کبھی حظوظ اور شہوات نفس کے لیے مرادات
حاصل کرتا ہے اور کبھی اُسے چھوڑ دیتا ہے کہ جس سیاست سے نفس کی خبر لیتا ہے
وہ ان سب باتون مین مختار ہے پس جو شخص آرمیدہ ہوا اُسنے سب حظوظ
بالکل چھوڑ دیے اور وہ زاہد تارک تمام ہے اور جسنے اُسکے لینے مین سست آوری
کی تو وہ راغب تمام ہے اور منتہی دونون طرف کو لیے ہوئے ہے سو اسطے کہ
وہ نہایت اعتدال پہ قائم سیدھی راہ پر افراط اور تفریط کے درمیان ہے پس
جو شخص کہ اُسکی طرف نہایت مین یہ اقسام کثیر سے گئے اور اُسنے زاہد بنکر انکین
زہد مین سے لیا تو وہ ترک اختیار سے مقید و حال ہے اور تارک الاختیار جو نفس ہی
کے ساتھ قائم ہو حال سے [illegible] مقید ہے اور جس طرح کہ زاہد [illegible] تارک
اختیار ہے [illegible] طرح زاہد زہد مین دنیا سے [illegible] چیزون کا [illegible]
[illegible] نہین اس وجہ سے کہ فعل الٰہی کو دیکھتا ہے [illegible]
مستقر ہو گیا تو وہ مقید اخذ کا ہے [illegible] ترک کا [illegible] وہ ایک وقت [illegible] کرتا ہے اور

اختیار اُسکا اختیار اللہ سے ہی اور ایک وقت وہ لیتا ہی اور اختیار اُس کا
اختیار اللہ سے ہی اور اسیطرح اِسکے نفل روزے اور نفل نماز ہی کہ ایک وقت
اُنکو ادا کرتا ہی اور ایک وقت نفس کے لیے ٹال دیتا ہی اسواسطے کہ وہ مختار
صحیح فی الاختیار دو حال مین ہی اور یہی صحیح ہی اور نہایۃ النہایۃ ہی اور جو
حال کہ مستقر اور مستقیم ہو وہ مشاکل حال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی اور
اسیطرح تھے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ رات کو کھڑے ہوتے
اور رات کو کھڑے بالکل نہ ہوتے اور ایک مہینہ روزہ رہتے اور ایک مہینہ
بالکل روزہ نہ رہتے سواے رمضان کے اور خواہشون کو حاصل کرتے تھے
اور جبکہ ایک شخص نے کہا کہ مین نے ارادہ کیا ہی کہ مین گوشت نہ کھاؤن تو آپ نے
فرمایا مین گوشت کھاتا ہون اور اُسے دوست رکھتا ہون اور اگر مین اپنے
رب سے مانگتا کہ مجھے ہر روز کھلاوے البتہ مجھے کھلاتا اور یہ مجھے دلیل اسپر ہی
کہ ہر آئنہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسمین مختار تھے اگر چاہا تو کھایا اور
چاہا تو نہ کھایا اور آپ کھانے کا ترک اختیار کرتے تھے اور ہر آئنہ ایک قوم پر
فتنہ آگیا جب کبھی اُنسے کہا گیا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لیا
کیا ہے تو وہ کہتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شرع کے جاری
کرنے والے تھے اور یہ ہمل محض ہی جبکہ وہ قائل اسکے ہون کہ انکو پیروی
اسکی لازم نہین اسواسطے کہ رخصت اسکے قول کی حد پر ٹھہرتا ہی اور عزیمت
اسکے فعل کی پیروی ہی اور قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارباب رخصت
کے لیے اور فعل اسکا ارباب عزائم کے لیے سب کہہ منتہی جو ہوا اسکا حال حرکات
اور نقل حال رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کی حق کی طرف خلق کی عزت
اور بلانے میں ... جو کچھ کہ اسپر رسول علیہ الصلوۃ والسلام اعتماد کرتے تھے

سزاوار ہے کہ اسپر یہی اعتماد کرے اور قیام لیل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صیام نفل اس سے خالی نہ تھے کہ یا تو اسکی اقتدا کرے یا کسی ترقی کے لیے جب وہ اس سے حاصل کرتے ہیں پھر اگر وہ اقتدا کے واسطے تھا تو منتہی بھی جو اسکا مقتدی ہے چاہیے کہ ویسا ہی کرے اور صحیح اور حق یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فقط ابتدا کے لیے نہیں کیا بلکہ اس سے آپ ترقی پاتے تھے اور یہ وہ ہے جو ہم نے تہذیب جبلت سے بیان کیا اللہ تعالے نے آپکی طرف مخاطب ہوکر فرمایا ہے کہ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین یعنی اور رب اپنے کی عبادت کر یہانتک کہ تجھے موت آوے اسواسطے کہ آپ نے انکے ساتھ زیادہ مدد حضرت الٰہیت سے چاہی اور سخی کے دروازہ کو کھٹکھٹایا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام محتاج ترقی کے اللہ تعالے کی طرف سے اور غیر مستغنی اس سے ہیں زان بعد اسمین ایک سر غریب ہے اور وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ جنسیت نفس کے واسطے سے خلق کو حق کیطرف بلاتے ہیں اور اگر رابطہ جنسیت نہ ہوتا تو آپ سے نہ ملتے اور نہ آپ سے فائدہ اٹھاتے اور انکے نفس پاک اور اتباع کے نفوس مین ایک رابطہ تالیف کا ہے جبکہ انکی روح اور انکے ارواح مین رابطہ تالیف کا ہے اور رابطہ تالیف یہ ہے کہ نفوس مالوف باہم آپ ہوگئے جیسے کہ ارواح پہلے مالوف ہمدیگر ہوگئین اور ہر ایک روح کے لیے اسکے نفس کے ساتھ تالیف خاص ہے اور سبھوں اور تالیف اور امتزاج ارواح و نفوس کے درمیان واقع ہے اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عمل کرتے کہ اسکے نفس اور اتباع کے نفوس کا تصفیہ ہو سو جس قدر انکے نفس کو احتیاج ہوتی تھی وہ

کام اس سے نے لیتے اور جو اُس سے زیادہ ہوتا نفوس اُمت کو بہونچتا اور اسیطرح منتہی اس بات پر اپنے اصحاب اور اتباع کے ساتھ ہی تو زیادات اور نوافل سے تخلف نہ کرے اور نہ لذات اور شہوات مین پانون پھیلانے مگر ایک لالت سے جنکو نفس مخصوص کرے اور انہین سے اعتدال کا حق پورا نہین ادا کیا جاتا مگر جبکہ تائید الٰہی اور نور حکمت ہو اور جو شخص کہ غیر کے لیے صحت جلوہ کا محتاج ہو تو اُسے لابد ہی کہ حق سے خلوت صحیح رکھے تاکہ اُسکی جلوت اُسکی خلوت کی حمایت مین ہو۔ اور جو شخص کہ اُسکو معلوم ہو کہ تمام اوقات اُسکے خلوت ہین اور اُسے کوئی شے حجاب نہین اور ہر آئینہ اُسکے اوقات باللہ اور للہ ہین اور کوئی نقصان نہین دیکھتا اسواسطے کہ اللہ نے اُسکو حقیقت مزید و ترقی کے لیے فہم و فطنت نہین دی تو وہ اپنے حال مین صحیح ہی علاوہ اسکے کہ وہ زیر قصور ہی اسواسطے کہ سیاست جلبت کے لیے آگاہ نہین کیا گیا اور نہ اُسکو تملیک اختیار کا سر بتلایا گیا اور نہ وہ واقف بیان سے ہوا مر روش پاک یعنی ملت حنفیہ سے اور ہر آئینہ مشائخ سے ایسے کلمات بھی نقل کیے گئے ہین جنمین اشتباہ کی جگہ ہی کہ انسان اُسے سنتا اور اُسپر عمل کرتا ہی اور اولے یہ ہی کہ وہ اللہ تعالے کیطرف نیاز مندی ہر ایک کلمہ مین کرے جسکو وہ سنے یہانتک کہ اُسکو اللہ انہین سے وہ بات سُنا دے جو کہ بہتر اور صواب ہی۔ بعضے صوفیہ سے منقول ہی کہ اُس سے کمال معرفت کا سوال کیا گیا تو اُسنے کہا کہ جب متفرقات اور پراگندگی جمع ہو اور احوال اماکن مستوی ہون اور نظر تمیز ساقط ہو جائیگا اور ایسے قول وہم مین ڈالتے ہین کہ خلوت اور جلوت مین تمیز باقی نہ رہے اور نہ صدور اعمال اور اُسکے ترک مین اور اُسے یہ نہین سمجھا جاتا اور اُس سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ قائل نے اس سے معنی خاص ارادہ کیا ہی یعنی حظ معرفت کسی ایک جا اُسے منجملہ احوال کے متغیر نہین ہوتا

یہ صحیح ہی اسواسطے کہ خط معرفت متغیر نہین ہوتا اور نہ وہ محتاج تمیز کا ہی اور حوال اسمین مستوی رہتے ہین لیکن خط مزید متغیر اور تمیز کیطرف محتاج ہوتا ہی اور اس کلام مین اور جواسے کلام مین ایسی کوئی بات نہین ہی جو خلاف ہمارے بیان کے ہو۔ محمد بن الفضیل سے سوال کیا گیا کہ عارفون کی حاجت کس چیز کیطرف ہے کہا انکی حاجت ایسی خصلت کیطرف ہی جس سے سب محاسن کامل ہوے اور آگاہ و خبردار ہوئے کہ وہ استقامت ہی اور جو کوئی کامل المعرفت ہوگا وہ استقامت مین کامل ہو سوارباب نہایت کی استقامت اتمام و تکمیل یہ ہی۔ اور بندہ ابتدا اعمال مین پکڑا جاتا ہی جسکے سبب وہ احوال سے محجوب ہی اور درجہ توسط احوال کے ساتھ محفوظ ہی کہ ہر آئنہ اعمال سے وہ محجوب ہوتا ہی اور انتہا مین اعمال اسکو حاجب احوال سے نہین ہوتے اور نہ احوال حاجب اعمال سے ہوتے ہین اور یہ بڑا فضل عظیم ہی۔ جنید سے پوچھا کہ نہایت کیا ہی کہا وہ رجوع الی البدایۃ ہی اور ہر آئنہ بعض صوفیہ نے قول جنید کی یہ تفسیر کی ہی اور اُسکے یہ معنی کیے ہین کہ وہ ہر آئنہ ابتدائے امر مین جہل کے اندر تھا پھر معرفت کو پہونچا بعد ازان وہ حیرت اور جہل کیطرف پھر گیا اور وہ مثل طفولیت کے ہی کہ جہل ہوتا ہی پھر علم ہوتا ہی پھر جہل ہوتا ہی اللہ تعالے نے فرمایا ہی لکیلا یعلم بعد علم شیئا۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہی خلق اللہ عارف باللہ زیادہ وہ ہی جو سب سے زیادہ متحیر اسمین ہو اور جائز ہی کہ معنی اُسکے وہ ہون جو ہمنے بیان کیے کہ وہ عمال سے ابتدا کرتا ہی پھر احوال میطرف ترقی کرتا ہی بعد ازان اعمال و احوال کا وہ جامع ہوجاتا ہی اور یہ منتہی کے لیے ہوتا ہی جو مراد اور طریق محبوبین مین ماخوذ ہو کہ اُسکی روح حضرت اللہ کیطرف منجذب ہوتی ہی اور وہ قلب طالب تبعیت ہی اور قلب نفس سے تبعیت چاہتا ہی اور نفس قالب سے سو وہ بالکل قائم باللہ

اور ساجد بین یدی اللہ تعالےٰ ہو جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
سجد لک سوادی وخیالی یعنی واسطے تیرے میرے دل اور خیال نے سجدہ کیا
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو وللہ یسجد من فی السموات والارض طوعًا وکرہًا وظلالہم
بالغدو والاصال یعنی اور واسطے اللہ تعالےٰ کے سجدہ کرتا ہو جو آسمانون اور زمین
مین ہو خوشی اور ناخوشی اور سایہ اُنکون کا صبح وشام سجدہ کرتا ہو اور ظلال
قوالب سجدہ سجود ارواح کے ساتھ کرتے ہین اور اُسوقت روح محبت اُنکے
تمام اجزا مین سرایت کر جاتی ہو سو وہ لذت حاصل کرتے ہین اور ذکر اللہ تعالےٰ
سے اور تلاوت کلام اُسکے سے محبۃً تنعم اور خوشی کرتے ہین پس اللہ تعالیٰ اُنکو
محبوب رکھتا ہو اور اُنکو محبوب خلق کر دیتا ہو اپنی نعمت سے جو انبر ہو اور اپنے
فضل سے بنا بر اسکے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہو کہا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ البتہ اللہ تعالےٰ جب کسی اپنے بندہ کو محبوب
رکھتا ہو تو جبرئیل منادی کرتے ہین کہ اللہ تعالےٰ نے فلان کو دوست رکھا سو
مین اُسے دوست رکھتا ہون پھر اُسے جبرئیل دوست رکھتا ہو بعد ازان جبرئیل
آسمان مین منادی کرتے ہین کہ پھر آئینہ اللہ تعالےٰ نے فلان شخص کو دوست رکھا
ہو سو تم بھی اُسکو دوست رکھو پھر اہل آسمان اُسکو دوست رکھتے ہین اور اُسکے
لیے زمین مین قبولیت رکھی جاتی ہو اور اللہ ہی کے ساتھ مدد ہو اور عصمت اور توفیق ہو

بالخیر

تمت

نام کتاب	قیمت
الکیمیاے حکمت علم وادب کے فضائل	۰۲ر
اخلاق رضی اخلاق وتصوف کے مذاق کے مضامین از قاضی محمد رضی صاحب	۶ر
محبوب الاخلاق - اخلاق محسنی کا سلیس عام فہم ترجمہ	۹ر
رسالۂ شرافت - جوہر شرافت کے اصلی معنی -	۶ر
تہذیب احسانی - اس مین تہذیب وادب پر کافی بحث کی گئی ہے اور باادب بانصیب کے مقولہ کو ثابت کیا ہے -	۳ر
پندنامۂ وحید - ہر ایک بارہ مین بے بہا نصائح -	۰ر
اُردو ترجمہ ریاض رضوان گلستان کی شرح ریاض رضوان کا بغرض مفید عام ہونے کے اُردو ترجمہ کیا گیا ہے	۱۰ر
پندنامۂ حبیبی - قابل عمل نصائح -	۱ر
کشف الاسرار رسالہ بید شنید کا ترجمہ	۰۱ر
اظہار الحقیقت - اس مین بزرگون کو بُرا کہنے کے بُرے نتائج دکھائے گئے ہین	۱ر
کسب الانبیا جس مین بتایا ہے کہ پیشہ بُرا نہین ہے -	۱ر

نام کتاب	قیمت
ترجمۂ وصایاے امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ	۹ پ
عادۃ الانسان فی آخرۃ الایمان	۷ر
گلدستۂ جنان - گلستان سعدی کی عمدہ شرح ہے -	زیر طبع
حدیقۃ الاخلاق - بہت سے اخلاقی مضامین کا ایک عمدہ مجموعہ ہے -	۱۰ر
ڈیوٹی - یعنی فرض یہ انگریزی کی ایک مایۂ ناز اور بہترین تصنیف ہے جس کو پڑھکر ہر شخص معلوم کرسکتا ہے کہ اگر آدمی اخلاق ہمت اور جرات سے کام لے تو وہ سب کچھ کرسکتا ہے اور اُس کے واسطے دنیا مین مشکلات نہین ہین عجیب وغریب کتاب ہے	۸عہ ر

کتب اخلاقی فارسی اہل سنت

نام کتاب	قیمت
گلستان جلی قلم محررۂ منشی شمس الدین اعجاز رقم کاغذ سفید گندہ	۶عہ ر
گلستان جلی قلم حسب مراتب بالا	۲عہ ر
گلستان باتصویر ہر موقع اور محل کے لحاظ سے عمدہ عمدہ تصاویر	۱۰ر

نام کتاب	قیمت
گلستان معہ فرہنگ۔ متوسط قلم آخر مین مشکل معانی کی فرہنگ۔	۱۱/
گلستان باتصویر کاغذ حنائی و سفید رسمی سایز ۲۰/۲۶	۹/
گلستان معہ فرہنگ متوسط قلم محررہ منشی شمس الدین	۱۰/
گلستان محشی اردو اس پر طلباء کی آسانی کے لئے اردو حواشی چڑھائے ہین	۱۴/
شرح گلستان از ملا محمد اکرم ملتانی اس مین ہر ایک مشکل فقرے کی بخوبی تشریح کی گئی ہے۔	۱۳/
شرح گلستان از شیخ ولی محمد اکبر آبادی شارح مثنوی مولانا روم اسمین رموز تصوف کو خوب حل کیا گیا ہے	۱۳/
گلستان مترجم فارسی با ترجمہ اردو	۱۲/
گلستان خورد فارسی	۰۵/
بہار باران شرح گلستان مولانا غیاث الدین مصنف غیاث اللغات کی لکھی ہوئی ہے اور نہایت تحقیق سے یہ کتاب لکھی ہے۔	عہ۲/
تضمین گلستان سعدی منشی ہرگوپال	

نام کتاب	قیمت
تفتہ سکندر آبادی نے گلستان کے ہر ایک شعر پر مصرع لگائے ہین	۷/
بہارستان جامی اخلاق و نصائح مین قابل قدر ہے۔	۵/
خارستان حکایات پند و نصائح بطرز گلستان سعدی از ملا مجد الدین صاحب خوانی	۸/
بوستان جلی قلم محررہ منشی شمس الدین صاحب مرحوم اعجاز رقم	عہ۴/
ایضاً جلی قلم کاغذ رسمی حسب مراتب بالا	عہ/
بوستان محشی کلان۔ اسمین حواشی ضروری بھی درج ہین۔	۱۳/
بوستان محشی ادنی قلم مراتب بالا معہ ٹیٹل رنگین	۹/
بوستان محشی متوسط قلم مطبوعہ علوی	۸/
بوستان محشی خورد۔	۰۵/
بہار بوستان۔ یہ بوستان کی جامع شرح ہے۔	عہ/
اخلاق جلالی۔ مشہور و معروف	عہ۴/
اخلاق ناصری منتہیان فارسی کے درس مین داخل ہے۔	زیر طبع
اخلاق محسنی مرتبہ گلستان مشہور و معروف	۹/